REGISTERED NO A 781
THE
OUDH PUNCH
1926
LUCKNOW

جلد ۱۱ نمبر ۴۴

مضامین غیر

[illegible] دسمبر ۱۹۳۶ء

موتیا بند یعنی تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء)

صفحہ ۹۸ سے دوسرا باب شروع ہوتا ہے جسکا عنوان ہے "متوسطین کا پہلا دور" اس باب میں "ناسخ" کا ذکر بایں تمہید شروع کیا گیا ہے۔

مصحفی اور انشا [illegible] لکھنؤ میں
شاعری کا عام [illegible] جنکی
ذات سے شاعری [illegible] داری قائم تھی سب کے
سب دلی کے رہنے والے تھے۔۔۔۔ الخ

دُنیا جانتی ہے کہ لکھنؤ کوئی قدیم دار السلطنت نہیں ہے عام دستور کے مطابق ایک مقام (دلی) جڑا اور دوسرا مقام (لکھنؤ) آباد ہوا۔ اور انھیں لوگوں سے آباد ہوا جو کسی زمانے میں دلی کی جان و روح تھے خود لکھنؤ میں جو شرفا دار السلطنت یا دار الحکومت ہونے سے قبل آباد تھے اونکی زبان قصباتی زبان سے کسیقدر علیٰحدہ ضرور تھی مگر اوس میں دیہاتی زبان کے الفاظ زیادہ تھے اُنکی زبان کو دلی کی شستہ زبان سے بہت بُعد تھا۔ ہاں یہ ہے کہ ہم زبانی یہاں کی زبان برج بھاکھا کے اختلاط کے وجہ سے شیرینی لطافت اور لوچ زیادہ رکھتی تھی۔ اور جو بضاعت موجود تھی وہ دکنی یا پنجابی و مرہٹی زبان کے لکڑ توڑ الفاظ یا لہجے سے پاک تھی۔ اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ اُردو زبان پورب میں آتے ہی زیادہ لطیف ہوگئی۔ یہہ اون لوگوں کی تحقیق کا خلاصہ ہے جنھوں نے اون اساتذہ کے نتائج طبع کا مقابلہ جو دہلی سے لکھنؤ میں آئے اون شعرا کے کلام سے کیا ہے جو دہلی ہی میں رہے۔ اور اونکے کلام پر پورب کی بول چال کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ صاف لکھتے ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کے انداز کلام میں اوس وقت تک کوئی نمایاں فرق نہ تھا جب تک پوربی انداز گفتگو کا اثر بول چال پر اچھی طرح نہ ہو گیا۔ مثلاً "جائے ہے کھائے ہے" پورب میں کوئی نہ بولتا تھا پورب والے آوتا ہے جاوتا ہے کہتے تھے پھر "آتا ہے جاتا ہے" کے رواج نے ثقل دفع کر دیا لکھنؤ میں کوئی شخص اب آئے ہے جائے ہے نہیں کہتا مگر دلی میں جہاں "آتا ہے جاتا ہے" کہتے ہیں وہاں "آئے ہے جائے ہے" بھی تک مروج ہے۔

جن شعرا نے پورب کے خلاف کچھ کہا ہے وہ اونکے حُب وطن پر محمول ہے نہ پورب سے نفرت پر۔ پس میر مرحوم کا یہہ فرمانا ؎

خرابہ دلی کا وہ چند بہتر لکھنؤ سے تھا
وہیں میں کاش مرجاتا سراسیمہ نہ یاں آتا

ویسا ہی ہے جیسا کہ شاعر نے حضرت یوسفؑ کا قول نظم کیا ہے ؎

یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد
می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

اور مصحفی کا یہہ قول ؎

صحرائیان پورب کیا جانتے ہیں اسکو
اے مصحفی جُدا ہے انداز اس بیان کا

ممکن ہے کہ اعظم گڈھ کے متعلق ہو۔ کیا معنی کہ اوس زمانے میں بھی اعظم گڈھ سے تھان تاپٹی اور مشروع کے لکھنؤ میں آتے تھے۔ مصحفی نے کسی اعظم گڈھی کے سامنے اپنا کلام پڑھا ہوگا اور سخن فہمی کا مادہ سامع سے مفقود پاکر کہنا پڑا ہوگا "صحرائیان پورب الخ"۔ یا اونھوں نے کسی اعظم گڈھی استاد یگانہ سے "پہلو برتنا" کا محاورہ سُن سکے یا "نشتریت" کی فرمائش سے عاجز ہو کے فرمادیا ہو "صحرائیان پورب الخ"۔ آگے چل کے حضرت مصنف نے شیخ ناسخ کے اصلاحات بغیر کسی کتاب کا حوالہ دیئے نقل کئے ہیں۔

(۱) پہلے زبان اُردو کو ریختہ کہتے تھے لیکن ناسخ کے وقت سے اس کا نام اُردو رکھا گیا۔ اور ریختہ کا نام اُڑ گیا۔

حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خود ناسخ نے ایک موقعہ پر ریختہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۲) پہلے غزل کو ریختہ کہتے تھے۔ ناسخ نے غزل کا لفظ رائج کیا۔ اور اس لفظ کو متروک قرار دیا۔" خود ہی حاشیہ لکھتے ہیں "لیکن یہہ صحیح نہیں ہے سودا کا یہہ مشہور مصرع ہے ؎

سامنے اونکے میں لیکر یہہ غزل جاؤں گا

(۳) غزل کی زمینوں میں تصرف کیا اور ردیف کی بنا حروف روابط لینے کا۔ کے۔ کو۔ سے۔ نے پر۔ تک" اور حروف اثبات و نفی یعنی ہے اور نہیں وغیرہ پر رکھی۔
مگر اوسکی دلیل یہہ پیش کرتے ہیں ؎

سب زمینیں ہیں نئی بیتیں ہیں لے یار نئی
روز بان ریختہ کی اوٹھتی ہے دیوار نئی

اس شعر میں گو یا ردیف ہے "نئی" اور یہہ حرف ربط ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ذری غور سے دیکھیں یہہ حضرت خود ہی خواب دیکھتے ہیں خود ہی تعبیر دیتے ہیں۔ ایک کلیہ خود ہی قائم کیا اور حاشیہ پر اوسکا ابطال لکھکے تحقیق کی خامی اور تفتیش کے جنجال سے نجات حاصل کرلی نہ کلیہ صحیح نہ دلیل لبطلان۔ حصار بند ھا اور ہوا سمری بیمار کے وضو کی طرح جھٹ سے ٹوٹ گیا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف نے اوس جولاہے سے بھی کچھ دنوں استفادہ کیا ہے جسنے اپنی اولاد کو تانے جو کچھ بُننے کے تمام اصطلاحات بتادیئے تھے۔ کسی لڑکے نے پوچھا کہ اب تو کوئی کسر نہ رہی۔ شاگردوں کے اکمال فن میں باقی نہیں رہی۔ کہنے لگے ایک بات [illegible] مرتے وقت بتاؤں گا۔ روزی روز [illegible] اور لڑکے ان کے مرنے کا انتظار بہت اضطراب کے ساتھ کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے وہ یوم سعید بھی آگیا۔ دم لبوں پر تھا۔ جان کی ململ مکرات کے کانٹوں میں اولجھی ہوی تھی۔ تانے بانے کا تار سانس کا محتاج تھا کہ ایک شاگرد نے کہا اوستاد اب تو جو کچھ دل میں ہے وہ بھی بتادو۔ کہا کان قریب لاؤ۔ بڑبڑاتے ہوئے ہونٹوں کے نزدیک جب کان گیا تو فرمایا:۔
"بتا بالشت کو ہمار جا میں تجب او ہو جب اہی کمت ہیں"
اور شاید اسی وجہ سے مصنف صاحب کو چند سال

بعض ولن بجائے وی پی واپس کرنے پر قانع نہوسے جھٹ سے قلم اوٹھایا اور فتنۂ گرامی سفاہت انکا نی لکھ مارا :-

"جناب! ہم دیکھتے ہیں کہ چند روز سے آپ کی روش محسن قوم و الد قوم جد فاسد قوم عاشق قوم خادم قوم مخدوم اسلام ثانی رب علام (معاذ اللہ) چراغ دودمان عصمت و طہارت فرزند ہزم نبوت و رسالت ...

کے بارے میں قابل افسوس اختلاف رکھتی ہے۔ ہمنے آپ کے پرچے نہیں جیتیمر پہ کو چاک کیا اور اوس سے صاحب لوگون کی طرح استنجا کر ڈالا (بلا لحاظ اسکے کہ اس میں ملانا محترم کا اسم شریف ہے یا نہیں) اور بعد استنجا آتش سوزان سے اسکی تطہیر کر دی۔ مگر بلا جواب آپ نے ہمارے نام پرچہ بھیجا تو آپ ہی بھائیے گا۔ مانا کہ آپ کے قلم مین زور ہے اور آپ کا جواب اوسوقت تک کوئی نہین دے سکتا جب تک کہ آپ سے دس ہاتھ فحش گوئی مین بڑھا چڑھا نہو۔ لیکن اسکے یہ معنی ہرگز نہین ہو سکتے کہ آپ کے سے بندۂ حرص و آز و قاتل اسلام سے انتقام نہ لیا جائیگا۔ تو سمی جو آپ کا یہ جیتیمر انیست و نابود نہو جائے۔ اڈیٹر صاحب خدا آپ کو جہنم کے ساتوین طبقے مین پہونچائے تو بہ کیجئے۔ آپ دشمن قوم ہین دشمن اسلام ہین۔ دشمن مسلمین ہین۔ زیادہ حد ادب"!

توجہ کیا؟ ان ہری جگ۔ قابوچی۔ بندہ زر۔ زود باور۔ زود فریب۔ زود لاغر۔ ایمان فروش کذب پرور اخبار نویسون نے خریدارون کو ابتک اس قابل نہین ہونے دیا کہ انصاف کی بات پر کان دھرین! کسی صاحب فہم و بے غرض جریدہ نگار کی رائے پر غور و خوض کی زحمت کرین۔ انھون نے تو صرف اپنی لفاظی اور چکنی چپڑی باتون کا عادی بنا لیا ہے۔ (حالانکہ انکا کام تلقین صبر و راہنمائی سواء السبیل)

القصہ اب جو دو اڈیٹرون مین لڑائی ٹھنی ہے (جن مین کا ہر فرد قلم کا دھنی ہے) تو اسلام کا نام لے کے مانگ کھانے والے پرچے کچھ خواجہ کے طرفدار ہو گئے ہین کچھ حاجی کی حامی بیٹے ہین ایک کے نزدیک خواجہ کی ذات منزہ ہے دوسرے کے خیال مین حاجی کی شخصیت مبرا ہے۔ آپ ہمدرد کے غمگسار ہین۔ وہ "منادی" کے ہمدم۔ دو نو کو یہ حیلہ ہاتھ آ گیا ہے کہ ہم مسنوعی لیڈرون کی کارستانیان الم نشرح کرتے ہین تاکہ آئندہ پبلک ان کے دھوکے فریب کے جال مین گرفتار نہو۔ کون پوچھے کہ خدا وند اگر یہ دو نو مکار تھے تو حضور نے چند روز اوسطرت کیا سمجھ کے انکا ساتھ دیا تھا ان کے پیچھے پیچھے پیرتے تھے۔ آپ ہی نے تو انھین زمانے بھر مین چھوڑے پر چڑھایا اور آج آپ ہی یہ فرماتے ہین :-

اے خداوند! یہ حضورت سے زیادہ کون افترا و فریب کے فن مین کامل ہے۔ خدانہ کرے کہ حضور کسی شریف کے پیچھے پڑ جائین۔ کمبخت کی جان عذاب مین ہو جاتی ہے۔ کسی طرف مفر نہین ملتا۔ اگر اس غریب کو کسی کا غذ اخبار سے تعلق ہے تو چوٹ برابر کی رہتی ہے۔ اور اگر کسی کاغذ اخبار کی تولیت حاصل نہین تو بس "فریاد رس آئی ہے" ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ گنبد آرامگاہ نبوی کے ڈھانے کی خبر عراقی و انگریزی جرائد سے اہل ہند کو معلوم ہوئی جن کو ان عمارتون سے محبت ہے وہ تڑپ گئے۔ بہو اجلسے بازی کے اور کچھ تو اختیار مین تھا نہین لہذا او نھون نے جلسہ کر دیا۔ ادھر جلسہ ہوا اودھر حجبت سے یار ون نے نجد ہی ایجنٹ کو کھڑ کھڑایا اوس نے فوراً اپنے پدر محترم جلالۃ الملک کی طرف سے اعلان کر دیا کہ وہ اپنی جان مال عزت آبرو اولاد سب کچھ اس گنبد پر قربان کر دینگے یہ خبر جھوٹی ہے۔ وہان سے اعلان ہوا یہان موٹی موٹی سرخیون کے ساتھ حق نمک جلالۃ الملک ادا کرنے پر دامن گردان لیئے گئے۔ مساجد و مقابر کی تباہی کا سلسلہ بہت دنون سے جاری ہے۔ اہل ایمان و ایقان آنکھون سے دیکھنے کے بعد تعین نہین کرتے وہ بھی جھوٹ تھا یہ بھی جھوٹ ہے۔ پہلے بھی کچھ نہ تھا اب بھی کچھ نہوگا آپ بیٹھے دیکھے جائیے۔ حیاداری کے یہی معنی ہین کہ دن دہاڑے آفتاب کا انکار کیئے جاؤ کوئی اس انگریزی زمانے مین گلا گھونٹ نہین سکتا۔ حضرت ابوبکر خوارزمی نے جہل کا علاج "کف و نعل" تجویز فرمایا ہے مگر جب حیادار جہلا کی تعداد زیادہ ہے تو کف و نعل کا استعمال کہان تک؟ اس دلیل کا بطلان ارسطو بھی نہین کر سکتا کہ خود حضرت جلالۃ الملک انکار فرما رہے ہین اب اور کیا چاہیئے۔ (جلالۃ الملک نے کبھی اقرار کسی جرم کا کیا تھا؟) ۔ انکے آگے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ جلالۃ الملک کا مذہب اس گنبد کو بنیاد بدعت قرار دیتا ہے اور استثنا کی کوئی دلیل نہین ہے۔ لہٰذا یہ اعلان قربانی جان و مال و اولاد بالکل مصنوعی ہے یہ کیا حق کہ اگر مذہب کا حکم دیگر مقابر کی تاراجی کے متعلق واجب العمل تھا تو یہ مقبرہ بھی اوسی حکم [illegible] ہے۔ ورنہ یہ باقی رہے تو لوگ برابر اسی کی پیروی مین اونچے اونچے مقبرے بناتے اور انھین مقبرون مین دندناتے رہینگے چاہے زندہ عزیزون کے رہنے کا ٹھکانا کہین نہو۔ جو اخبار والے جلالۃ الملک کے ہم مذہب ہین وہ تو خیر اپنے مذہبی بادشاہ کی حمایت کرتے ہین اور عصبیت کے اعتبار سے اگر دھاندلی بھی کرتے ہین تو چندان قابل گرفت نہین۔ زمانے کا رنگ ہی یہی ہے مگر ہنسی کے قابل [illegible] حضرات کی حالت ہے جو دعوٰے کرتے ہین حقیقت کا اور دعوت کا حق ادا

[illegible]ن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۵)

نمبر مقدمہ ۳۳۴ و ۱۹۲۶ء

بعدالت خفیفہ مرزا پور ضلع

بھاگوام ولد ری نرائن لیسران بندہوا ساکن شہر جنار ضلع مرزا پور مدعی

بنام

متالال ولد کنجبہاری لعل قوم کایستھ ساکن احاطہ رسول خان لال کنوان شہر لکھنؤ .... مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت مالیت ... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۱ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء وقت ... دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جملہ امور متعلقہ مقدمہ کا جواب دیسکیا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی کرو۔ اور ... تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیئے مقرر ہوئی ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ تم اسی روز اپنے جملہ گواہ حاضر کرو [illegible] شہادت پیش کرو اور تمام دستاویزات جن پر کہ تم بجواب دعوی کے تائید مین استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر روز مذکورہ تم حاضر نہو گے مقدمہ بہ غیر حاضری تمہارے سماعت اور فیصل ہوگا۔

بدستخط میرے اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء جاری کیا گیا۔

اطلاع: اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ [illegible] تمہاری مرضی سے حاضر نہ ہونگے تو تم عدالت ہذا سے سمن طلب کر سکتے ہو کہ گواہ حاضر ہو اور [illegible] حاضر کرایا جائے اور جن دستاویز کو تم پیش کرانے کا حق رکھتے ہو [illegible] پیش کرائی جائے بشرطیکہ تم خرچہ ضروری عدالت مین داخل کرکے سمن وغیرہ کی درخواست گذرانو۔

۲۔ اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ روپیہ معہ خرچ نالش عدالت مین داخل کرو تاکہ کارروائی اجراء ڈگری تمہارے ذات یا مال یا دونون پر نہ کرنا پڑے۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

بخط انگریزی

"دیکھو سوئی ٹھیک ہے نہ؟ اُف!"

"ہاں جناب! وزن کا کام جب آپکا ڈیل انجام دے رہا ہے تو پھر سب ٹھیک ہے" ہائے لُٹے!"

کرتے ہین جلالۃ الملک کی جانب سے فتنہ نجد کی ابتدا سے مخالفت کرتے رہے مگر یکایک جو پنج بدلا تو واہ واہ۔ سرے سے یہ ثابت کرتے رہے کہ جلالۃ الملک نصاریٰ کے ساختہ پرداختہ ہین۔ مرتبہ دیکھیئے تو جلالۃ السلطان فیصل والی عراق سے بھی بالنسون کم۔ وہ ہز مجسٹی ہین تو یہ بیچارے خالی ہز رائل ہائنس (ہز ہائنس) کے لقب ہی پر قانع و متوکل۔ بغیر رضائے آقا و مولے (حضرت جان بل) ایک انچ جنبش کرنے کے مجاز نہین۔ نفع میسر ہوا تو تفضیل جان بل۔ مگر جناب حنفیت مآب قدیم و نجدیت نواز جدید دنیا کو بھی دھوکا دے رہے ہین کہ نجدی گورنمنٹ ایک آزاد گورنمنٹ ہے خود مختار گورنمنٹ ہے اور عنقریب وہ اس آخری وصیت رسول پر عمل پیرا ہونے والی ہے کہ جزیرۂ عرب کو نصاریٰ کے وجود سے خالی کر دے۔ پھر دنیا سے کہتے ہین۔ آنکھین بند کر لو اور اپنیجانب کے اگلے مضامین بھول جاؤ۔ دیکھو جی تم انگریزی حکومت کو حکومت حجاز مین دخل در معقولات کا مجاز ٹھہرانا چاہتے ہو۔ یہ تار جو تم نے حضرت جان بل کی خدمت مین روانہ کیا ہے کہ اپنے خادم خاص جلالۃ الملک عظمۃ السلطان کو روکیے۔ آرام گاہ نبوی کی طرف بنگاہ کج نہ دیکھین ورنہ بری ہوگی۔ ایک نہایت بیہودہ تار ہے۔ عظمۃ السلطان کو نصاریٰ کے قبضے مین دینا بے ایمانی ہے۔ تم مرکز اسلام کو نصاریٰ کے ہاتھ فروخت کر رہے ہو۔ تم بیچے اسلام فروش ہو۔ اے اہل ایمان دیکھو! آج وہ شخص جسنے تطہیر حرمین از وجود نجس کفار (مسلمین) کی تھی۔ انگریزون کا بندۂ بے دام بنایا جاتا ہے تمھاری آوازین بلند ہونگی اور نصاریٰ حضرت

اسلام کا عروج

بہت خوش ہونگے یکہ بصورت اسید افزا خبریں آ رہی ہین تمام دنیا کے مسلمان بیدار ہو رہے ہین بیدار ہی نہین ہو رہے بلکہ اپنی گزشتہ عظمت و سطوت کو حاصل کرنے کیلیئے ہاتھ پاؤن بھی مار رہے ہین مفصل حالات لاہور کے مشہور و معروف مذہبی اخبار پیغام صلح مین شایع ہوتے رہتے ہین اگر آپکو ان کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو اس اخبار کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھیئے سالانہ چندہ صرف طلبہ سے تین روپیہ نمونہ مفت۔

منیجر اخبار پیغام صلح لاہور

ابن سعود کی حکومت مین دست اندازی کرینگے۔ یا رد حج کرنے ضرور جاؤ۔ چاہے تمھاری چند یا نجدیان خونخوار کی مقدس جوتیون سے لہولہان ہو جائے یا تمھاری ہی نجس کمائی سے روضۂ رسول کھودنے والون کی مزدوری ادا کی جائے یا ایسے واعظ مقرر کیئے جائین جو بزور یا فرخ شکنی اپنا مذہب قبول کروالین۔ اور مقدس مزارون پر سے جاکے آتنی کو لکاری کرین کہ تم بھی ثواب تطہیر و تخریب وغیرہ مین شریک ہو جاؤ۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ زمین و آسمان

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پنچ پنچی

اللہ رے کمال اس مجبر کوسن کے قلم پھرکی ہو گیا کہ پیرس مین ایک رقاص (نکولس) نے آٹھ شبانہ روز چکر گھنی کھانے کا دور مسلسل جاری رکھا۔ کھانے پینے کی چیزین میز پر رکھی ہوی تھین بغیر ناچنے مین کھنڈت ڈالے حضرت نکولس کھاتے پیتے جاتے تھے اور حرکت جاری رکھتے تھے۔ اسی پنچ پنچی مین آپ نے جوتون کے پانچ جوڑے بدلے۔ ناچنے کے لیئے جوتے نرم اور ملائم بنائے جاتے ہین وہ اتنی شدید مصیبت برداشت نہ کرسکے۔ کھانا پینا اور جوتے بدلنا تو کوئی معجزہ نہین۔ پروفیسر بندادین آنجہانی کو اتنی مشق تھی کہ تھالی مین ناچتے تھے تھالی الگ گھومتی تھی اور اونکا پاوں دوسری سمت۔ ایک مرتبہ تھالی کوٹھے پر سے پھسل کے نیچے آ رہی تو بندادین بھی تھالی کے ساتھ ہی پہونچے اور تال ٹوٹنے نہ پائی نہ ناچنے مین فرق آیا۔ نکولس نے تو چار جوڑے توڑے مگر وہ فرش کے نیچے تانبے بچھوا کے ناچتے تھے اور مجال نہ تھی جو تانبا ساٹوٹ جائے۔ ہان یہ اعجاز اون مین نہ تھا کہ آٹھ آٹھ روز تک پیخانہ پیشاب نجکانی کر جائین۔ یہ مخصوص وصف صرف حضرت نکولس کے لیئے ہے کہ معدہ اور مثانے کا فضلہ بھی ناچتا رہا اور اوسنے جوڑا بھی نہین بدلا۔

ہمارے لیڈرون کو پیرس جانا چاہیئے کیونکہ اونھون نے پبلک کو اونگلیون پر نچایا تو ہے۔ لیکن اونھین حوائج ضروریہ سے استغنا نہین ہوا۔

زلفین وان منڈگئین یان حال پریشان گیا

وائنا کی خبر ہے کہ ایک میم صاحب سے اور اون کے صاحب سے ان بن تھی۔ خاوند صاحب بوڈاپسٹ مین تھے میم صاحب وائنا مین پانچ سال تک ملاپ کی صورت نہ نکلی بارے اب کدورت دفع ہوی۔ صاحب جب گئے تھے تو میم صاحب کی زلف دراز قیامت تھی واپس آئے تو طائر دل کا گھونسلا اجڑا ہوا پایا۔ فیشن کی قینچی اسباب پریشانی خاطر پر چل چکی تھی۔ بہت بھنّائے مرغ دل نے کہا مین بسیرا کہان لون شام ہو گئی۔ اولٹے بیرون اسٹیشن کی طرف چلے میم صاحب نے کہا۔ ارے ٹھہرو تو خفا نہو۔ مین کیا جانتی تھی کہ رشتۂ محبت نگوڑا بالون سے بندھا ہوا ہے اچھا مین بازار سے چوٹی مول منگائے لیتی ہون نائی کمبخت نے بال اتنے مختصر کر دئے تھے کہ مصنوعی بال

عدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری۔ ضلع کھیری مقام لکھیم پور

مقدمہ متفرقات نمبری ۲۸ سنہ ۱۹۲۶ء درخواست دیوالیہ۔

دینا دلالہ سایلان بنام بہادر سنگھ و پورن سنگھ و مسماۃ رام دلاری و بابو نیواری لال۔

اطلاع نامہ

بنام
- ا بہادر سنگھ ولد نامعلوم ٹھاکر ساکن نند گاؤن مشمولہ لکھیم پور پرگنہ و ضلع کھیری
- ۲ پورن سنگھ ولد نامعلوم سکھ پنجابی ساکن ... ضلع بہرائچ
- ۳ مسماۃ رام دلاری بیوہ گوری شنکر برہمن تیواری ساکن لکھیم پور محلہ شکنادیں ضلع کھیری
- ۴ بابو نیواری لال سررشتہ دار صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کھیری ساکن لکھیم پور ضلع کھیری۔

جو کہ مقدمہ بالا مسمی دینا دلالہ دیوالیہ بتاریخ ۴ دسمبر ۱۹۲۶ء قرار دیئے جاچکے ہین لہذا آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۲۷ء حاضر عدالت ہذا ہوکر ثبوت دستاویزات قرضہ پیش کرو یا جو کچھ عذر ہو پیش کرو۔ درصورت عدم حاضری حسب ضابطہ عمل درآمد ہوگا۔ المرقوم ۹ دسمبر ۱۹۲۶ء

مہر عدالت

دستخط حاکم
بخط انگریزی

کسی طرح جھڑ رہے بالون میں گتھ نہ سکے۔ ترشے ہوئے بالون کی شمن چوٹی سے نکل پڑین اور میم صاحب کا سر بلبل کا بچہ سا معلوم ہونے لگا۔ یہ سفری وضع دیکھ کے شوہر [illegible] نے کہا۔ بس بی بی تمھین بھی سلام اور اس گھر کو بھی۔ گھر گرہستی بی بی ایسی کمسانی ہوین کہ سر منڈے سے کو دکے جان دے دی۔ معلوم ہوا کہ بال ہون تب بھی جنجال نہ ہون تب بھی جان کا وبال ہین۔ اگر آج بال ہوتے تو شاید [illegible] سمجھ سوچ کے بی بی کی جان بچا لیتے یا کمند بن کے شوہر عنان گسستہ کو الجھا لیتے۔ چلیے طولانی قصہ مختصر ہو گیا۔

المختصرات

نادرستی مزاج کا قصہ کسی طرح مختصر نہین ہوتا۔ دوستون [illegible] مضامین بھیجے ہین اون کے دیکھنے بھالنے کی مہلت ہی نہین ملی۔ سال کی عمر بھی مختصر سی رہ گئی ہے۔ لہذا معافی کو توجہ فرمائی چاہیے قلم سے بھی درم سے بھی۔

مذہبی سرگرمیوں نے بے کہشل باغ کو جھلسا دیا ہے ہمین افسوس ہے کہ جس قسم کے ناظرین حقیقتاً مذہبی اور قومی پرچون نے پیدا کیئے ہین ہم اونکی تفریح کا سامان نہ کر سکے محض ادبی اور علمی مضامین پر قناعت کی۔ دیکھیے سال آئندہ کیا ہوتا ہے۔

کثرت سے ہفتہ وار اور روزانہ پرچے تبصرے اور مبادلت کی غرض سے دفتر مین آئے چونکہ انکی روش ہمین کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتی لہذا بہت نوازش ہوگی اگر وہ اودھ پنچ کا انتظار نہ فرمائین۔

ہنر عیب کہ سلطان بہ پسند د ہنراست۔ کچھ دنون مین برابر رشوت کی علانیہ لوٹ جاری ہے۔ مگر حکومت صرف ریاستون کو بدنام کرنے کے وقت اپنی زبان سے رشوت خواری کی مذمت کرتی ہے۔ ورنہ غالباً اوسے اخباری کا غذون کی صدائے فریاد پر توجہ ہوتی اور ایسی رشوتون کے واقعات جو چوری چھپے نہین ہوتے کہ ثبوت بہم پہونچانے مین فرہاد کیشی کی ضرورت ہو فوراً اوسے سوجھائی دیتے۔ اے لارنیس میو کے کارخانے! کیا تیرے پاس کوئی ایسی عینک نہین جس [illegible] رشوت کا [illegible]

ذمہ دار حکام سرکاری کو دوپہر کے وقت نظر آنے لگے۔

سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس اطلاع دیتے ہین کہ اکی کانفرنس کا سالانہ اجلاس پٹنہ مین بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ہوگا۔ اور میرزا ہاشم اصفہانی ناظم اتحاد اپنی دوش صدارت پر احسان کا بار لادینگے۔

بعض جرائد ناقل ہین کہ ہمارے مہربان ڈاکٹر سر اقبال صاحب لاہوری کی ممبری جب گھوڑے چڑھی تو لوگون نے لاہور مین جلوس نکالا اور دھوم دھڑکے سے "تمین تو بیچ سلامت آئی" کا راگ گا یا اس جلوس کے ساتھ باجا بھی تھا۔ کیون نہوتا۔ فلسفہ و حکمت کی بہن شاعری ہے اور شاعری کی ہمشیر موسیقی ہے اور موسیقی کا بے پالک باجا ہے۔ چنانچہ باجا کسی مسجد کے سامنے بند نہین ہوا۔ ملا بھی چپ رہے۔ موذن بھی سر بہ درگلو۔ متولی بھی صم بکم۔ ہندو کہتے ہین کہ جناب وہ ادب وہ لحاظ تعظیم کیا ہوا جس کا مواخذہ ہم سے کیا جاتا ہے۔ ان شکایت کرنے والون کو شاید خبر نہین کہ یہ باجا مختون تھا۔ اور اوس شخص کی خوشی مین بجایا گیا تھا جسنے اپنی غزلون اور نظمون کے ذریعے سے تمام مسلمانون کو اتحاد کی مضبوط رسی مین ایسا جکڑ دیا ہے کہ اب افتراق دشوار ہے۔

حدی را تیز ترمی خوان چو محمل را گران بینی

اونکی تمام نظمین ساز نغمہ ترنم بربط و عود کا نسخہ ہین۔ اللہ نے یہہ دن دکھایا۔ آشنائی اب سنی ہے انغرہ کونسل مین سننا۔

اگر نکٹے ہو جانے کے بعد کوئی شخص فخر کر سکتا ہے کہ دیکھو جی وہ شخص نکٹا ہو گیا۔ ہے کوئی تم مین ایسا جو حیاداری کے ساتھ ناک کٹائے؟ تو بے شک لاجپت راے اینڈ کو اس بات پر فخر کر سکتے ہین کہ یوپی اور پنجاب مین کانگریس کے برگزیدہ امیدوار ممبری مین کامیاب نہین ہوے دیکھا! بات تری کانگریس کی ایسی تیسی۔ یون نیچا دکھایا۔ ہمین دیکھنا ہے کہ اور کونسی انجمن سوسائٹی سبھا اتحاد و اتفاق کے [illegible] کوئی معرکہ سر کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ ایک خان صاحب تھے اون سے اور کسی شیخ سے

لڑائی ہوئی۔ شیخ نے کہا بھائی یہ تو اچھا نہین ہے کہ ہم تم لڑین اور بے چلے دستہ پا شکستہ اہل دعیال رونے پیٹنے [illegible] کر لو [illegible] کردیجا ان صاحب نے جاتے ہی گھر کا صفایا بول دیا۔ شیخ نے تلوار سے خون ٹپکتا دیکھا تو جھٹ مونچھین نیچی کر لین۔ لالہ اور پنڈت نے کانگریس کٹنے کے بعد مونچھون پر تاؤ دیا ہے۔ خدا خیر کرے اگر چہ ابھی سوا بالشت بڑھ جانے کا زعم ہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب جو بگیرے تو بچارے مسٹر محمد علی کے نام کے ساتھ جتنے ہندوانے تشبیہ [illegible] آئے سب لگا دیئے مثلاً سوامی [illegible] محمد علی صاحب۔ اگرچہ کثرت و وحدت ایک [illegible] لیکن القاب کا قحط نہین [illegible] دوسری طرف سے بھی یہی بازو چلی۔ تو [illegible] اچھا معلوم نہوگا۔ تنابز بالالقاب (نام [illegible]) اچھا نہین۔

نوٹس بغرض ظاہر کرنے وجہ کے کہ اجرا کیون نہ کیا جائے

بعدالت جناب سید [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی [illegible] صاحب [illegible]

مقدمہ دیوانی نمبر [illegible]

مقدمہ اجرائے ڈگری نمبر [illegible]

کنہیا لال ہری شنکر شیو شنکر	نابالغان بولایت کنہیا لال برادر حقیقی خود	[illegible] ساکنان [illegible] تحصیل ضلع سیتاپور [illegible]

بنام

ملبیہ ولد نہ معلوم قوم [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ و تحصیل و ضلع سیتاپور مدیون ڈگری۔

بنام

ملبیہ ولد نہ معلوم قوم [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ و تحصیل و ضلع سیتاپور۔ مدیون۔

ہرگاہ کہ [illegible] ڈگریدار نے عدالت ہذا مین درخواست اجرائے ڈگری بابت مقدمہ نمبر [illegible] و اس بیان سے گذرانی ہے کہ ڈگری مذکور اوس کے حق مین منتقل ہوگئی ہے لہذا انکو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ [illegible] اس عدالت مین حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرو کہ اجرا کیون نہ کیا جائے۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ دسمبر [illegible] میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

[illegible] چونکہ اصل ڈگریدار فوت ہوگیا ہے [illegible] اور اس کے لڑکے درخواست اجرا پیش کرتے ہین لہذا جو کچھ تمکو عذر ہو پیش کرو۔

وقت حاضری بدفتر [illegible] بجے سے ۴ بجے تک۔

دستخط حاکم [illegible]

مہر عدالت

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگون کو بدظن کردیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہین کہ طلاے عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے لیے قیمتی پندرہ آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائین کچھ عرصہ مین یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے ... مخصوص کو قوی اور دراز کر کے کجی کجی لاغری سستی کوتاہی نیز ... کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ مین طلب فرمائین ۱۶ یوم تک پرہیز کرین خواہ فعل کرنا مجبور ہی کرے پوری شیشی کے ہمراہ جوب مقوی مانع جریان قیمتی ہے بالکل مفت روانہ ہوگا پوری شیشی بڑے ۲۱ یوم ہم سے محصول ... خریدار ہوگا پوری شیشی کے خریدار سے بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر اثر زائل ہونیکی صورت مین دوبارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہین عموماً لوگ دو پیسے اپنے اور دو آنے ہمارے برباد کرتے اور پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہین۔ یہ امر مبہم رہتا ہے کہ پسند آنا تو دوسری بات ہے بعض مضامین سمجھ مین بھی آئے یا نہین ہر پرچہ مین نئے مضامین ہوتے ہین یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہو لہذا بہتر یہی ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آیندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ **وی پی** نہ منگایے بشرط ناپسند ۲ ہفتے کے اندر بقیہ نمبر بھیجدینے پر میعاد ششماہی کی توسیع سال بھر کیلیے کردی جائیگی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا
کی تیار دہ ادویات
گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — کف۔ کھانسی ہیضہ۔ دمہ۔ پیٹ درد تدرست بنگرہنی بلغلا ... اچھا تی کے امراض کیلیے خوش ذائقہ دوائی ہو صرف پانی مین چند قطرے ڈالکر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۱۰؍ مین سب جگہ بکتا ہے۔

دو روپ گیسری — بیٹے داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۳؍

بال سدھا — بچون کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانیوالی میٹھی دوا قیمت ۱۰؍

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ براے دہلی پنجاب { **بال بہار آفس** چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندرچند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہان بھی سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس کچہری لکھنؤ

بہرام کی سرگذشت

جسین بہرام چوٹ کے کارہاے عجیبہ کے ساتھ مسٹر ولی خان انسپکٹر پولیس کی ظریفانہ تکسونکے اور مشہور سراغرساں کاؤس مرزا کی حیرت پاش سرگوشیون کی شگفتہ حکایات لکھنؤی پیاری بول چال مین بیان کرتے ہوے پبلک کی ضیافت طبع کا انمول سامان فراہم کیا گیا ہے حضرت مؤلف نے اس ناول کو دلچسپ بنانے مین پوری سعی سے کام لیا ہے ایک صفحہ دیکھنے کے بعد کتاب چھوڑنا ممکن ہی نہین ایسے ایسے لطیف حیرت پاش مرقع کھینچے ہین کہ ہر باب ختم کرنیکے بعد انگشت بدندان ہوجانا پڑتا ہے یہ لطف کہ عام ناولونکی طرح مخرب اخلاق اور گندے مضامین سے کلیتہً پاک مبرا اور تہذیب و شائستگی کا قابل قدر مجموعہ ہے ایک پڑھنے کے نیک و بد اعمال کو واضح کرتے ہوے نہایت مفید کارآمد سبق دیے گئے ہین کتابت و طباعت نفیس بیس پونڈ کے چکنے کاغذ پر چھاپا گیا ہے ٹائٹل پیج پر نہایت خوبصورت ہاف ٹون بلاک چار رنگون سے چھاپ کر لگایا گیا ہے سلسلہ ... حجم ... صفحہ قیمت صرف ۱۲؍

منیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائیے

مظلومہ کربلا

یعنی کونین کی بڑی شاہزادی کی اردو زبان مین پہلی بسوگرافی ... مصنفہ ... ترجمہ بفرمایش ... مولوی السید حسین صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر گویا پوری جھلک تیار ہے مؤلف نے اسلام کی اس پہنا ... ہستی کے دردناک سوانحات زندگی کو جس سلیس زبان مین ... نے ... کے سامنے پیش کیا ہے مستحق ہدیہ آفرین ہے ... عام ... محصول ڈاک معاف کردیا گیا ہے ... علاوہ محصول ڈاک ۱۰؍ منی آرڈر ... قیمت بھیجنے والے حضرات کیلیے محصول معاف۔

منیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ

LONDON لندن ڈائرکٹری DIRECTORY.

سالانہ شائع ہوتی ہے: - پانچ زبانون مین مقامی اور غیرملکی کارخانون اور تاجرون کا ذکر ہوتا ہے لندن اور انگلستان کے دیگر شہرون اور سلطنت انگلشیہ آئرلینڈ براعظم یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور حرفتی مرکزون کے۔

کارخانون و سوداگرون: - سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیے گئے ہین جن مین۔

باہر مال بھیجنے والے تاجر: - جہاز پر جانیوالے مال کی تفصیلی اور کالونیل اور بیرونجات کی بازارون کی تشریح کے ساتھ۔

جہازون کے راستے: - مع بندرگاہون اور روانگی جہاز کے متعلق دیگر تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہتے ہین یا۔

ایجنسیون کے خواہشمند: - ہین اُن کا نام و پتہ ایک ایڈیشن مین مناسب عنوان کے ماتحت صرف۔

ایک پونڈ دس شلنگ: - مین درج کردیا جائیگا۔ بڑے اشتہارات کا نرخ ۶ پونڈ فی صفحہ ہے جو صاحب ولایت بحری تجارت سے دلچسپی رکھتے ہین انکے لئے یہ ڈائرکٹری بہت ہی گرانقدر ہے اور اسکی ایک جلد صرف ۲ پونڈ نقد آرڈر کے ہمراہ وصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لندن ڈائرکٹری لمیٹڈ نمبر ۲۵ ابچرچ لین لندن ای سی ۴ انگلینڈ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783

THE OUDH PUNCH

۱۹۲۶ء — 1926

ممتاز المطابع لکھنؤ میں چھپکر باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا

M B. KHAN ARTIST DOGAWAN

فی پرچہ

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۴ تصاویر

موت کو تو کوئی دور نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانوں نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی ہے صبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضا کو حرکت دیجیے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کسی دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیجیے یہ اسکے واسطے کتاب میں چوالیس تصاویر بھی دی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب بادشاہ یورپ ہر ایک کیواسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھر سے باہر ورزش کرنے وغیرہ کی بوجہ مصروفیت ضعیفی بواسیر و دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب پر عمل کرنے سے بوڑھا بادور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی ہمنے برائے نام اسکی قیمت صرف عہ للعہ ایک روپیہ رکھی ہے۔

ملنے کا پتہ لالہ سکھ سنچارک پ: متھرا

طاقت سے ہی سب

فتح انسانی تمام حکومتانی روحانی و جسمانی ہی طاقت پر منحصر ہو اگر جسمانی طاقت اچھی نہیں تو دولت و اقبال نہیں اور قدرتی بے کار ہیں۔ بلا طاقت کے کسی کام کا انجام دینا مشکل ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے بس لئے جسمانی طاقت کو حاصل کرنے اور زیادہ مضبوط کیلئے ساری مقویات مزاج عالم آتنک نگرہ گولیاں استعمال کریں۔ یہ گولیاں ضعیفی بد ہضمی خون کی خرابی جریان کثرت احتلام پیشاب کا درد اور دیگر امراض مخصوصہ کو نابود کرکے نئی طاقت و توانائی بخشتی ہیں قیمت فی ڈبیہ صرف ۵ روپیہ للعہ

ایجنٹ برائے لکھنؤ امرت دھارا کمپنی۔ چوک لکھنؤ

وید شاستری تنشنکر گوبند جی جامنگر کاٹھیاواڑ

بحر امید

اس وقت بھی جبکہ ہر طرف ناامیدی اور مایوسی کی مہیب شکل نظر آرہی ہو غسل کا قدرتی علاج مسیحائی کا کام کرجاتا ہو اور ٹوٹی ہوئی کشتی حیات کو تہ گرداب سے نکال کر آرزوؤں اور امیدوں کے سرسبز کنارہ پر جا لگاتا ہو بجز آگ پانی ہوا اور مٹی اور کسی شے کا استعمال نہیں اور نہ بھی محض پرہیز اسلئے تمام علاجوں سے کم خرچ اور بے خطر ہے اس وقت تک اس طریق علاج کی جسقدر کتب اردو میں شایع ہوئی ہیں بحر امید سب سے بہتر اور مکمل کتاب ہے اور اسکے متعلق جسقدر سرٹیفکٹ اور ریویو وصول ہوئے ہیں اگر ان سب کو شایع کیا جائے تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب بن جائے قیمت عہ محصول ڈاک علاوہ طب یونانی کی تعلیم اور سرٹیفکٹ حاصل کرنیکے نہایت سہل قواعد مفت طلب کیجیے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ ماڈرن میڈیکل انسٹیٹیوٹ میرٹھ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

حب لقمانی

ایک گولی کھانے کے ایک ہی گھنٹہ بعد قوت

اور۔۔ میں اس غضب کی ترقی پیدا ہوتی ہے کہ یقینی ہوتی ہے لطف صحبت تو گھنٹوں رہتا ہے مزہ یہ ہے کہ اگر کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کی تکان نہ معلوم ہوگی بلکہ دم بدم۔۔۔ میں اضافہ ہوتا رہیگا جب تک ترشی نہ چکھینگے فراغت نہ ہوگی بعد فراغ ایک گولی کھالیں تو کمزوری اور تکان رفع ہوکر طبیعت پھر تازہ ہو جائیگی اور پھر دوبارہ قوت پیدا کردیگی ہر مرتبہ پہلی سی قوت ہوگی فی درجن عا تین درجن چار روپیہ۔

مینجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوشگو شیوا بیان شاعر جناب میر رضا حسین رشید مرحوم کے حالات زندگی مع تصویر آپکی حضرت رشید مع انتخاب مرثیہ رباعی قصیدہ غزل سلام وغیرہ مولفہ سید آغا شاعر لکھنوی نہایت محنت سے فراہم کیے گئے ہیں آپ خاندان میر انیس مرحوم کے ایک رکن تھے یہ کتاب سفید چکنے کاغذ پر ضخیم خط میں صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے فن سخن کے مختلف نمونے اسمیں جمع ہیں اردو ادب کے نازک پہلو دکھائے گئے ہیں قیمت علاوہ محصول۔۔۔۔ عہ

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

روغن لقمانی

یہ روغن نہایت لذیذ ہے ایک ہی قطرہ۔۔ پر لگا کر۔۔ وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی عورتیں ایسی فریفتہ ہو جاتی ہیں کہ شوہر کے تعلقات حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں بوجہ زیادتی لطف عاشق و معشوق نشۂ شباب میں چور ہوکر تھوڑی دیر کیلئے مست اور بیہوش ہو جاتے ہیں اگر آپنے ابتک استعمال نہیں کیا تو گویا دنیا میں آپنے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ قیمت فی شیشی ۲ روپیہ محصول ۸ آنہ کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہونے پر واپسی قیمت کی شرط۔

مینجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

کرکرت ابر رشید سے طلب کیجیے۔ رقاسم حسین رضوی دفتر اودھ پنچ لکھنؤ۔

جلد ۱۱ نمبر ۵

مضامین نامہ

(پنجشنبہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء)

اینگلو انڈین شاعری

پیشے اُس صاحب جب کہا لایا ہون دول سائی ڈیر
کود تے پھرتے ہین کیسا آج مسٹر رابعہ دیر
مغربی تہذیب نے ایسا کیا ان پر اثر
رات کو سردی مین آیا اوڑھ کے کمل سفید
مولوی سے بن گئے صاحب یہ دیکھو انقلاب
کل جوانب وحیل جو آتا تھا میلے مین نظر
ساتھ میرے وہ گئے زندہ عجائب گھر جو کل
وہ نہ بالکل پڑھ سکا اک حرف تو مجکو لکھا
بے اجازت گھس جو آیا تھا رقیب روسیاہ

ہنسکے بولا وہ بت بے مہر۔ یو ٹیڈ اشٹو پڈ ڈیر
پائینگے تنخواہ دو رہی کیونکہ ہے یہ لیپ ایر
میرے پیارے کی جگہ لکھتے ہین اب مائی ڈیر
دور سے دیکھا تو مین سمجھا کہ ہے۔ پولر بیر
اب تو شربت کے عوض پیتے ہین وہ جنجر بیر
اُسکو صاحب نے بنایا ہیر گاڑی کا گیر
شیر کو دیکھا تو بولے روکے۔ آئی ڈو فیر
پھر سے خط لکھو ذرا مائی ڈیر اس سے فیر
ایک دھکا دیکے اسکو یون کہا۔ یو گو ویر

حال جب کلکتہ جانے کا بیان اُس سے کیا
ہو کے بھوچکا وہ بولا۔ وٹھاٹ ڈ ڈیوسٹی پز

راقم۔ سرخاب لکھنوی

غزل

چشم سیہ کو نرگس شہلا نوشتہ اند
موے کمر کو آپ کی عنقا نوشتہ اند

جائینگے وہ سفر کو سنا ہے کہ ریل مین
عشاق اسکو ناقۂ لیلےٰ نوشتہ اند

اوپر سے خط کو دیکھ کے اترا نہ اے رقیب
کھول اور پڑھ کہ تجھکو وہ ابّا نوشتہ اند

پاگل لکھا۔ گدھا لکھا خبط الحواس بھی
واعظ کو رند دیکھئے کیا کیا نوشتہ اند

موٹر کے پیچھے اُٹھی جو اُڑتی ہے خاک اسے
گرد و غبار محمل لیلےٰ نوشتہ اند

پنڈت سے مین نے کھانے پہ ہوٹل مین کل کہا
مینو[1] مین بیف اور پٹاٹا نوشتہ اند

مغرب مین اب دکھائینگے مشرق کے عشق کو
شیرین و کوہکن کا ڈرامہ نوشتہ اند

اب کونسل کی ممبری کرنے چلے ہین شیخ
وہ رنگ اُٹھائینگے جسے مرنا نوشتہ اند

پیر مغان سے سب مین زیادہ ملینگے ووٹ
رند اسکی کامیابی کا پتّا نوشتہ اند

سنکر جناب شیخ و سوامی کی وعظ کو
زیر و بم خران طویلہ نوشتہ اند

ہندوستان مین ہندو و مسلم کا شور ہے
یوروپ مین اسکو کھیل تماشا نوشتہ اند

سنگٹھن کا غل کہین ہے تو تبلیغ کا کہین
اسکو قرا قرِ شکم لاؔ نوشتہ اند

[1] مینو (menu) کھانیکی فہرست [2] لا (mad) قانون۔

سوراج کی ہوس کو بس اب دور کیجئے
جاپانیان جھود بہ برشا نوشتہ اند

یوروپ کی سیر کو بھی چلین گے حسن کبھی
پیرس کو رشک جنت ماوٰے نوشتہ اند

از حسن یار جنگ حسن
سیف آباد۔ حیدرآباد دکن

سہرا بتقریب عقد مولوی معراج الحق ابن حکیم وہاج الحق صاحب فرنگی محلی

(از نتیجہ فکر رئیس النظم حکیم ابو اللیث محمد سمیع ارادت اللہ انصاری فرنگی محل لکھنؤ)

ہو کے نوشاہ کے رخسار پہ لمبا سہرا
بن گیا عیش کے دالان کا کھمبا سہرا

بیلے کی لڑیون مین سے کی ہین لڑیان پہ جب
اچھا خاصہ نظر آتا ہے گو مبا سہرا

ہل کے دم طرہ کی یہ صاف بتا دیتی ہے
مسند عیش پہ ہے دینے کو انڈا سہرا

زلف لیتی ہے جو نوشاہ کے رخ کے بوسے
رشک کے مارے ہوا جاتا ہے کنڈا سہرا

گوندھیئے معصمت بحرین کے موتی لیکر
کیون کہ ہے خادم حرمین کا جھنڈا سہرا

اب یہی ضد ہے نہ چھوڑین گے کبھی باندھ کر
آج چاہک پہ لئے بیٹھے ہین تھنگا سہرا

پہلوان غم کا مسرت کے اکھاڑے مین گرا
کس قیامت کا لگاتا ہے اڑنگا سہرا

کاندھے پر طرہ کی جب وقت کمر مین پٹکا
اچھا خاصہ نظر آتا ہے ملنگا سہرا

ہائے نالے سے جو تھا قرب خوشی کے مارے
بن گیا گومتی حسن کا بمبا سہرا

اس برارندہ حاجات کی قدرت دیکھو
چڑھ کے معراج پہ معراج کو پہنچا سہرا

بوجہ بہجت کا بچارے سے سنبھالا نہ گیا
ہو گیا بار مسرت سے خمیدہ سہرا

پورا در شہور کے والد کا نہین آیا نام
لوگ کہتے ہین کہا تمنے ادھورا سہرا

حسن کی ضو سے ہر اک گل پہ ہے مشل کا گمان
گیس کا صاف نظر آتا ہے ہنڈا سہرا

غم سے کہدو نہ کرے بھول کے رخ اس جانب
دامن گل مین لئے بیٹھا ہے ڈنڈا سہرا

روٹیان عیش و مسرت کی پکا خوب حکیم
حسن نوشاہ ہے تنددور رہ نیدہ سہرا

ہمارے اوج سعادت بدام ما افتاد
کہ تہنیت کیلئے بائی رنڈی کی اولاد

(نمبر ۲)

(تتمہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء)

مال حرام بڑی چیز ہے۔ پھر اگر اصلی مال حرام ہے تو سنئے ذرا اپنے شیدائی کو ادھین

[1] ... [2] ... [3] ملاحظہ طلب ۱۲ [4] ملازم خاص جو کیدار ۱۲

[5] رقعہ ملاحظہ ہو ۱۲ [6] رقعہ شادی اسد مرا پور دلبند معراج حق ۱۲

راستون پر کھینچ گا جن گلی کوچون سے ہوتا ہوا ان تک پہونچا تھا۔ راوی داستان پاستان پہلے ہی کہہ چکا ہے

پرستار زادہ نیاید بکار

اگرچہ بود زادہ شہر یار

اور یہان باپ کی طرف سے رئیس زادہ ہین ننہال کی طرف سے۔ یا بھئی خدا جانے۔ رنڈیان تو عموماً کہا کرتی ہین کہ اونکی اولاد خاص اخاص منتظر طور کی ہوی رئیس زادی مہاجن بچی ہوتی ہے اس کلیہ کے بموجب ہمارے ٹنڈ گدا اگر پیٹ پال پور کے رئیس بھی باپ کی جانب سے رئیس ابن رئیس ہون تو ہمین کیا معلوم۔ بہرحال مال حرام اکثر براہ حرام سفر کرتا ہے لہذا کچھ تعجب نہین کہ ہمارے بھولے بھالے رئیس نے دختر رز سے یارانہ گانٹھا اور ایسے پینگ بڑھائے کہ ہر جھونک مین پانچ پانچ ہزار کی رقم نچھاور کی۔ رفیق و جلیس بھی بمقتضائے طبیعت و طینت ویسے ہی آکھون گا نٹھ کمینت بنیاہ عیب وحشی و ہیچ عیب شرعی کے زیور سے آراستہ ۔ با نے بھر کے پھینٹے ہوئے گرگئے۔ مزاج گو۔ خوشامدی۔ رئیس صاحب نے پوری بوتل اکشائبرن کی ایک ہی سانس مین غٹ غٹ چڑھائی۔ کم ظرفی کی بدولت ہضم نہوئی۔ معدہ مین تشنج ہوا۔ ابکائی آئی گلے کا نا بدان کھلا۔ فرش ستیاناس ہوا مگر مصاحبون کو دیکھئے۔ خوشبوکی تعریف و توصیف مین قلابے باندھ رہے ہین۔ اسے کیا کہنا۔ ہمارے حضور کا پیٹ اور اوس مچھلی کا پیٹ جو ساحل کسمایو پر عنبر ملبی کا ڈھیر لگاتی ہے برابر ہے اللہ رکھے ایسا دھاوت پینے والا ۔ ہے

ان آنکھون نے کبھی نہین دیکھا حالانکہ ایک قرن بیتے پلانٹ گورا۔ اور دریا دلی تو دیکھئے دولت پانی کی طرح بہاتے ہین۔ قسم ہے حضور کے اباجان کی روح پرفتوح کی ایسا دلیر ہمنے کوئی رئیس نہین دیکھا۔ دولت ہوا اور خوشامدیون کا ہجوم نہ ہو یہ ممکن نہین۔ کسی کے گرد خوشامدی جمع ہون اور اوسکا دماغ خراب نہو یہ محال ہے۔ خالی خولی زبان ہلا دینے سے دنیا بھر کی نعمتین مہیا ہو جائین تو اسی کو ضل دست غیب کہنا چاہئیے۔ حضور کا دماغ تین تین چار مرتبہ نہین بلکہ آٹھ دس مرتبہ دیوالی دسہرے کی طلسمی ہنڈیا کی طرح

اتا پر عاشق ہین اتا شوہر والی بھی ہے دودھ جاری بھی ہے۔ اکثر شیر خوار ہین اور آپ بھی دودھ لڑائی چھلتی ہے۔ کیون ؟۔ اسے حقیقت شرکت کی وجہ سے ۔ یہہ دانت لگاتے ہین اوس غریب بچہ شیر خوار کا رزق ہے۔ وہ شرکت پسند نہین کرتا۔ ہاتھ سے ہٹا دیتا اور روتا ہے۔ ایک دن بچے کی مان پر بے سبب رونے کا حال کھل گیا۔ آپ جانئیے ایکطرف بچے کی ممتا دوسری طرف سوتاپے کی جلن۔ کوکھ الگ جلی مانگ مین جدا کھجلی ہوی۔ اوسوقت تو چپ ہو رہین کچھ دنون ٹالے بالے دے کے داداجی سے تمام قصہ کہہ دیا۔ داداجی اور بچے کی مان دونون کی بیرونی و اندرونی نگرانی کوئی معمولی بات نہ تھی حضرت عین وقت پر دھر سے گئے۔ ناشدنی لونڈے کی گریہ و بکا نے بھی رسد مین خاصی اعانت کی۔ بے میرا بھائی ایکطرف سے ٹاٹ باقی دوسری جانب سے جبر ودھپے سرکے تاشے پر تشر تشر جھیم جھیم کی برات ایسی باندھی کہ خالی چند پاہی کو نہین بلکہ دُنیا کو اس دودھ بڑھائی کی خبر ہوگئی۔ جو آتا ہے پوچھتا ہے کہو بھئی کیا ہوا!۔ یار بیردان چڑھے اب کیا چاہتے ہو۔ کھجورین کھلواؤ۔ یہہ تو آپ کے عفاف کا حال ہوا۔ دیانت کا قصہ راوی غیب دان یون رقم کرتا ہے کہ حضرت پہلے سرکاری ملازم تھے اس ملازمت مین رشوت کا عمل ایک بکھانا ہوا عمل ہے اور کبھی پیشانین

”ہر دو برابر“

”جانے دو دل جاؤ“

مصرع ہائے طرح

(۱) ہمکو تنہا جان رسول دو سرا ہے (۲) گل حسنین کی خوشبو سے ہے جان گلشن

بتاریخ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ روز پنجشنبہ آٹھ بجے شب کے جشن ولادت باسعادت جناب معصوم کربلا المشہور حضرت علی اصغر علیہ السلام بمکان عالیجناب مولوی میر سلطان علی صاحب منصبدار واقع محلہ دار الشفا ریاست حیدرآباد دکن قرار پایا ہے امید ہے شعرائے نامدار و مداحان آل اطہار حسب مصرعہائے بالا کسی پاس ... [illegible]

معروضہ ... [illegible]

جدھر یہہ لوگ بھیجدیتے ادھر کے چکر لگانے لگے۔ احباب منتظر ہونگے کہ حضور کے اردگرد رہنے والون کے حالات بھی احقر بیان کرے لہذا سنئیے۔ میرے لاکے قاصے یار۔ دیکھئیے جلا ہے اور منہار کوتے کے ہمراہ بلبلین نہین ہوتین۔ خرگوش کے رفیق آہو نہین ہوتے۔ زری ملاحظہ کیجئے آپ کون ہین ؟ حاجی نائب مناب خاص ہین۔ قد تاڑ سے یابکس کا لگایا ہانے میان کی چھڑ یا چوکڑی گاڑی کا بم مگر جتنے لمبے ہین اوتنے ہی فسادی بھی ہین۔ اونکی خوبی آپ کی یہہ ہے کہ اپنے شیر خوار بچے کی

آل انڈیا کائستھ کانفرنس کا تیتیسوان جلاس

البرٹ ہال نمبر ۱ کالج اسکوائر کلکتہ مین ۲۹-۳۰-۳۱-دسمبر ۱۹۲۶ء کو منعقد ہوگا۔ ۱ بجے دن سے اجلاس شروع ہوگا ہندوستان کے تمام مقامات کے کائستھون کو شرکت کی دعوت دیگئی ہے مجلس استقبالیہ کی ممبری کی فیس پانچ روپیہ ہے۔ ڈیلیگیٹ کی فیس مقرر ہے ۔ وزیٹر کی فیس ایک روپیہ ہے سید ایسو سی ایشن کمنر میسنگ باشتی کالج کی عمارتون مین مہمانون کے قیام کا انتظام کیا گیا ہے ۔ ۲۸ دسمبر سے یکم جنوری ۱۹۲۷ء تک قیام و طعام کی کوئی فیس نہ لیجائیگی۔ مہمانون کو بچھونے ہمراہ لانے چاہئین۔

المشتہر

کے سی ۔ ڈے جنرل سکریٹری کائستھ کانفرنس کلکتہ

لہذا آپ نے آنکھین بند کین اور ہاتھ پھیلا دیا ۔ آدمی ذرہی جیالے ہین مواخذے کی دھمکی مین نہ آئے ۔ کبڑیے کی غرض آگئی تو مہینہ بھر کی سرکاری کے دام بچالیے ۔ گورکن کا معاملہ آپڑا تو اپنے گنے بھر کی میتون کی مفت بے اجرت قبر کھودنے کا عہد لے لیا ۔ شدہ شدہ سرکار مین بھی خبر ہوگئی ۔ سرکار کا یہہ حال ہے کہ وہ ایسے معاملات مین سترپوشی بھی کرتی ہے ۔ کیا معنی کہ غفلت کا الزام رعایا کی طرف سے عائد ہوتا ہے ۔ اور یہہ الزام رہاہے کتنا ہی صریح ہو گوارا نہین ہوتا ۔ مقدمہ کون کھڑا کرکے سوتی بھیڑین جگائے ۔ بڑی بڑائی یہہ اچھا میان اس ٹھکانے کو نوٹ چکے اب کسی دوسرے ضلع مین جا ڈہنے تمھاری بدلی کردی ۔ خبردار اب دن دہاڑے آنکھون مین خاک جھونک کے نہ لوٹنا ۔ ہان رات کے وقت سناٹے مین جوجی چاہے کرو ۔ یہی حضرت اب ریاست کے جزو اعظم ہین ۔ دل کے اندھے آقائے ولی نعمت تمرا ہین اندھا تم ہین اور یہہ آزادی کے ساتھ اپنا پرانا شغل سرکاری جاری کیے چھکے پنجے کر رہے ہین ۔ غریب رعایا کئی جہنم مین ۔ شکایت کرے تو کس برتے پر ۔ سننے والا کون ہے ؟ وزیر سے جنہین شہریار سے چنان ۔ اسکے علاوہ نائب مناب کے ماتحت شرافت انساب بھی کسی بات مین اپنے افسر والا خطاب سے کم نہین ہین ۔ اور کیون نہوتے بایں معنی کہ حضرت کے بارے مین اتیک افواہ طرح طرح کی ہے ۔ یہہ کسی کو نہین معلوم کہ آپ اپنے چچا کے صاحبزادے ہین یا باپ کے ۔ لوگ کہتے ہین کہ حضرت کی مادر محترمہ ادن تنگ خیال لوگون مین نہ تھین جو ساس کے فرزندون مین امتیاز پیدا کرکے ترجیح بلا مرجح اور ناانصافی کی مجرم بنتی مین ۔ نوازشہائے عام سے دیور صاحب بھی اسی طرح مستفید ہوتے تھے جس طرح شوہر ۔ ہان بعض خصوصیات ضرور تھے جنہین ایک اعتبار سے محبت اور دوسرے اعتبار سے شفقت کہہ سکتے ہین اسی شفقت کے مبالغے نے شوہر و زوجہ مین شکوک و اوہام بڑھائے لیکن لوگون کا خیال ہے کہ وہ حماقت کی جاگیر پھر بھی شوہر کے پاس نام رہی یعنی جب رصد و تجسس کے وہم نے خلاقی تک ترقی کی تو ایک دن عالم خیال مین معاملہ گومگو نظر آیا ۔ طیش نے بھڑکا یا دونالی بندوق لے کے تفرق اتصال اور وصل مین ہجر پیدا کرنے پہونچ گئے ۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ فیر کر ہی دیا ۔ سمجھے تھے کہ گولی حرف علت کی طرح مشددکے بیچ مین گھس کے دونون کا تلفظ علحدہ کردیگی مگر قبل اسکے کہ بندوق کی نالی "الف" ہو زوجہ محترمہ ب کی طرح غلطاک مارگئین اور گولی نقطہ بن کے علحدہ ہی رہی ۔ اس غلطاک نے بہر حال زوجہ محترمہ کو خاصا فائدہ پہونچادیا میان کو خیال ہوا کہ گولی کے ضرب سے بی بی گر پڑین ۔ اب انہین دم در نہین ۔ مآل مواخذہ کی تنگی کون سے دوسری نال اپنی توند کی "ی" پر الف مقصورہ کی طرح کھڑی کردی ۔ اور گھوڑی کی ہمزہ کو جو مسلا تو دہین ڈھیر ہوگئے ۔ چلیے میدان صاف حرف علت ساقط ۔ بی بی پلنگ کے نیچے سے لوٹ پوٹ کے صحیح سلامت نکل آئین ۔ آپ جانیئے باغ حسن کا تنہا کد یور دلوا لے سو اب کون تھا ۔ ننھے ننھے کانٹے کھترے مشترک بین الاخوین بچے رہ گئے تاریخ مین یون بھی وارد ہوا ہے کہ گولی کا ۔ نکلی وھوان ایک بچے کی آنکھ مین لگ گیا دو آنکھون مین جو آنکھ باپ کے نام کی تھی وہ ادن کے ساتھ سدھاری اور جو چچا کی عنایت کی ہوئی تھی وہ رہ گئی ۔ ایک آنکھ مین لہر بہر ۔ ایک مین خدا کا قہر ۔ اسے مقتضائے عدل سمجھنا چاہیئے ۔ یہی حضرت ہین جو مدار المہام کی نیابت فرماتے ہین بھلا جن بزرگ کا شان نزول یہہ ہو اور جن کا چہرہ عیب سے بالکل پاک ہو ادن کے حرکات سکنات کا پوچھنا ہی کیا ۔ ماشاء اللہ علمی قابلیت کا یہہ حال ہے کہ اپنا نام بھی صحیح نہین لکھ سکتے ۔ حضرت کو لوگ "مامون" کہتے ہین ۔ کیا ہوا سانپ کو بھی لوگ مامون کہتے ہین چنانچہ جان صاحب اپنی موہانی کو یون چڑھاتے ہین ؎

آدھی موہانی اوسکے دیکھ دھڑکا دل مین بیٹھ گیا
چھوٹا موٹا تھا سارا مامون بل مین بیٹھ گیا

لہذا آئندہ ان حضرت کا جہان تذکرہ آئے گا "نائب خال الریاست یا مامون لکھنے پر قناعت کیجائیگی ۔

نائب اور مامون کا جب سے دور دورہ ہوا قدیم خیرخواہ ملازم کچھ تو خود کنارہ کش ہوئے کچھ لکانے گئے ۔ بات یہہ ہے کہ اگر اس قماش کے لوگ پیدا نہون یا توالد مثل کا سلسلہ جاری نہ رکھین تو شرفا کے سر پر بلائین کیونکر نازل ہون ۔ عورتین ایک مثل کہتی ہین :-

یہ اوبھا ؤ بی بی مونڈھا ۔ کنبے کا کنبہ بھونڈا ۔

خدا نہ کرے کہ کسی زخم مین بد گوشت پیدا ہوا پھر اپنے ہی رنگ کا گوشت پیدا کرتا چلا جاتا ہے ۔ چنانچہ جملہ ذی اثر عمال خیانت ظلم کی اوسی نامی غمازی کی یونیورسٹی کے گریجویٹ ہین جنکے حالات وقتاً فوقتاً بجائے خود لکھے جائینگے ۔

جب اہرام مصر تعمیر ہوئے تو بانی اہرام نے ادن پر لکھدیا کہ جیتے بارہ برس مین اتنی بڑی عمارت کھڑی کردی بنتے دیر لگتی ہے بگڑتے دیر نہین لگتی مگر مین کہتا ہون

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۲ ۱۹۲۶ء

بعدالت عالیجناب معلی القاب مولوی سید خورشید حسین صاحب بہادر حاکم ... بمقام ... ضلع ...

بنام

شالالی وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام ... ضلع ... ۔

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... اصل و سود کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ... ماہ جنوری ۱۹۲۷ء بوقت ... اصالتاً یا معرفت ... کے جو مقدمہ کے حال سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو ایسے سوالات کا جواب دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ ... تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید مین جن گواہون کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اوسی روز ان کو پیش کرو ۔

مطلع رہو کہ اگر روز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا ۔

آج بتاریخ ۳ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

اطلاع :- (۱) اگر تمکو یہہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے حاضر نہ ہونگے تو تم عدالت ... [illegible] ... دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانا ... [illegible] ... تم اسکے واسطے درخواست ... [illegible]

(۲) اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو ... [illegible] ... تاکہ ڈگری کا اجرا ... [illegible]

کہ بنا نادر کنارکوئی شخص چھ بیس برس مین اتنے کھودڈالے تو مین اوس سے بڑا جانون۔ افسوس بانی اہرام کے عہد مین ایسا شرارہ نہ تھے ورنہ چھ نہین برس کیسے ابھی یہ چھ بیس گھنٹے مین سارا کھیل بگاڑ کے رکھدیتے۔ انھون نے سال ہی دو سال مین ریاست کی وہ گت بنائی کہ توبہ بھلی۔ ہر طرف سے داد بیداد کی صدا بلند ہے۔ جسے دیکھیے وہ دردمند ہے۔ خزانہ مین خاک اُڑنے لگی۔ اودھم مچ گیا۔

واقعات سفر حضر، خیر و شر، خدام و حضار، آتا و سردار ترتیب بنہ بہائے مینوشی وعیاشی۔ رندانہ بدقماشی و بدمعاشی کا ببا اب تو کھل ہی گیا جستہ جستہ رفتہ رفتہ ہم بھی نقاشی کرینگے۔ جلدی کیا ہے۔

(ناتمام)

راقم۔ م ح۔ مذاق فتحپوری

سوامی شردھانند

جس طرح سوامی جی آنجہانی دُنیا کی کھکھیڑون سے بآسانی نجات پاگئے۔ دُنیا کے تمام مذہبی آدمی اسی طرح مرنے پر مرتے ہین اور موت نہین آتی۔ آپ ۲۳ دسمبر کو بستر بیماری پر بیٹھے ہوئے تھے کہ سفاک قاتل آیا اور ملاقات پر اصرار کرنے لگا۔ آپ نے موت کو پاس بُلایا۔ قاتل کو پانی پلوایا کہ بلا سے کچھ تو کینہ کی آگ بجھے۔ مشہور ہے کہ غصہ اور جوش پانی پینے سے ادھورا ہوجاتا ہے مگر یہان پانی کے چھینٹے سے خون کی پیاس کچھ اور بڑھی۔ اور بن بلائے مہمان صاحب نے کینے کی گولی میزبان کے سینے پر لگاکے جان نوش جان کی جب کہین دل ٹھنڈا ہوا۔ تا دم تحریر قاتل کی تقریر سے اتنا ہی اندازہ ہوسکا ہے کہ غازی بننے کے شوق نے اس بہادرانہ کام پر انکو آمادہ کیا۔ جو کوئی ایک صید زبون بیمار و ناتوان پر حملہ کرے وہ بہادر نہین تو کیا "رستم" بہادر ہوگا۔ اس قسم کا قتل نہ اسلام کا شیوہ ہے نہ اسلامیون کا۔ ایسے قاتلون کو اگر غازی کا لقب دیا جائے تو یقیناً دُنیا بھر کے قزاق ڈاکو قاتل غازی ہین اور ہر ایک جیل خانہ غازیون کا مسکن ہے۔ خدا ایسے غازیون سے دُنیا کو محفوظ رکھے۔ ایسے غازیون سے نہ مسلمانون کو فائدہ پہونچ سکتا ہے نہ اسلام کو

جس طرح ملک گیری کی ہوس نے جہاد کو بدنام کیا اوسی طرح یہ غازی مذہبی فتوحات کو بدنام کرینگے۔ اور یہ کہا جائیگا کہ اگلے زمانے مین بھی ایسے ہی غازی ہوتے ہونگے۔

کہان ہے وہ اسلام جو اہل ذمہ کے خون بہانے والے مسلمان کو قصاص کے شکنجے مین کستا تھا؟ ؎

واقف نۂ ز اسرار دین اسلام ہارسو مکن

معلوم نہین جناب قاتل غازی کو بالفعل سوامی جی کی زبان سے کیا صدمہ پہونچا تھا جو بستر بیماری پر خونخوارانہ عیادت فرمائی۔ اسوقت تو وہ دل آزار تھے نہ اسلام کُش۔ اپنی تقریرون مین انھون نے کبھی کچھ کہا ہو تو کہا ہو۔ اگر غیظ یونہین ناک کی نوک پر رکھا ہوا تھا تو اثنائے تقریر مین کیون نہ آیا۔ اور اکیلے سوامی غریب پر کیون آیا۔ کیا معنی کہ مذہبی منادی کرنے والے اب ہندوون مین بہت ہوگئے ہین۔ یہ تو وہی مثل ہوی کہ صاحبزادے چپکے چپکے مولوی صاحب کو کوس رہے تھے۔ کہین مولوی صاحب نے سُن لیا جھنجلا کے بولے "بیٹا کوستے ہو تو باوا کو کوسو جو پھر کوئی مولوی نہ آئے۔ مین مرگیا تو میری جگہ دوسرا آجائیگا"

یہ قتل خوب سمجھ بوجھ کے عمل مین آیا ہے۔ عجب نہین کہ گولر کا پیٹ پھٹے اور بھنگے اُڑین۔ مگر جب تک قاتل کا مفصل بیان اور بال کی کھال نکالنے والے مفتش اپنا نتیجہ تفتیش نہ شایع کرین اوسوقت تک کوئی کیا سمجھے؟

بہر حال اس شخص نے بُرا کیا اور حد بھر بُرا کیا۔ اور اس کے فعل پر ہم بھی وہی دعا کرتے ہین جو ایک فقیہ نے کی تھی۔

نقل ہے کہ ایک سائل نے فقیہ سے کہا۔

حضرت حقیر کو بواسیر کا مرض ہے۔ بسا اوقات ایسے بخارات معدے کی جڑ سے خارج ہوتے ہین کہ کپڑے صاحب بہادر کا استعمال کیا ہوا اخباری کاغذ ہوجاتے ہین۔ دیر تک عفونت دفع نہین ہوتی۔ فرمایئے ایسی حالت کے بعد مجھپر غسل تو واجب نہین ہوتا۔ فقیہ صاحب نے جواب دیا نہین یہ رہتا

تو ہے حدث اصغر۔ لیکن لا کثّر اللّٰہ امثالک (خدا تمھارے مثل دوسرے نہ پیدا کرے تم بے نظیر ہی رہو تو اچھا ہے)۔

سال کے خاتمے پر یہ آخری بڑا قاخدا کرے آخری ہو ورنہ باہمی میل جول جو مشکل سے پیدا ہوا ہے پھر فنا ہوجائیگا۔ مبلغ اور شدھی جاہے تبلیغ اور شدھی کا فرض ادا نہ کرسکین مگر دونون کے فرض ادا ہونے کی راہین بہت سی نکل آئینگی ؎

میر صاحب زمانہ نازک ہے

آخر مین ہماری رائے ہے کہ جناب عبدالرشید غازی نجدی سپہ سالارین کے اگر حجازی مظلومون پر وار کرتے تو ثواب زیادہ ملتا اور جس طرح حضرت ابن سعود جلالۃ الملک کے قتل دغارت پر آج تشکر امتنان و اطمینان ظاہر کیا جاتا ہے اوسی طرح انکا یہ فعل بھی بہ نگاہ تحسین دیکھا جاتا۔

راقم:۔ جنجھٹون سے بیزار

دم آخر

یعنے

میان ۱۹۲۶ء کی ہچکیان

سمندر (یا موسیقار) ایک چڑیا ہے جسکے بارے مین کئی عجیب روایتین کتابون مین ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ چڑیا دُنیا مین اکیلی رہتی ہے جب موت کا زمانہ قریب آتا ہے تو جنگل سے لکڑیان چُن کے ایک جگہ ڈھیر کرتی ہے۔ ڈھیر معین مقدار تک پہونچتا ہے تو اوسپر بیٹھ کے الاپنا شروع کردیتی ہے۔ آخر کچھ آتشین سُر آپس مین رگڑ کھاکے چقماق پتھری کی طرح سوز دردن کا تماشا دکھاتے اور لکڑیون مین آگ لگادیتے ہین چڑیا اپنی آہ مین آپ ہی جل جاتی ہے۔ خاکستر مین آبیاری قدرت پھر سے جان پڑتی ہے اور مقررہ زمانے کے بعد پھر سے چڑیا اُڑجاتی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ نہین اس طائر کی پیدائش ہی عنصر آتشی سے ہے آتشکدۂ نمرودی و دخمۂ جمشیدی و آذرکدہ زرتشتی مین اسی نے چونچ لگایا تھا وہتو

سال کا خاتمہ اور آخری نصیحت

مذہب ساختہ لیڈر "گدھا موری نیا پار لگا دے"

پنچ "یاروبس اب اس حماقت کو سمندر پار لیجاؤ۔ گدھا جس ناؤ کا نا خدا ہو وہ پار نہیں لگ سکتی"

اب نہین ہین مگر جوالا مکھی پہاڑون کے غار بالفعل اس کا مسکن ہین۔ بجھی خدا پھوٹ نہ بلائے ہمارا دل یہ کہتا ہے کہ یہ مرغ آتشی ۱۹۲۶ء صاحب تھے جنکی ارتھی کل نکلیگی مل ہی چتا مین آگ لگیگی اور کل ہی راکھ پر آب حیوۃ کی بارش ہو کے میان ۱۹۲۷ء کے روپ مین جنم لینگے۔

انوہ اس ظالم نے کس قیامت کی آگ زمانے مین لگائی! غیر مرتب ہچکیان سنئیے سال بھر تک ہند و مسلمان نعل در آتش رہے اور آخر اس آتش افسردہ کی تہ سے جو بھبنہ نکلا اوسنے سوامی شردھانند کی جان لی۔ پہلی ہچکی۔ ہک تھک!! الکشن کی بھوبل سے جو دند ک نکلی تو اوسنے ہند و ہند و کو لڑا و اکے شکر قند بنایا مسلمان مسلمان آپس مین لڑ کے بھنتا ہوئے۔ دوسری ہچکی۔ ہک ہک!! وہ چنگاریان اوڑین کہ الٰہی توبہ۔ میان ابن سعود کے طمنچے سے بھیارون نے حنفیون اور شیعون کے خرمن دل مین اوکا لگایا۔ قلم کے آتشین گرز اب تک شرر فشان ہین۔

دل مرغان گلشن لالہ آسا داغ شد آمد

گل آتش غنچہ اخگر موج رنگ گل شرار آمد

تیسری ہچکی۔ ہک ہک!! چین مین انقلاب کا پڑاقا چھوڑا۔ پڑاتے چین کے آواز بندوق کی۔ چوتھی ہچکی ہک ہک!! اللہ اللہ خواجہ و حاجی مین بھانڈون والی آتشبازی کا مقابلہ۔ نہ این راخطر نہ آن راظفر۔ پانچوین ہچکی ہک ہک!! والی اندور کی ممتاز جاہی جوہی۔ چھٹی ہچکی ہک ہک!!۔ میر خیر پور کی ہوائی کا سناٹا۔ ساتوین ہچکی ہک ہک!! حیدر آباد دکن کا ناس پھل۔ آٹھوین ہچکی ہک ہک!! کانگریس کی سُرسُری اور پھوٹ۔ نوین ہچکی ہک ہک!! ہمارے شہر کے مشہور آتش نگار یعنے حضرت شرر کی موت جنکی قلمی چھچھوندرون نے بارہا چھوچھو چھوچھو کا تماشا دکھایا۔ دسوین ہچکی ہک ہک!! الغرض کہان تک عرض کرون ہک ہک ہک!!! خدا نے ان حضرت سمندر منش ۱۹۲۶ء کی شعلہ ریزی سے نجات دی اب دم آخر ہے ہک ہک ہک ہک ہک لگا ہے تار ہچکی کا خبر مرنے کی آتی ہے

خس کم جہان پاک جاؤ میان ۱۹۲۶ء تم سیسی نہین ہو سے ہلاکو ہو۔ اب نہ آنا۔ خدا تمھاری صورت پھر نہ دکھائے۔

راقم:۔ افسردہ دل

اپنی اپنی سمجھ

اوستاد:۔ عمر کس طرح معلوم کرتے ہو؟"

شاگرد:۔ دانتون سے۔"

اوستاد:۔ اور چوزون کی عمر؟"

شاگرد:۔ وہ بھی دانتون سے۔"

اوستاد:۔ چوزون کے دانت نہین ہوتے۔"

شاگرد:۔ مگر چبانے والے کے تو ہوتے ہین۔"

اوستاد:۔ کیا مچھلیان بہت جلد بڑھتی ہین؟"

شاگرد:۔ ہان معلوم تو یہی ہوتا ہے۔ ابا نے عمر بھر مین ایک مچھلی پکڑی۔ بارہا اوسکا ذکر فرماتے ہین اور جب ذکر چھڑتا ہے اوسکا قد سوا بالشت بڑھ جاتا ہے۔"

بی بی:۔ بس تم کرکھو اپنی محبت بندی جاتی ہے اپنے میکے۔"

شوہر:۔ ارادہ بہت مبارک ہے۔ تو یہ روپے ٹکٹ لے لینا۔"

بی بی:۔ (روپیہ گن کر) مُوئی یہ تو ایک ہی طرف کا کرایہ ہے۔ واپسی کا کرایہ کہان ہے؟"

بی بی:۔ پیارے جب میرے حسن کو زوال ہو گا۔ گالون کا آئینہ گھوان ہو جائیگا۔ رخسارے بیٹھ جائینگے دانت گھس جائینگے آنکھون کی رونق جاتی رہیگی تو کیا پھر بھی تم مجھے چاہو گے؟"

تیسرا شوہر:۔ پیاری! یہ حالت میرے عہد مین تو ہو گی نہین۔ اوس وقت تک معلوم نہین کتنے شوہر تم بدل چکی ہوگی۔ جو خوش قسمت اوس وقت موجود ہو گا وہی اس سوال کا جواب دیگا۔"

مسافر۔ خانسامان تمھارے ہوٹل کا منیجر کہان گیا۔ اوسے بلاؤ۔ لاحول ولا قوۃ کیا بدمزہ کھانا ہے۔ جی متلا گیا۔"

خانسامان:۔ خداوندا! منیجر صاحب اسی وجہ سے دوسرے ہوٹل مین ناشتہ کرنے گئے ہین

"بچن"

مولانا پنچ کی نوٹ بک

جیتے جی اوس کے نہ کہتے مگر اب کہتے ہین

لذت غم نہ رہی غیر کے مرجانے سے

کوئی کہے "تمھارا نبڑا لیا ہے! مین کہون مرنا۔ اپنا مرنا اتنا برا نہین معلوم ہوتا بار بار مر کے دیکھا جتنا کسی شناسا کا مرگ۔ سقراط نے کہا تھا مرتے سے کیا ڈرنا۔ اے قاضیو مین تمھارا شکر گزار ہون کہ تم مجھے ایسی جگہ بھیج رہے ہو جہان بڑے بڑے حکیم بڑے بڑے فلسفی میرے شناسا موجود ہین۔ یہ وہ لوگ ہین جنکے مرگ سے لطف حیوۃ نہ رہا۔ دُنیا نگاہون کیلئے اجنبی ہو گئی۔"

اب دیکھیے مولوی عبد الحلیم صاحب شرر ہمارے شہر کے نامی گرامی مصنف ۴ دسمبر کو دفعتاً بلا انتظار انتقال فرما گئے۔ تخلص کی گرمی فالج کی برف کو روک نہ سکی اور افسانہ نگاری کے پالے مین اوس پڑ گئی۔ کبھی کبھی ہمارے، اونکے گلچپ ہو جاتی تھی لوگون کی دل بستگی کا تھوڑا مواد جمع ہو جاتا تھا وہ بھی نہ رہا۔

سابق اڈیٹر سے تو خیر لیکن حال کے مدیر اودھ پنچ اور حضرت شرر کے درمیان مروت ولطف کا سلسلہ کبھی قطع نہین ہوا۔ جب ملاقات ہوئی خوش طبعی شروع ہو گئی۔ اب امید ہے کہ منشی سجاد حسین مرحوم سے بھی صفائی ہو جائیگی۔ دفتر زندگی ختم۔ قلم کی لڑائی موقوف۔

کسی کے مرگ پر ہرگز نہ کیجے دیدۂ تر لے دل

بہت سار و ئیے اون پر جو اس جینے پہ مرتے ہین

خاجی اور حاجی

سنتے ہین کہ حضرت خواجہ نے حاجی کے مقابلے پر شمشیر قلم سے جہاد موقوف کر دیا اور سال کے خاتمے پر یہ خبر ضرور قابل مسرت ہے۔ خواجہ خود تو بظاہر علیحدہ

ہوگئے ہین لیکن انھون نے نسل اور مددگارون سے یہ بھی فرماتے ہین کہ بھائیو اب تم جانو تمھارا کام جانے اسے لوٹیے تو لنگوٹا کھول ڈالا۔ دیکھو یاد وتقیری حرکت سے باز آؤ۔ اسلئے امید نہین ہے آتش جنگ سرد ہو۔ اسوقت مصر کی بڑی چہیتی خاتون مس ذکیہ سلیمان ہندوستان مین ہوتین اور عرب کی شفقت جاہلیت اختیار کرکے میدان جنگ مین بقول خواجہ نسائیت کا توارہ "حیدر" ہین تو شاید آتش کانون سینہ افسردہ ہوجاتی۔ دیکھنا یہ ہے کہ یکطرفہ "خفض جناح" کا ارادہ کسقدر مضبوط ہے۔

ہمارے نزدیک تو اس جنگ مین خواجہ اور حاجی کچھ برابر سرابر رہے اشمارلقبا بھی دونو برابر ہین۔ کیا معنی کہ حائے حطی اور خائے معجمہ مین صرف نقطہ کا فرق ہے اور دنیا کی بڑی حکیم قوم ترک "خ" کی جگہ "ح" بولتی ہے "خانم" کہنا ہوگا تو "حانم" کہینگے۔ عبرانی کی "ح" کو برخلاف یہودیون کے انگریز "خ" پڑھتے ہین لہذا "ح" اور "خ" جدا جدا حرف نہین ہین۔ اب رہا واؤ معدولہ تو یہ واؤ ملفوظی نہین مکتوبی ہے۔ لہذا ساقط التلفظ کسی شمار قطار مین نہین۔ ہان "جہ" اور "جی" کی مساوات البتہ تشریح کی محتاج ہے۔ تو سنیئے جناب "جہ" مین امالہ کیا جائے۔ تو "جے" ہوگا فارسی لہجہ مین یائے معروف ومجہول کا تلفظ ایک ہی ہے لہذا "جے" بے تکلف وتصنع "جی" شد۔ دیگر اشتیم فیما بین خواجہ وحاجی اتحاد یہ۔

مقدس زنا

آپ کہینگے لاحول ولا قوۃ کس نامعقول لفظ کے ساتھ "مقدس" کا انضمام کیا ہے خدا بچے اس منہ پھٹ زبان دراز بدلگام سے۔ مگر یہ اعتراض منطقی نہین ہے۔ باین علت کہ مسلمان اور ہندو (آریہ) دونون پر اس سال یہ ضد سوار رہی کہ جہان تک ممکن ہو ایک دوسرے کی عورتین بھگا لائے۔ پھر یہ بھی قید نہ تھی کہ عورت شوہردار ہو یا بے شوہر۔ مطلب تو یہ تھا کہ جسطرح بن پڑے ایک دفعہ قابو مین آجائے۔ اخباری کاغذات کی فائلین اوٹھا کے دیکھیئے کتنے واقعات بھگانے اور بھگالیجانے کے اسی برس رونما ہوئے۔ شدھی اور تبلیغ کے جاگیردار اسپر بغلین بجاتے ہین کہ شاہدہ خاتون۔ پاپلیا بائی ہوگئین شوہر سے پیچھا چھوڑا لیا۔ بچون سمیت آشرم مین وارد ہین۔ پلا دُھچوڑا۔ موہن بھوگ پر قناعت کی۔ چوڑی دار گھوٹنے کی قید سے نجات پائی۔ ساری مین اہلی گہلی پھرتی ہین۔ پردے مین آگ لگ چکی۔ آزادی کے ساتھ ہوا کھاتی ہین۔ یا مسماۃ جھلسیا بائی بشرے ازلی مہاجین کی دھرم پتنی تھین۔ سوامی کے چرنون سے ہزار ہوین تنگ وناصرین کا جولا اتارا۔ ہری ہری کی جگہ دھرمی دھڑی کستی جامع مسجد پہونچین اور جناب مولانا تبلیغ الدین کے سامنے کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوگئین۔ جہان تک ہمنے ان معاملات پر غور کیا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ نہ شاہدہ خاتون ہی اپنے اور دوسرے مذہب سے واقف تھین نہ جھلسیا بائی کے آئینہ دل مین کبھی توحید اسلامی کا پرتو پڑا تھا۔ اس قسم کے سو مین نوے واقعہ "دل ناخواستہ عذر بسیار" خاوند اور گھر والون کے مظالم مزاج کی ناموافقت۔ خواہش انتقام پر مبنی ہین۔ اور اسی نوے فیصدی مین ایسی عورتین بھی شامل ہین۔ جنکے سینہ مین شوہر اور خاندان کی محبت کے عوض نفسانی خواہشون کا بھوت (جس کا رام کرنا غالبًا شوہر کی قدرت سے باہر تھا) جلوہ فگن تھا۔ تبدیل مذہب کا مقدس بہانہ ملا۔ ایک گروہ سے رشتہ ٹوٹا تو دوسرے گروہ سے جوڑ گیا۔ کہین رسوائی ہوئی تو کہین عزت ہوگئی۔ صرف دو کلمہ (کفر کے یا ایمان کے) منہ سے نکالتے ہی تمام مصیبتون سے چھٹکارا مل گیا طلاق وبلاق کا بحث نہین۔ لہذا این جانب کے خیال سے (نہ اہل مذہب کے) یہ ایک مقدس چھنالا ہے اور ایسی شدھی وتبلیغ مذہب کے حق مین ہرگز مفید نہین۔ چار دن بیشتر ایسے واقعات پر ہندو مسلمان دونو گردن جھکا لیتے تھے مگر آج فخریہ اسکا اظہار ہوتا ہے۔ حالانکہ اس پردہ مین ہوا جس نفسانی جلوہ افروز ہین خیالات ایمانی کا کہین گزر نہین۔ ایسی باتین چوری چھپے ہون تو اچھا ہے۔ پرائے شگون اپنی ناک کاٹنے سے کیا فائدہ! ہماری بات ہر حال مین تلخ ہو مگر ہے صحیح اور حق۔ لہذا حق گو کو گر کان دھرے سنو۔

مختصرات

عربکا مقولہ ہے "تخریب الجدار ثم النقش" پہلے دیوار اوٹھاؤ پھر نقش ونگار بناؤ۔ مگر اب اولٹا زمانہ ہے بحوالہ روزنامہ سیاست مورخہ ۲۰ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ روضہ نبوی ومسجد نبوی کی دیوارون پر جو طلائی کتبے اور نقش تھے وہ گرائے جا رہے ہین۔ یہ مقولہ اب یون بدلنے والا ہے کہ پہلے نقش مٹاؤ پھر دیوار گراؤ۔ ابھی ابراہیم الفضل فوڑا تار کے ذریعے تکذیب کیجئے بیٹھے کیا کرتے ہین۔

دیکھا؟ آخر زمانہ پلٹا۔ دولتی جھاڑی۔ سنتے ہین کہ نقاب کی آڑ مین عورتون نے نہین مردون نے وہی جال پھیلانا شروع کردیا جو قبل ازین عورتون نے بچھایا تھا۔ چنانچہ ایک ترکی خاتون نے اپنے دولہا کو دیکھا نہ تھا وہ خبرین سنتی تھی کہ دولہا نے حسین ہین جوان ہین شراب وتمباکو افیم کسی چیز کا شوق نہین مگر جب دولہا میان کا سامنا ہوا رخ زیبا سے نقاب اوٹھا تو عمر شریف نو برس کی تھی نہ داڑھی نہ مونچھ۔ بیچاری رونے لگی کہ ہائے اس چھیچھڑے کو کب تک پالونگی پروان چڑھتے چڑھاتے مین تو بڑھیا ہوجاؤنگی۔

چونکہ آقا یعنے مسٹر جان بُل کے پاس غلام خاص یعنے حضرت راجہ آف مکہ ومدینہ کے مظالم کی فریاد ناجائز ہے اور اوس ناجائز حق مداخلت کو پیدا کرنیوالی بھی جو پہلے ہی سے حضرت جان بل کو تفویض بہر الشمس تعلقدار آف مکہ ومدینہ حاصل ہوچکا ہے لہذا بعض زندہ دلہا حنفیون اور شیعون نے چند عرضیان خدمت بابرکت حضرت حقیقت وجناب ظفر علیخان ایڈیٹر کے ہمارے دفتر مین بھی ہین اور استدعا کی ہے کہ ہم غیر اسلامی مداخلت پسند نہین کرتے آپ ہی رحم کیجئے اور اس سبز گنبد کو ہمارے لیئے رہنے دیجئے اگر مہلت ہوی تو یہ عرضیان شائع کیجائینگی۔ اور ہمین یقین ہے کہ جواب معقول ملیگا وہ کیا؟ اجی تم جھوٹے ہو ہمیشہ جھوٹ بولتے رہے سب گنبد موجود ہین سب مسجدین موجود ہین سبز گنبد بھی موجود ہے الخ۔

ایران کی نئی شاہی کو ایک سال سے کچھ کم زمانہ گزرا ابھی تک کوئی بڑا ارادی قوت کے اظہار کے فعل کوئی ہفتخوان سر نہین ہوا ہے

مرا بہ شب چو روز دان خواب گذشتم تو گر دد
دلم را با غمش بیدار بنید با زبر گردد۔ والسلام

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگوں کو بدظن کردیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلاء عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے لیے قیمتی پندرہ آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں کچھ عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے ۔ ۔ ۔ مخصوص کو قوی اور دراز کرکے خمی کجی لاغری سستی کوتاہی نیز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے منحوس اثرات کو دور کرکے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کردے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ میں طلب فرمائیں ۱۲ یوم بعد ایک خواہ فعل سوا مجبوری کرے پوری شیشی کے ہمراہ جوب مقوی رافع جریان قیمتی بالکل مفت روانہ ہوگا پوری شیشی ۲۱ یوم مع محصول ۳ روپیہ خریدار ہوگا پوری شیشی کے خریدار سے بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر اثر زائل ہونیکی صورت میں دوبارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔

مینیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں عموماً لوگ دیسے اپنے اوردو ۔۔۔ آنے ہمارے ۔۔ یاد کرتے اور ۔ پرچہ دیکھکے خاموش ہو رہتے ہیں۔ یہ ہم سمجھ رہا ہے کہ پسند آنا تو دوسری بات ہے بعض لیے سمجھ میں بھی لیے یا نہیں پرپرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہو لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے فقط ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آئندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آڈر روانہ کیجئے۔ وی پی نہ منگائیے بشرط پسند ۶ ہفتے اندر بقیہ عار بھیجدینے پر میعاد ششماہی کی توسیع سال بھر کیلئے کردی جائیگی۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار دہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو الف۔ کھانسی ہیضہ ۔ دمہ پیٹ درد دست سنگرہنی انفلوئنزا ادھچاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوا کہ صرف پانی میں چند قطرے ڈالکر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۸ ہر جگہ سب جگہ بکتا ہے۔

دوروگج کیسری یعنے داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندرچند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس کچہری لکھنؤ

بہرام کی سرگذشت

جسمیں بہرام جوڑکے کارہائے عجیبہ کے ساتھ ساتھ مسٹر ولی خان انسپکٹر پولیس کی ظرافتیں نکستوں اور مشہور مسٹر رسلی کاؤس منزلکی حیرت پاش سوشیل ذاتی حسن چپل نشہ حالات لکھنؤ کی بیماری بوچال میں بیان کرتے ہوئے پبلک کی ضیافت طبع کا انمول سامان فراہم کیا گیا ہے حضرت مؤلف نے اس ناول کو دلچسپ بنانے میں پوری سعی کام لیا ہے ایک صفحہ دیکھنے کے بعد بغیر ختم کیے ممکن ہی نہیں ایسے ایسے لطیف حیرت پاش مرقع کھینچے ہیں کہ ہر باب ختم کرنیکے بعد انگشت بدنداں رہجانا پڑتا ہی یہ لطف کہ عام ناولوں کی طرح مخرب اخلاق اور گندہ مضامین سے کلیتہً پاک مبرا اور تہذیب و شستگی کا قابل قدر مجموعہ ہے ایکٹر وں کے نیک و بد افعال کو واضح کرتے ہوئے نہایت مفید کارآمد سبق دیے گئے ہیں کتاب و طباعت نفیس میں کرنے ۔ ۔ ۔ طلبیے کاغذ پر چھاپا گیا ہے ٹائیٹل پیج پر نہایت خوبصورت دلا ویز ۔۔۔ چار رنگو نمیں چھاپ کر دیا گیا ہے سائز ۲۰ × ۳۰ حجم ۱۴۰ صفحہ قیمت عہ محصول ڈاک علاوہ

مینیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

مظلومۂ کربلا

یعنی کونین کی بڑی شاہزادی کی اردو زبان میں پہلی سیرت مخدرہ نبوی سید اظہار حسین صاحب جرش مصنف ۔۔۔ مدیر ۔۔۔ بین ۔۔۔ معصومہ کشور تنقید آرا آقا جناب مولوی السید حسین صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر گوپال پور ۔۔ تیار ہو کر مؤلف نے اسلام کی اصلی ہستی کے دردناک سانحات زندگی کو سلیس زبان اور فاضلانہ تنقیدی لباس میں اردو دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیا ہے تحق ملاحظہ مطہرہ حسین ۱۲ رجب تک قیمت بجائے ایک روپیہ کے صرف دس آنہ ۱۰؍ لیجائیے

مینیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ

LONDON لنڈن ڈائرکٹری DIRECTORY.

سالانہ شائع ہوتی ہے: ۔ پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لنڈن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سلطنت انگلشیہ آئرلینڈ براعظم یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور حرفتی مرکزوں کے۔

کارخانوں ورسوداگروں: ۔ سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیئے گئے ہیں جن میں۔

یا ہر مال بھیجنے والے تاجر: ۔ جہاز پر جانیوالے مال کی تفصیلی اور کالونیل اور بیرونجات کی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے: ۔ مع بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق دیگر تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہتے ہیں یا۔

ایجنسیوں کے خواہشمند: ۔ ہیں ان کا نام و پتہ ایک پچہ میں مناسب عنوان کے ماتحت صرف۔

ایک پونڈ دس شلنگ: ۔ میں درج کردیا جائیگا۔ بڑے اشتہا دنکا نرخ ۶ پونڈ فی صفحہ ہے جو صاحب درائے بحر کی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں انکے لئے یہ ڈائرکٹری بہت ہی گرانقدر ہے اور اسکی ایک جلد صرف ۲ پونڈ نقداً ۔ ڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لنڈن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ نمبر ۲۵ ابچرچ لین لنڈن ای سی ۴ انگلینڈ

[illegible] ناول قصہ جات ۔۔۔ کتب ۔۔۔ ۔۔ کی کتابیں حسب ۔۔۔ سے طلب کیجئے۔ سید محمد حسین ۔۔۔ اودھ پنچ لکھنؤ

مفید نہو تو قیمت واپس

حبوب لقمانی بہار عمر جاتی ہے خزاں کہتی ہے آنکو
جوانی روٹھی جاتی ہے گئے بھیجوں نشانیکو

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگائیے اور خود اختیاری لطف شباب جب جی چاہے اوٹھائیے تھکن۔ نہ کمزوری۔ نہ ناطاقتی محسوس ہوگی بلکہ دل دماغ اور خاص قوتوں میں اضافہ صفت کا ہوگا شوقینوں کے لیے نعمت بے بہا ہے۔ فی درجن عہ دو درجن ۳ درجن للعہ

روغن لقمانی لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ روغن حقیقتاً ماحصل لطف شباب ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال کرنے سے وہ لطف اور حالت ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہے مطلوب کو طالب و طالب کو مطلوب بنا دیتا ہے۔ جو شخص ایکمرتبہ آزماتا ہے شیدا ہوجاتا ہے۔ زیادہ تعریف خلاف تہذیب ہے۔
قیمت فی شیشی عہ دو روپیہ دو شیشی ہے تین شیشی للعہ

طلاء عجیب وہ تمام شکایات جو اوائل شباب کی غلط کاریوں یا بدپرہیزیوں سے پیدا ہوئی ہوں جنکو مریض خود بخوبی جانتا ہے اون کیلیے یہ طلاء استعمال کیجیے تمام کھوئی ہوئی قوتیں واپس لاکر مختصر سی مدت میں ایک کیفیت اور ازکار رفتہ شخص میں بھی دوبارہ شباب کا لطف پیدا کرکے وہ قوت پیدا کردیتا ہے کہ انسان افزائش قوت سے متعجب ہوجاتا ہے لیکن ۱۴ یوم تک مباشرت سے قطعی پرہیز رکھیے خواہ دوا کتنا ہی مجبور کرے قیمت فی شیشی (عہ) اسکے ہمراہ حبوب مقوی دافع جریان و کثرت احتلام نہایت مفید ثابت ہوگا۔ شوقیہ استعمال کرنیوالے حضرات قابل فخر بنا دینگے۔

طلسمی گولیاں ضعف مردی۔ جریان۔ کثرت احتلام بسرعت ضعف معدہ و مثانہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنا۔ چہرہ کا زرد پڑجانا۔ بدن میں درد کا رہنا وغیرہ کا شرطیہ دافع۔ بیحد مقوی دوا ہے جو جڑی بوٹیوں سے بنائی گئی ہے اسمیں کوئی کشتہ نہیں لیکن کشتہ معجون اسکے برابر ہرگز مفید نہیں ہے ناممکن بلکہ قطعی ناممکن ہے کہ اسے استعمال فرما کر آپ اپنی قوت کو ضبط کرسکیں بچہ بیکر بوڑھا تک استعمال کرسکتا ہے۔ مگر حضرات شوقیہ ۵۔ ۶۔ انتہائی ۷۔ ۸ گولیوں سے زائد ہرگز نہ استعمال فرمائیں۔ کیونکہ صد درجہ کی قوت مردی پیدا ہوتی ہے جسکا برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے قیمت کامل خوراک ایکدرجن (عہ) فی گولی۔ محصول سب کا بذمہ خریدار۔

(نوٹ) ہمیں اپنی دواؤں پر اسقدر بھروسہ اور اطمینان ہے کہ اگر دوا حسب تحریر فائدہ نہ کرے یا دوا کا اثر چند روزہ ثابت ہو تو واپسی قیمت کی کرتے ہیں اس سے زیادہ ایکا اطمینان کیا ہوسکتا ہے

منگانے کا پتہ:۔ دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک ہی بار میں نامرد کو مرد بناتا ہے اور زبردست ممسک طلاء ایک گھنٹہ بعد اس غضب کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ کہنی ہوتی ہے ضبط مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوجاتا ہے امساک بدستور قائم رہتا ہے اور عورتیں صبح تک دیوانی ہوجاتی ہیں دوران مباشرت قوت اور بیچینی بڑھتی جاتی ہے قیمت صرف دو روپیہ فی شیشی علاوہ محصول

روغن ملذذ یہ روغن بیحد ملذذ اور منزل ہے صرف ایکمرتبہ استعمال کرکے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معشوقہ عمر بھر کے لیے مطیع ہوجاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے پر عاشق اور فریفتہ ہوجاتے ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ علاوہ محصول

حبوب ممسک ایک گولی کھاکر گھنٹوں لطف صحبت اٹھائیے لطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کا تکان بھی نہوگا جسم پھرتیلا اور نہایت قوی رہیگا۔ جبتک ترشی نہ چکھیں ہرگز ۔ ۔ ۔ نہوگا۔ قیمت فی درجن دو روپیہ علاوہ محصول۔ حوالہ اخبار ضرور دیجیے۔

نوٹ:۔ کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہونے پر حلفیہ تحریر آنے پر واپسی قیمت کی شرط ہے۔

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

جلد ۔ نمبر ۱

مضامین

(۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

نذرانۂ سال نو

مسٹر پنچ - اپنے تصنیفات کچھ ہین قابل خدمت نہین کا - رہے مستحکم اعلان تحریر آزار کنند بیجا ہیں
سال نو مین پیشکش کیلئے کچھ نہ ہو سکا تو چند اشعار موزون کرکے بضعف بصر نذر اِدارہ کیا گیا -

سعد ہو یا نحس گلشن کیلئے افضل تو ہے — سال نو کا روز اول ساعت اول تو ہے
کیا مدلل تھی تری تقریر ضرر و واہ واہ — لا الجہ پانچ تو فرماتے ہین گو مہمل تو ہے
پھر آزادی برابر کوششین کرتے رہو — آج گر محروم ہو تو خیر - باقی کل تو ہے
جنگ جاری آج تک ہے گو نہین صلح الکُم — ریفیوں کی قوم مین باقی ابھی کس بل تو ہے
کانگریس مین جا کے کیا ختم ہے مسلم نہیں ہری — کیا کرون مجبور ہون شورا اڑیل تو ہے
گٹ کا قصہ بھی مٹ جائے تو ناممکن ہے میل — لیڈر وہ جھگڑا اوشا کے لئے بیبل تو ہے
نیش زن رہتا ہے کوئی کس طرح ہو اتحاد — گو ہنوز نوبت نہ پہنچی مین مگر کتبل تو ہے
کیمبرٹے ہوں خواہ نامرے ہوں یا خفتی وہ ہون — پر یہہ ڈر ہے روسیون کی فوج ٹڈی دل تو ہے
ساحل امید تک پہونچین گے کیونکر بالشوک — گو سمند رہو نہ حائل - کابلی دلدل تو ہے
مس بہنہ گس گئی ہوٹل مین لندن کے تو خیر — نیچرل منظر دکھایا - طبع مین چھل بل تو ہے
ہے طہارت سے غرض - کر ظاہر و باطن کو پاک — آب زمزم گر نہین اے شیخ گنگا جل تو ہے

خامہ فرسائی نہ سال نو مین بھی نیرنگ کی
ان تمھین ضعف بصر کا عذر اک مہمل تو ہے

"محمد عبدالحمید نیرنگ"

ساقی نامۂ سال نو

"از ہندی ندیم"

پلا ساقیا آب آتش لباس — کہ پیکر جسے بندہ ہو حق شناس
نیا سال ہے کچھ نیا رنگ ہو — نئی فکر ہو اور نیا ڈھنگ ہو
ہر اک حال مین دوستی ہو شعار — اسی پر ہو ہر وقت دار و مدار
بھٹکنے نہ پائے دماغ اور دل — نہ بہتان ہو صحبت مین آکر مخل
نہ کر دیر ساقی ادھر جلد آ — جو کچھ دُرد یا صاف ہو لا پلا
جو پیتا تھا جمشید دنیا وہ مے — وہ مرغوب دربار شاہان کے
جو فغفور و خاقان کی ہو مُنہ لگی — بہن جو کہ انگور کی ہے سگی
کیا ہے ظہوری نے جس مے کا ذکر — جوان جس سے حافظ کی تھی بکر فکر
جسے پی کے جامی تھے جامی بنے — جسے پی کے شمس اور نظامی بنے
سب ہی شاعروں کی جو مطلوب ہے — وہی تیرے "ہندی" کو مرغوب ہے
کہاں مین کہاں تو کہاں یہہ سماں — کہ یکساں نہین دورۂ آسماں
پلا آتشین آب کا ایک جام — مرے دل کو آتش کدہ کر تمام
وہ مے جس سے چہرہ ہو پُر آب و تاب — ضعیفی مین بھی جوش پر ہو شباب
کہ اس عمر کی حالتین تین ہین — یہہ ہے ایک راگ اور کتین تین ہین
زمانہ وہ طفلی کا آتا ہے یاد — کہ رہتا تھا دل اپنا جب شاد شاد
تجھے عہد طفلی کی ساقی قسم — بیک جرعہ کر دے فراموش غم
گیا عہد طفلی تو آیا شباب — بخوان "ان ہذا لشئی عجاب"
دریغا کہ عہد جوانی نماند — شب عشرت دکامرانی نماند
بیاد جوانی بدہ جام مے — کہ نرمی سے ہو راہ پیری کی طے
وہ مے ہو کہ چہرے کی زردی گھٹے — ذرا تو بڑھاپے کی سردی گھٹے
جوانی کا دکھلاؤن پیری مین جوش — رہے پھر نہ جوش جوانی مین ہوش
خبر کچھ ہے ساقی کہ ہے سال نو — ملے گر نہ گندم غنیمت ہے جو
فرانسیسی یا پرتگالی سہی — نہین ہے جو گوری تو کالی سہی
نہ انگور کی ہو تو مہوے کی ہو — غرض یہہ کہ پی لین گے ملجائے جو
نسیٹھو آج ہونے نہ پائے کہین — یہہ نوروز خالی نہ جائے کہین
شگون بد
خم بادہ و جام زرین بیار — کہ عہد وفا را کنم استوار
نیا سال ہے چھک کے پلوائے آج — نہین نقد تو قرض دلوائے آج
خدارا نہ کر جام دینے مین بخل — خدارا نہ کر وام دینے مین بخل
نہ کر ہم سے رندون سے اب تو بخل — بگوش خرد سن لے سعدی کا قول
بخیل ار بود زاہد بحر و بر — بہشتی نباشد بحکم خبر
رہین ستم سال بھر سے ہین ہم — دکھا اب تماشائے موج کرم
کرم مایۂ شادمانی بود — کرم حاصل زندگانی بود
جوانی فدائے سر پیر مست — بشرطیکہ باشد زدل مے پرست
سُن اے ساقی افسردہ دل آج ہون — نہین زندہ دل - مردہ دل آج ہون
ہر اک جا ہے برپا نفاق اور دوراؤ — کہین جنگ خر ہے کہین جنگ گاؤ
بجا یا کسی نے جو باجا کہین — تو لٹھ لے کے پہونچے نمازی وہین
پکارے کہ بس اب جو باجا بجا — سمجھ لو کہ جانون کو تم نے تجا
ہٹاؤ اجی طبل سے تم دوال — نہین تو گرا دینگے ہم سر کے بال
نفیری خبر دار بجنے نہ پائے — بپیری کی دُھن اب نہ کوئی سنائے
جو ڈھولک بجیگی تو پھاڑینگے سر — بچا سر تو پھر ہم اُجاڑین گے گھر
یہہ شادی غمی سے بدل جائیگی — مسرت دلون سے نکل جائیگی
نہین آیۂ "وذر اخرٰی" کی یاد — اگر یاد ہے بھی تو بغض و عناد
کہین لکھی دیکھی جو گاؤ زبان — تو غصہ سے پنڈت ہوے نیم جان
چھُری لے کے آمادۂ شر ہوے — طبیب آہ لونڑ مقشر ہوے

جو بہت جھڑ بہن میل سے پتا گرا / تو بیٹھے پہ عالم کے نزلا گرا
نہ یہ اُن سے راضی نہ وہ اِن سے خوش / یہ کہتے ہیں موحد اور وہ کہتے ہیں مشرک
گھڑی بھر میں غائب ہوا میل میلن / نہ گویا کبھی ان تلون میں تھا تیل
پھری آنکھ، تیوری چڑھی ضد بڑھی / اوبلنے لگی ہائے باسی کڑھی
مزا کرکرا ہو گیا ساقیا / خدا کے لئے آب آتش پلا
سنا روح پرور کا دے جام پھر / کہ دکھلاؤں لڑنے کا انجام پھر
فسادی بنے جیل خانے بھرے / ارے رے ارے رے ارے رے ارے
نہ چرخا چلا اور نہ کھدر بنا / ہوئیں ساری تحریکیں آخر فنا
جو کرتے تھے سرکار سے بائیکاٹ / وہ بھائی سے کہنے لگے "بھائی کاٹ"
خدا کی پناہ ایسا جھگڑا مچا / نہ مسجد بچی اور نہ مندر بچا
کہا تھا جسے پہلے قانون جور / ہوا داد خواہی کا پھر اوسکے دور
نہ جاتے تھے جو پہلے ظالم کے پاس / گئے لے کے فریاد حاکم کے پاس
زبان پر اپیلوں کا نام آ گیا / وہ قانون ناکارہ کام آ گیا
اکڑ فوں رہی اور نہ تن تن رہی / گئے بھول سب دو بدو اوڈماری
جو غفلت کا یہ طور ہے ساقیا / تو پھر جام دینے میں حجت ہے کیا
پلا جام اکشا کے دن تو بھری / نہ نادر بجا ماند و نے نادری
وہ مے دے بڑھے جس سے بغض و عناد / طبیعت میں پیدا ہو جس سے فساد
وہ مے جس سے شدھی میں آ جائے زور / مچے جس سے تبلیغ دینی کا شور
لے تجھسے ساقی جو ساغر ملی / تو بڑھا یہ سمجھے جوانی ملی
نکلے سر سے ہندی کو کردے جوان / تن زار کو بخشے تاب و توان
یہ چڑھ جائے مجھپر جوانی کا رنگ / جسے دیکھکر عقل سب کی ہو دنگ
دکھاؤں اکھاڑوں میں بازو کا بل / علی غول ہو اور مہابیر دل
لے مجھکو چندے کی دولت کثیر / تو قد کمان میرا ہو جائے تیر
ہر اک کام انجام ہوتے سے ہو / سفر میں نہ تکلیف جوتے سے ہو
عقیقی گدائی کو ہیں رنڈیاں / تو بھرتی ہیں وہ بھیک سے جھولیاں
میں لنکا کے جھولی گلے میں چلوں / تو پھر نام رُکنے کا دم بھر نہ لوں
زبان میری قینچی کی صورت چلے / لیے قطع رشتِ اخوت چلے
کہیں جا کے تنظیم ملت کروں / کسی جا پہ دم سنگٹھن کا بھروں
وہ تقریر میری دھواں دھار ہو / مقدس چھناسے کا پرچار ہو
ملو میٹے میں لتیاؤ ہونے لگے / مقدر کو ہر ایک رونے لگے
جہاں بھر میں ایسی لگاؤں میں آگ / کہ تفنس میاں بھولیں دیپک کا راگ
دھڑا دھڑ چلے خانۂ اتفاق / نکالے زبانہ شقاق و نفاق
چلے جنکا گھر بیٹھ بٹھو کیں وہی / جو کوئی بجھائے تو رو کیں وہی
زر و مال سے بندہ جھولی بھرے / حماقت کا خرکھیت سب کا چرے
میں اس طرح دو دن سب کو مذہب کی چاٹ / کہ میرے مخالف کا ہو بائیکاٹ

وہ اخبار دنیا میں جاری نہ ہو / جسے خواہش شعلہ باری نہ ہو
مچے سب طرف دینداری کی دھوم / زمانہ پہ ہو رنج و غم کا ہجوم
مگر دینداری یہ اصلی نہ ہو / جدا دین سے ... جیسی نہ ہو
پھراؤں جدھر باگ ایمان کی / ہو بارش اودھر بڑی کی اور دان کی
میں صوفی بنوں یا سوامی بنوں / ہر حال میں نامی کامی بنوں
دھڑلے سے لکھتا رہوں پمفلٹ / رہے دین و ایمان کر جائے پلٹ
جو ہو کھو کھلی نیو ملت کی بیخ / تو ہل جائے ایمان کے واسطوں کی بیخ
اوکھڑ جائیں قومی ڈسپلن کے پیر / وہ قوموں کے آپس میں پیدا ہو بیر
نیا سال ہے کی رکھدے سبیل / نہ کر تو خیال قلیل و کثیر
پلے جس کا بھی جا ہے جتنی شراب / کہے خانۂ دین و دنیا خراب
ہم دونوں قومیں یہ لڑتی رہیں / اکڑتی رہیں اور بگڑتی رہیں
یہ ہنس ہنس کے آواز دیں جان کل / کہاں ہے بگڑا یا ان خیر الشبل
تن مقصد ان رابہند آورید / سر سرکشاں در کمند آورید
نکالو دھراؤ جو ہے آرڈیننس / رہے اب نہ دنیا میں مقصد کا نفس
چکھاؤ انھیں لذت ہوم رول / پنھاؤ انھیں خلعت ہوم رول
کہاں ہیں تمہاری اُڑن گھائیاں / کدھر ہیں تمہاری وہ خود رائیاں
ہوئی اب تو ثابت ضرورت مری / مٹی اب تو دل سے کدورت مری؟
اگر پاؤں میرا نہ ہو درمیان / تو آپس میں لڑ بھڑ سکے تم دیدہ جان
نکات حکومت سے واقف ہو تم / رموز عدالت کے عارف ہو تم؟
کجائی بدہ ساقیا جام گل / نم سر بہائے خرجہان بگل
نیا دور ہے اور نیا ہے سماں / جہاں سے چلے تھے پھر آئے وہاں
گئے دن گزر سہ صد و شصت و پنج / پڑیں اتنی پیدا ہوا سر میں گنج
سنہ بست و ہفتم کا اب دور ہے / زمانے کا لیکن وہی جور ہے
بیا ذریخ شہریار دکن / بدہ ساقیا جام صہبا بمن
جو ہو یاد افسانہ اندر کا / تو پھر ڈول ہو اک نئے دور کا
مہاراجہ نابھا نہ بھولیں تجھے / پلا لا کوئی نام پر اونکے دے
بیا در رخ والی خیر پور / بدہ جام وا زدل کن اندوہ دور
کرنسی کمیشن کا یاد آیا نام / اسی نام پر دے پلا ایک جام
غضب کی تھی تجویز یہ "بیک بے" / ارے جام دے جام دے جام دے
کہاں تک کہوں عمر کے میں واقعات / بھلانے کے قابل ہے ہر ایک بات
مئے غم ربا مجھکو درکار ہے / پیوں میں تو کہہ "لارڈ ریڈنگ کی جے"
اونھیں کی بدولت یہ سب کچھ ہوا / لیکن ساقیا اب مینا نہ دا
وہ چلتے ہوئے آئے ارون یہاں / مگر ڈھونڈھتے ایڈیٹر ہیں کے نشان
سنا ہے بہت ہی ملنسار ہیں / کسانوں کے دل سے وہ غمخوار ہیں
یقین دل کو آتا نہیں کیا کہیں / مناسب یہی ہے کہ چپ ہو رہیں

پلادے پلادے پلادے شراب | ہر اک جام پر مجھسے تو لے خطاب
خطابون مین ہوتا نہین کچھ بھی صرف | وہ دس حرف ہون یا کہ ہون پانچ حرف
مریدان ارون سے مین سے بھی تو ہون | ابھی پوری ابجد تجھے بخش دون
ندیم اب قلم اپنا تو روک لے | ان افسانون کو یونہی بس رہنے دے
دعا کر اودھ پنچ کے باب مین | رہے یہہ سدا بزم احباب مین
رہے جبتلک آب گنگ و جمن | شگفتہ رہے اسکے دل کا چمن
ہوا غم کی نزدیک آنے نہ پائے | خزان اپنا نقشہ جمانے نہ پائے
سلامت رہین اسکے مضمون نگار | نہ ہو ان کو نزلہ نہ آئے بخار
وہ پیری مین جوش جوانی دکھائین | عدو سامنے اونکے سب منہ کی کھائین

روانی پہ بحر ظرافت رہے
ہر اک نوع کی دور آفت رہے

موتیا بند یعنی تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۶ - دسمبر ۱۹۲۶ع)

بات یہہ ہے کہ ناسخ زبان کے موجد نہ تھے جو ترکیبین یا جو الفاظ اونھون نے پسند کیے اوسکا رواج پہلے ہی سے موجود تھا۔ البتہ اونھون نے حسن انتخاب سے کام لیا۔ بڑھایا کچھ نہین جو لفظ گران گزرا اوسے اپنے نظم مین ترک کردیا۔ بول چال مین اکثر الفاظ پہلے ہی سے ترک ہو گئے تھے۔ لیکن بضرورت نظم متروک الفاظ بھی شعرا کبھی استعمال کرتے تھے۔ اکثر ایسے الفاظ بھی مستعمل ہین جو نظم مین غیر فصیح قرار دیے گئے ہین مگر بول چال یا محاورات سے نکل نہ سکے۔ مثلاً "تک" اور "تلک" ابھی تک زبانون پر چڑھے ہوے ہین "ورے پرے" کوئی یون بولتا نہین مگر مثل مین "شام کے ورے ورے ہزارون نستین" "علی ہذالقیاس" "تک جیئے تو کیا" اب تک زبان زد ہے۔ لکھنؤ کی خلقت نے ناسخ کے اجتہادات نظم مین اسوجہ سے تسلیم کر لیے کہ اونھون نے اپنی نظم کو بول چال کا تابع کر دیا۔ لکھنؤ کے محل خانون کی زبان اور تھوپڑون کی زبان مین بھی فرق ہے۔ لکھنؤ کے شریفون اور ادنے طبقے کے لوگون کی گفتار مین بھی فرق ہے اور یہہ فرق آجتک قائم ہے بعض محاورات ہین جنھین بازاری اُٹھائیں استعمال کرتے ہین اور شرفا جب کبھی بضرورت اون محاورات کو استعمال کرتے ہین تو کہتے ہین "بقول بازاریون کے" تاکہ اعتراض نہو۔ افسوس حضرت مصنف شعر الہند صاحب مذاق سلیم نہین ہین۔ یہہ باتین تو ہمارے یہان کے بچے جانتے ہین۔

تذکرۂ جلوہ خضر جو انھین اتفاق سے دستیاب ہو گیا ہے زبان اور دیگر نازک امور کے متعلق کوئی درست رائے نہین رکھتا۔ ہم لوگون کے نزدیک وہ قابل اصلاح ہے۔ اساتذہ فن نے اوسکی طرف کبھی بغرض استفادہ توجہ نہین کی۔

حضرت مصنف پُر مایہ کا یہہ ارشاد بھی:۔

"لیکن اس موقع پر بہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شیخ ناسخ نے قدما کی بعض ایسی ترکیبین اور بعض ایسے الفاظ بھی متروک قرار دیے جن کا وہ نعم البدل کیا بدل بھی پیدا نہ کر سکے۔"

اپنی بے جوڑ مثالون کی وجہ سے کچھ یونہی سا ہے۔ کیا معنی کہ جرأت نے

ہجر کی رات وہ کافر ہے کہ جون چشم بلا | آہ تارا ہے ہر اک آنکھ پسارے نکلا

کہا اور حضرت نے "آنکھ پسارے" پر خط کھینچا۔ آنکھ پسارنے کا محاورہ تو بے شک متروک ہے مگر "پسارنا" اب تک مروج ہے۔ مثلاً "تیرے میرے آگے ہاتھ پسارنا" جو شخص ترکی ٹوپی دیئے "منہ کھولے" سر کی دُم ہلاتا پھرتا ہے اوسے "منہ پسرا" کہتے ہین۔ یہہ دوسری بات ہے کہ زیادہ رواج "پسارنے" کی جگہ "کھولنا" موجود ہے اور وہ اچھا بدل ہے تو کیون کوئی "پسارنا کہے"۔ اوستاد مصحفی کے شعر مین حضرت نے ڈلک پر خط کھینچا ہے ؎

یون ہے ڈلک بدن کی اوس پیرہن کی تہ مین

ڈلک ہرگز متروک نہین ہے۔ کیا کہین واللہ ہیم تلاش کے بعد بھی کوئی صفحہ نے بھگے پن سے خالی نہ ملا حضرت کہین تو دقوف و مہارت کا نمونہ دکھایا ہوتا۔ آپ نے سودا کے اس مصرع پر خط کھینچے ہین ؎

غنچے کا دل دہن پہ سی کے بکھر چلا

اس مین کوئی لفظ متروک نہین ہے۔ اگر یہہ خیال ہو کہ "دل بکھرنا" پرانا محاورہ تھا تو یہہ خیال غلط ہے۔ "دل بکھرنا" کبھی محاورے مین داخل نہ تھا۔ سودا نے "غنچے کا دل بکھرا" اس معنی مین کہا ہے کہ جب غنچہ کھلتا ہے تو اوسکی پنکھڑیان متفرق ہو جاتی ہین۔ پہلا مصرعہ دیکھیے ؎

گل مت تجھو باغ مین اے عندلیب زار

اگر یہہ کوئی محاورہ ہوتا تو دیگر اساتذہ بھی دل بکھرنا کہین نہ کہین ضرور نظم کرتے۔ "غنچہ بکھرنا" بھی کبھی محاورے مین نہ تھا اور نہ اب ہے "بندھا پھول" [illegible] خوبصورت [illegible] عورت کو کہتے ہین۔ سودا کے شعر مین "بکھرنا" سے مراد نثار ہونا ہے اور یہہ [illegible] اچھا ہے۔

آپ چوتھے شعر مین کہ یہہ بھی حضرت سودا کا ہے "تڑک" پر خط کھینچتے ہین ؎

نالے سے میرے گل تو ہوا چاک پیرہن | بلبل ترا جگر نہ یہہ سُنکر تڑک گیا

حالانکہ "تڑکنا" اور "تڑک جانا" انھین معنی مین آج بھی زبان زد عوام و خواص ہے عوام "تڑکنا" کی جگہ "تڑخنا" بولتے ہین۔ جو "دراڑ پڑ جانے" کے مرادف ہے۔ یہہ نہ کبھی ترک کیا گیا۔ نہ آج متروک ہے۔

پانچوان شعر یقین کا نقل کیا گیا ہے اور اس مین "جھجپ" خط کے نیچے ہے۔ یہہ "جھجپ" نہیں ہے "تھجب" ہے۔ لاحول ولا قوۃ کن لوگون سے

قلم ہاتھ مین پکڑا جنھین اتنی بھی تمیز نہین شعر یہ ہے

جی مین آتا ہے تری چھب کو دکھا دیجائے
باغ مین آج اکڑتا ہے یہ شمشاد کہ بس

"چھب تختی دکھینا" ہزہان ومرد کی زبان پر جاری ہے دیہاتی گیتون مین بھی برابر نظم ہوا ہے مثلاً یہ۔
"چھب دکھلا جا بانکے سنور یا دھیان رہے سوہے توراب"
"چھب" کے معنی "جلوے" کے ہین۔ آپ خود زبان کے بارے مین بالکل کورے ہین لہذا مین پوچھتا ہون کہ یہ کس بیوقوف اعظم گڑھی مصنف سے آپ کو معلوم ہوا کہ "چھب دکھانا" کوئی محاورہ تھا جو متروک ہو گیا اور اب "افسوس ہے کہ نعم البدل کیا بدل بھی پیدا" نہو سکا۔
آپ یقین کا شعر لکھتے ہین ؎

اس ہوا مین رحم کر ساقی کہ بے جام شراب
دیکھکر چھاتی بھری آتی ہے باران کی طرف

"چھاتی بھری آتی ہے" زیر خط ہے اور یہ بھی "جہل مرکب" کی دلیل ہے کہ "چھاتی بھر آنے" کے متروک ہونے پر حضرت کو افسوس ہے۔ خداوند زبان دان! "چھاتی بھر آنا" سنو میر انیس مرزا دبیر کے ہر مرثیہ مین ایک آدھ جگہ نظم ہوا ہے۔ نفیس حالدج کے کلام مین بھی موجود ہے۔ محاورہ زنانہ ہے مگر متروک نہین ہے۔
آخری شعر ہے ؎

ہر آن اوس کا جھمکا ہیگا نشان دیگر
خسرو ہے نے سکندر جمشید ہے نہ دارا

ان شعر مین۔ جھمکا۔ خسرو۔ نے سکندر۔ جمشید۔ دارا۔ زیر خط ہین۔ پہلا مصرعہ اگر یہی ہے تو بے ڈھنگا ہے "جھمکا" کے جو معنی مصرعے مین لیے گیے ہین وہ بھی نادرست ہین "نشان جھمکنا" کوئی محاورہ نہین۔ اور ہو بھی تو یقیناً قابل ترک ہے۔ ہمین تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مصنف سے اصل مصرعہ پڑھا نہ گیا "چھب" کی طرح لپ چھپ کرکے "جھمکا" اور "نشان دیگر" بہ ماموریت کاتب علیہ ما علیہ نقل کر دیا۔ اب اسی کے لیے سمجھی اور بے ڈھنگی لفظ پر اظہار افسوس کر رہے ہین۔ خدا نابود کرے ایسی کتابون کو اگر یہ زہ گئین اور مربیون کے اثر سے نصاب تعلیم مین داخل ہو گئین تو یقیناً متعلمین کو گمراہ کرینگی۔ حکایت ہے کہ ایک طبیب صاحب نے دانۂ الائچی نسخہ مین لکھا تھا۔ کسی اعظم گڑھی مصنف نے اسکو "دانۂ الاٰیچی" پڑھا اور سر ہلا کے کہنے لگا۔ یہ دوا بہت مفید ہے دار المصنفین کے کتب خانہ کے سوا اور کہین مل نہین سکتی۔
علیٰ ہذا القیاس ایک دوسرے لونگرنے "بالسویہ" کو "بال سویہ" پڑھا اور حکیم سے پوچھا حضرت اسکا وزن رہ گیا۔ ہے "بال سویہ" تو میرے یہان ہے مگر وزن تو بتا دیجیے۔ اسی طرح "حبنطیا" (دوا) کو "خبطیا" سمجھ کے ایک خبطی اپنے مسیحا کے پہونچا۔ اور حکیم کو گالیان دینے لگا کہ کم بخت نے مفت مین خبطیون سے مذبھیر کرائی۔ نعم البدل نہین ملتا تھا تو کوئی بدل ہی لکھ دیا ہوتا۔ حضرات! اگر آپ ان حکایتون پر نظر فرمائین اور ہمارے اعتراضات ملاحظہ فرمانے کے بعد اس عبارت کو دیکھین تو یقیناً حکایتون کا صدق آپ پر منکشف ہو جائیگا۔ فرماتے ہین:۔

"ان اشعار مین جن الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے وہ جس جامعیت کے ساتھ اپنے مفہوم کو ادا کرتے ہین دوسرے الفاظ اوسکو ادا نہین کر سکتے"!

خدا کے نیچے "خسرو۔ نے سکندر۔ جمشید۔ دارا" بھی ہین۔ یہ الفاظ کبھی قابل ترک نہین سمجھے گئے۔ واللہ خسرو کی جگہ خسرو کے سوا اور کوئی لفظ بولی نہین جاتی۔ جمشید و دارا بھی آجتک بجائے خود بغیر کسی بدل کے موجود ہین اور ان کا وہی مفہوم آج تک ہے جو پہلے تھا۔ جامعیت مین بھی افتراق نہین ہوا۔ مگر "نے سکندر" مین سے "نے" خارج ہو گیا ہے اب ہم شعرا سے سفارش کرینگے کہ جہان "سکندر" کی لفظ نظم کرین وہان "نے" کو بھول نہ جائین۔ ناسخ کی بیہودگی دیکھیے اوسنے "نے سکندر" کو سکندر کر دیا غضب کیا۔ اب زندگی محال ہے۔ بدل ڈھونڈھے نہین ملتا:۔ "جامعیت کے ساتھ مفہوم" غضب ہے۔ ایک بات کہین جناب شعر الہند برا نہ مانیے گا۔ کاش ایک شعر بھی ایسا ملتا جس مین متروک الفاظ پائے جاتے۔ یہ کیا مصیبت ہے۔
اگر ہم صفحہ (۱۹۲) کی فہرست سے قابل ظرافت اقتباس یہین کر ڈالین۔ تو بہتر ہے مگر ایہا الناظرین پہلے پیٹ پر ہاتھ رکھ لو۔ کہین ایسا نہو ہنستے ہنستے بل پڑ جائین۔ فرماتے ہین:۔
(۱) "لفظ وقت سودا" راہ گھیرون "تبدیلی وقت ناسخ راہ روکون"۔ بفضل خدا "راہ گھیرنا" اور "راہ روکنا" دونون مروج اور فصحا کے روزمرہ مین داخل ہین۔
(۲) لفظ وقت سودا انکھڑیان میان۔ تبدیلی وقت ناسخ انکھڑیان مین"۔ بفضل خدا نہ کبھی "مین" کی جگہ "میان" عہد سودا و میر مین مروج تھا نہ عہد ناسخ مین۔ اور "انکھڑیان مین" ناسخ نے کسی مقام پر نظم نہین کیا۔ اگر وہ کہتا تو "انکھڑیون مین" کہتا۔ اعظم گڑھ کے دار المصنفین کی "انکھڑیان میان" عینک کی ضرورت ہے تاکہ صحت نقل مین نقص ہو۔
(۳) "لفظ وقت سودا بولو میان تبدیلی وقت ناسخ کہو جی"۔ خدا کی عنایت سے دونو مروج ہین کوئی متروک نہین۔ انفراداً و ترکیباً۔ بولو اور کہو میان اور جی۔ سب بولتے ہین۔
(۴) "محاورہ وقت میر دیا تبدیلی وقت ناسخ چراغ"۔ یہ دو لفظ دو مختلف زبانون کے ہین۔ دیہات مین ابتک "دیا" زیادہ مروج ہے۔ لکھنؤ کے محلات مین کبھی "چراغ" کی جگہ "دیا" نہین بولا گیا لیکن دلی مین جہان ہندی الفاظ زیادہ پسند کیے جاتے ہین اور ہندی لفظ کو ترجیح دیجاتی تھی عہد مرحوم بہادر شاہ تک چراغ کم اور دیا زیادہ زبان زد تھا ؎

بوجھل نیا۔ گن ہین پُرانے رات اندھیری رے بالم!

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اوسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا

یہہ ایک مشہور شعر ہے۔ اور اگر دیوان شیخ محمد جان مرحوم شاد لکھنوی اوٹھا کے ملاحظہ فرمایئے تو علی موتیا بند کے باوجود سیکڑون مقامات پر "دیا" بجائے چراغ نظر آئے حضرت یہہ یاد رکھیے کہ کسی شاعر کے مختارات اور ہین۔ اور اصلاح چیز دیگر۔ مختارات خاصۃ قابل استدلال و قابل بحث نہین ہوتے جیسی اصلاح بحث و فحص کے بعد منظور و مستند ہوتی ہے۔

(۵) "محاورہ وقت میر سر کو فرو لانا۔ تبدیلی وقت ناسخ سر کو فرو کرنا"

یہہ "سر فرو بردن" اور "سر فرو کردن" کا ترجمہ ہے۔ اسے تغیر و تبدل سے کوئی سروکار نہین۔ ناسخ کے کلیات مین "سر کو فرو کرنا" ہماری نظر سے نہین گزرا۔ بندہ پرور اس محاورہ کا شرف عنایت فرمانا آپکی سخاوت۔ (علی ہذا القیاس "دیا")۔ اور "کو" کی زیادت اعظم گڑھی فصاحت ہے۔

(۶) "محاورہ وقت میر اوس کنے۔ تبدیلی وقت ناسخ اوس کے گھر۔ کنے بیشک لکھنؤ مین ساقط الرواج اور دلی مین مروج ہے لیکن "کنے" کے معنی "گھر" نہین ہین جس سے چاہے پوچھ لیجیے۔ "اوس کنے جانا" اوس کے پاس جانے کے مرادف ہے۔ آپ نے بیچارے ناسخ پر خواہ مخواہ افترا فرمایا ہے۔

(۷) "محاورہ وقت میر / سند رہلونا" "تبدیلی وقت ناسخ / سند ر اوبٹنا" بندہ پرور یہہ دونو بفضل خدا متروک ہین۔ ناسخ کا شعر پیش کیجیے۔ "اوبٹنا" ہمارے کانون تک کبھی نہین پہونچا۔ "اوبٹنا" البتہ زبان زد خاص و عام ہے۔

(۸) "محاورہ وقت میر / دہا" "تبدیلی وقت ناسخ / عشرۂ محرم" دہۂ محرم اور عشرۂ محرم مین ایک فارسی ہے ایک عربی ہے۔ دہہ جس ماہ یا معدود دشئے کے قبل آپ کو منظور ہو لگا دیجیے۔ مثلاً "میر دہہ" (میر دہا) دس مزدورون کے افسر کا لقب تھا۔ دہۂ اول محرم اور عشرۂ محرم ایک چیز ہے۔ محرم کی دسوین تاریخ تک جو مرثیہ اور نوحے ہندی زبان مین پڑھے جاتے ہین وہ اب بھی "دہا" کے نام سے موسوم ہین۔ محاورہ مین "دہے رونا" کہتے ہین مثلاً فلان جگہ لوگ "دہے روتے تھے" یعنے مرثیے پڑھتے تھے۔ بہت احسان ہوگا اگر اس تبدیلی کا (باصطلاح فصیح خود) ماخذ آپ بتا دینگے۔

(۹) "محاورہ وقت انشا / گَرہ" "تبدیلی وقت ناسخ / گِرہ" غالبًا مقصود یہہ ہے کہ انشا کے زمانے مین یہہ لفظ بفتح کاف تھی۔ ناسخ کے عہد مین بگڑی لنگوٹی بن گئی یعنے فتحہ کی جگہ کسرے نے لی۔ حالانکہ اسکا ثبوت کچھ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی کتاب مین غلطی کاتب سے اوپر کی سطر کی علامت اضافت کھسک کے گرہ کی کاف پر گر پڑی تھی۔ گری پڑی چیز کا ٹھیکا حضرت مصنف شعر الہند نے پہلے ہی سے لے رکھا ہے لہذا یہہ بھی مصنف کے ملوکات مین داخل ہو گئی۔ یہہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے گرہ کی رے کا فتحہ آگے قدم بڑھا نہ سکا ہو گا کاف کے سر پر اٹک گیا ہو یا پرانے کاتب اکثر بے ضرورت بھی اعراب لگا دیتے تھے یا یہہ کہ اعظم گڑھ کے دار المصنفین مین بعض اعظم گڑھی بدھنے گرہ کو بفتح کاف بولنے کے عادی ہون اور آپ نے ہونکی غلطی کا دفاع یون فرمایا ہو کہ یہہ پرانی یادگار ہے۔ ہمارے یہان تو کوئی گَرہ نہین کہتا۔

(۱۰) "محاورہ وقت مصحفی / چھوڑنا لب حنا" "تبدیلی وقت ناسخ / لب سے حنا چھوڑنا" یہہ محاورہ نہ انشا کے وقت کا ہے نہ مرحوم ناسخ کے عہد کا۔ نہ ہمین کسی پیشہ ور کا نام معلوم ہے جو لب سے مینھدی چھوڑتا ہو۔ نہ واللہ باللہ اس محاورے کے معنی یا محل استعمال کا علم ہے۔ بچے صابن کے بلبلے البتہ اڑاتے ہین۔ ہونٹون کی یہہ خدمت بھی ہمارے نزدیک اجنبی ہے۔ منہ مینھدی کی ہتیلی نہین۔ ہونٹون مین مسی ملی جاتی ہے حنا لگائی نہین جاتی۔ جس سے جی چاہے دریافت کر لیجیے۔

(۱۱) "محاورہ وقت مصحفی / عدو" "محاورہ وقت ناسخ / غیر" اسمین سے کوئی لفظ متروک نہین۔ دونو بجائے خود مستعمل ہین۔ انکا واحد بھی اور جمع بھی۔

(۱۲) "محاورہ وقت میر حسن / پھر پھر کہہ" "محاورہ وقت ناسخ / ہر پھر کہہ کے" دونون غلط۔ نہ پھر پھر کہہ نہ ہر پھر کہہ کے۔

(۱۳) "محاورہ وقت میر حسن / کیا جانون" "محاورہ وقت ناسخ / کیا جانین" ایک واحد ہے دوسرا جمع دونون مین سے کوئی ساقط نہین ہے۔

(۱۴) "محاورہ وقت میر حسن / ٹک کر" "محاورہ وقت ناسخ / ٹک کر" دونو یکسان ہین۔ نہ متروک ہین نہ کبھی بدلے گئے نہ ان کے کوئی معنی ہین کم از کم کسی بھلے مانس کی زبان سے تو ہمنے کبھی "تک کر" سنا نہین۔ اور اعظم گڑھ کے محاورات سے ہم واقف نہین۔

مصنف صاحب آخر مین حاشیہ لکھتے ہین:۔

"یہہ فہرست تمام تر جلوۂ خضر سے لی گئی"

وہ مارا۔ ہم نہ کہتے تھے کہ اس قسم کی کتابین گمراہ کرنے والی ہین۔ اگر یہہ صحیح ہے کہ جلوۂ خضر مین یہہ مہمل فہرست موجود ہے تو ہر کتاب خانہ سے اوسکا ضایع کر دینا فرض عین ہے۔ ورنہ "بندہ باعتبار لالا و لالا باعتبار عینک" پر عمل ہوتا رہیگا اور بدنصیب اُردو پائمال ستم ہوتی رہیگی۔ بہت ایسے اشخاص اوس سے تمسک کرینگے۔ اور ہمین لا طائل مضمون لکھنا پڑینگے۔

باقی آئندہ

راقم۔ رفیع الخیال گال

خلاصۃ الخطبات

مولانا پنچ۔ آپ جانیے ادھر سال نے دم توڑنا شروع کیا اودھر مُردہ قومون کے لیڈر ون نے اپنی قومیت کے مریض جان بلب پر دعائین پڑھنی شروع کین گویا مرتے دیکھ کے موت یاد آئی ہر ایک اسپیکر چنگا دری بگا دری لکچر اعجاز لب مسیحا دم کی

آزمائش پر آمادہ ہوگئے اور لگے قربانی کی صدا دینے۔ لہٰذا اب کی اینجانب نے ارادہ فرمایا ہے کہ بزبان پنچ ان خطبوں کا خلاصہ ترتیب وار تحریر فرمائین -

ایڈریس پڑھنے والون اور مقررون کو اخفا رہے کہ ان فقرون کو بزور تقریر کھین یا ہم کھین مگر ہماری طرف سے عام اجازت ہے جو فقرہ جسکے پسند آئے اوڑا لیجائے - ہم ہرگز شکایت نہ کرینگے ؎

شوق سے فقرے چورا و تحسین ڈاکس کا ہے
چونکہ "کس کا ہمارا جان مگر کس کا ہے

ہمارا اولین فرض (۱) اگر ہوسکے تو گورنمنٹ کی ٹانگ مین چکمت لگائین اور پھر اسے کسوٹی روانہ کردین (۲) یہہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے کثیر تعداد ٹہرکنیا" کی وقت بے وقت جھنجھوڑ کھانے والون کے لیئے مہیا کی ہے اسپر سال بھر تک برابر یہ پروٹسٹ" ہونا چاہیئے۔

ہمارا متوسط فرض (۱) وہی ہے جو تین برس سے جاری ہے۔ لینے مُنہ سے اتحاد اتحاد پکارین۔ (۲) خود کا ایک فساد کی بات کہین اور دوسرا جواب دے تو اوس پر نفاق و اشتعال کا جرم عائد کرکے ایک سلسلہ دوراڈ کا پیدا کرین جو کسی طرح نہ ٹوٹے۔

ہمارا آخری فرض (۱) قوم مین کبھی ہوا تو حکومت کی دوربین آنکھون مین یہہ کہہ کے خاک جھونکتے رہین کہ دلوادو پاؤ بھر کی چھین کر دو اشرفیان۔ (۲) یہہ سمجھنا ہم بےکس بےبس مجبور۔ ناچار۔ لولے۔ لنگڑے۔ ٹنڈے۔ بوچے۔ اندھے کانے ہین اچی ابھی ہم جھاڑ کے پیچھے پڑجائین تو جیتے ملے چھوڑانے مشکل ہون۔ وہ تو کہیئے ہم کچھ کرتے نہین۔ (۳) وہ گورنمنٹ کوئی معقول عاقل دانا بینا گورنمنٹ نہین ہوسکتی جو رعایا کے نفاق سے فائدہ اوٹھائے۔ (۴) پھر کیا وجہ جو اوسنے ہمارے مطالبات ایک دفعہ مسترد کئے۔ دوسری دفعہ مسترد کئے۔ تیسری دفعہ مسترد کئے۔ (۵) اوسے لازم ہے کہ وہ "اپنا پوزیشن اچھی طرح صاف کردے" اور اس میدان مین گنجلک ابہام ایہام کی جھاڑی جھنڈی نہ رہنے دے (۶) ہمارے پاس اپنی بات منوانے کے زبردست ذرایع ہین مثلاً ہم صبح سے دوپہر دن تک آٹھ پہر دانت کچکچا کے کان پھٹ پھٹا کے۔ ناک سکیڑ کے دیدے نکال کے گورنمنٹ پر کود پڑا جاسکتے ہین اور کم از کم اس بات پر متفق ہوسکتے ہین کہ اپنا ہم مذہب کوئی بیجا بات کہے یا کرے تو اوسکی حمایت کرین یہہ فعل ہمارا اتحاد کی جان ہے۔ اگر سرکاری خزانہ فیض نوکریان اور خطاب بانٹ رہی ہو تو فوراً پوچھنے لگین کہ:۔

"کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائیگی کہ فلان محکمہ مین ختون کتنے ہین اور نا ختون کتنے"

(۷) ہم ہرگز اس بات پر وثوق کے ساتھ اعتماد نہین کرتے کہ ایک غیر وطنی گورنمنٹ کے سامنے ایسے مطالبات پیش کرکے ہم اپنے دل کی حالت سے باخبر کردیتے اور اوسے موقع دیتے ہین کہ وہ اس قسم کے سوالات کو واسطۂ جنگ بین الفریقین قرار دیگی۔ متوازن برابر کرنے کی درخواست پیش کرنے کے بعد ہم اوسے ترازو کا مالک یا قابل اخذ و عطا حاکم باور کرتے ہین۔ ہم اوس سے مانگتے ہین مگر اوسے دینے کا ہرگز حق نہین ہے وہ بیچاری ہے کیا جو کسی کو دیگی۔ ہے کون! ہوتی کون ہے؟-

پولیٹیکل خطبات کا خلاصہ ختم ہوا علمی مذہبی تمدنی۔ انتظامی مجالس کے مطالبات آئندہ۔

راقم مطالب خیر حق

المختصرات

خطابون کے درخت اُگنے کی جگہ اور زعفران کے اُگنے کی زمین خاص قسم کی ہوتی ہے لیکن یہہ نیا انکشاف ہے کوئی ڈاکٹر بوس سے کہہ دے کہ اپنے خوردبینی آلات کا تجربہ فرمائین لینے خطاب کبھی کبھی کسی گھنشا گھر کی جڑ سے بھی اوسی طرح اگتا ہے جس طرح "املی کی جڑ سے پتنگ"۔

یمین السلطنۃ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہر مدار المہام ریاست نظام معین ہوے ہین دیکھیے جو نہ جانے کیا معنی کہ آپ برسر عہدہ آئے پہلے ہی سے اُدھار کھائے بیٹھے ہین۔ بڑا الزام یہہ ہے کہ برار کا انتزاع آپ ہی کے انکار کا نتیجہ ہے سنا ہے کہ حضور نظام نے بتقاضائے دانش جن اخباری کاغذون کے داخلے کی ممانعت کی تھی سرکشن پرشاد اون پر مہربان ہوتے جاتے ہین۔ اگر یہہ ہوا تو کہ کردکہ نیا فتنہ کا مضمون ہوگا۔ کوئی ایسا پرچہ کسی ریاست مین ہرگز شایع نہونا چاہیئے جو مذہبی افتراق پیدا کرے۔ کیجیے؟

سال کی آخری اور ابتدائی مزے دار خبر یہہ ہے کہ آقا الحاج میرزا ہاشم اصفہانی خاطر الماہر بمبئی صدارت شیعہ کانفرنس سے فرصت پاکے لکھنؤ مین تشریف فرما ہین۔ آغا گھر بار چھوڑ کے پلاؤ کھاتا پھرتا ہے اگرچہ ہمین بھی اکثر شریک کرلیتا ہے۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور درج ہونا چاہیئے۔

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
اودھ پنچ
اودھ پنچ لکھنؤ
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اور گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صد ہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صد ہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۲ مضامین غیر

(۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

دو علمی اور ادبی نمونے

نفسیات پر ایک نظر

تمام عوائد رسمیہ جنسی مین اپنی تمام آلائشون اور کثافتون کا مشاہدہ کرتے ہوئے کب اجازت دیتے ہین کہ سن بلوغ حسن پر بقائے نسلی کا دار و مدار ہے ایک سنسنی خیز تغیر کیمیائی سے موثر ہوتے ہوئے انفعال کامل کے ساتھ اتحاد تناسل مین تنفس گہرا پیدا کرسکے اگر تکوین ہیجان جو نظام عالم کی جان اور مرکز عقلی کا مخزن ہے اقتضائے طبعی کے ساتھ محتاج تشریح نہین مگر جبلت عوارض کو دیکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ وجاہت نسل کے لئے آزمائش شرط ہے جسکی تاثیر اپنے منفعلہ وسائل کے ضمن مین تناسل غیر فطری کی طرف منعطف ہوتی ہے پس ایسی صورت مین حیات معاشقہ مؤخر ہوئی اور استمزاج فریقین (جو معدوم محض ہے) مقدم۔

ادب لطیف

آفتاب انہماک دائمی ستقر بانگاہ اعتنا مین ارتعاش دائمی پیدا کرتا ہوا رخسار خشمگین پر خندہ سیال اور مرکز التفات بنا ہوا الوہیت عظمی سے نرگس خندان کے ساتھ نے نوازی مین مصروف عیش ہو کر ایک لرزش دائمی کے ساتھ ناشر محاکات بن گیا اسکے مجتمع عضلات دفعتاً خارج ہو کر حرکت اضطراری مین مصروف نغمہ ہوگئے اور نعرہائے مسرت سے ہم نوازی کرنے لگے ایسی حالت مین وہ شہادت جو قرائن احتمالات پر اپنا اثر خط و الم ڈالے بغیر نہین رہ سکتی تقسیم جذبات مین جذبۂ جمال پسندی سے ارتقائے دائمی کا سلسلہ بنکر کس طرح دائمی تظلیم ہو سکتی ہے۔

تحفہ ہائے سال نو

(۱) خادم الحرمین جمعیت خدام الحرمین لکھنؤ کا ہفتہ وار نقیب مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی کی ادارت مین ۱۳ رجب ۱۳۴۵ھ سے نکل پڑا۔ آٹھ صفحہ کا پرچہ ہے۔ جمیع فرق اسلامیہ سے معانقہ و اتحاد پر مستعد ہے پہلے صفحہ پر "مدینہ منورہ کا فتوائے نسبت تحریم حج بحالت موجودہ" کسی عربی کا غذ اخبار سے ترجمہ کیا گیا۔ مگر نہ مفتی کا نام ہے نہ منقول عنہ یا ماخذ کا حوالہ۔ البتہ فتوے کے مدلل قوی اور صحیح ہونے مین کلام نہین۔

دوسرے صفحہ پر شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی (ڈائرکٹر آف پالسی) کا افتتاحی مضمون ہے۔ آپ کا مضمون بھی خاصہ ہے آپ تمام عالم کے اہل اسلام کے باہمی اتحاد پر اصرار فرماتے اور ادنھین تعاون کی دعوت دیتے ہین۔ تعاون علی الاثم والعدوان نہین بلکہ تعاون علی البرّ والتقوےٰ۔ آپ کی سب باتین مان لینے کے قابل ہین مگر ہم اس دعوے سے متفق نہین:۔

"اب صرف ادنھین حضرات کو خدام الحرمین سے
اختلاف رہ گیا ہے جو ابن سعود سے ہم عقیدہ ہین۔
وہ دراصل معذور ہین ادن سے تعارض کی کوئی
وجہ نہین۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔
ان کی باتون پر توجہ کرنا ان کو قوت دینا ہے۔
...... انکو الگ کر دینا چاہئے۔ لڑائی
جھگڑا اُن سے بھی ترک کرنا بہتر ہوگا۔"

بات یہ ہے کہ خدام الحرمین سے کسی متنفس کو نہ پہلے اختلاف تھا نہ اب ہے۔ اختلاف ہے تو ادن اصول سے ہے جنھین خدام الحرمین صحیح تصور کرتی ہے اور انجمن خدام الحرمین اونکے ابطال کی درپے ہے۔ پس اصولی اختلاف ہو اور تعارض نہ ہو یہ انہونی بات ہے۔ ابھی تعارض ہوگا اور ضرور ہوگا۔ یہ بھی غلط ہے کہ پیروان ابن سعود معذور ہین اگر معذور و مجبور ہوتے تو استنے دنون ناگفتہ بہ واقعات کے نادیدہ بہ چہرے پر ٹاٹ کی نقاب نہ پڑی رہتی۔

بھلا اوس زمانے کے جرائد اوٹھا کے دیکھیے تو سہی جبکہ پے در پے ہدم و ردم قتل و سفک کی خبرین آتی تھین۔ بعض جرائد انھین جھٹلا رہے تھے اور کل باستثنائے بعض کہتے تھے ابھی انتظار کرو ابھی تصدیق نہین ہوئی ہے۔ پھر جب بات بنائے نہ بنی تو بعض اپنی روش پر قائم رہے۔ بعض نے اپنی اشاعت مین کمی دیکھی تو لگے لیپ پوت کرنے یون نہین تو وون۔ اور وون نہین تو یون۔ بعض کہنے لگے کہ انہدام فیاوقع۔ مضیٰ ما مضیٰ۔ اب تو ہین کا نا ہی عزیز ہے۔ ایک آنکھ پھوٹتی ہے تو دوسری پر انسان ہاتھ رکھ لیتا ہے۔ اور صاحب اونسے کیا برا کیا۔ کچھ قبّے کھودے کچھ مسجدین ڈھائین۔ تو یہ سب شریعت مطہرہ کی اجازت سے ہوا قبّہ پرست اپنی قسمت کو روئین اپنے نصیبون کو پیٹین۔ وہ حامی لوائے شریعت ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ راستہ مین کسی قزاق کی مجال نہین جو حاجی کو لوٹے۔ تمام مال راستے بھر اسلئے محفوظ رہتا ہے کہ بچے تو اپنے ازدواج غیر معدودات کے کام آئے اور شرعی ٹیکس کی مد مین وصول کر لیا جائے۔ بجبر یا برضا۔ طوعاً یا کرہاً۔ یہ مال وصول ہوگا تو دیگر شعائر کے ہدم و ردم مین کام آئیگا۔ فوجون کی تنخواہین تقسیم ہونگی۔ ولایت کی سیر مین نور چشم بلند اقبال صرف فرمائینگے۔ مسلم نما کافرون پر جہاد ہوگا۔ پیرس کے دواخانون سے مطہر شراب مول لیجائیگی۔ جو اخباری کاغذ اس تقسیم سے بچے انہین سے کچھ تو ساکت ہین کہ "بھائی ہم کسی کا جنبہ نہین کرتے" اور کچھ کھلم کھلا خدام الحرمین کی ہان مین ہان ملاتے ہین۔ لہٰذا اس دھوکے مین نہ رہیئے کہ "انکی تعداد بہت تھوڑی ہے"! ابھی ہمارے نامہ نگار نے غیر کی آنکھون سے نہین اپنی آنکھون سے گنگا پرشاد لائبریری کے وسیع ہال مین دیکھا پورا ادھر پوری دو سو کی تعداد حامیان ابن سعود کی دیکھی۔ ڈیڑھ بالشت کا ہال (مع مبالغہ) کچھ کچھ نہین تو آدھا بھرا ہوا تھا۔ آدھے ہال مین نوری فرشتے جلوہ گر تھے جنکی رویت جیتے جی محال ہے۔

دوسرا شعر ہے ؎

یہ دیکھئے کوکہ ہے کون کون عاقل مرد
کہ جس سے اپنے لوازم کا انصرام ہوا

چوتھا مصرعہ یون ہونا چاہئے تھا ؎

کہ جس سے اپنے لوازم کا انصرام کرکے ہوا

الغرض شاعری اور مصوری دونون ہی ورق پر تو اُم نظر آتی ہین واہ حضرات مہتمین اچاہے کسی سے اپنے لوازم کا انصرام کرکے ہوا ہو یا نہوا ہو مگر آپ سے اپنے لوازم کا انصرام کرکے خوب ہوا۔ اس کی داد ہم بھی دیتے ہین خصوصًا یہہ چار یا پنج رنگ کا گھر و نداہت انصرام کرکے ہوا شاعری اور مصوری کو سلام کرکے ہوا۔ اور تضیع اوقات کا اہتمام کرکے ہوا۔ بلکہ اگر دنیا بھر کو غلام اور صرف برمحل کی قلیا تمام کرکے ہوا ہو تو عجب نہین۔ لاحول ولاقوۃ خدا کرے یہ اہتمام خاص احتلام کرکے ہوجائے۔

باقی آئندہ

بظاہر سبب اسکا کھلتا نہین کہ تاریخ سے روز ملتا نہین

ڈیر پنچ! یہ تو آپکو معلوم ہی ہوگا کہ جوہریان علم آپ کے ہر ایک لفظ کو گوہر بحر ادب تصور کرکے ہمیشہ قدر کی نگاہون سے ملاحظہ فرمایا کرتے ہین۔ کیونکہ اونکا دلی ذوق اونھین مجبور کرتا رہتا ہے کہ وہ آپ کے نادر مضامین کا حرف حرف۔ نقطہ نقطہ بنظر غور مشاہدہ کرتے رہین۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے ظل عاطفت مین جگہ پاتے والے اشتہارات بھی بکمال شوق دیکھے جاتے ہین اور خوش قسمت مشتہرین کی مالی منفعت کا باعث ہو رہے ہین۔ اندرین حال یہ ناممکن ہے کہ آپ کی کوئی فرو گزاشت یا بدعت مطالعہ سے باقی رہجائے اور کافی عرصہ گذرنے تک اوسکی تصحیح یا اظہار وجہ نہ ہونے پر اوسکے متعلق آپکے مشتاقین کی خواطر مین استفسار کا خیال پیدا نہ ہو۔

چند مدت سے آپ کی ہفتہ وار اشاعت کا یوم سعید پنجشنبہ قرار پاچکا ہے لیکن جلد ۱۱ کے پرچہ نمبر ۴۴ کی تاریخ اشاعت مین غلطی ہے جو پنجشنبہ سے مطابق نہین ہوتی۔ یعنی باستثناء صفحہ کارٹون (جس پر پنجشنبہ ۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء صحیح تاریخ طباعت مندرج ہے) باقی تمام صفحات پر پنجشنبہ ۱۱۔ دسمبر تحریر ہے۔ حالانکہ ۱۱۔ دسمبر کو پنجشنبہ نہین بلکہ شنبہ تھا۔ یقینًا بمقتضاء البشریت یہ کاتب صاحب کی غلطی ہوگی۔ مگر اوسکی نسبت آپ کی جانب سے ہنوز کوئی تصحیح نہ فرمائی گئی۔ بدینوجہ توجہ عالی مبذول کرانے کی ضرورت پیش آئی۔ براہ نوازش اس غلط اندراج کی صحت کا اعلان فرماکر ناظرین سراپا عز و تمکین کو اصلاح خیالات کا موقع عطا فرمایئے۔ راقم شیر سنگھ شمیم گودی

حضرت! اعتراض سر آنکھون پر صحت کی طرف سے غفلت ہوی اور ضرور ہوی۔ ہمارے مصحح صاحب کاپی پڑھنے مین اسپیشل ٹرین کی سی رفتار دکھاتے ہین۔ خود صحیح پڑھنے کے عادی ہین تو غلط کو بھی صحیح پڑھ جاتے ہین۔ غلطی بجائے خود برقرار رہتی ہے۔ یہہ تو دن تاریخ کا معاملہ ہے اسکی تصحیح جنتری سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر بعض غلطیان ایسی رہ جاتی ہین کہ مطلب خبط ہو جاتا ہے اور حسن عبارت ماند پڑ جاتا ہے۔

کاتب صاحب نئے سال کے پہلے پرچے مین "پانسچ" کی جگہ "پانچ" لکھ گئے صفحہ چار کے پہلے کالم مین اُنیسواں شعر موخر ہے اور بیسوان مقدم۔ صفحہ ۵ کی اٹھارھوین سطر مین "آپ" کے ساتھ "نے" بڑھ گیا ہے۔ سال گزشتہ کے ۴۹ کالم مین تھا ہ پہونچ سکے مین بن کے ٹھنڈی ... مگر سکے مین شراب ... لہذا کاتب صاحب نے لکھدیا ہ پہونچ سکے مین بن کے ٹھنڈا ... یہ کارستانیان ہین۔ کبھی کاتب سے سرزد ہوتی ہین کبھی مصحح سے کبھی مطبع سنگ سے اور بعض اوقات ملمع بھی حرف اڑا دیتا ہے غرض غلطی کا شوق کسی نہ کسی طرح پورا ہو جاتا ہے خواہ بہ نقصان حرف و لفظ ہو یا بہ زیادت لفظ و حروف یا بہ تبادل حرف و لفظ یا بہ تبدیل ... گزشتہ جلد کی تمام غلطیان نکالنا تو بہت دشوار ہے البتہ آئندہ کوشش کیجائیگی کہ ایک ہفتے کی بڑی بڑی غلطیان دوسرے ہفتہ مین واضح کر دی جائین فقط

نیازمند منیجر

"یہ وہ شراب ہے قاضی جسے حرم ... پیے"

"آئے ہو تو آؤ سر آنکھوں پر ۔ مگر وضع ہے تسکاری ۔ ہاتھ مین ہنٹر ہے جو کسی نہ کسی گھات مین"

آئین آفتاب صاحب حضرت خورشید تابان درخشان باد"
چند ہی روز ہوئے کہ ہمت صاحب نے محسوس کر لیا کہ غربا کی کھوپڑیان جنونستانی شان کا رئیت ہے اور پیر تعریف نہ ہوسکے۔ دوست لاٹ صاحب اخوشامد یہ پایہ کہ انسانی کھوپڑیان پر یکسان اثر کرتی ہے۔ چیتے کے ذریعہ سے اب شکار کا رواج اٹھ گیا ہے ورنہ تم چیتے یار کا بھی تماشا دیکھ لیتے کہ ایک وحشی جانور کیونکر خوشامد کے چھیتون سے رام کیا جاتا ہے:۔

"چیتے یار ہین۔ ہشو بچو۔ چیتے میان ہین۔ ان کے باپ جنگل کے شیر تھے۔ میان چیتے ہین۔ چیتے بہادر ہین جیتا ہائیں ہے بہادر۔ ان کی امان بڑی بہادر تھی۔ لینا لپک کے جانے نہ پائے۔ وہ ہرنی کھڑی ہے"

یہہ کہا اور اندھیری منہ پر سے اوتاری میان چیتے جھپٹ کے ہرنی پر دوڑے۔ شکار مارا۔ میر شکار صاحب نے پھر قصیدہ خوانی شروع کی اور افسون خوشامد سے منہ سے شکار چھین لیا۔ یہہ دو مثالین ہین ان مین سے ایک مثال حماقت (یعنی خواہش) کی ہے جو خوشامد کی زد مین آئی۔ دوسری مثال غضب (غصہ) کی ہے جسنے خوشامد کی تابعداری اختیار کی۔ اب ہم جانب اپنے ذات کے علاوہ بعض ایسے ذوی العقول کا حال بیان کرتے ہین جنکی عقل پر خوشامد نے قبضہ کر لیا اور وہ باوجود صاحب ہمت صاحب ارادہ صاحب عقل ہونے کے اس نامراد خوشامد کے ہاتھون تباہ ہوے۔ مثلاً نمرود شداد۔ فرعون مصری شداد ہامان۔ طرح طرح کی رسمین جاری ہوئین جو ایک نفس شریف کو دوسرے نفس خسیس کے سامنے سرنگون ہونے پر مجبور کرنے لگین۔ پانچ صدی اور صرتک ترکون مین تابوع کی رسم تھی یعنی ہر امیر یا درباری کا فرض تھا کہ جب بادشاہ کے سامنے جائے تو ایک ہاتھ سے ایمتھا سنگھ کی طرح ٹوپی اوتارے اور دوسرے ہاتھ سے کان کی لو پکڑ کے رکوع کرے۔ بظاہر ایک صاحب عقل کا ایسی رسمون کو قبول کرنا بعید از قیاس ہے لیکن خوشامد ازین بسیار کرد است وکند۔ واقعات چشین پرانے ہو گئے مگر رضا شاہ پہلوی کے تازہ واقعات اندیشناک ہین۔ ایک غریب سائیس جسنے اپنی بہادری

ہمت ارادہ کی بدولت مختار کل (ڈکٹیٹر) کا عہدہ حاصل کر لیا اب خوشامدیون کے گھیرے مین پھنس گیا ہے۔ خوف ہے کہ خوشامد خور اوسے بھی آسمان پر کہکے فرش پر پٹک دین جناب ثریا پایگاہ فلک سریر جہان مطاع عنان طبع کہہ کہہ کے پاگل بنا دین۔ تصنیف تصلد وناصہای تہنیت کا تانتا بندھ گیا ہے۔ کہنے کو سائنر مسولینی اور وان ہنڈنبرگ بھی خوشامد خورون کے گھوپے مین ہین مگر وہ یورپ مین ہین۔ یورپین خوشامد اتنی زہریلی نہین ہوتی جتنی کہ ایشیائی خوشامد۔ اسکا مارا پانی نہین مانگتا۔ بیچارے نظام حیدرآباد بھی کشتۂ خوشامد ہین۔ یہہ سیدھے سادے چال چلن کے آدمی ہین۔ مرغ زرین بننے کا انھین شوق نہین۔ بندۂ شکم بننے کا انھین آزار نہین۔ فضول خرچی انکا شعار نہین پھر بھی بیرونی خوشامد خورون کا شکار ہو گئے۔ جو بات انھون نے محض رحمدلی اور ہمدردی سے کی اخبار والون نے اوسی کو بانس پر چڑھا دیا۔ مثلاً انھون نے ترکی معزول فاقہ کش خلیفہ کی تنخواہ اسلیے مقرر کی کہ عزت دار آدمی تھا اسکا اکرام کرنا چاہیے اخبار والے کیو خوشامدیون نے بڑے بڑے آرٹیکل لکھنے شروع کر دیے:۔

"اے کیوان شکوہ اسلام پرور بادشاہ تیرے نام سے اسلام کا نام قائم ہے اسوقت اسلام کی ٹوٹی کشتی کا ناخدا تو ہی ہے"

اونھون نے مدینے کے ٹوٹے قبون اور اُجڑے مزارون کے بنوانے کا ارادہ کیا اور خوشامدی دوڑے:۔

"کیا کہنا اس سخاوت کا۔ ایسے ہوتے ہین اسلامی بادشاہ کہ بیٹھے یہان ہین مگر درد اسلام سینے مین ہے آج ہندوستان مین اگر اسلام کا سکہ چل رہا ہے تو اسی ذات والاصفات سے چل رہا ہے۔ اے قامع کفر و ضلال اے حامی شریعت غرا خدا تجھے سلامت رکھے تیری ذات سے ہی اسلام کو قوت پہونچیگی تیرا ہی آسرا ہے"

یہہ رجز خوانیان یہہ لفاظیان یہہ لسانیان متعصب ہندوؤن کے کانون تک جو پہونچین

تو اونھون نے کان کھڑے کیے۔ آخر یہ کبھی نظام کی رعایا ہین وہ اونھین محض مسلمانون کا بادشاہ نہین سمجھتے تھے۔ اسلام اسلام کا ڈنکا بجتے سنا تو دل مین میل آیا۔ بدگمانی پیدا ہوئی۔ یہہ فکر ہونے لگی کہ دیکھین کتنا روپیہ اسلام پر صرف ہوتا ہے۔ کتنا ہندو مذہب پر۔ دو چار ریاستین جو ضبطی مین آئی ہین انکی مین اوس مین اسلامی تعصب کا دخل تو نہین ہے یا وعیب نماید ہنرش در نظر" مشہور ہے۔ اب ہر بات کی تہہ مین مذہبی تعصب جھلکتا دکھائی دیا۔ چلیے دہائی تہائی بیچارے نظام کو ہونے لگی۔ لارڈ ریڈنگ کو بھی حد سے متجاوز ہونے کے انتقام کا پہلو مل گیا۔ آؤ پیروان کہ گھر سے نیچا۔ اونھون نے بمصلحت خاص چند انگریزون کو برطرف کر دیا تھا اونکی جگہ ہندوستانی مقرر کیے تھے۔ یہہ بھی اُصولی پر تعقب ہوا۔ فرمایش ہوئی کہ "وا تم گورا چمڑا والا سے کھونٹ رکھتا ہے ہم مسٹر پلیلی کو جو دور کرکے جگہ دلائیگا"

خلاصہ یہہ کہ نامراد خوشامد نے بہت سے گھر گھالے ہین۔ دولتِ عثمانیہ اُردن تم یہان نووارد ہوا تھا جب یہہ سنکے بہت خوش ہوے تھے کہ تم اکیلے دکیلے شہرون مین پھرتے ہو۔ ٹیم ٹام تم مین نہین ہے۔ ممکن ہے کہ ملک کی بے چینی کے اصلی اسباب خاطرنشین ہو جائین اور تم ایک حکیم حاذق کی طرح تشخیص مرض کے بعد کارگر علاج کی طرف متوجہ ہو جاؤ مگر وائے ستم

بود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

لارڈ ریڈنگ کی طرح تم بھی خوشامدیون کی جڑیاؤ حین مین گرفتار ہو گئے ہو۔ ریاستون مین دعوتین اڑاتے پھرتے ہو اہل الغرض خوشامدی خوشامد نامہ پیش کرتے ہین اور تم ٹھنڈے کلیجے مسکرا مسکرا کے اونھین سنتے ہو۔ پیارے اردن۔ اینجانب اپنی خدائی کو آج تک رو رہے ہین تمہارے پیشرو دوست لارڈ ریڈنگ اپنے آقا جان بل تمہاری قوم کے نزدیک ممدوح ہون تو ہون مگر ہندوستانیون کے دل مین انھون نے خوشامد پسندی کی بدولت گھر نہین کیا۔ اینجانب کی خدائی اور ریڈنگ کی وایسرائی سے تمھین

سبق پڑھنا چاہیے بچنک اور دیگر فرشتگان مغرب نے اینجانب کو خراب کیا۔ لیڈنگ کا دل مالوی نے اپنے ہاتھوں لیا اور گاندھی جی کا کھیل بگاڑا۔ تم مہاراجہ بنارس اور نواب رامپور کی خوشامدین سُن رہے ہو۔ اینجانب کا دل دھڑکتا ہے کہ دیکھیے کیا ہو۔ آئندہ خط مین مجھے اون خوشامدی الفاظ کا کھولا جائیگا جو ان کے تہنیت نامے کی جان ہین منتظر بودہ باشند۔

راقم۔ زمرد شاہ باختری معروف بہ نواب ندنقا

مدرسہ رموز زوجیت

سنتے ہین کہ بوسٹن مین ایک نیا کالج کھلا ہے اسمین لڑکیون کو بیوی بننے کے رموز بتائے جائینگے۔ ہندوستان یورپ کی نقل پر مرتا ہے "شیوۂ دلبری" کا پہلا نصاب "زلف دراز کی وگیسو بریدگی" ہے دوسرا درجہ برہنگی" ہے دونون کی تعلیم یہان شروع ہو گئی۔ تو کوئی وجہ نہین کہ "اتخاذ خدن" کا اعلیٰ نصاب باقی رہ جائے لیکن یہان محض اچھی بی بی بن جانے پر لوگ قناعت کرنے والے نہین ہین۔ یہان تو ایک ہی طالبہ کے ساتھ اچھی نند اچھی بھاوج اچھی دیورانی اچھی جٹھانی اچھی بہو اچھی ساس اچھی ماں بننے کے رموز پر اطلاع کی ضرورت بھی ملحق ہے۔ اور اگر ان رشتون مین سے "اچھی" کی قید نکال دیجائے تو کم از کم ان رشتون کے نازک علائق سے بہ لطیف حیلہ چھٹکارا پانے کی ترکیبین ضرور معلوم ہونی چاہیین۔ چنانچہ ایک اچھی دولھن جب بیاہ کے سسرال پہونچین تو دروازے پر سسرے صاحب نے استقبال کیا اور کہا بہو صاحب اوترئیے۔ بہو صاحب نے سسرے کی بزرخ دیکھی کہ قد سے بڑی داڑھی اور جگادری تو ند ہے تو گھبرائین۔ کہنے لگین دُنی۔ "انتے سے بالے میان اتنی بڑی بو پنچ میرا سلام ہین اکے کہنے سے نہین اوتروں گی" میان کی انا اوتروانے کو آئین تو اون سے کہا "اے بی ننگ پاپچی کان مین ونگ منہ مین الائچی۔ مین تمھارے کہنے سے تو نہین اوتروں گی" نندین اتارنے کو آئین تو ناک چڑھا کے بولین "بڑی نند۔ انگیا کا بند۔ منجھلی نند۔ بچھو کا ڈنک۔ چھوٹی نند۔ شیطان کی چھڑی۔ جب دیکھو تب سر پہ کھڑی۔ بی بیو میرا سلام مین نہین اوتروں گی" ساس نے کہا "اوترو تو" فرمایا "سنو بی بی جو پوت تھا تمہارا وہ گنتہ ہے ہمارا۔ حق مانگو مادری تو دو دن یا دسیر باجری۔ چاہے اچھلو چاہے کودو چاہے مٹکا ڈکو لا۔ ڈولی پر سے جب اوتروں جب آنگن دھرو چولھا" یہ سنتے ہی مسیح لسانی جو سسرال والون نے سنی تو دنگ ہوگئے۔ ساس نے چولھا انگنائی مین رکھا۔ نئی بہو صاحب نے کھیر پکائی اور میان کے پاس گئین۔ میان تھے کانے اونسے ہوئی نفرت جلتی جلتی کھیر دوسری آنکھ مین ٹپکا دی وہ آنکھ بھی ختم ہوگئی۔ شب کو گنتا پایا صبح کے میکے کی راہ لی۔ اور اسطرح ہر ایک سسرالی بیماری سے نجات پائی۔

بالفعل ہندوستان مین ایک ایسا ہی مدرسہ ابتدائًا جاری ہو جائے تو پھر بوسٹن کے نئے کالج کی تقلید مین جو درسگاہین قائم ہونگی اون کا اثر پورا ہوگا۔ ہمین معلوم نہین کہ موجودہ مدارس طالبات کو یہ ضروری مسائل سکھاتے ہین یا نہین۔

المختصرات

جنرل نیوز دہلی مورخہ ۸ جنوری اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ خواجہ حسن نظامی کا ایک مرید بلوچستان سے آنیوالا ہے وہ مرزا حیرت کے "درۂ عمر" کا جواب "درۂ شمر" سے دیگا۔ درۂ عمر دہلی کا ایک نونہال ہے اگر یہ سچ ہے تو درۂ شمر کی جگہ خنجر شمر نام ہونا چاہیے بشرطیکہ لوگ "خنجری" نہ کہین اور اس تاریخی خنجر کو عجائب خانے کے لیے چھین نہ لین۔ یار رہ نہ اس مصنوعی دُرّے مین آواز ہے نہ اس خنجر مین دھار ہوگی۔ لیکن پشت کہ بہرحال مسلمانون کی زخمی ہو جائیگی اور دونون کا وار مسلمانون کو سہنا پڑیگا۔ اور کچھ نہین تو جیب سے دو چار پیسے ہی نکل کے کھاری کنوین مین چلے جائینگے۔

بعض رنڈیان گا بجا نہین سکتین تو بحالت افلاس پان بیچنے لگتی ہین تاکہ چونا لگانے کا فن ہاتھ سے نہ جانے پائے یا تیل عطر کی دوکان رکھ لیتی ہین کہ خوشبو کے گاہک جوانون سے لطف ملاقات وصحبت قائم رہے۔

معزول شاہ ایران احمد علی قاچار نے بھی تخت سلطنت کھونے کے بعد عطاری کی دوکان پیرس مین کھول دی ہے۔ مشرق کا عطرِ فتنہ مغرب مین بیچین گے۔ اور جب کنٹریون کے ہجوم مین بیٹھینگے تو مصاحبین کہینگے ؎

برا ورنگ چمن جا کرد شاہِ گل بانداز سے
کہ بلبل تہنیت خوان بر سر ہر شاخسار آمد

"ہے تو معاملہ بھاری اور گول مول۔ مگر مین ڈھلکاتی ہون اوپر چڑھگیا تو قسمت!"

غذاے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اونکے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ عمر گلے سے ادا کرنے
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامہ عراق
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳

مضامین غیر

(جمعہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء)

اودھ پنچ

(از جناب شریعہ پروین بگلا ہ ایرانی)

ہے اودھ پنچ بھی پیارا اخبار مخزن خلق ہے سارا اخبار
ہون ظرافت کا ملوکانہ چمن کر رہا ہے یہہ اشارا اخبار
ہے جو ممتاز یہہ ممتاز مُدیر چرخ عشرت کا ہے تارا اخبار
جنکو ہے کچھ بھی ظرافت سے لگاؤ دیکھ لین پنچ کا پیارا اخبار
لوگ کیون سرکہ جبین ہوتے ہین کیا ہے املی کا کتارا اخبار
ٹھنڈے دل سے اسے سب دیکھتے ہین کس کی آنکھون کا ہے تارا اخبار
لاکھون ہین کھیل تماشے اس مین ہے مداری کا پٹارا اخبار
یاد آتے ہین وہ سجاد حسین جن کے ہاتھون نے سنوارا اخبار
چٹ پٹا سا کوئی مضمون بھیجین گر کرے اس کو گوارا اخبار
آدمیت کے فرشتے ہین جہان اوس فلک کا ہے ستارا اخبار
تازیانہ ہے بد اعمالون کو خوش نصیبون کو ہے پیارا اخبار

ابتو ہندو بھی یہہ کہتے ہین شریر
نیارے مضمون ہین نیارا اخبار

صاحبہ محترمہ

آپکی نظم محض اس دنیع وضع کی وجہ سے بغیر کسی ترمیم کے درج کیجاتی ہے کہ اودھ پنچ طبقۂ نسوان کی مادی ترقی کا دشمن قوی مشہور ہے۔ حالانکہ حقیقت امر اسکے خلاف ہے۔ اودھ پنچ کا مسلک یہہ ہے کہ کوئی فرد بشر دائرۂ حقوق طبعی سے باہر قدم نہ رکھے۔ خواہ وہ عورت ہو یا مرد۔ طبعی حقوق کی حدبندی کا اہل صاحب شرع کے سوا کوئی نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی عورت یا مرد اپنے لیے نت نئے حقوق پیدا کرے تو وہ فاعل مختار ہے لیکن دوسرون کو بہکانا اور اپنا شریک و مؤید بنانا یہہ شیطانی کام ہے۔ شیر کی کھال پہن کے ایک عقلمند نے شیر ہونے کا دعوے کیا تو خیر مگر دیکھنا یہہ ہے کہ دُنیا نے بھی اوسے شیر سمجھا!۔ اجی اگر دنیا اوسے شیر سمجھتی تو لپشت کر گردن اور پیچھے پر برتین کیون پڑتین! دریغ شاید باصرار یہہ گناہ نہ کرسکے۔ اسی لئے استعفا قبل از وقت حاضر ہے۔ آپکی یہہ درخواست ہے

چٹ پٹا سا کوئی مضمون بھیجین گر کرے اس کو گوارا اخبار

اوسی وقت تک لشکریہ قبول ہوتی رہیگی جب تک اودھ پنچ کی معتدا [illegible] وشی مین کبھی نہ آنے پائے۔ ہان ایک التماس ہے:۔

آپکا تخلص "شریرؔ" بُرا ہے۔ یعنے یہہ مشتق ہے "شر" سے اور "شر" مستعمر عداوت ہے۔ سقراط نے دیکھا کہ ایک معلم ایک عورت کو کتابت سکھا رہا ہے تو بول اوٹھا۔

"بزدا دشتزا عطلے شیر"

اب فرمایئے کہ "شر" کی نزدیکی غریب اودھ پنچ کے ساتھ کیا سلوک کریگی؟

دوسری بات یہہ ہے کہ یہہ سال "ش ر" کے لیئے ناساز دار ہے دیکھیئے ہمارے دوست منشی "شرر" صاحب دفعۃً انتقال فرما گئے علے ہذا القیاس سوامی شردھانند بھی آنجہانی ہو گئے۔ اونکے قتل کا الزام جس شخص کے سر عائد کیا گیا ہے اوسکا نام "عبد الرشید" ہے اس مین "ش ر" تو نہین مگر "رش" موجود ہے۔

تیسری وجہ یہہ ہے کہ "شریر" ہونا کوئی اچھی صفت نہین ہے اگرچہ شعرا جو کچھ کہتے ہین زبان ہی سے کہتے ہین۔ فعل سے اونکے قول کو علاقہ نہین ہوتا۔ دل لگی کی بات تو دوسری ہے لیکن کوئی کسی کو شریر کہے تو وہ خوش نہوگا۔ پس نام ایسا رکھیے کہ لوگ تشنیع کی راہ سے بھی کہین تو بُرا نہ معلوم ہو۔

اُمید ہے کہ آپ اس عاجزانہ گزارش کو بدل نخک گوارا فرمائین گی۔

اپنی اپنی سمجھ

خریدار:۔ کیون جی تمنے تو کہا تھا کہ یہہ گاڑی عمر بہر چلا کرے گی نہ۔ ابھی سال بھر بھی نہین ہوا کہ انجر پنجر ڈہیلے ہو گئے"

ایجنٹ:۔ خداوند معاف کیجئے گا۔ مجھسے حضور کی عمر کا اندازہ لگانے مین غلطی ہوی۔

تھیٹر کا منیجر:۔ "خدا مرزا پور نہ لیجائے۔ ایک دفعہ مین اپنی [illegible] مرزا پور [illegible] گیا تو صرف تیس چالیس تماشائی آئے اور لگے کمبخت غل مچانے"

تماشائی:۔ "پھر آپنے یہہ غل و شور کس طرح بند کیا"

منیجر:۔ "تمام ایکٹرون کو اسٹیج پر بُلا کے اون سے کہہ دیا کہ تم بھی غل و شور کا پارٹ کرو۔"

تماشائی:۔ "پھر؟"

منیجر:۔ "پھر کیا۔ تماشائی ہار گئے"

خریدار:۔ "یہہ اپنی کتاب "برمحل قصے" واپس لو کمبخت کسی کام کی نہین"

کتب فروش:۔ "کیون"

خریدار:۔ "اس مین کوئی کہانی ایسی نہین جو میری بی بی کو میری غیر حاضری پر مطمئن کرسکے۔"

بی بی :- تم کبھی تو مردانی بولی بولتے ہو۔ کبھی زنانی فتری ہو جاتے ہو؟

میاں :- ہاں۔

بی بی :- کیوں؟

میاں :- میں اور میرے باپ دادا سب مرد اور عورت سے مرکب ہو گئے پیدا ہوئے تھے۔

بی بی :- مجھ بہت مستقل مزاج ہے۔

شوہر :- یہ کیوں نہ ہو۔ تمہاری جو عقل اسی میں چلی گئی۔

بی بی :- ہاں دیکھو۔ اب تم میری رائے سے اتفاق کیا؟

شوہر :- بات یہ ہے کہ میری عقل میرے پاس ہے۔

تھانے دار :- زخمی سے پوچھو۔ تیرا نام لیا ہے۔ اسکی حالت خراب ہے۔ البالیقیہ کرنے نام بتانے مر جائے۔

کانسٹبل :- وہ تو یہ کہہ کے مر گیا کہ میرے گھر کے تمام آدمی میرا نام جانتے ہیں۔

سوتیا بندھنی تبصرہ شعرالہند

(ہمدرد ۷ جنوری ۱۹۲۷ء)

۔۔۔ سے اردو شاعری کے دو پہلوؤں دلی اور لکھنؤ پر طبع آزمائی کی گئی ہے جو بیچارہ علم و خرد دونوں سے خالی ہو وہ ایسی ہی قوت ممیزہ رکھتا ہے جیسی کہ حضرت مصنف کو بے منت خلق بطفیل دارالمصنفین اعظم گڑھ حاصل ہے فرماتے ہیں۔

یہ لکھنؤ کے تمدن و معاشرت میں عام طور پر جو زنانہ پن پیدا ہو گیا تھا اوسکا اثر وہاں کی شاعری سے بھی واضح طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ مثلاً آتش سے

کسی کا محرم آب رواں کی یاد آئی

حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا

ریاض سے

جلد رنگ سے دیدۂ خونبار اب تا رنگا

ہے محرم۔ اوس پری پیکر کو نازا چاہیئے

یہ ایسے عام حملہ لکھنؤ کے تمدن و معاشرت پر ہے۔ عام طور پر اس قسم کی تعریض کسی باحیا اور باسواد شخص سے سرزد نہیں ہو سکتی۔ لکھنؤ کی بول چال اور معاشرت وہی تھی جو دہلی سے منتقل ہو کے

(یہ تمنائے پرورش) میاں ندوۃ العلما آ صاحب آج تک مکارم نگر میں عجیب جلوہ گر ہیں۔ اور یقیناً مکارم نگر کی خراب ہوا جنس مذکور کے واسطے مضرت جب تک ندوۃ العلما گولہ گنج میں تھا مولوی شبلی صاحب نعمانی مولوی ابوالکلام آزاد دہلوی مولانا زروق صاحب چریاکوٹی اور دیگر افاضل نے کبھی لکھنؤ کے تمدنی زنانے پن سے انفعال کا اظہار نہیں کیا۔ یا کبھی اظہار کیا ہو تو ہمیں معلوم نہیں المصنف اعلم۔ ہمیں ان سب حضرات کی خدمت میں نیاز حاصل تھا اور ہم بحلف کہتے ہیں کہ مذکورین میں سے کسی نے کسی طبیب سے ہمارے سامنے مردانگی کی قلت اور نسائیت کی سرایت کا شکوہ نہیں کیا نہ کوئی دوا استعمال کی حالانکہ روزمرہ نشست و برخاست استمزاج و پرسش حال کا اتفاق ہوتا تھا۔ شمس العلما شبلی صاحب نے موازنۂ انیس و دبیر میں اس نامزنانہ پن کا (جو بوجہ مرد ہونے کے انکو محسوس ہونا چاہیئے تھا) کسی مقام پر

مہمان (نائب ایڈیٹر ہمدرد)

ضیافت

ولم فرنگی و جامہ ہندی بگو حنیائی الضیا فہ ۔۔۔ کہ بہت خود رانی گزار دو ہر چہ آمیخت مغک نا فہ

ندا شترم بندہ نے بلنگم نہ گاد پرواری چون افہ ۔۔۔ برائے تالیف قلب تان آدم در اینجا باین قیافہ

یہاں تک پہونچی دہلی وہی دہلی جس نے انشا، قند خان انشا اور سعادت یار خان رنگین کے سے ریختی گو پیدا کیے پس یہ حملہ براہ راست نہ سہی رد سے ایک جا کے دلی پر بھی وارد ہوتا ہے۔ استدلالی جواب آئندہ سطور میں دیا جائیگا۔ بالفعل تسکین دل سوختہ کے لئے اسیقدر کافی ہے کہ اسی زنانے تمدن کی آب و ہوا میں

قوم وملت کے صحیح جذبات

اعلیٰ مضامین چیدہ خبریں دلچسپ مسائل۔ سہ روزہ مشہور اخبار الخلیل میں ملاحظہ فرمائیے جو ہر مہینہ متعدد انعام تقسیم کرتا ہے اور ۳۰ جون ۱۹۲۷ء کو بڑے انعام میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ نمونہ مفت طلب فرمائیے۔

کرورپتی کا قتل سراغرسانی کے فسانوں میں سے ایک بے نظیر فسانہ سلسلہ نمبرا۔ ولایتی کاغذ لکھائی چھپائی ٹائیٹل وغیرہ دیدہ زیب قیمت صرف آٹھ آنہ۔

قانون قبضہ آراضی صوبہ آگرہ ایکٹ نمبر ۳ ۱۹۲۶ء مع فہرست و ضمیمہ جات و مطابق دفعات سابقہ صفحات ۔۔ قیمت رعایتی آٹھ آنہ

دفتر اخبار الخلیل بجنور یوپی سے طلب فرمائیے

تذکرہ نہین فرمایا۔ جناب مولوی ابوالکلام صاحب بفضل خدا زندہ وسالم ہین اونھون نے بھی عمدًا یا سہوًا اپنی ارشاد مبارک کے بہ دیر نکلنے کا بار لکھنؤ کے زنانے تمدن و معاشرت پر نہین ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ذکاوت چند انقلاب مین بہت دنون بعد پیدا ہوی ہے یعنی جب سے کہ مکارم نگر کی آب و ہوا سے عمدۃ العلما کا اتصال ہوا۔

لکھنؤ وہ مقام ہے جہان کے بانکے سپر یا زرہ بکتر سے جسم کی حفاظت باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ شرتی کے ننگے کھون پر تلوارین کھانا انکا شعار تھا۔ یہانکی خاک نے فنون سپاہگری کے ایسے کامل پیدا کیے جنکا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ اب بھی دس پانچ افراد موجود ہین اگرچہ اونکی وضع قطع سے کوئی بانکپن ظاہر نہین ہوتا۔ سن رسیدہ لوگون مین پچانوے فیصدی بانک پٹے بنوٹ کشتی بانے کے ماہر ہین۔ اگر حضرت مصنف کو ذوق آزمائش ہو تو بسم اللہ تشریف لائین ان کے ہنر اور ہتیار ملاحظہ فرمائین خدا نے چاہا تو اس وہم کا ازالہ ہو جائیگا۔ جوار مکارم نگر کی سکونت مین زنانہ پن ضرور دکھائی دیگا بلکہ مردانی وضع بھی زنانی معلوم ہوگی۔ اور عجب نہین کہ مرض ساری ہو۔ چنانچہ "پنچ بچی" کا قصہ اودھ پنچ کی پرانی جلدون مین شایع ہو چکا ہے۔

اشعار مذکورہ بالا مین زنانے پن کی جو دلیل قائم کی گئی ہے وہ بھی نرالی ہے یعنے محرم کرتی کی توصیف کرنے والا شاعر تو حضرت کے نزدیک زنانہ ہے مگر داڑھی (خط) کی تعریفین کرنے والا شاعر پکا مرد۔ اوائل کتاب مین حضرت مصنف نے شعرا پر امرد پرستی کا الزام لگایا تھا اب کہتے ہین کہ عورت کی طرف بھی نگاہ بھر کے نہ دیکھو نہین تو ہم تمھین زنانہ کہینگے۔ ان تعریفون کا صاف مطلب یہی ہے کہ "جمیع تعریف ثابت ہے واسطے مکارم نگر کے ہیجڑون کے" کیونکہ معشوق نہ مرد ہونا چاہیئے نہ عورت نہ عام طور پر" مرد عورتون کے طالب نہین ہوتے خصوصًا شاعر

پس حرام است بر ایشان نام محرم کرتی و انگیا چولی گرفتن۔

اگر یہی زنانے پن کی دلیل ہے تو غریب عبد القادر بیدل بھی زنانہ سمجھا جائیگا جسنے مستی اور پان کی دھڑی کا تذکرہ اپنے کلیات مین سیکڑون جگہ کیا ہے۔ مستی اور پان عورتون کے سامان آرائش مین سے دو ضروری چیزین ہین۔

اہل تحقیق کے نزدیک دہلی اور لکھنؤ کے سوا کوئی تیسرا مقام نہین ہے جس نے مردانی اور زنانی بول چال مین تفریق پیدا کی ہو۔

میر نے اپنے کلام مین فارسی الفاظ کے ذریعے سے بتکلف حشمت پیدا کرنے کی کوشش نہین کی سودا کا رجحان اسی طرف تھا چنانچہ جب سودا نے میر کا یہہ شعر سنا ؎

سرھانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

تو کہا کہ یہہ شاید میر کی والدہ نے کہا ہوگا۔ ہم یون کہتے ہین ؎

سودا کی جو بالین پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

یہ ایک مطائبہ تھا اور بجز اس مطائبہ کے دوسرا کوئی واقعہ تاریخ یا اہل حضرت کے ذہن مین موجود نہین جس سے یہہ پتہ لگ سکے کہ زنانے اور مردانے محاورات کے متعلق قدیم شعرا مین سے ایک نے دوسرے پر کوئی نقض وارد کیا ہو۔ یہہ سلیقۂ سخن فہمی آج بہ برکت جوار مکارم نگر و بہ طفیل استفاضۂ علم گڑھ سخن آفرین نے حضرت مصنف علام ہی کے لیے ودیعت رکھا تھا کہ فارسی الفاظ سب مردانے ہین مرد انے شاعرون کو اردو الفاظ سے بچنا چاہیئے۔ ورنہ زنانے کہلائینگے۔

سخنوران باانصاف ملاحظہ فرمائین ناسخ نے تارنگاہ کو خون مین رنگ کے جو ناڑا بنایا ہے اوس مین تانیث کا رنگ کہان سے جھلکا؟ محرم مین اطفال کو ناڑا پنہایا جاتا ہے اس مین ذکور و اناث کی قید نہین شعرا کا معشوق ریشائیل اعظم گڑھی مولوی نہین ہوتا کم سنی کی تعریف سے فارسی بلکہ عربی شاعرون کا کلام بھی خالی نہین ہے "پری پیکر" عورت کے لیئے مخصوص نہین۔ پری نژاد اور پری پیکر فارس مین خوبصورت زن و مرد کے واسطے یکسان مستعمل ہے۔ باانیہمہ نادانی حضرت مصنف کو ہمہ دانی و نکتہ رسی کا دعوے ہے۔ ہائے موتیا بند وائے جوار مکارم نگر۔

ناسخ کا دوسرا شعر جس سے زنانے پن پر دلیل قائم کی گئی ہے یہہ ہے ؎

کا فرخطا استوا بدن کا
تیری سونے کی کردھنی ہے

چاندی سونے کی کردھنی ہندوؤن مین مرد و زن سب ہی استعمال کرتے ہین خصوصًا مہاجن۔ کوئی صاحب عقل اسے زنانہ زینت و آرائش کے اسباب مین داخل خیال نہین کرتا۔ اگر موتیا بند نہو تو جس کا جی چاہے تیرتھ اور میلے مین جاکے دیکھ لے۔ اور ناسخ کے زمانے مین تو کوئی کمر شاید خالی نظر آتی ہوگی۔ وہ ہندوستان کے تمول کا زمانہ تھا۔

یہہ موتیا بند نہین تو کیا ہے؟ کہ تمام شعرائے فارس کے کلام مین گوشوارون کی تعریف سوجھائی نہ دی۔ حنا و وسمہ و عطر و سرمہ کی توصیف نظر نہ آئی۔ اردو شعرا نے جو اپنے یہان کے مروجہ زیور و زینت و لباس کا حوالہ اپنے کلام مین دیا تو وہ زنانے دکھائی دیئے۔ اور اونکے کلام مین تذکیر کی علامتین ٹٹولی جائینگین پھر بھی فکر کے ہاتھ کچھ نہ لگا اور وہ "جانگوڑے زنانے" کا طعنہ دے کے بیٹھ رہی۔

مخاطب کی زبان مین ہم کلام ہونا ایک قابل مدح وصف ہے مگر کور سواد نہین باسواد مصنف علام کو وہ بھی مقدوح نظر آتا ہے۔ رند پر یہہ اعتراض ہے کہ "موت آئے" کہہ دینے سے اوسنے زنانہ لب و لہجہ اختیار کر لیا ؎

مر گیا منتظری مین تری او وعدہ خلاف
موت آئے ملک الموت ترے آنے کو

شاید "موت آئے" کسی دلی کے شاعر نے نظم نہین کیا۔ یا ورق گردانی کلیات شعرا مین خوش نظری کے چلتون نگاہ کے نیچے نہین آیا۔ رند کے اس شعر کے دوسرے مصرع پر حضرت خط کھینچتے ہین ؎

اوپری تجھکو خدا دے [illegible]

مگر یہہ نہین دیکھتے کہ شاعر کس کی طرف مخاطب ہے۔ آیا کسی مقطع چقطع ٹوٹتی دارازار والے مولوی کی طرف یا کسی عورت کی جانب۔ کیا یون کہنا مناسب تھا:۔

"یا فیری تیرے ذوائب پہ نذوالجب حورالعین فدا کررہا ہون" میں بیچ رہا ہے۔ حال کے صیغۂ واحد متکلم رند کہتے ہین ؎

رات دن لوٹتے ہین ہجر مین انگارون پر
کس جلاپے مین پڑے عشق پرِ نیزارت ہم

جناب مصنف نے جلاپے پر زنانہ خط کھینچا ہے۔ رند کا قول ہے ؎

یہی کہکہ کے رند رہتا ہون
آنکھین پھوٹین جگا دیا کس نے

"آنکھین پھوٹین" پر زنانہ خط کھینچا گیا ہے اور اوسی بان قلم سے کھینچا گیا ہے جو زنانہ و مردانہ انداز کلام یا اصل کلام دونون سے ناآشنا ہے۔ بلکہ شاید واقفکار مردون کے فیض صحبت سے بھی محروم رہے۔ ورنہ وہ زبان قلم اس بات سے واقف ہوتی کہ آنکھین پھوٹنا زنانہ محاورہ نہین اور "جلاپا" سوزش کا ترجمہ ہے جیسے بھی زنانے مردانے کی قید تخصیص سے آزاد ہے۔

ممکن ہے کہ یہہ سرچی غلطیاں مکارم نگر کی غیرمتعدل آمدورفت نے کروادی ہون کیا معنی کہ اگر دوہین تذکیر وتانیث سماعی ہے۔ مکارم نگر کی آبادی نہ مذکر ہے نہ مونث۔ یا نہ کہ مونث دونون پر مشتمل ہے۔ اوسکی زبان سے "آنکھین پھوٹین" سُن کے محقق مصنف نے طے کرلیا کہ ہو نہو یہہ زنانہ محاورہ ہے۔ یہہ ذریعۂ تحقیق اہل کمال کے نزدیک قابل اعتماد نہین۔ مصنف صاحب کو اس صحبت سے کسیقدر آگے قدم بڑھانا اور باکمال طبقۂ رجال سے پوچھنا لازم تھا۔ تاکہ اوس حیرت سے نجات ملتی جو ایک بنیے کو ہوئی تھی۔ حکایت ہے کہ ایک مکارم نگر کا زنانہ محلے کے بنیے کی دوکان پر جا بیٹھا اور باتون باتون مین جنون کے جھٹکے لگانے لگا۔ اتفاق کی بات کہ اوسکی تہمد آگے سے سرک گئی۔ بنیا متحیر ہوا۔ نگاہ عیب کی طرف تھی دل جنون مین اٹکا تھا۔ اور کسی طرح سمجھ راہ نمائی نہ کرتی تھی کہ بصیغہ مذکر مخاطب ہو یا بصیغۂ مونث۔ آخر کہنے لگا اوری۔ اورے۔ چلی جا

یہان سے۔ چلا جا یہان سے۔ سارے جنے پھانک گئی۔ پھانک گیا۔

بہرحال آتش ناسخ رند صبا جو کچھ کہتے تھے حتے الوسع اپنے ملک کی زبان مین کہتے تھے۔ خواہ بجسب کل وضرورت زبانی بول چال اختیار کرنا پڑی ہو۔ مگر غیر زبان سے اوسوقت تک بھیک نہ مانگتے جب تک طبیعت اداے مطلب مین عجز کا اظہار نہ کرتی۔

اب حضرت مصنف کی پسند ملاحظہ ہو۔ خدا اوسکے سایہ سے تمام اہل ذوق کو محفوظ رکھے۔ آپ نے چند شعر دلاویز ترکیبون کے تحت مین انتخاب فرمائے ہین اور جن الفاظ پر خط کھینچا ہے اون پر صاد فرماتے ہین:۔

(۱) نہوگا یک بیابان ماندگی سے ذوق کم میرا
حباب موجہ رفتار ہے نقش قدم میرا

"حباب موجہ رفتار" پر خط نہین ہے لہذا وہ پسند نہین

(۲) یک قدم وحشت سے درس دفتر امکان کھلا
جادہ اجزاے عالم دشت کا شیرازہ تھا

(دوسرے مصرعے پر خط نہین ہے)

(۳) یاس وامید نے یک عربدہ میدان مانگا
عجز ہمت نے طلسم دل سائل باندھا

(۴) سب گرمئ نفس کی ہین اعضا گدازیان۔
تبخالہ خیز ہے لب شیرین دہان ہنوز۔

(۵) مراسر رہے گلخندۂ شرر کا سا۔

(۶) وان طعنہ تیر بار یہان شکوہ زخم ریز

(۷) پوزش پذیر تو مژۂ اشکبار کا۔

(۸) روان تھی بزم مین فوارہ سان موج روان کہ ہر

(۹) ساز نیرنگ فریب دل غمگین پایا۔

(۱۰) کیا روؤن دل رم آشنا کو۔
وہ شوخ ملا تو یہہ کہان تھا۔

(کسی لفظ پر خط نہین ہے۔)

(۱۱) کتنے رہرو بیٹھے کہ راہ مین ہے۔
کاروان کاروان غبار ہنوز۔
نقش بند نظارہ ہے حسرت

(۱۲) دل سوداز دہ شورش کدہ راز نہین۔

(۱۳) ہرزکش تنگظرفی اعجاز (۱۴) افسون زدۂ جادوے گفتار (۱۵) برزدہ دامان (۱۶) شعلہ خیز دجلہ ریز (۱۷) رخ فشان (۱۸) شکن آرا۔ (۱۹) سینہ گداز بہشت (۲۰) خمیازہ آرا ملک فروغت (بغیر خط) (۲۱) آستین مالیدہ وبرچیدہ دامان (۲۲) عشوہ پرکار شوق فریب آفرین۔ (۲۳) عشوۂ جادو کمین۔

خود الفاظ مذکورہ کی شان ترکیب اون اشعار کے خالی از معنی ولطف ہونے کی شاہد عادل ہے جنکی بدقسمتی نے اونھین ایسے الفاظ سے دوچار کیا۔ شاید دو ایک شعر ایسے ہون جن مین بہ تکلف وتجشم مطلب پہنچایا جاسکے ورنہ ہر جگہ جامہ تنگ ہے اور قوارح بے ڈول سیدھی سادھی زبان نظم کرنے پر قدرت نہ تھی یا دماغ بے سود وغیر فطری مضامین نظم کرنے کا خواہشمند تھا اوسنے پورا ناگو دڑ بیچ کے کڑوا تیل مول لیا۔ ٹوٹے پھوٹے لوہے کے عوض مین ٹھیڑوے حاصل کیئے۔

حضرت غالب کی جدت پر اودھ پنچ مین بارہا مضامین لکھے گئے لہذا تقویم پارینہ سے درگزر کیجئے۔ اور بعض اشعار جو حضرت مصنف کے مرغوب طبع ہین اون پر توجہ فرمایئے۔ مومن کا شعر ہے ؎

تشبیہ دی تھی مینے کہین انگبین سے
تبخالہ خیز ہے لب شیرین دہان ہنوز

الفاظ اور مطلب دونون بے لطف ہین۔ شہد سے لب کی تشبیہ نے یہہ قیامت برپا کی کہ ابتک (غالباً) معشوق

اعلان

محمد اسحاق خان ولد وارث علی خان ساکن موسی نگر ضلع کانپور وسید مجاہد حسین ولد سید حامد حسین ساکن بڑاگاؤن ضلع فیض آباد ہمارے مختار عام تھے۔ مگر ۸ جنوری ۱۹۲۳ء سے ہمنے اونھین برطرف کردیا ہے اور اختیارات سلب کرلیئے ہین۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ محمد اسحاق خان وسید مجاہد حسین تاریخ مذکور سے مجاز نہین ہین کہ ہماری طرف سے کوئی کارروائی کرین۔ اور بعد اس اعلان کے اگر کوئی کارروائی وہ ہماری طرف سے کرینگے تو ہم اوسکے ذمہ دار نہونگے

المشتہر مرزا محمد صفدر نمبردار وضع جرسین ہیری خیرو ساکن جوہری محلہ لکھنؤ

دھوتو ادھوتو! اُرم دُھم اُرم دُھم!!

دور سے ہوئے کیا کرتا ہے بھونڈی ہتیا ۔ ے ۔ تیری نیند تو کھو گئی ۔ خواہ مخواہ دوسروں کی نیند بھی اُچاٹ کرے گا"

شبیر بن دہن کے ہونٹوں میں چھالے اُبھر رہے ہیں۔ تشبیہ دے شاعر اور بھگتے غریب معشوق۔ واہ! آبلین اور گس انگبین کی قسم۔ دونون کا فعل ایک چھالے اوبھرنے یا چھالے پڑنے سے لذت ہے دلاویزی چاہتے ہو تو سمجھا لو خیری لکھو۔ ان صاحب اپنی اپنی پسند ہے خدا معلوم حضرت مصنف کو کمان کی دشمنی لطف معنی و لطف زبان سے ہے جو شاعر شیوا زبان حضرت مومن کے کلام میں سے بھی وہی اشعار چن لئے جنھیں زمانے بھر کے ادیب ناپسند کرتے ہیں۔ خدا کی مار اس "خالہ خیزی" پر۔ مومن کا شعر ہے

وان طعنہ تیر بار یہان شکوہ زخم ریز
باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب

یعنے طعنہ کے تیر سے شکوہ نشانہ بن رہا تھا۔ اودھر طعنے کے تیر چلتے تھے ادھر شکوے میں چھید پڑ رہے تھے۔ یہی لڑائی تمام شب رہی۔ انصاف سے کہئے شاعر کا طائر خیال فلک پرواز ہے یا کبوتر بازون کا گٹکا۔ اس خیال میں کوئی لطافت اور بلندی ہے یا نہیں؟ مصنف صاحب طعنہ تیر بار اور شکوۂ زخم ریز پہ عاشق ہوگئے ہیں۔ اگر اس قسم کی ترکیبیں مرغوب طبع ہیں اور معنی کی خوبی ملحوظ نہیں تو ہم اسی طرز کے چند اشعار لکھے دیتے ہیں۔ جھوم جھوم کے پڑھیے اور تعصب انگشت نمائی کرے تو اکیلے میں گالیان دیجئے (سب کے سامنے نہیں) ؎

نشخوار خم خراش خر مدعا ہنوز
تسکین فروش ذلہ کشائی تمام شب
اعجاز خرقہ پوش نقاب عروس وجد
کرتا رہا ہے ہوش ربائی تمام شب
اعضا گدازیون میں بیابان ماندگی
تھا ایک جان عربدہ پائی تمام شب
تبخالہ خیز دن کو تھا گلفندۂ شرر
اور رو کش نظارہ ہوائی تمام شب
سینہ گداز خلد تھا خمیازۂ لطیف
تمکین نواز عشق جمہائی تمام شب
کیا نے فشان ہے گرمی آہنگ ساز دل
برچیدہ دامنی بہ گدائی تمام شب
ولب شکستہ ہے خم عشوہ گرئے شوق
رم آشنا چگامہ سرائی تمام شب
مالیدہ آستین ہے مکارم نگر کی راہ
دریائے گومتی کی ترائی تمام شب

باقی آئندہ

راقم:- رفیع الخیال کمال

سہرا

(بتقریب شادی خانہ آبادی جناب ک و ج صاحب)

از سر خاب

ہو مبارک تجھے ہے آج ترے سر سہرا
باندھا بہنوئی نے نوشہ ترے سر پر سہرا
گاتے پھرتے ہیں گلی کوچون میں مہتر سہرا
کوئی کہدے بھلا اس سہرے سے بہتر سہرا
دولہا بنے جو ہیں حقہ تو ہے سر انکا چلم
اور اس فرق مبارک پہ ہے چنبر سہرا
عاقلہ بیوی یہ بولین مجھے حیرت ہے بہن
پہونچا بے زینہ یہ کس طرح سے سر پر سہرا
ڈارون کی تھیوری کا یہ بدیہی ہے ثبوت
پہونچا نوشاہ کے سر پر جو اُچک کر سہرا
ڈر کے بھاگے تھے دلہن سے انھیں روکا کیا خوب
رہگیا پاؤن میں دولہا کے اولجھکر سہرا
آپکے بچلڑ احباب کے بھی پھول کھلین
اس لئے باندھا ہے پھولون کا مکرر سہرا
روک لیتا ہے یہ دشنام کی بوچھارون کو
روئے انور جو ہے دالان تو چھپر سہرا
جتنے ذی روح ہیں سب کو ہے خوشی شادی کی
شب کو گا یا گئے مچھر سر بستر سہرا
دیکھئے جیب نہ جانا کہیں دولہا بیتے
باندھنے آتا ہے ہمشیر کا شوہر سہرا
لوگ چیخا کیے اُسنے نہ مگر ایک سنی
جیب میں رکھ لیا سرخاب نے پڑھکر سہرا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

افیونی منطق

کون کہتا ہے کہ افیم آدمی کو مسخ کر دیتی ہے۔ اجی افیم تو عمر بڑھاتی ہے۔ خیالات میں یکسوئی پیدا کرتی ہے۔ تخئیل سانچ کی جان ہے۔ تجربہ فکر کی روح روان ہے جوان کنندہ پیر ہے۔ مصاحب خاص صغیر ہے۔ غم غلط کرنے کی اصلی تدبیر ہے۔ عمل خیر ہے نسخۂ اکسیر ہے نوشیروان نے اسی کا نام نوشدارو رکھا تھا۔ بزرجمہر اسکی دریتے میں بخل کرتا تھا۔ بھلا جو چیز ان اوصاف کی جامع ہو اسکے ترویج سے کون مانع ہو۔ دیکھئے نائب وزیر ہند کے آنے کی خبر جو مشہور ہوئی تو اڑتے اڑتے بزم تریاک و انجمن قشر کوکنار تک پہونچی ہر ایک ممبر ان بلائے مہمان کی آمد پر توجیہیں پیش کرنے لگا۔

(۱) افیونی آخر کچھ معلوم بھی ہوا کہ یہ لاٹ نائب وزیر صاحب گھر بار چھوڑ کے ناچ رنگ سے مُنہ موڑ کے یہان کیون آئے ہو نہو کسی گھات میں آئے ہیں۔ اجی کوئی بھی

اشتہار قرار داد دیوالیہ

(دفعہ ۲۷- ایکٹ دیوالیہ)

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری مقام لکھیم پور

درخواست دیوالیہ نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۲۶ء

دربارہ قرار دئیے جانے دیوالیہ سمیان۔

۱- نرائین پرشاد ولد منسرام ⎫ ساکنان لکھیم پور
۲- رام اوتار ولد نرائین پرشاد ⎭ پرگنہ و ضلع کھیری سائیلان

بنام حلقہ مہاجنان مسمیان جگدیشانند و منون لال و فرم سوہن لال و مرلی دھر و فرم بینی لال جگناتھ و جیبو لال۔

بموجب درخواست مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء منجانب سائلان مندرجہ بالا اور برطبق و بعد سماعت درخواست مذکور حکم دیا جاتا ہے کہ سائلان قرضداران مذکورین دیوالیہ ہون اور بذریعہ اس حکم کے دیوالیہ قرار دئیے جاتے ہیں۔

سائلان درخواست بریت قرضہ اندر تین ماہ پیش کریں۔

المرقوم ۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گرامو فون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُنکے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴

مضامین غیر

۲۸ جنوری ۱۹۲۷ء

خیالی پلاؤ

سرد و گرم کشیدۂ روزگار سلامت۔ زلزلہ اوے۔ پنچ بیرنہ پالے کی فصلی سوغات ہیشکر نیکے بعد قلم برودت رقم اپنا مرحلہ پیاسے کرۂ زمہریر ہے کہ خدا خدا کرکے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا اور لالہ گھسیٹا کرل کی ذریات نہال نہال ہوگئی کیا معنی کہ کئی دن کی متواتر برف باری غلہ کی گرانی کا سبب ہوگئی اللہ اللہ جو آرکا نرخ، سیر ہے تو گیہون کا پلہ کتنا بھاری ہوگا۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کاشتکار پیٹ پکڑے پھرتے ہین کہ کم از کم روپیہ مین بارہ آنے نقصان ہے چھوٹ (معافی مالگذاری) ملنا چاہئے لیکن منشی کھوری فنسکرکی ہینے کی بھوئی ہین انھین روپیہ مین دو آنہ بھی نقصان نظر نہین آتا۔ چھوٹ درکنار۔ اوراپنی راے کو آرائے جمہور پر باین پشتارہ دلائل اٹکل پچو پیش کرکے ترجیح دیتے ہین۔ کہ گندم جو چنا۔ مٹر کی آبپاشی کردینے سے پالاگردی کی تلافی ہوسکتی ہے۔ لاہی اور سرسون کے ابتدائی پھول جو ضائع ہوگئے ہین وہ پھر از سرنو نکل آئینگے۔ رہگئی ارہر تو وہ فصل زائد (معلق ہے) ہے اسکا شمار نہ خریف مین ہے نہ ربیع مین سلئے کہ ارہر کے ساتھ جو غلہ بویا گیا تھا اسکا نفع کاشتکار حاصل کرچکے ہین وہ اگر برف باری سے محفوظ رہتی تو کاشتکارون کی خوش نصیبی تھی اور اب ضائع ہوگئی تو گورنمنٹ کے ٹھینگے سے۔

او بھائی! بلا یہ تو سوچو کہ مین نقصان زراعت قابل معافی دکھا کر کیا بیوقوف نہون جبکہ عام عمال گورنمنٹ کا مطمح نظر یہی ہے۔ میری انگشت نمائی نہ ہوگی کہ صاحب یہ کاشتکارون کے بڑے خیرخواہ اور سچائی سے کام کرنیوالے ہین ابھی کاشتکارون نے قلمدان کی پوجا کردی ہوگی علاوہ ازین ترتیب کاغذات کیلئے حاضر دفتر صدر رہوکر مہینون کے تسلسل کا دردسر اور اپنے مصارف خانگی کا ناقابل برداشت سودا اپنے پاؤن مین خود کلہاڑی مارکر مول لینا کونسی عقل کی بات ہے۔ اور پھر ان سب باتون کو برداشت کرکے رپورٹ قابل معافی لکھ بھی دون تو صدر مین ایسی پیچیتی سے نقشے نبواے جاتے ہین جو معافی لگان کے منافی ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تو اوسط پیدائش اجناس سنین گزشتہ نکالنے مین کاشتکارون کے مفاد کی جڑ کاٹی جاتی ہے۔ نتیجہ اس تمام زحمت دہی کا دوانی روپیہ قرار پاتا ہے جو ناقابل معافی ہے لہذا بہرنوع میرے لئے قرین مصلحت یہی ہے جو مین نے اندازہ کیا ہے۔

الغرض منشی صاحب ماحول مبحث بعینہ اس مثال کے اصول کا لب لباب ہے جیسے ایک پولیس افسر اپنی ذمہ داری و بدنامی وتنگ دو دوافزائش نمبر جرائم غلط احساس کرکے سرقہ بالجبر کی اطلاع بخیال دروغگوئی وبخوف افشاے راز اخفاے واردات حسب دفعہ ۲۰۱ تعزیرات باستحصال تحریر مستغیث درج روزنامچہ عام کردے اور حکام پولیس اس فرائض منصبی کی فراموشی کو بنظر استحسان دیکھین۔

ایسی حالت مین آپ خیال فرماسکتے ہین کہ مجھ کو زٹل زکو کہان تک غصہ نہ آئے یہ بات اور ہے کہ مین آپ ایسے بزرگون کا لحاظ پاس کرکے طرح دیجاؤن ورنہ جی مین تو آتا ہے کہ مین اپنی روح منشی جی کے جسد پرفتن مین داخل کردون کیونکہ بقول مسٹر سوآمی سوامی جی کے بلدان کے بعد سے ہندو دھرم کی روح کا اسلام مین گھس جانا لازمی ہوگیا ہے پس لاجرم منشی صاحب کو میری متابعت کرکے نقصان زراعت کے ازالہ کا سبب مسبب ہونا پڑے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال کرتا ہون کہ کس برتے پر؟ یہ کاشتکار بجنسہ وہی ہین کہ زمانہ انتخاب ممبران مین سیدھے منہ بات نہین کرتے مردم شناسی گویا ازل سے جانتے ہی نہین خیرخواہ کی قدردانی کا سبق سرے سے پڑھا ہی نہین ممبر بنوائینگے تو جی حضوریئکو جو گورنمنٹ کے مفاد کیلئے کاشتکار تو ایک طرف رہے اگر ضرورت ہو تو اپنے بال بچون کی قربانی مین دریغ نہ کرین۔ یا الٹی کھوپڑی کے خودغرض ہوا پرستون کو یہ تو اتفاق ہے کہ دھوکے دھڑی مین مجھ سا گھسٹر پنچ۔ دخل در معقولات۔ بیچ مین بیر دینے والا منتخب ہوجائے۔

گزشتہ الکشن کا سمان جب یاد آتا ہے تو کلیجہ منھ کو آتا ہے ایک ہوک اٹھتی ہے ایک ٹیس سی پیدا ہوتی ہے جیشمہ ہاے چشم آبشار بنجاتے ہین زمین سخت ہے آسمان دور ہے ورنہ قدر مردم بعد مردم کا اطلاق اپنی ذات عالی صفات کیلئے رجسٹر ڈکرادیتا یہی خیال کرکے درگذر کرتا ہون کہ مجھ صاحب فراست وکیاست کے بغیر ملک کا جو پر اسنسان ہوجائیگا اور ممکن ہے کہ اب بھی اہل ملک میرے غلغلہ نہرلیات کے دام تزویر مین پھنسکر لبیک کہین اور مین ہندوستان مین ہاکی کا گیند نظر آؤن لیکن اہل ملک کی بے اعتنائی میری امید موہوم کو مرتبہ وثوق پر فائز نہین ہونے دیتی اور مین سمجھتا ہون کہ شاید ارمان کی پوٹلی وقت موعودہ پر بعیت اینجانب علیہا علیہ کالعدم ہوگی اور یہ کسقدر افسوسناک حادثہ صحافت دنیا پر وقوع پذیر ہوگا کہ ملبہ ولت سا مدبر بھی خواہ بنی نوع انسان ملک جاودانی کو بحسرت وارمان کوچ کرجائے اور لوگ ایک سرسری توجہ بھی مبذول نہ کرین مین سمجھتا ہون کہ اسی بنا پر ایک شاعر (علیہ الرحمۃ) نے ان ناقدرونکو اہل دنیا کافران مطلق اندہ فرمایا ہے آیندہ زمانہ الکشن کا او منتظر ہون اگر انکے استغنا کی یہی کیفیت رہی تو پھر دیکھیئے گا کہ مین کیا کرگزرتا ہون۔ جو دنیا روتے روتے مر نہ جائے اور کف افسوس ملتے ملتے ہتیلیون کی کھال نہ ادھیڑلے تو میرا نام بدل ڈالیگا۔ یہ مانا کہ آج کے سوا میری زبان سے ممبری کی تمنا کسی نے نہ سنی ہوگی لیکن جبکہ مین ایک چشمۂ شیرین کی مانند ہون اور کاروان تشنہ ہے مین بادہ پرجوش ہون اور انجمن مخمور ہے، عقل امتیازی سے کام لیکر میرا انتخاب نہ کرنا کسقدر میری دل آزاری ودلشکنی کا سبب ہے اور یہ کونسی بات ہے کہ مین گوشہ گنوارہ

کاشتکار ووٹروں کی خوشامد کرتا پھروں کہ بھیا تم جو ہمارا
ووٹ دینا بیٹا چھیدی خاں ووٹ نہیں کو دینا اس لیے
کہ دیکھو میں کسقدر آٹھوں گانٹھ کمیت ہوں فتح دھڑیم
خاں کا انتخاب ہرگز نہ کرنا وہ کمبخت اول تو طاقی ہے
دوسرے اول نمبر کے ذکی اور پھر یہ سرکاری چالوں
کے سوا کوئی چال نہیں جانتا اور پھر شکر لیتا ہے اور مجھے
تو تم پہلے سے جانتے ہی ہو کہ قدم تو جگری رکھتا ہوں اور
شاہ کام سرٹ دغیرہ وغیرہ میری عام چالیں ہیں الغرض
ووٹ مجھی کو دینا ایسا نہ ہو کہ بھیا کو بھول جاؤ۔

سو جناب مجھ سے یہ ہرگز نہ ہوگا جاہے
اگلی مرتبہ پھر پبلک مجھ کو زنبیل فراموشی
میں ڈال دے اور باوجود میری دہنی ہوش
وحواس دیدہ و دانستہ غیرے دو غیرے ممبر
منتخب ہو جائیں۔ میری غیرت ہرگز تقاضا
نہیں کرتی کہ آج جن لوگوں کی طرف آنکھ
اٹھا کر دیکھنا ان سے خطا رکھنا ان سے
مساوات برتنا معیوب سمجھتا ہوں کل انہیں
کے روبرو ووٹ کی بھیک مانگوں اور
جواب تلخ سنوں۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ بعد انتخاب بشرطیکہ
ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری سے لیکر اسمبلی تک
بدون خوشامد در آمد کے میرا انتخاب عمل
میں لایا جائے میں ووٹروں کو حساب
انکی ووٹریاں ... کے لیئے بطور اظہار
خوشنودی عطا کر سکتا ہوں۔ ورنہ یہ
ارادہ ہے کہ میں ایک حبہ بھی خرچ کرنا گناہ
سمجھونگا۔

کاش کہ میں آج خدانخواستہ ممبر ہوتا پکا نہیں
تو عارضی ہی سہی پھر آپ دیکھتے کہ زمین و آسمان کے
قلابے ملا دیتا وہ گلے پھاڑ پھاڑ کر تاکہ گورنمنٹ کو
آ... دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا اور یہ زمیندار جو لالہ
کچوری شنکر کی ہمنوائی محض اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ انہیں
کاشتکاروں سے روپیہ وصول کر لینا ہے اور بالکل گردی
کا نقصان بمقابلہ معافی لگان کے ہیچ ہے یوں حقیقت پر
پردہ ڈالنے کا گمان بھی دل میں لانے سے لرزتے اور

ایکر و بیہ میں اور جھوٹ کیا مال ہے مہر میں صرف
جھوٹ اور رسم رزائد نقصان تاوان ڈنڈ وغیرہ وغیرہ
دلواتا اگر شاید کسی کو اس دعوی کی قبولیت میں
تامل اور اشکال ہو تو اولاً عرض ہے کہ وہ ایسکیں
بھیج کے مجھے ممبر ہوا دیں اگر ممبری میرے لیئے کرشان
خیال فرماتے ہوں تو وہ یوں سمجھ لیں دنیا میں اپنی اپنی
کا اس ضابطے پر دار و مدار ہے کہ نفع اٹھانے والا نقصان
کا ذمہ دار ہوتا ہے پس گورنمنٹ کے مُلک سے
کاشتکار اپنا نقصان بدون لیس و پیش کے نکال

"ڈبوا" "سب میٹھا ہی میٹھا ہے !!"

سکتے ہیں۔

مبادا گورنمنٹ پھر بھی کرے غترے ڈبے دکھائے تو جملہ
کاشتکار سر دست ایک فصل کے لیئے زراعت کی
ہڑتال کر دیں پھر دیکھیں کہ کیونکر جھوٹ اور نقصان
نہیں ملتا۔

اجی جناب سلے اور پھر لے اور الٹی خوشامدیں ہوں
فرمایئے یہ دم خم ہے کسی ممبر میں؟ جس کے ذہن
رسا میں ایسی اچھوتی تجاویز کا گزر ہو سچ پوچھیئے
تو میں چیز ہی اور ہوں اور کیا نام کہ قدر سکے

قابل لیکن مجھے کیا پڑی ہے کہ ایسے ناقدروں کے
پیچھے اپنی جان ہلکان کروں۔

خدا کرے اس نوشتہ میں کا شتکاروں سے
ایشوں پر بھتا بھتا کے دوگنی چوگنی مالگذاری
وصول کیجائے تو میرا جی خوش ہو اور کسانوں کی
بھی آنکھیں کھلیں کہ انکو مجھ سے کیسا شخص ہاں کی مالگذاری
کسقدر درکار ہے زیادہ بجز آپکے شکوہ استغنا کے
اور کیا عرض کروں فقط

راقمہ۔ کج مج خیال باروی

حیف سمجھے تھے ہُما جسکو وہ اُلّو نکلا

بھائی پنچ سلام علیکم۔ آپ اور آپ کے
ناظرین سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے اوج
سعادت الخ" والا سلسلہ ختم ہو گیا
اجی توبہ کہیں ایسا خیال بھی نہ کیجیئے گا
ابھی تو اس ریگستان کے چند ذرے
آپکی خدمت میں پیش کیئے گئے ہیں۔ اتنے
عرصہ کی خاموشی کا سبب نہ پوچھیئے
بھائی خدا سمجھے اس ہما سے بجائے سعادت
کے وہ نحوست دکھائی ہے کہ خدا کی پناہ
ابھی مضمون کی پہلی قسط بھی شائع
نہیں ہوئی تھی کہ یہاں نبض میں
خرابی پیدا ہوئی دوسری قسط نے
حرارت پیدا کی اور تیسری نے چت کر دیا
بیماری مخدوش تھی دوست احباب
علاج کی غرض سے یہاں لے آئے۔ اس کثرت سے
دوائیں استعمال کرائیں کہ حضرت شکم پیٹ پال
پور کی رانی کے شکم سے بھی نمبر لے گئے۔ انکو اولاد کی

بیڑی

جسنے خوش ذائقہ ہونیکا ریکارڈ توڑ دیا ہے خاص تمباکو کی شرط ہے
نمونہ منگا کے دیکھیئے قیمت فی ہزار ... ایک روپیہ محصول ڈاک
ذمہ خریدار نرخ تاجرانہ بذریعہ خط و کتابت طے کیجیئے۔
المشتہر مختار احمد بیڑی مرچنٹ آم گھاٹ محلہ لال برج کانپور ...

خواہش تھی یہان صحت کی تلاش ہے۔ خدا کرے جیسی بیوقت اور منفقی اولاد انھین نصیب ہوئی ویسی صحت مجھے نہ ملے۔

کچھ دن اور انتظار کیجئے۔ عنقریب مزید حالات روانہ کرونگا۔ غالباً ہفتہ عشرہ مین اپنے جائے قیام پر پہونچ جاؤن۔

راقم۔ م ح۔ کاظمی مذاق نجیوری از دہلی

عمل ردّ سحر

جادو اور سحر کا اعتقاد جن لوگون کو ہے وہ کہتے ہین کہ سحر دریا مین کارگر نہین ہوتا۔ اگر کوئی مسحور سمندر ناگھ جائے تو سر سے بڑا سایہ فوراً اتر جاتا ہے۔ آج اس جانب کو اسکا تجربہ ہوگیا۔

واقفان اسرار طلسم محبت و عارفان رموز شعبدۂ الفت۔ عقدہ کشایان ٹوٹکا ہائے نین مٹکا۔ دگرہ شکنان رتیمہ اسے چھوچھنکا۔ جادو طرازان نیرنگ چشم فرنگ و عاملان تسخیر اضداد ردم و زنگ۔ نیرنگ عشق قیر دکا فور دکرشمۂ رفاقت نزدیک و عداوت دور اس طرح دکھاتے ہین کہ ایک ہندستانی ریاست کا رہنے والا مقتول شامت زدہ جس نے شاید کبھی آئینے مین اپنی شکل دیکھی نہ تھی متیرگی رنگ کا خیال کیے بغیر کسی لندنی شمع کا پروانہ بن گیا۔

دو ہی باتین ہین یا تو محبوب مطلوب پر محبت کا منتر چل گیا یا جمال و کمال ہم نشین نے طالب کے ظاہری نقش ونگار پر ایسا چونا پھیرا کہ آبنوسیت چھپ گئی اور مشک اذفر قلمی شورا دکھائی دینے لگا۔ بہرحال جب تک لندن مین قیام رہا کنول کا پھول بھونرے کے دُم کے ساتھ ساتھ رہا۔ دفعۃً فلک تفرقہ پرداز نے سنگ مہاجرت پھینکا عاشق وطن کی طرف پلٹا اور اپنی ہم رنگ ہجر کی سیاہ راتین کروٹین لے لے کے بسر کرتا رہا۔ کچھ دنون بعد میم صاحب نے خط لکھا کہ زاد راہ بھیجو تو مین آؤن۔ یہان ماں باپ کی کمائی ہوی دولت وافر تھی فوراً تعمیل ہوی میم صاحب جہاز پر سوار ہو کے ہند کے لنگرگاہ تک پہونچی ہی تھین۔ کہ جادو اُتر گیا عشق کا بھوت دُم کی لنگوٹی کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔ کالے کالے جاشو ملاح مزدور جو بندرگاہ پر دکھائی دیے تو گھن آئی اور میم صاحب اولٹے پیرون جہان سے آئی تھین وہین چل دین۔

دل کی دل ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی
حیف ہے اون سے ملاقات نہونے پائی

ہم کہتے ہین کہ واللہ بخیر گزشت۔ کیا معنی کہ چند ماہ کا ذکر ہے ایک حکیم صاحب کے یہان شام کے وقت ایک صاحب گاڑی پر آئے اور کہنے لگے۔ جناب حکیم صاحب قبلہ مین ہز ہائینس مہاراجہ آفتاب نگر کا بھیجا ہوا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ مہاراجہ صاحب کی مخدرہ بی عیارہ جان کا مزاج تو ناشہ ہو رہا ہے۔ چونکہ بی عیارہ جان بمبین کی رہنے والی ہین اور آپ کی بڑی معتقد ہین لہذا مہاراجہ صاحب نے مجھے بستر اور ضروری سامان بھی لینے نہ دیا اور یہان روانہ کر دیا۔ عقب بخیر حضور فوراً میرے ہمراہ چلین تین سو روپیہ روزانہ حق زحمت پیشکش کیا جائیگا۔ میرا بھائی حکیم صاحب کو دو روپیہ روز تو کگر دا حمرا اور نسخہ اکسیر تھا سنتے ہی ریشہ خطمی ہو گئے۔ قالین لاؤ دری لاؤ لالٹین لاؤ چاندی کے خاصدان مین پان لاؤ۔ اوگالدان رکھو آفتابہ لاؤ۔ کھانا لاؤ۔ ناشتہ کیلئے ٹفن بکس مین انڈے پراٹھے دودھ کا قورمہ رکھو۔ مہمان کے واسطے اوڑھنے بچھونے کا سامان کرو۔ دیکھو ہماری شالی رزائی اندر سے مانگ لو۔

سب سامان سفر لیس ہوگیا۔ مہمان نے کہا حکیم صاحب آپ کے مطلب کا ایک ہی کمرہ ہے بندہ کو جلد جلد پیشاب آنے کی بیماری ہے حکیم صاحب نے کہا کچھ مضائقہ نہین آپ سڑک پر بار بار استنجا فرمایئے۔ تکلف کی ضرورت نہین۔ کھانے سے فراغت ہوی حکیم صاحب زنان خانے مین گئے مہمان عزیز نے خندہ سنگار کے سو جانے کا انتظار کیا جب دن بھر کے تھکے ماندے بدھو نوکر کا نفیر خواب بلند ہوا تو مہمان صاحب اوٹھے نسخہ لکھنے کے پرزے پر چند سطرین اس مضمون کی لکھین کہ جناب والا بندہ بہت غریب و نادار تھا قرض کی بہم۔ ناشون نے وطن مین رہنا دوبھر کر دیا۔ اثاث البیت مہاجن قرق کروا لے گیا۔ ترک وطن کے ارادے سے باہر نکلا چونکہ پاس پھوٹی کوڑی نہ تھی بستر لوٹا ڈور توشۂ دیگر ہے لہذا این بہانہ آج شب کو حضور کے دولتخانہ پر فرد کش ہوا کہ فلان مہاراجہ کا ایلچی ہون خدا حضور کی حماقت کو سلامت رکھے۔ تشکریہ قبول فرمایئے۔ شال کی رزائی اور چاندی کا خاصدان یہ دو چیزین ایسی ہین کہ بہت دور تک با آسائش پہونچ سکتا ہون۔ لوٹا لالٹین۔ بستر۔ توشہ دان دری چاندنی قالین یہ چیزین جہان قیام کرونگا وہان کام آئینگی اور جب تک قبضے مین رہینگی حضور کی جان و مال کو دعا دیتا رہونگا۔ خانہ آباد حماقت زیادہ۔ راقم بندہ تارک وطن۔

نخاس کی سڑک پر کرایہ کی خالی گاڑی ملنی ہر وقت آسان ہے۔ پیشاب کے بہانے مہمان صاحب باہر نکلے گاڑی لائے اسباب لادا۔ اور بولتا پہیا لیتا جا نام۔ یہ چل وہ چل۔

خدانخواستہ اگر میم صاحب بھی اسی طرح ان رئیس زادے صاحب کے گھر تشریف لا کے قرتی کرے جاتین تو اور برا ہوتا۔ اونھین ہندوستان آنے کی ضرورت تھی اسی بہانہ کرایہ منگا لیا اور "چخے دور کرو..." نکماہے رہی کہتی واپس ہوین۔

اگر نئے بگڑے رئیس زادے صاحب کے خاندانِ ملک میں نمی سی عقل کی فاختہ بھی ہے تو اسے غنیمت خیال فرمایئے اور دوبارہ کسی نئی آفت میں نہ پھنسیں۔ ابھی ہمنے ایک پیر مرد صاحب کی لنڈوری مرغی کو ہوا میں کئے کنکوے کی طرح مڈھے کے بل چونک کھاتے دیکھا ہے۔ میم صاحب صرف نار فرنگ گھر میں بطور کسرِ علامتِ خدمت پالے معروف چھوڑ گئی ہیں علاقہ بک گیا۔ صاحبیت رہ گئی اگرچہ صاحبہ کا پتا بارہ بارہ کوس نہیں۔ اب بیرسٹر صاحب پھٹی پتلون میں چنے مُرمرے بھرے ہوئے پھانکتے پھرتے ہیں

راقم زمانہ شناس

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

چہ خواہی کہ کامل شوی در تعشق

تبرس از تملق تبرس از تملق

نامۂ نقائے آنجہانی بنام وائسرائے این جہانی

(نمبر ۲ بسلسلہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء)

دوست اردن! اگر تمنے بالا باختر کو چک باختر صندلی نامہ ایرج نامہ توریج نامہ لعل نامہ اور طلسم ہوش ربا کی جلدیں دیکھی ہیں تو یقیناً تمہیں معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں اینجانب کو برابر ہزیمت ہوی۔ پہلی ہی شکست پر ڈھلمل یقین گروہ اینجانب کی خدائی سے بدگمان ہوگیا اور وہی لوگ جو اینجانب کی خدائی پر وثوق کے ساتھ ایمان رکھتے تھے بجائے خود چرچا کرنے لگے کہ یہہ کیسا خدا ہے جسکا اپنے بندوں سے بس نہ چلا۔ جواب اس کا مشکل تھا مگر بختیارک وزیر ناس نے بات رکھ لی یعنے اوسنے جواب دیا کہ "خداوند سو رہے تھے۔ خداوند کی تقدیرین بھی سو رہی تھیں۔ سوتے ہی میں مسلمانوں کو پیدا کیا اور سوتے ہی میں وعدہ کر لیا کہ یہہ نوالی بندے خداوند کو ناکون چنے چبوا دینگے یہہ ہمیشہ خداوند پر غالب رہینگے۔ خداوندان کی جوتیاں کھائینگے۔ عمرو عیار اپنے پیشاب سے خداوند کی داڑھی مونڈیگا"۔

خوشامد کا جادو قابلِ لحاظ ہے کہ ایک طرف تو اینجانب کو ہزیمت ہونے کے بعد بھی اپنے دعوی باطل پر تنبیہ نہ ہوا دوسری طرف کور باطن خوشامدی بندے اس مہمل جواب ہی کو دلیل قاطع سمجھے۔ اونکی جبین نیاز کی پھٹکی میں سجدے یوں پھڑکنے تڑپنے لگے جیسے صدقے کے جانور پھڑکتے ہیں۔ اینجانب نے بس یہیں سے کہا کہ مسلمانوں سے لڑوا دینے فوراً تیل ماش بیٹا قبول کر لیا۔ مسلمانوں کی شوم دستی نے اوسے راہ فرار دکھائی۔

تجربہ پر تجربہ ہوا مگر نہ یہاں سر سے خدائی کا سودا گیا نہ بندوں کے سر سے غیر حقیقی کمزور بھگوڑے جیتے خداوند کی عبادت و اطاعت کا بھوت اُترا۔ اب تم اون مطالب پر غور کرو جو کسی خوشامد خورے نے تمہارے منہ پر کہے (مطالب متعلق ہے الفاظ پنچ)۔

"گزشتہ عالمگیر جنگ میں ہندوستانیوں نے برطانیہ کی خدمت کی نرم دل برطانیہ اس خدمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چین تھی چنانچہ اوسنے ایک اعلان کے ذریعے سے ۱۹۱۷ء میں شکریہ ادا کیا۔ یہہ اعلان اپنے وقت تولد سے پچاس برس پہلے ہو پڑا گیا ہندوستانی بچہ نہالچے ہی پر بالغ ہو گیا۔ اس جلد بازی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آغون کرنے والے بچے کو شادی کی فکر نے آدبوچا۔ آپ جانیے بھلا جو بچہ ماں کی گود سے ہمک کے جورو کے آغوش میں دفعتہً پہونچ جائے اوس میں جوانمردوں کے مکمل خواص کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہاں "آغون" اور کہاں "ڈارلنگ"! جوانی کے یوں پھٹ پڑنے کا نتیجہ انقلاب ہے۔ بوکھلاہٹ اور انتظام میں بیر ہے پہلے سے جو نیاری لکڑی کے جھُنجھنی اور جھُنجھنے چوسے بچہ چوسا جاتے تھے وہی خوب تھے۔ بچہ بہلا ہوا تھا ضد میں بھولی بالی تھیں مچلنے میں بھنگا پن تھا زیادہ ہٹ کی تو اسی چوبی کھلونے میں ذرا سا شیرہ لگا دیا چلو تسکین ہوگئی۔ اب بچگی کے مراحل دفعتہً تا گمدھ پھاند کے صاحبزادے نے طے کر لیئے تو کیوں آپے سے باہر نہوں۔ سر فریڈرک وائٹ نے خوب بات کہی کہ قرون وسطے نے بہت جلدی بیسویں صدی کا رنگ روپ اختیار کر لیا۔ ہائے کیا بات ہے پرانے زمانے اور پرانے انتظام کی۔ کیا اچھا زمانہ تھا کیا خوب انتظام تھا۔ نئے انگریزوں کی بے محل فیاضی اگرچہ خود غرضی سے بہ جا حالی ہے مگر خطرے سے خالی نہیں۔ اگر شخص کی دُم میں دھاگا باندھ کے کوئی شخص جنبش دے تو یقیناً ایسی غیر طبعی حرکت مریض کو گور کے کنارے پہونچا دیگی"۔

دوست اردن! اگر تمہارے دماغ میں خوشامد کے بخارات بھرے ہوے نہیں ہیں تو یقیناً یہہ مطالب تمہیں کئی وجوہ سے مہمل معلوم ہونگے۔

(۱) یہہ کہ صلۂ خدمت دُنیا بھر کیواسطے ضروری ہو تو ہو ہندوستانیوں کے لیے چنداں ضروری نہیں (۲) شہنشاہ نہ سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں بے موقع اعلان کر دیتے ہیں۔ (۳) جو صلہ دیا گیا (اصلاحات) وہ ہندوستانیوں کے حوصلے کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے (۴) ہندوستانیوں کا ظرف بالکل دیوالی کی کلھیا ہے (۵) صلہ قبل از وقت دیا گیا۔ (۶) اس بڑے نوالے نے ہندوستانیوں کے پیٹ میں پہونچ کے بدہضمی پیدا کی اور حسنِ انتظام کی اگلی کھلائی پلائی بھی اکارت کر دی (۷) پارلیمنٹ کے تمام ارکان جنھوں نے اصلاحی اسکیم پاس کی نرے جانگلو ہیں۔ اگر ان بنارسی گلیڈسٹن سے مشورہ نے کے مبادرت کرتے تو حماقت کا الزام پھر عائد نہوتا۔ (۸) اس بے موقع غیر طبعی حماقت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ انتظام کی نبض تیز چلتے چلتے رُک جائیگی اور ہندوستانی

چین :- آؤ کھلاڑی گولی کھیلیں ۔

جان بل :- ”ابے ریچھ ، اُتر - نہیں تو پکارتا ہوں ماموں سام کو ۔“

ماموں سام (امریکہ) - ”وڈرو ولسن کا زمانہ گیا - کھیلنا ہو تو یونہی کھیلو - وہ اوپر تم نیچے ۔“

مریض ٹھیک ہوجائیگا۔

خلاصہ یہ کہ صلہ پانے والے بھی احمق صلہ دینے والے بھی گاؤدی۔ صلہ بھی طبیعت کے ناموافق بقول اہل تھیٹر:

سب گھر پاگل سب گھر پاگل سب گھر دیوانہ
سب مین خوشامدی بنارسی داناا

اگر آپ خوشامدی ذی عقل ہین ...... تو نتیجہ اس تمام نکتہ چینی کا یہی نکلتا ہے کہ میاں ارون تم اور تمھاری گورنمنٹ دونو احمق فیاض ہین۔ اور ہندوستانی پرلے سرے کے نالائق ہین" ہرچہ دادہ باز بگیر" اور اگر صاحب عقل معاملہ فہم نہین تو پھر کچھ نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہین صرف ایک ذی ہوش وائسرائے پر غیرذوی ...... سے تخاطب کا الزام قائم ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت مین اینجانب وہی مشورہ دینگے جو ایک بڑے حکیم کے طرز عمل نے سوجھایا ہے۔

نقل ہے کہ بوعلی سینا حکیم نے اپنے مطب مین ایک مراقی سے دیر تک بات چیت کی لیکن خود ہی متنبہ ہوا اور فصاد بلوا کے ہفت اندام کی فصد کھلوائی۔ لوگون نے سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ ایک مراقی سے دیر تک گفتگو کرنا بھی دلیل فساد دماغ ہے۔ لہذا تقیہ کر دیا گیا۔ ایک حکیم نے مراقی کی باتین سُن کے خون بہایا۔ مگر ایک بادشاہ (خلیفہ ہارون رشید عباسی) نے دیوانے بہلول (بہلول دانا) کی باتین سُن کے آنسو بہائے:۔

کہتے ہین کہ جب خلیفہ ہارون رشید نے بخیل و حشم کوفہ کا سفر کیا تو بہلول نے آواز دی "اے ہارون اے ہارون"۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کون گستاخ ہے اللہ اللہ یہ جرأت! "لوگون نے کہا بہلول پکارتا ہے۔ خلیفہ نے پردہ اوٹھایا۔ بہلول نے کہا کہ آج تمھاری سواری کی شان رسول اللہ کی سواری کی شان سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اونکے ساتھ نہ راہگیرون کو رہ سے ہٹانے اور کوڑے لگانے والے ہوتے تھے نہ ہٹو بچو کی صدا بلند کرنے والے نقیب۔ ارے میان ہارون کیا ہوتا جو تم تکبر کی جگہ اپنے سفر مین تواضع اختیار کرتے" خلیفہ یہ نصیحت سُن کے رونے لگا اور کہا کچھ اور؟ بہلول نے کہا جسے خدا نے مال جمال اور حکم عنایت کیا ہے اگر اوسنے مال خدا کی راہ مین خرچ کیا جمال کے ساتھ عفت اختیار کی حکومت مین عدالت ملحوظ رکھی تو اوسکا نام دفتر خدائی مین نیک کردارون کے ساتھ لکھا جائیگا۔ بادشاہ نے تحسین کے بعد انعام کا حکم دیا۔ بہلول نے فرمایا حضرت اپنا انعام تہ کر رکھیئے یہ اونھین کو واپس دیجیئے جنسے آپ نے چھینا ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ بہلول کی خوراک مقرر کر دیجاے تو بہلول نے آسمان کی طرف نظر اوٹھا کے کہا یہ تو اور مین دونون خدا کے عیال (بندے) ہین محال ہے کہ وہ تجھے تو یاد رکھے اور مجھے بھول جائے"

دوست ارون اینجانب نے تمھین نہ خون بہاتے دیکھا نہ آنسو بہاتے۔ تمنے ترتراتی دعوت اور جام صحت کا جواب خالی خولی ابہام و تفہیم واقعات پر ٹال دیا بس یہین سے اینجانب کا دل دھڑکا کہین یہ خوشامد کا منتر تو نہین چل گیا۔ تمھارا یہ کہنا کہ اصلاحی قانون پارلیمنٹ اور حکومت ہند نے بہت سوچ سمجھ کے بنایا ہے صحیح ہے مگر کانگریس اور دوسری پولیٹکل جماعتین کہتی ہین کہ اس قانون کا دوسرا نام "تسویہ راہ خود غرضی" ہے دیگر ہیچ۔ اس لحاظ سے "سوچ سمجھ" کا تعلق جسقدر ہے وہ برطانوی اغراض سے ہے۔ بس کچے دتون پیٹ گرنے کا جو فائدہ ہوتا ہے وہی ہندوستان نے اس سوچے سمجھے قانون سے اوٹھایا اغراض نکل جانے کے بعد تمھارے مُنہ سے یہ کیونکر نکلا کہ "نتیجہ خالی از مایوسی نہین ہے" مایوسی ہوگی تو ہندوستان اور ہندوستانیون کے لیئے جہان ایسے ایسے خوشامدی سیکڑون موجود ہین۔ خدانخواستہ تمھاری حکومت اور برطانی پارلیمنٹ کیون مایوس ہونے لگی۔ اوسکے دشمن مایوس ہون تمنے ایک خوشامدی کا دل اتنی بات کہہ کے رکھ لیا۔ کہ نظرثانی مین بنیاد اصلاحات کی مضبوطی یا نازکی آزمائی جائیگی۔

ایک خوشامدی تو اس پر پھول جائیگا مگر عام رعایا کے دل پر کیا گزرےگی؟ یہی نہین تمنے پیٹ بھر کے خوشامد کا جواب خوشامد سے دیا ہے مثلاً حسن انتظام ریاست کی تحسین بالشت بھر کی تو ریاست ہے وہ بھی انگریزی طرز حکومت کی لت روندن مین آئی ہوی۔ ایسے ایسے تعلقے تو صوبہ اودھ مین بہت سے ہین اور اونکا انتظام بھی ایسا ہی ہے۔ یا مثلاً ہفتاد سالہ پیر خوشامدی کی تنومندی و بقائے صحت پر مبارکباد جسکے قوت اور روغنی خوراک مین ایک حبہ بھی اوسکے کہین کا داخل نہین ہے۔ پھر شیرون کے شکار کی قصیدہ خوانی کہ آپ بڑے خوش قسمت ہین جو اس عمر مین شیر شکار ہین۔ نری خوشامد ہے۔ اگر تم قرادلون کی طرح اینجانب کی مچان کے قریب دس شیر روز گھیر کے لے آؤ تو اینجانب نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہین کہ ہرگز اپنے تخت خدائی کے نیچے گھس نہ رہینگے بلکہ دو سو گز کے فاصلے سے گولیان مارینگے کیا مجال جو شیر اناچت نہو جائین۔

اینجانب پھر کہتے ہین کہ آخری دعا بھی نری خوشامد اور خود غرضی پر مبنی ہے یعنے "خدا کرے تم یونہین شیر مارتے رہو۔ اور بہت سے گورنر جنرلون کا خیر مقدم کرنے کے واسطے زندہ رہو"

(ترجمہ ماخوذ از "اکالی امرتسر مورخہ ۹ جنوری)

مشہور عام دواخانہ معدن الادویہ تیار کردہ بہترین ادویہ

حلوائے مغز گنجشک

انہدرایہ مقوی ہیں و تصف ان دماغ اعصاب و اعضاے رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہونچانے میں اور مثلاً معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں نظم کیا گیا ہے
اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے
قیمت فی بکس ۲۰ خوراک چھ روپیہ

مارعنبری دوآتشہ خاص الخاص

بیماہ الحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے جسکی بابت ہندوستان میں شہرت ہے جو صرف راجگان و والیان ملک کیلئے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع ہو یہ نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک و عنبر و تازہ میووں کے عرق سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ ہاضم طعام رنگ رخسار سرخ و سفید کرنے والا کمزوری کو دور کرنے والا اکسیر ہے بواسیر میں مفید گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانیوالا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔
فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بےنظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگین خراب ہوگئی ہون ان کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسون کی امید کو برلاتا ہے اور دل شکستون میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔
قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عشہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنیکی نایاب دوا ہے جسکا نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے میں بےنظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ہیجان پیدا کرتی ہے جریان و حرارت و رقت۔ بدخوابی کی کثرت کو دور کرتی ہے۔ مایوسون اور ناامیدون کی امید کو برلاتی ہے بڈھون کو نعمت شباب جوانون کی طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑون نامرد اور برسون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہوچکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک میں بھی خاصی افزونی ہو۔ (قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہوسکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے || مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ || فہرست کلان مفت طلب فرمائیے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی صبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضا کو حرکت دیتے رہنے سے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب میں چوبیس تصاویر ہوئی ہیں کسی استاد کے سکھانیکی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریون کے واسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھومتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہوسکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی ہمنے برائے نام اسکی قیمت صرف ۸ (الکر روپیہ)
ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

طاقت سے ہی فتح

انسان کی تمام طاقتون دماغی۔ روحانی۔ اعصابی وغیرہ کا انحصار جسمانی طاقت پر ہے۔ جسمانی طاقت اچھی نہیں۔ تو سمجھو باقی تمام طاقتیں اور قوتیں بیکار ہیں۔ بلا طاقت کے کسی کام کا انجام دینا مشکل ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے جسمانی طاقت کو حاصل کرنے اور دیگر طاقتیں پیدا کرنے کیلئے ہماری مقویات سرتاج عالم۔

آتشک نگرہ

گولیون کا استعمال کریں یہ گولیان قبضیت۔ بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی جریان کثرت احتلام۔ پیٹ کا درد اور دیگر امراض مخصوصہ کو نابود کرکے اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی بخشتی ہیں قیمت فی ڈبیہ ۸ پانچ ڈبیہ للعہ
پتہ وید شاستری منی شنکر گووندجی۔ جام نگر (کاٹھیاواڑ)
ایجنٹ۔ اندرچند اینڈ کو۔ چوک۔ لکھنؤ

کشمیری لذت النساء با تصویر

کوکا پنڈت کی اصلی کتاب جس میں ۸۴ آسن معہ تصویر عورت مرد جانچ کر عورت کے بنیرہ کی شناخت عورت مرد کا رام کرنا اور جادو منتر سیکڑون باتین جنکے بیان سے حیا مانع قیمت صرف دو روپیہ آٹھ آنہ۔
تعویذ محبت جسم کے باندھنے اور گاڑنے سے سنگدل معشوق یوم میں تسخیر ہو کر مطیع ہو جاتا ہے ہدیہ ۸ **تعویذ حب** اپنے معشوق کو مطیع کرکے دوسرے نکو فنا۔ پھر بجائے ہدیہ صرف ۸ روپیہ گنی۔
دعا مفید المحبت معہ موتی خفر موہنا منتر ۲ یوم دعا ۱۲ یوم میں معشوق ملجاتا ہے ہدیہ ۸ **طلسمانی انگشتری** اگر مرد و عورت اور شاہ جن سے ملاقات منظور ہو منگا لیجئے ہدیہ ۸ اسم اعظم کی انگشتری ہدیہ ۸ طلسم حیرت چار ناول پیر خوردسال ۸ رمضا الکیب ۳ بزم قصہ ۸
اعجاز زاہدی جس میں انسان کی نظرون سے پوشیدہ ہونے کا عمل اور علوی سفلی عملیات کا مجموعہ ۲۹۶ صفحات قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول۔
بہار عیش کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور۔

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو (الف۔ کھانسی ہیضہ۔ درد۔ پیٹ کے کرود۔ دست سنگرہنی القلو انزا اور رجائی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۸ ہر مین سب جگہ بکتا ہے۔

دودرگج کیسری اپنے داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا بچون کی کمزوری کو دور کرکے ان کو مضبوط فربہ اور مہر تیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ر ڈاک خرچ علیحدہ

اپنے شہر کے دوافروشون سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ اندرچند اینڈ کو لکھنؤ
بہار یہان کے سول ایجنٹ لیف مرزا اینڈ سنس ... لکھنؤ

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُن کے اور گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامہ عراق
شرائط ایجنسی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا ستارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۵

مضامین غیر

(جمعہ ۴ فروری ۱۹۲۶ء)

نیا شکنجہ

تا ترا حالے نہ باشد ہمچو ما
حال ما باشد ترا افسانہ پیش

"طفل بکتب نمی رود و لے بردندش" کا قانون پیش بھی ہوا پاس بھی ہوگیا کوئی منکا نہیں۔

"تیرے گھر میری فرمائش" یعنی ٹیکس کا بھاری پتھر گلے میں گھینگے کی طرح لٹکا۔ بہتر ہے دست شکستہ وبال گردن۔

"خون کرشمائی" یعنی اجرت لعنت یعنی رشوت کا بازار گرم ہے۔ اور خریداروں کی قلت نہیں۔ دوست احباب ملیشو ادبا کے چندہ لے لیتے ہیں۔ سر تسلیم خم ہے۔ مگر خدا معلوم کیا بات ہے کہ نکاح اور طلاق کی جبری رجسٹری کا نام سنتے ہی میرٹھ کے مسلمان لگے داد فریاد کا غل مچانے۔ ۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو اونھوں نے ایک جلسہ کیا اور کہا کہ "ایسا قانون خلاف شرع ہے اور ہر قسم کی دینی و دنیوی مضرت کا پیش خیمہ ہے"

ڈاکٹر شفاعت احمد خان کوئی بھولے نادان نہیں ہیں جو مضر اور مفید کی اونھیں تمیز نہو۔ اونھوں نے تو مقدمہ بازی کی وبا کا ایک مفید علاج تجویز کیا ہے بقول شخصے "انگور نو آورد ترش طعم است روزے دو سہ صبر کن کہ شیرین گردد" پر عمل لازم تھا کیا معنی کہ اونھوں نے شیعہ اور سنی مولویوں سے پوچھنے گچھنے کے بعد یہ بات چھیڑی ہے۔ کوئی خودرائی نہیں کی۔ اسکے علاوہ آخر وہ ممبر بنے ہیں تو کس لئے۔ کچھ کام کرتے یا نہ کرتے۔ جو ممبر قوم کیطرف سے وکیل مطلق ہوکے جاتے اور منہ میں گھنگھنیاں بھرکے بیٹھ رہتے ہیں اون پر آوازے تو ازے کسے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے اجی فلان شخص تو نرا نکما ہے لاحول ولا قوۃ۔ بالکل ہیچکار۔ انتخاب سے پہلے تو دعوے یہ تھا کہ ایوان کونسل میں پہونچتے ہی اگر زلزلہ نہ ڈال دون تو نام بدل ڈالون۔ اب میاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں "نہ کا ماندہ کا جا منڈل با جا"

پیوستہ پر آواز بود کاسہ خالی

کوئی کہتا ہے واللہ باللہ مسلمانوں میں آدمیوں کا قحط ہے شیخ سعدی کا قول بالکل سچ ہے ؎

گل بتاراج رفت و خار بماند
گنج بردا شتند و مار بماند

فلان ممبر صاحب بحالت امیدواری کیسے لمبے چوڑے دعوے کرتے تھے گویا کونسل میں پہونچتے ہی قوم کی ہتکڑیاں بیڑیاں کاٹ دینگے روگ دھوگ جاتا رہیگا بس یہ منتخب ہوے اور براق ہے۔ براق نے اور قوم کو معراج ہوی۔ اب یہ حالت ہے کہ چپ شاہ کے بالکے ہیں نہ منہ سے بولتے ہیں نہ سر سے کھیلتے ہیں اگر قوم لے اخبارہی کا غذون کی وساطت سے کوئی مسئلہ کونسل تک پہونچانا چاہا تو حضرت خبر نہیں ہوتے کان پر جون نہیں رینگتی۔ اول تو حضرت اردو اخبار دیکھتے نہیں اور اگر کسی دوست نے پرائیوٹ خط میں کچھ لکھا تو آپ کو بقول شاعر ؎

اون سے کہتا نہیں لکھ دیجئے نامہ کا جواب
چپکا بیٹھا ہے کبوتر مرا اُتو کی طرح

لقوہ مار جاتا ہے۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو دیکھئے وہ کچھ نہیں سہی دل لگی ہی دلگی میں جو جی چاہتا ہے کہہ لیتے ہیں۔ مثلاً مسٹر رنگا آئر ہیں۔ کام کاج کا شوق تو خیر مگر مخول اور ٹھٹھول انکے مزاج میں ہے۔ انھوں نے اسمبلی کے پہلے اجلاس میں مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی ایک مضحک تجویز کر ہی دی۔ "چونکہ تمام سمجھدار ہندوؤں کی راے میں کسی ایماندار مسلمان کے لیے ہندوستان میں جگہ نہیں ہے اور چونکہ ایماندار اور مسلمان کے الفاظ اجتماع ضدین ہیں۔" تجویز مذکور مہمل ہے بے معنی ہے مطایبہ محض ہے تو ہوا کرے مگر حیوان ناطق وضاحک یا تماعتہ ہونے کی اچھی خاصی دلیل ہے۔ ہائے مسلمانوں میں تو کوئی اتنا بھی نہیں۔

القصہ ہمارے ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے معدے کی میٹر یا میڈیکا کی جڑ سے نکاح و طلاق کی رجسٹری کا جو مسئلہ نکالا اوسے "نیا شکنجہ" کہنا کچھ زیادہ معقول نہیں جو مفلس نادار قلاش ہے اوسے نکاح کی ضرورت نہیں طلاق موقوف ہے وجود نکاح پر لہذا طلاق کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ کیوں نکاح کریں۔ دال دلیا جو اربا جرا۔ گو بھی شلجم کے پتے کھائیں ڈلیا ڈھوئیں۔ لنگوٹی باندھیں اور کھیت کی منڈ سے پیٹ کے سود ہیں اور اگر قانون مریں تو عروس تہر سے ہمکناری کوئی کم لذت نہیں ہے۔ زیادہ تعداد مسلمانوں میں انھیں کی ہے۔ اب رہ گئے وہ جو دونو وقت پیٹ بھر کے کھاتے ہیں اونھیں بھی ضرورتاً نکاح نہیں دو وقت کھانے کی جگہ ایک ہی وقت کی رہ جائیگی ہاں دو چار ایسے بھی ہیں جنھیں بیاہ کے انجرے نے بی شادی کی طرف زبردستی منہ پھیر دیا ہے۔ وہ جہان مولوی کو بلائینگے نقل کھلائینگے کشتی دینگے خلعت پہنائینگے وہان رجسٹرار کو بھی بلا لینگے۔ اونھیں کوئی دشواری نہیں۔ اور اگر غربت کی حالت میں کسی کی شامت آئی خواہ مخواہ فاقہ مستی سے زور باندھا سنت پیغمبر کے کا ارہوتی و جہان چلاتی دوپہر میں پسینہ بہانے کی اجرت اور لالہ جھنجھٹ مل کی سود در سود اگاہی کے بوتے پر جورو دُم میں باندھینگے وہان رجسٹرار کی فیس بھی ادا کرینگے۔ بیکاروں اور بھک منگوں کا بار دوسروں پر ہے اونکو تاہل کبھی کھلتا نہیں ایک عزیز کے یہان دھنی دی بیٹ بھر لیا۔ دوسرے دوست کی چندیا سہلائی جورو مل گئی۔ چار گھر زیادہ مانگے رجسٹری کی فیس ادا ہوگئی۔ پھر آخر یہ ہائے ہائے کاہیکی ہے۔ یارو اس زمانے میں کونسی چیز رجسٹری سے خالی ہے خط رجسٹری شدہ وی پی پارسل رجسٹری شدہ دستاویز رجسٹری شدہ لڑکا پیدا ہو تو درج رجسٹر کوئی مرے تو درج رجسٹر۔ اسی طرح اگر بی منکوحہ اور میان ناکح درج رجسٹر ہو جائینگے تو کیا نقصان ہوگا یا طالق و مطلقہ کی پیشانی پر رجسٹری کی مہر لگ جائیگی تو کیا قباحت ہو گئی ہیں ہم بالائے طاق۔

یہ ایک خیال ہے خدا جھوٹ کرے کہ مولوی اس رجسٹری بازی کو اپنی حکومت مطلقہ میں مداخلت

سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور اگر ایسا ہے بھی تو بہتر ہوگا کہ مولوی بھی اپنی رجسٹری کرالیں۔ وہ دن دور نہیں کہ دفع حوائج ضروریہ کی بھی رجسٹری ضروری قرار دیجائے۔ تناول طعام نشست برخاست زکوۃ روزہ حج اعتکاف نماز محفل میلاد مجالس عزا بھی رجسٹری کی زد میں آجائیں۔ رت جگے۔ بسم اللہ۔ کھیر۔ دن گود بھرائی۔ دودھ بڑھائی۔ چھٹی۔ وضع حمل بسقوط حمل کی بھی رجسٹری ہو۔ منگنی منہدی ساچق برات بھی کاغذ پر چڑھے۔ اور کیا عجب ہے کہ خلوت صحیحہ کا ہر واقعہ بھی تھانے پر لکھوانا پڑے کیونکہ معاملۂ خلوت کو مہر کی تنقیص و تکمیل میں بہت دخل ہے۔

بہرحال رجسٹری کا مسئلہ ہرگز اس قابل نہیں ہے جس پر کوئی ناک بھوں چڑھائے۔ شرع محمدی ہرگز کسی یادداشت کے لکھ لینے کے مخالف نہیں ہے ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا کیا کہ یہ مسئلہ چھیڑ دیا۔ اس سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ مکر جانے والوں کے لئے تھوڑی سی دشواری پیدا ہوگی اور حریص روایت جو" ملایوں کو" اکثر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ "ہیرا پھیری" دیتے ہیں کامیاب ہوجاتے ہیں ذرا سی مشکل میں پڑ جائینگے۔ خواہ اس کامیابی کی وجہ یہ ہو کہ وکلائے شرعی (انکم و منکوحہ) موجود نہیں۔ یا رشوت کا "نسخۂ نرمی فولاد" ان پر اثر کر گیا ہو۔ بایں معنی یہ "نیا شکنجہ" ہے در حقیقت نیا شکنجہ۔ واہ ڈاکٹر صاحب! دعا ہے ؎

کزان محبوب تریا شی کہ بودی

الراقم:۔ کج مج خیال ہارودی

قانونی کونسل کی ذکاوت حس

"کاشانہ حاسدی کا کھیل"

شاپور شاہ ایران نے روم کے بعض شہروں پر چڑھائی کی۔ شہری قلعہ بند ہوگئے۔ شاپور نے محاصرہ کیا۔ مدتوں گھیرے پڑے رہنے کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ قلعہ میں رسد کا سامان کافی تھا۔ شاپور نے بارہا حملہ کیا حصار کسی طرح نہ ٹوٹا فوج اسلحہ واپس ہوئی جس طرح کوسہ کے بے ریش گالوں پر سے انشاءاللہ کہنے کے بعد ہاتھ پھیرتا ہوا آتا ہے کبھی جھاڑی جھنڈی میں نہیں اٹکتا۔ اتفاقاً ایک شاہزادی شاپور پر عاشق ہوگئی۔ آپ جانئے "عشق" ظرفا کی اصطلاح میں ایک قسم کی نمک حرامی کا نام ہے انسان کو خود غرض بنا کے حقوق تربیت والدین اور دیگر لوازم انسانیت سے بے پروا کر دیتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وصل یار کے اردگرد پابندیوں کا حصار رہو۔ چنانچہ شہزادی صاحب کی نگاہ شوق نے دیوار حصار میں رخنہ پیدا کیا۔ اور انھوں نے حق پدری و قومی سے پیٹھ موڑی۔ ایک تیر میں قلعہ کے مخفی راستہ کا نقشہ باندھ کے دشمن کی فوج میں پھینک دیا۔ چلیے مہم سر ہوگئی۔ شاپور کے زور بازو سے نہیں بلکہ خود اہل حصار کی نازپروردہ نازنین شاہزادی کے نازک ہاتھوں سے۔ پدر مکرم کے قتل اور اہل قلعہ کے حبس کے عوض میں شاہزادی صاحب کو وصل دلبر میسر ہوا۔ مگر رات بھر مخملی بستر پر کروٹیں لیتی رہیں۔ شاپور نے وجہ پوچھی تو کہا کہ تمام شب ذیل میں کوئی چیز گڑتی رہی۔ شاپور نے غور سے دیکھا تو پشت پر برگ گل کے برابر ایک نیل پڑ گیا تھا اور گلاب کی ایک پنکھڑی بستر پر موجود تھی۔ اس نازک ذکاوت حس پر دانشمند فاتح گھبرا گیا اوسنے حکم دیا کہ شاہزادی صاحب کو فاندار دیا جائے جلد نجات کر دو انکا جسم بہت نازک ہے اور لطیف ہونے کے باوجود روح میں چبھتا ہوگا۔ انکی لطافت کا رکھ رکھاؤ مجھسے نہیں ہوسکتا۔ ان کے والد مرحوم غضب کے محتاط اور باہنر تھے جنھوں نے آج تک حباب جسم کو ہوا سے تندرست بچایا اگر وہ زندہ ہوتے تو انکے بچانے کی تدبیر بتاتے مگر یہاں کسی کو یہ ہنر نہیں معلوم ہے۔ شاہزادی صاحب اوسی وقت روحانیات کے رجسٹر میں درج ہوگئیں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ تو جان جانا تھا گئیں مگر اپنی ذکاوت حس ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی قانونی کونسل کو ہبہ کر تی گئیں۔ بھلا اس نازک مزاجی کا کہاں ٹھکانا ہے کہ آنریبل سر سیسل والش قائم مقام چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ کے قلم سے ایک سیدھی بات نکل گئی تو ہوسکی خلش قانونی کونسل کے دل میں

لائیڈ جارج:۔ "میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میری قوم کا طرز عمل چینی فتنے کا ذمہ دار ہے"

چین:۔ "بڑے میاں! کیا تم سچ کہتے ہو! تقریر بازی سے کیا ہوتا ہے۔ اگر سچے ہو تو فوجی طوفان بے تمیزی کو روکو"

ہوئی اور بے طرح ہوئی عجب نہین کہ راتون کی نیند حرام ہو گئی ہو۔ چیف جسٹس صاحب لکھتے ہین (بحوالہ لوکل جرائد)۔

"ایسے مقدمات کے علم سے مجھے رنج ہوا جن مین صوبہ کے محکمۂ عدلیہ کے خدام و وکلا نے عمداً ریسکلٹی کا ارتکاب کیا ہے"

اگر ہم عرب ہوتے تو کہتے "ما نشد نقد نطق جبرئیل علیٰ لسانہ" (خدا کی قسم جبرئیل امین نے اس حاکم کی زبان سے یہ جملے نکلوا لئے) اگر ہمین خدا اختیار دیتا تو ہم کشتگان ریسکلٹی سے چندے کے اس دیباچے کی ایک ایک کاپی حکام کی میز پر رکھوا دیتے اور اس فیاضی مین با ایمان و بے ایمان کا لحاظ نہ کرتے۔ کیا معنی کہ یہ تو ایک نصیحت ہے اور نصیحت کا محتاج ہر فرد بشر ہے ریسکل ہو یا نہو۔ اگر ہمین موقع ملتا تو یہ الفاظ تانبے کی تختیون پر کندہ وا کے ہر اجلاس پر لٹکوا دیتے اور "راقم الحروف" کی جگہ مسٹر سیسل والش کا نام نہ لکھتے بلکہ "خدائے عالم و دانا" کا مقدس نام کندہ کراتے۔

خداوند عالم کی ذات رنج صدمے اور جملہ انفعالات سے بری ہے لیکن وہ ریسکلٹی سے راضی نہین یا بالفاظ دیگر ریسکلٹی نافرمانی اور عدول حکمی ہے جسکے ارتکاب سے کوئی شخص مستحق عقوبت ہوتا ہے۔

پنڈت بھگت نرائن بھرگا نے ویبسٹر ڈکشنری سے جو معانی ریسکلٹی کے نکالے مین وہ زیادہ نرم ہین یعنی کمینگی بدمعاشی عیاری بے اصولاپن۔ شکسپیر کی ڈکشنری مین اس لفظ کے معنی ہین:۔

"حرامزادگی۔ دغابازی۔ ٹھگائی"

شکسپیر صاحب انگریزی اور اُردو کے ماہر تھے جو کچھ اونھون نے تعبیر کی ہے وہ زیادہ صحیح ہونی چاہیے ہم ویبسٹر اور شکسپیر دونون کے تعبیرات یہان جمع کر دین تو زیادہ مناسب ہے۔ سچ پوچھیے تو جو کچھ بعض کچہریون مین ریسکل ابنائے وقت کے ہاتھون سرزد ہوتا ہے اوس کی تعبیر کے واسطے "ریسکلٹی" کی مختصر اصطلاح کافی نہین ہے ؎

کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیان کیلئے

چیف جسٹس صاحب کی اس عبارت نے کیون قانونی کونسل کی پیٹھ مین گلاب کی پنکھڑی کا ٹھپا بٹھایا؟ یہ ایک عجیب چیستان ہے۔ وہ غریب یہ نہین لکھتے کہ عموماً محکمہ عدلیہ مین ریسکلٹی ہوتی رہتی ہے بلکہ بعض واقعات نے اونکے شعور کو صدمہ پہونچایا۔ یہ صدمہ ایک منصف کے واسطے یقیناً جانکاہ ہونا چاہیے۔ اس کلیہ سے وہ اپنے وجدان سلیم کو نہ مستثنیٰ رکھ سکے۔ اس مین کسی کا اجارہ نہی گیا ہے بازار کی گالی کوئی کیون اپنے اوپر لیجائے۔ مگر نہین سنتے چنتامنی۔ پنڈت گوبند بلبھ پنتھ مسٹر بھگوتی سہائے بیدار پنڈت بھگت نرائن بھرگا کی وہی مثل ہوئی "تیر نظر ردی ڈھنکی جائے میرے رویان چھپے ہائے کیون نہو ؎

سارے جہان کا درد تمھارے جگر مین ہے

اُن بیڈھنگے سوالات سے جو کہ ۲۹ جنوری کے اجلاس مین آنریبل ہوم ممبر سے کیے گئے معلوم ہوتا ہے (جا ہے حقیقت نہو) کہ کسی چور کی داڑھی مین چیف جسٹس کے کلمات کا تنکا نکلا اور اوس تنکے تنکا دکھانے بغیر ممبرون کو ابھارا کہ تابڑ توڑ سوالات سے ہوم ممبر کا ناطقہ تنگ کر کے اس فہرست مین اپنا نام ہوتے یا نہونے کا کھوج لگائین چنتامنی صاحب نے اس فقرے کا حوالہ دے کے ہوم ممبر سے پوچھا۔

"گورنر صاحب نے اس بدزبانی سے عدالتی افسرون اور وکیلون کو بچانے کے لیے کیا تدارک کیا اور کیا تدارک آئندہ ہوگا"

یہ منطقی سوال محض ذکاوت حس کے پیٹ سے نکلا ہے۔ چند مجہول مقدمات چیف جسٹس صاحب کے صدمے کی علت ہین۔ مگر آپ کے من کی چنتا دیکھیے کہ سوال مین ان مجہول مقدمات یا اون مختص ذوات کے ساتھ جن سے مقدمات مذکورہ متعلق ہین دیگر ناکردہ گناہ وکیلون اور حاکمون کو سمیٹے لیتے ہین یا حبذا منطق اچنتامنی اور جب ہوم ممبر صاف جواب دیتا ہے کہ صاحب ہر طبقے اور ہر گروہ مین شریر و بدمعاش ہوتے ہین اونھین بدمعاشون کا اس فقرے مین حوالہ ہے نیک آدمیون کو اس فقرے سے لگاؤ نہین تو پھر بھی چپ نہین ہوتے بلکہ حکومت کی رائے اس عمداً ریسکلٹی کے متعلق دریافت فرماتے ہین (الفاظ منقول از ہمدم یکم فروری)۔

"کیا حکومت نے پراونشیل جوڈیشل سروس کے متعلق" "دیدہ و دانستہ بدمعاشی" کے رائے کے اظہار کو بنظر استحسان دیکھا ہے؟"

وہی مثل ہے "پھر بھی گھوڑے ہین (ہین) سے" گویا بذریعۂ مغالطہ آپ ہوم ممبر سے قبول کرانا چاہتے تھے کہ یہ ڈلیبریٹ ریسکلٹی بعض مقدمات پر نہین بلکہ گروہ حکام و وکلا پر حکومت کی رائے مین بھی گھٹا کی طرح چھائی ہوئی ہے۔ ابھی تسکین نہین ہوئی جنابِ فاسد علی الفاظ کا دور پھر بھی جاری رہا۔ فرماتے ہین "کیا حکومت پراونشل جوڈیشل سروس کی اشک شوئی کے لیے کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے"

بس اسی فقرے سے ہم کہہ سکتے ہین کہ کچھ دال مین کالا کالا ہے۔ یعنے کوئی نہ کوئی داڑھی مین تنکے والا آنسو بہاتا حضرت کے پاس پہونچا ہوگا۔ حضرت کے پاس ایسے اشکون کے لیے رومال نہ تھا یا بھی بند ہو چکا تھا جو دو چلو ڈال کے قطرات اشک دریا مین بہا دیتے۔ حضرت نے رومال کی خدمت سوال سے لی۔ ہائے جواب ملا تو گریہ افزا ہوم ممبر صاحب نے کہا کہ اس فقرے سے تمام سروس کی بدنامی مسلّم نہین ہے یہان پھر ذکاوت حس نے زور باندھا صغرے وکبرے کے مسلّم ہونے پر بھی پوچھ بیٹھے کیا حکومت کتاب کے مصنف سے یہ درخواست کریگی کہ وہ از راہ کرم پراونشیل جوڈیشل سروس کے متعلق قابل اعتراض فقرے کو کتاب سے نکال دے۔ افسوس ہم ہوم ممبر نہین ورنہ کہتے کہ براہ مہربانی ممبر صاحب جوڈیشل سروس کے پاس تشریف لیجائین اور مصنف پر فوجداری مین عوے کرا دین مجروح وکلا بھی موجود ہین وہ اچھی طرح "رائسکلٹی" کو "توہین" کی حد مین لانے پر قادر ہین۔ چیف جسٹس صاحب لکھتے ہین کہ جن لوگون نے مقدمات مین رائسکلٹی کا ارتکاب کیا اونکا مجھے علم ہے اور صدمہ بھی ہے۔ آپ اون حضرات کو بھی مدعی بنا دیجیے جن کا علم چیف جسٹس صاحب کو نہین ہے۔ اور اگر آپ یہ نہین کر سکتے تو زری ہری ہری۔ بلی کیجیے کونسل کا وقت مفت رائگان نہ فرمائیے۔ ارے کوئی ہے ؟ لاؤ مسٹر چنتامنی کے لیے تخم بالنگا اور مصری۔ مگر کیا کیجیے

نہ ہم ہوم ممبر ہین نہ ہوم ممبر ہم ۔ اونھون نے لاچار ہی کا ٹھیکا بجا دیا ۔ اور مسٹر چنتامنی وہ بیٹھے باتین بات بیدا کرنے والون کی کمی نہین چنتامنی بیٹھے تو پنڈت گووند بلبھ پنت تلفظ اسی کا نقل دکھانے پر آمادہ ہو گئے وکیون صاحب تین سال کے اندر کتنے مقدمے مبنی برڈلیبریٹ ریسکلٹی" ہوے ۔

جواب ملا "گنتی یاد نہین مگر کئی افسر موقوف کیے گئے ۔" اب بیدار صاحب چونکے آپ نے دریافت کیا " ریسکلٹی" کی نوعیت کیا تھی ۔ مقدمات کی مسلین طلب نہ ہوئی تھین اسوجہ سے معاملہ گپ چپ پر ختم ہو گیا ۔ ایکی بیر پنڈت گووند بلبھ پنت کی باری آئی ۔ آپ نے حکومت کے دریاے علم کی تھاہ لینی چاہی کہ سروس مین کتنی مچھلیان ایسی ہین جو پانی گندہ کر رہی ہین ۔ اس سوال کا جواب اون ہی جون سے متعلق تھا جنھون نے اپنی ایمانداری سے دوسرون کی بے ایمانی کا پتا لگایا ۔ یہ نہین تو پھر کشتگان ریسکلٹی تھے دل پہ ہاتھ رکھ کے جواب طلب کرنا لازم تھا ۔ جن پر محکمات عدلیہ مین دن دہاڑے ریسکلٹی کا خنجر چرکے لگا تا رہتا ہے ۔ بہتر ہوتا کہ ہوم ممبر صاحب جواب نہ دیتے مگر اونھون نے امید ظاہر کی کہ اب سروس مین ایسے آدمی نہین ہین ۔ افسوس یہ امید پھسپھسی اور بودی ہے ۔ جس دن محکمہ عدلیہ ایسے افراد سے خالی ہو جائے اوس دن سمجھ لیجے کہ ظلم کا بازار سونا نظر آئے ۔ یہ گہماگہمی یہ چل پہل ہرگز نہ رہے ۔ شاید ہوم ممبر صاحب بھی ذیجان کچہری کی طرح کشاکش اثبات سے ڈر گئے اور غالبًا اونھون نے عدم علم کی کیل جواب کی چول مین ایسے ٹھونک دی کہ کونسل سر سیسل والش کے فقرے کی شرح نہ بنے ۔ واقعی " ڈلیبرٹ ریسکلٹی " ایک قبیح جرم ہے اور ہماری معزز کونسل " خطا پوشی بے محل " کے اقرار سے اس ریسکلٹی کی شریک وسہیم ہونا پسند نہین کرتی لیکن کیا اس مسٹر چنتامنی اون لوگون مین نہین ہین جو اپنی ذہنی قوت کو دعوکا دین اونھون نے باین الفاظ توضیح مطلب کی درخواست کی " کیا حکومت نہین جانتی کہ جوڈیشل سروس مین اس قماش کے افسر ابھی تک موجود ہین ؟ " اور پھر ہوم ممبر صاحب کو دنیا بامید قائم کے خلاف یہ کہنا پڑا کہ ۔ " یہ میری امید ہے کہ اب سروس مین ایسے آدمی نہین ہین " [illegible] ہوم ممبر صاحب چند لفظ

اپنے جواب مین اودھ پنچ [illegible]

یعنے وہ یہ بھی توقع ہے کہ آئندہ کبھی ایسے آدمی سروس مین نہونگے جنھین سروس سے علحدہ کرنا پڑے ۔ کارکنان قضا و قدر و فرشتگان صورت گر کے نام ایک یادداشت کونسل کی طرف سے بھیجدی گئی ہے کہ استقرار حمل کے وقت بد فطرت ہی سے سروس والون کے دل مین ڈلیبرٹ ریسکلٹی کی گنجایش نہ رکھین " نہ رہیگا بانس نہ بجیگی بانسلی " ۔

اہل علم کی اصطلاح مین " حدس " ادنے مرتبہ کشف ہے حدس سرعت انتقال ذہن کا نام ہے مبادی سے مطالب کی طرف " حدسیات " ایسے واقعات ہین جنمین عقل کا حکم کسی واسطہ کا محتاج نہین ہوتا ۔ مگر اللہ سلامت رکھے ہمارے کونسل کے پیر بزرگان کو جن کے افعال و اقوال کسی علمی اصطلاح کے تحت مین نہین آتے وہ بادبد مطالب کے اڈے سے اُچک کر مبادی سوال پر آتے ہین اور کوئی کچھ نہین کہتا ۔ آنریبل ہوم ممبر صاحب ہین جو غیر کے حدسیات مین اپنا واسطہ ٹھونس کے عقل کا حتمی حکم صادر فرماتے ہین ۔ چیف جسٹس صاحب تکرار مشاہدہ کی بنا پر ڈلیبرٹ ریسکلٹی کا استفادہ فرماتے ہین یہ اونکا حدس ہے ۔ ہوم ممبر صاحب خود جوڈیشل سروس مین داخل نہین ہین مگر واسطہ جزم حکم بن جاتے ہین ۔ کونسلی ذکائے حس اور کشف حدسی کا نزلا الجمل دکھانے کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم اس معزز معتمد و صائب الرائے چیف جسٹس کے قول کی شرح و تفصیل کرین اور دنیا کی آنکھون مین جو خاک اس سوال و جواب نے جھونکی ہے اوسے مشاہدات کے بورک لوشن سے دھوئین ۔

یار و بارہ برس مولانا اودھ پنچ کو اوس اندھیر کھاتے کا رونا روتے گزر گئے جو رشوت نے اکثر محکمون مین کھول رکھے ہین ۔ بارہ برس کی کمائی ۔ جناب چنتامنی کے حسن ظن پر یا خواہ مخواہ معصومیت " بدزبانی " کے بہانے سے پردہ پوشی پر قربان کر دینے کے یہ معنی ہونگے کہ ہم اس لوٹ کو ملک مین جاری رہنے دین جس کے وجود کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے ۔ اگر ذری کچہریون سے واسطہ پڑ جائے ۔

چیف جسٹس صاحب کے الفاظ سے جہان تک [illegible]

(۱) ایسے مقدمات کے علم سے

(۲) سچ جھوٹ

(۳) جنھین حکام عدالیہ اور دیکھ لے ۔

(۴) عمدًا " ریسکلٹی " کا ارتکاب کیا ۔ دیدہ و دانستہ ۔

پہلی اور دوسری شق کشف حدسی یا بالفاظ دیگر عقل سے متعلق ہے ۔ اگر فیصلہ اور تجویز لکھتے وقت کوئی حاکم اتنی حس بھی نہین رکھتا کہ فریقین مقدمہ کے حق مین انصاف ہوا یا نہین ۔ تو وہ اس قابل نہین کہ معاملات اوسکے سپرد کیے جائین ۔ اوسے ضرور دیکھنا چاہیے کہ انصاف نہین ہوا تو عمدًا یا سہوًا ۔ عمدًا نہین ہوا تو حاکم مرتکب ہوا یا وکیل ۔ پھر یہ جاننے کے بعد کہ حاکم یا وکیل عمدًا انصاف کا مخالف ہے ضرور پاک نیت حاکم کو رنج ہوگا ۔ تیسری شق مخصوص اشخاص سے تعلق رکھتی ہے جنھون نے اپنے کردار و گفتار سے اوس عام حسن ظن کو نقصان پہونچایا جو ایک عادل حاکم کی فطرت ثانیہ ہے ۔

چوتھی شق مین " ریسکلٹی " ایک وسیع المعانی لفظ ہے بقول جان شکسپیر ریسکلٹی کے معنی ہین ۔

(۱) حرامزادگی ۔ واللہ جامع و مانع لفظ ہے ۔ یعنے وہ صفات جو صحیح النسب کے خلاف شان ہین ۔ کوئی صحیح النسب اگر ان صفات کا قولًا و فعلًا اظہار کرے تو وہ ایک عجیب صحیح النسب ہوگا جو باوجود صحت نسب اوسکے لوازم کا رکھ رکھاؤ نہ کر سکا ۔ حرامزادون کی کچھ نہ پوچھیے انکے اوصاف کا احاطہ صرف حضرت ابلیس علیہ ما علیہ کر سکتے ہین جنکی تزئین عمل سے اس گروہ کا وجود ہوا ۔ اگر یہ نہوتے تو حضرت ابلیس لاولد ہی رہ جاتے ۔ پھر بھی بعض اوصاف لکھے جاتے ہین ۔

فرض کیجیے ایک شخص وکیل کے پاس گیا اور اوس نے کہا کہ والد صاحب چل بسے مگر ایک عدد زوجہ ثانیہ اور اونھین کے بطن سے کئی نابالغ چینگی پوٹے چھوڑ گئے ہین ۔ وکیل صاحب نے فرمایا پھر کیا مضائقہ ہے ۔ اجی سوتیلی مان کے نکاح سے انکار کر دو اگر ثابت کر سکے کہ نکاح و کاح نہین ہوا اور تمھارے والد مرحوم عمر بھر زنا کرتے رہے تو پھر پانچون گھی مین سر کڑھائی مین ۔

موکل " یہ بڑی مشکل ہے ہزارون آدمی اس تقریب مین

بحر تخیل میں غوطہ

"سب اچھا ہی ہے۔ موتی مونگا پھول پتی کیا نہیں ہے!" "افسوس کچھ بھی نہیں یہاں تو کچھوے مگر گھڑیال مینڈک ہی نظر آتے ہیں!"

شریک تھے۔ بلکہ نکاح نامہ پر بیسیوں شہرتیں ہیں۔"

وکیل "یہ بھائی اگر کل مال پر قابض ہونا چاہتے ہو تو ایسی بھی ترکیب ہے۔ نکاحنامہ پر ہزاروں دستخط ہوں تو ہوا کریں۔ ہمیں تو ایسے گواہ ملنے چاہئیں جو کہدیں کہ یہ عورت اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں تمہارے باپ سے ناجائز تعلق رکھتی تھی۔ پہلا شوہر مرگیا۔ یہ عورت تمہارے والد پر حرام ہوچکی تھی بغیر حلالہ نکاح ہوا۔ لہٰذا یہ نکاح بھی ناجائز اور اولاد بھی ناجائز۔"

موکل "حضرت یہ بھی مشکل ہے۔ اسوجہ سے کہ یہ عورت بیوہ نہ تھی کنواری تھی جب والد مرحوم سے عقد ہوا۔ دوسرے ثبوت زنا مشکل ہے۔"

وکیل "تو کیا مضائقہ ہے۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔ کوئی ہفتاد سالہ بڈھا تمہارا ملاقاتی ہے؟"

موکل "کئی درجن بڈھے موجود ہیں۔"

وکیل "اچھا تو ایک نکاحنامہ جعلی بنوالو اور اوسمیں اپنی سوتیلی ماں کا کٹھ بندھن اس بڈھے کے ساتھ کرادو۔ نکاح کی تاریخ تمہارے باپ کے نکاح سے آٹھ مہینے پہلے کی ہو اور اس بڈھے سے گواہی دلوادو کہ پہلا میرے ساتھ نکاح ہوا تھا مگر آپس میں جوتی پیزار ہوگئی میں چلاگیا کربلا۔ بی بی کے والد نے دوسرا نکاح بغیر طلاق حاصل کیے تمہارے والد کے ساتھ کردیا۔ یہ بڈھا کہے کہ تیس سال کے بعد اب میں عراق سے واپس آیا ہوں۔ کہو یار یہ بھی مشکل ہے؟"

موکل "نہیں حضور دیکھیے میں آج ہی بند و بست کرتا ہوں۔"

وکیل "لے لاؤ مشورے کی فیس۔ خواہ مخواہ وقت ضایع کرنا ہمیں نہیں آتا۔ ابھی کہو تو نکاح صحیح ٹھہرے اور اولاد ناجائز ہوجائے یہ تو یاروں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔"

موکل "بھلا کیونکر؟"

وکیل "اب یہ بھی بتادیں۔ اچھا سنو کسی ڈاکٹرنی کو گانٹھو وہ کہہ دے کہ یہ عورت بانجھ بجولی شیطان کی لنگوٹی ہے۔ ایک آدھ ملا سیانے کو شیشے میں اتارو وہ گواہی دے کہ سنہ ۱۹۲۶ء تک یہ عورت برابر گنڈے تعویذ لکھواتی رہی کہ بلا سے چوہے کا بچہ ہی ہوجائے مگر نہوا۔ دو ایک محلے والوں کو گواہی پر آمادہ کرو۔ وہ کہہ دیں کہ یہ لڑکے اس عورت کی مرحوم بہن کے ہیں۔ یہ عورت شیخ صاحب مرحوم

لیئے تمہارے والد پر اسقدر حاوی تھی کہ اونھوں نے اسکے کہنے سے تمہیں نقصان پہونچانے کے لیے ان لڑکوں کو اپنی اولاد مشہور کردیا۔"

موکل "واہ واہ واہ۔ والد مرحوم نے ایک مرتبہ دو لڑکے پرورش کی غرض سے منگنی میں لیے تھے انکے ماں باپوں سے تحریری اقرارنامہ لے لیا تھا کہ پھر وہ پلے پوسے بچے واپس نہ لینگے۔ یہ دونوں چیچک میں مرگئے۔ انکے ماں باپ بیچارے بھیک مانگتے ہیں۔"

وکیل۔ "چلو بات بن گئی۔ یہی نام اپنے بھائیوں کے رکھوا دو۔ اور ان بھیک منگوں سے دعویٰ کرادو۔ ثبوت میں اقرارنامہ پیش ہوجائے بس پھر ہم سمجھ لینگے۔"

لیجیے حضرت مقدمہ تیار۔ موکل کمبخت کی سات پشتوں کو بھی یہ ترکیبیں معلوم نہ ہونگی۔ خوشی خوشی گھر آیا۔ بمشورۂ جناب وکالت مآب تمام ثبوت بہم پہونچائے اور کچہری میں نالش داغ دی۔ نتیجہ کا حال "مسٹر وس ڈلیبرٹ رسیکلٹی" کے ذیل میں معلوم ہوگا مگر بندہ پوچھتا ہے کہ کیا یہ "حرامزادہ پن" نہیں ہے؟ حاکم اگر اس مقدمہ کی تہ تک پہونچ جائے یا اوسے معلوم ہوجائے کہ وکیل صاحب نے اسی متنازعہ جائداد کے پانچ آنے اپنے بھائی کے نام بھی موکل سے حق پیروی میں لکھوا لیے ہیں تو وہ ایسے وکیل کو "رسیکل" نہ سمجھا!

باقی آئندہ

راقم: فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"بلسخرہ می گیرند"

ہمارے دوست شاہ حامد حسین صاحب سجادہ نشین مزار حضرت مخدوم اڈھن رح جونپوری کو شکایت ہے کہ لوگ انھیں خواہ مخواہ "سی آئی ڈی" کا گرگا مشہور کرتے ہیں۔ شاہ صاحب ابن سعود پر جہاد کرنے کا مدت سے ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ تہمت اونکے مقاصد مرجعیت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ واقعی دُنیا ہے بڑی مکّار ایسی چالیں چلتی ہے کہ آدمی جان سے بیزار ہوجاتا ہے چنانچہ ایک لڑکی سے برات کے روز کسی کٹنی نے کہہ دیا کہ سنا بی بی

تمہارے باپ بھی عجب چال باز ہیں تم کو ان کی طرف سے جو تنخواہ اور جائداد ملی ہے چاہتے ہیں کہ سب ہضم کرجائیں جب تو شمالی کے کھٹولے تمہاری شادی کی ہے۔ پتلا کل کے زور سے چلتا پھرتا ہے پانی کا چھینٹا پڑا اور پگھلا۔ لڑکی نے کہا سچ۔ بڑھیا بولی تمہاری ماں کی ارواح (روح) کی قسم اسے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ رات قریب ہے پلنگ پر جب دولھا میاں پاؤں رکھیں تو تم جھک کے انگوٹھا منہ میں رکھ لینا۔ مزے کا معلوم ہو تو کھا جانا۔ لڑکی سے تو یہ کہا۔ لڑکے کو یوں پٹی پڑھائی کہ میاں دولھن تو تمنے چاند سی پائی ہے میں اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہوں۔ چاند میں میل ہے اوس میں میل نہیں مگر ایک عیب ہے۔ کہہ دوں؟ اچھا بھئی اوسکے فرشتے لاتی (لعنت) دینگے کون کہے۔ بہت اصرار کے بعد کانپ جھجک کے فرمایا۔ میاں اوس لڑکی میں کوئی سایا ہوا ہے۔ کچا گوشت بڑے مزے سے کھاتی ہے۔ کل ہی کا ذکر ہے کہ ادھکی کوکا مرا ہوا بچہ چنی یہ بندی خدا کی اوسے چٹ کرگئی۔ سادہ لوحی اور جہالت بڑی بلا ہے۔ دونو متحیر ہوے۔ جب خلوت ہوئی تو میاں نے پلنگ پر پاؤں رکھا دولھن بلا گھونگھٹ نکالے اشتیاق میں بیٹھی تھیں آزمائش کے لیے منہ کھول کے جھپٹ مارنے بڑھیں۔ دولھا میاں بھی پہلے ہی سے ہوشیار تھے اونھوں نے جھپٹ مارنے کا ارادہ کیا۔ یہ جوتا چھوڑ کے بھاگے۔

اجی ٹھہرو۔ میاں ٹھہرو۔ کہاں جاتے ہو۔ کچھ کہو تو۔ مگر دولھا میاں کس کی سنتے ہیں۔ گھر ہی میں دم لیا۔ وہ تو کہیے بات بالکل جھوٹی تھی۔ چند روز میں صفائی ہوگئی۔ مگر ہمارے شاہ صاحب پر جو فقرہ چست ہوا ہے وہ ہے بیڈھب چکت اور دیر پر ختم ہونے والا نہیں۔ یارو کیوں ایک سادہ مزاج نیک نیت کے پیچھے پڑے ہو۔ خدا سے ڈرو۔

"از قضا آئینہ چینی شکست"

"تیرے مال پر یا حسین" کہنا اور انڈا انڈے کے پرائے گھر میں السنا بلسنا (بقول بوالفضین) رنگ لایا۔ اہل یورپ گزشتہ صدی میں چین کے مال وقف سمجھے اور عمدہ عمدہ مقاموں پر قابض ہو بیٹھے۔ اس قبضے سے جو کچھ بچا

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز نجشک

انجمد دواہی مشہور ہے ... نقصان آنے والا معلوم ہوتا
اعضاء رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہونچانے
مین او ہیں مثانہ معدہ و جگر کو طاقت
عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب
دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے
باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا
قول اوپر کے شعر مین نظم کیا گیا ہے
اگر باہی ستقنقور کے بعد دنیا مین کوئی
دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے۔
سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے
قیمت فی بکس ۲۰ خوراک چار روپیہ

مارالحم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

یہ ماء اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے
جسکی سلطنت ہندوستان مین شہرت ہے چاہے راجگان والیان
ملک کیلئے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ
عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے
مثل مشک عنبر و تازہ میوون کے عرقون سے تیار کیا گیا ہے
مقوی اعضاء رئیسہ ہاضم طعام رنگ رخسار سرخ و سفید کرنے
والا کمزوری کو دور کرنے والا کا سر ریاح۔ بواسیر مین مفید۔
گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑہانیوالا
اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت مین بے نظیر ہے گئی ہوئی
طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے
ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے
خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگین خراب
ہو گئی ہون اُن کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے
تھوڑے عرصہ مین اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔
مایوسون کی اُمید کو بر لاتا ہے اور معمولی
شکایتون مین تو وہ اثر دکھاتا ہے اور
ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے
باہر ہے۔
قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عـــہ)

حب یاقوت مقوی

طاقت و توانائی پیدا کرنیکی نایاب دوا ہے
نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کو
بے نظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ہیجان
پیدا کرتی ہے۔ جریان و حرارت و رقت۔ بدخوابی کی
کثرت کو دور کرتی ہے مایوسون اور نا امیدون کی
اُمید کو بر لاتی ہے بڈھون کو لطف شباب جوانون کی
طاقت مین تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑون نامراد
اور برسون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب
ہو چکے ہین۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک
استعمال کی جائے تو قوت امساک مین بھی خاصی
افزونی ہو۔ (قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک
پانچ روپیہ) (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے | مینجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ | فہرست کلان مفت طلب فرمایئے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہین سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون
نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی صبح چارپائی پر
پڑے پڑے کچھ اعضا کو حرکت دیتے رہئے پھر نہ قبض کی شکایت اور
نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر
حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب مین چوبیس تصاویر
ہوئی ہین کسی اُستاد کے سکھانیکی ضرورت نہین پڑتی یہ
کتاب زیادہ تر بیوپاریون کے واسطے نہایت مفید ہے
جو کہ گھومتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ
سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہو جاتے ہین ہم نے
خود اسکے مطابق ورزش کر کے بہت فائدہ حاصل کیا
ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بوڑھاپا
دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے
بھی ہم نے برائے نام اسکی قیمت صرف عـہ (ایک روپیہ)
ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

طاقت سے ہی فتح

انسانکی تمام طاقتون دماغی۔ روحانی۔ اعصابی وغیرہ کا انحصار جسمانی طاقت
پر ہے جسمانی طاقت اچھی نہین۔ تو نظر یہ بلا تمام طاقتین اور قوتین بیکار ہین۔
بلا طاقت کے کسی کام کو انجام دینا مشکل ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے
جسمانی طاقت کو حاصل کرنے اور دیگر ... کیلئے ہماری مقویات
سرتاج عالم۔

آتشک نگرہ

کو یہ تمام استعمال کرین یہ کریان نہیت۔ بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی
جریان کثرت احتلام پیٹ کا درد اور دیگر امراض مخصوصہ کو نابود کر کے
اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی بخشتی ہین۔ قیمت فی ڈبیہ عـہ۔ ... ڈبیہ للعہ
پتہ وید شاستری منی شنکر گووندجی۔ جام نگر (کاٹھیاواڑ)
ایجنٹ۔ اندرچند اینڈ کو۔ چوک۔ لکھنؤ

کشمیری لذت النسا با تصویر

کوکا پنڈت کی اصلی کتاب جسمین ۴۴ آسن معہ تصویر عورت مرد جاننے کیلئے
ہے عورت کے بھید کی شناخت عورت مرد کا رام کرنا اور جادو منتر سیکڑون
باتین جنکے بیان سے حیا نع قیمت صرف دو روپیہ آٹھ آنہ۔
تعویذ محبت جس کے باندھنے اور گاڑنے سے سنگدل سے سنگدل معشوق
... مین تسخیر ہو کر مطیع ہو جاتا ہے ہدیہ ۸ تعویذ حب اپنے معشوق
کو مطیع کرے دوسرونکو فائدہ پہونچائے ہدیہ صرف ۸ ...
دعا مفید المحبت ... ۲۱ یوم دعا ... مین معشوق
ملجاتا ہے ہدیہ عہ طلسماتی انگشتری اگر ... اور شاہ جن سے
ملاقات منظور ہو تو منگا لیجئے ہدیہ عـہ اسم اعظم کی انگشتری ہدیہ عـہ
طلسم حیرت ... ناول ... رسالہ ... قصہ ار
اعجاز زاہدی | جس مین انسانی آفتون سے پوشیدہ ہونیکا عمل اور
علوی سفلی عملیات کا مجموعہ ۲۹۲ صفحات
قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول۔
بہار عیش کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو | الف۔ کھانسی ہیضہ۔ دمہ۔ پیٹ کے درد۔ دست
سنگرہنی انفلوانزا اور چھاتی کے امراض کیلئے
خوش ذائقہ دوا ایک صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو
کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۸ مین سب جگہ بکتا ہے۔

دورو گج کیسری | یعنے داد کو جلا جلن کے جڑ سے کھونے والی
لاثانی دوا قیمت ۴

بال سدھا | بچون کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور پھر
تیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ ڈاک خرچ علاوہ ہوگا۔

اپنے شہر کے دوا فروشون
سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ اندرچند اینڈ کو لکھنؤ
ہمارے یہان کے سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس کمپنی لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر ا ۔ ۷۸۳
جلد دوازدہم
اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معدن النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اون گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
شرائط ایجنسی
(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ستار بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۶

مضامین غیر

(جمعہ ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء)

غزل شہر آشوب

(از پنڈت ہندی ندیم)

بنائے تیری ہی انجیل و ژند اور وید و قرآن ہیں — خدایا انکے پہ پھر کسلئے دست و گریبان ہیں
سناتن دہرم والے ہیں یہی ہیں مسلمان ہیں — اصول ان سب مذاہب کے اگر دیکھو تو یکسان ہیں
یہ کس مذہب میں لکھا ہے کہ تو ڑا سکے بندہ ان کا — عدو سے حق میں وہ ہم ایسے کرتوتون پہ نازان ہیں
ستو عیسی یہ ہیں خود ہے اور موسی یہ ہیں خود — کسے کہتے ہیں جو مذہب پہ وہ کس راہ نادان ہیں
جنون فتنہ سامان نے بنا دی سب کی یہ حالت — کبھی دالان کی شامت ہے کبھی بکرے گریبان ہیں
جہاں اک گائے کا سیکڑون آتے ہیں قتل کرتے — جو اپنے بھائیون کا خون بہائیں کیا انسان ہیں
یہ سب ہیں ہموطن بھائی مگر ایسی عداوت ہے — کریں اک دوسرے کو نیست کر دینے کو کوشان ہیں
ہمیں بہکائے رہتے ہیں ہمیں لڑواتے رہتے ہیں — ہمارے دشمن جان سیکڑون شکلون میں پنہان ہیں
نشیمن جسپہ ہے اس شاخ کو ہم کاٹتے ہیں خود — ہماری عقل و دانش پر تمام اغیار خندان ہیں
سمجھتے ہی نہیں نا عاقبت اندیش ہیں ایسے — کہ وہ مشکل میں پڑ جائینگے جو کام آج آسان ہیں
بروز حشر دکھلائینگے کیونکر یہ خدا کو منہ — جو اپنے بھائیون کے ذبح سے عزت کے خواہان ہیں
ہمارے پیشواؤن نے بنایا لیڈری پیشہ — بہت سے ان میں سوتی ہیں جو کھوئے اپنی کرکن ہیں
گلے یہ ڈالتے ہیں ڈالکر اپنی قوم و ملت پر — عجب انکی دلیلیں اور نرالے انکے برہان ہیں
عبث جھگڑتے ہیں دم پہ پیشوا ہونیکا ہر ساعت — بہک جاتے ہیں بہکانے سے جب طفل دبستان ہیں
یہی خواہش ہے قائم ہو نئی اک پارٹی کوئی — یہی دن رات فکریں ہیں اسی میں غلطان ہیں
جو تھوڑے سے ہیں سچے پیشوا سے ملک و ملت بھی — تو وہ مجبور ہیں اور حالت ملکی پہ گریان ہیں
مصیبت کے بڑہانے والے اہل ملک ہیں اپنے — بہت سے بندہ زر ہیں بہت سے ابن شیطان ہیں
جنھون نے غازۂ حب الوطن چہرے پہ پھیرا تھا — خدا کا شکر ہے وہ شکل اصلی میں نمایان ہیں
خوشی اور خرمی شاید کہ قسمت میں نہیں اپنی — ہماری کوششون کے اب نتائج یاس و حرمان ہیں
وطن کو ہموطن ہی تنگ وطن سمجھے نہیں شاید — جبھی تو ہر طرف آثار بدبختی نمایان ہیں
ہمارے دوست جو بنتے ہیں انکے ہتھکنڈے یہ ہیں — گلا تو کاٹتے ہیں جیب کے ظاہر میں ثناخوان ہیں
ہمیں صورت نہیں دکھلائی دیتی کامیابی کی — تو اسکی وجہ یہ ہے دوست ہی تو دشمن جان ہیں
ہر اک شئے کی ولی ہے اور جان شیرین سبکو پیاری ہے — جو کچلیں چیونٹیون کو آجکل ایسے سلیمان ہیں
وہ ان سے بدگمان ہے اور یہ مایوس ہے انسے — اسی سے دونو قومیں مبتلائے موج طوفان ہیں
یہ سمجھے سب ہیں ہندی اور وطن ہے ہندوستان سبکا — کوئی ترکی کوئی تازی کوئی کہتا ہے افغان ہیں
ہمارے ملک میں آباد ہیں دنیا کی جو قومیں — کہا ہے شاہ کابل نے کہ وہ سب کے سب افغان ہیں
نہیں کیوں ایک ہو کے ایکدل ہو کر نہیں رہتے — یہی کج رائی کہ راہ راستی سے سب گریزان ہیں
جسے دیکھو وہی ہے اک خدائی فوجداران میں — نہیں یہ جانتے دنیا کے سب مقبول ایمان ہیں
یہ سب اعضا ہیں ہندی قوم کے جسم مبارک کے — رہیں یکجان دو قالب ہو کے آخر کیوں پریشان ہیں
سمجھتے ہی نہیں کس طرح سمجھائے کوئی ان کو — وہ خارستان ہیں جو انکی نگاہوں میں گلستان ہیں
سنا ہے آجکل ہندوستان ہم شکل جنت ہے — یہ کیسی ہے بہشت اور آہ کیسے حور و غلمان ہیں
جو کرتے ہیں صفاچٹ روز اٹھکر ریش روشن کو — نہیں معلوم وہ ہیں مرد یا از قسم نسوان ہیں
گیا تھا ہاتھ عالمگیر کا اک روز موچھون تک — ہوئی غیرت دکن کی فتح کے دلی میں سامان ہیں
ضمانت میں دیا جاتا تھا صرف اک بال موچھونکا — تقدس اسقدر تھا جس سے ہم سب آج نادان ہیں
خداوندا وہ دن آئے کہ ہم سب ایک ہو جائیں — یہ کیسی عقل ہے اک دوسرے ہی سے جو ترسان ہیں
نفاق اور بیر دونون کے دلون سے یک بیک نکلے — بہم یہ خود گلے ملکر کہیں ہم سب پشیمان ہیں

حماقت اور جہالت خود سری سب چھوڑنا ہوگی
ندیم اسکو نہ چھوڑینگے تو بدبختی کے سامان ہیں

قانونی کونسل کی ذکاوت حس

"کشف حدسی کا کھیل"

مستطیر

(تتمہ ۴ فروری ۱۹۲۷ء)

اینجانب رشوت خواری کو حرامزادگی کے ذیل میں داخل نہیں کرتے اسلیئے کہ رشوت صرف بے ایمانی کی اُجرت ہے وہ حرام زادہ اور حلال زادہ نہیں دیکھتی۔ وہ تو ایمان کی گاہک ہے۔ لیکن رشوت دے کے حرامزادگی کا ارتکاب حلال زادون سے بھی ممکن ہے۔ مثلاً یہی مقدمہ ہے۔ فرض کیجئے کہ ریسکل وکیل صاحب نے منصف یا جج صاحب کو گانٹھ لیا۔ متوفی مورث کی منکوحہ ثانیہ ایک نادار بے مددگار بیوہ سے جائداد پر زوجہ اولے کی اولاد قابض ہے یہہ بیچاری وکیل کی فیس گواہون کی خوراک اہلمد اور پیشکار صاحب کا نذرانہ مہیا نہیں کر سکتی۔ ڈولی پر چڑھ کے نابالغ نتائج حماقت (بچون) کے ساتھ کچہری میں حاضری دیتی ہے تاکہ پیروی نہ کرنے کے عوض مقدمہ ڈسمس نہ ہو جائے۔ کچہری کی گٹ پٹ اوسکی سمجھ میں نہیں آتی وہ کہتی ہے کہ "حضور یہہ موا ابو بک بالکل جھوٹا ہے میرا اور اسکا کبھی نکاح نہیں ہوا لیجیے تو قرآن اوٹھاؤن" حاکم صاحب کا یہہ فرض تو نہیں ہے کہ مدعیہ یا مدعا علیہا کی طرف سے وکالت فرمائیں مگر اونکے امکان میں یہہ ضرور ہے کہ مصنوعی گواہون سے جرح کر کے اونکا کذب معلوم فرمائیں۔ اب فرض کیجئے کہ اونھون نے اس جانب سے عمداً غفلت فرمائی۔ نفس نے کئی مرتبہ بیوہ کی سچائی بطریق کشف حدسی ذہن عالی پر حالی کی پھر بھی ٹال گئے۔ اور فیصلہ حق میں ان خدائی خوارون کے صادر فرما دیا۔ تو یہہ ڈلیبرٹ ریسکلٹی ہوئی یا نہیں ؟ ـ

ہو گئے ہین اوسکا علاج مرض کے ظاہر ہوجانے پر بجز موقوفی کے اور کیا ہے۔ فوجداری۔ مال۔ دیوانی غرضکہ جتنے قانون آج یہان مروج ہین اونمین خدا کے فضل سے انصاف کی بہ نسبت حصول زر زیادہ عزیز ہے اسلیے یہہ اُمید کہ مذکورہ صدر تجوزات سے انصاف کو مدد ملیگی فضول ہے۔ لیکن حد سے زیادہ مصیبتین جو ایک مظلوم کو ہمیشہ برداشت کرنی پڑتی ہین کم ہوجائینگی یہ ریسکیٹی "اوسی حد تک ہاتھ پاون پھیلا ئینگی جسقدر کہ قوانین کی طبیعت اور مجانسیت تجربہ کرتا ہے کہ جب حکومت انصاف کی دکان رکھتی ہے تو انصاف آشفتہ بظلم ہوجاتا ہے۔ انصاف ایک حکومت کے قیام کی علت غائی ہے اوسکی قیمت نہ ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہی مین رشوت لینے والے حکام سے اگر کسی کو ضرر پہونچتا بھی تھا تو وہ بالکل تباہ نہوتا تھا۔ نہ اوسے استغاثہ کرنے مین کوئی دقت ہوتی تھی۔ اب وہ ہرم نہین تہرم مین پھنس جاتا ہے یعنے انصاف کی نقد قیمت (کورٹ فیس) ادا کی۔ ہر سٹے پیشیان بڑھین انصاف کے دلالون (وکیلان) کی فیس ادا کی۔ عملہ والون کو منہ بھرائی دی چپراسیوں کو نذر دکھائی۔ اوسپر بھی بقول بوالضیبن کے نہ خاک اتے نہ خاک پلے۔ اگر حاکم صاحب کے سنگدانے مین بھی دانہ کم ہوا اور وہان سے لاؤ کی صدا بلند ہوی تو یہہ آفت بالائے آفت ہوجاتی ہے۔ جو جیتا وہ ہارا اسلیئے کہ زر دعوے تو کچہری کے فرشتے وارث حقیقی بن کے چٹ کر گئے۔ جو ہارا سو مرا اسلیئے کہ ملنا ملانا تو درکنار وہی مثل ہوی کر آؤ بیرون کچھ گھر سے لیجاؤ۔ پھر اگلے زمانے مین رشوت چوری چھپے لی جاتی تھی اب رشوت کوئی فلسفہ نہین ہے۔ قانون مین رشوت کی سزا معین ہے لیکن رشوت لینے والون کی نگرانی کرنے والا ایک بھی دکھائی نہین دیتا حکومت کی ذمہ داری ہرگز قانون بنادینے تک ختم نہین ہوتی۔ اگر اتفاق سے کوئی شکنجہ مین پھنس گیا تو سو بسوے یہہ گرفتاری کسی نقلی گھونسے کی عداوت کی (خواہ وہ افسر ہو یا ماتحت) رہین منت ہوگی۔ مختصر یہہ کہ پابندیان بڑھانے سے رشوت اور دوسرے مظالم مسدود نہین ہوسکتے۔

اسکے علاوہ ایسے مقدمون کا وجود تلاش کا محتاج نہین جنمین اپیل کی کچہری نے مجوز اول کی خامکاری پر کشف دکیا ہے مگر ایسا محکمہ کوئی نہین دکھائی دیتا جو ان خام کاریون پر مجوز اول کو آنکھین دکھائے۔ وہ تو اپنے اجلاس کا مختار مطلق ہے۔ بغیر کسی معقول وجہ کے طوالت بھی دے سکتا ہے۔ گواہ لینے سے انکار بھی کرسکتا ہے۔ گواہ کے بیان مین کتر بیونت بھی کرسکتا ہے لہذا مرافعہ کی کچہری لاکھ نکتہ چینی کرے مجوز اول کا رونگٹا میلا نہین ہوتا۔

دوکانداری کے واسطے تلبیس ضروری ہے۔ ڈبل پیسے کی نپسل اعلےٰ درجے کی ڈھکان اور جھلمل جھلاتے جھمکتے گلاس کیس مین جاکے چار آنے کی ہوجاتی ہے۔ جنس انصاف کی دکان رکھی گئی ہے تو اوس مین بھی تلبیس ہونی لازم ہے۔ جس طرح اس دو پیسے کی نپسل نے چار آنے خریدار کی گرہ سے نکلوا لیے ٹھیک اوسی طرح جنس انصاف بھی اپنی بے حقیقت تزئین کے دام خریدار ہی سے وصول کرلیتی ہے۔

باقی آیندہ

راقم:۔ فلاسفر

دنیائے صحافت مین تہلکہ

روزنامہ سیف اللہ کا پہلا نمبر

نہایت شاندار پیمانہ پر اسکے سرپرستون کی حسب خواہش ۱۵ فروری ۱۹۲۷ء کو پچیس ہزار کی تعداد مین شایع ہوگا یہ اخبار اپنے طرز کا دکن بھر مین واحد کہلائیگا۔ (رکھ دکھ) دنیا بھر کی خبرین براہ راست حاصل کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور ملک کے سحر طراز نامہ نگارون کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہین۔

مشتہرین کیلئے زرین موقع ہے کہ ۱۰ فروری ۱۹۲۷ء تک اپنے اشتہارون کے لیے جگہین مخصوص کرالین ورنہ پھر جگہ میسر نہ آئیگی۔ قیمت سالانہ ۱۲ روپیہ ششماہی ۶½ روپیہ سہ ماہی ۳½ روپیہ ماہانہ عہ فی پرچہ ایک پائی

منیجر روزنامہ اخبار سیف اللہ معکر بنگلور

موتیا بند یعنے تبصرہ شعر الہند

(بقیہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء)

ہمارے مصنف شعر الہند ... لکھنؤ کی شاعری ... ایک شکایت یہہ بھی رکھتے ہین کہ وہ مسیر حاصل غزلیں لکھتے ہین یہ جنکی انتہا یہ سا ہو قافیہ ... دوسرا ... غزلہ اور جو غزلہ پر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام قافیون کو باندھنا پڑتا ہے اور اس طرح بہت سے مبتذل مضامین پیدا ہوجاتے ہین "مسیر حاصل" کے معنی ہم نہ سمجھے۔ خدا جانے ... یہہ کیا بلا ہے اگر یہہ مطلب ہے کہ اوس نے چرخ سنگلاخ مین اونھون نے اختیار نہین کی تو بیشک یہہ اعتراض بجا ہے اور خوش قسمت ہین وہ لوگ جن پر اس قسم کے اعتراضات کیے جائین۔ اور اگر یہہ مطلب ہے کہ اونھون نے قافیے تلاش کیئے اور جس قسم کا قافیہ ملا اوسپر طبع آزمائی ضرور کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی طرح کی چار چار غزلین دیوان مین جمع ہوگئین تو بندہ پرور یہہ عیب نہین ہے اور جسکی نظر مین یہہ عیب ہو اوسے اپنی علمی آنکھ قدح کرانی چاہیئے۔ کسی عامی کے "مبتذل" کہہ دینے سے کوئی چیز مبتذل نہین ہوجاتی۔ جب جدت کی جانب طبیعت کا رجحان ہوتا ہے ہمہ گیری مقصود ہوتی ہے تو یہی ہوتا ہے۔ مصنف صاحب نے آتش کا یہہ شعر مبتذل مضمون کی مثال مین پیش کیا ہے ؎

بوسہ بازی ... مری ہوتی ہے ایذا اونکو
منہ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین مہاسے پیدا

حضرت سخن فہم ... تو مین کچھ پوچھتا مگر اب تو قصور نظر کا نسخہ لکھنا ہے ... عرض کرتا ہون کہ جناب عاشق و معشوق کے ... بوسہ ... فارسی عربی شاعری کی نقالی جب سے اردو مین ہوئی ... سے بوسے کی فلاسفی پر بحث شروع ہوگئی۔ اب آپ تلاش کیجئے کہ یہہ نئی وجہ انکار بھی کسی شاعر نے آجتک نظم کی ہے؟ اوسکے بعد غور فرمایئے کہ واقعیت کے حدود مین شاعر کا خیال رہا یا باہر نکل گیا۔ مہاسون مین موئیون کے بال چبھتے ہے اور اس واقعہ کے اظہار سے مضمون مبتذل کیونکر

ہو گیا؟ اوستاد غالب مرحوم فرماتے ہین ؎

دھوتا ہون جب مین پینے کو اوس سیمتن کے پاؤن
رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پاؤن

اس شعر مین اونھون نے ایک ہندوانی رسم پر شاعرانہ توجہ فرمائی ہے۔ اس مین پاؤن ردیف ہے بدا ہا لگن قافیہ جسقدر جدت و رسائی ذہن اونھون نے اس مطلع مین دکھائی ہے اوسکی داد شاعر ہی دے سکتا ہے۔ کوئی پیٹ والی عورت اگر یہہ کہے کہ اسے ہے میرا تو جی متلا رہا ہے۔ مدد کے لیئے پاؤن دھوکے پینے کا ذکر نہ چھیڑ دیئے تو اوسکے پڑھنے پر شاعر کی محنت قربان نہین کیجا سکتی۔ جس حسن کے ساتھ اونھون نے یہہ مطلب ادا کیا اوسین کا حصہ ہے۔ ہین کوئی صاحب جو "متہا سے" اور پاؤن ... کے پینے کا مضمون اس حسن سے نظم کر دین؟

شاید کوئی مختصر ذہن زاہد شک یہ کہے کہ ان دونو اوستادون نے ایسے مضامین پر ذہنی قوت بیجا صرف کی تو ہم اُسے بھی کوچۂ شاعری سے نابلد سمجھین گے۔ شاعر کا یہی کام ہے کہ جو چیز سامنے آ جائے اوسپر اپنے ذہنی تصرف کا تماشا دکھادے ورنہ قدرت کلام کا دعوے نہ کرے۔ شعرا سے اس قسم کی فرمائشین ہوتی تھین۔ اور وہ جدتِ ذکا و جدتِ طبع کا امتحان دیکے داد لیتے تھے۔

اگر حضرت مصنف کے ہم خیال اوس زمانہ مین دوچار بھی ہوتے تو لفظی و معنوی خوبیان اور متقدمین سے آج زبان اُردو خالی نظر آتی۔ خسرو دہلوی کی پہیلیان مثل چیستان سے کوئی واقف بھی نہوتا۔ کہہ مکرنی ایک قسم کی پہیلی ہوتی ہے جس مین سننے والے کا ذہنی تبادلہ کسی اور طرف ہوتا ہے اور کہنے والے کا مطلب کچھ اور۔ حضرت مصنف اوس زمانے مین ہوتے تو فرماتے کہ مضمون مبتذل ہی نہین بلکہ فحش بھی ہے۔ پنکھے کی مشہور کہہ مکرنی ہے ؎

آپ ہلے اور مجھکو ہلا سئے
اوسکا ہلنا من کو بہائے
ہل ہل کے ہوا انڑ بکھا
اے سکھی ساجن؟ نہین سکھی پنکھا

حالانکہ سچ پوچھیئے تو جبھی سے بیکار قیود اور بیجا اعتراضات ہونے لگے (ہمیں) اوس دن سے اُردو کی ترقی مین دھبا لگا۔ اب ہمین کوئی اس ذکی نظر نہین آتا ان پرانی ...

مین کوئی مطبوع ایجاد کرے۔

علے ہذا القیاس آتش کا دوسرا شعر ؎

لب شیرین کی ترے چاشنی مکن نہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا

ارباب سخن غور سے ملاحظہ فرمائین کہ "بتاسے" کے قافیہ شاعر کے خیال کا تصرف علاوہ اس مضمون کے کسی دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے؟ مقصود یہ ہے کہ شاعر ایسے مقامات ہاتھ سے جانے نہ دیتے ہین۔ لب معشوق کو شکر و قند و شہد و عناب کہنے کا شاعرون مین عام دستور ہے کچھ یہان پر موقوف نہین عرب کے شاعر تو لب و دہن دراں کو غنا لکھتے اور اوسکی شیرینی پر مکھی کی طرح فریفتہ ہین آتش مرحوم نے رس سے انقلاب ماہیت کی عاشقانہ تعلیل کی ہے کہ رس سے شکر اور شکر سے بتاسے تک لب معشوق کے مقابلہ کی شوق مین ترقی کی پھر بھی ذائقہ لب معشوق کا مقابلہ نہو سکا۔

اس طرح رند کا یہہ شعر ؎

مجنون کو کسقدر سگ لیلے عزیز تھا
دیوانے ہین جو ہم ترے کتے کو "تو" کہین

مہمل کلام ہے۔ حالانکہ شاعری کے محاسن بوجہ اتم اس مین موجود ہین یہہ مشہور واقعہ ہے کہ سگ لیلے کا منہ قیس نے گود مین لے کے چوما تھا۔ رند مرحوم نے اسی تلمیح کیجانب اشارہ کر کے "تو" کے محل استعمال کو ناجائز قرار دیا ہے گو یا سگ معشوق کے جناب ایسی بھی گستاخی شریعت عشق مین ناجائز ہے۔ کتے کو تو تو کہکے بلانے کا دستور ہے۔ اور تو تکار خلاف داب و آداب ہے۔ چنانچہ غالب مرحوم فرماتے ہین ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہے

"مبتذل" کہنے والے کو اگر اظہار نافہمی سے شرم آتی تو یہ کتاب ہی کیون پیدا ہوتی۔ مگر کہنے سننے سے اکثر خوش عقل یقین آدمی اپنی رائے بدل دیتے ہین اسلیئے ہم نے ابتدائی چند اشعار پر جو اعتراضات تھے وہ دفع کر دیئے دیگر اعتراضات کا حال بھی کچھ ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ ابتذال کا اعتراض اہل لکھنؤ پر نہایت فیاضی کے ساتھ مختلف طریقون سے ہوا ہے ...

ہر عنوان مین ادبی موتیابند نمایان ہے پوچھنا کچھ فرماتے ہین:۔

"شعرائے لکھنؤ کے کلام مین روحانی جذبات بہت کم پائے جاتے ہین اور اونکی جگہ معشوق کے خارجی اوصاف و لوازم مثلاً زلف و کاکل و خط و خال۔ انگیا کرتی اور مرم وغیرہ کا ذکر اس کثرت سے آتا ہے اور اونکے کلام کو پڑھکر تغزل کا لطف بہت کم حاصل ہوتا ہے"

مثلاً ناسخ ؎

ہے دو دو پٹا تو اپنا ململ کا — ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا
کیا اوس گل کی یہہ سواری ہے — نکہت گل دھوان ہے مشعل کا
آتش رخ سے آنکھ سینکتے ہین — کیا زمستان مین کام منقل کا
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ — ہو سیاہی مین طور کا جل کا

اس اعتراض مین موتیابند کے لوازم بہت سے شامل ہین:۔

(۱) روحانی جذبات کی کمی۔ تمام کتابین اصول شاعری کی دیکھ ڈالین مگر تغزل کا گشہ بند مین روحانی جذبات کے ساتھ ڈھونڈھیے نہ ملا لفظ روحانی تو خیر روح مین "آئی" ملا دینے سے کسیقدر سمجھ مین آ گیا مگر جذبات نہ اہل علم کے بولنے کے قابل لفظ ہے نہ اوسکے ایسے معانی کسی لغت یا تعریفات و اصطلاحات کی کتاب مین موجود ہین جو اس مقام پر لگنے گھر لگانے سے صحیح و قابل فہم ہون۔ یہہ تو جہلا کی ایجاد کی ہوئی اصطلاح ہے اور واللہ نہایت مبتذل اصطلاح ہے۔

(۲) تغزل روحانی کیفیات کے اظہار پر ہرگز موقوف نہین لہذا جو اتنا بھی نہین جانتا کہ تغزل کسے کہتے ہین اوسے لطف ہی کیا آئیگا جیسا ہے کہ خرگوش کے کان مین یاسین پڑھی جائے تو اوسے بھی لطف تغزل حاصل نہین ہوتا۔

(۳) روحانی جذبات کسی شعر مین بطور مثال پیش کئے جاتے جو شاید مفہوم اعتراض سامع کے ذہن نشین ہوتا۔

(۴) زلف کاکل خط خال انگیا کرتی اور مرم کے بعد یہہ "وغیرہ" شاید اس لیئے لکھ دیا ہے کہ مثال مین جو اشعار ناسخ مرحوم کے لکھے گئے ہین وہ الفاظ مذکورہ سے بالکل

بی انڈیا:۔ "ہائے میں جاؤں تمہاری روز روز کی لڑائی۔ کمر ٹوٹی جاتی ہے۔ کوئی کہاں تک بوجھ اٹھائے ؟"

جان بل:۔ "بڑی بی تم ہو تو نٹھی گراڈھی۔ تمہیں ہو جھو اٹھانے کی عادت ہے۔ یہ نئی عنایت کی گٹھڑی بھی لادو۔"

داؤن گھات سے لڑتے ہیں۔ ہاتھا پائی نہیں کرتے ایک دن راتب نہ ملے۔ سرمین درد نہو۔ خوابگاہ میں مسولینی صاحب خراٹے رہے ہوں۔ یہ دلچسپ شیر کٹہرے میں چند منٹوں کے مین ٹہلتے پھرتے ہوں تو بسا اوقات کی دلچسپی ہمیشہ کی دلچسپی سے بدل جائے اور تماشہ بیباکانہ چھوٹے۔

گمان ہے کہ یہ دلچسپی شیروں کے آئینہ قلب سے اوچٹ کے حضرت مسولینی کی لوح تخیل پر منعکس ہوئی ہے۔ شاید اپنے دل میں یہی کہتے ہونگے کہ بسا اوقات جانوروں کی صحبت سے بیوقوف انسانوں کی صحبت زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

بائیں ہاتھ کا کھیل

بمبئی سے خبر اوڑی ہے کہ ایک صاحب عزیز الملک ابوالفیض ندوی مسلمان سے ہندو ہو گئے۔ ندوے کے سکریٹری صاحب بعد تحقیق اعلان فرماتے ہیں کہ اس نام کا طالب علم ہمارے رجسٹر میں درج نہیں ہے لہذا وہ ندوی نہیں ہو سکتا۔ مگر اصلی حقیقت پھر بھی مخفی ہے کیا معنی کہ جس طرح انگریزی پڑھے ہوئے حسن علی سے سینئلے، محمد تقی سے ایم تا کی ہو جاتے ہیں اوسی طرح عربی کے طالب علم بھی میاں گھسیٹو پسر پیر انداف سے ابن الاحرار ابوالغفران تدان الملت مولانا غفور علی قریشی تیمی عدوی چشتی قادری بلبل ابن محی الملۃ والدین حضرت مولانا محمد فترا صاحب قدس سرہ مدظلہ بن جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم الشان دُنبالہ اسم غریب پیر انداف نے کبھی خواب میں نہ دیکھا ہوگا۔ لہذا یقیناً میاں گھسیٹو نے نام رکھنے کا حق والدین سے چھین کے خود حاصل کر لیا۔ پھر جسے نام بدلتے دیر نہ لگی اوسے مذہب بدلتے کیا دریغ آئیگا۔ ایک تھا کہار خدا نے چھپت پھاڑ کے دولت عنایت کر دی مگر اگلے پیشہ کی بدولت کندھوں کے گھٹے سوار دوش تھے۔ نوکر انہیں نہلانے لگا تو اوسے حیرت ہوئی کہ اتنے بڑے رئیس اور کندھوں پر ڈولی بہنگی پالکی اوٹھانے کا نشان ؟ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ کہار صاحب حیرت کی وجہ تاڑ گئے۔ کہنے لگے "کیا آر بار کا ہیر پھیر نہارت ہے۔ ارے یو رکاب دوال کے گھٹے ہیں۔ پس قبلہ اگر رکاب دوال کے گھٹے دیکھتا ہے اوچک کے کندھوں پر سوار ہو جاتے اور بات رکھ لیتے ہیں تو "ندوی" کی نسبت کو آپ رکاب دُوال کا گھٹا سمجھیے۔ نسبت خاصی مشہور ہے۔ اور مسمّی کی اہمیت بڑھاتی ہے۔

حجامت کا نخرہ

ہمعصر ہمدم ناقل ہے کہ انگلستان کی ایک ہشتاد سالہ سہاگن شادون سال سے خاوند کی چند یا پر کچھ ایسی مہربان ہین کہ کسی غیر کو میان کی حجامت نہیں بنانے دیتیں۔ اپنے ہاتھ ہی سے مونڈتی ہیں۔ اصل تو یون ہے کہ دنیا میں یہ حق البیہ جھنرسہی کا ہے انکی خالی کھول مہربانی اکثر بال صفا صابون کی خدمت انجام دیتی ہے۔ کتنے ہیں جن کے سر پر چند ا علامت کفایت شعاری موجود نہیں۔ مگر تفصیل مطلوب ہے کہ کاہے سے بال صاف کرتی ہیں۔ آہن سے یا جرمی ہرنا کھرن سے؟ عمدہ حجامت کا اوزار تو وہی ہے جسے چندیا خوب پہچانتی ہے اور جس کے خدمات شب و صبح دیکھتے ہیں نہ شام۔ نازل ہو جاتے ہیں۔

اطلاع قبل از وقت

اودھ پنچ ایک ہفتہ بھی ناغہ ہوتا ہے تو ہمارے مہربانوں کو ایذا ہوتی ہے۔ ناظم ایڈیٹر کی طبیعت درست نہیں۔ اطبا کہتے ہیں کہ ایک ہفتہ سکون ضروری ہے۔ آئندہ ہفتے یا اس مہینے کے آخری ہفتے آرام کرنے کا ارادہ ہے۔ لہذا اگر کوئی پرچہ اپنے مابعد کے ساتھ منضم ہو جائے تو کوئی شکایت نہ کیجئے۔ مجبوری کا نام شکر ہے۔

المختصرات

چین کے بارے میں ہان ہان اور نہیں نہیں دونوں کا اعلان موجود ہے تجربہ ہے کہ اگر عورت کو رعشہ کا مرض ہوتا ہے تو سر اوپر نیچے جنبش کرتا ہے یہ تو ہوی ہان ہان۔ اور اگر مرد کو رعشہ ہوتا ہے تو گردن داہنے بائیں ہلتی ہے۔ یہ ہے نہیں نہیں۔ تاڑنے والوں کا خیال ہے کہ چاہے گردن کسی طرف ہلے۔ رعشہ ضرور ہے۔

افواہ ہے کہ آزادی خواہ چینیوں نے شنگھائی پر چڑھائی کر دی خالی چڑھائی نہیں بلکہ اوترائی بھی کر دی یعنی مہم فتح کر لی اور یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جاتی ہے کہ انگریزی فوجیں کمین اور لیسر الیگی سے

سنا ہے اونکے کوچے میں بھنگا فقیر کا مدفن
جو یہ سچ ہے تو ہم اپنا ابھی بستر اوٹھاتے ہیں

واہ! لارڈ وفیلڈن بھی بڑی سوجھ بوجھ کے آدمی ہیں ہندوستانیوں کے دل کی بات اونھوں نے کہہ دی فرماتے ہیں کہ بھئی اگر ہم ہندوستان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے ہاتھ منہ کے ہو جائیں تو وہ ضرور ہمیں رد کرینگے۔ اور کہینگے جی آپ یہاں سے نہ جائیے کی آمدی وکی پیر شدی۔ کچھ دن تو اور تشریف رکھیے۔ گویا منفی طریقہ سے یہ کہنا مقصود ہے کہ ہم لوگوں نے ہندوستانیوں میں یہ مادہ پیدا نہیں ہونے دیا۔ اے حضرت خود ہی خواب دیکھنا اور خود ہی تعبیر دینا تو پرانا دستور ہے کچھ نئی کہیے۔

بسنت اور مہول مدغم ہو گئی سنتے ہیں کہ مزار حضرت شاہ مینا پر بسنت کا جلسہ بھاری کیوقت کسی نے ہجوم میں گولا پھینکا یا کریال میں گلہ مارا چار آدمی زخمی ہوے۔ ابھی بسنت ہی میں آگ کا کھیل شروع ہو گیا۔ خدا خیر کرے۔ ابھی نہیں معلوم کہ آگ دلوں سے بھڑکی یا سوے اتفاق کا بس چل گیا۔ سنتے ہیں کہ ایک آدمی اچھی طرح ایندھن بنا شاید زخمیوں میں ایک کانسٹبل بھی ہے۔ مگر کانسٹبلوں کو گہرے زخم کی عادت نہیں ہوتی۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ بیش بہا ادویہ

حلوائے مقوی عجیب و غریب

(جس میں جواہر قیمتی کی آمیزش ہے) پچاسون ادویہ کے مرکب سے تیار کیا گیا ہے اعضاء رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہونچانے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں نظم کیا گیا ہے اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ۲۰ خوراک چہار روپیہ

مارا عنبری دوا آتشہ خاص الخاص

یہ مارالحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے جسکی سارے ہندوستان میں شہرت ہے پہلے صرف راجگان و والیان ملک کیلئے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک عنبر و تازہ میوون کے فشردون سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ ہاضم طعام رنگت خسار سرخ و سفید کرنے والا کمزوری کو دور کرنیوالا اکسیر ہے۔ بواسیر میں مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانیوالا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگین خراب ہو گئی ہون ان کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسون کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتون میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عشہ)

حب یا قوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنیکی نایاب دوا ہے جسکا ملنا نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردی کے اضافہ کرنے میں بے نظیر ہے۔ خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ہیجان پیدا کرتی ہے جریان و حرارت و رقت۔ بدخوابی کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسون اور ناامیدون کی امید کو برلاتی ہے پژمردون کو لطف نشاط جوانون کی طاقت تیزی پیدا کرتی ہے آجتک ہزارہا مرد اور برسون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہو چکے ہیں اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک میں بھی خاصی افزونی ہو۔ (قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے	مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ	فہرست کلان مفت طلب فرمائیے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکالی ہی ذرا الی سبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضا کو حرکت دیتے رہئے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضا کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب میں چوبیس تصاویر ہوئی ہین کسی اُستاد کے سکھانیکی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریون کے واسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھومتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہین ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بوڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی ہمنے برائے نام اسکی قیمت صرف عہ (ایک روپیہ) ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

طاقت سے ہی فتح

انسانکی تمام طاقتون دماغی۔ روحانی۔ اعصابی وغیرہ کا انحصار جسمانی طاقت پر ہے جسمانی طاقت اچھی نہین تو نہ کورہ بالا تمام طاقتین اور قوی بیکار ہین۔ بلا طاقت کے کسی کام کا انجام ہونا مشکل ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے جسمانی طاقت کو حاصل کرنے اور طاقتوں کے بیدار کرنے کیلئے ہماری مقویات سرتاج عالم۔

آتنگ نگرہ

گولیون کا استعمال کریں یہ گولیان تبضیت۔ بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان کثرت احتلام۔ پیٹ کا درد اور دیگر امراض مخصوصہ کو نابود کرکے اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی بخشتی ہین۔ قیمت فی ڈبیہ عہ پانچ ڈبیہ للعہ۔ پتہ وید شاستری منی شنکر گوبند جی۔ جام نگر (کاٹھیاواڑ) ایجنٹ۔ اندر چند اینڈ کو۔ چوک۔ لکھنؤ

کشمیری لذت النساء با تصویر

کوکا پنڈت کی اصلی کتاب جسمین ۴۲ آسن معہ تصویر عورت مرد جاننے کے قابل ہے عورتہ کے نبیرہ کی شناخت عورت مرد کا آرام کرنا اور جادو منتر سیکڑون باتین جنکے بیان سے حیا مانع قیمت صرف دو روپیہ آٹھ آنہ۔

تعویذ محبت جس کے باندھنے اور گاڑنے سے سنگدل سے سنگدل معشوق ۷ یوم میں تسخیر ہوکر مطیع ہو جاتا ہے ۲ روپیہ ہا تعویذ حب اپنے معشوق کو مطیع کرکے دوسرونکو فائدہ پہونچائے ۵ روپیہ صرف ۸ ر چٹکی دعا مفید المحبت معہ مونیہ خبر مونی شریعت ۳ یوم دعا ۱۲ یوم میں معشوق ملجاتا ہے ۵ روپیہ طلسماتی انگشتری اگر مرد معرون اور شاہون سے ملاقات منظور ہو منگا لیجئے ۱ روپیہ ہو اسم اعظم کی انگشتری ۹ روپیہ صہ طلسم حیرت چہرہ ناول پیر خورد رسالہ ہر منتا الکیب اور ہر قصہ ار

اعجاز زاہدی (جس میں انسانی ظلمون سے پوشیدہ ہوسکتا علم اور علوی سفلی عملیات کا مجموعہ ۲۹۶ صفحات قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول۔

بہار عیش کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو (الف۔ کھانسی ہیضہ۔ بد۔ پیٹ کے درد و دست سنگرھنی اتیسار اور چھاتی کے امراض کیلئے) خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۸ر میں سب جگہ بکتا ہے۔

دورو گج کیسری (یعنی داد کو جلا جلن کے جڑ سے ... والی لاثانی دوا قیمت ۴ر)

بال سدھا (بچون کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور دیر تک بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ر ڈاک خرچ علیحدہ لگیگا)

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ لیف مرزا اینڈ سنس کھنؤ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۴۳
غذائے روحانی
معروف بہ
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ انکے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھلاتی
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار کی مدد سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت عراق
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
اودھ پنچ لکھنؤ
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۷

مضامین غیر

(جمعہ ۱۸- فروری ۱۹۲۶ء)

نوایجاد ادب لطیف
در صنعت لایعنی

رقاصۂ عشرت ہے   خوگردۂ زینت ہے
سرمایۂ راحت ہے   سرچشمۂ حیرت ہے
دل دادۂ عصمت ہے   جاں دادۂ خلوت ہے
تصویر محبت ہے   یا اک گل جنت ہے

تنویر تحیّر کی

رخساروں کی رخشانی   لب میں گہر افشانی
دانائی و نادانی   اک عالم حیرانی
محبوبۂ نورانی   مصروف غزلخوانی
دعوی زباندانی   جو بات وہ ہذیانی

تنجیر تحیّر کی

محو رخ جانانہ   انداز ہے رندانہ
رفتار ہے مستانہ   آنکھیں ہیں کہ میخانہ
غمزے کہ پریخانہ   افسوں ہے کہ افسانہ
دیوانہ ہے دیوانہ   ساغر ہے کہ پیمانہ

تعمیر تحیّر کی

وہ جلوۂ پُرشوکت   خورشید فلک رفعت
وہ ہوش ربا صورت   اک آئینۂ حیرت
رخ حسن کی اک دولت   اللہ کی اک قدرت
صد عشوہ و صد زینت   ہے نور کی اک صورت

تصویر تحیّر کی

وہ نزہت گلزاری   وہ سبزہ کی بیداری
پھولوں کی ادھر کیاری   چشمے ہیں اُدھر جاری
زخموں کی وہ گلکاری   اک شرح دل افگاری
ساقی کی ہوا داری   رندوں کی وہ میخواری

زنجیر تحیّر کی

ہے نفس جو امّارہ   آوارہ ہے آوارہ

بھٹیارا ہے بھٹیارا   گھسیارا ہے گھسیارا
لنگارا ہے لنگارا   بنجارا ہے بنجارا
ہرکارا ہے ہرکارا   پنسیرا ہے پنسارا

تذکیر تحیّر کی

کرتی ہے یہ دلالی   کرتی ہے یہ غسالی
کرتی ہے بداعمالی   دیتی ہے سدا گالی
چادر ہے یہ اک شالی   گلشن کی ہے اک نالی
تخئیل کی ہے ڈالی   اور واہمہ کی سالی

ہمشیر تحیّر کی

آئینہ میں پنہاں ہے   زلفوں میں پریشاں ہے
لب بر سر دنداں ہے   رقصندہ و حیراں ہے
اک آتش خنداں ہے   طور دل بریاں ہے
پاشندہ و پاشاں ہے   ہنڈیا کی نگہباں ہے

کفگیر تحیّر کی

سوز دل سودائی   صہبائی و رعنائی
زیبائی و گیرائی   کوتاہی و پہنائی
انگڑائی و جمہائی   برسائی و پکھوائی
رسوا کن دانائی   یہ ہم زن گیپائی

تحریر تحیّر کی

دیوار کے روزن میں   بھڑ بھونجے کے گلخن میں
چڑیا کے نشیمن میں   برسات کے ایندھن میں
معشوق کے دامن میں   اور اونٹ کے تھوتن میں
ہر جھاڑو کے بندھن میں   ہر سینہ میں ہر تن میں

تاثیر تحیّر کی

توقیر تحیّر کی   تدبیر تحیّر کی
تدبیر تحیّر کی   شمشیر تحیّر کی
دلگیر تحیّر کی   نخچیر تحیّر کی
تاخیر تحیّر کی   تعزیر تحیّر کی

تقریر تحیّر کی

پن کھوتوں میں پن کھوّا   پنسیروں میں ہے ہوّا
ہے ٹوکروں میں جھوّا   لنگوروں میں ہے کوّا
ڈوئی نہیں ہے ڈوا   تکل نہیں کنکوّا
گنجیفے کا ہے بوّا   بچوں کے لیئے ہوّا

گلگیر تحیّر کی

بے کار کی بک بک ہے   یہ شعر ہے یا جھک ہے

جون ہے کہ گری دمک ہے ٭ قاقمین سے تو شک ہے
سو یا نہین پا لک ہے ٭ ز لکہ نہین مرزک ہے
ہے سو نہ کہ لارنک ہے ٭ ڈھو لک یمی غلک ہے

چھپا کیچڑی

راقم :- کھو ابسا طری

حیرت انگیز نظارہ

۵ شعبان الکریم ۱۳۴۴ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۲۶ء سہ شنبہ کا دن گذر کر شب چہارشنبہ کو سوا چھ بجے مغرب کی سمت ایک تارہ ٹوٹا۔ جسکی شعاع نہایت روشن اور درخشان تھی۔ اس شعاع نے بڑھکر صفحہ گردون پر ایک ستون کی شکل قائم کی جو اس طرح پر تھی سے پھر اس ستون مین ایک قسم کی لہر پیدا ہوئی ﷺ اس طرح ہے پھر اس لہر آئی ہوئی شکل کے ایک حصہ نے میم کی صورت اختیار کی "ق" اور اس میم مین سے ح شامل ہوا اور ایسی شکل بنی "محـ" پھر اس م اور ح کے ساتھ دوسری میم نمودار ہوتی اور یہ صورت نظر آئی محـمـ بعد ازان دال کی شکل نمایان ہوتی اور لفظ محمد نہایت نمایان طور پر نظر آنے لگا۔ یہ نام نہایت صاف روشن اور خوشخط تھا۔ ہزارہا لوگون نے دیکھا جو مسلمان دیکھتا تھا درود پڑھتا تھا۔ یہ منظر اسلام کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہے آسمان اور ستارے نے حضور انور سید عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ یہ اسم پاک بہت دیر تک قائم رہا۔ لوگون نے نہایت اطمینان سے دیکھا جن لوگون نے دیکھا انھون نے اپنے احباب و اعزا کو گھرون سے بلا بلا کر دکھلایا۔ جب لوگ اچھی طرح دیکھ چکے تو یہ اسم مقدس رفتہ رفتہ غائب ہونے لگا۔ جو حصہ پہلے نمودار ہوا تھا وہ سب سے آخر مین مخفی ہوا اس واقعہ کو شہر جبل پور کے ہزارہا باشندون نے دیکھا۔ جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے بالکل محققانہ ہے مبالغہ اور غلط بیانی سے منزہ ہے اس حیرت انگیز نظارہ کو ہزارہا ہندوؤن اور عیسائیون نے بھی دیکھا ہے وہ بھی اسبات کی تصدیق کرتے ہین۔ راقم حبیب علی عبدالرسول تاجر جبل پور

حضرت ! جسوقت آپکا مضمون پہونچا۔ مقام ٹھہرا گیا تو یہان ایک اشتہار بھائی تفریح رکھتے تھے اونھون نے فرمایا کہ یہ ظہور صاحب الامر کی علامت ہے اونکا نام بھی ... ایک آریہ دوست کہنے لگے اس قسم کی لہرین یا دوق مین اکثر پیدا ہو جاتی ہین یہ کوئی معجزہ نہین اور اگر ہے بھی تو اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت محمد بھی سوامی جی کے قتل سے آزردہ ہین۔ ایک تیسرے حکیم جی موجود تھے وہ بقول او بلند آوازہ حکمت ریز کلام ہوے کہ حضرت اجدیون کے سمجھنے کے پیچ عقل درکار ہے۔ آپ اسکے جو معنی چاہتے ہین گڑھ لیتے ہین خدا کسی نے معصوم سے پوچھا کہ زمین کہان ہے جواب ملا "علے قرن الثور" (بیل کے سینگ پر) ہائے عقل و علم کی کمی کہ آپ نے زمین کو اتنا بڑا کرہ گاو کے سینگون پر لٹکا دیا۔ حالانکہ وہان "ثور" سے مراد برج ثور ہے علماے ہیأۃ جانتے ہین کہ منجملہ بروج کے ایک برج ثور بھی ہے اور اوسکے سینگ بھی مفروض ہین۔ "گاو" کی طرح ایک برج "حوت" بھی ہے کسی زمانے مین زمین برج حوت مین ہوگی اور معصوم نے کہا ہوگا کہ "الارض علے راس الحوت" (سر ماہی پر زمین ہے) آپ نے لگتے گھر لگا لیے کہ زمین ہے بیل کے سینگ پر اور بیل کے نیچے ایک ماہی بھی ہے پس بندہ آپ کی حدیث دانی کا مقر نہین خدا ہی جانے کہ علامات ظہور امام کے رموز کیا ہین۔ لہذا یہہ جو کچھ دیکھا گیا اثر تخئیل سا ذج ہے جو باعانت ارادہ خالص مرئی ہوا معلوم نہین اسمین واہمہ کی خلاقی اور غلطی حس بصر کو کسقدر دخل ہے۔ ایک ظریف صاحب کفن پھاڑ کے بول اوٹھے اے حضرت یہہ ایک فلکی آتشبازی ہے شب برات کا مہینہ ہے آتشبازی چھوٹ رہی ہے۔ آپکے مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد کے یہان شادی مین آتشبازی کا چھوٹی گولے آسمان پر جا کے پھٹے دھوین کے نقلی آسمان مین تارے چھٹکے۔ دیو نکلے پریان ناچین۔ ہاتھی گھوڑے دوڑے۔ کہین یہہ بھی کوئی آتشبازی کا شعبدہ نہو۔ پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیجئے کہ کہین سے اس قسم کا گولا نہ چھوٹ گیا ہو اسکے بعد ہم سمجھینگے کہ آتشبازی پر فرشتے بھی مائل ہین حسن نظامی سے کہو خبردار جواب آتشبازی کی مخالفت کی۔ ایک متشکل صاحب بیٹھے ہوے تھے وہ معجزات کے وقوع و امکان پر بحث کرنے لگے۔ ایک مومن پاک

دوستانہ معانقہ

"شاخ در گردن دوست"

زا ہیے ریانے یون کلام کی ہمہ گردانی فرمائی کہ ہمین معجزات کی ضرورت نہین اگر یہہ معجزہ نظاہر ہوتا تب بھی ہم محمدؐ کی رسالت پر ثابت الایمان رہتے اب بھی ایمان رکھتے ہین اور انشاء اللہ ہمیشہ مومن رہینگے۔ باقی رہے کافر تو اونھون نے نہ کبھی پہلے انبیاء کے معجزے مانے تھے نہ آج کسی معجزے پر ایمان لانے کے لیے آمادہ ہونگے۔ ایک ماہر علم البرق والبرقیات لمعہ آرا ہوے کہ یہہ سب بجلی کا کھیل ہے آپنے سنا ہوگا کہ نمائش لندن مین قیصر ہند نے تقریر لندن مین کی اور تمام دُنیا نے گھر بیٹھے سنی۔ آجکل اسلام ممالک یورپ مین ترقی پر ہے معلوم ہوتا ہے کسی یورپین مسلم مشنری نے تبلیغ اسلام کی یہہ صورت تجویز کی ہے۔

ایک ستارہ شناس صاحب فرمانے لگے کہ معلوم ہوتا ہے مریخ مین رہنے والے بھی مسلمان ہین اونھون نے ساکنان کرۂ ارض سے بات چیت کی راہ یون نکالی ہے۔ دیکھیئے مین اوس یورپین مہندس کو ابھی خط لکھتا ہون جسپر ایک مریخن (مریخ کی رہنے والی) عاشق ہے چند روز مین سارا حال کھل جائیگا۔ ہو نہو یہہ اوسی مریخن کی کارستانی ہے۔

بہرحال جتنے منہ اوتنی باتین۔ بندہ بذات خود واقعہ نگار یعنی ملا طیب علی عبدالرسول صاحب شاکر پر اعتماد رکھتا ہے جو کچھ اونکے نگاہین کے سامنے گزرا وہ صحیح ہے لیکن مجھے یقین نہین کہ اس قسم کے واقعات سے وہ لوگ بھی متاثر ہونگے جنکے بارے مین کہا گیا ہے جنکے دل مین خدا نے روشنی پیدا نہین کی وہ اندھیرے ہی مین رہینگے رسالہ من نوع تاریخ یافعی مین ۶۵۴ھ کا ایک واقعہ درج ہے کہ خارج مدینہ نبویہ ایک ٹھنڈی آگ ظاہر ہوئی اس آگ کے ظہور کی خبر پہلے ہی سے رسول اللہ دے چکے تھے۔ یہہ آگ جمادی الآخر کے مہینہ مین ظاہر ہوئی اور کئی دن تک رہی۔ یہہ اتنی روشن تھی کہ اسکی روشنی مین عورتین چرخا کاتتی تھین۔ یہہ آگ پتھر لوہے اور ریت کو بھسم کردیتی تھی مگر جسم پر اسکا اثر نہین ہوتا تھا۔ شریف کے غلام نے ایک تیر اسکی طرف پھینکا تو اوسکی لکڑی باقی رہ گئی اور لوہے کا پیکان جل گیا۔ اس آگ سے کسی درخت کو ضرر نہین پہونچا۔ اسکے اندر سے مرور ممکن نہ تھا اسلیئے کہ وہ ایک پشتے کی طرح حائل تھی۔ واقعہ تاریخ مین موجود ہے شہریون اور باہر والون کا دیکھا ہوا ہے۔ جس لمس وحس بصر سے متعلق ہے۔ پھر بھی دُنیا اوسے معجزہ نہین تسلیم کرتی اور کائنات جو کے غرائب مین شمار کرکے ٹال جاتی ہے۔

پس جناب واقعہ نگار کا یہہ فرمانا کہ آپ اسپر نوٹ لکھیئے اور اسلام کی صداقت پر آسمان اور تار دن کی گواہی دنیا کے سامنے پیش کیجیئے زیادہ مفید معلوم نہین ہوتا۔ موسے کی اُمت ہر قدم پر معجزہ طلب کرتی تھی اور مرضی الٰہی اونکی معجزہ طلبی کی خواہش ہر سے پوری کردیتی تھی پھر بھی سامری کا جادو چل گیا۔ جتنے معجزے دکھائے گئے تھے سب دل کے ورق سے محو ہوگئے۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ اللہ میان کے جمال مبارک دیکھنے کی فرمائش ہوئی "کھڑا دکھاؤ" یاحسرۃ علے العباد فقط

نیازمند اڈیٹر

قانونی کونسل کی ذکاوت حس

"کشف حدسی کا کھیل"

نمبر ۳

(تتمہ ۱۱ فروری ۱۹۲۶ء)

ریسکلٹی کے دوسرے معنی ہین دغابازی۔

قانون وقت جس قسم کی دغابازی سکھاتا ہے اوس سے ہم بالفعل بحث نہین کرنا چاہتے مثلاً قانون میعاد جسکا اندھیر کھاتا علانیہ کھلا ہوا ہے۔ پرونوٹ لکھا اور بھلاوے دیکے ۳۶ مہینے کی میعاد کاٹ لے گئے نالش نہونے دی چلیئے قرض بغیر ادا کیے بیباق ہوگیا۔ دستاویز شہد لگا کے چاٹیے۔ مدعی کہتا ہے روپیہ دیلے۔ گواہ کہتے ہین ہمارے سامنے لین دین ہوا۔ دستاویز مظہر ہے کہ بندی ہر طور مکمل ہے کوئی سقم نہین۔ پانے والا۔ لکھنے والا منکر نہین۔ کہتا ہے گلے گلے پانی اقرار کرتا ہون کہ رسید میری لکھی ہوئی ہے اسپر میرے دستخط ہین۔ روپیہ مینے پائے اپنے صرف مین لایا۔ بھتیا کی دودھ بڑھائی کی بٹیا کی شادی کی والد مرحوم کا تیجا کیا مگر قانون صاحب کہتے ہین کہ میعاد کے اندر نالش تو نہین کی؟ خزانۂ سرکاری کورٹ فیس کی رقم سے اتنی دنون ترسا کیا؟ وکیل کی جیب مین خاک اُڑتی رہی؟ یہہ جرم کوئی ہلکا پھلکا۔ غیر قابل اعتنا جُرم نہین لہذا بوریا بدھنا باندھو اور چلتے پھرتے نظر آؤ قیامت کی کچہری جس روز کھلے گی اوس روز فریاد کرلینا۔ ایسے جھول اللہ میان پالتے ہین کہ نیت در نیست قرض کا لمڈور الڑتا رہے ہمین اتنی فرصت نہین۔ اسکے علاوہ تمنے دستاویز رجسٹری بھی نہین کرائی۔ اسٹامپ بھی نہین لگا رجسٹری کی فیس بھی لے مرے۔ تمنے تو دو آنے کے ٹکٹ پر سارا قصہ ختم کردیا۔ پھر جتنا گڑ ڈالوگے اوتنا ہی میٹھا ہوگا۔ آج بحساب فیصدی۔۔ اسٹامپ مول لیکے رجسٹری کرالیتے تو میعاد وسیع ہوجاتی۔ ہر چند کہ میعاد مقرر گزر جانے پر اسٹامپ بھی ردی ہوجاتا ہے لیکن خزانۂ سرکاری کو اس باہمی معاملت مین کچھ ل رہتا ہے۔ آنسو پونچھ جاتے ہین۔ علے ہذالقیاس اپیل کی میعاد گزر جانے پر مجوزاول کی تجویز کی پختگی۔ ازین قبیل قانونی غلطی ہونے سے رجا ہے انصاف کے خلاف ہو اپیل کا مسترد ہوجانا۔ اسی طرح واقعاتی مقدمون مین مجوزاول صاحب کی آزادی فسمو تھا بشرطیکہ مجوز صاحب نے مضبوط واقعات سے بحث نہ کی ہو۔ یا ایک کورٹ فیس کا جو انصاف کی قیمت کے طور پر ابتدائی کچہری مین داخل کی گئی ہے صرف اوسی کچہری تک کارآمد ہونا پھر پہلی اپیل مین دوسری رقم اور دوسری اپیل مین تیسری قیمت انصاف کا لازم الادا ہونا۔

اگر ان مباحث کو ہم اس مضمون میں چھیڑیں تو ایک بے معنی ہوگی کہ ہم طرز قائم میں تبدیل کی ضرورت پر بحث کر رہے ہیں۔ حالانکہ سیوٹ مت چیف جسٹس صاحب کے نفرات دیباچہ میں۔ چیف جسٹس صاحب نے اپنے ایراد میں مروجہ طرز قائم کو جائز تسلیم کرنے کے بعد انسکل حکام و وکلا کے گناؤ میں گھاٹا لگنے کا رونا رویا ہے۔ لہذا تھوڑی دیر کے لیے مروج آئین قضا کو صحیح مان کے ناانصافی میں جو دغا بازی کیجاتی ہے اوس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے گزشتہ اشاعت میں جو مثالیں دیکھی گئی ہیں نرمی دغا بازی کی حد میں بھی آ گئی ہیں۔

جان شکسپیر نے اپنے ڈکشنری میں ٹھگ کے تیسرے معنی "ٹھگائی" لکھے ہیں۔ ٹھگ کے افعال کیا ہیں؟ یہی کہ وہ دھوکا دیکے مال اڑا لیتا ہے اور افشائے راز کے خوف سے جان لینے میں بھی دریغ نہیں کرتا۔ امیر علی ٹھگ کے عقائد جنہے دیکھے ہیں اوسے کچہریوں میں جانے کے بعد امیر علی اور اوسکے گروہ کے وجود میں کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ وہ بندگان خدا جن پر کچہریوں میں عجیب و غریب سوانح گزرے ابھی موجود ہیں۔ فرض کیجیے ایک شخص مقدمہ دائر کرنے کی نیت سے چلا اور کعبۂ کچہری کا احرام باندھا۔ پھاٹک ہی پر اوسے دلال یعنی ٹھگوں کی بڑھیلنے آلیا۔

"اجی میاں کہاں چلے؟"

"بھائی ایک مقدمہ ہے"

"تو کیا وکیل کی تلاش ہے؟ اجی آئیے واللہ ہم بھی آپ کو ایسا وکیل دلوا دیں جو ورق ہی پلٹ دے۔" کیا آپ نے ٹھگوں کی کہانیوں میں اونکے رستے کی خیر منانے والی بڑھیوں کا حال نہیں سنا؟ دلال صاحب اپنا فرض ادا کر چکے یعنی ایک نئے جانگلو کوٹ پتلون بھر کے بیرسٹر سے مڈبھیر کروا دی۔ کمیشن فیس میں کٹ جائیگا۔ اگر کمیشن کی رقم غریب فریق کو جناب بیرسٹر صاحب عنایت کر دیتے تو شاید عذاب کسی قدر خفیف ہو جاتا۔ خیر دلال صاحب سے چھٹکا ملا مقدمہ صاحب بہادر نے سمجھ لیا کا غذ لے لیے فیس کے روپیہ رکھ چکے اب جناب منشی (محرر) صاحب کی باری ہے منشی صاحب مقدمہ کی مسل اپنے پاس رکھتے ہیں۔ وکالت نامہ کا قائم آپ کی تحویل میں رہتا ہے۔ یہ تھوڑی محنت نہیں ہے۔ ٹکٹ کے دام ادا ہو گئے دستخط بقلم خود بھی ہو گیا۔ اب سوال ہے دلوائیے ہمارا حق!

"ایں اسے بھی کیا تعیین صاحب تنخواہ نہیں دیتے؟"

"جی آپکو اس سے کیا مطلب آپ ہمارا حق دیجیے۔ صاحب ابھی نئے نکلے آئے ہیں انہیں پوچھتا ہی کون ہے جو ہم مقدمہ اچھی طرح مرتب نہ کریں تو موکل کی بدھیا بیٹھ جائے۔ اور حضرت دس روپلی ماہوار تنخواہ ہے۔ بھلا اس میں پیٹ بھر سکتا ہے۔ ہمارا گزارا تو آپ ہی لوگوں کی بدولت ہوتا ہے۔"

"ارے میاں اس مقدمہ میں ہی کیا۔ ہائیکورٹ سے جیت چکا ہے۔ اب خالی اجرائے ڈگری کی درخواست دینی ہے۔ ارے لو وہ بھی میں اپنے بھائی صاحب سے لکھوائی ہے وہ کچہری دربار کے معاملات سے خوب واقف ہیں میں تو نیا بچہ سا ہوں۔"

جی ہاں! یہ سب سچ ہے مگر ہم لوگوں کا حق بھی ہوتا ہے جس سے چاہیے پوچھ لیجیے۔ اسکے علاوہ درخواست میں کچھ غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ ایک جگہ نون نہیں ہے۔ دوسری جگہ دو ہزار ترسٹھ روپیہ چار آنے انگریزی میں لکھتے ہیں۔ دوسری مارچ کی لکھی ہوئی درخواست ہے اور آج ہے بیسویں تاریخ ایک صفر بھی بڑھانا پڑیگا۔ اور حضرت ہر ایک وکیل کے پاس تنخواہ دار محرر نہیں ہوتا۔ وکیل لوگ تو اپنے محرر کی تنخواہ موکلوں سے دلواتے ہیں۔ پھر آپ کی طرح لوگ حق دینے میں حیل حجت کرتے رہیں تو بتائیے کام کیونکر چلے۔ بہت سے بڑے وکیل ایسا ہی کرتے ہیں۔"

موکل صاحب کی شامت جو آئی تو بیرسٹر صاحب کے پاس فریاد لے کے پہونچے۔

دیکھیے صاحب آپکا محرر پانچ روپیہ مانگتا ہے۔ فیس تو میں پائی پائی ادا کر چکا اب یہ کا ہے کا ٹیکس ہے؟"

"ول کیا بات ہے۔ فیس دینا ہوگا ٹیکس ہونا ٹھیک دنیا میں سیکنڈ ہمارا محرر بہت انٹلیجنٹ ہے۔"

"تو صاحب میرے پاس تو اب روپیہ نہیں ہے۔ آپ مقدمہ واپس کر دیجیے میں آپ کو وکیل نہیں کرتا۔"

"او۔ یہ کیسا بات۔ نکل جاؤ۔"

"فیس واپس کر دو۔"

"فیس ہم مشورہ میں لے لیا۔ یہ لو اپنا مسل۔"

"اجی کیا اندھیر ہے۔ مشورہ کس بھکوے نے کیا۔ اجرائے ڈگری کا تو مقدمہ ہے۔ اس میں مشورے کی ضرورت کیا ہے۔"

"او۔ گل مت کرو۔ ہم پولیس کو بلائیگا۔ وہ فایو روپیہ مانگتا۔ تم ٹو اینڈ ہاف دے کے ٹیرمنٹ کرو۔ انڈر اسٹنڈ؟"

"جہنم میں جائے تمہاری انڈر اسٹنڈ۔ پہلے سے کیوں نہ کہا کہ پندرہ روپیہ ہماری فیس ہے اور ڈھائی روپیہ ہمارے محرر کی۔" بندہ خوب مار کھاتا ہے۔ ڈھائی روپیہ محرر صاحب کے ٹوٹے ہوئے قلم پر چڑھائے اور کچہری میں بیٹھ کے صاحب علیہ المحرر کا انتظار کرنے لگے۔ صاحب نہ آج آتے ہیں نہ کل۔ کلوٹی میم صاحب کابلی سفر پر بیمار ہو گئی تھیں سو ادرقیق ہو کے رہا تھا۔ سوال خوانی کے وقت میں پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ اب جو صاحب آئے تو پیشکار صاحب سوال نہیں لیتے۔ اشارہ اشارہ میں "ٹھگ بدیا" کا درس جاری ہے۔ انھوں نے پانچ انگلیاں دکھائیں۔ سائل نے ادھر سے چار کوڑی ہوئیں ادھر سے ایک۔ آخر دو انگلیوں پر معاملہ ناچتے ناچتے طے ہو گیا۔ درخواست لے لیگئی۔ دوسرے دن موکل صاحب تاریخ پوچھنے گئے۔ بھلا پیشکار صاحب کی جوتی کو کیا غرض ہے جو منہ سے بولیں۔ سائل اس خیال خام میں تھا کہ کل دو روپیہ نذر کر چکا ہوں "اجی حضرت ہماری درخواست پر کونسی تاریخ ڈالی گئی؟" (گپ چپ۔ خاموش)۔

"اجی منشی جی میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔"

"کیا بک بک لگائی ہے۔ توہین عدالت کرتے ہو۔

جان بل :- ہائین یہ کیا گستاخی ہے! دیتا ہون ایک لکڑی :

چین :- اجی مسٹر! باتون کا وقت گیا اب لاتون کا زمانہ ہے بہت ... کا ناچ یونہی ناچتے ہین :

ہم کیا جانیں کیسی درخواست۔ ہزاروں درخواستیں روزانہ آتی ہیں جج صاحب کے آنے کا وقت ہے۔ ہم اپنا کام دیکھیں یا تمھاری درخواست کا حال بتائیں۔ چلو اپنا کام دیکھو۔"

"منشی جی۔ کل دو روپیہ نذر کر چکا ہوں۔ آپ ہی نے اطمینان دلایا۔ تاریخ بتا دیجئے۔"

"یہ بھی بجا ہے۔ آپ نے ہمارا حق تو دیا نہیں۔"

"حضرت۔ دو روپے ....؟"

"وہ دو روپیہ تو اس بات کے تھے کہ آپکی درخواست نا وقت آئی تھی ہمنے کہا۔ لاؤ بھئی کام نکال دیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ دو روپے دے کے ہمنے منشی جی کو مول لے لیا۔"

چپراسی نے کہا "منشی جی ہمارا حق بھی دلواؤ۔"

"ابھی ایسے سخی داتاؤں سے سابقہ نہیں پڑا ہے۔ کل جو آپ نے دو روپیہ عنایت کیے تھے وہی ابتک یاد ہیں۔ جناب یہہ کچہری ہے۔ خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ بڑے بڑے یہاں سر پٹک کرتے ہیں اور دعا قبول نہیں ہوتی وہی مثل ہے "بڑے بڑے بہے جائیں گدھا پوچھے کتنی تھاہ۔"

یہہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جج صاحب تشریف لائے۔ پوچھا کیا واقعہ ہے؟ منشی جی نے فرمایا کہ حضور انکی درخواست اجرائے ڈگری میں چند غلطیاں ہیں ایک تو نقل ڈگری درخواست اجرا سے قبل تھی ہوگئی ہے دوسرے درخواست میں جو نمبر مقدمہ ہے وہ نقل ڈگری سے نہیں ملتا۔ لہذا یا تو درخواست قابل تصحیح ہے یا نقل ڈگری قابل ترمیم۔"

سائل "حضور یہہ بات نہیں ہے۔ درخواست میں نمبر مقدمہ تجویز سے نقل کیا گیا ہے۔

جج "چپ رہو۔ عدالت کا وقت ضایع نہ کرو۔ جاؤ جاکے تصحیح نقل کی درخواست دو۔"

درخواست اور نقل کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔ فرصت کسے تھی۔ پیشکار صاحب بھلا جھوٹ بولینگے؟ سب سے بڑی خرابی یہہ تھی کہ نتھی ڈھیلی تھی ورق اولٹنے میں درخواست مسل کے آخر میں چلی گئی۔ لوگ کہتے ہیں تاریخ اپنے واقعات دہراتی ہے۔ زمانے کو دور کا مرض ہے۔ پرکار جہان سے چلتا ہے پھر وہیں نکلتا ہے مگر یہہ سب غلط باتیں ہیں۔ ورق جب اولٹ جاتا ہے تو پھر اپنی جگہ نہیں پلٹتا۔ بیچارے سائل نے مسل بغل میں دبائی قسمت کو روتے ہوئے آگے بڑھے۔ اتنے میں اہلمد صاحب سے نگاہ لڑ گئی۔ اونھوں نے اشارے سے بلایا۔ یہہ نزدیک گئے۔ آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی۔

"آپ بھی غضب کرتے ہیں۔ حق حقوق دلواتے نہیں اور چاہتے ہیں کہ مقدمہ چلنے لگے۔"

"حضرت کہاں تک "حق" دلواؤں۔ ایسے حق پر "حق تھو" ناک میں دم ہو گیا۔ یہاں کی "حق حق" لنگاروں کی ہو حق سے کسی طرح کم نہیں۔"

"اچھا لائیے مسل میں ٹھیک کر دوں۔ (آخر کا ورق پلٹ کے) لیجئے غلطی نکل گئی۔ ذری نتھی کا ڈورا کس دیجیے کہ پھر ادھر کا ادھر نہ ہو جائے۔ نمبر غلط نہیں ہے پیشکار صاحب نے یونہی تفریحًا کہہ دیا ہے۔ وہی نمبر ہے جو آپ کی درخواست میں ہے۔

(۶) کے ہندسے کی نوک اچھی طرح "ٹائپ" میں نہیں چھپی معلوم ہوتا ہے صفر (۰) بنا دیا ہے۔ (قلم اوٹھا کے نوک بنا دی) دیکھیئے اب درست ہے۔ ٹائپ رائٹر کا ربن (فیتہ) پھیکا ہے۔ لیجئے آپ کا کام بن گیا۔ اب تو "حق" دلوائیے۔ اور ہاں سنیئے تو سہی۔ کیا آپ ابھی اس درخواست کو پیش کرینگے؟ ایسا نہ کیجیے۔ اب کل پر اوٹھا رکھیے۔ ورنہ مجھسے پیشکار صاحب ناراض ہو جائینگے۔ ابھی ایک روپیہ اور تصدق کیجئے تو پھر کوئی غلطی نہ ٹوکی جائیگی۔ باقی آیندہ

راقم :- فلاسفر

"سیاسی حقانیت"

"مقامات انتباہ"

انتباہ یعنے بھولی بسری بات کی یاد کا پہلا مرتبہ ہے پینک سے چونکنا جسے اصطلاح میں یقظہ کہتے ہیں۔ چین کے مسئلہ میں برٹش گورنمنٹ کی پینک ابھی چینیوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی۔ چینیوں نے افیم چھوڑ دی دولت سے چونکے مگر گورنمنٹ سوتی ہی رہی ہشیار کب ہوئی جب بیدار چینیوں نے ٹھنگرا سی اوچھالی ؎

ہاتھ سینے پہ شب وصل جو رکھا مینے ہوگئی اوسکی خبر
سے کے انگڑائی یہہ کہتا ہوا بیدار وہ بیدار ہوا

دوسرا مرتبہ ہے توبہ۔ یعنے غفلت کی معذرت اور گریز کے بعد بندگی کی طرف رجوع۔ آپ جانیے مسٹر بمان بل اور گناہ؟ مگر شاعر کہہ گیا ہے ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی اوظالم تو کیا کی

خود توبہ کرتے اون کے دشمن جہان ڈائر شاہی اوڈوائر بازی بھی قابل توبہ گناہ نہیں وہاں "پرایا مال اپنا" کو کون پوچھتا ہے۔ ہمیشہ دعوے تو یہہ رہا کہ گناہ کریں ہم اور توبہ کردتم۔

تیسرا مرتبہ ہے ورع و تقوے۔ یہہ جنس نہ بازار میں بکتی ہے۔ نہ ملک گیری میں اسے کوئی پوچھتا ہے۔ اہل شرع حرام چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اہل طریقت شبہات و وساوس سے۔ مگر اہل سیاست صرف ایسی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں جو تقوی تجارت کو نقصان نہ پہونچا سے افیم اگر بڑا اوبار نہیں سکتی تو شراب سہی۔ دوسروں کے اخلاق کی خرابی میں اپنی بھلائی مضمر ہے ؎

بدل کردم بمستی عاقبت زہد ریائی را
رسانیدم بآب از مئی نئے بنیاد تقوی را

چوتھا مرتبہ ہے محاسبہ یعنے شمار اون افعال کا جو انسان سے اوس کے نفس۔ اور اوسکے بنی نوع کے بارے میں صادر ہوتے رہے۔ سیاست نے محاسبہ کا بڑا جنگی محکمہ کھول دیا ہے۔ گویہ یہہ ننانوے کا پھیر یعنے خود جس اونٹ پر سوار ہیں اوسے کبھی نہیں گنتے۔ "تیرا سو میرا۔ میرا سو ہیں ہی" اپنا قرض کسی کے ذمے ہو تو پائی پائی کا حساب ہر وقت تیار۔ اور اگر اپنی گردن پر کوئی بار امانت و بار دین ہو تو معاملہ ہمیشہ ضبطے میں۔ جس طرح مالگزاری وصول کیجاتی ہے اوس طرح زائد مالگزاری اگر غلطی سے داخل کر دی جائے تو واپس نہیں ہوتی۔

جلد ۵۱ نمبر ۸

مضامین

(جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۲۶ء)

نغمۂ سرخ جا

سمجھتے ہو جیسا مین ویسا نہین ہون — نگل جاؤ ایسا نوالا نہین ہون
اشارے اشارون مین ہوتی ہین باتین — سمجھتا ہون کچھ ایسا بچا نہین ہون
بلاتے ہین کیون آپ تالی بجا کر — مین سنتا ہون کو نون سے بہرا نہین ہون
مجھے سر چڑھاتے ہین کیون اہل عالم — مین دستار کا انگلی طرّا نہین ہون
غریبون پہ حضرت عنایت ہی رکھیئے — گدا ہون پہ دولت کا بندا نہین ہون
نشہ مین بھی رہتا ہون ہشیار یون ہی — تمھاری طرح سے مٹکتا نہین ہون
وہ عیب جو ہین مرا مدعا کاش مجھسے — زبان مین بھی رکھتا ہون گونگا نہین ہون
مٹانے کی ہرے پہ کیون سشست دُھبہ ہے — سیاہی کا دامن پہ دھبا نہین ہون
عجب کیا فرشتون سے بڑھ جائے رتبہ — مین انسان ہون دنیا کا کتا نہین ہون
مجھے عبادتمین کس لئے جو تکتے ہو — کہ انسان ہون ایندھن کا گٹھا نہین ہون
بلایا نہ یون اپنی صحبت مین مجکو — ارے صاحبو مین تو مُلا نہین ہون
محبت کی نظرین مین پہچانتا ہون — مرے منہ پہ آنکھین ہین اندھا نہین ہون
چلے جائین یون ہی برابر کی جو مین — کہ لڑنے مین کچھ مین بھی ہیٹا نہین ہون
چڑھاتے ہو کیون مجکو جھنڈے پہ آخر — میان مین تو بیکس کا لتّا نہین ہون
مرا دل نہ گھبرائے گردش سے کیونکر — کہ انسان ہون گاندھی کا چرخا نہین ہون

لدو میرے اوپر نہ سرخاب بھیّا
مین آرام کرسی کا گدّا نہین ہون

مرا ازان چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد

آپ جانیئے کہربا گھانس کی پتی کو سینے سے نہ چپٹائے۔ مقناطیس لوہے کے چون کو گلے نہ لگائے یہہ ناممکن ہے۔ علی ہذا القیاس منصفی بیگم اور ججی خانم علٰحدہ علٰحدہ رہین یہہ ہو نہین سکتا۔ چنانچہ قصبہ اکبر پور نان کانپور مین ایک مدت دراز سے ہی منصفی جلوہ افروز تھین اب افواہ گرم ہے کہ عمال حکومت نے صیغہ واحد کے یہہ دو ہم جنس حرف ایک ہی مین مدغم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ غدر ہائے لنگ کی کمی نہین۔ دور سے مین زحمت ہوتی ہے۔ اسفار کا نذرانے کارروائی کے لیے خچر گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہہ ہے وہ ہے۔ سنتے ہین کہ بعد تعمیر قیام گاہ منصفی اور ججی دونون ایک ذات ہو جائینگی۔ یارون نے جو یہہ خبر سنی تو جھٹ سے محضر تیار کیا اور دیہاتیون کے دستخط کروانے کا تانتا لگا دیا۔ مطلب یہہ ہے کہ فراق منصفی گوارا نہین۔ ہجر کی مصیبت دل کو شاق ہے دل دادگان نگار منصفی پر حکومت ترس کھائے منصفی کو یہان سے نہ لیجائے۔ ورنہ بہت زحمت ہوگی۔

براین عقل و دانش بباید گریست

وائے نادانی لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ عوام کی زحمت قابل اعتنا ہوتی تو کیون یہہ ارادہ قوت سے فعل مین آتا اس سے پہلے تحصیلدارون کا اختیار سماعت استغاثہ سلب ہو کے حاکم پرگنہ کو عنایت ہوا۔ تو کسی نے کیا کر لیا۔ زری سی تو تو مین مین ہوی اور مظلوم فوراً تحصیلدار کے دروازے پر پہونچ گیارہ روپے بارہ آنے مین استغاثہ دائر کیا یا تو صلح ہو گئی یا دو چار پیشیون مین جھگڑا ختم ہوا۔ سستے چھوٹے۔ اسکے علاوہ ”فریادرس“ کی نزدیکی سے زیر دستون پر داب رہتا تھا۔ اب منصفی بوریا بدھنا سمیٹ کے چلتی پھرتی نظر آئیگی اور کوئی کچھ نہ بنا سکے گا۔

خدا رکھے ہماری گورنمنٹ ہے عقلمند۔ اور عقلمند کی دور بلا۔ وہ اپنے فوائد کو کبھی بھولتی نہین۔ جس کو غرض ہو وہ تین پیسے کی نالش کے لیے دس روپیہ نقدا لنقد گرہ مین باندھے۔ آمد و رفت کا کرایہ ادا کرے اور کچہری جائے ورنہ دل مسوس کے بیٹھ رہے۔ اوسے اپنی غرض سے کام ہے۔ تمھاری زحمت سے غرض نہین بس موریل بازی سے امید نہین ہے کہ کوئی فائدہ ہو۔ وہ سب حکومت اور اُسے اختیار ہے کہ ضلع بھر کے نہین تمام صوبے کے تھانے ڈھا کر لائے۔ لیٹر بکس۔ مدرسے۔ ریلوے اسٹیشن۔ مویشی خانے جب چاہے اکٹھا کرے کوئی چون نہین کر سکتا۔ پھر جب سلامتی سے باہمی بغض و عناد کا چپنی جوتی پیزار کا بازار گرم ہے تو استصواب کرے اوسکی جوتی ایک کہیگا کہ یہان منصفی ضرور قائم رہے دوسرا کہیگا ”جی یہان منصفی کی ضرورت نہین“ مطلق اُسے تمام کام نکل جائینگے۔ اس گروہ کی بات مانیئے تو وہ گروہ ناراض ہوتا ہے لہذا ”نہ تو کو نہ مو کو لے (صدر کے) چولھے مین جھونکو“!

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ بدھو — آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا۔ بدھو سمجھے یا نہین۔

راقم: گنج مع خیال باردی

نامۂ ثمامہ بن اشرس بنام مسٹر اوملے

صاحب من۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے مجھے پاگل خانہ کی اصلاح کے واسطے بھیجا۔ مین نے جب پاگل خانے مین قدم رکھا تو ایک مجنون جوان خوب رو سے ملاقات ہوی جو اپنی کوٹھری مین گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اوسنے سوال کیا کہ تم تو کہتے ہو کوئی انسان دو حالتون سے خالی نہین ہوتا۔ یا تو وہ نعمت سے

بہرہ ور ہوتا ہے جسپر شکر واجب ہے یا مصیبت مین مبتلا ہوتا ہے جسپر صبر لازم ہے۔ سنئے جواب دیا کہ یہہ تو یہی جواب مجنون جلا کے بولا حضرت اگر آپ نشے مین ہون یا محو خواب استراحت ہون اور کوئی شخص اچانک آپ پر چڑھ بیٹھے تو بتایئے یہہ کوئی نعمت ہے جسپر شکر ادا کرنا چاہیئے یا کوئی مصیبت ہے جسپر صبر کرنا ضروری ہے۔ مین جواب نہ دے سکا پھر وہی مجنون کہنے لگا کہ ایک بات اور بتا تے جایئے سونے والے کو خواب کی لذت کب محسوس ہوتی ہے۔ اگر آپ کہین گے کہ بعد بیداری یا قبل خواب تو مین عرض کرونگا کہ اوسوقت نیند کا وجود نہین ہوتا پھر معدوم شے کی لذت کیسی۔ اور اگر آپ فرمائینگے کہ بحالت خواب تو مین عرض کرونگا کہ بحالت خواب انسان صاحب شعور نہین ہوتا۔ مین ساکت ہو گیا اور ایسا ششدر ہو گیا کہ کوئی جواب نہ سوجھا۔ مینے چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ اوسنے پھر مجھے روکا اور کہا کہ ایک بات اور سن لیجیے۔ حرامت کے لیئے ایک دہکانے والا ہوتا ہے (ترجمہ آیت) بھلا کتون کے لیئے کوئی نذیر ہے یا نہین؟۔ پہلے دو مسئلون کی طرح اس بات کا جواب دیتے بھی مجھے نہ بن پڑا تو وہ کہنے لگا۔ بس دیکھ لی آپ کی لیاقت لیجیے جواب مجھی سے سنتے جایئے۔ آنتین دو طرح کی ہوتی ہین ایک تو وہ جسپر صبر لازم ہے دوسری وہ جس سے محترز رہنا چاہیئے یعنے ایسی احتیاطی تدبیرین کرنی چاہئین جو ایسا موقع نہ آنے دین۔ دوسرے مسئلہ کا جواب یہہ ہے کہ "نوم" ایک مرض ہے اور مرض مین لذت نہین ہوتی ہان افاقہ کے بعد راحت ہوتی ہے جسے لوگ لذت سے تعبیر کرتے ہین۔ اب سنیئے تیسرے مسئلہ کا جواب۔ یہہ کہہ کے اوسنے اپنی آستین سے ایک بڑا جنگی چاپڑ (تیغہ) نکالا اور میری طرف پھینکا۔ وہ تو کہیئے مقدر رسیدہ تھا ورنہ قلعۂ حکمت (دماغ) کی تاراجی مین کوئی کسر نہ رہی تھی پھر کہنے لگا اسے ساتھ دنیا یہہ ہے کتے کا مدہر پڑا افسوس بچاؤ میلا خطا کر گیا ورنہ ساری حکمت تاکی دھری رہ جاتی۔

صاحب من اوس دن اور آج کی گھڑی پھر بندے نے کبھی پاگل خانے کے اندر جانے کا قصد نہین کیا۔ تصفح اخبار سے مجھے معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے آپکو چینی پاگل خانے کی خدمت اصلاح سپرد ہوی ہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ بعد مملکت چین کے حصہ بخرے ٹکڑے پارچے ہو جانے کے آپ کی حکومت نشے مین سرشار اور خواب خرگوش مین مبتلا ہو گئی۔ چینی تو خیر لیکن چینیون کے گرد وہ بالشویک موقع کے منتظر تھے چوٹ کر بیٹھے واقعی اس عمل پر شکر کیجیئے تو بے جا ہے صبر کیجیئے تو حماقت ہے اگر ملک کی تقسیم پہلے ہی سے کر دی جاتی تو صبر بھی ممکن تھا اور بچاؤ بھی۔ خواب خرگوش کو موجب لذت سمجھنے کی بے وقوفی کا خمیازہ بھی نہ بھگتنا پڑتا۔ اور "نکل آمیتہ نذیرا" کا چیاربھی مجانین چین کے ہاتھون سے چند یا پر نازل نہ ہوتا۔

چینی پاگل اور ہندوستانی پاگل یکسان نہین ہین یا یعنی کہ ہندوستانی پاگل سیاست کی بو دتی اور دیر تک کھا چکے اور اب عاقبت اندیشی کا مادہ اون کے دماغون مین پیدا ہو گیا ہے لیکن چینی پاگلون کا یہہ حال نہین ہے اون کی حکومت حال ہی مین منقرض ہوی ہے اونکی حکومت کے زوال نے زمانہ بھی وہ پایا جبکہ دنیا جدید سیاست کے گر سے واقف ہو چکی۔ ہندوستانیون کی پشتی پر پاگل بنانے والے بالشویک موجود نہ تھے۔ مگر چینیون کا خلا ملا اس خلاق جنون قوم سے ہے وہ اپنے اغراض ملکی کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہین کہان کی عاقبت اندیشی اور کیسی مآل بینی سہ

اک بلا ہے یہ ظالم عاقبت اندیش بھی

یہ ابتدا کا یا ہوا مآل کا سمجھایا ہوا

لہذا غریب ہندوستانیون کی حالت پر چینیون کی حالت کا قیاس صحیح نہین ہو سکتا۔ چینی پاگل اوس قسم مالیخولیا مین مبتلا ہین جسپر سیکڑون عقلمندون کی عقل قربان کر دینے کے قابل ہے۔ ممکن ہے کہ یہہ مالیخولیا اوسی کالی معشوق کے طفیل مین حاصل ہوا ہو جسے یہان کے افیمی "چنیا بیگم" کہتے ہین اور بچے "ہنٹو"۔ کثرت استعمال افیون سے مرۂ سودا، دماغ پر مستولی ہو جاتا ہے سودا، کا غلبہ تخیل کو ساکن کر دیتا ہے۔ حرکت فکریہ ماند پڑ جاتی ہے نفس پر استخدام تخیل کے باعث ہروقت جو موگر بان پڑا کرتی ہین معطل ہو جاتی ہین۔ اتنی سی فراغت نفس کو عوالم عالیہ قدسیہ کے ساتھ متصل کر دیتی ہے۔ گویا آئینہ کسی آئینے کے مقابل ہو گیا اور کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ امور غیبی آنکھون کے نیچے اس طرح کھیلنے لگتے ہین جس طرح مان کی گود مین بچہ۔ اون کی ہستی ایک بھی مالیخولیا ہے

شوہر برخوردار اور فیشن ایبل بی بی

"پیارے ذری مشورہ تو دو بھوین کلیوں کی طرح ہونی چاہئین یا تیر کی صورت ؟"۔

اور آئندہ کی بیہودگی اسی مالیخولیا مین مضمر ہے۔ آجانگ مین انگریزی جہاز "کاک شیفر" کے بحری افسر پر جو حادثہ چینی مجانین کے ہاتھون گزرا وہ بھی مالیخولیا کی بدولت۔ چینیون نے افسر مذکور کے سادہ و بے ریش و بے روت چہرہ پر جو صنعت کاری کی وہ بھی مالیخولیا کے طفیل ہوئی۔ افسر مذکور جہاز سے اوترکے پاگلون مین کیون گھسا جو چند پاپڑ بیتلا بجا۔ علیٰ ہذا القیاس امریکی جہاز "ایکانو" کا ڈاکٹر جو "نذیر کلاب" کی زد مین آیا تو وہ بھی مالیخولیا کے چلتون۔ اوسنے انگریزی افسر کی گت بنتے آنکھون سے دیکھی تھی پس ؎

من جرّب المجرّب حلت بہ الندامہ

"آزمودہ را آزمودن جہل است"۔ اسکے ماسوا اگر ڈاکٹر صاحب پاگلون سے دل لگی کرتے اوترے تھے تو پھر چرمی پائے افراز کو توپ و تفنگ کا قائمقام کیون سمجھے اور دُم دبا کے بھاگے کیون؟

سوجو تون سے کم رتبۂ عالی نہین ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہین ہوتا

مردہ چمڑے (پاپوش) سے زندہ چمڑے (چندیا) کو ایسا ضرر نہین پہونچ سکتا تھا کہ خدانخواستہ تفرق اتصال تک نوبت پہونچتی۔ یہہ قمیص کا دامن پھڑوا کے اولٹے بیرون جہاز پر واپس جانا واللہ سخت ذلت ہے ؎

پھٹ گئے ٹیان سے بچوایا قبا کا دامن
انھین ڈنڈ بلتون پہ کہتے تھے پہ سر چھینگے؟

مہربان مسٹر اوملے! ایسے محل پر جنرل ڈائر (معلوم نہین زندہ ہین یا رخصت ہو گئے) یا مائیکل اوڈوائر کی ضرورت تھی جنھون نے ادنیٰ سی گستاخی پر نہتے پنجابی شریفون کو ناک کے بل زمین پر چلوایا تھا۔ اگر آج وہ شہریار و وزیر سرزمین چین پر ہوتے تو شاید مجانین چین چین چین کرنے لگتے۔ مجال نہ تھی جو چون بھی کر سکتے۔ مختصر یہہ کہ دوست اوملے! چینی پاگل اون دیوانون مین نہین ہین جنکی نسبت کہا گیا ہے ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
آن را کہ عقل بیش غم روزگار بیش

کیا عجب کہ غم روزگار ہی نے توانھین پاگل بنایا ہے۔ اور بھئی بُرا نہ مانو تو ہم کہین کہ یہہ غم تمھاری قوم کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ہمین وہ وقت اب تک یاد ہے جب کہ تمھاری قوم یورپ کی ساتا روہن ساتھ لے کے چین پر چڑھ دوڑی تھی جان بُل ازراہ انکسار و تکلّف کبھی روسیون سے کہتے تھے "اے قبلہ آپ آگے بڑھیے" کبھی جرمنون سے فرماتے تھے "بھلا آپ کے ہوتے ہوے یہہ عاجز پیش قدمی کر سکتا ہے"۔ کبھی دیگر سلاطین سے مخاطب ہوتے تھے "حضرات مین بندۂ کمترین چاکر کمترین ہون آپ پر سبقت نہین کر سکتا۔ خاکسار صرف خادم یورپ ہے آپ لوگ مخدوم ہین"۔

گزشتہ جنگ یورپ نے غم روزگار مین ہر ایک ملک کو مبتلا کیا۔ "نذیر کلاب" کی تلاش کا سودا ہر سرزمین مین جاگزین ہوا۔ چین سے جرمنی کا اثر زائل ہوا۔ روس کا تحکمانہ عمل بظاہر مٹ گیا۔ امریکہ ملک گیری کا چندان خواہشمند نہین۔ اطالیہ کی ناف ٹل چکی۔ دیگر شرکا "ملی بنیے نیون بھاری" اب شمار کے قابل صرف حضرت جان بُل کی طرح رہ گئی لہذا مجانین غم روزگار کا مقابلہ بظاہر حضرت جان بُل کو تن تنہا کرنا پڑیگا یا ممکن ہے کہ پڑوسی جاپان جو قہر آہی کے جنون مین پہلے سے مبتلا ہے ان مین ہان ملائے لیکن مشکل ہے۔ دیگر ممالک کے مقابلے مین حضرت جان بُل چین کو جو پٹیان پڑھا چکے تھین وہ بمصداق اس ؎

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

حضرت ہی کے گلے کا ہار ہوین۔ قتل عاشقان کے بعد یوسف بے کاروان بنے اور پاگلون کے مجمع مین گھر گئے۔ پاگلون کا برا گردہ ہے اور یہہ ہر ایک کے پیچھے "یہ اپنے کھڑا تو رہ۔ لے کے مردود نے ناک نوچ لی" کہتے اور دوڑتے پھرتے ہین۔ واین ہرگز کار خردمندان نیست۔

پیارے اوملے! مجھے دیکھو کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک ہی مرتبہ اصلاح دارالمجانین کی غرض سے بھیجا تھا مین ڈھیلا کھاتے ہی بھاگ کھڑا ہوا اور پھر ادھر کا رخ نہ کیا۔ تمھارا کام بھی یونہی سرانجام پا سکتا ہے کہ یا تو میری طرح بھاگ کھڑے ہو یا پھر کوئی ایسی دوا کھاؤ کہ تمھارا دماغ بھی حرکات فکریہ سے معطل اور استخدام تخیل بواسطۂ حواس سے عاری ہو کے عالم بالا سے متصل ہو جائے اور امور غیبیہ کی خبر دینے لگے۔ انگلستان مین بیٹھے ہوے اہل عقل جو تجاویز لکھ لکھ کے بھیج رہے ہین اونسے کہہ دو ؎

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ما است
بسجد و حب ایارج مجھے بو یا مے چند

راقم ــــــــــــ

سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

موتیا بندیعنی تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۱۔ فروری ۱۹۲۶ء)

حضرت مصنف علام اوس طوطے سے کچھ کم نہین ہین جسنے اوستاد سے صرف فارسی کا جملہ "درین چہ شک" سیکھا اور ہر سوال کے جواب مین لگا درین چہ شک، کہنے۔ خریدار نے کہا میان مٹھو آٹا کھاؤ گے۔ کہا درین چہ شک۔ مٹھو میان کہو "یا علی مدد"۔ بولے درین چہ شک میان مٹھو پڑھو "نبی جی بھیجو" فرمایا درین چہ شک۔ آخر فارسی مین جھلا کے کہنے لگے "ای خیلے ابلہی کردم کہ ترا گر فتم" میان مٹھو نے اسکے جواب مین بھی "درین چہ شک" کہا جو چبھتا ہوا برمحل جواب دے دیا۔ طوطے کی طرح مصنف صاحب کے دماغ مین "ابتذال" کچھ ایسا بیٹھ گیا ہے کہ محل و بے محل کو دہرتا ہے فرماتے ہین:۔

رعایت لفظی کی طرف شعرائے لکھنؤ کا عام میلان پایا جاتا ہے اور اس صنعت کو وہ نہایت ابتذال کے ساتھ استعمال کرتے ہین مثلاً حسین علی خان اثر ؎

وہ لا سوتے مین قند لب کے خاطر خواہ بوسے لے
مثل مشہور ہے "دن مین گڑ میٹھا ہے چوری کا"

اگر سچ پوچھیئے تو اس ابتذال سے بڑھ کے کوئی دوسرا ابتذال نہین ہو سکتا کہ انسان جہل مرکب مین مبتلا ہو اور ماہرین فن پر اپنی بے مہارتی و جہالت کے اوزار سے حملہ کرے۔ شعر مذکور کو رعایت لفظی سے کوئی لگاؤ نہین۔ قند لب عناب لب

یاقوت لب عقیق لب ایسے الفاظ ہین جو ہر شاعر کے زبان زد ہین۔ سوتے میں بوسے لینے کی علاوہ شدّ کے علاوہ شاعر نے بیت مذکور مین محرومی بحالت بیداری کا خیال نہایت لطف کے ساتھ ظاہر کیا ہے پھر اس شل نے جو نہایت بیساختگی کے ساتھ نظم ہوئی ہے لطف خیال کو دونا کر دیا ہے۔ البتہ ابتذال کے احاطۂ خیال سے یہ لطف باہر ہے۔ چشم ابتذال مین ہر چیز مبتذل نظر آتی ہے۔ علی ہذا القیاس ناسخ کا یہ شعر ہے

جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے
کہون آنکھون کو مین بادام شیرین

اونھین لوگون کو مبتذل نظر آئیگا جنھین محاسن کلام سے کوئی حظ میسر نہین آتا۔ دنیا جانتی ہے کہ آنکھون کی تشبیہ بادام سے دیجاتی ہے فارسی شعرا مین سے کوئی شاعر شاید ہی اس تشبیہ سے بچا ہو۔

"میٹھی میٹھی نظرون سے دیکھنا" ایک محاورہ ہے۔ بادام کی تشبیہ مین تلخ و شیرین کی قید شعرا نہین لگاتے۔ شاعرانہ مسلمات کو برقرار رکھنے کے بعد حضرت ناسخ مرحوم نے اسی مصنوعی بادام مین ایک خیالی ذائقہ بھی پیدا کر دیا ہے۔ اگر یہی ابتذال ہے تو جملہ تشبیہات و استعارات شاعرانہ یقیناً مبتذل ہین۔ بیچارے اعظم گڈھی صاحب کو تو بفضل خدا سلیقہ سخن فہمی ملا ہی نہین ہم تمام دُنیا کی نظم و نثر مین اسی قسم کا ابتذال ثابت کر سکتے ہین مگر کیا کرین غیرت دامنگیر ہے لیکن ہم بھی اونھین جہلا مین لوگ شمار کرینگے جن مین اپنے اس نامعقول طبیعت داری کی بدولت حضرت مصنف داخل ہونے کے قابل ہین۔

میر مرحوم کا شعر ہے

میرے رونے کی حقیقت جس مین تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

خلیل کہتے ہین

کیا لکھون سوزش دل کاغذ مین
تاؤ کاکل کی طرح کھائیگا

ایک شاعر نے کبھی نہ خشک ہونے والے آنسوؤن کی حقیقت حال کو کاغذ کی نمی کا سبب ٹھرایا ہے دوسرا "شورش" نہین سوزش دل کا حال لکھتے اس لیے گھبراتا ہے کہ کاغذ کا تاؤ (تختہ) کاکل کی طرح دل کی جلن سے تاؤ (پیچ و تاب) نہ کھا جائے۔ ایک خیال مبتذل نہین ہے دوسرا طبع ابتذال آگین کو مبتذل نظر آتا ہے حالانکہ معنوی خوبیون کے ساتھ شعر ثانی مین لفظی خوبیان بھی موجود ہین۔ "وہ سوزش" لکھتا ہے اور سخن فہم ہے لیکن مصنف صاحب سوزش کے سین سے شین بنا دینے اور "شورش" پیدا کرتے ہین جنھین اتنا بھی سلیقہ نہین وہ بیچارے ایسے شعر کیا خاک سمجھین گے۔

میر انیس مرحوم کا شمشیر کی تعریف مین ایک مصرعہ ہے

ہر جزو تن کو لاکھ جگہ سے بنا دیا

کاتب کی سمجھ مین مصرعہ نہ آیا اوسنے لکھا

ہر جزو تن کو لال کی نیچری بنا دیا

جاہل مرثیہ خوان صاحب نے بھی کاتب کی پیروی کی۔ سخن ناقہم حاضرین داد دینے لگے۔ سنیے گا جناب شیخ صاحب کیا مصرعہ فرمایا ہے۔

ہر جزو تن کو لال کی نیچری بنا دیا

اہا۔ لال کی نیچری بنا دیا یعنے ہڈیان پسلیان نیچرے کی تیلیون کی طرح الگ الگ کر دین اے سبحان اللہ ہمارے نزدیک یہ تحسین کرنے والا بھی سخن فہمی کے اعتبار سے مصنف پر فوقیت رکھتا ہے۔ آپ دیکھیے کہ تفنن و مطائبہ کی راہ سے بھی کوئی شاعر کچھ کہتا ہے تو حضرت مصنف کو وہ مبتذل نظر آتا ہے۔ حالانکہ ایک بچہ بھی سیاق کلام سے تفنن و مطائبہ محسوس کر سکتا ہے۔ معلوم نہین شعرائے لکھنؤ نے حضرت مصنف کے ساتھ کونسی بیہودہ حرکت کی ہے جو ہر قدم پر اونکا ابتذال پایا جاتا ہے۔

خلیل بطور مطائبہ کہتے ہین

وصل کی شب پلنگ کے اوپر
مثل چیتے کے وہ مچلتے ہین

تشبیہ سے خود ہی معلوم ہوتا ہے کہ بیان قصد شاعر مطائبہ ہے۔ چیتے کا شکار اور میر شکارون کی خوشامد جسکے پیش نظر ہے وہ اس تشبیہ کی داد دیگا۔ ہندی شعرا معشوق کی کمر کو چیتے کی کمر سے تشبیہ دیتے ہین یہان مزاج معشوق مشبہ ہے اور چیتے کا مزاج مشبہ بہ۔ یہین ابتذال کیا ہے؟ چند سطرون کے بعد فرماتے ہین:-

"ابتذال بھی شعرائے لکھنؤ کی ایک عام خصوصیت ہے"

اس کا جواب زبان سے عرض کرنے کے قابل نہین۔ نہ دور سے دیا جا سکتا ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شعر الہند کو دیکھ کے کہے۔

"دار المصنفین مین سب گدھے ہی رہتے ہین" یا یہ کہ "ندوۃ العلما" لکھنؤ نے جتنے طالب علم نکالے وہ سب مصنف شعر الہند کے سے ہین"۔ مگر اس قسم کا استقرا پڑھے لکھے آدمیون سے نہین ہو سکتا یہ جہالت ہے خدا ہمین اس سے محفوظ رکھے۔ جو شخص "خصوصیت" کو عام کہے اور خصوصیت کے معنے "عادت و روش" قرار دے اس سے ہم کیا مخاطب ہون؟ جو خصوصیت عام ہو جائے وہ خصوصیت ہی نہین رہتی۔ شعر الہند کی اس بکواس کا حاصل صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے ہر شاعر کو مصنف شعر الہند سے مشورہ لینے کے بعد قلم اوٹھانا چاہیے اس لیے کہ ابتذال مین جتنا خداداد سلیقہ اونھین ہے سلف سے آجتک کسی متنفس مین پایا نہین گیا۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ ناسخ کے ابتدالی "عام خصوصیت" کی مثال یہ ہے

دیکھکر تجھکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب
بیشتر کتون کو بھکواتا ہے جلوہ ماہ کا

شعرا رقیب کو روسیاہ ناپاک اور دیگر القاب سے یاد کرتے ہین اس لیے کہ اونکی اصطلاح مین رقیب کی جو حد ہے اسے ہم پہلے کسی مقام پر شاید بیان کر چکے ہین لہذا رقیب کی نعرہ زنی کی تمثیل کتے کی "عوعو" سے کوئی ان مل بے جوڑ تشبیہ نہین ہے۔ اور مصرعہ آخر مین "مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند" کا ترجمہ ہے۔ فرمائیے اس مین ابتذال کیا ہے؟

ناسخ کہتے ہین اور اونکا یہ قول بھی ابتذال کے تحت مین مندرج ہے

استرا منہ پہ جو پھرنے نہین دیتا ہے بجا
محو دیندار سے کیونکر خط قرآن ہوتا

روئے جانان کی تمثیل مصحف سے شاید مصنف صاحب کی نگاہ ابتذال بین مین مبتذل ہے داڑھی منڈوانا ایک غیر مشروع فعل ہے مگر اسکا ذکر بھی مبتذل ہے۔

بیت بازی

جان بل نے نکل کے مد سے جو پہونچانا چاہتے ہو گزند — یہ دل لگی ہیں اے دوستو نہیں ہے پسند

آہوان چین نے کیا ہے تنگ ہمیں سادگی سے اپنی بہند — نکل کھڑے ہوئے اگر ہم ابھی نکالیں زقند — زمین چین کی ہرگز نہیں ہے پارۂ قند — کہ منہ میں ڈال کے تم اپنے دل میں ہو خورسند

نہ کام دے گی ابرانیون کی سیاہ کمند — ملا ہے جسنے ہمارے زمین کا پیوند — جو مال کھانا ہے تمکو تو مان لو یہ پند — ہنوز باپ اجی بن جاؤ جھٹ سے تم فرزند

لگاؤ دار جو لڑنے کے تم ہو خواہشمند — رہو گے دیتے گیدڑ بھبکیاں ہمیں تا چند!

مرقع

دار الادب لکھنؤ کا علمی و ادبی ماہوار رسالہ

اگر آپ کو ہندوستان کے مشہور ادیب نامور انشا پرداز اور مستند اساتذہ کے کلام اور مضامین سے فیض اٹھانا ہے۔ اور اردو زبان اور اردو شاعری کی حقیقی تصویر دیکھنا ہے تو "مرقع" ضرور منگایئے۔ ہندوستان میں کوئی رسالہ ان اغراض اور مقاصد کے ساتھ اور اپنے رنگ میں خاص امتیاز رکھنے والا آپ کو "مرقع" کے سوا دوسرا نظر نہ آسکے گا۔

قیمت سالانہ پانچ روپیہ ؎ مع محصول ڈاک

ملنے کا پتہ: منیجر "مرقع" نظیر آباد لکھنؤ

بیڑی

جس خوشبودار خوش ذائقہ بیڑی کا پینا اور پلانا ہے خاص تمباکو کی شرط ہے نمونہ منگا کر دیکھئے قیمت فی ہزار ۲ صہ محصول ڈاک ذمہ خریدار نرخ نامہ بذریعہ خط و کتابت طے کیجئے۔

المشتہر: مختار احمد بیڑی مرچنٹ آم گھاٹ کھیدران ریلوے کا تکیہ پور بی۔ان۔آر

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ ہند سے رجسٹری کی ہوئی

بال جیون گھٹی! (رجسٹرڈ)

بچوں کی ہر ایک بیماری کی مشہور معروف دوا ہے اس کو روزانہ استعمال کرنے سے بچے موٹے تازے طاقتور ہو جاتے ہیں میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں بازاری سوداگروں سے خرید کر دینے سے تو بال جیون کا ریالیہ سے منگا کر ... [illegible]

ہر بیماری کا علاج خود کر لو۔

جو صاحب حکیم تلسی پرشاد اگروال کی بنائی ہوئی کتاب "مجربات تلسی" کا مطالعہ کریں گے وہ اپنی و دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی آسانی سے کر سکیں گے ... اس میں ہر بیماری کے علاج ... [illegible] ... قیمت اس کتاب کی ... محصول ... مفت ... طلب کیجئے۔

المشتہر: منیجر بال جیون گھٹی کاریالیہ علیگڈھ شہر (یو۔پی)

مفت! مفت!! مفت!!!

کیا آپ بلا طلب ڈپٹیوں کے شاندار کارنامے

بالکل مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی پنجاب کے نامور قوم پرست اخبار "ویر" جالندھر شہر کی ایک سال کیلئے خود سرپرستی فرمائیے۔ اور دو خریدار حلقۂ احباب سے ارسال کیجئے جس قدر آپ کا اور حسب فوائد آپ کے ہر دو خریداران کا چندہ دفتر میں پہنچا۔ بلا طلب ڈپٹی ہوتا آپ کے دروازے پر حاضر ہوا۔

سالانہ چندہ تین روپیہ ۱۲ آنہ ششماہی دو روپیہ فی پرچہ ۱ ۔ اس مفت خوری سے خاموش رہیں۔

منیجر "ویر" جالندھر شہر

اخبار آزاد کانپور

اخبار آزاد ملک کے بہترین ادبی رسالہ "زمانہ" کانپور کے اڈیٹر کی نگرانی میں ہر ہفتہ نہایت آب و تاب کے ساتھ کانپور سے شائع ہوتا ہے اس میں تازہ ترین ملکی اور غیر ملکی خبروں کے علاوہ قومی انجمنوں کی تفصیلی کارروائیاں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں معاملات حاضرہ پر نہایت آزادی اور راستبازی سے بحث کی جاتی ہے ولایتی پارسٹوں کی خبروں اور تار نگاروں کی رپورٹوں کی اشاعت کا خاص انتظام ہے مفید معلومات اور ادبیات کا ایک خاص حصہ ہوتا ہے غرض آزاد ہر حیثیت سے دلچسپ پالٹکس اخبار ہے اور باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ۲ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔ شائقین اس پتہ سے درخواست کریں۔

منیجر اخبار آزاد کانپور

اودھ پنچ ۲۵ و ۱۹۲۶ء کے چند فائل مکمل تیار ہیں جلد طلب فرمایئے قیمت مع محصول ڈاک ۶ روپیہ۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجیئے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجرب

اوس وقت بھی جبکہ ہر طرف ناامیدی اور مایوسی کی مہیب شکل نظر آرہی ہو فصد کا قدرتی علاج مسیحائی کا کام کرجاتا ہے اور ڈوبتی ہوئی کشتی حیات کو موت کے گرداب سے نکال کر آرزوؤں اور امیدوں کے سرسبز کنارے پر جالگاتا ہے بجز آگ پانی ہوا اور کسی شے کا استعمال نہیں اور دوا بھی محض ہیرونی اسلئے تمام علاجوں سے کم خرچ اور بے خطر ہے اس وقت تک اس طریق علاج کی جسقدر کتب اردو میں شایع ہوئی ہیں بجز اسکے سب سے بہتر اور مکمل کتاب ہے اور اس کے متعلق جسقدر سرٹیفکٹ اور ریویو موصول ہوئے ہیں اگر ان سب کو شایع کیا جائے تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے قیمت معہ محصول ڈاک ... مبلغ ... طب یونانی کی تعلیم اور سرٹیفکٹ حاصل کرنیکے نہایت سہل قواعد مفت طلب کیجئے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ ہائڈروپیتھک انسٹی ٹیوٹ شاہ میرٹھ

شاعری جزو نیست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوشگو شیوہ بیان شاعر جناب پیارے صاحب رشید مرحوم کے حالات زندگی المسمیٰ حضرت رشید مع انتخاب مرثیہ و رباعی و قصیدہ و غزل و سلام وغیرہ مولفہ سید آغا شہر لکھنوی نہایت محنت سے فراہم کئے گئے ہیں آپ خاندان میر انیس مرحوم کے ایک موقر فرد تھے۔

قیمت علاوہ محصول (عہ ر)

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

معارف النغمات

جسکے حالات اخبار ہذا کے صفحہ ۱۲ پر مفصل درج ہیں ملاحظہ فرمایئے قیمت حصہ اول للعہ ر حصہ دوم صہ

ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضروری گزارش: خط و کتابت یا ترسیل زر چندہ کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایئے۔ "منیجر"

اسی طرف دماغ کی توجہ گئی یہ بھی مبتذل ہے گویا شاعر کا دماغ جنابِ مصنف کے معیارِ ابتذال کی ذرہ میں جڑ جاتا ہوا ہے وہ چاہیں تو قرآن کی تشبیہات و تمثیلات، محدثوں کے استفادات کو بھی (معاذ اللہ) مبتذل کہہ دیں۔
ناسخ کہتے ہیں ؎

تونے کمر رہائے کیوں نہ کریں
باغ عالم میں اتنی زور رخصت

میاں حضرت مصنف کے نزدیک مگر رہی مبتذل ہے اگر غالب مرحوم جواہر طرف کلہ کا ذکر فرمائیں جو ناچنے والے کنٹھ پہنا کرتے ہیں اور کہیں ؎

ترے جواہر طرف کلہ کو کیا کہئے
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

تو یہ مبتذل نہیں۔ باعتبار معانی دونو مصرعوں میں کوئی فرق نہیں ایک معشوق کی شہزوری اور آلات ریاضت کی توصیف کرتا ہے دوسرا اسالے وار ٹوپی کی۔ ہاں صنائع کی پیچیدگی ناسخ کے اس شعر میں نہیں ہے، ممکن ہے کہ یہی ابتذال ہو۔ حالانکہ معشوق کی شہزوری بھی کھلی ہوئی بات ہے اسی غزل میں حضرت غالب فرماتے ہیں ؎

نظر لگے نہ کہیں اونکے زور بازو میں
یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

ڈنڑ پیل معشوق کے سوا اتنا گہرا گھاؤ جسکو دیکھتے ہی لوگوں کا تیا ورزہ ہتی زور بازو میں نظر لگا دے کسی نازک ہاتھ سے صادر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص چشم بداندیش و طبع بد مذاق کا مالک نہیں وہ یہی کہیگا کہ دونوں شعر اپنی اپنی جگہ خوب ہیں۔ ہاں حضرت مصنف اپنی راے میں آزاد ہیں جب بجز ابتذال کے کوئی دوسری جنس بازار دماغ میں موجود ہی نہیں تو اسے کرے کیا کرے۔ یا ایک شعر میں ابتذال نظر آئے اور دوسرے میں وحانی "جذبات" تو ڑے لیتے دکھائی دیں تو علمی موتیابند کے سوا کس پر اعتراض کیجئے۔

مضمون بہت لمبا ہوا جاتا ہے اسلیئے دیگر اشعار سے ہم بحث نہیں کرتے ہم اشعار سے تعرض نہ کرتے لیکن حضرت مصنف کی سخن فہمی کا حال ایسی حالت میں مکارم نگر کی گڑھیا سے آگے نہ بڑھتا اوسی کے حضور میں ڈبکیاں لیتا اور کتاب کا تبصرہ مصنف کے خیالات ہی سے متعلق ہے۔ باقی آئندہ

راقم:۔ رفیع الخیال کمال

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

"دعا"

دعا کی حقیقت اوسکی اجابت اور اثر سے تعرض اینجانب کا منصب نہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ مصیبت کے وقت بے ارادہ ہاتھ اوٹھ جاتے ہیں اور اون لوگوں کے ہاتھ اوٹھ جاتے ہیں جو کبھی خدا کے قائل نہ تھے۔ جنھیں عیش میں یاد خدا نہ تھی جنھیں طیش میں خوف خدا نہ تھا۔ ارضی و سماوی آفتوں کا ذکر ہی کیا وہ اپنے بس کی نہیں یہاں اون آفتوں کا تذکرہ مقصود ہے جو حضرت انسان "زین لھم حب الشھوات" کے پھیر میں پھنس کے اپنے ہاتھوں مول لیتے ہیں اور پھر عرق سار سا پریلا اور جوب سنٹل میڈی کے ساتھ ساتھ دعائے کافی الملہمات کا ورد بھی فرماتے جاتے ہیں۔ اگر ارتکاب کے وقت دل میں یادِ خدا اور خوف خدا کا ذرہ سا شائبہ بھی ہوتا تو شاید نہ دوا کی ضرورت ہوتی نہ دعا کی حاجت۔

جہاں تک ہمنے غور کیا دعا میں غرض کے جائز یا ناجائز ہونے کی پروا کوئی نہیں کرتا۔ کلوار دعا مانگتا ہے "خدایا بیجدے آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے دیوانوں کو آج کی بکری دوسرے دنوں کی بکری سے بڑھ جائے۔ کاگ اوڑیں تلچھٹ بچے" نائکہ نوچی کو دعا دیتی ہے۔ "اے جیو۔ بھاری بھاری تماشبین آئیں۔ آلہی تمہارے آشنا پا مرید رہیں۔ تمہارا تلوا دیکھ کے کسی کا منہ نہ دیکھیں۔ بھاری بھاری مجرے آئیں"

جواری صبح اوٹھ کے دعا مانگتا ہے "دلوا دے میرے اللہ آج تو ایک داؤں۔ بس تمام جواریوں کو ٹھیرا کر دوں۔ سارا گھا بھی کول جائے لوگ منھ دیکھتے رہ جائیں"

چور جسوقت چوری کے لیے نکلتا ہے تو رجوع قلب سے کہتا ہے:۔

"یا اللہ مدد کر۔ گھر والوں کو سانپ سونگھ جائے"۔ اندھے ہو جائیں اور میں اونکا مال اوڑا لاؤں۔ کوئی سنکے نہیں۔ خدایا پولیس کے دیدے پٹم ہو جائیں"

اگلے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک گدھے والا شب کو پردۂ کعبۃ اللہ تھامے ہوے دعا مانگ رہا تھا "یا اللہ پھر وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو اور پھر مجھے بلائے۔ اے اللہ بجز تیرے کون ہے جو میری فریاد سنے" لوگوں نے اُسے گرفتار کیا اور قاضی کے پاس لے گئے۔ قاضی نے اس سے کہا کہ یہ کیا دعا مانگتا ہے۔ پہلے تو اوس نے بتانے میں تامل کیا آخر چوب دچماق درہ و شلاق کے خوف سے کہنے لگا کہ صاحبو مجھ غریب کا حال نہایت عجیب ہے۔ ایک روز میں اپنے گدھے پر کوڑا کرکٹ غلیظ لادے ہوے گلی میں جا رہا تھا کہ ایک خاتون کی سواری نکلی میں کنارے کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں اس خاتون کے ملازم "پکڑو گھیرو مارو بیٹو" کا غل مچاتے میرے پاس آئے اور مجھے پکڑ کے خاتون کے پاس لیگئے اونسے اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کر لو اور سواری کے ساتھ ساتھ لاؤ۔ بندہ اپنے دل میں ڈرا کہ شاید میلے کی بو اس نازنین کے دماغ نازک میں سرایت کر گئی ہے اوس ایذا کا بدلہ گرفتاری و قید کی صورت لیا گیا ہے۔ مگر جب عالی شان محل کے دروازے تک پہونچا تو خاتون کے اشارے سے میری مشکیں کھول دی گئیں کنیزیں مجھے حمام لے گئیں خوب رگڑ رگڑ کے ڈیں کا میل چھوڑایا۔ عمدہ پوشاک پنہائی عزت کے ساتھ مجھے خاتون کے خلوت خانے میں لیگئیں اور اوسکے پہلو میں مجھے بٹھا دیا۔ دستر خوان چنا گیا بخور سا لگا دیئے گئے نخلوں کی لپٹ سے بندے کے سر میں درد ہونے لگا اسلیئے کہ بندہ کا دماغ اس قسم کی خوشبو کا عادی نہ تھا قصہ مختصر یہ کہ طعام و شراب کے بعد مجھے کنیزوں نے خاتون کے پہلو میں سُلا دیا۔ صبح کو مجھے ایک رومال میں بندھی ہوئی سو اشرفیاں ملیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا کہ سورج غروب ہونے کے بعد پھر خانہ بے تکلف سمجھ کے یہاں قدم رنجہ فرمائیے۔ بندے نے جوں توں دن تیر کیا کسی زاہد کو جنت کا اتنا اشتیاق نہ ہوگا جتنا مجھے خاتون کے محل میں دوبارہ بار پانے کا تھا۔ خدا خدا کر کے ندا کے کا متر شاعوق کی جھاڑ و لیئے مغرب کے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جسمین تشریح ہوا مین گرہ لگائی

کیطرح حرفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ انکے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

جو اپنے طرز کی عجیب نظم ہے اور شاعر کی شاعرانہ استادی کا ایک

اعلیٰ نمونہ ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر

تک مہر شکستہ دی، ایک آنہ زیادہ ہے۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) ایک پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب ایک آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

علاوہ قلیل حالتون کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپدا ور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا انکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انکے نقل کی گئی ہین بلطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار نگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصۂ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

OUDH PUNCH
WEEKLY
جلد ۱۲
دوازدہم
M.B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW.

جلد ۱۲ نمبر ۱

مضامین غمبر

(جمعہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۷ء)

"ادب لطیف"

چار باتین ہو جو ہم رندون مین تو عیب ہے اتنی

اب سنا مرزا کہ وہ اہل عرفان ہو گئین

خدا بچائے حریفون سے - ہم لوگ کبھی کبھی ادب لطیف کے عنوان سے تازہ ادبی ایجادون کی نمائش کرتے تھے - لوگون کا دل بہل جاتا تھا - غم غلط ہو جاتا تھا اب حضرت زمیندار نے یہہ عنوان غصب کر لیا اور اوسکے ذیل مین مولوی ظفر علی خان صاحب کے مضامین لکھنے لگے - بھلا پوچھیے کہان ادب لطیف اور کہان ظفر علی خان صاحب! اونھین اپنی جگہ پر جو کچھ دعوے ہو مگر ہم سے وہ حلف اوٹھائین یا قرآن کا جامہ پہن کے آئین ہم ہرگز اونھین "ادب لطیف" کا ماہر نہ سمجھین گے - ادب لطیف کی مہارت ہنسی ٹھٹھا نہین - قاموس کے نوادر یاد رہنا حفظ ہونا متروک الاستعمال الفاظ پر کامل عبور ہونا جتنی کی طرح سیدھے سادے الفاظ مین بات نہ کرتا ہو لوگون کو اپنے گرد سے ہٹانے کے لیے کہے "لما تکاکاتم علی کتکاکاکم علے ذی جنۃ افرنقعوا عنی" جب جملہ کہے تو لایعنی ضرور ہو - غیر زبانون کے الفاظ بھی صحیح معنی ومحل پر کبھی نہ بولے - اجنبی محاورات پر تصرف کا حق رکھتا ہو تو "ادیب لطیف" ہو سکتا ہے یہہ منازل ابھی تک ہمارے ظفر علی خان صاحب نے طے نہین فرمائے اور لگے "ادب لطیف" لکھنے اے خدا کی شان! بھائی کچھ دنون آگرے مین رہو بعض اُردو رسائل کے ورق اولٹو -

اوستاد بناؤ سے تکون کو

سیکھو عنوان ادب گری کا

ان مدارج کے بعد دو چار سطرین اس قابل لکھ سکو گے کہ اُدبا و لطفا کی چھلتی ہوئی نگاہین اون پر پڑین - صاحب یہہ سوت بناشد کہ کاتا اور لے دوڑے یہہ موت ہے موت! بڑی دیدہ ریزی کا کام ہے - تاسیاب مذاتِ مالیخولیا اور ساعزبادہ گوئی تہادہ تصعید نمایند ادیب لطیف نمی تواند شد - اگلے شعرا کلام اللہ کی اس معجز صفت پر مٹے ہوے تھے کہ سہل ترین زبان مین حقائق کے دریا بہاتا چلا جاتا ہے فصحا الگ سر بہ در گلو حکما الگ سرگرم بیان فکر - مطلب (بقدر فہم) ہر شخص سمجھنے پر قادر کیفیت علم کے موافق حظِ معرفت - کھلی کھلی باتین ہین مگر عوام بھی مخاطب ہین اہل علم بھی اہل فکر بھی اہل ذکر بھی اور ہر ایک اپنے اپنے نصیب کے برابر ہدایت حاصل کر رہا ہے -

پھر وہ زمانہ آیا کہ لوگون نے حکما کے دقیق طرز بیان کو پسند کیا سچ پوچھیے تو یہہ عجز طبیعت ہے یعنی معنے کہ دقیق طرز حجت واستدلال کا محتاج انسان اوسی وقت ہوتا ہے جب آسان الفاظ مین مطلب سمجھانے پر قدرت نہو - خدا کی مار ہے اس زمانے کے بعض جہلائے نابکار پر کہ نہ قرآن کا طرز ادائے مطلب انھین مرغوب ہے نہ حکما و متکلمین وبلغائے مدققین کا - یہہ موٹے دھونکل بھاری بھرکم مینادری الفاظ دوسرون کی لکھی ہوئی عبارتون یا نظمون سے چن لیتے ہین اون کے معانی اور محل استعمال پر وقوف حاصل نہین کرتے اور بے سوچے سمجھے اونھین الفاظ سے جملے بنا کے لکھدیتے ہین - اوسکے بعد مونچھون پر تاؤ دے کے فرماتے ہین "یہہ ہے ادب لطیف" اسے کہتے ہین "روحانی انشا" دوسرے جو آسان لفظون مین اپنے مطالب ادا کرتے ہین اون پر اعتراض ہوتا ہے کہ "یہہ زنانی زبان ہے یہہ سوقی اور بازاری زبان ہے یہہ مبتذل ہے یہہ پست ہے یہہ فحش ہے" پس اگر "ادب لطیف" کے ذیل مین مولوی ظفر علیخان صاحب کو سلطان مظفر ثانی فرمانروائے گجرات کا حال لکھنا تھا تو یون نہ لکھتے :-

"اوس کے دل مین سارے جہان کا درد سمایا ہوا تھا کنوئین خشک ہوگئے - جوہڑ سوکھ گئے - مخلوق خدا ٹکٹکی لگائے آسمان کی طرف دیکھتی تھی مگر باران رحمت کے آثار یکسر مفقود تھے -

تپتے ہوے تانبے سے اُفق پر یک بیک ابر سیاہ کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا جو دیکھتے دیکھتے سارے آفاق پر چھا گیا - اور پھر وہ موسلا دھار مینہ برسا کہ پل مین جل تھل بھر گئے - لیکن خدائے برتر کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو کہ اوسی وقت سے سلطان کی بھوک جاتی رہی"

بلکہ یون لکھتے :-

"اوسکے فؤاد مضطرب مین بادیہ ہائے ترقق طیلان نظر آتے تھے -

جا ہات کی دُنیا ایک ہستی بے بصیرت ایک مغاک تیرہ درون تھی دُجہقرات پامال عمل انجذاب رطوبت - مخلوق خدا کی دلفریب وکیف نقرآلود آنکھین چرخ نیلی فام کی طرح اُٹھ کے جمائیان لینے لگین (راجی) اس فقرے مین الفاظ کسی قدر بامعنی ہوگئے یون کہئے) مخلوق خدا کی بھینی بھینی پرکیف تارین نزہت باری بارگاہ معبودیت کی امید بے مدعا مین تقاطر چکانی سے باز رہ کے پروین پیمائے انتہا ہوین - مگر ابرِ ضیا بار تبسم رحلت فرمائے لرزش واضطراب نہوا - یم خندہ کن چشیم انتظار مایوس تمنا رہی -

کنارۂ مس تاب گردون دوّار حرارت آشنا پر یکایک سحاب پیل پیکر طالع ہوا اور رعد وحاسۂ کے نگاہ پرور ہوتے ہوتے ایک منجمد تحرک کے ساتھ آغوش گیر سرود صنبلہ ہوگیا - اور پھر تراکم سلوک (جمع سالک) نے جہان بھر کو رشک دامن نقوش دلبری بنا دیا - صاعقہ وباران سے ساعتِ افسردہ حزن مستجاب ہوگئی کائنات کے مستی بھرے ساغر نم پاشِ کیف ہوے -

لیکن سلطان کے شکم منازل آشنا سے "جوع" کا ساحر رخصت افزا ہوا خلائے ارض ہوگیا - صاحب [illegible] بلند ہو کہ [illegible] اپنے حرف [illegible] شکر [illegible] مین ڈوبی ہوی [illegible] سے اُس [illegible]

شروع کی۔ منشی مجسٹریٹ صاحب بہادر نے حکم دیا کہ دونون طرف سے پانچ پانچ آدمی ہمارے ساتھ پیشے صاحب کے بنگلہ پر چلین وہان فیصلہ ہوگا اور کچھ پولیس افسر کو مدرسہ کے پھاٹک پر تعینات کیا کہ جھگڑا نہ ہونے پائے۔

دو گھنٹہ کے بعد مجسٹریٹ ضلع کا حکم قضائے مبرم بنکر صادر ہوا کہ مدرسہ کا قفل توڑ دیا جائے اور منشی مجسٹریٹ کے سامنے ووٹنگ ہو۔

چنانچہ مدرسہ کے پھاٹک پر دھڑا دھڑ ہتوڑے سے چوٹین پڑنے لگین پھاٹک کھولا گیا۔ ووٹنگ شروع ہو گئی۔ افواہاً سنا گیا کہ ایک گروہ زریں لگانے کا پوڑھا تھا جنے بصرف مبلغ علیہ السلام اختلافات رائے کی آگ پر زرین پانی ڈال کے اپنی جماعت بڑھالی تھی دوسرا گروہ کچھ بچسا ہوا تھا وہ چپ سدی رہ گیا۔ مگر یہہ افواہ ہے دروغ برگردن راوی۔ جو گروہ اپنے مطالب کی ہنڈی بے سکھاری ہے کے آیا ممکن ہے کہ افواہ کا ذمہ دار وہی ہو۔ بہر حال نتیجہ یہہ ہوا کہ مولانا مرحوم کے بیٹے داماد صاحب مدرسہ کے متولی ہوگئے۔ اور منتظم وقف وہی غیر مسلم صاحب معین ہوے جنکے وجود ذی جود سے شکست یافتہ گروہ مطمئن نہین۔

راقم۔ ایک غیر جانب دار

بقلم سرکوب فتحپوری

حضرت! خواہ مخواہ بدفالی کی ضرورت نہین سے

مزن فال بد کاورد حال بد

از محض انتظام املاک موقوفہ غیر مسلم کے ہاتہ مین ہے تو کوئی برائی نہین۔ یقیناً وہ بہ نسبت ایک مسلمان منتظم کے زیادہ کفایت و دیانت سے کام کریگا۔ ان مسلمانون سے کہہ دیجئے کہ تعصب کی عینک اوتار کے نگرانی کرو۔ اور بموجب نیت واقف ایک اساسی قانون بنالو جسکی پابندی ہوتی رہے۔ پھر کوئی خرابی نہ ہوگی فقط۔ "پنچ"

اگر جناب کو بہترین کارٹون اور ادبی مضامین دیکھنا ہون تو اودھ پنچ جلد ۱۹۲۵ء طلب فرمایئے قیمت معہ محصول ڈاک ۷ روپے۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غضب بے اصل اجتماع بے وصول افتراق بے فصل

پریدند آخر ز شاخے بہ شاخے
برافتاد چون خانۂ سنگلاخے
زنگی چو ماسو بنشستہ گفتند
فراخا فراخو فراخی فراخے
کدام است جائے کہ آسودہ باشند
مناکے نہ غارے نہ کازلہ نہ کاخے
بنا سے تھان پر دو سرون کے ہین تو
پئے بخشی شان ضانده مناخے
ملی کوئی گنیان نہ ہندوستان مین
بہ گنجائش مگر شکستہ زناخے
ہمہ کردہ آنفتگان عرب را
پئے خویش پیدا نمودند باخے
ز خدام حرمین بجستند نصرت
زدودند از لوح دل گرد راخے
کہ چولہے سے انکے نکل آئے شاید
پئے گرمئ دیگ یکخوردہ تاخے
گرہ بستہ بر لب نشستند اینان
نگفتند آہ و نہ کردند آخے
پس از یاس و واماندگی شکر ایزد
شنیدند آواز قریع صماخے
بجائین نہ کیون بغلین یہہ اس خوشی مین
چھوڑائین نہ کیون اس خوشی مین پٹاخے

ایہا الپنچ ۔ بعض امور واللہ سمجھ سے باہر ہین۔ لاکہ دماغ کھپاؤ مگر کسی طرح مطلب نہین کھلتا مثلاً یہی بات کہ جڑ نہ ہو تو شاخ کہان سے پھوٹے۔ یکجائی کے بغیر وصل کیسا۔ جدائی نہو اور فاصلہ ہو جائے؟ مگر ہندوستان کے بڑے بڑے خردمند کہتے ہین کہ یہہ ممکن ہے تو ہو گا بھی۔ یعنی موتمر اسلامی نجدی حجازی عربی مکی مدنی سے ہندوستانی خدائی فوجدار اس بنا پر بیزار تھے کہ اس مین نہ تو آزادی ہے نہ انصاف۔ شیخ جی نے ایک شادی رچائی اور خود بن بیٹھے دولہا۔ حوالی موالی سے کہا گائے جاؤ "بڑی دہوم کجرے آیاری بنا" اور خود سہرے کی لڑیون کے اندر کھیلا کئے شیخ مسند۔

بنا مچلتا رہا لوگ مناتے رہے جب اسکا پہلا جلسہ ہوا تو یہان کی بن بلائی سمدھنون نے جو شرطین پیش کین سب دولہا میان پر سے نچھاور ہوگئین۔ کسی نے ایک نہ سنی نہ "مالکیت و ملوکیت" کے خلاف نہ مہر موجل و معجل کے متعلق نہ حقوق زن و شوہر کے بارے مین۔ وہ "ملوکیت" جب اندرون والی بچون والی ہو چکی اور موتمر بھی اونھین قواعد و ضوابط پر قائم ہوگئی جو شاہی طرم بازخانی کے شایان شان ہے تو اب سال ڈیڑھ سال کے بعد خیر خواہون نے کہا ہم بھی اوسی موتمر کی ایک شاخ یہان نکالے دیتے ہین بسحقداروں امیدوارون چلو۔ دل لگی کے قابل یہہ بات ہے کہ بیوی سے جاؤ نہین سامنے مانگین گھونٹا" جو یعنی موتمر کہتی ہے کہ مین "ملوکیت" (باصطلاح خلافت کیٹی) سے باز نہ آؤنگی اور شاخ یعنے یہان کے خیر خواہ براتی کہتے ہین واہ ہم تو چھوڑ دینگے بھئی واہ۔ کیا کہنا ہے۔ جڑ سے آگی گھور اور شاخ نکلی نیم کی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(از ذرہ قواعد ادہ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۱ء)

نمبر مقدمہ

اجلاس جناب مولوی سلطان احمد صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول بلگرام۔

مقام ہردوئی ضلع ہردوئی

گوری ولد ٹیکا قوم کاچھی ساکن موضع ڈابہ پرگنہ و تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی .... مدعی

بنام ۱ - ٹھاکر بھارتہ سنگہ ولد ٹھاکر ہزاری سنگہ قوم ٹھاکر ساکن موضع گنگو پورہ مزرعہ جورا پرگنہ بلگرام تحصیل و صدر ہردوئی۔
۲ - گیا سنگہ ولد پورن سنگہ قوم ٹھاکر ساکن ہبشہ بزرگ پرگنہ و تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی۔

بنام ٹھاکر بھارتہ سنگہ ولد ٹھاکر ہزاری سنگہ ساکن موضع گنگو پورہ مزرعہ جورا پرگنہ بلگرام تحصیل و صدر ہردوئی۔

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلاپانے سارزرمعاوضہ و نقصان وغیرہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۳ ماہ مارچ ۱۹۲۶ء بروز اتوار وقت ۱۰ بجے صبح بمقام ہردوئی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہون کو جنکی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔
تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہاری مسموع اور منفصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۱ ماہ فروری ۱۹۲۶ء جاری کیا گیا

دستخط حاکم
بخط انگریزی

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول

اچھی شاخ ہے جو اپنی جڑ پر خود ہی چلکت لگاتی ہے
یہہ تو وہی مثل ہوئی سہ

بیٹھے بہ سر شاخ و بُن می برید

طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ خدام الحرمین کے ارکان منتظم نے بھی بغیر جڑ پیڑ کے دیکھے بھالے ان خیر خواہوں کے نکالے ہوئے شاخسانے کو اوسی درخت کی شاخ باور کر لیا۔ یہہ صرف کم علمی ہے۔ ورنہ جب چاہتے "موتمر مکہ کے قانون اساسی کو دیکھ لیتے یہہ نہیں تو پچھلے سال کی موتمر کی کارروائیوں (دہلی اعلان نسخۂ وتسلسلن نہر زبیدہ ملک الحجاز تعلقدار مکہ و مدینہ و انفاذ حکم دعطایا) پر گوشۂ چشم سے ایک نگاہ غلط انداز ڈال جاتے انھیں معلوم ہو جاتا کہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں۔ نہ شیخ سنوسی کا چھینٹا بکرا دینے سے اوتر سکتا ہے نہ آ ہوسے تہامہ کا جوڑا ہندوستانی ہاتھی سے لگ سکتا ہے۔ یہہ سب کھانے کمانے اور دھوکا دھڑی کی باتیں ہین۔ مقصود یہہ ہے کہ خدام الحرمین کے نکلے ہوئے ملتے سے بھی شل خلافت کمیٹی کے نفع او ٹھائین تکہ بھرین یا خاختہ اور کوے انڈے کھائین۔ اگر عربی موتمر سے مقاصد ملتے جلتے نہین ہین تو خدام الحرمین کے مقاصد و مطالب سے پگڑی او بچاؤ۔ جہان خدام الحرمین وفد بھیجنے کے لیے چندہ مانگنے جائے وہین سے جواب ملے حضرت ہم تو جو کچھ دینا تھا شاخ موتمر مین لگا چکے۔ شاخ کے وہی اغراض ہین جو آپ کے ہین۔ اب وفد کی ضرورت بھی نہین اور ضرورت ہوگی تو وہ شاخ کے تیسرے شاخسانے مین پہلے ہی سے جوڑ تجھ لگا چکی ہے (دیکھو اغراض و مقاصد شاخ کا حرف ج)۔ چلیے بخیر گزشت پی جمعیت خدام الحرمین دیدرسی برباد دم۔ منہ لٹکائے اوترے چہارے کی طرح ریں ریں کرتی ایچ ایچ البیچ۔ دریں صورت نام منیٹہ فاتحہ پڑھیے اور پاک "خدام الحرمین" پر اور ہم سے کہیے کہ ہم ایک نئی فرع بے اصل اور نکال دیں جس کے ضوابط شاخ موتمر سے زیادہ مضبوط دامن ... بہنا ور شکم عمیق ہوں۔ مگر ہم یہان صرف شرح مقاصد پر اکتفا کرتے ہین شاخ کی پہلی کلی یہہ ہے کہ "مسلمانان عالم مین باہمی تعارف پیدا کرانا تاکہ مسلمانون مین اتحاد و اتفاق اور محبت قائم کرنا"۔

تعارف ایک آسان شے ہے اسکے معنی اُردو مین "پہچنوانا" انگریزی مین انٹروڈیوس ہین۔ اگلی شناسائی اس مین مشروط ہے یعنی جن لوگون کو ہم پہلے سے پہچانتے ہین اونھین جلسے کو پہچنوا دین بشرطیکہ وہ ہمارے مطلب کے ہون۔ اور جن کو ہم پہلے سے جانتے ہین لیکن وہ ہمارے مطلب کے نہین ہین اونھین ہرگز نہ پہچنوائین۔ پہلی توجیہ کی مثال یہیں پٹنہ کے مولوی خورشید حسین جنھون نے مجلس خلافت کے واسطے قبول بوانصیبین کے "اتنی سی عمر مین تھو تھو تشکاریان (ہتھکڑیان) پہننا قبول کرلین"۔ اور ازبسکہ موتمر عالم اسلام کی شاخ ہند صرف موتمر ہی کی شاخ نہین ہے بلکہ خلافت کی جڑ سے بھی اسکا لگاؤ ہوتا ہے لہذا دوسری توجیہ کی مثال مرزا عابد حسین وکیل جنرل سکریٹری شیعہ کانفرنس ہین انکو مکہ مدینہ سے تعلق ہو تو ہو مگر انھون نے خلافت کمیٹی کے لیے "تشکاریان نہین پہنین" انھین اس موتمر مکہ شاخ ہند مانی چاہیے اور اوسکے جلسون مین رسم تعارف ادا کرلی چاہیئے۔ بااین ہمہ تفریق یہہ شاخ صحیح معانی مین موتمر عالم اسلام کی شاخ ہے اور "تعارف" کے قواعد کی ایسی ماہر ہے کہ لیبل ہند بھی چاہے تو اس سے برسون "تعارف" کی چالین سیکھ سکتا ہے۔

اخوت اتحاد و اتفاق محبت۔ اخوۃ کہتے ہین "برادری" کو۔ برادری ہوتی ہے کنجڑے قصائیون نائیون دھوبیون کی ہم ہین شریف ہمین اس سے کیا علاقہ؟ اب رہا برادرانہ برتاؤ تو وہ بے شک مطلوب ہے مگر ہم دُنیا بھر کے بڑے بھائی رہنا چاہتے ہین۔ اتحاد کے معنی ہین یکجہتی و یگانگی و یکسوئی۔ لہذا اس غرض سے جو شخص تعلق رکھنا چاہتا ہے اوسے لازم ہے کہ آنکھین بند کرکے ہمارے ساتھ ہو جائے خبردار جو اعتراض کیا یا چندہ دینے کے بعد باز پرس کی یا حساب طلب کیا یا نکتہ چینی کی۔ بھائی ہر ایک کا اوسکا غیر ہے یعنے دو بھائیون کے نفس بھی جن مین فطری اخوت کا رشتہ قائم ہے علحدہ علحدہ ہوتے ہین لہذا حقیقی اتحاد عقلاً محال ہے۔ بس یہان اتحاد اگر ہو سکتا ہے تو یہی کہ ہم خلوص یا افراد و متمول اشخاص کی دولت سے متحد ہو جائین۔

اتفاق۔ اسکی مثالون سے سمجھیے جیسے ہم ظفر علیخان سید حبیب حسن نظامی۔ کچلو وغیرہم سے ہمیشہ متفق ہے۔ کبھی ہمنے کہا سہ

ہمارے جملہ کو پنجابیون نے لوٹ لیا

کبھی ہمنے کمہار کے گدھے سے تشبیہ دی۔ کبھی خچر سے نسل ملادی۔ یاس و تمنا مین ہمیشہ اتفاق رہا۔ کبھی افتراق نہونے پایا۔ اب رہی محبت تو حضرت یہہ بہت نازک چیز ہے۔ خستہ بسکٹ ہوا کی روئی۔ مکڑی کا جالا صابن کا بلبلا۔ عاشق کا دل کوئی چیز اتنی بودی اتنی بھس بھسی نازک دھان پان نظرون مین نہین جسکی تشبیہ اس سے دیجا سکے۔ یہہ تو یونہی قائم ہوسکتی ہے کہ دلوا دیئے زر علیہ السلام اور زبان پر نہ لائیے دلشکن کلام۔ محبت کا خاصہ ہے "عمی الحواس عن ادراک العیوب" یعنے دوست کے عیوب آنکھون کو محسوس نہون۔ یونانی علم الاصنام مین محبت کے دیوتا کی تصویر اندھی بنائی گئی ہے۔ پس ہمارے عیوب کی جانب سے آنکھین بند

تبلیغ۔ تنظیم و تعلیم کی تحریکین

مسلمانان ہند کی صلاح اور ہندوستان مین اسلامی خدمت کے استحکام کے لئے اشد ضروری ہین۔ ان تینون تحریکون کا مشترکہ طاقتور آرگن اور اسلامی سیاسیات کا رہنما۔

روزنامہ ہمدم لکھنؤ

ہے جسکو ہر حصۂ ملک کے۔ رہنمایان قوم کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ ہمدم کی جنبون کا صیغہ خاص محنت و تلاش سے مرتب کیا جاتا ہے اور تمام صوبہ ملک کے اہم واقعات کے علاوہ دنیائے اسلام کے ضروری کوائف کا مخزن ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ ملکی و قومی معاملات مین اہل ہند و اہل اسلام کی رہنمائی اور آزادی کی منزل مقصود کی طرف متحدہ قومیت ہند کی پیشقدمی مین اعانت ہندوستانیون اور خصوصاً مسلمانون کے حقوق کی حفاظت اور اونکے دنیا کی ترجمانی ہمدم کی امتیازی خصوصیات ہین۔ چندہ سالانہ عہ ششماہی ... لئے رہنمائی علیہ اور یا ہوا رہیے۔ نمونہ اس پتہ سے طلب کیجیے۔

منیجر روزنامہ ہمدم لکھنؤ

جان بل "ابے او ریچھ کے بچے یہہ کیا حرکت ہے - ہیون ہیون - میان خچر ہین - بھیّا خچر ہین - شاباش - شاباش - میڈم تم جھاڑ پونچھ کے اوٹھ کھڑی ہو"

میڈم "ہائے نگوڑے ہتیارے - اُفوہ ناف ٹل گئی - چک آگئی - او موے خچر تجھی سے "نان بہا" لونگی"

کرینی چاہیین یہہ کیفیت قائم ہوگی تو اسی طرح۔ نسخہ مجرب ہے اور صرف ہمین جانتے ہین کہ اگر عیب بین دیدے بچشم نہوان تو کیا تدبیر کیجائے۔ بشت خاک تلبیس کا سُرمہ ہمارے پاس تیار موجود ہے جس کے دیدون مین کچھ مہینہ دین کیا کمال جو پھر آنکھ کھول کے دیکھے۔ آنکھون کا اندھا ہونا تو کوئی چیز نہین۔ اچھا بیسے کا اندھا بے بصیرت بقول علمائے دیہات) ہو جائیگا نہ خدا سوجھے گا نہ رسول نہ مکہ نہ مدینہ بس شانِ ہند شانِ ہند شانِ ہند رٹتا پھریگا۔

شانِ کی دوسری کھپا (شنی بچہ کلا) ایک اکسیر ہے جو تمام گرات وما طی کے گرد حلقہ کیے ہوئے ہے۔ اپنی سرداری، تعلیمی رہنمائی اقتصادی ترقی کے لئے غور وخوض تو آسان ہے جب ہی چاہیے چند منٹ گردن جھکائیے اور فرض سے ادا ہو جائیے ؎

خدا اسرار ازل ۔ را نتواں خواند صاف
ہر کہ عینک شد از آئینۂ زانو ہا

اب رہی جد وجہد یہہ اگرچہ ٹیڑھی کھیر ہے مگر با ہمہ کردم و شد۔ کلاہ چلے ستر بلا ٹلے۔ دینی جد وجہد تو یہہ ہے کہ ملا با ہمہ معزول شوند وجائے ایشان مگر ہم پیشوایان (امام) مسجد ہمہ برطرف۔ سجادہ نشینان ہمہ درکنار تعلیمی جد وجہد ہو چکی اور دلّی مین پھل پھول رہی ہے اگر دوبارہ مسلم یونیورسٹی پر ایک حملہ ہو گیا تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ رہ گئی اقتصادی جد وجہد تو وہ سفرولایت پر موقوف ہے ایک سفر مین اقتصادی نطفہ قائم ہوا۔ دوسرے سفر مین زچا خانہ دیکھ لینا۔

”گود کھیلے نند لال زچا رانی“

پوترے نہا بچے بنوانا قوم کا فرض ہے۔

شانِ کا تیسرا ایجنڈا ایک ایسا شعبدہ ہے جسے کوئی سمجھ نہین سکتا۔ یہہ ہماری ہی سمجھ سے تعلق رکھتا ہے ہم حجاز مبارک مین امن قائم کرنے کے لئے۔ خود تو اس طرح کرینگے کہ دُنیا کا سر پھر جائے اور کوشش یون مستحکم کرینگے کہ ٹل ہوتے چندہ مانگین گے۔ وہان راحت کا یہہ ذریعہ نکالینگے کہ دو اونٹ کے بیچ مین ہر موٹے آدمی کو لٹکا دینگے بس راحت ہی راحت ہے اور صحت کے اسباب سر دست فراہم کرنے کی ضرورت نہین ہے ترکی ڈاکٹر فرانسیسی متقر دوائین منگوا چکا ہے ہان مواصلات کے اسباب نہین ہین تو وہ بھی مشاطہ اور کٹنیون کا گروہ منظم کرنے سے بآسانی جمع ہو جائینگے۔ یہانتک کہ اگر کسی کا جی اپنی جورو کے ساتھ بوسہ پیام کو چاہے تو ہم یہہ خدمت اپنے ذمے لینگے ”حج“ مین آسانی اور فریضہ دینیہ کی ”ادائیگی“ کی دقتون کا دفع کرتا یون ممکن ہے کہ یا تو دوسرون کی تکالیف شرعیہ اپنے سر اوڑھ لینگے مثلاً کسی کا وضو تقاضائے بشریت و بواسیر سے ٹوٹ گیا تو اوسے نہ پروا کرنی چاہیئے ہمارا وضو کافی ہے۔ یا کاغذی گھوڑے دوڑائینگے رزولیوشن پاس کرائینگے۔ چونکہ فلسفۂ قانون اساسی موتمر عالم اسلام شانِ ہند کی شرح آسان نہین لہذا اسقدر انتخاب خالی اغراض کی تفصیل مین ہوا جو چند سطرون مین ہین۔ اگر آئندہ مہلت ہوئی تو باقی مجملات کیجانب توجہ کیجائیگی۔ آخر مین مسلمانون سے التماس ہے کہ اعانت ومداخلت مین زیادہ حسن ظن صرف نہ فرمائین بلکہ اگلے پچھلے واقعات پر جو کہ یقیناً حافظے کی وصلی پر منقوش ہونگے ایک سرسری نظر فرمالین۔ یہہ ضوابط ماخوذ ہین موتمر مکہ کے ضوابط سے اور استبداد کی تقویت کے لیے انہین ابھی خاصی گنجائش رکھی گئی ہے۔ نہ سمجھیے تو پوچھیئے والسلام۔

راقم:۔ فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

دنیا آجکل ایک عجیب دل لگی مین مبتلا ہے۔ اس دل لگی کا سامان جرائد پیدا کرتے ہین جنکو عجیب بات کہنے کا ویسا ہی شوق ہے جیسا کہ جہاندیدہ شخص کو جھوٹ بولنے کا۔ متحیر کرنے والی خبرون کا جب توڑا ہو جاتا ہے تو فوراً یہہ جرائد عالم ارواح سے خیالی کنکوے کا پیچ لڑانے لگتے ہین۔ غیر مشہود ارواح سے تو آنا جانا میل ملاپ شادی بیاہ رشتہ ناتا جوڑنا ایک پرانی بات ہے لیکن آجکل زار روس مقتول سے جو دانہ بدلتی ہو رہی ہے

سمن بغرض قرارداد امور تنقیح طلب

(دیکھو ضمیمہ قواعد آرڈر مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۴۹

بعدالت چودھری محمد علی صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر بارہ بنکی مقام رودولی ضلع بارہ بنکی۔

مسماۃ امت النسا بیوہ چودھری انجل حسین مرحوم نمبردار بیہ موضع بدنیہ خورد پرگنہ رودولی ساکنہ رودولی - - - - - - - - مدعی

ولی محمد خان وستار خان وغفار خان ولالتا بقال ومسماۃ صغرہ وغیرہ وغیرہ - - - - - - - - - - مدعا علیہم

بنام ستار خان ولد قاسم خان ساکن پورہ چکہ مزرعہ موضع ابروی تعالی پرگنہ رودولی۔

واضح ہو کہ مدعیہ نے تمھارے نام ایک نالش بابت بقایا مالگزاری جمعبندی کے دعویٰ کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ مارچ ۱۹۲۶ء کو وقت ۱۰ بجے دن بمقام قصبہ رودولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ کی کرو۔ اور بہ آگاہ رہو کہ یہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہون کو جنکی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جواب دعویٰ کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۹ ماہ مارچ ۱۹۲۶ء جاری کیا گیا

دستخط حاکم — آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم
بخط انگریزی

(مہر عدالت)

شری جپ جی صاحب کا منظوم اردو ترجمہ

قدامے ملت مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر روزنامہ اخبار سیاست نے مواحد اعظم واجب العزت اور بہر دلعزیز مذہبی پیشوا شری بابا نانک صاحب کی مشہور معروف تصنیف شری جپ جی صاحب کا عام فہم اور سلیس اردو نظم مین ترجمہ فرما کر مسلمانان ہند پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ سلاست زبان اور شاعری کے لحاظ سے ترجمہ پر ہندوستان کے اساتذہ شعرائے نامدار نے مہر توثیق ثبت فرمائی ہے اور سکھ پنتھ کی واحد کری نمائندہ جماعت شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر نے پانچسو نسخے خرید کر اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا ہے کہ کتاب مذکور اپنے محاسن کے لحاظ سے ایک نادر ترین تحفہ ہے۔

ہزہائینس شری حضور مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ بالقابہ نے ترجمہ مذکور کو ملاحظہ فرما کر ایک ہزار روپیہ کا گرانقدر انعام فاضل مصنف کو عطا فرما کر اپنی علمی دوستی اور مذہبی عقیدت کا ثبوت دیا اور ریاست کے تعلیمی نصاب مین کتاب مذکور کو داخل کرنے کے احکام صادر فرمائے۔

ریاست کپورتھلہ کے نصاب تعلیم مین یہ کتاب داخل ہونے والی ہے اور ریاست مذکور اب تک اس کتاب کے پانچسو نسخے خرید کر چکی ہے۔ جناب سردار دھرم سنگھ صاحب رئیس اعظم ریاست دھول پور نے کتاب کو علمی اور مذہبی لحاظ سے ایک بیش بہا اضافہ تصور فرماتے ہوئے ۵۰ جلدین خرید فرما کر مفت تقسیم فرمائین۔

علاوہ ازین ہندوستان کے بڑے بڑے نامور اصحاب اخبارات نے کتاب مذکور پر نہایت اعلیٰ خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ کتاب مین شری گرو بابا نانک صاحب اور مولانا سید حبیب کے فوٹو بھی ہین۔ کاغذ نفیس کتابت طباعت سرورق اعلیٰ قیمت صرف ایک روپیہ

عطا برادرس تاجران کتب
بیرون دہلی دروازہ لاہور

دہ بہت دلچسپ ہے۔ زار صاحب نے فرمایا کہ رجانب کا بت زار کا زندہ ہے مگر اوسکا تمام اور پتہ نشان نا پید ہے۔ اب جاسوس سکتے اس لڑکے کی تلاش مین چھوٹے گئے ہین کہ پیٹ لطف زار بیچا نہین۔ زار کی مادہ کا دماغ ابھی تک درست نہین ہے

قیس تصویر کے پردے مین بھی عریان نکلا

گذشتہ ہفتہ مین ہمارے دوست نواب حامد حسین خان صاحب رئیس لکھنؤ کے یہان ختنہ کی تقریب مین ایک دعوت ہوی۔ معارف کے بارے مین نکتہ چینی و خلوص کا فرض ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہین کہ سخت سے سخت واعظ بھی بکشادہ پیشانی الوان طعام سے مستفید ہوا۔ کسی کے تیور پر میل نہ تھا۔ نہایت ستھری صحبت تھی انتظام بھی معقول تھا۔ گانے کی بھی۔ نواڑی طولی۔ کرنب گٹھ بچھنڈا اگرچہ ترکاریون کے نام ہین۔ لیکن اس محفل مین یہ سب چیزین ناچتی نظر آئین۔ اسے اعجاز موسیقی یا نیچ بھی سمجھیے ہے

کذ وکاٹ مردنگ بجایون لوکی کاٹ چھیرا
ساگ تریان جنگل گادین ناچے بالم کھیرا

دھوم تھی کہ رانی سلطنت جہان بیگم صاحبہ کے یہان دہلی "ملکہ" گا ئینگی اسوجہ سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ میزبان کے حسن خلق نے روک ٹوک جائز نہ رکھی۔ غلام گردش اور زینہ پر ہجوم تھا۔ اس سے ایک روز قبل خاصۃ الکلام دعوت تھی۔

جالندھر سے ایک ہفتہ وار پرچہ "دلیر" نکل رہا ہے یہ اگرچہ مسلم ہاتھون مین ہے لیکن لہجہ نہایت معتدل ہے اس قسم کے پرچون کی ملک مین ہر جگہ مانگ ہونی چاہیے جو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے سرور مین خود "گرین اور دوسرے مین گرا" کہ کے دوسرون کی ٹانگین نہ کھینچین کہ وہ بھی "اڑا اڑا دھڑیم" ہوجائین۔ خاص خاص مقصود کا حاصل کرنا ہر گروہ کے لیے ضروری ہے۔ اسواسطے کہ بغیر مانگے کچھ ملتا نہین۔ مگر ہوشیاری اور اعتدال کی ضرورت پہلی شئے ہے۔ ناک پر مکھی بیٹھنے کے اندیشے سے ہمیشہ کے لیے اڈا اُڑا دینا اچھا نہین۔ اس پرچے کے ابتک ۴۸ نمبر نکل چکے ہین۔

اللہ رے بو کھلاہٹ۔ طے مراحل مین جلد بازی نے ریل موٹر ہوائی جہاز نکلوائے خبرون مین عجلت کی ضرورت نے تار برقی اور بے تار برقی (وائرلیس) کی ایجاد کرائی۔ اب سنتے ہین کہ فصلہ جلد پیدا ہونے کے ہَوکے نے ایک نیا شگوفہ چھوڑا ہے یعنی کارخانہ موٹر سازی کے مشہور "فورڈ" نے ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

کا مضحکہ بھی اوڑا دیا آپ سال مین بارہ فصلین برقی قوت کے بھروسے پر پیدا کر سکتے ہین۔ برقی مشین ۲ روز مین بڑے سے بڑے کھیت پہل چلاتی ہے ایک دن مین تخم ریزی کرتی ہے پانچ روز مین "گل کرد و شگوفہ کرد و بشگفت و برشکفت" کا عمل پورا ہو جاتا ہے۔ دو دن مین رطوبت خشک ہوتی ہے دو دن مین کٹائی پٹائی اور سائی بھرائی ڈھوائی کا مرحلہ طے ہو جاتا ہے۔ تین دن آرام لینے کے بعد پھر وہی مصروفیت۔ زمین کو اتنا جلد باز بنا دینا ضرور قابل تحسین ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اتنی پیداوار کیونکر صرف ہوگی اگر ہر خطہ زمین پر یہی اُدہم جوتا گیا۔ لہذا بہتر ہے کہ ایک مشین ایسی بھی تیار ہوجائے جو بچون کی والدہ یعنی سست رفتار بی گھر بسی کے پیٹ مین لگا دی جائے صبح پیٹ رہے اور شام تک بچہ تیار دوسرے دن "ٹی ہاؤن ٹی ہاؤن" تیسرے دن گلی ڈنڈا چوتھے دن چوک کی سیر اور بلوغ کی نمائش ہونے لگے اور پندرہ دن کی پیداوار فیاضی کے ساتھ صرف ہو۔ ادھر کھیت مین سال بھر کی پیداوار تیار ہو اودھر کھانے والے پیدا ہو جائین۔ خیال ہوتا ہے کہ اگر اسطرح زمین کا پورا خزانہ جلد بازون نے نچوڑ لیا تو شاید دو چار برس کے بعد دھرتی ماتا بانجھ ہو جائین گی اور رحم ارض کے علاج کے واسطے مریخ سے ڈاکٹر بلانے پڑین گے۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ بلوغ کے بعد جو دن بچ رہین اون کے اندر ہی اندر یہ گھنے کی نوبت نہ آئے کہ بارھوین دن "موت" کیا معنی کہ خدانخواستہ بی زمین کو دائیون کی ضرورت ہو تو بجز موت کے چارہ ہی کیا ہے۔

میر تقی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک آنکھ بطور پیشینگوئی کے تھی یہ اپنی چھکی چھلی جھینک پیا "لغشی تحقیق" اور اپنی "موت" اپنی قیس معترز کی تھی۔ بس پندرھوین دن موت آگئی تو کھیتی تمام مری نگر ہو جائیگی ہندوستانیون سے التماس ہے کہ اس مصیبت ناک مشین کا از راہ صاحبیت یہان رواج نہونے دین ورنہ "تاکر" کے ایجاد ہوتے ہوتے یورپ والے کفن کھسوٹ یہان سے ارضی قوت بھی سمیٹ لیجائینگے۔

کانگریس کی دعوت پر مین سے کچھ آزاد معزز افراد آنے والے ہین یار و انھین کیون بلایا ہے۔ کیا ڈپلومیسی کے خنجر کا گھاؤ دکھاؤ گے؟۔ اجی رہنے بھی دو ہے

نظر لگے نہ کہین اون کے زور بازو مین
اپنا حال دکھانے کے قابل نہین حیف نظر

معارف النغمات زیر خریدار جسکے حالات اخبار ہذا کے صفحہ ۱۲ پر مفصل درج ہین ملاحظہ فرمایئے قیمت حصہ اول للعہ حصہ دوم عہ

ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضروری گزارش:۔ خط و کتابت یا ترسیل زرچندہ کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایئے۔ "منیجر"

بحر امید (اوسوقت بھی جبکہ ہر طرف ناامیدی اور مایوسی کی مہیب شکل نظر آرہی ہو غسل کا قدرتی علاج مسیحائی کا کام کر جاتا ہے اور ڈوبتی ہوی کشتی حیات کو موت کے گرداب سے نکال کر آرزوؤن اور امیدون کے سرسبز کنارون پر جا لگاتا ہے بجز آگ پانی ہوا اور کسی شئے کا استعمال نہین اور وہ بھی محض بیرونی اسلیئے تمام علاجون سے کم خرچ اور بے خطر ہے اسوقت تک اس طریق علاج کی جسقدر کتب اُردو مین شائع ہوئی ہین بحر امید سب سے بہتر اور مکمل کتاب ہے اور اس کے متعلق جسقدر سرٹیفکٹ اور ریویو موصول ہوے ہین اگر ان سب کو شائع کیا جائے تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب بنجائے قیمت عہ محصول ڈاک مبلغ (۔) طب یونانی کی تعلیم اور سرٹیفکٹ حاصل کرنے کے نہایت سہل قواعد مفت طلب کیجیے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ انٹرنیشنل ہومیوپیتھک انسٹی ٹیوٹ میرٹھ

رجسٹرڈ نمبر اے ۴۳
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُن کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی لگائی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار مین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
صباحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERD. NO. A.783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
ARISTOTLES
OUDH PUNCH
LUCKNOW 1927 WEEKLY
جلد ۱۲ دوازدہم
M.B. KHAN ARTIST
DOGAWAN LUCKNOW.

جلد ۱۲ نمبر ۱۱

مضامین غیر

(جمعہ ۱۸ - مارچ ۱۹۲۷ء)

رباعیات ہولی

"چینی رنگ"

آیا تھا بسنت چین کی جنگ کے ساتھ — یورپ اور ایشیا کے تمت جنگ کیساتھ
صد شکر کہ اوسکے دل کی دل ہی مین رہی — ہولی آئی سرود اور چنگ کیساتھ

ہولی سے نچ رہی ہے ہر سو مردنگ — دکھلائے گا کیا رنگ زمانہ کا ڈھنگ
فوجین ہر سمت سے چلی جاتی ہین — جنرل چن آجکل بہت ہین دلتنگ

بہونچی ہین چین مین جو افواج فرنگ — ایسا نہو ہو جائے کہین رنگ مین بھنگ
پینک سے چونک اٹھی ہے چینی خلقت — بپھرے ہین بری طرح سے چینی سرہنگ

ہولی مین بھی کیا رنگ بسنتی چھایا — جنگی کرتا جو چینیون نے گایا
ہے زور رون پہ زرد قوم کی اب شوخی — ہر اک کو چنبیلی سے ہے گیندا بھایا

ہے ڈانواڈول آجکل چینی تخت — لوگون کی زبان پر ہے سنگ آمد سخت
کہتے ہین محبان وطن چین کے یون — ہنگام مدد ہے یا نصیب دیا بخت

غیرت نے دلایا یاد جب نام و ننگ — چنیا بیگم سے ہو گیا چین دل تنگ
وہ راز و نیاز کی نہین اب باتین — پہلے تھی کچھ اور اب ہے کچھ اور امنگ

چادر تھی زرد اسپہ بوٹی تھی سفید — کھلتا نہین کیا وجہ ہے اب اسکا بھید
جو پھر سے چڑھا رنگ بسنتی اسپر — اور چاہتے ہین رنگ رہے یہ جاوید

ہونے والا ہے چین بھی کام نہنگ — سرعت کے ساتھ ہین جو سامان جنگ
بحر اصفر مین آنہ جائے طوفان — تیزی سے چل رہی ہے اب باد فرنگ

نارنجی ہو رہا ہے جو زرد تھا رنگ — شرنگے سے دوستی کی لیتا ہے ترنگ
یا یون کہیے کہ فرنگے پر زین ہے سرخ — یا یون کہ کسا گیا ہے شفتالوی تنگ

وہ بت چین کہتے تھے جسکو کرانگ — ہر وقت کیا کرتی تھی جو عذر لنگ
عشاق اسپر نہ کیون ہون قربان دل سے — کس درجہ ہو رہی ہے وہ شوخ اور شنگ

چھوڑی افیون تو نرالا ہے ڈھنگ — پینک کی موج سے اٹھی اور ترنگ
وہ بھی دیکھا تو دیکھنا ہے یہ بھی — یعنی دکھلائے جو جہان کا نیرنگ

کھیلے گا چین دیکھین کیسی ہولی — آئی یورپ سے ہے بہن منہ بولی
باتون باتون مین بڑھ نہ جائے جھگڑا — کیا قمقمہ کے بدلے چلے گی گولی؟

ہندوستانی رنگ

گلشن مین نفاق کی ہے کیسی بھرمار — ہر وقت ہوا کرتی ہے جوتی پیزار
باہم لڑتے ہین سب جوانان چمن — آتی ہے عجب طرح کی نظرون مین بہار

ہو سکتا ہے اس سے کسکو حضرت انکار — ہر اک بنتا ہے اس چمن کا سردار
خواہش ہے کہ بول بالا اپنا ہی رہے — ہین فکر مین اپنی اپنی سب لیل و نہار

بلبل کی ہوئی زاغ و زغن سے تکرار — نفرت کا کر رہا ہے ہر اک اظہار
ہو جائے نہ اب خون خرابا یا رب — اس فصل مین چل جائے نہ باہم منقار

یہ لوگ تو آپس مین کٹے مرتے ہین — انکی کھیتی مگر گدھے چرتے ہین
کھانے سے گدھون کے ہے یاپ نہ چین — ہان انکی حماریت سے ہم ڈرتے ہین

دو در پہ لڑین تو تیسرے کو ہے مزا — محروم ہین گھر سے ہو گئی ہے یہ سزا
کیون کرتے ہو لڑ لڑ کے گھر اپنا برباد — ہے صلح کی خیر جنگ کی شر ہے جزا

یارو تہذیب کی نہ کاٹو تم جڑ — کوشش یہ ہو کہ خوب جائے یہ گڑ
ہندی تہذیب سب پہ غالب آئے — قومی مجذوب کی ہو پوری یہ بڑ

ہولی کے شہ کی تاج پوشی ہو گی — تہذیب کی خوب کان گوشی ہو گی (گوشمالی)
ارراراکر ایک سمت گائین گے کبیر — اور دوسری جانب سے خموشی ہو گی

بدعت ہو گی کسی کی چولی کے ساتھ — آفت آئیگی اسپہ ہولی کے ساتھ
بدمست ہین نغمہ سے زبان پر ہے کبیر — آتے ہین رند اپنی ٹولی کے ساتھ

اک سال کے بعد آئی ہے پھر ہولی | چھوڑ دو سب دشمنی بنو ہمجولی کو
کچھ ایسے رنگ مین نہاؤ تم سب | اک ملک ہے اک زبان ہو اک بولی

اے بھائیو کیون عقل گئی ہے ماری | غفلت کیون اتنی ہو گئی ہے طاری
ٹھنڈا کرو جوش فہم سے لو کچھ کام | سُن لو کہتے ہین کچھ میان انصاری

طاقت کیون کھو رہے ہو تم اپنی ہائے
بس ہو چکی یہ جنگ مسجد اور گھاٹ
جو کچھ ہونا تھا ہو چکا صبر کرو
ہولی پر اب گلے ملو ہو جائے

ہندی ندیم

تقویم نوروز عالم افروز

الحمد للہ کہ ہوائے خوش نوروش
باز آمد و از جور زمستان برسیدیم

چاہے ہم ہون یا نہون مگر یقین ہے کہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۷ء کو خورشید جہان تاب کا زرین گیند لڑھکتا ہوا پھر ایک مرتبہ نقطۂ اعتدال پر پہنچ جائیگا۔ یہی ہمیشہ ہوا اور یہی ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات۔ ہر ایک گھٹا کو بڑھاؤ آسمانی کھینچا تانی کی بدولت گھٹ بڑھ کے برابر ہو جائیگا گھٹ کے نہ بڑھیگی تو انسانی زندگانی۔ مگر کوتاہی عمر کی شکایت کرتے ہین بیوقوف اجواد ضلاع زمانہ سے واقف نہین۔ یارو شکایت کیسی؟ بر طبق قرارداد اگر اہل ختانے جو ہے۔ بیل۔ چیتے۔ خرگوش۔ مگرمچھ۔ سانپ گھوڑے۔ بکری۔ بندر۔ مرغے۔ کتے۔ سور کے نام پر سال کا نام رکھا اور اس بارہ گرہ کے گوسفند عمر کی پیمائش کرنے لگے تو یہ محل شکایت نہین۔ چوہا مرا تو بہتر۔ بیل بدھیا ہوا تو مناسب۔ چیتا شکار اجل ہوا تو شکر۔ خرگوش کے کان کٹے تو بہت خوب۔ عمر ہے ناک نہین ہے جسکے کٹنے پر کوئی شریف شکوہ کرتے شرمائے یا افسوس کرے ؎

القصہ غم مدار کہ در وسط شش جہت | خوش باش جنگلی بہ از خار کہ وسط جہت

یہ کیا کم ہے کہ فصل ایزدی و تائید ربانی سے آسمانی لحاف توشک کمل رزائی شنلو کے مرزائی کنٹوپ لبادے بچھادر و کرشلجھسٹر جرزی سویٹر کے بار عظیم سے تن نازک نے نجات پائی۔ خزان کا دور ختم ہوا خون مین روانی آئی۔ عمر گھٹی تو گھٹی۔ سختی تو کٹی۔ پشمینہ پوشون کے مقابلے مین جو دُن بھری گھنڈی ہین کے بیٹھے کی جیب تو بچی۔ انگیٹھی کے عذاب ناری سے تو نجات ملی۔ دُشمن کی ہمسائگی سے تو پیچھا چھوٹا۔ فالج ذات الریہ ذات الجنب کا اندیشہ تو دور ہوا۔

بہر حال دورۂ اثنا عشریہ ختائیہ کے ایکسو ۲۲ یا ستھوین دور کا یہ چوتھا سال ہے۔ اسکا نام توشقان ایل ہے۔ نصف جارخ است (یعنی) آٹھ بجے شب کو ... کے بعد تحویل آفتاب حمل مین ہو گی اور اس طرح آسمانی زوالوجیکل گارڈن مین تین جانورون کا عجیب و غریب اجتماع ہو جائیگا۔ خرگوش کی جست و خیز۔ گئی کی بھون بھون مینڈھے کی ٹکر کا مقابلہ یکطرفہ ہوگا۔ آثار خیالی کیسے؟ عقلی و تحقیقی درج ذیل ہین۔

نباتاتی چھپا

در فصل بہار ہر گل تر شگفد | ہر غنچہ بشاخ خویشتن بر شگفد
این غنچۂ نو عجب شگفتن دارد | کز گلبن خود بشاخ دیگر شگفد

ددّ جھجو پھلے بھئی جھجو پھلے۔ جھجو کی ٹہنی جھوم پڑے۔ گودی بھرے گود وال بھرے میکا بھرے سسرال بھرے۔ مین کھاؤن میرا اپنا کھائے۔ خدام الحرمین جل بھن جائے۔

ازبسکہ نام سال کا خرگوش ہے لہذا احماقت کا ہر طرف دور دورہ ہوگا۔ کان بڑھینگے عقل گھٹے گی۔ سُنی سُنائی باتون پر عمل زیادہ ہوگا۔ بزدلی اور جُبن مین ترقی ہوگی۔ پتا کھڑکا بندہ بھڑکا۔ عورتین سال مین بارہ جھول نکالینگی۔ دہ کل بل کچ بچ ہوگی کہ ہا لگر کسی کے حواس بجا نہ رہین گے۔ تومی

سرگرمی غرانے لگیگی۔ لیڈر گھانس کھائینگے۔ میدان خالی پائینگے تو قلابازیان لگائینگے خطبے کی جگہ سامنے سے ٹل جائینگے۔ بل ڈھونڈھینگے زمین کھودینگے۔ دولتیان جھاڑینگے ہر جنبش مین بیگنیان نچھاور کرینگے۔ بادی بواسیر کا مرض عام ہوگا۔ اڈیٹرون کے قلم کا غذ پہ صدا ہائے بے معنی لگانے لگیگے کونسل کے ممبرون اور لیڈرون کی زبانون مین بواسیریت حلول کریگی۔ غیر مفہوم الفاظ کی بھیڑ نکلیگی سننے والے کچھ نہ سمجھینگے پھر بھی وادم مچا جھلیگے۔ شگافتہ ہونٹون کی حرکت پر اس طرح ناچینگے جیسے کٹھ پتلی کے الاپچا بیگ ڈورے کی ٹھمکیون پر ناچتے ہین۔

اور آیت کی چاخ (ساعت) کا یہہ ثمر ہوگا کہ گتے خصی مین مبتلا ہر پنشر ہوگا یعنے اگر کسی کام سے اتصال ہو تو پیچھا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو۔ بے مارے کی توبہ تلا۔ شہ پلی نکلے نہ پلا۔ تمام دنیا شب بیدار۔ عابد شب زندہ دار۔ کوکر دھانس مین مبتلا ہو شیطان دکھائی دے۔ اپنی قوم کی دشمن ہو دیکھتے ہی جھپٹے چکت لگائے۔ دوسرون کے ساتھ بشرط صحت دماغ وفادار رہے مگر باؤلا ہو جانے پر مزا چکھائے اپنا ہی سا کر دکھائے۔ خارش کے مرض کی زیادتی ہو۔ خفیہ پولیس کے ملازم بوشناسی کے ماہر ہون سونگھ کے مجرم پہچانین لیکن کسی سے ٹکرا مل جائے تو احسان مانین۔ حاکمون مین بھنبھوڑ کھانے کی عادت بڑھے۔ سپتے بھنور کلی کی ہر شئے ضرورت ہو۔ رنڈیون کی پودہ بڑھے تماشبینون کی فوج ساتھ چلے۔ ہر نر یادہ پرستی اختیار کرے "تم کی جگہ تو ہو"۔ غراتی ہوئی گفتگو ہو۔

سرکاری نوکریون پر ہڈیون کا اطلاق ہو سر بازار نمائش تیزی دندان کے بعد فراق ہو "لینا شیرا" کی آواز پر کان کھڑے ہون آویزش پر آمادہ چھوٹے بڑے ہون۔ شکار کا شوق خاص و عام کو ہو مگر گوشت مالک کا حق ہو اور چھیچھڑے اپنے پالے پڑین۔ گوشت پر دانت لگائین تو جان کے لالے پڑین۔ اسی سنگ سیرتی مین برج حمل کی خاصیتین بھی ظاہر ہون۔ ٹکر پر ٹکر پڑے۔ چند با مضبوط نہو تو پھکڑ لڑے۔ پچھلا دھڑ بے سکت ہو۔ کوئی دم تھام لے تو بڑی گت ہو۔ اڑن کتر کے سمندر پار جائے۔ چمڑی اور دھڑ کے پائے نازک کا بوسہ پا کے قربانی تو قسمت ہی مین لکھی ہے آخر ؎

یہہ غضب کا ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

بھین بھین کہنے کی نوبت آلے۔ گناہ کرے کوئی کفارے کی چیل کسی کے سر پہ منڈلائے۔

یہہ تو ہوی عام حالت۔ اب مختلف ممالک کا ذکر تہ کر رکھیے حضرت ہندوستان جنت نشان کی جنم کنڈلی یا زائچہ سنیے۔

موسم۔ گرمیون مین گرمی معلوم ہو۔ جاڑون مین سردی ستائے۔ برسات مین سیلن ہو مچھرون کھٹملون۔ کیڑون کی فوج بھر آجائے۔ ٹھنڈی اور گرم دو طرح کی لوین چلے کبھی خاک اڑے کبھی کیچڑ ہو۔ مکان گرنے سے دھڑ پڑ ہو۔ امیر فرح بخش کوٹھیون مین رہین۔ غریبون کو ثابت جھونپڑا بھی نہ ملے گرمی سردی برسات کا دکھ سہین۔

صحت۔ نام بڑا درشن تھوڑے۔ کام تھوڑا اہتمام بہت انجام نہ خاک اتے نہ خاک پتے مریضون سے زیادہ ڈاکٹر پیدا ہون پھر بھی چل چلاؤ کا بازار گرم رہے۔ خدا گنج کے مسافر رو کے نہ رکین۔ کامیاب آپریشن بہتون کو ہمیشہ کے لیے سکھ نیند سلائے۔ نئے نئے طریقہ ہائے علاج کا رواج ہو مگر بھوک کا نہ علاج۔ معدے کا غار خالی رہے مسلط خستہ حالی رہے جسم مین خون کی بوند نہو پھر بھی نچوڑنے کا عمل جاری۔ انجکشن کی پچکاری پر پچکاری۔ ولایت سے ایک نیا ڈاکٹر آئے۔ بھوک کے غدود معدے سے نکالے ہوا بھگائے۔ ناؤ مین دھول اڑائے۔ دوا پر قناعت ہو۔ غذا سے یکقلم دست برداری۔ بچون مین کھیل کود کی بیماری زیادہ ہو۔ مٹھائی مانگین ناداری گھر کبان کھلوائے۔ غرہ وسلخ عیش تلخی بلی گھر بسی پر عموماً نخرے کا فالج گرے۔ غمزے کی شمشیر کرے۔ تعلیم یافتہ عورتون کو رجولیت کا شوق ہو ؎

شب اول عروس نر گردد

کے واقعات بہم ہون۔ مردانے فیشن کا روگ اتنا پھیلے کہ سینہ پر گوشت ناگوار ہو۔ جدھر دیکھیے اجوائن کے تھیلے زیر پیرہن نظر آئین سختی سے نفرت نزہت سے رغبت بڑہ نے شاعرون کا یہہ سراپا قابل نفرت ؎

سوہن موہن من ہرن کنچن برن اڈول
کرٹے کرارے چیکنے اونچے گورے گول

ادبلے ہوے بیگنون سے مہانداری کی بینو آراستہ۔ نہ انار مین فالسے کا پیوند نہ سنگترے پر بھونرے کا اڈا۔ یہہ ذوق اتنا بڑھے کہ ابھار کی سرکشی پر دست تعدی دراز ہو۔ ملیدہ پینڈی کی صورت نہ اختیار کرنے پائے بن پانی کی ہرنی بن جائے۔ ڈھیلی ڈھالی باڈی مین چھپکلیان اچھلتی رہین۔ ٹیلا سپاٹ ہو کے گومڑا نبے۔ تونبی لاغر ہو کے باتسلی ہو جائے۔ راہرو نظر کہین ٹھوکر نہ کھائے۔ نگاہ تکیہ اور چھلنے مین فرق نظر نہ آئے۔ عشاق کو اس فرمائش کا موقع

حکم قرارداد دیوالیہ

عدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری مقام لکھیم پور۔

مقدمہ متفرقات نمبری ۲۹ سنہ ۱۹۲۶ء درخواست دیوالیہ دربارہ دیوانگی قدرت اللہ ولد حمایت اللہ شیخ ساکن لکھیم پور محلہ نہر برن گنج پرگنہ و ضلع کھیری۔

بنام۔ رامچرن ورگھوبر مہاجنان۔

چونکہ بمقدمہ بالا مسمے قدرت اللہ دیوالیہ بتاریخ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۲۷ء قرار دیا جا چکا ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء حاضر عدالت ہوا ہو کر دستاویزات ثبوت قرضہ پیش کرو یا جو کچھ عذر ہو پیش کرو در صورت عدم حاضری حسب ضابطہ عمل در آمد ہوگا۔ المرقوم ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

نہ ملے ؎

انکھیں دکھلاتے ہو جوبن بھی دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

ناشپاتی فالودے کا روپ بدلے۔ دیہاتی کہین۔

"تانے مورے کرم جان لیجو ڈو دہین نرم"

اسکے ساتھ ہی چوٹی پر قینچی چلے۔ طائر دل عشاق کا گھونسلا اوجاڑ ہو۔ سر جھاڑ منہ پہاڑ ہو۔ بالون کی درازی زمانۂ جاہلیت کی علامت ٹھہرے۔ سر کی بلا بغلون مین گھسے لینے بغلون کے تالاب مین سوار کے جھنڈ قابل ستایش لائق نمائش ہون۔ بغلین جھانکنے والے اوسی مین مصروف ستائش ہون۔ پٹی کوٹ اور لنگا گھٹتے گھٹتے سمٹتے گھنگریا اور گھنگریا سے جانگھیا ہو جاے۔ کفایت شعاری ستر عورت پر فتح پائے۔ کچھ دنون مین بہ تقلید ولایت ستر پوشی کا مرض بھی دفع ہو۔ پوشاک کے سودے مین فقو صاحب کو نفع ہو۔ دُنیا حمام ہو جس مین سب ننگے دکھائی دین۔

فیشن کی اس نمایان ترقی پر جو نا ظرات کو اکب فراست سے ظاہر ہوی ہے پیشین گوئی کیجا سکتی ہے کہ مشینین کیسی غریب گاندھی جی کے چرخے کی مال بھی ٹوٹے۔ برہنگی کپڑے پھاڑ کے پھوٹے "نہ آگے نتا نہ پیچھے پتا۔ بی بی ہوئین البتہ" امیر غریب ایک ہی لباس مین ملبّس ہون نہ دوشالہ رہے نہ کمل نہ گزی رہے نہ مخمل۔ ایک جنس کی جنس چیتھڑون سے بیزار ہو۔ پردے وردے نقاب سقاب مقنع چادر کا آزار صرف مردون کے گلے کا ہار رہو۔

پیداوار۔ رشوت کی کھیتی خوب سرسبز ہو لہلہائے۔ دور خزان سے محفوظ رہے۔ دھربکڑ یا سراغرسان گن کے دکھو نہ سہے۔ ذمہ دار حاکمون کی آنکھون مین سرسون پھولے۔ رشوت خوار اُچکے کودے شکارے کوسے۔ اہل معاملہ کی کشت اُمید جھلس کے رہ جائے دانہ کبھی نہ اُگے اور اُگے تو گدھے چر جائین گھر والے فاقون مر جائین۔ شکایت کرین تو اولٹے دھرے جائین۔ رشوت خوار مونچھون پر تاؤ دین مزے اُڑائین۔ خدا اِن کا درخت پھر سے ہرا بھرا ہو۔ وہی میوے کھائے جو اوسکا رسی مین کھرا ہو۔ پھوٹ کی بیل بڑھے۔

منڈھے چڑھے۔ زقمہائے نفاق کا انگور رسیلے ہندو مسلم اور مسلم ہندو کے مقابلے پر ڈٹے کیون ولایت جائین۔ لوگ بیوے کے پھنکے لگائین کل اکال کا فرق محسوس نہو۔ امتیاز مسعود و منحوس نہو۔ جیسے سوکھے ساون ویسے ہرے بھادون نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔ خالی پھوڑین اُٹھ اُڑ جاے بوٹ پیدا بھی ہو چلے بھی خوب مگر چند یا کی خیر ہو۔ اگرچہ حالت غیر ہو۔ شجرہ خبیثہ بار لائے۔ شجر طیبہ کی جڑ گھن کھائے۔ رس بھری کے پیڑ مین اندراین کا پھل نکلے۔ تماشا دیکھنے ہر ایک ولایتی محقق اُٹھ کھڑا ہو چل نکلے۔ اوسر مین ہل چلانے کی اوپر سے تاکید ہو۔ تضیع وقت کے بعد بانون پر نعرہ ہل من مزید ہو شہیدی ترا زمین خون پانی ایک کرنے کا ثبوت ہو ہر نخل تابوت ہو شستی ستی ہوشیاری مستی رہے بلندی پستی ویرانی بستی ہے پولیٹکل حالت۔ واہ واہ ادھر دیکھو خوشوقتی اُودھر دیکھو خوشوقتی بھانڈون کے گھوڑے گنے کے کھیت مین سوار سمیت بیٹھے رہتے ہین کونسلون کے رزولیوشن پیش ہون کچھ پاس ہون کچھ فیل ہون کچھ واپس اللہ بس باقی ہوس چین چین جیب تھیلے کے اندر۔ نہ بکری رہے نہ بندر۔ سلوی اوچھل کود گوز شتر لکد خر۔ تقریر ز در دار عمل ہیچ اپنی بات منوانے کی خواہش۔ دانت کٹکٹائین جھلائین۔ سرٹیفکیشن کی بھپکی سنتے ہی سست مارین شرمائین "آنریبل ممبر" کا اعزاز بند قبا توڑے۔ سرکاری ممبرون سے رشتہ جوڑے۔ سو بسہ نیس یا چودہ بنس شرح مبادلت پر گلنپ کافی ہو مگر ایجٹیشن پر ثبات قدم دیوانے کی صرافی ہو۔ کونسل چیمبر مین جوش گھر بیٹھتے ہی ہر ایک خاموش ہو۔ جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے بدیس۔ لینے گئے دوشالہ کھو آئے کھیس۔

تلسی { پانی ملے نہ آپ کو اور پلادین پنیر
اپنا من نسچل نہین اور بندھا دین دھیر

بات مُنہ سے نکلی پرائی ہوی اب چین ہے آرام ہے آئندہ سشن تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کام ہے ؎ یارزاق تیرا ہی آسرا ہے ؎

اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام
داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام

معدۂ ہند کو معمولی شکایت قراقر ہو۔ تو فوراً کمیشن کا تقرر ہو۔ ولایت سے نسخۂ نمک سلیمانی آئے تو باد مخالف نکلنے کی راہ پائے۔ ایک باد مخالف پر کرورون روپیہ اُڑین پھر بھی درد سے نجات نہو پڑے لتے چھوٹتے رہین اور شب برات نہو۔ ۱۹۲۷ء ایک "ضرطۂ بن بجشن" کی دعا مانگین ہاتھ اوٹھالین۔ باب اجابت وا ہو۔ اوس پر بھی طالع کی خوبی سے امید ہے کہ مطلب ہوا ہو۔ اصلاحات (ریفارم) کی آڑ مین حکومتی بار مفاسد پبلک کے نائبون کے سر پر لدین گردن ہلانے کی مہلت نہ دین ؎

دست تہی حاصل دُنیا لیس ست
سود سفر آبلہ پا بس است

خلاف اختلاف کے وقت میان جان بلّی تھیلے مین نکالین کو آپریشن۔ اخلاص۔ وفاداری کی شہتیر کاوبالا دبین

نکنی قطع محبت بہ شکایت از دوست
شکل مقراض بود در گلہ لب وا کردن

قومی نائب اکرمین پرلے مال پر سخاوت کے جوہر دکھائین۔ بے نیازی کا دامن پکڑین اور فرمائین ؎

پیش ہا چیزے گرفتن با توکل دشمنی است
بس بود کز دوستان گاہے خبر باید گرفت۔

طویلے مین لتیاؤکی بدولت قوم مین یکسوئی نہو۔ ہلڑ ہنگامہ بہانۂ نجات ہو لیڈرون کے کردار کی عیب جوئی نہو۔ غرض جو سنہ ۱۹۲۶ء مین ہے وہی سنہ ۱۹۲۷ مین برقرار ہے ملک پر شیطان کی مار سوار رہے ؎

نہ پرواز فنا بخشد نجاتے
نہ بر ملکِ بقا باشد براتے

میان این و آن درماندہ باشید
ازان سو ماندہ زین سو راندہ باشید

قومی لیڈر دھون دھون آگے مارتے پیچھے سنوار ہو۔ کوا گہار ہو۔ انجمنون کی لم پھوٹے۔ پارٹیون کا سوتا بہے نہ اور کی سنے نہ اپنی کہے۔ ہائے چندا ہائے چندا کی پکار سے گوش زمانہ کر ہو۔ طمطراق ہو کر و فر ہو۔ انتہا کی غرّش اور غرفش ہو مگر نتیجہ تائین تائین فش ہو۔

گھونٹ کا جواب دھم اور دھم کا جواب گپ چپ

شیر: ریکھوں جی تم بہت گستاخ ہو گئے ہو۔ تمہاری یہ دل لگی اچھی نہیں۔ ہر وقت ہماری بدی کرتے ہو۔ دشمنوں کو مدد پہونچاتے ہو۔ جون ۱۹۲۱ء کا معاہدہ یاد کرو" (۲۳ فروری ۱۹۲۷ء)۔

ریچھ: پھر خوب کرتے ہیں اچھا کیے میں تمہارا اجارہ ہے۔ برکن ہیڈ، ونسٹن چرچل اور دوسرے مفتنوں نے جو ہماری بدیاں کرنے کا دستور مقرر کیا ہے وہ کچھ نہیں!

اجی اینٹ کا جواب پتھر تو ہئی" (۲۸ فروری ۱۹۲۷ء)۔

شیر: جا بے تیری خاطر کرتا ہوں گستاخ کہیں کا تیری باتوں کا جواب کون دے" (آسٹن چیمبرلین)

چین: ہاں بھئی سچ پتلی گردن کے تو ہم ہیں"

یگ سوسائٹی انجمن سبھا پارٹی جمعیت ایسوسی ایشن کی نمائش ہو۔ فق سے آواز آئے جب ابھرنے کی کوشش ہو سے
فنا کی ہوئے سر کشان تر دامن
ابھر چلے تھے کہ بس خاک میں جا بیٹھے
امن سے آتے آتے طبیعت تک کو ہر بیٹھا اور ٹوٹ جائیے کا حاصل جھوٹے کو ٹلون کی آگ ہو۔ بڑھیا کا صدقہ باسی ساگ ہو۔ جفت ہونے کی ہوس میں ایک طاق عدد دوسرے طاق سے ہم آغوش ہو کر تقسیم ناگزیر ہو پھر طاق کا طاق ہی رہے۔ زود آشنائی و زود رنجی کا مآل افتراق ہی رہے۔ نہ تعلیم میں بھد رنگ ہو نہ تربیت میں برکت۔ جدھر دیکھو ادھر حماقت۔ سنگھٹن اور تنظیم کی رٹ۔ شدھی اور تبلیغ کی رٹ۔ ایک کہے سینے شہر بھر کو ہندو بنایا دوسرا کہے سینے تمام صوبہ کو آتو بنایا مگر نہ شدھی کیا ہوا ہندو نظر آئے نہ تبلیغ کا الو۔ خبریں سن سن کے عوام کا ہوش اڑے جوش بڑھے۔ خون کھولے ناک بھون چڑھے۔ عداوت و رشک کا زخم کبھی نہ بھرے۔ مولوی بدھو کہیں اب ہندوستان میں ایک ہندو نہیں سب بفضل تبلیغ و برخلاف مشیت قانون قدرت مجبوراً مسلمان ہو گئے۔ پنڈت جھوٹا نند فرمائیں شدھی کی دیا سے جگ میں ایک ملکش ترک نہیں سب ہندو دھرم میں پراجمان ہو گئے۔ تنظیم اپنا معجزہ دکھائے کہ یہ دیکھو پیٹ سے نکلے ہوئے کدو دانون کی طرح دُم سے منہ اور منہ سے دُم متصل ہے ایک بھی فرد ایسا نہیں جو اس سلک سے جدا ہو۔ سنگھٹن یون تعلی کی لے کہ لنکا تک لنگورون کی دُمون کا پل بندھا ہے اب کوئی فرد ایسا نہیں جو اس دُم کی الگنی میں نہ لٹکا ہو۔ ہر گروہ کی طرف سے ایک یا چند پرچے جاری ہوں اپنی بڑھتی مانئیں اور یون نفاق پھیلائیں کوئی اپنے گروہ کی غلطیون کی اصلاح نہ کرے۔ بوڑھون سے لیکے اسکولی بچے تک متعصبانہ خیالات سے متاثر ہون۔ آپس میں لپاڈگی پر ہر وقت مستعد حاضر ہون۔ اتم ذات کے ہندو نیچ ذات کو دھوکے دین نیچ ذات کے لوگ اپنی برادری کو ہٹو کے رین۔ یون بھی تنی تنا ہو دون بھی ٹھنی ٹھنا ہو۔ پیشہ ورون کی روزی میں خلل پڑے۔ صناعون کا دیوالا نکل پڑے۔

باقی آئندہ اسلئے کہ ابھی بہت کچھ لکھنا ہے۔

راقم صادق المقال خیر آل۔ رتال

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"قسمت کے کھیل"

معزول شاہ ایران پیرس میں عطر تیل بیچتے ہیں سابق ولیعہد جرمنی کے بارے میں سنا ہے کہ سینما میں شاہزادہ ویر نجن کا روپ بھر کے دس ہزار پونڈ کمائینگے۔ وقتی سہ

بندر کے نچانے میں کھو گیا ہے زبونی
روٹی تو کما کھائے کسی طرح مچھندر

ایک زمانہ وہ تھا کہ شاہجہان بادشاہ مرحوم نے بحالت عزل لڑکے پڑھانے کی خدمت اپنے ذمہ لی تھی جسمیں ایک طرح کی حکومت بھی تھی اور بخشش و انعام کی قدرت بھی۔ یعنی نقد دینے کو نہ تھا تو جوہر علم کا لنگر جاری تھا۔ اب باوجود شاہزادگی و شاہی ضبط شرافت بازار دماغ سے ناپید ہو گئی ہے۔ سوجھتا بھی ہے تو مبتذل پیشہ۔

داغ نکاحی

ایک ظریف صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح کا رجسٹریشن اگر ناراضی کا باعث ہے تو کوئی دوسری تدبیر نکالنی چاہیے۔ کیا معنی کہ زوجیت سے انکار۔ اور حرامی حلالی کی تکرار۔ مقدمہ بازی کی بھرمار کا سد باب ضروری ہے لہٰذا وہ تجویز فرماتے ہیں کہ جس طرح توپ خانے کے گھوڑے داغے جاتے ہیں اسی طرح ناکح و منکوحہ کے داغنے کا ایک محکمہ بنا دیا جائے۔ بیگم صاحب کی پیشانی پر شوہر کا نام اور نواب صاحب کے چوتڑ پر بیگم صاحب کا اسم گرامی مع دستخط وکیل منقوش ہو۔ یہہ دلچسپ داغ کوئی مرحلہ عظیم نہیں۔ بس لوہا گرم کیا اور جیب سے دائمی سوزش کی داغ بیل ڈالی دی۔ آخر اگلے زمانے میں عاشق و معشوق چھلے کا گل کھاتے تھے یا نہیں۔ لگے ہاتھون ولایت میں داغیدن متنائمین کا ایک کارخانہ یا مدرسہ ابھی سے کھلوا دینا چاہیئے تاکہ ماہر داغ شناسی بآسانی دستیاب ہو سکین یا پولیس ٹریننگ میں جہان ٹھپے (انگوٹھے) کا نشان

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
REGISTERD. NO. A.783
UCKNOW 1925 WEEKLY
جلد ۱۲ دوازدہم
जीलद न: १२
M.B KHAN ARTIST
DOSAWAN LUCKNOW.

جلد ۱۲ مضامین غیر نمبر ۱۲
(جمعہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۷ء)

غـــزل

از جنین نظم حکیم ابو الليث محمد مسیح ارادت اللہ انصاری فرنگی محلی لکھنوی وغیرہ وغیرہ

کون خواب ناز سے اوٹھا یہہ برا تا ہوا
اور اک تازہ زمین پر آسمان پیدا ہوا

اُلفتِ شیرین کا جب فرہاد کو سودا ہوا
ضرب تیشے کی ہر پتھر سے شکر پارا ہوا

مُنہ سے "پک" کر کے جو پھونکا طاق حیرت کا چراغ
اس طرح کا جل اُڑا منہ اسکا سب کالا ہوا

حسن کی بلی سے بھاگے تو پھر آفت پے
عشق کا طوطا جناب دل کا ہے پالا ہوا

تھئی تا تھئی کرتے ہوئے عاشق تھرکتے آتے ہین
سنتے ہین جلوہ دکھانے پردہ آمادہ ہوا

اب خدا ہی ہے سائے جو قفس مین جسم زار
سُن کے آمد فصل گل کی پھول کر کپّا ہوا

عشق کا دل سے علاقہ ہے تو ہے زار و نزار
تن ہے قربانی کا دُنبا اس لیے موٹا ہوا

سوچ تھے صحرا کے دامن کی بنائین گے عبا
عشق کے خیاط نے ناپا تو اک کرتا ہوا

بجھ گیا شام اودہ صبح بنارس کا چراغ
مصر کا بازار جس دن سے یہہ کلکتا ہوا

گالیان کھاتے ہین سہتے ہین مگر ہٹتے نہین
جان آفت مین ہے جب سے دید کا لپکا ہوا

بے ستون پر رہ گیا فرہاد بس سہلا کے سر
مانع شوریدگی اک عشق کا چانٹا ہوا

...ن کا شوربا امید کا یخنی پلاؤ
خوب کھا پی کر ترا بیمار سٹنڈا ہوا

حسن کے جلوون نے گوڑا خون سے سینچ گیا
بعد اتنی کوششون کے قلب باغیچہ ہوا

کیون جناب شیخ میخانے مین جانے کیلیے
رشیق اللہ بس ہین فقط دو گھنٹے تک لکھا ہوا

ہائے اللہ کہہ سکے وہ سوتے مین چونکا ٹھے حکیم
آبلہ دل کا جو پھوٹا ایک دنّاتا ہوا

انسانیت

"نال است لسوئے گم شدن"

سچ کہا ہے حضرت غالب نے ؎

آدمی کو بھی میسر نہین انسان ہونا

مستقیم القامہ (سیدھے قد والا) ہونا کوئی فخر کی بات نہین میان ڈارون ناقل ہین کہ اون کے آبائے اوّلی مین سے افریقہ کے اکثر ڈالی والے تن کے چلتے ہین۔ پرائے کھیت مین تصرف کرتے ہین اور اگر مالک مزاحمت کرتا ہے تو لکڑی لے کے سیدھے ہو جاتے ہین اشارہ ہوتا ہے کہ آؤ بچے مرد ہو تو ہمارے ساتھ تھوڑی دیر ہاتھا پائی کرو۔

متحرک بالارادہ غالبًا ہر ایک جانور ہے۔ ہم اگر اونکی حرکت ارادی سے واقف نہون تو اس سے یہہ کب لازم آتا ہے کہ اونکا اپنی جگہ سے رینگنا کسی ارادے کا تابع نہ تھا۔

ہنسنا رونا خواص انسانی مین اگلے مصنفین نے لکھ دیا ہے یہہ بیچارے ایسے جاندارون سے واقف نہ تھے جو ہنستے بھی ہین اور روتے بھی ہین یہہ زباندان نہ تھے جو ہنسنے رونے کی وجہ پر انھین اطلاع ہوتی یا ہنسنے کا ادراک ہی ہو جاتا۔ کچھ دنون اُدھر ایک میگزین (مجلہ) مین کسی صحرائی جانور کی بے اختیار ہنسی کا حال چھپا تھا رہا گریہ تو وہ بھی حضرت انسان کے ساتھ مخصوص نہین کتے کو ڈھیلا مار کے دیکھیے کیسی فریاد کرتا ہے۔ ہان یہہ دوسری بات ہے کہ "گریہ" سے آپکی مراد "ٹسوے بہانا" ہو۔ شکاریون کا قول ہے کہ نیپال کی ترائی کے ریچھ اکثر جتھا باندھ کے نکلتے ہین اگر ان پر چھرّے سے بھرا ہوا کارتوس داغ دیا جائے اور کوئی مہلک زخم نہ پہونچے جسکے خوف سے گروہ منتشر ہو جائے تو زخم رسیدہ اپنے زخمی عضو کو ہاتھون سے تھامتا اور بیٹھ کے "بھون بھون" مین کرنا شروع کرتا ہے۔ گرد اگرد سب برادری والے جمع ہو جاتے ہین اور "آس" دیتے ہین یعنی ہم آہنگ ہو جاتے ہین دیر تک بزم تعزیت برپا رہتی ہے۔ جب چوٹ مین سکون ہو جاتا ہے تو پھر وہی اوچھل کود شروع ہو جاتی ہے علاوہ اسکے یہہ خواص اگر حضرت انسان کے ساتھ مخصوص بھی ہون تو کون سا فخر کا مقام ہے۔

علے ہذا القیاس دیگر تعریفات دعدو وبھی موجودات مین پائے جاتے ہین مگر وہ صفت ایک ہی تھی جس پر حضرت اکڑتے پھرتے ہو کہین چوہیا کی دُم بناتے اور عالم بھر کو اپنا غلام سمجھتے ہین وہ کیا؟ اجی وہی شئے لطیف جسے لوگ عقل کہتے ہین۔ یہہ اگرچہ بھینس سے بڑی نہین جو دودھ دیتی ہے لیکن ہے بلا کی چیز۔ اسکو اصطلاحًا "نطق" کہتے ہین۔ یہہ اتنی سی قینچی جزئیات کلیات بناتی اور انسانی افعال فکریہ کے میدان مین ہر وقت کبڈی کھیلتی رہتی ہے۔ خدا نہ کرے کہ یہہ ناقص ہو۔ خدا نہ کرے کہ یہہ فاسد ہو۔ خدا نہ کرے کہ نوامیس الٰہیہ کے ہاتھ سے اسکی باگ چھوٹ کے نفس امارہ کے قابو مین جائے۔ اجی تو یہ بھلی ہو جاتی ہے۔ ایک عنان گسستہ نا کند چھری عالم کے خرمن امن و امان کو روندنے کھوندنے کے واسطے کافی ہوتی ہے یہہ جبتک قوانین الٰہیہ کے بس مین رہتی ہے اسوقت تک اسکا نام "انسانیت" رہتا ہے۔ ادھر ناموس اخلاق کی ران پٹری ڈھیلی ہوئی اُدھر دواعی شیطانیہ و لوازم نفسانیہ نے کاوے امیرن پر لگا لیا "شیطانیت" نام ہوا منہ زوری شروع ہو گئی۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا زمانہ تھا جب انسان اسی قوت نطق کے زور سے تقدس و کمال کی منزل طے کرنے پر آمادہ رہتا تھا۔ اب وہ زمانہ آن لگا ہے کہ سچ مچ "آدمیان گم شدند" میرا معارضہ اُن آدم نما انسانون سے ہے جنھون نے "نطق شریف" کی شرافت مین باندھا لگایا۔ تسبیح اور کنٹھی کو آلۂ فریب بنایا۔ اسمین چاہے شیخ ابو الفضول ہون یا لالہ بکواس پرشاد۔

ان دونون سے عرض معروض کا وقت ہمارے پاس نہین ہے نہ ہمین امید ہے کہ ہماری گزارش لکھے جانے کے قابل ہوگی لیکن بھولی بھالی اسرپنچ کا اعتقاد اہل دل دُنیا سے التماس ہے کہ ذرا آنکھین کھولکے جمعیت خاطر کے ساتھ غور کرے کہ آیا جنکے اقوال پر عمل کیا جاتا تھا نہین "انسانیت ملک" خواص ہین بھی یا نہین؟ ان کے زبانی دعوے کیا تھے اور آخر مین ان سے کیا سرزد ہوا؟ کہا ان وہ دل ہے مصاف کی آئینہ خوانی کا نہ بد نظم جزاؤ ولا شکور'' رہتے کسی انعام اور صلے کی خواہش نہین کرنے کی بالفی ہے ان اجری الا علی اللہ'' ہم کچھ اجرت لین گے وہ صرف خدا ہی سے لین گے کی کہانی سے دنیا بھر کا ہول ہے۔ اب ہول یہ ہے کہ ان کسی بادہ جو ہے کہ چھٹک گشت مین پہلان کی تکلیف اور کیا سکی تین بھی لاکا جو بہتر لائے بھیڑ جو بہتر لائے ستھرائے آیا دہاں۔ پتا ڈگی بہرج بتیم دعا ہے بچہ بے بسا نفسانیت خود غرضی۔ دل آزاری۔ بدتمیزی جو اکثر دُرا لا وہ جیکا مشغلہ تھا نفسیتی۔ وہ اتنا کامل اقعا پائی۔ سر سنجول پہ لوٹ مار عقل فساد کی ثابت۔ لفس امّارہ کی پرستش۔ اصل انسانیت سے قطع تعلق۔ بدذنی بالطبع ہونے سے بیزاری جسکو دیکھیے لاٹھی پر سٹا اور جبل پر نظر کیجیے خدائی فوجدار خان کا اور غیرون سے لڑتے لڑتے اپنی ہی فوج پھر اولٹ پڑے اور لگے لڑا کا ڈھانے جن سے مقابلہ تھا وہ اپنی قوم کو آدمی بنانے کی فکر مین ہر وقت مشغول رہتے ہین گویا وہ نہین انسانیت کے اعلیٰ مقصد سے علاقہ نہین بلکہ خود مطلب پرلے سرے کے قابو جی ہین لیکن اپنی قوم کو ہر آفت سے بچانے مین کامل مہارت رکھتے ہین۔ یہان یہہ حال ہے کہ اپنی ذاتی خواہشون پر ساری قوم قربان۔ جنکی بدولت ابوالاحرار ابن الاحرار سید الاحرار بنے۔ سوامی لڑا کا نند ڈاکٹر ڈونڈا نند دیش بھگت شری مان پوجیہ پاد و لٹ رونڈن سہلے ہوئے اُنہین کا خون جگر

کراتے ہین اور خود بلے پر کھڑے ہوکے تماشا دیکھتے ہین عرب کی حکایت ہے کہ ایک صاحب اپنی جورو پر خفا ہوے لڑائی بڑھ گئی میان نے ایک ڈنڈا رسید کیا بی بی خاموش تو ہو رہین مگر زخمی بھی ہو گئین اب ہوا قصاص کا خوف۔ محلے مین کوئی نامی کامی تجربہ کار رہتے تھے جی مین آئی کہ ان سے مشورہ کرین۔ گئے اور واقعہ بیان کیا انھون نے فرمایا کہ ایک خون اور کر دو تو شاید قصاص کی بلا ٹل جائے۔ اپنے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ راہ گیرون مین سے جو کوئی اچھا خوش پوشاک رنگیلا جوان دکھائی دے اوس سے کہو برائے خدا ناشتہ تک قبول فرمائیے جب وہ تمہارے گھر مین آ گئے تو بی بی کی لاش کے پاس لیجا کے اوسے بھی ٹھنڈا کر دو

اور اپنی سسرال والون کو بلوا کے دکھلا کر کہنا کہ صاحب اس جوان سے کچھ تعلق تھا۔ رسوائی کا خوف ہی تھا صبر نہ ہو سکا۔ آخر وہ بھی جوش غیرت مین آ گئی آبرو کا پاس کر کے اسے بھی صاف کر ڈالا۔ مشورہ معقول تھا قبول ہوا سسرال والے خوش بھی ہوے اور داماد کو خون معاف بھی کر دیا۔ لیکن دل لگی یہہ ہوئی کہ فقرے باز مشیر صاحب نے مشورے کی چھری سے حلال ہو گئے یعنی یہہ دوسرا مقتول کوئی غیر نہ تھا جناب مشیر مفسد کا رنگیلا چھیلا پوت تھا جسے قاتل صاحب پہچانتے نہ تھے۔ بارلی بازا انسانیت نواز ہندوستانی بھی اپنی عقل فساد سے اپنے فرزندان اور عزیزون پر بلائین نازل کر رہے ہین اور اسی کا یہہ نتیجہ ہے کہ ہمارے لارڈ برکن ہیڈ صاحب کو چبا چبا کے باتین کرنے کا موقع مل گیا۔ ہان صاحب کیون نہو؟ منہ مین چاول ہین۔ اگر آج اہل ہند جامۂ انسانیت کو نجس سمجھ کے نہ اُتار پھینکتے تو ہرگز آپ یہہ نہ فرما سکتے کہ" اہل ہند اپنے باہمی اختلاف کو رفع کرنے کی متفقہ کوشش کیون نہین کرتے نفاق کی حالت مین جدید قسط اصلاحات کی درخواست گورنمنٹ سے نہ کرنی چاہیے۔ دو سال گزرنے کے بعد بھی حتماً و جزماً نہین کہا جا سکتا کہ اصلاحی اسکیم کامیاب ہوی یا فیل ہو گئی۔ زبردستی اپنے آرام کے لیے انگریزی طرز تمدن پر مجبور کرنا اوسکے بعد ناقص اختیارات اور کامل بیہودگی کے ساتھ کچھ شعبے اہل ہند کے حوالے کرنا پھر نتیجے بن کے عواقب امور پر احتمالی حکم لگانا یہہ حضور کا فعل نہین ہے یہہ اُن قابو چی بندگان شکم وزیر ہندوستانیون کی عقل فساد کا فعل ہے جنکا اتفاق مصنوعی تھا اور اس مصنوعی اتفاق سے بھی آپکو چند سال دسطرت بہول اور جتلی مطلب کا

بجٹ

حکومت صوبہ متحدہ

غسل صحت

سر صوبہ " غسل کرتا ہون مین بجٹ کی گندگی سے پاک ہونے کا "

پنچ پیٹر اللہ اکبر شاہ

جرم ہو گیا تھا پھر اس اتحاد کے پولس میں آگ لگانے کے واسطے جلیانوالا باغ میں بیچارے معصوم صنعت اور دانش کو شیلون گن لگانی پڑی تھی۔ یہہ فرسودہ واقعہ ہے حال مین بے دست و پا افیمی چینیون پر انسانیت کا سایہ پڑ گیا ہے ابھی پورے انسان نہین ہوے ہین۔ ترکی اصلاحی اسکیم کے علاوہ چند اصلاحین نہایت مُشکل اونھون نے خود حاصل کر لی ہین۔ اور آپ اونکی اِن مین ہان ملانے پر مجبور ہو گئے ہین۔ اونھون نے کہا میونسپلٹی ہماری آپ نے فرمایا بے شک! اونھون نے کہا مالیہ پر ہم قابض آپ نے کہا بالراس والعین۔ اونھون نے کہا پولیس ہماری آپ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اونھون نے کہا کینی ہولیشن گیا چولھے کی جڑ مین آپ نے فرمایا آمنا و صدقنا۔

وحشی حیوان مطلق چینی جو تیس برس پہلے اس قابل نہ تھے کہ اپنی حکومت اپنے ملک پر قائم رکھ سکین۔ تیس برس کے اندر اصلاحات کا بوجھ اوٹھانے کے لائق ہو گئے۔ اور دو سو برس مین ہندوستانی اس قابل نہوے! تعلیم کی خرابی فتنہ انگیز کارروائیون کا جلد قبول کر لینا۔ لیڈرون کے لیے خالی زبان اور قلم کی حرکت سے پیٹ بھرنے کا سامان ہو جانا۔ اور اسی طرح کے دوسرے راستہ اگر "انسانیت" کے ملک مین کھلے ہوے ہین تو برکن ہیڈ صاحب کی طرح سیکڑون و زیر ہند اسی طرح کا احتمال افسرانہ حیثیت سے صدہا سال تک ظاہر کرتے رہین گے کہ دیکھیے دو برس گزرنے کے بعد بھی اصلاحات کامیاب ہونگے یا فیل ہو جائینگے۔

پس اے سیاہ سر وندان سفید انسانون! اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو ان مشیرون کے پھندے سے نکلو جو تم کو ہر وقت اپنے بیہودہ خیالات کی پیروی کرنے پر آمادہ کر لیتے ہین۔ ہر سٹے تم سے چندہ مانگنے کے لیے ایک نیا طوفان برپا کر دیتے ہین۔ تم بھڑکے اور انھون نے اپنا الّو سیدھا کیا۔ جھٹ ایک انجمن گڑھی اور جھولی پھیلا کر صدا لگاؤ خدا کی راہ مین۔ بھلا کر بابا بھلا ہوگا" ہر آبادی مین پہونچے اور صدا لگائی "خوش رہے تیری نگری رہے بابا خوش رہے تیری نگری۔"

کبھی اونٹ پر سوار کبھی ہاتھی پر انکی بلا سے چاہے ہندوؤن پر حکومت کی طرف سے باڑھ ماری جائے یا مسلمانون پر۔ اگر ایسا ہوا بھی تو پیدا کیا ہے۔ یہی واقعات روٹی کمانے کا وسیلہ بن جائینگے۔ یارو پہلے ایسے منڈ چڑون سے پیچھا چھوڑاؤ پھر حکومت وقت سے جو چاہنا مانگ لینا۔ اگر یہہ نہ کیا تو تم ہو اور قعر مذلت

راقم:- کچھ خیال بارودی

تقویم نوروز

المنة للہ کہ ہوائے خوش نوروش
باز آمد و از جور زمستان برہیدیم

(تتمہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۷ء)

جرائد ہوا پر چلتے ہین انکا ذکر کچھ پہلے ہو چکا کہ گھسیٹ مین کنون پر سے ٹوٹی ہوئی کنکیا کی طرح پارٹی باز لیڈرون کی چلائی ہوئی ہوا پر مزاج ہو۔ تیلی کے لیکھے کلیا گاج ہو۔ جھونک کے ساتھ قریب کی چھت پڑھے کے بل گرین۔ نہ گرین تو لنگوٹے باز کی جھگی پر پہر ایک رنج نا چیتے پھرین۔ نہ خلاق کا ڈھا گھسنا کام آئے نہ کتی سے میزان قائم رہے۔ پستی پر میلان دائم رہے جس لیڈر کی چڑھی بار کہ ہوا دہی پر پتا ارائے جھجھل لہرائے۔ اور جب لیڈر صاحب کی شامت آئے۔ بداعمالی ظاہر ہونے پر اگلی پچھلی روئداد دکھائی جائے۔ تو جنکا دم بھرتے تھے اونھین پر ٹھنٹے کانپ کی تیر کمان سے نشانہ بازی ہو بات چپ مانگ دار رہے۔ دُھرم کے پیچ کا دار رہے۔ جس کا نام سنے کے مانگتے کھاتے تھے مولانا۔ فدائے قوم دلیش بھگت جگت گرو کہتے کہتے مُنہ خشک ہوتا تھا اونھین سے موڑ کھائین پیتا توڑا کے ڈھے جائین۔ اگر کھس رہین تو دوالا نکلے کاروبار کا گندا نکلے بڑبڑ زرزر کرتے ببول مین لٹکنا پڑے۔ لونڈون کے لنگرون مین اٹکنا پڑے۔ اب مزید توضیح سنیے کہ ان بگڑے ہوے مذاق کا اثر جادہ مستقیم پر چلنے والے اخبار نویسون کی جان پر نازل ہو دھڑا دھڑ وی پیا واپس آئین۔ خریداران کہی سنائین ناظرین آنکھین نکالین بڑ ہائین بہ تمبر اڈیٹر صاحب آپکو سودا ہوا ہے

یہہ آپ نے قبلہ و کعبہ مکہ مدینہ ذریت الغلام بیچاروں کی شان مین کیسی گستاخی کی اور مولانا للہ! الحرام کے ذاتیات پر کیون حملہ کیا۔ ہا ترے بے امان اڈیٹر کی ایسی تیسی خبردار جواب اپنا سڑا ہوا تھوڑا ایمان بھیجا تو شامت آ جائیگی۔ یا مردود خارجی رافضی کافر اپنی اصالت پر گیا۔ ہم تو یہہ سمجھ کے خریدار ہوے تھے کہ بھئی ایک قومی پرچہ ہے اسکی اپنے ہاتھ پاؤن کے تصدق سے مدد کرنی چاہیے۔ مگر سہ

نکوئی با بدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مردان

اب سوا تین کوڑیان جو سال تمام کی قیمت سے باقی بچی ہین فوراً پھیر دے اسی مین خیریت ہے ورنہ پریس کا اسٹاک نیلام کر دائینگے۔ بس پھر لاکھ لاکھ معذرت ہو مت نہ پلٹے رگ نہ سیدھی ہو شرافت نہ پلٹے۔ نہ یہہ عذر قبول ہو کہ خداوند ہمارا پرچہ مذہبی نہین۔ ہرگز نہین کبھی نہین۔ اگر مذہبی کام کرنا ہوتا تو مذہب کے نام سے پرچہ نکالتے قومیت کا طوطا کیون پالتے۔ آپ کے قبلہ و کعبہ مکہ مدینہ بنتے ہین زمانے کے پیر۔ مگر ہین نفس کے شریر جو ذات مرجع انام ہو اوسکے ذاتیات سے کیون نہ بحث عام ہو۔ اگر ذاتیات افعال مین مؤثر نہون اور آپ متأثر نہون تو ہماری بلا نکتہ چینی کرے

قرآن مجید

مترجمہ حضرت شیخ الہند مولٰنا محمود حسن۔ یہ ترجمہ جسکے لیے مسلمان مدتون سے سراپا انتظار تھے بفضلہ تعالیٰ نہایت آب تاب کیساتھ چھپ کر مکمل ہو گیا ہے اور بکثرت طلب کیا جا رہا ہے۔ آج تک جسقدر ترجمے قرآن پاک کے ہو چکے ہین یہ ترجمہ بہت سی خوبیون کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ تحت لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور سلیس ہے۔ زبان ایسی شستہ اور صاف کہ جس کو معمولی لکھا پڑھا بھی بخوبی سمجھ سکے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ نہایت خوشنما چھپی ہوئی مجتبہ ہے۔ ہدیہ مجلد حریری منقش نقرئی پندرہ روپیے (۱۵) مجلد اعلیٰ منقش طلائی ...... محصولڈاک و خرچ پیکنگ کا زائد خریدار کے ساتھ وحشیگی کا نا ضروری ہین۔ نمونہ مفت۔

خوردہ بینی کرے۔ جو ٹٹی کتیا جلیبیوں کی رکھوالی کرے اور آپ فرمائیں کہ خبردار جو ٹٹی نہ کہنا وہ سا ہوکار ہے۔ امانت دار ہے خوش کردار ہے نیک اطوار ہے۔ اور جب جو ٹٹی کتیا تو ری جلیبیاں لے کے چلتی ہو اخبار نویس کا قول سچ ہو جائے تو حضور کو شرم آئے۔ سچے کی قدر نہ کریں پھر بھی دیدے جھکیں تو گھٹنے کی طرف جھکیں۔ پھر کے اپنوں ہی کو ریوڑیاں بٹیں۔

آثار چارج ایت رساعت سگ کا مقتضی ہے کہ رسالے بھی او نھیں حربہ صفت۔۔۔۔ طینت اخبار نویسوں کو ترقی ہوگی جو رنگ بدلنا اور بھونکنا جانتے ہوں۔ امرا کی چپکاری پر دم ہلائیں ٹکڑا دینے والے کی صورت پہچانتے ہوں۔ برسات کی تلی گھوڑیوں پر کثرت میں سبقت لیجائیں۔ جہالت پر کبھی نہ شرمائیں۔ ہر امیر کے دروازے پہ دھونی رمائیں۔ کوئی بیار ہو تو کانکھیں کراہیں۔ مرے تو ایسے وائے مچائیں۔ غسل صحت ہو تو مبارکباد گائیں سلامتی مانگیں۔ شادی ہو تو سہرا کہیں۔ کہیں ولادت ہو تو پردہ نا ئیں۔ اونچا پکے امیدوار رہیں۔ رنگین پرچے چھاپیں۔ شادیانے لائیں۔ بھانڈوں شہدوں تائیوں مہتروں کا حق خدمت انکا حق ہو اور سپوہی اعزاز کے طلب گار ہوں۔ اگر زمیں سوکھی سُنائے تو گلے کا ہار ہوں۔ تقریبوں کی ذمت کریں۔ واعظ بنیں نصیحت کریں دھمکیاں دیں بھیکوں پر اُتر آئیں بہر صورت پیٹ بھریں۔ دوزخ بھریں۔ مال کی چوری نہ بن پڑے تو پرایا مضمون چرائیں۔ باپ کا مال ہے کیوں نہ ہتیائیں۔ ناواقف کے سامنے اترائیں۔ علم کے پھرپھرے اُڑائیں۔

ادبی رسالے۔ چھپائی لکھائی کاغذ۔ تصویر بیل بوٹے کا تماشا دکھائیں۔ ڈیل ڈول بھی اچھا خاصا ہو مگر خواہ مخواہ اُردو پر احسان جتائیں۔ بھنبیری۔ تتلی۔ مکھی۔ بھنگے۔ چوہے۔ چھچھوندر مرگھٹ پر طبع آزمائی ہو چشم رخ زلف سنبل آئینہ غازہ چمن کا ذکر آتے ہی اُبکائی پہ اُبکائی ہو۔ برہنگی کا یہ شوق چرائے کہ حجر شجر کنکر پتھر ہر چیز عریاں نظر آئے یہی نہیں بلکہ ڈھیلے کو کنکری کا عشق ہو خلوت گاہ سجی جائے۔ دوشیزہ باغبان بچی یا مالی کی ننھی سی چھوکری کی بھرپا گھنگھر یا پر عشق کی

بیل ٹانکیں۔ روش کی اوٹ سے تاکیں جھانکیں۔ وہ کہے "بڑے بھیا کا نہ ارث ہو" تو بیان صبر وقرار رخصت ہو۔ کدیور بچی کا دیور دیکھ پائے اور سراقدس کو چابکدستی سے گلدستہ بنائے تو عزت بڑھے۔ سچ ہے وہی پھول جو مسیسر چڑھے۔ بے معنی و مطلب الفاظ سے چلہ معنی دار محشرستان تو بہ بین ایک بوسہ نگویں اشعار۔ محاورات کی ٹانگ ٹوٹے چندیا گنجی ہو۔ قالین شطرنجی ہو۔ بے سروپا افسانے بہو بیٹیوں کے دل میں چھنالے کے بخارات پیدا کریں۔ بے حیائی کے سامان مہیا کریں۔ جن کے مطالعہ سے بے پردگی کا ذوق ہو۔ گردن میں عشق دعاشقی کا طوق ہو۔ مادہ لیڈر بننے کا شوق ہو۔ آزادی میں مردوں پر فوق ہو۔ طبعی حقوق سے بیزار ہوں۔ شوہر سے لڑنے پہ ہر وقت تیار ہوں۔ بن ٹھن کے بازاروں میں گھومیں ہو ٹلوں میں بیٹھیں اور مست ہو کے جھومیں۔ عشاق کی قطار ہمراہ ہو۔ کمترین شوہر کے لب پر آہ ہو گھر تباہ ہو۔ بچے جننے کا دستور یک قلم موقوف ہو۔ غیر طبعی حقوق حاصل کرنے میں لفنگوں کی بھڑکائی ہوئی بیہودہ مصروف ہو۔ نطفہ ہائے ناتحقیق سے گھر بھرے۔ شوہر غریب پرائی اولاد پالا کرے۔ زبان ہلائے تو بی بی کی آرام پائی سے چند یا پر چڑاؤ کام ہو۔ رقیبوں کا گھر پر ازدحام ہو۔ وہ بھی سوت شفقت کے کھیل دکھائیں ہولی کا بھڑوا بنائیں۔ بی صاحب کے نفقہ کے ساتھ اونکے دوستوں کے نخروں کا بوجھ بھی اوٹھانا پڑے۔ بی بی صاحب فرمائیں۔

"میرے پیارے تم بھی عجب الو کے پٹھے ہو میرے دوست مسٹر گذا می کے لیے اب تک شراب لائے!" اور میاں کو لانا پڑے۔ غرض ان رسالوں میں ایسی ہی نرالی باتیں ہوں۔ بدکاری کی نرالی گھاتیں ہوں۔ لوگ انھیں شوق سے دیکھیں اپنی بہو بیٹیوں کو دکھائیں ادب لطیف سے مستفید فرمائیں ہوائے خانہ کثیف ہو۔ مکدر وضیع و شریف ہو عورتیں یا ہوں تلملیں ابتدا ئراً شوہر کی خلوت کا نقشہ کھینچ کے دکھائیں یہ شرع میں شرم کا ہے کی" فرمائیں۔

رفتہ رفتہ شوہر کے رقیبوں کے کا ہنا سے حوالۂ تحریر ہوں۔ میاں کرم گرم جلیں خون کے گھونٹ پئیں خفیف ہوں حقیر ہوں۔

شاعری۔ شاعر عشق کا ہیاٹ ہوتا ہے۔ لہذا جھوٹے عشق میں مبتلا ہو کے مرے۔ پھر بھی ہٹا کٹا چاق چوبند صحیح و توانا رہے زندگی کے دن تیر کرے۔ دُنیا کی ہر چیز کو اپنا دشمن سمجھے بلبل کے گھونسلے کو موروثی مسکن سمجھے۔ ہوا چلے تو دل کی دھڑکن بڑھے۔ بجلی چمکے تو جگر کی جلن بڑھے۔ مگر دل بھی برقرار رہے جگر بھی استوار رہے۔ دیوانگی بجائے عقل سے منہ پھرائے۔ مگر گریبان بھی سالم رہے بچے بھی جنوائے۔ فکر معاش بھی ہو نوکری کی تلاش بھی ہو۔ منہ سے کہے ؎

ہم چھپکے چپکے روتے ہیں جب یار کا عالم ہوتا ہے

اور شبانہ روز میں پندرہ گھنٹے مُردوں سے شرط باندھ کے سوئے نہ روئے نہ دھوئے نہ جان کھوئے ستارے گنے نہ کشتہ بنے۔ دل چوری جائے مگر جب دیکھو سینے کی صندوقچی میں موجود۔ ہر دم زبان پر گلۂ بخت نامسعود۔ صنائع و بدائع سے نفرت۔ کنایہ استعارے سے عداوت۔ قواعد عروض القت۔ رقت و دقت معانی چمپت۔ قافیہ سے جلن۔ زٹل قافیے سے آرائش سخن۔ باایں ہمہ اپنے نام کے ساتھ نئے نئے القاب کا لشکر۔ کوئی آسمان سخن کوئی آفتاب معانی کوئی شاہ شیوہ بیانی۔ پیرہن کلام کی پھٹی میانی سوزن فصاحت کی تلے دانی۔

باقی آئندہ

راقم۔ صادق المقال خیرآل رمال

جلسہ

سری ونود رامائنی سبھا

بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۳۱ء بمقام محلہ حسن گنج پار واقع فیض آباد روڈ ہوگا۔ باہر سے اچھے اچھے مقرر تشریف لائیں گے۔ صبح نو بجے سے ہون اور بھجن ہوگا اور بعد دوپہر تین بجے رامائن پارٹ اور دھارمک لکچر ہوں گے۔

المشتہر پنڈت دیوی سہائے شرما سکریٹری

تصویر:- غُر۔ غُر۔ غُر!

مصور:- تم لاکھ غُرّاؤ مگر نقش تصویر ہی رہوگے۔ اور ہم تمہیں بنا کے چھوڑینگے۔ آخر اور تصویرین بھی تو ہین!۔

قانونی کونسل کی ذکاوت حس

"کشف حدسی کا کھیل"

نمبر ۴

(تتمہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۲۶ء)

حقیقت اور انصاف سے۔ دیکھئے تو "رسکلٹی" یعنی ٹھگائی یا ٹھگی کی حد مین یہہ بھی داخل ہے کہ طالبان انصاف کا مال خود اپنے تصرف مین نہ آئے مگر طرز عمل ایسا اختیار کیا جائے جسکا لازمی نتیجہ اتلاف مال ہو۔ یہہ ایک ایسی صاف اور صریح بات ہے جسکے نہ سمجھنے کا ایک آئی سی ایس یا بارایٹ لا یا کسی فاضل پر گمان بھی نہین کیا جاسکتا۔ مگر ایسے حکام ایسے وکلا یا ایسے ماتحت عدالتی کارپرداز بہت کم ہین جو غربا کے مال پر ترس کھاتے ہون۔ اور اپنی امکانی سہولت کو ملحوظ رکھتے ہون جس سے وہ غریب فائدہ اوٹھائین۔ اگر اون سے جواب طلب کیا جائے تو قانون کے اعتبار سے اونکا جواب چاہرون چوبون سے درست ہوگا۔ مثلاً اونٹے سے عذر پر پیشیان بڑھنا بلکہ بغیر پیش ہوے مقدمہ کی پیشی بڑھ جانا۔ کشف حدسی جسکی تعریف ہم اوپر بیان کر چکے ہین ایک ایسی قوت ہے جس سے کوئی صحیح الدماغ شخص محروم نہین ہے پس کوئی وجہ نہین کہ ایک غریب دیہاتی فریق کی ایذاؤن سے کچہری اور دارسکے لواحق یا وکلا آگاہ نہون۔ جو کچہریان بارہ مہینے ایک ہی مقام پر رہتی ہین اون مین اگر پیشی بڑھ بھی جاتی ہے تو چندان ایذا نہین ہوتی۔ خدا نہ کرے کسی بھلے مانس کو "دورے" سے سابقہ پڑے ہائے ادھر مقدمہ دورے سپرد ہوا اور ادھر غریب اہل مقدمہ کی جان پر بنی سر چکرانے لگا۔ کھوپڑی بھنا گئی۔ شکار کا زمانہ ہے کچہری اور حاکم دونون خانہ بردوش ہین سہ

ایک جا رہتے نہین عاشق بدنام کہین
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

آج یہان پڑاؤ ہے کل وہان۔ صاحب صبح اوٹھکے بندوق کندھے پر رکھتا اور پرندون کی تلاش مین صحرا بصحرا اڑتا پھرتا ہے دس بجے تک فاختہ دھنور چیل کوّے پر مشق ستم کرتا رہا دس بجے آیا تو سیدھا خیمے کے اندر گھسا چائے بسکٹ حاضری پر ہاتھ صاف کیا آرام کرسی پر لیٹ کے تھکن مٹانے لگا۔ دو بج گئے تو باہر نکلا۔ پکار ہوئی۔ جاڑون کا دن ہی کتنا ہوتا ہے دو ہی مقدمون مین شام ہو گئی۔ بارہ مقدمے پیش ہونے والے تھے دس رہ گئے چلیئے کچہری برخاست نہ دانہ نہ گھانس۔ اسٹیشن دور ہے ریل آئی بھی۔ چلی بھی گئی۔ فریقین جنگل بیابان مین ایک درخت کے نیچے منہ باندھے بیٹھے ہین وکلا ڑار رہے ہین:۔

"ہان اے پوکھئی۔ ایسی تیسی تمھارے مقدمے کی کمبخت سارا دن اکارت گیا تیس روپلی پر تم ہمین یہان لے آئے ہم شہر مین ہوتے تو واللہ سو روپیہ کما لیتے۔ لاحول ولا قوۃ ایسے چھچھورا اجلاس سے پالا پڑا ہے کہ کچہ کہتے نہین بن پڑتا۔ اب بتاؤ ہم کہان سوئین تمھارے سرپہ۔ نے جہان سے بیچیال لاؤ ورنہ کل صبح کی گاڑی پر ہم چل دینگے۔ مقدمہ ۔۔۔۔ یا خدا ہو جائیگا۔ سنا کہ نہین؟"

گواہ کہتے ہین:۔

"سینو پوکھئی ہتون ہم تو پوری کھاب۔ چبینا چبائے ہمار نیھئی۔ ناہین تو گواہی تمھار کھلا یہ (کذا) دے دیب ہیچے نہ کہیوالیس تاہین ولیس بسر اوجھیلا کیہ تا کھوتم کا نہ جوڑی سبیرے سے پوکھت آواہے"۔

غرض ان دس مقدمون پر دوسرے دن پندرہ مقدمے اور بڑھے حاکم صاحب کا وہی لیل و نہار ہے۔ بھلی چنگی ماہوار تنخواہ لے کے یون تضییع اوقات بھی ایک قسم کی "ٹھگائی" نہین تو اور کیا ہے۔ آنریبل چیف جسٹس نے اگر بربنائے تجربۂ ذاتی اس قسم کے افعال کو "رسکلٹی" سے تعبیر کیا تب بھی وہ برسر حق ہین اور اگر "کشف حدسی" ہوا تو یقیناً صحیح ہوا۔ افسوس ہے کہ مسٹر چنتامنی۔ پنڈت گوبند بلب پنتھ۔ مسٹر بیدار پنڈت بھگت نرائن بھرگا اس "کشف حدسی" سے بھی بالکل محروم ہین اور دعوے یہہ ہے کہ ہم ہندوستانی عوام کے سچے بہی خواہ ہین۔

سب سے زیادہ قابل افسوس حالت بڈھے فرتوت مسٹر چنتامنی کی ہے جنھون نے سالہا سال اخبار نویسی کی اور اپنے پرچے مین اس قسم کے صدہا واقعات پر مطالبۂ انصاف کیا پھر بھی جب اصلاح کا وقت آیا تو لگے گمنام ٹھگون اور چورون کی حامی بننے۔ گویا حکام مین بڑے آدمی ہوتے ہی نہین اور چیف جسٹس کی نکتہ چینی کسی معصوم گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ کونسل مین اس قسم کے سوال اور ایسے بودے اور ڈھیلے جواب سے جو ہوم ممبر نے دیا ہر ایک صاحب عقل کے نزدیک کونسل خفیف اور سبک ہو سکتی ہے۔ انگریزی حکومت کی طرف سے جو عام سوء ظن اور تنفر خلقت کے دل مین جاگزین ہے اوسکی لم یہی ہے کہ جملہ قوانین کی بنیاد عدل پر قائم نہین ہے بلکہ مصالح ذاتی اور ایسی سہولت پر قائم ہے جو تن پروری اور آرام طلبی کی ہم معنی ہے۔ جملہ قوانین قابل اصلاح ہین خصوصاً تعزیرات ہند اور پولیس کا قانون تفتیش جرائم زمانہ بدل گیا ہے پریس اور قلم کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے لوگ مہذب ممالک کے طرز انصاف سے واقف ہوتے جاتے ہین اور جب اپنے ملک مین جنس انصاف کی کساد بازاری دیکھتے ہین تو کڑھتے ہین اونھین غبط ہوتا ہے۔ انگریز ہی انگلستان مین حاکم ہین اور انگریز ہی ہندوستان مین بھی مگر وہان وہ خادم ملک و قوم ہین اور یہان تاناشاہی کرتے ہین۔ چنتامنی کے اس "کشف حدسی" کو کہ ہو نہو آنریبل چیف جسٹس نے کسی کالے آدمی پر رکھکے "یہہ بدزبانی" کی ہے ہم حمایت قوم کے ذیل مین شامل نہین کرسکتے۔ ہان یہہ دوست پروری ہو تو ہو۔ اگر دوست پروری ہے تو ہندوستان کی فلاح اونکے دوستون پر کیونکر قربان کیجا سکتی ہے جبکہ ایک معزز چیف جسٹس باعتبار علم اون گمنامون کو "ڈلیبرٹ رائسکلٹی" کا مرتکب قرار دے چکا ہو۔ عظمت کے قابل وہی شخص ہے جسکے افعال اچھے ہون۔ اگر بدکار گورنر بھی ہو تو ہرگز قابل وقعت نہین بلکہ ایک ہمارے دوست تو اسکے قائل ہین کہ خدا بھی ظالم ہو تو وہ اپنی پرستش اور اطاعت کرسکتا ہے ہمارے دل مین اپنا وقار قائم نہین کرسکتا نہ ہمین اوس سے محبت ہو سکتی ہے۔ ایک لاڈلے بیٹے نے جو کھالی کے مسٹنڈے ہو گئے تھے اور ضعیف باپ کو ہیچ سمجھتے تھے کہا "ابا ابا ہم تمھارے منہ مین ہگین گے"

باپ نے جواب دیا او بیٹا گو تم شہر در ہو مگر رہتے ہو مگر دل سے اتر جاؤگے" اولاد کے ساتھ باپ کو فطری محبت ہوتی ہے خدا سے خون نہین، ملا ہے اگرچہ آب" اودہ ربیہ کی اصل ایک ہے۔ پس جب فطرت نے کہہ دیا کہ دل سے اوتر جاؤگے تو ظلم محسوس ہونے پر اعتقاد کب استوار رہ سکتا ہے جسکی اصل خیالات پر مبنی ہے۔

ابھی ایک مرحلہ اصلاح قانون کا طے کرنا ہے۔ کل پرزے یہی رہے تو امید نہین ہے کہ مشین بکار آمد ہو۔ مثلاً ایک ہوتا سا قاعدہ ہے کہ جب کوئی قتل ہوتا ہے تو حکومت مدعی بنتی ہے اور قاتل کو پھانسی پر لٹکا دیتی ہے۔ حکومت نے صرف اپنی ذات کو ولی دم اور خون خواہ قرار دیا ہے اور اعزائے مقتول کو اونسا حق بھی نہین دیا ہے یہہ غلطی ہے۔ مقتول کے وارثون کو ضرور معاف کرنیکا حق ملنا چاہیے تاکہ دو جانین ضایع نہون۔ فرض کیجیے ایک بڑے میان کے اللہ دتے صرف دو لڑکے ہین انکی نسل کا تمام دار و مدار انھین دو پر ہے۔ اتفاقاً ان دونین سے ایک نے دوسرے کو خدا گنج پہونچا دیا۔ قصاص مین دخل دینے کا حق بڑے میان کو نہین ہے۔ حکومت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دوسرے صاحبزادے کی گردن رسی مین پھنسا کے ملک الموت سے لنگر پیچ لڑا دیا۔ دیکھنے مین تو یہہ انصاف ہے مگر حقیقت مین انصاف نہین کیا معنی کہ بڑے میان رہ گئے ٹنڑ دن ٹون۔ وہ دونو تو اچھے رہے ٹھنڈے ٹھنڈے قبر مین لیٹ رہے۔ اور بڑے میان کی زندگی ہو گئی تلخ۔ ایک پھوٹی تھی دوسری بھی گئی یا قاتل کے عوض بڑے میان عمر بھر سزا بھگتینگے۔ بڑے میان تھے ولی دم اگر قصاص مین اونکی رائے بھی شریک کیجاتی تو وہ ہرگز دوسرے بیٹے کی پھانسی پر راضی نہ ہوتے۔ اب بیچارے کی نسل ہی قطع ہو گئی۔ گویا ازل سے خواجہ سرا پیدا ہوے تھے اور اگر مارے مامتا کے بڑے میان نے بیٹے کے جرم پر خاک ڈالنی چاہی تو سیر ابھائی شامت ہی آ گئی پولیس نے اونھین بھی شریک جرم سمجھ لیا نہین تو اخفائے جرم کی تہ مین دھر لیا" چلو بڑے میان بہت عیش کر لیا اب ذری سرکاری زیور تو پہنو۔ سینچے دار محل کی ہوا تو کھاؤ پھر اگر بڑے میان کی اندھی بڑھی بی ابھی تک

بقیہ حیوۃ ہین تو اوسپر ستم ہے۔ کہ کل جڑ کی آنکھین پھوٹ چکین اب مانگ اجڑنے کا سامان ہو گیا بڑے میان قید فرنگ کے صدمے سے کاہیکو جان بر ہونگے چاہے سزا چند روزہ ہی ہو۔ ہندوستانی قوانین ایسی بے سلیقگی اور بے پروائی سے بنائے گئے ہین جنہین عقل اور انصاف دونون کو معمولی سا دخل ہے۔ اوسپر یہہ مصیبت ہے کہ اصلاح جنکے ہاتھ مین ہے وہ تنگ ظرفی اور بیجا نزاکت حس کے بندے ہین۔ باقی پھر کبھی (دیگر تقاضا نہ کیجیے)۔

راقم:۔ فلاسفر بقلم ادبار الملک

المختصرات

حجاج نے ایک لڑکے کی گردن مارنے کا حکم دیا جلاد نے سفارش کی کہ جانے دیجیے بچہ ہے۔ لڑکا ہنسا۔ حجاج نے خندۂ بے محل کا جواب طلب کیا تو وہ کہنے لگا کہ مین اندازہ کرتا ہون تم دونو مین سے کون زیادہ بے وقوف ہے یا طلب کرنے والا اوس موت کا جو ابھی نہین آئی۔ یا بخشوانے والا اوس اجل کا جو سر پر منڈلا رہی ہے۔ عبد الرشید قاتل شردھانند آنجہانی پر بعض حضرات کو اب رحم آیا ہے جبکہ سشن سے پھانسی کا حکم صادر ہو چکا فرماتے ہین معاف کر دو۔ یاروا اگر حماقت نے یونہی زور باندھا ہے تو پھانسی کے بعد معاف کر دینا ابھی کیا جلدی ہے۔

بحوالہ بندے ماترم لاہور مورخہ ۱۲ مارچ معلوم ہوا کہ اسمبلی کے دو ممبرون نے خوب ہولی کھیلی ایک صاحب کا اسم گرامی مسٹر عبد المتین ہے۔ متانت اور مضبوطی کے یہی معنی ہین "لا یمشہ اللغب" کہ اوسے تھکن اور تعب نہو جنہین بردبار اور قوی الارادہ کو بھی کہتے ہین۔ قوت ارادی اس سے بڑھ کے کیا ہوگی کہ پچکاریون کی بوچھارون پر سینہ سپر رہے۔ رنگ پاشی اصل متانت ہے۔ دوسرے صاحب کا نام نامی مسٹر کبیر الدین ہے۔ بیشک ہولی اور ہولی...... کے ساتھ کبیر نہو تو ہولی کیسی۔ ارررا کبیر۔ ارررا کبیر۔ برا نہ مانو

ہولی ہے۔

آجتک ہمین بھی دعوےٰ تھا کہ اکبر الہ آبادی مرحوم قدیم نامہ نگار اودھ پنچ کو ہمسے زیادہ کوئی نہین جانتا۔ وہ ہمیشہ لکھنؤ کے محاورات اور لکھنو کی بول چال کے پابند رہے۔ اونھون نے غلطی سے اپنی زبان کی حفاظت کی۔ لکھنؤ کے تمام مشہور شعراء سے ملتے جلتے رہے۔ چنانچہ ایک مضمون بھی اونکی شاعری کے خلاف لکھنؤ سے شایع نہین ہوا۔ وہ ایک ظریف شاعر تھے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ فرنگی محل مین مرحوم اکبر کی ایک اناجی بھی خدا رکھے زندہ ہین۔ "لکھنؤ ان پر عتاب" کے عنوان سے خادم الحرمین کے صفحہ پر ایک افسانہ شایع ہوا ہے۔ غالباً اونھین اناجی کی زبانی مولوی صبغۃ اللہ صاحب نے یہہ افسانہ لکھا ہے بات ہے تو اس قابل کہ لوگ اس پر مشتعل ہون۔ اناجی احتمالات سے استدلال کرتی ہین "لکھنؤ اکبر مرحوم کو کس قدر نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوگا وہ واضح ہے۔ انکو مسخرہ ہزل گو بے اصول سب ہی کچھ کہا گیا ہوگا" اللہ رکھے اناجی کو علم غیب مین بھی اچھا خاصا سلیقہ ہے! اناجی بڑا انسا ہین تو ہم نہین کہ جھوٹ!

عمارت دفتر ہمدم مین ایک شخص مسمی شاہ مسیح الدین صاحب رہتے ہین انکو کشتون سے علاج کا شوق ہے انھون نے ہمارے سامنے سونے کا کشتہ پانچ منٹ مین بوٹی سے تیار کیا۔ اونکا دعوےٰ ہے کہ یہہ کشتہ سل و دق مین بہت مفید ہوتا ہے۔ کشتے کی تھوڑی سی مقدار بعد تجربہ اظہار رائے کی غرض سے ہمین بھی دی ہے۔ شاہ صاحب قیمت نہین لیتے حاجتمند اون سے طلب فرمائین۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز کنجشک

جہاں تک ہمارے تجربات و تحقیقات کا تعلق ہے نہایت کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اعضاء رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہونچانے مین اور عضو منی مثانہ معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر مین نظم کیا گیا ہے اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا مین کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ۲۰ خوراک چھ روپیہ

ماءاللحم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

یہ ماءاللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے جسکی شہرت ہندوستان مین ہے پہلے صرف راجگان والیان ملک کیلئے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک عنبر تازہ میوون کے [illegible] سے بنایا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ ہاضم طعام [illegible] رخسار سرخ و سفید کرنے والا۔ کمزوری کو دور [illegible] سرباح۔ بواسیر مین مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانیوالا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت مین بےنظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگین خراب ہو گئی ہون اُن کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ مین اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسون کی اُمید کو برلاتا ہے اور [illegible] شکایتون مین نو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (للعہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنیکی نایاب دوا ہے جسکا مثل و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے مین بےنظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی مین ہیجان پیدا کرتی ہے جریان و حرارت و رقت۔ بدخوابی کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسون اور نا امیدون کی اُمید کو برلاتی ہے بڈھون کو لطف شباب جوانون کی طاقت مین تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑون نامراد اور برسون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہو چکے ہین اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک مین بھی خاص افزونی ہو۔ (قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے	مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ	فہرست کلان مفت طلب فرمایئے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہین سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی صبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضاء کو حرکت دیتے رہئے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضاء کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب مین چوبیس تصاویر ہوئی ہین کسی اُستاد کے سکھانیکی ضرورت نہین پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیو پاریون کے واسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھوتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہو جاتے ہین ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بوڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی محض براے نام اسکی قیمت صرف عہ (ایک روپیہ)

ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

روزانہ ایک آنہ

آپ روزانہ ایک آنہ خرچ کرکے تھوڑے عرصہ مین اپنی گئی گزری تندرستی واپس لانے کی قسم کی کمزوری کو رفع کرکے اعلیٰ درجہ کی توانائی حاصل کرنے کیلئے جریان احتلام رقت منی فساد خون [illegible] وغیرہ امراض مخصوصہ سے نجات پانے کیلئے مقویات مزاج عالم [illegible] کا استعمال کرین قیمت ۳۲ گولی ۳۲ ایام کی خوراک ہین قیمت صرف [illegible] روزانہ خرچ کرنے سے تھوڑے ہی عرصہ مین زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ [illegible] منگانے سے صرف [illegible] محصول ڈاک بہرحالت مین بذمہ خریدار۔

ویدشاستری منی شنکر گووندجی جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ اندر چندر اینڈ کو چوک لکھنؤ

کشمیری لذت النساء باتصویر

کوکا پنڈت کی اصلی کتاب جسمین ۴۲ آسن معہ تصویر عورت مرد جانے کیساتھ عورت کے جنس کی شناخت عورت مرد کا رام کرنا اور جادو منتر سیکڑون باتین جنکے بیان سے حیا مانع قیمت صرف دو روپیہ آٹھ آنہ۔

تعویذ محبت جس کے باندھنے اور [illegible] سنگدل سے سنگدل معشوق [illegible] یوم مین تسخیر ہو کر مطیع ہو جاتا ہے ہدیہ ہا تعویذ حب اپنے معشوق کو مطیع کرکے دوسرونکو فائدہ پہونچائے ہدیہ صرف [illegible]

دعا مفید المحبت [illegible] ہدیہ [illegible] انگشتری [illegible] سے ملاقات [illegible] ہدیہ [illegible] اسم اعظم کی انگشتری ہدیہ صہ

طلسم حیرت [illegible] ہدیہ [illegible]

اعجاز زاہدی یا [illegible] عمل [illegible] صفحات

قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول۔

بہار سیٹھ کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھاسندھو | [illegible] دست سنگرہنی بدہضمی اور چھاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۸ر مین سب جگہ بکتا ہے۔

دودوگیج کیسری | بیندرادکو باجلن کے جوڑے کھسنے والی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا | بچون کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ر ڈاک خرچ علیحدہ ہوگا۔

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ براے دہلی پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چندر اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہان کے سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس کمپنی لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
جلد دوازدہم
اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُنکے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھلائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوریون کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے ہین اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اوّل کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED. NO. A.783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
OUDH PUNCH
LUCKNOW 1927 WEEKLY
जीलद न: १२
M.B. KHAN ARTIST
DOGAWAN LUCKNOW.

جلد ۱۲ نمبر ۱۳

مضامین غیر

(جمعہ ۸ - اپریل ۱۹۲۷ء)

چین چین چپ چپ

(نتیجۂ طبع دہقان [illegible] آبادی)

انتباہ

چونک اٹھے پینک سے چینی دفعۃً ۔۔۔ اب نہین افیون کی باقی ترنگ
سو رہے تھے باندھ کر مردون سے شرط ۔۔۔ زندگی کی پھر ہوی پیدا امنگ
اپنے گھر مین دیکھکر اغیار کو ۔۔۔ چبھ گیا دل مین عداوت کا خدنگ
چور ہین؟ ڈاکو ہین؟ آخر کون ہین ۔۔۔ کس لیے گھیرے کھڑے ہین یہہ پلنگ

ڈانٹ

ہائین تم ہو کون ـ کیون آئے یہان؟ ۔۔۔ بس نکل جاؤ ابھی تم بے درنگ
خیر اسی مین ہے کہ اپنی راہ لو ۔۔۔ ورنہ پھر ہم لائینگے کچھ اور رنگ

جواب

کیجیے آرام قبلہ اور کعبہ ۔۔۔ حاضر خدمت ہین ہم اہل فرنگ
لیجیے یہہ "چینا بیگم" آگئین ۔۔۔ انکی خاطر کیجیے بجوا کے چنگ

گھرکی

بس نکل جاؤ، چلو، سرکو، ہٹو ۔۔۔ ہم گوارا کر نہین سکتے یہہ ننگ
بو الہوس مکارہ اپنی گون کے یار! ۔۔۔ عمر بھر کرتے رہو گے عذر لنگ؟

دھمکی

دیکھیے یہہ شاعری اچھی نہین ۔۔۔ قافیہ ہم آپ کا کر دینگے تنگ

آویزش

خون کی بہنے لگین پھر ندیان ۔۔۔ چین نے بھی کر دیا اعلان جنگ
اسٹرائک کارخانون مین ہوئی ۔۔۔ اڑ گئی بھک سے تجارت کی ترنگ

لوازم آویزش

بالشویک یارون نے دی ٹھمکی ذرا ۔۔۔ کاٹ دی مشرق نے مغرب کی پتنگ
بحر کاہل مین تلاطم ہے بپا ۔۔۔ ہے بھنور مین کشتی اہل فرنگ
کیشین سے سرخ آندھی اک اٹھی ۔۔۔ سرزمین چین ہوئی گل لالہ رنگ
چین پہلے ہی سے تھا چین بر جبین ۔۔۔ بولنا سب کو پڑا چین وقت جنگ
سرخ پوشان وطن را مرحبا! ۔۔۔ جو ہے خون شد موج زن جون رودگنگ
انکی اک آواز پر سب جاگ اٹھے ۔۔۔ ہیکلے آمادہ ہوئے تیغ و تفنگ
پالسی، مکاری، اور ڈپلومیسی ۔۔۔ سو جھتی اب کچھ نہین، ہے عقل دنگ
اب نہین چلتی کوئی تدبیر آہ! ۔۔۔ چڑھ گیا ہے خنجر قسمت پہ زنگ!!
کون ہوتے ہین کہ یہین یہ ہان کاؤ" ۔۔۔ کیا انھین کے باپ کا ہے ہندوستان تنگ
چائے، ریشم، کویلا، لوہا، کپاس ۔۔۔ لوٹنے کھانے کے تھے کیا خوب ڈھنگ
مانٹ ازرائنگ ادھر در رو زبان ۔۔۔ حرّیت اور حق کی اس جانب منگ

نتیجہ

زندگی کے واسطے لڑتے ہین سب ۔۔۔ تیز ہے مچھلی پہ دندان نہنگ
چھوٹی چڑیان ہین شکار شاہباز ۔۔۔ اور ہرن ہین طعمۂ شیر و پلنگ
لیکن اس مین اور اس مین فرق ہے
کیا "تنازع للبقا" کا ہے یہ رنگ!

موتیابند یعنی تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء)

صاحب شعر الہند اقر اللہ عینہ کی سوجھ بوجھ اور سخن فہمی اوس کورمادر زاد سے زیادہ نہین ہے جسے ایک ولی اللہ کے تصدق مین بینائی نصیب ہوی ۔ اونھون نے اندھے کے پاس کھڑے ہوکے دعا مانگی "اے [illegible] اس پر رحم کر اس کی آنکھین کھول دے" آنکھین روشن ہوگئین ـ خط شعاعی کمان خانہ چشم سے تیر کی طرح نکلتے ہی "بیر بٹیلے" ـ یعنے میان مرغے پر پڑا اونکے ریشمی بال یاقوتی کیس خم کھائی ہوئی چمکدار دُم دیکھتے ہی حضرت اوندھے منہ زمین پر گر پڑے ـ ولی نے پوچھا "یہہ کیا؟" فرمانے لگے حضرت روح القدس سامنے کھڑے پر پھٹ پھٹا رہے ہین" بیلی شعاع کا یہہ کرشمہ دیکھتے ہی اونھون نے دعا مانگی کہ یا اللہ تو ہی ہر بات کی لم سے واقف ہے ـ یہہ شخص اس قابل نہین کہ آنکھون سے دیکھے ـ میان اندھے جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے ـ

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کی چشم سخن پر بار ہا کسی ولی اللہ کی دعا نے اثر کیا اور ہر مرتبہ دھوکا کھائی ہوی نظر نے عقل کا ساتھ نہ دیا ـ کبھی جد کو ہزل سے تمیز نہ کر سکے ـ کبھی شاعرانہ مزاح و لطائف کو واقعیت سے جدا کرنے مین قاصر رہے ـ کبھی صنایع لفظی دیکھ کے چون چون کرنے لگے کبھی معنوی خوبیان نہ سوجھین ـ تذکرۂ خضر نے جو کہہ دیا وہ کلام روح القدس ـ بھائی گھسیٹا نے جو فرما دیا وہ بمنزلۂ وحی ـ یہہ عنوان تحریر محققانہ ہرگز نہین ہے ـ نظر مبتذل سے چھٹکارا پایا تو فرمانے لگے :-

"شعرائے لکھنؤ کا عام رنگ معاملہ بندی ہے جس نے حد اعتدال سے

قدمانے انھین شعرا کے کلام کو پیش نظر رکھا تھا اسلیے دلی. میر و سودا کے کلام مین بھی اسی قسم کی لطیف تشبیہین پائی جاتی ہین اور شعراے دہلی نے بھی اس قسم کی تشبیہات کا انبار لگا دیا ہے۔

خلاصہ اس عبارت کا یہی ہے یعنی زمانۂ متاخر کے ایرانی شاعرون کا تتبع دہلی والون کو آتا تھا لکھنؤ مین کوئی فارسی نہین جانتا تھا اسوجہ سے برسات کے اندھیون کو چمن زار کی سیر نہ کرا سکا. یا بالفاظ دیگر توالی اضافات اور خالص اُردو الفاظ سے بیزاری کا حسن لکھنؤی شعرا کے اشعار مین پیدا نہو سکا. نرگس کی تے نظم ہوی نہ پائین کے دھوون کا لذیذ و خوشگوار شربت تیار ہوا۔

اسکے بعد غالب مرحوم کے چند قابل طرح اشعار ثبوت دعوے مین پیش فرماتے ہین لطیف استعارونکا انبار دیکھیے ؎

وان کرم کو عذر بارش تھا عنان گیر خرام
گریہ سے یان پنبۂ بالش کف سیلاب تھا

اور حضرت سے حاصل شعر دریافت کیجیے تو معرفت شعری کا حال کھل جائے. یعنی اونکا کرم معذور تھا کہ برستے مین نازل کیونکر ہون. یہان آنسوؤن کا سیلاب جاری ہوا اور سیلاب کے تھپیڑون سے کف پیدا ہوا یہی کف تکیے کی روئی بن گیا. علےٰ ہذا القیاس یہہ شعر ؎

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے
موج شراب یک مژۂ خوابناک ہے

جناب مصنف لطیف استعارات اور نازک تشبیہات کے سمجھنے مین بہت مہارت رکھتے ہین ایک دن کسی جلسے مین انھین بٹھا کے بعض اشعار کا مطلب پوچھنا چاہیے شرط یہہ ہے کہ طباطبائی کی شرح انکے سامنے نہو دل تو یہی کہتا ہے کہ صحیح اُردو نظم و نثر پڑھنے کا سلیقہ بھی شاید بوجہ کمال اپنے جوہر نہ دکھا سکے گا. مطلب کہنا اور نکات شعری کا فیصلہ کرنا تو بڑی چیز ہے. واللہ ذرّی "ثقاہت" زبان سے نکلے تو عجب ہی کیجیے گا۔

حضرت نے اس باب مین مشہور و غیر مشہور تلامذۂ ناسخ و ناسخ کے حق مین یادہ گوئی اور بے اٹکل پن کا نقل مین ہمین اپنے اس دعوی کا ثبوت مل گیا کہ حضرت کو اردو کی صحیح نثر پڑھنے کا بھی سلیقہ نہین ہے صابر کا آخری فقرہ یہہ ہے:-

"اور تمکین طبیعت سے معانی برجستہ کو خلوت خیال سے دروازہ لب تک آنے مین تکلف کی احتیاج"

شاید کاتب تکلف کی جگہ "تکلیف" لکھ گیا حضرت کی بلا کو معنی مطلب سے کیا غرض حضرت نے تصحیح کی تکلیف نہ اوٹھائی "تکلیف" ہی لکھ گئے - پوچھیے یہہ محل "تکلیف" کے استعمال کا ہے یا "تکلف" کے استعمال کا؟ اجی اب تو ہم یہی کہینگے کہ انھون نے پڑھنے مین غلطی کی۔

اوسکے بعد غالب کا ایک اعتراض جو انھون نے بحر پہ کیا تھا نقل فرماتے ہین کہ اونھون نے بحر کا یہہ مصرعہ پڑھا ؎

نہاتا ہے جو یہہ دریا مین کپڑے حور دھوتی ہے.

اور کہا "یہہ معشوق کی تعریف نہین ہوی بلکہ ایسا غریب معشوق ہے کہ گھڑے گھاٹ کپڑے دھلواتا ہے۔"

یہہ الہام غیبی "جلوہ خضر" سے نقل ہوا ہے جسکا مصنف غلط بیانی و بدمذاقی مین حضرت مصنف شعر الہند سے کچھ کم نہین ہے. بھلا غالب اس قسم کا اعتراض کرسکتا تھا؟

گرگٹ نمبر ۱ "شاخ پر بیٹھے تو ہو میرا سا رنگ تو بدلو۔"
گرگٹ نمبر ۲ "دیر آید درست آید"

ثبوتِ واضح پیش کرنے کے بعد مرزا قادر بخش صابر کے تذکرے سے ناسخ کے متعلق ایک عبارت نقل کی ہے اور فرماتے ہین کہ یہہ مدح وثنا "طنزاً" ہے۔ حالانکہ اونھون نے مرحوم ناسخ کی شاعری کے بارے مین اپنی خالص راے پیش کی ہے. یعنی خوب کہتے تھے مگر ان کے کلام مین آورد زیادہ ہے. یہہ اپنی اپنی راے ہے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ تعصب اس قسم کے اظہار خیال کی علت ہو. لیکن اس عبارت کی

اگر ایسے اعتراضات کیے جائین تو بحر کیسے دُنیا کا کوئی شاعر بچ نہین سکتا خود غالب ہی کے اشعار سنیے ؎

جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے

اس شعر سے واضح ہوتا ہے کہ معشوق کوئی بھڑبھونجا تھا ؎

اوس بزم مین مجھے نہین بنتی حیا کیے بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کیے

معلوم ہوتا ہے کہ معشوق گونگا تھا اور اہل بزم "بھانی کیوار کے کھول دے" کے طلسم مین مبتلا تھے ؎

ضد کی ہے بات اور مگر خو بری نہین
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدے وفا کیے

معلوم ہوتا ہے کہ معشوق الّو کا پٹھا تھا ؎

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجکو منہ دکھلائین کیا

ہو نہو معشوق صاحب کالے کانے یا لنگڑے ہین ؎

میخانۂ جگر مین یہان خاک بھی نہین
خمیازہ کھینچے ہے بت بیدادفن ہنوز

"بت بیدادفن" ہیرامن طوطے کا بچہ تھا" خالی انگلی بھی دیکھی تو منہ کھول دیا ؎

بسکہ ہین ہم اک بہار ناز کے مارے ہوے
جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن مین نہین

یہ مالن کی لونڈیا کا عشق ہے"

اس قسم کے اعتراضات کی جو وقعت ایک شاعر کی نگاہ مین ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ باقی آئندہ

راقم:۔ فیع الخیال کلال

بواقیات

(از حضرت بواق رحمتہ اللہ علیہ)

ناک[1] منہ اور آنکھ سے پانی مرے آنے کو ہے
چہرہ نزلے سے مرا۔ پنجاب بنجانے کو ہے
آج وہ ظالم جو لیکر استرا آنے کو ہے
جس کسی کو دیکھتا ہون ناک کٹوانے کو ہے
دیکھنا اک آنکھ سے ہے فعل مستحسن مگر
حسن ہے دو آنکھ والے کو بُرا کانے کو ہے
مین بھی سائل ووٹ کا ہون یاد رکھنا وورٹرد
سال مین خیرات کا اک خاص دن آنے کو ہے
چھینتا ہے وہ زبردستی جو دل عشاق کا
سرقۂ بالجبر مین اک دن دھرا جانے کو ہے
چشم ووٹر دیکھکر رنگ الکشن دیکھکر
بیخودی ہشیار کو اور ہوش دیوانے کو ہے

[1] ناک۔ منہ۔ آنکھ ۔ ۵ ۔

اسقدر ہے زور پر وحشت کہ مجنون عشق مین
لیلئ محمل نشین کا اونٹ ہنہنانے کو ہے
یا الٰہی خیر دیوانی کے دیوانون کی ہو
سُن رہا ہون منصفی بسترے اوٹھوانے کو ہے
وصل کی شب وہ ڈرانے کیلئے بواق کے
منہ مین اپنے خوب کالک پوت کر آنے کو ہے

[2] بی منصفی خانم اپنے بیکے بستر اسے روشہ کر اب سسرال (بنیاں) جانے والی ہین۔ تفصیل کیلئے ابھی تار دے گئے ہین۔

شاہ گشتاسپ آنجہانی

بنام

لارڈ اروِن این جہانی

کورنش۔ کورنش۔ برادر ارون۔ تمھین معلوم ہے کہ مین ایک مشہور بادشاہ تھا مینے ایک سو ساٹھ سال تک تخت فرمانروائی کو زینت دی۔ صرف یہی نہین بلکہ حضرت زرتشت کے مقتول ہونے کے بعد اونکا نائب بھی مین ہی مقرر ہوا یعنے دُنیا تو قبضے مین تھی ہی دین پر بھی قابو ہو گیا۔

اس ایک سو ساٹھ سال کی قلیل مدت مین جو تجربے مجھے حاصل ہوے اون کی تفصیل بیان کرنی آسان نہین۔ برخوردار اسفندیار رُوئین تن کا ولی عہدی کے لیے مچلنا اور میرا بہانے کرنا آفرین بر روان فردوسی کہ اوسکی بدولت تمام زمانے مین مشہور ہے۔

اسوقت مین تمھین صرف ایک واقعہ سناتا ہون۔ ذری کان کھول کے سنو۔ میرا ایک وزیر "راست روش" نامے تھا مگر درحقیقت پرلے سرے کا "کج رو" تھا۔ کمبخت نے خوشامد کرتے کرتے میرا دماغ خراب کر دیا اور میرے دماغ کی نااستواری سے خوب فائدہ اوٹھایا۔ یہہ مردود ایسا چرب زبان تھا کہ باتون ہی باتون مین مجھ ایسے گھاگ کو راہ راست سے بہکا دیتا تھا۔ مجھے اوسکے اقوال پر اتنا اعتماد تھا کہ ابعد حضرت زرتشت کے اوسکی عقل و دیانت میرے لیے چراغ ہدایت تھی۔ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اسی نا ہنجار نے مجھے اپنے بہادر سعید فرزند اسفندیار سے چھوڑایا اور جہان پہلوان رستم نامدار سے لڑوانے کی صلاح دی جس کے ہاتھون غریب کی اجل آئی۔

دُنیا جانتی ہے کہ مین بالطبع ظالم نہ تھا۔ میری رعایا مجھسے محبت کرتی تھی۔ مین اون کے ساتھ شفقت پیش آتا تھا اس کمبخت نے رعایا کی طرف سے میرے کان بھرنے شروع کیے۔ اور مجھے یہہ پٹی پڑھائی کہ عدل و انصاف کی کثرت سے رعایا کا جیسے بڑھ جاتا ہے وہ گستاخ ہو جاتی ہے۔ اسنے اپنے ماتحت عمّال کو ہدایت کی کہ وہ جا بجا رعیت کو فساد و فتنہ پر آمادہ کرین۔ پولیس اور اصحاب شرطہ کو ابھارا کہ آپس مین لڑوانے کے وسائل ڈھونڈھین کیا بتاؤں اس مردود نے چند ماہ مین کیا کیا چالین چلین آخر مجھسے صبر نہو سکا اور مینے سخت قوانین جاری کیے بھاری بھاری ٹیکس لگائے۔ اشخاص کے حرکات و سکنات پر پہرے بٹھائے لیکن انتظامی قوانین کی سختی جتنی بڑھتی گئی اوسیقدر عمّال کے اختیارات مین اضافہ ہوا جسیقدر اختیارات بڑھے اوتنی ہی رشوت کی ندی کی روانی بڑھی۔

میاں "راست روش" نے ایک طرف الفاظ قوانین و ضوابط کے حیلے سے خزانہ خالی کیا اور دوسری طرف عائد و رؤسا کی گردنین ناپین اونکی آمدنی کے شریک غالب بن بیٹھے۔ قیامت برپا ہو گئی۔ لشکر کی تنخواہین چڑہین تو اوسنے لوٹ مار پر کمر باندھی مختصر یہہ کہ مینے خزانے کا جائزہ لیا تو اوس مین چوہے قلابازیان کھا رہے تھے۔ ایک دن وحشت دل نے صحرا کی راہ دکھائی یکہ و تنہا گھوڑے پر بیٹھ بغیر کسی خاص ارادے کے بادیہ پیمائی کرنے لگا۔ بے جانے بوجھے جنگلون مین چلنا پھرنا آسان نہین۔ گھر کا راستہ بھول گیا۔ اتنے مین آفتاب نے پس کوہ منہ چھپایا اور مجھے شب بسر کرنے کی غرض سے ایک جائے پناہ کی تلاش ہوی۔ یک نگاہ کو دوڑایا تو وہ ایک خیمہ کی خبر لایا جسکی سفیدی بیاد رسیاہ شب مین پیوند کی صورت چغلی کھا رہی تھی۔ اوسی طرف چل نکلا۔ دیکھتا کیا ہون کہ خیمے کے گرد دُنبیان سرزمین پر

گلے سوہے موتی مالا سومیری جان

زبان حال (ریاست) "اے حضرت سمجھ مین نہین آتا کہ کٹہرے مین پٹے کی ضرورت کیا ہے؟ اور یہ بھی تو ایک ہی بست ہے"

زبان قال (کھلاڑی) نہین صاحب! آخر زینت بھی کوئی چیز ہے یا نہین؟ تماشائی دیکھینگے تو مجھی کو نام رکھینگے۔ ابھی سے گھبرائے جاتے ہو؟

رکھے آرام کر رہی ہین اور ایک کُتیا کے گلے مین رسی کا پھندا پڑا ہوا ہے وہ ایک درخت کی شاخ مین لٹک رہی ہے۔ کُتیا کی پھانسی دیکھ کے مجھے تعجب ہوا۔ مین اسی حیرت مین تھا کہ خیمہ کے اندر سے ایک جوان رعنا باہر آیا اور اوسنے بکشادہ پیشانی میرا استقبال کیا۔ جب دسترخوان چنا جا چکا تو مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ جب تک اِس کُتیا کا واقعہ تم نہ بیان کروگے مین ہرگز تمھاری دعوت قبول نہ کرونگا۔ میری بات سُن کے اوسنے دست بستہ عرض کی کہ خداوند یہہ کوئی دشوار بات نہین ہے نہ چھپانے کے قابل ہے غلام ان دُنبیون کا مالک ہے یہہ کُتیا ایک مدت سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ گلّے کی رکھوالی کرتی تھی مین اسکی نگہبانی پر مطمئن تھا۔ چند روز اودھر کا ذکر ہے کہ یہہ مست ہوئی اس جوار مین کوئی کُتا نہین ہے دو گھڑی ہنس بول لیتی ہان جنگل مین کئی بھیڑیے ہین صورت شکل کی مشابہت اور فطری اشتعال کی وجہ سے یہہ حرامزادی بھیڑیے سے اٹک گئی اور میری کمائی (دُنبے) مزیداری کی اُجرت مین فیاضی کے ساتھ صرف کرنے لگی۔ چڑیل روز ایک دُنبی بھیڑیے کو کھلا دیتی جو ہڈیان گڈیان بچ رہتین وہ خود زہرمار کرتی۔ یا تو اسکا یہہ قرینہ تھا کہ ادھر بھیڑیے کی بو پائی اور بھونکنے لگی یا ایک دن میری آنکھون کے سامنے بھیڑیا موٹی سی دُنبی اوٹھالے گیا اور یہہ چڑیل غرائی بھی نہین۔ بس خداوند میری آنکھون مین خون اوتر آیا۔ اوسی غصہ کا یہہ نتیجہ ہے جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہین۔

برادر راون! جب مین بیابان نوردی سے فارغ ہوکے گھر کی طرف پلٹا تو میرے دل مین ایک تلاطم برپا تھا۔ آہ! میری رعایا بھی گلہ گوسفند سے کم نہین۔ مینے اوسے کُتیا کے ...... لے مین اس راست روش کجرو گمراہ کے چلتون پھنسا پایا ہے۔ وا اور وا اوار۔ میرے گناہ معاف کرین مین بھی ایسے ہی سزا دونگا جو کُتیا کو اوسکے مالک نے دی ہے۔

چنانچہ مینے یہی کیا۔ اسی روز سے "کُتیا کے ...... لے" کی مثل زبان زد خاص و عام ہوئی جب کوئی خائن اپنی خواہشون پر مال غیر لٹاتا ہے تو صاحب مال کہتا ہے کہ ہمارا مال تو بالفعل کُتیا کے ...... لے (بدکاری کا ترجمہ) مین پھنسا ہے۔ مینے راست روش روسیاہ کے مظالم کا خاتمہ بھی کیا اور اپنی غفلت کا جرمانہ بھی ادا کیا۔ قیدی آزاد کیے تا ...ان بھگتے۔

برادر راون۔ گو اب میرا تعلق روے زمین سے منقطع ہو گیا ہے لیکن روح آزاد ہے اور مین خصوصاً اوس طرز حکومت کو بغور مطالعہ کر رہا ہون جسے انگریزون نے اپنے ملک مقبوضہ مین رواج دیا ہے۔ میرا دعوے ہے کہ ایک ذی ہوش آدمی ایک سو ساٹھ سال تک زندہ رہنے کی حالت مین جتنا وسیع العلم ہو سکتا ہے ہزارون ساٹھ ستر برس کی عمر رکھنے والے اوتنا علم کتابون کی مدد اور سُنی سنائی باتون پر عمل کرنے سے حاصل نہین کر سکتے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

حکومت خواہ جمہوری ہو یا شخصی دونون کا حال یکسان اور دونون کا نتیجہ ایک ہوتا ہے اگر راست روش کے سے افراد پر مشتمل ہو۔ حکیم بقراط نے مجمع کے جائز الخطا ہونے پر نہایت اعلے بحث کی ہے۔ انگلستان مین بھی راست روش کی نسل موجود ہے اور ہندوستان مین بھی۔ مگر ہندوستان مین زیادہ ہے اور انگلستان مین کم۔ انگلستان نے ہندوستان مین جو آدمی بھیجے سوء اتفاق سے اونمین راست روش کی سنت پر عمل کرنے والون کی بھارتی ہمیشہ رہی۔ جو اشخاص بالطبع راست روش کے پیرو نہ تھے وہ بھی صحبت کے اثر سے راست روش ہو گئے اور خوشامدیون کے گروہ مین پھنس کے بنکارنے لگے ؎

کمال ہمنشین در ما اثر کرد

تمھاری قوم نے یہان ایک نئے طرز حکومت کا کھیل کھیلا ہے جسے کونسل یا اسمبلی یا جو تمھارا جی چاہے کہو مگر ہے یہہ ایک مسخرہ گی اور میری روحانیت مجھے کہتی ہے کہ ان کونسلون مین راست روش کی امت بھی موجود ہے۔ ان مجلسون کا فرض ہے قانون سازی۔ اور روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ قوانین کی یہہ کثرت اون بیماریون کا صحیح علاج نہین ہے جو ہندوستان کو گھیرے ہوے ہین۔ یزدان پاک کا فضل ہے کہ کونسلین صرف قانون سازی کرتی ہین اوس پر عمل دوسرون کا فرض ہے ورنہ اندھیر ہو جاتا۔ اب مین تم سے پوچھتا ہون کہ کتنے قوانین روز بنین گے؟ ابھی مینے تو ایک سو ساٹھ سال تک حکومت کی لیکن اتنے قوانین کی ضرورت کبھی نہ ہوئی۔ یہہ خیال فضول ہے کہ اگلے زمانے کی اور زمانہ حال کی ضرورتون مین فرق ہے۔ ابھی فرق کچھ بھی نہین ہے بھلا عدل و عدالت کی تنگی کب نہ تھی؟ جس حکومت نے عدالت کی مطابقت سے ضوابط مرتب کیے اوسکا نام نیک آجتک قائم ہے۔ اور جس حکومت نے راست روش نا ہنجار کے ضوابط پسند کیے اوس پر آج تک زمانہ تھڑی تھڑی کرتا ہے۔ کسی شریعت کی جدت نہ فلسفہ عقل کو بدلتی ہے نہ قواعد راست کو۔

برادرم۔ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ راست روش کردار عمال کے ہاتھون مین کسی قانون کی باگ نہ آجائے۔ مینے سنا ہے کہ تم اکثر حوالی موالی کا جم غفیر ساتھ لیے بغیر گھومتے پھرتے ہو۔ غریب کسانون اور دیہاتیون سے اکثر بات چیت کرتے ہو یہہ رویہ بہت اچھا ہے۔ اس سے یقیناً تمھاری معرفت مین ترقی ہوگی اور بے شبہ ایسی کُتیون کے کرتوت بھی دکھائی دینگے جنھون نے بھیڑیون سے سازباز کر رکھا ہے۔ پس کیا یہہ نامناسب ہے کہ راست روش کردار عمال کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ کرو؟۔ کہین ڈاکے پڑتے ہین۔ کہین بے گناہون پر نشانہ بازی ہوتی ہے کہین ناکردہ جرم قید ہین۔ کہین رشوت کا بازار گرم ہے۔ کہین اوقاف کی دُنبیان (آمدنی) کُتیا کی تماشبینی مین صرف ہو رہی ہین۔ کہین پولیس کے راست روش وہاجو کرکے بھی مچا رہے ہین۔

مینے سنا ہے کہ تم ریاستون مین بھی جاتے ہو۔

تو بہ۔ توبہ۔ ان مین تو راست روش کی نسل اچھی طرح آباد ہے۔ اکثر گلون کی رکھوالی کتیان کرتی ہین۔ بلکہ بعض پولیٹکل ایجنٹ بھی پکے راست روش کے جانشین ہین۔

یاد رکھو کہ نئے قوانین تصنیف کرنے سے زیادہ ضروری پرانے قوانین کی اصلاح ہے جنھین راست روش کی امت قدیمہ نے ترتیب دیا تھا ان قوانین کے خمیر مین راست روشی نمک حلال پڑا ہوا ہے۔

را

تمھارا دلی خیر خواہ شاہ گشتاسب

سابق فرمان روائے ایران

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماسے ہے

ایک تھے مہمان بخیل اتفاق سے اونکے ایک پرانے یار غار ان کے گھر پر زبردستی وارد ہو گئے۔ بخیل صاحب کی جان نکل گئی ہائے اب انکا دوزخ کیونکر بھرون؟ یہ تو دیوالا نکال دینگے" عرب کے خانہ بدوشون مین ایک قبیلے کے بخل کی ہجو کسی شاعر نے کی ہے کہ جب انکا کتا جنگل مین مہمان کی بو پاکے بھونکتا تھا تو یہ اپنی بڑھیا سے کہتے تھے "بڑی بی آگ پر اوٹھ کے دھار مار دو" بڑھیا ایسی منحوس تھی کہ پیشاب کے ضایع کرنے مین بھی کفایت کے اصول مدنظر رکھتی تھی یعنے اوسی قدر پیشاب کرتی تھی جتنا کہ آگ بجھانے کے لیے کافی ہو۔ باقی پیشاب "داشتہ آید بکار" کے خیال سے پیٹ ہی مین بچا رکھتی تھی لیکن اس قبیلے کو بھی مہمان کے بہلانے کی ایسی عمدہ چال معلوم نہ تھی جیسی ان بخیل علیہ ما علیہ نے مہمان سے کھیلی ہان سے کہا تشریف رکھیے مین کھانے کی فکر کرتا ہون اور خود اندر جاکے ہنڈیا مین پانی بھرا۔ کوٹھے کے چھجے پر ہنڈیا رکھی۔ اور چھجے کے نیچے انگنائی مین پانچ چار کوئلے سلگا دیئے۔ بھلا یہ چنگاریان اپنی گرمی چھجے تک کس طرح پہونچا سکتی تھین۔ اس تدبیر سے میزبان صاحب بہت خوش ہوے اور صحن مین لگے تھرک تھرک کے گانے۔

"پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماسے"

مہمان صاحب ڈیوڑھی مین مونڈھا بچھائے بیٹھے تھے دراڑ مین جھانک کے انھون نے تماشا دیکھا۔ مزاج سے واقف تھے۔ سمجھ گئے اور کہنے لگے

"تم رہے چوتڑ بارہ ماسی"

مطلب یہ تھا کہ چھ مہینے مین ہنڈیا تیار ہو گی تو کچھ مضائقہ نہین بندہ سال بھر تک یہان سے نہ ہلیگا۔

خدا رکھے سکین کمیٹی کی سفارشی رپورٹ تیار ہو گئی ہے کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ فوجی کالج ہندوستان مین ۱۹۳۳ء تک قائم ہو جانا چاہیے۔ نوجون کو جو شاہی کمیشن ملا کرتا ہے ۱۹۵۲ء تک اوسے ایسی چال چلنی چاہیے کہ نصف ہندوستانی افسر یورپین افسرون کے لگ بھگ ہو جائین۔ فوجی کالج مین تین سال تعلیم پانیکے بعد امیدوارون کو ایک سال انگلستان مین رہنا ہو گا۔ یعنے میزبان صاحب کہتے ہین۔

پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماسے

ممکن ہے کہ اہل ہند جو اپنے گھر مین آپ ہی مہمان ہین چوتڑ پیٹ کے صدا لگائین:۔

تم رہے چوتڑ بارہ ماسی

حکایت

راہ گیر "اجی کیا ڈھونڈھ رہے ہو۔ یہ زمین کیون جا بجا کھودی ہے"

جحا (عرب کا احمق) "کیا عرض کرون مینے کچھ روپے دفن کیے تھے اب چپا چپا چھان مارا کہین روپون کا پتا نہین"

راہ گیر "تو کیا تمنے دفن کرتے وقت کوئی نشانی بنا دی تھی؟"

جحا "واللہ آپ مجھے احمق بناتے ہین۔ اے حضرت جسوقت مین اپنا مال زمین کے سپرد کر رہا تھا اوسوقت میرے سر پر ابر کا چھوٹا سا ٹکڑا سایہ کیے ہوے تھا۔ بس مینے اوسی کی سیدھ باندھ کے گڑھا کھودا اور روپیہ دفن کر دیئے"

پنچ سنہ ۱۹۲۹ء ابر کا ٹکڑا ہے اور موعودہ اصلاحات مال مدفون ہین اب مین حیران ہون کہ جحا کا عہدہ کس کے سپرد کرون یہ رکن ہیٹ صاحب اس عہدے کے واسطے موزون ہین یا وہ ہندوستانی جو سنہ ۱۹۲۹ء کے انتظار مین آنکھین پھوڑے لیتے ہین۔ یارو بتاؤ؟۔

قانونی دل لگی

بڑی بات سشن جج صاحب نے کاکوری والے ڈکیتی کے مقدمہ مین آخر حکم سنا ہی دیا۔ چند مجرمون پر کئی الزام تھے لہذا اونھین سزائین بھی کئی دی گئین۔

بعض ملزمون کو حبس دوام اور پھانسی اور بعض کو پانچ سال قید با مشقت اور پھانسی دونون سزائین عنایت فرمائی ہین۔ یہ قانونی دل لگی بازی کہلاتی ہے عجب نہین کہ انکی تعمیل مین جیل خانے کے افسرون کو وہی منطقی مخمصہ لاحق ہو جو ایک انیس کو ہوا تھا۔ اس غریب کا لوٹا بہتا تھا آپ جانیے انیس بیچارہ دیر تک بیت الخلا کی قید تنہائی مین مبتلا رہتا ہے فراغت ہونے تک لوٹے مین سے پانی اسطرح غائب ہو جاتا تھا جس طرح قانون سے انصاف۔ آخر تدبیر سوجھ گئی کہ پہلے آبدست لیکر بیت الخلا جاؤ۔ اب ہمین بھی دیکھنا ہے کہ پہلے پھانسی کی سزا شروع ہوتی ہے یا حبس دوام کی ہماری رائے تو یہ ہے کہ پہلے حبس دوام ہو پھر پھانسی مگر دوسرے محقق کہتے ہین کہ نہین پہلے پھانسی دیجائے پھر حبس دوام لیکن دوسری سزا کی نگرانی اچھی طرح ہونی چاہیے۔ ارے ہان کہین ایسا نہو کہ قیدی پانی کی طرح قبر کے آفتابے سے بہ نکلین اور دفع نجاست کا فرض پیشگی ادا ہو نہ مابعد۔

جان لیوا دل لگی

پنجشنبہ اول شوال کی مخصوص مزار حضرت شاہ مینا پر دھوم سے منائی جاتی ہے۔ سنتے ہین کہ عین اُسوقت جبکہ بھانڈون نے نغمہ سے مصنوعی آتشبازی چھوڑنے کا ٹھاٹھ باندھا تھا ایک سچ مچ کا گولا پھٹا اور دس بارہ آدمی زخمی ہو گئے۔ افواہ ہے کہ ایک دو بھانڈ بھی مجروح ہوا مجمع مین بھگدڑ پڑ گئی۔ کہتے ہین کہ چند آدمی بوکھلاہٹ کی بدولت فرار کیحالت مین ایک دوسرے سے ٹکرا کے چوٹ کھا گئے ان پر دو ایک ستم ظریفون نے آوازہ کسا یہ تمھارے کی بھائی گور پرستی کی سزا" واہ میان تم جان کے بنی رگ جھلین کرتے تھے۔ بہرحال یہ دوسری جان لیوا دل لگی ہے دیکھیے تفتیش کا گولا کیا گل کھلاتا ہے ابھی تو لوگ یہ شعر پڑھ رہے ہین۔

غذاے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُنکے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

یعنے

سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
بہت دلچسپ نظم ہے ملاحظہ فرمائیے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے مزا
اُٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۱۲ر
ٹکٹ بھیجکر وی پی منگائیے
المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی
(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائیگی۔
(۳) پرچہ پہنچنے ہفتہ عشرہ کے بعد کوئی شکایت قبول نہ کی جائیگی۔
(۴) حساب آخر ماہ صاف کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔
(۵) ناقابل فروخت پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صُراحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی اللعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۱۴

مضامین غیر

(جمعہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء)

موتیا بند یعنے تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۸ اپریل ۱۹۲۶ء)

حضرت مصنف نے بمقتضائے بصیرت ایک نیا عنوان شیخ ناسخ اور خواجہ آتش کے تقابل کا قائم کیا ہے اور اوس ندیدے بچے کی طرح جو ایک چیز کی نسبت کڑوی بد ذائقہ بُری ہونے کا اعتراض بھی کرتا جائے مگر اوسی کو نگلتا بھی جائے خواجہ آتش کے نتائج طبع کو بُرا بھی کہتے جاتے ہین پھر شوخی رنگینی رعنائی چستی بندش کا اعتراف بھی کرتے جاتے ہین۔ معلوم نہین کہ یہ نوازش غریب آتش پر کیون ہے اگر ہم اس "تحسین ناشناس" کی تفصیل کرین تو مضمون ساہی کی آنت ہو جائے۔ لہذا اون اعتراضات کی جانب توجہ کرتے ہین جو آتش کے مقابلہ مین ناسخ پر عائد کیے گئے ہین۔ سلامتی سے انہین کا ہر اعتراض جہل پر مبنی ہے لیکن کتاب شعر الہند چھپ چکی ہے زمانے مین گھامڑ کوڑھ مغز اور خوش باور مقلدین کی قلت نہین ممکن ہے کہ ان اعتراضون کو دیکھنے کے بعد دوسرون کی رگ جہل بھی حرکت کرے۔ زبان مین کھلبلی پیدا ہو اور وہ بھی پختہ کار ماہر فن شعرا پر بیجا اعتراضون کی جسارت کرنے لگین اسلیے ہم دفاع پر مجبور ہین۔

حضرت مصنف فرماتے ہین کہ شیخ ناسخ نہایت ثقیل الفاظ استعمال کرتے ہین مثلاً؎

تو وہ خورشید ہے اولٹے جو گلستان مین نقاب
چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا

یہہ پہلا اعتراض ہے مگر "حافظہ نباشد" کا مکمل ثبوت ہے اسلیے کہ جادہ احتیاط سے دو عالم بیابان ماندگی یک عرصہ میدان۔ عصا گداز پان بتجالہ غیر گلخندۂ شرر طعنہ تیر باد پوزش نرپرید دل سودا زدہ شورش کدۂ راز بزمہ دامان۔ نقاب شکن تار اسینہ گداز ہزیمت آئین مالیدہ ورچیدہ دامان۔ کی نامعقول بے ڈھنگی اور غیر مانوس ترکیبو نمین لا دریغی محسوس کرنیوالے کی زبان سے نکلا ہے شعر مذکور مین صرف "تلون" اور "حربا" یہہ دو لفظین غالباً بوجہ بن کے گرۂ طبع مصنف پر ناگ گذین اور ثقیل معلوم ہوین حالانکہ نہ تلون غیر مانوس ہے نہ حربا۔ حربا بالفرض قافیہ ہے اور ہر گز ثقیل نہین اسلیے کہ کوئی مفرد لفظ ثقیل نہین ہوتا مفرد الفاظ برابر ایک زبان کے دوسری زبان مین لیے جاتے ہین خصوصاً نظم مین۔ اگر یہہ اعتراض وارد خیال کیا جائے تو پھر اوستاد کل میر تقی میر مرحوم کا کلام بھی جس مین عمداً فارسی زبان سے بھیک کے ٹکڑے مانگ کے جمع نہین کیے گئے اس اعتراض سے بچ نہین سکتا تڑپنے کی جگہ طپیدن اور اسی قسم کے صدہا الفاظ جنکے مرادف ٹھیٹھ اُردو یا بھاشا کثیر الاستعمال الفاظ موجود ہین نظم ہوے ہین۔ بلکہ میر پر موقوف نہین دُنیا بھر کا کوئی شاعر اس ثقل کے اعتراض سے بچ نہین سکتا۔ ہائے کسی فن کے مالہ وماعلیہ سے ناواقف ہونا بھی کیا مصیبت ہے بیچارے اتنا نہین جانتے کہ ایک وسیع زبان مین ایک ہی مطلب ومعنی کے متعدد الفاظ ہوتے ہین۔ عربی مین عبرانی فارسی یونانی سریانی الفاظ ہزارون موجود ہین اور نظم ونثر مین داخل کیے گئے ہین۔ فارسی مین ہندی اسما پائے جاتے ہین۔ پھر ان الفاظ کے واسطے یہہ کوئی لازمی شرط نہین ہے کہ ان کا ہم معنی لفظ موجود نہو تو مجبوراً بولین یا لکھین۔ ڈر کی جگہ خوف اور خوف کی جگہ ڈر مسکراہٹ کی جگہ تبسم۔ حباب کی جگہ بلبلا۔ کہنے مین خرابی نہین تو گرگٹ کی جگہ حربا کہنے مین کیا گناہ ہے۔ مکارم نگر کے تعلیم یافتہ مولوی صاحب اگر کوئی چھوٹا سا اردو کا لفظ "تلون" کے ہم معنی ڈھونڈھ کے بتا دینگے تو ہم بہت شکر گزار ہونگے مگر شرط یہہ ہے کہ ایک ہی لفظ ہو اور شعر مذکور کے دوسرے مصرعے مین تلون کی جگہ نظم ہو جائے۔ ورنہ بے غیرت کی دور بلا۔ دوسرے شعر مین لفظ استعلاج غالباً بار پشت خاطر نازک ہوا ہے؎

مل گیا ہے عشق کا آزار قسمت سے مجھے
ہون جو عیسے بھی ارادہ ہو نہ استعلاج کا

ہم اس کے بارے مین بھی یہی شرط پیش کرتے ہین۔ ایک لفظ "استعلاج" کے ہم معنے ارشاد ہو جائے اسی پر فیصلہ ہے۔ اگر کوئی ماہر فن ہوتا تو ناسخ کی اس تلاش کی داد دیتا۔ ماحصل شعر یہہ ہے کہ عشق کا مرض نہایت مرغوب ہے عیسیٰ بھی مل جائے تو اس دل پسند بیماری کے علاج کی خواہش مین نہ کرون۔ دوسرا مصرعہ بدل کے یہہ معنی پیدا کیجیے اور قافیہ ردیف بھی یہی رہے تو شاعر کی حذاقت ومہارت پر طعنہ زنی کیجیے۔ "استعلاج" آخر ثقیل کیون ہے؟ ثقیل کی تعریف کیا ہے؟ ان سوالون کا جواب حضور سے نہین مل سکتا۔ کیا معنی کہ یہی جانتے ہوتے تو ایسے بھونڈے اور بیہودہ اعتراض ہی کیون فرماتے جن پر صاحبان فہم کو ہنسی آئے۔ دوسرا اعتراض بندش کی صفائی پر ہے شعر یہہ ہے؎

تاک رکھتے ہر گھڑی کیونکر نہ اوسکے سامنے
بدر نہ تھنے کے سلیمان کی ہے خاتم ناک مین

اس شعر مین قافیہ وردیف ہے "دم ناک مین"۔ کم ناک مین طرح اسلیے پیش کی گئی ہے کہ مشکل قوافی کے نظم کرنے کا سلیقہ آزمایا جائے۔ شاعر "خاتم" کا قافیہ "ناک مین" کے ساتھ نظم کرنا چاہتا ہے ایک لطیف خیال معشوق کی قوت تسخیر کا اوسکے دماغ مین آتا ہے اور وہ سلیمان کی مشہور خاتم جسکے زیر فرمان جن وانس ہوا وزمین آب وآتش تھے اسی غرض سے انتخاب کرتا ہے۔ اس خیال کو آپ اسی ردیف وقافیہ مین نظم کرکے دیکھیے۔ آپ تو کیا چیز ہین جو ان دشواریون کو سمجھینگے اپنے اساتذہ سے نظم کروائیے اگر وہ لفظی ومعنوی صنایع کے ساتھ کسی اور عنوان سے نظم کر دین تو یقیناً شاعر اس قابل نہین کہ اوسکا نام قادر الکلام

شعراکی صنف مین لیا جائے - ہمارا خیال تو یہہ ہے کہ "ناک مین" کی ردیف سنتے ہی جناب اونگلی ناک پر رکھکے سکارم نگر کی یونیورسٹی مین دم لینگے ؎

میرے تمھارے شعر اسی بات پر سہی

اس قسم کے جتنے اشعار ہین سب پر اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو یہہ کہ اپنے ردیف و قافیہ مین طرح کی تجویز دل پسند نہین ہے لیکن واضح رہے کہ ادبی مشکلون مین مبتلا ہونے سے مشق سخن بڑھتی ہے - غالب مرحوم نے گلگن کے پاون - گلبدن کے پاؤن، کیون باندھے؟ بہادر شاہ ظفر مرحوم نے ؎

گیا سینہ میں مگیا دل مین پیچ پیچ نہین بولے
"مجھی" ترے گھونگرو.

کے ہم وزن الفاظ بقید اعراب کا التزام کیا اور اس صنعت مین کسی دوسرے شاعر کو طبع آزمائی کی جرأت نہوئی - تلاش الفاظ و احاطۂ معانی کی مشق اور کس طرح ممکن ہے؟ کوئی طریقہ ارشاد ہو؟ - طبع زاد نظمین ہون یا طرح کی شاعر اپنی محنت سے ادنے الفاظ کو اعلے بنانے کی کوشش کرتا ہے یہہ تو مدح کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے نہ قدح کی نگاہ سے - مگر موتیا بند مدح و قدح دونون نگاہون سے محروم ہے - اسے کوئی کیا کرے - اس قسم کی محنت و تلاش مین خفیف غلطیان بھی ہون تو قابل طرح ہین -

داد کے لائق یہہ بات ہے کہ ایسی بیہڑ زمینون مین بھی "غزل" یعنے معشوق سے گفتگو یا عشق و معشوق کے متعلق گفتگو کا عنوان باقی رہا ہے - ان اشعار کو مثلاً قصیدے کی صنف مین کوئی صاحب فن داخل نہین کر سکتا - خدا کی شان ہے ایسے نادانی و بدمذاقی آگے چل کے حضرت مصنف اپنی سخن فہمی کا ڈنکا بجاتے - اور تیسرا اعتراض یون وارد کرتے ہین کہ بہت سے الفاظ مین اپنی قادر الکلامی سے

زبان بے حِس و حرکت

حمال "رام رام ست - لا الٰہ الا اللہ"

مسٹر صوبہ "ہین! ہین! اے یہہ مری نہین ہے - مین ہمیڑی لگاتا ہون! چاہے چلے نہین مگر باقی رہیگی"

ناجائز تصرفات کرتے ہین" مثلاً

(۱) کیا ہی حاسد ہے فلک جس نے کہ نوبت بائی
دم مین مانند حباب اوس کا نقارہ توڑا

(۲) مجھے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
صاف سیکھا ہے چلن آہوے صحرائی کا

معترضین کے نزدیک نقارہ غیر مشدد اور غزال شہری صحیح نہین" ان معترضین کا نام لینا لازم تھا مگر حضرت نے نہین لیا پس یا تو یہہ معترضین خلیا گران سکارم نگر ہین یا اونکے پڑوسی - سنیے حضرت! نقارہ کوئی عربی لفظ نہین ہے -

یہہ ایک بڑا طبل ہے جسے اسکندر بادشاہ نے فوجی ضرورتون سے ایجاد کیا تھا - نہ تو متقدمین عرب کے اشعار مین یہہ لفظ موجود ہے نہ یعنی کوس جنگی عربی لغت مین مذکور - ہان عبرانی لغت ہے اور [illegible] سے مشتق ہے - عبرانی ایک مردہ زبان ہے اوسکے الفاظ پر تصرف اگر ہوا بھی تو کیا گناہ ہے - ہم یہہ بھی تسلیم نہین کرتے کہ اس لفظ مین کوئی تصرف ہوا بھی ہے - اسلیے کہ گفتگو مین نقارہ بہ تخفیف قاف و بہ تشدید قاف دونون طرح زبان زد ہے - قالمیت کا ثبوت یہین سے ملتا ہے

کہ عربی الوزن ہونے کی وجہ سے حضرت اسے عربی لفظ خیال کر بیٹھے - خدا ہر انسان کو ایسی قابلیت سے محفوظ رکھے - یہہ لفظ اہل فارس مین اسکندر کے حملے کے بعد مروج ہوا - اہل فارس کے کلام مین کہین مشدد ہے کہین مخفف وحشی مشہدی ؎

ہر آنکہ کوس نوازد نقارچی باشد

ترکی لغت مین نقارخانہ اور نقارہ بہ تخفیف ہے مشدد نہین ہے (منتخبات اللغات العثمانیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۹)

اگر یہہ عربی لفظ ہوتا تبھی تو تخفیف اور تصرف مین کوئی مضائقہ نہ تھا حذف تشدید کا عام رواج فارسی مین ہے اکثر عربی لفظین بہ تخفیف بولی گئین اور نظم ہوین ایک بہت مشہور لفظ "غم" یعنی اندوہ ہے یہہ عربی ہے اور مشدد الآخر ہے عربی مین کسی مقام پر بہ تخفیف نہین نظم ہوا مگر فارسی و اردو مین اسکے میم کو کبھی تشدید نہین دیگئی -

غم صیاد نہ فکر باغبان ہے
دو تنکے مین ہمارا آشیان ہے

حافظ شیرازی ؎

خاک بر سر کن غم ایام را

طاہرہ جو قرۃ العین کے نام سے مشہور بابی عورت ہے اپنے عربی مصرعے مین بمقتضاے جہل "غم" بہ تخفیف میم نظم کر گئی اور اوسے یہ محسوس نہوا کہ اس شعر کو عرب سن لینگے تو ہنسینگے -

جذبات شوقک الجمت لیسلاسل الغم والبلا
ہمہ عاشقان شکستہ دل کہ دہند جان بہ رہ بلا

اس قسم کے تصرفات کی پروا اہل فارس کو نہین ہے - کیون؟ اس لیے کہ قدیم عربی اپنے مضبوط قواعد سمیت مردہ ہو چکی ہے - غافل اور بے توفیق عربون نے اپنی زبان کا مرکز یا معیار قائم نہ رکھا - قرآنی جس زبان یا اور جن حروف مین نازل ہوا تھا وہ تقریباً مردہ ہو چکی ہے قاف کی جگہ گاف نے اور کاف کی جگہ

پہچان لی ہے جسوقت وہ گل - الحگ۔ بلبل کی ہے ہنگام آواز اہل دل کا سنتے ہیں تو اونھین عبرت ہوتی ہے کہ خدایا یہہ وہی قوم ہے جس پر تونے نوازش فرمائی جسکی زبان تونے خود اختیار فرمائی۔ آج یہہ صحیح سورہ ہاے قرآنی کے افصاح پر بھی قادر نہین - خداوندا تیرے نبی نے سچ کہا تھا کہ تم بنی اسرائیل سے بہت زیادہ مشابہ ہو تم اونھین کے قدم بقدم چلوگے - بنی اسرائیل نے توراۃ کی زبان کو اسطرح ضایع کیا کہ اون کے ربی اور عالم اوس پر قبضہ کر بیٹھے اونھون نے آیات توراۃ کو عوام تک نہ پہونچنے دیا عوام کو بہکایا عبری زبان کو اس غرض سے غلط کر دیا کہ توراۃ عوام کے واسطے قابل فہم نہ رہے عوام ہمارے اختیار کی زنجیر سے نکل نہ سکین - اور عربون نے قرآن کی زبان کو یون تباہ کر دیا کہ زبان کا اسٹینڈرڈ یا معیار قائم نہ رکھا جو مقابلہ ہوتا رہتا کسوٹی سے کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جاتا مغشوش مجنس الفاظ داخل نہ ہونے پاتے - داخل بھی ہوتے تو محاورات اور صلے نہ بدلنے پاتے - زندہ زبانون مین سے کوئی ایسی نہین جسکا مرجع کوئی خاص قطعہ زمین نہو -

فارسی مین شیراز و طہران کی زبان مستند ہے - انگریزی زبان لندن کی مستند ہے - امریکہ مین بھی انگریزی مروج ہے لیکن امریکہ زبان کے اعتبار سے لندن کی خوشہ چینی کرتا رہتا ہے سیاسی خیالات مین خلاف و عناد ہے مگر ادبی خیالات مین تمرد کرنا اتفاقی نہین ہے - علی ہذا القیاس اسٹریلیا اور افریقہ بھی جہان کئی پشتون سے انگریز آباد ہین اور وہ اپنی قوم کو ایک علٰحدہ قوم تصور کرتے ہین لندن کو معیار و مرکز زبان تسلیم کرتا ہے -

مصر عرب مین داخل نہین مگر وہان کی زبان غنیمت ہے اور قرآن کی زبان سے ملتی جلتی ہے - ایران عرب کا جز و نہین مگر وہ اپنے قدیم فارسی الفاظ ترک کر چکا اور اونکی جگہ عربی اور قرآنی عربی کے الفاظ داخل کرتا جاتا ہے - ایران کی دہقانی عورتین اور نابالغ بچے حا و صاد و عین کو مخارج صحیحہ سے ادا کرتے ہین -

اگر حجاز مثل سابق اپنے گھر مین گدھے کے گاف اور چیر کوے کے کاف کو بولی بولنے نہ دیتا اور علم کی طاقت سے اپنی مرکزیت کو باقی رکھتا تو آج اوسپر جو زبان دراز یان یا دست درازیان ہوتی ہین اوسے کوئی نقصان نہ پہونچا سکتین -

بقول بعض اہرانیان ایران نے اپنی اصلی زبان کے الفاظ کو عربی زبان کے الفاظ پر اسوجہ سے ترجیح دیا کہ وہ رسول عربی کو ایرانی الاصل سمجھتے ہین - یعنے رسول کے جد امجد خلیل اللہ مدائن سے مکہ تشریف لے گئے تھے - دوسری وجہ یہہ ہے کہ پیمبر نے اپنی ایک حدیث مین فرمایا ہے لوکان الایمان منوطاً بالثریا لتناولہ رجال من اہل فارس ؛ اگر ایمان ثریا کے جھبکے مین بھی لٹکا ہوگا تو فارس کے آدمی وہان سے بھی توڑ لا ئینگے ؛ اہل ایمان کے عبادات و عقود و ایمان اپنے صحیح الفاظ کے ساتھ منصوص ہین لہذا اونکے الفاظ و حروف مین تغیر نہ ہونا چاہیے - اور جہان تک امکان و وسعت کو دخل ہے اوس حد تک قرآنی الفاظ استعمال کیے جائین -

آثار کہتے ہین کہ اُردو کا حشر بھی یہی ہونے والا ہے - دہلی کی بولی مین صدہا زبانین مخلوط ہو گئین خالص اُردو بعض خاندانون کے سوا کہین سنی نہین جاتی - لکھنؤ کی اُردو پر بعض کندۂ ناتراش بدون قابلیت و استعداد مصنف و شاعر بن جانے والے اور اونکے خوشامدی متعصب ہوا خواہ عجیب قسم کے حملے کر رہے ہین - یہہ کمبخت مصنف شعر الہند کی طرح جہل مرکب مین مبتلا ہین - کبھی کہتے ہین لکھنؤ کی اُردو ہی کیا رہی چار لفظ زنانے مخلوط کر دو چلو لکھنؤ کی زبان ہو گئی -

کبھی کہتے ہین کہ شعر کہنا تو لکھنؤ والون کو کبھی نہ آیا معنویت ہوتی ہی نہین جگت اور ایہام پر اکڑتے ہین - وہ زمانہ گیا وہ اندھیر اب نہین ہے کہ خانہ ساز محاورون پر کوئی غرور کرتا پھرے - بس خلیل خان فاختہ اُڑا چکے - ان خام خیالیون کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ محاورات کے غلط استعمال اور صلات یا تذکیر و تانیث کے غلط استناد سے اُردو ایک شان پیدا نہ کر سکے گی اساتذۂ فن سے پُرانے کلمات تازہ نسل سمجھ نہ سکیگی - ایک شخص کی اُردو دوسرے کے لیے قابل فہم نہ ہوگی - قومیت ذبح ہو جائیگی - دُنیا کی بہت سی زبانین یونہین مفقود ہو گئین - دیکھا آپ نے آخر اینجانب کے دماغ مین حضرت ناصح گھس گئے ان کو یہان سے دفان کیجیے اور پھر نفس اعتراض کی جانب رجوع فرمائیے -

نقارہ کے عبرانی الاصل ہونے کا دعوے شکسپیر صاحب نے اپنے ڈکشنری مین کیا ہے لیکن قیاس لغوی کا مقتضا یہہ ہے کہ یہہ لفظ یونانی الاصل ہے عبرانی مین נקר کے معنے چھیدنے اور نوچنے اور کھود ڈالنے کے ہین - یہہ معانی نقارہ سے تعلق نہین رکھتے - البتہ یونانی مین Nékpos (نقروس) کے معنی مردہ کے ہین - نقارہ پر مردہ کھال منڈھی ہوئی ہوتی ہے پس بطور تسمیۃ الشئی باسم جزئہ اس آلے کا نام نقارہ ہو جانا قرین قیاس ہے - اور یہہ بھی ممکن ہے کہ نقارہ NίKη (نقہ) سے مشتق ہو جس کے معنی فتح و غلبہ کے ہین یعنے پہلے پہل طبل اظہار فتح و غلبہ کے لیے بجایا گیا ہوگا - یونانی اور قدیم فارسی مین تشدید کا وجود نہین ہے - بہر حال نقارہ بغیر تشدید ہی کا صحیح ہے جو کوئی اسے عربی لفظ خیال کرتا ہے وہ علمی موتیا بند مین مبتلا ہے -

اب رہا "غزال شہری" تو جس طرح "اہلی" کا متقابل "وحشی" ہے اوسی طرح "شہری" کا متقابل "صحرائی" ہے شعر مذکور مین شاعر پالو اور جنگلی مین امتیاز باقی نہ رہنے کی شکایت کرتا ہے "غزال شہری" کا صحیح نہونا یقیناً دلیل عدم بصارت و بصیرت ہے جسکی وضاحت بار بار کی جا چکی -

آخر معلوم تو ہو کہ شاعر کے اجتہاد مین غلطی کیا ہے؟ اضافت صحیح نہین ہے؟ شعر ہی غزل نہین ہوتا؟ یہہ کوئی محاورہ ہے جس مین تصرف کیا گیا؟ کسی قانون فصاحت و بلاغت کی مخالفت کی گئی؟ مفہوم غیر صحیح ہے؟ کچھ تو اپنے فرضی اُلو کی دُم فاختہ معترضین کی طرف سے وکالت کیجیے! کہ سوال کھلے اور کوئی جواب دے۔

حضرت آپ شعرا کے اس "اجماع" سے واقف نہین ہین کہ لکھنؤ کے تمام شعرا ناسخ کو مستند سمجھتے ہین اور آتش کو مستند نہین خیال کرتے۔ آتش کا طرز مرغوب ہے لیکن اوسے محقق فن کا مرتبہ کبھی حاصل نہین ہوا۔ جو شخص غلط العام سے زیادہ مستفید ہوتا ہے وہ محقق و مستند شاعر نہین ہو سکتا۔

یہہ گر اونکو معلوم ہین جنھون نے اس کوچے کی خاک چھانی ہے آپ کے سے "نکو نا شدہ چند" ان سے مطلع نہین ہین۔ معاف کیجیے گا - اُردو پر یہہ آفت بے جگو مصنفین کی بدولت نازل ہوی ہے خیال فرمایئے جب ایسی ہی بے اصولی کتابین دیگر تصانیف کا مرجع و ماخذ ہو جائینگی تو اس غریب کی جان پر کیا قیامت نازل ہو گی؟

حال کی کتابون مین ہر قسم کے عیب ہین۔ عدم تدبر۔ تقلید بیجا۔ نقل غیر صحیح۔ غیر معتبر ضعف رائے۔ واقعات موضوع و فرضی۔ عبارت نامربوط۔ الفاظ عبارت اور مقصود ذہنی مین علاقہ نہونا۔ یہہ تمام عیوب ایسی بے پروائی کے ساتھ اختیار کیے گئے ہین کہ توبہ بھلی۔ مصنفون سے زیادہ ریویو کرنے والون کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہہ گروہ کچہری کے پیشہ ور گواہون سے زیادہ خوفناک ہے۔ انھین چار پیسے کی چیتھڑی چندھی چھپی ہوی کتاب مفت ملتی ہے اور اتنی ہی سی قیمت قلیل پر ایمان کی متاع گرانمایہ بیچ ڈالتے ہین پھر شعر الہند کی ردی صاف چکنی اور وزنی ہے اسکی مدح توضرور اچھی طرح کیجائیگی۔ مگر اس قسم کی مدح پر خوش ہونا کم ظرفون کا کام ہے جو خود شناس ہوتے ہین وہ خوش نہین ہوتے نہ ایسی کتابین لکھتے ہین۔

باقی آیندہ

راقم:- رفیع الخیال کمال

چہ کنم؟ کی بیماری

بظاہر تو یہہ ایک پنج حرفی مختصر سوال ہے مگر واقعہ ہے نہایت سخت اور دُنیاگیر بیماری۔ اس کے علامات کی توضیح کسی کتاب مین موجود نہین لیکن تاریخ کا کوئی ورق اس کے ذکر سے خالی نہین۔ دُنیا کا کوئی گھر اسکے وجود سے پاک نہین۔ کسی اہل عقل کا سینہ اس داغ سے صاف نہین۔ از آدم تا این دم کوئی زمانہ ایسا پایا نہین جاتا جس مین اس بیماری کا دور منقطع ہو گیا ہو۔ زندگی کے بعد بھی یہہ کمبخت مرض جان نہین چھوڑتا۔

اوستاد ذوق مرحوم نے اپنی فنا شدہ زندگی سے یہی سوال کیا تھا ؎

اب تو گھبرا کے یہہ کہتے ہین کہ مر جائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے!

مرزا عبد القادر بیدل بھی باوجود بیدلی اسی دھڑکن مین مبتلا تھے ؎

مُردہ ہم فکر قیامت دارد
آرمیدن چہ قدر دشوار است؟

اوستاد غالب مرحوم نے معشوق علیہ العشق کو اسی بیماری کی دھمکی دی تھی ؎

بچیے نہین مواخذۂ روز حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

اوس جہان مین جانے کا وقت ابھی نہین آیا۔ جب آئیگا تو دیکھا جائیگا اسوقت ہم بنی آدم کے مختلف گروہون کی "چہ کنم" سے بحث کرنا چاہتے ہین ان گروہون مین سے بے مایہ اور فقیرون کو نکال دیجیے کیا معنی کہ ہر ایک بیماری کا خزانہ ازل سے یہی گروہ ہے انکی عبادت کا چربا چچا سعدی نے کھینچ دیا ہے کہ یہہ بیچارے نماز مین نیت کیا باندھتے ہین ؎

شب چو عقد نماز بر بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

انکے "چہ کنم" کی تفصیل اگر بیان کیجائے تو عمر کا دفتر "باقی آئندہ" پر ختم ہو جائے پھر بھی تفصیل ادھوری رہے۔ مگر بایں امید کہ چہ کنم کا علاج مزدوری دستوری یا بھیک ہے مسئلہ زیادہ اہم نہین۔ متوسطین کا تذکرہ اسوجہ سے فضول ہے کہ ہاتھ پاؤن کی محنت دل و دماغ کی مصروفیت کا مقتضی "چہ کنم" ہی ہے بیماری کی عادت داخل مزاج و طبیعت ہو کے آسان ہو گئی۔ ہان ذرا بڑے آدمیون کا مزاج پوچھیے۔ یہہ بڑی جگادری "چہ کنم" ہے۔

"اخاہ! آداب عرض ہے۔ جناب بیرسٹر صاحب آپ کسی فکر مین ہین؟ خدا نے مکان باغ موٹر فٹن صحت - اولاد - نقد و جنس ہر ایک نعمت سے دامن آرزو پُر کیا ہے - آخر فکر کا ہے کی ہے"؟

"جی کچھ نہ پوچھیے - ایک مقدمہ مین فریق ثانی اپنی ذات کو حلالی ثابت کرے گیا۔ میرا موکل چاہتا ہے کہ جس طرح بنے یہہ کمبخت حرامی قرار دیا جائے۔ آج پیشی ہے اور مجھے بحث کرنی ہے۔ بس چہ کنم؟ دوسرے کیس مین ابتدائی عدالت نے میرے موکل نواب قحبہ زادہ خان کو اونکے فرضی باپ کے ترکے سے بالکل محروم کر دیا ہے۔ دلائل مضبوط ہین موکل کے خلاف معتبر گواہیان ہین ان دلائل کو اپیل مین

ثابت نی شود بتو خون شہید چین   توپے بدست داری وحاشا در آستین

انگلینڈ:- ابھی تک لڑائی بھڑائی نہین ہے توپ اور بم سے بھی کہین لڑائی ہوتی ہے؟
جاپان:- ہم پر تو خدائی غضب ہے۔ خدا سے بس نہین چلتا تو ان بندون سے کیون عوض نہ لین؟

فرانس:- ارے ہان مارو موندی کا نون کو۔
امریکہ:- وہ۔ وہ۔ مگر بھئی مجھے کیا مطلب؟

غیر معتبر ثابت کرتا ہے۔ میرے موکل کو ایسا کوئی معزز گواہ نہین ملتا جو بحلف یہ کہہ دے کہ میرے موکل کا انعقاد حمل اوسکے سامنے ہوا۔ پس چہ کنم؟

" تسلیم عرض ہے جناب ڈاکٹر صاحب مزاج مبارک اسوقت کچھ آپ کا چہرہ اُترا ہوا ہے۔ خیر باشد؟"

" ابی کیا بتاؤن آپ جانیے۔ ہمارا پیشہ تو ایسا ہم دونون حالتون سے حسبِ خواہ فائدہ اوٹھاتے

کا ہے ایک مریض کی نانی مرنے والی ہے؛ دوسرے کے والد کو مرض ہیلا ذکا [illegible] کر چکے ہین بتائیے۔ علاقہ تو ہو جائیگا کورٹ۔ [illegible] ہوئی نہیں چہ کنم؟

" آداب۔ تسلیمات کورنش جناب قمر کہیے کچھ اسوقت قافیہ تنگ معلوم ہوتا ہے۔ خدا نے آپ کو تو ہر طرح نوازا ہے۔ ماشاء اللہ جناب شمس جیسے جناب کے والد ماجد آپ کے لیے کافی دستہ چھوڑ مرے ہین۔ پھر اسوقت مصرعے قدکیون ڈھیلا ہے۔ کچھ فرمائیے؟"

" کیا کہون [illegible] کا دوسرا قافیہ تلاش کر رہا ہون ہزارون شاعرون کے اُجڑے ہوے آشیانے چھان مارے مگر گینت نہ ملنا تھا نہ ملا۔ پرسون مشاعرہ ہے ابھی تک ایک مصرعہ نہین کہا ہے سنتا ہون کہ ایکی [illegible] بہت زورون پر ہوگا۔ اگر غزل پھیکی رہی تو بڑی ندامت ہوگی۔ پس چہ کنم؟"

" جناب علامہ جلال قراطاخانی صاحب نقاش فطرت! بہت دنون کے بعد نصیب یاور ہوے جو آپکے روئے زیبا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مگر حضور کچھ مضمحل سے ہین۔ خیریت تو ہے!؟"

" جی الحمد للہ۔ کیا عرض کرون۔ خدا نہ کرے کہ طبیعت کو فلسفے سے لگاؤ ہو۔ دماغ پاشی کے لیے تصورات شاعری کیا کم ہین جو فلسفے کی پر پیچ گتھیان ناخن فکر سے کھولی جائین خصوصًا فلسفۂ عریان حسن و عشق۔ حسن عشق بھی کس کا؟ بے زبان حشرات الارض کا مثلاً مچھر کی نغمہ سرائی اور اوسکا گوشِ انسانی سے عشق۔ آج ایک ہفتہ سے مین یہی فلاسفی ایک نثر مضمون مین جناب علامہ فہیم حاکم جذبات کی فرمائش سے رسالۂ جھک مارستان کے لیے لکھ رہا ہون۔ اس مین فلسفے کے حقائق و دقائق و معارف بیان کیے گئے ہین۔ آپ تو جانتے ہی ہین مین لکھنؤ کے ادنےٰ خیال پست فکر شعرا مین سے تو ہون نہین جو گل و بلبل اور مصنوعی فراق و وصل پر تضیع اوقات کرتا پھرون۔ میرا موضوع بہت اعلےٰ ہوتا ہے جن لوگون نے میری نظم "شرر گستاخ۔ نشتر بے دم۔ گرگ دُم فرزد۔ پروانۂ نغمہ آگین۔ شمع گیسو بریدہ جمال نا تحقیق۔ فراق نطفۂ حرام۔ سوراخ اسفل۔ رقیب کی یاد مین۔ بلبل کے چونڈے کشیدہ کاری شاخ نسترن۔ دسائس لولی آفرین۔ پروین چوب تراش۔ مرلے کی آندھی۔ طوفان تلملی آموز دو شیزہ آبستن۔ عروس خفاش اپنے برگدی شبستان کے اندر۔ ابابیل راز پرور۔ رود گلہ بان۔ زلف بچہ آگین۔ سحر نطق افگن۔ زنجیر جھنکار فریب آتشک بے دانہ۔ سوزنم پرداز۔ شبنم گریہ کار۔ غار کوہسار نگرگ تھرتھری نواز۔ بادۂ قہقہہ گستر۔ خمیازہ پلنگ شکن۔ آسیب پیچ آشیان۔ نوائے نقرگیر۔ نغمہ زنیب دوز۔ جل کا کل بدست طفلک۔ عربدہ دیلود آہنگ۔ رستخیز دامہ رنگ۔ شغال خوش نوا۔ بربیس گیاہ پیکولب بوش شکر طراز۔ آروغ و ماغ پیا۔ تبسم عریان۔ پاپوش بجودی۔ نازۂ گلگون قبا۔ غزال رمیدہ بو۔ بوسۂ آہن فر۔ دیکھی ہین اونکا اعتقاد ہے کہ مینے پیکر شاعری مین جذبات زلزلہ اندود کی روح پھونک دی ہے۔ ایک مردہ قوم کو کفن پھاڑکے چیخ اوٹھنا تعلیم کیا ہے۔ توحید کے مشکل رموز پانی کی طرح حل کر دیے ہین۔"

" بجا ارشاد ہوا۔ آپ کے "نظمیات" واقعی فلسفے کی نصاب الصبیان خالق باری۔ اللہ خدائی۔ قادر نام ہین۔ واللہ "غزلیات" مین بھی آپ کے ارشادات فلسفۂ محض ہوتے ہین۔ اسلام کمبخت ہندوستان مین مٹ چکا تھا آپ کے مضامین مسیح النفس نے از سر نو بنیاد قائم کی۔ خداوند جل وعلےٰ کے اوصاف بیان ہو سکتے ہین مگر جناب علامہ کے صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے ادا کرنے پر زبان قادر نہین۔"

" اچھا اب رخصت۔ مجھ پر طبع آزمائی نہین فلسفہ آزمائی مد نظر ہے مضمون دقیق ناخوش آہنگ ہے لہذا چہ کنم۔

باقی آئندہ

راقم:۔ فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

حکایت

فتد چون در پئے صیدے زنیش رنہاں تاکون
کلہ را در گرفتن از سر و دم کم نیہ ما

ایک چڑیمار نے خاک مین جال چھپایا دانہ ڈالا اور آڑ مین جھک کے کھڑا ہو گیا اتنے مین چڑیا آئی اور اوسکی نظر میان چڑیمار پر پڑی کہ خاک مین لٹے ہوے رکوع مین ہین۔

چڑیا:۔ "اے حضرت آپ کے [illegible] مبارک پر گرد کیون پڑی ہے"

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۳ ۲۶ سنہ ۱۹۲۶ء

بعدالت خفیفہ جائیداد [illegible]

[illegible]

گیا سنگھ [illegible] برگنہ تحصیل [illegible]

بنام

چندکا سنگھ [illegible] مدعا علیہ

نام چندکا سنگھ ولد [illegible] سنگھ قوم ٹھاکر ساکن [illegible] برگنہ و تحصیل [illegible] موضع [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible]

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام [illegible] بابت مبلغ [illegible] روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ [illegible] اپریل سنہ ۱۹۲۶ء بوقت [illegible] بجے دن اصالتًا یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دیسکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی کا دو [illegible] اور ہرگاہ [illegible] تاریخ جو تمھارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید مین جن گواہونکی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا آج بتاریخ [illegible] ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری بدفتر خفیفہ سب جج [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

راے [illegible] — بحکم عدالت

من موہن ناتھ کول — منصرم سب جج [illegible]

(مہر عدالت)

چڑیمار " ازراہ انکسار و خاکساری "

چڑیا " مگر کیون خم ہے ؟ "

چڑیمار " کثرت عبادت سے "

چڑیا " یہہ دانے کی ہنڈیا ہاتھ مین کیسی ہے ؟ "

چڑیمار " روزہ رکھنے والی چڑیون کی افطاری ہے "

چڑیا " تو مجھے اجازت ہے کہ روزہ افطار کرون "

چڑیمار " ضرور - آپ ہی کے لیے تو ہے "

بی چڑیا نے اطمینان سے دانے پر چونچ ماری - ادھر افطار ادھر گرفتار - جھکا ہوا قد شیطان کا عصا تن زاہد خاکسا غول بیابانی کا سگا -

چڑیا " آمین آمین - جناب زاہد عابد - یہہ کیا ؟ "

چڑیمار " بس چپکی پڑی رہ خبردار جو چین چین کی "

چڑیا " آگ لگے ایسی عبادت کو جو دوسرون کا گلا گھونٹے "

نظام حیدر آباد کو بھی ایک ایسے ہی صیاد سے سابقہ پڑا ہے وہ کون ؟ گورنمنٹ آف انڈیا مثل مشہور ہے " جس کا بنیا یار اوسکو دشمن کیا درکار " صاحب بہادر اپنا گوڈ نا ٹوپ لیکے جھکے -

نظام " کیون جناب یہہ کیا ہے ؟ "

صاحب " یہہ یہہ یہہ - زاہد گنبد نشین کا قبۂ عبادت "

نظام " آپ جھکتے کیون ہین -

صاحب " جناب کی قدمبوسی مقصود ہے ست

خاکساری کو نہ چھوڑے دے خدا ہمکو عروج

آسمان پر ماہ کامل ہے زمین پر چاند لی

تا زندہ ایم بندہ ایم - خیرخواہ رہونگا - پشت پناہ رہونگا "

(یہہ کہتے کہتے ٹوپ کا گھنٹا ٹوپ چھپکے کی طرح اوڑھا دیا -)

نظام " آمین ہا آمین - جناب خیرخواہ - یہہ کیا ؟ "

صاحب " بس چپکے پڑے رہو - خبردار جو ٹرٹرائے - پرانے یار وفادار اب ہو گئے یار غار - اس غار مین رہو - مراقبہ عبادت تمہارے لیے اور تمہاری دنیا میرے لیے "

جو ریتان اوٹھا چکا در کو میر ترک کر

کیسے ہین جا کے بیٹھ میان تیرے مگر خدا نہین ؟

نظام " خدا کی لعنت ایسی قدمبوسی پر - پاؤن چومتے ہو یا ٹانگ لیتے ہو وہی مثل ہوئی سے

پائے بوس سیل مارا پا افگند دیوار را

چوتھی بے وقوفی

سنتے ہین کہ ہر بالغ و عاقل تین وقتون مین بے وقوف ہو جاتا ہے -

آئینہ دیکھنے کے وقت - اہا ہا - کیا کیا منہ بنتا ہے - اقلیدس کی کوئی شکل باقی نہین رہتی - کبھی مدور - کبھی مربع - کبھی مثلث - کبھی مسدس - کبھی منفرج - کبھی اہلیلجی - کبھی کشتی نما - کبھی بیضوی - کبھی مخروط - ناک چڑھائی بھوین تانین - آنکھین چندھی کین - گال پھلا لئے - دانت نکالے - زبان دکھائی - مونچھین مروڑین - داڑھی کی چونڑی ہلائی - غرض ہر آن مین نت نیا انداز -

بچہ کھلاتے وقت - کیا ہے - میان ہین آغون - آجاؤ " اماں " آجاؤ - چلو تمھین اماں پاس پہونچا دین - ادھے - کھڑے ہو ے - بیٹھے - لیٹے - بازو اچکائے - تالیان بجائین - کنڈی کھڑکھڑائی - رکھ چڑھے نیے - خوخیائے - اوچھلے - کودے - مٹکے - تھرکے -

خلوت صحیحہ کے وقت - توبہ ! بڑے بڑے عالم فاضل متقی پرہیزگار ننگے دھڑنگے مادرزاد اچھے خاصے چٹکی کے لنگور دمڑی کے پتے باز - حرکات لایعنی - الفاظ بے معنی - گانٹھ گرہ مین کوڑی نہین جڑاؤ کڑے بنوا دینے کا اقرار - چومنا چاٹنا - چوسنا کاٹنا - غرض نرے میمون

ان تین مشہور حالتون پر اب ایک چوتھی حماقت مستزاد کرنی چاہیے - اے حضرت کچھ نہ پوچھیے وہ وقت بھولنے کے قابل نہین جب کوئی کمبخت اجہور کھیت خبیث چیخ پھڑ دس جوس جوڑا تصویر کھچوانے کے لیے خوش دل بشاش بنتا اور مسکراتا ہے - بس یہہ معلوم ہوتا ہے سیلپر کا پنجہ ٹوٹ گیا شکاری بوٹ کے ٹانکے کھل گئے گلا ہوا کریلا مسلا ہوا شریفہ پھٹا ہوا انار ٹانکی دیا ہوا تربوز - لید سونگھ کے آفتاب کا منہ چڑھانے والا گدھا - اس خواہ مخواہ کی مسکراہٹ پر قربان - انگریزی با تصویر پرچے اوٹھا کے دیکھیے اور اس مسکراہٹ کا لطف اوٹھائیے - ان کمبختونکو شاید آئینہ میسر نہین جو ایک مرتبہ مسکرا کے اندازہ کرین کہ مسکرائے بغیر ہی غنیمت تھے -

تالاب کی کائی پر ڈھیلا مارنے سے اور کچھ چھریان پڑ گئین - لاحول ولا قوۃ -

---

قبرتبتی کا خطاب ول پورپ سے

" اے چین مین دھاچوکڑی مچانے والو خبردار لیڈی برطانیہ کے تانتے مین نہ آنا - اسی تانتے مین میری جان گئی جب مین فارس کے حاکم عضد الدولہ کے گھر سے انعام اکرام پاکے بغداد کی طرف روانہ ہوا تو کمبخت ڈاکوؤن نے مجھے گھیرا قافلے والے بھاگ کھڑے ہوے مین بھی بھاگا - مگر میرے غلام نے کہا حضور آپ اور فرار ؟ اپنا وہ قول بھول گئے -

" انبوہ مردم - تاریکی شب - جنگل - مار پیٹ لڑائی بھڑائی کاغذ اور قلم یہہ سب مجھے اچھی طرح جانتے ہین " کیا آپ اسی قرار پر مغرور تھے - بس مین پلٹ پڑا اور کمبخت ڈاکوؤن نے میرا خاتمہ کر دیا - اسی طرح لیڈی برطانیہ تمھین تان رہی ہین - دیکھو چوتڑ دکھانے ہین تو پھر منہ نہ دکھانا - یہہ ایک شاعر تجربہ کار کی نصیحت ہے - سمجھ لو کہ چین والے بھی دوسرے ترک ہین بلکہ ترکون سے کئی باتون مین بڑھے ہوے ہین - ایک طرف چینی قومیت کا اژدھا ہے دوسری طرف خرس روس - برطانیہ کہتی ہے استرا لاو اور اژدھے کی زبان کاٹو - ریچھ کا سر مونڈ دو - بھلا یہہ بھی کوئی عقلمندی ہے - خدا ہندوستان کو سلامت رکھے برطانیہ کا بال بیکا نہ ہوگا مگر تمہارا اچار نکل جائیگا - مشکل سے چندیا مین بال نظر آئیگا - بیگم فرانس انھین شامیون سے پیچھا چھوڑا نا ہے مراکش کا سین بھی یاد رہے - بی اٹلی خانم طرابلس کی لڑائی ختم نہین ہوئی - مینی جاپان زلزلہ موقوف نہین ہوا - ماموں سام سانپ اور اژدہا ایک ہی باوا آدم کی اولاد ہین یارو سنبھلو - کیا کہون عادت سے مجبور ہون - مرنے پر بھی زبان نہین مانتی - خواہ مخواہ چل - ہی ہے "

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے - منیجر

اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۱۲ء
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
جلد دوازدہم
غذائے روحانی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلّے کے اور جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قوا
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۱۵

مضامین

(جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

الفریڈیات

وحشت پہنانے جنون محبوس زندان ہو گئے — سو کے چھالون کے گھونٹ اور پاؤن چھالون ہو گئے
آپ پردے سے کے جانین کتنے حیران ہو گئے — صفت مین مشہور عالم آپ "جانان" ہو گئے
یون فصلی دی انکے گھر پر جائے ہم نے رات بھر — آ گئے تخفیف مین موقوف دربان ہو گئے
گھر سے بلوا کے مجھے صبح شب فرقت کہا — خوب اسوتے مین کیا بخواب شیطان ہو گئے
بولے وہ رٹ پاتی جو وصل کی بے لگائی — تم تو سچ مچ آج اداون نے عُریان ہو گئے
گدگدایا بھی انھین ان دچٹکیان بھی خوب لین — وصل مین خندان ہوئے وہ گاہ گریان ہو گئے
روز دربان سے پکڑ رستے مین چت پٹ ہو چکین — عشق کر کے ہم تو دیوالی کے ٹمیان ہو گئے
عید کے دن بوسے فطرہ سے بچایا آپ کو — رات کو ہم آپ کے دشمن کے مہمان ہو گئے
حلقے ہین نمکین بوسے اُن کے لینے کے قریب — سب بڑھے ہو گئے اور ہونٹ نمکدان ہو گئے
میری آہون کے جو لوکے نکلے کہتا ہے قیس — نجد مین بھی حکمران غول بیابان ہو گئے
محتسب بھی اب شریک دور میخوار دین ہے — کوتوال اسے دخت رز خوش ہو کے نیان ہو گئے
لوتم ایجاد اُف اُف چیر کر زخم جگر — لال مرچین بھرون جب خالی نمکدان ہو گئے
کوہ غم کا بار ہے صدقہ اُتارین کس طرح — مرغ جان بھی پس گیا ہم بھی گرانجان ہو گئے
آگیا تیماو تکی بھیٹرین جھٹ پٹے ہی سے ہوئین — اے پری عاشق کی تربت پر چراغان ہو گئے
بخیۂ زخم جگر کو چاہیے بسنگر مشین — سوئی پاس انکے نہین اجیسے دوران ہو گئے
خان بہادر جب نہ تھے۔ تھے شیخ و میر و میرزا — لیکن اب منجانب سرکار افغان ہو گئے
سیل کا دشمن کے کونڈا اُن کے شوزا آہ کی — جل کے موچھین بال سب داغی سویان ہو گئے
لکھنؤ مین جب سے واٹر ورک کے آئے قدم — خشک ہو کر سب کنوئین چاہ زنخدان ہو گئے
کام تیشہ کا بتایا عشق نے فرہاد کو — آیا مجنون کو نہ کچھ آخر شتربان ہو گئے

ہاتھ پٹھے پر نہین رکھ سکتے ! کیون گھوڑ چڑھے
ہے خفا کا فر کہ تم زیر مسلمان ہو گئے

پچھتاوا

ہا ! معلوم نہین اللہ میان نے اپنی مخلوق کے حق مین معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کون سی کوتاہی کی ہے کہ ہر متنفس (الا ماشاء اللہ) اپنی طبعی یا اتفاقی حالت پر قانع نہین۔ گدا کہتا ہے مین شاہ ہوتا تو اچھا تھا شاہ کہتا ہے لیتنی لم الد انتی (کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ یعنے مین پیدا ہی نہ ہوتا) بعض کفار کہتے ہین یالیتنی کنت ترابا (کاش آج مین خاک ہوتا) عرب کے بعض شعرا نے جو اپنی حالت پر بہت غضبناک تھے یہان تک فرمایا کہ لیتنی کنت کبشا فاکلونی و سمنونی ثم ذبحونی واکلونی ثم اخرجونی قذرۃً۔ اے کاش وہ شخص مینڈھا ہوتا لوگ اوسے خوب کھلا کھلا کے موٹا کرتے پھر اوسے (یعنے قائل کو) ذبح کر کے حٹ کر جاتے اور ہضم ہو جانے کے بعد پائنس یا کچی کھاد بنا کے معدے سے خارج کر دیتے۔

ایک امیر مسلمان زمیندار نی لڑکی پر عاشق تھا مذہب کا اختلاف اور اور مرتبہ کا تفاوت بھلا غریب عاشق کی فریاد کب سنتا ہے اوسنے معشوق کو کھیے سے پیٹ کے لگڑے ہوتے دیکھا تو کہنے لگا۔

"اے دئی ہم کھبا ہوتے توریا آن لپٹتی"

مجنس عربی مین اسکا ترجمہ یون ہوگا :۔

"یالیتنی کنت کبیتۃ فلیتنتی گوریا"

مصر کے ایک قدیم مشہور شاعر نے اپنی معشوقہ کو گدھے پر سوار ی گا نیچھے دیکھ کے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا "آہ اگدہا اور تیری رانین" یعنے آج کو اگر تیرا عاشق گدہا ہوتا تو کیا مزے آتے۔ کچھ دنون اودھر اخبارون کا لندن مین ایک۔ واقعہ چھپا تھا کہ لندن کی ایک البیلی زوجہ نے جو کتے کو بہت چاہتی تھین اپنے خانہ زاد کمترین شوہر عفی عنہ کے ہاتھ مین میز پر سے اوٹھا کے زور سے کتا اس جرم پر مارا کہ شوہر برخوردار نے کتے کو سوتے مین مُنہ چاٹنے پر ڈانٹ بتائی تھی۔ یہ روایت اخبار مین وارد نہین ہوی کہ شوہر صاحب کا دل اوسوقت کیا کہتا تھا مگر ہم جانتے ہین کہ آدمی سے کتا بنے کی ہوس ضرور ہوی ہوگی۔ فارسی کا ایک شاعر معشوق سے پوچھتا ہے :۔

آئینہ بہ بزم دلکشاے تو رسد۔ ماشاء اللہ — ہم شانہ بہ زلف مشکسای تو رسد دل از گناہ
اک مصرعہ یاد نہین :۔

دل خون شود و حنا بپاے تو رسد سبحان اللہ

سیاق عبارت کا رجحان تو اسی طرف ہے کہ شاعر سامان آرائش کی رسائی دیکھ کے کڑھتا تھا اور آئینہ و شانہ و حنا کے وجود کو اپنے وجود سے بدلنے پر راضی تھا۔

یہہ سب پرانی دھرانی دقیانوسی باتین ہین مگر ہمدم مورخہ ۱۷۔ اپریل کا یہہ واقعہ تازہ تر زردہ بالکل نیا ہے کہ مہاراجہ کولہاپور نے مینوسپلٹی کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوے فرمایا۔

"مین بہت خوش ہوتا اگر مین مہاراجہ کے بجائے فوج مین ایک معمولی افسر ہوتا"
اگر واقعی مہاراجہ ہونا کوئی اچھی بات نہین تو کون مسخرا ان سے کہتا ہے کہ یہہ کڑوی دوا خواہ مخواہ نوش فرمائین۔ اون کے لیے فوج مین ایک معمولی افسر ہونا کوئی بڑی مہم نہین جب چاہین بھرتی ہو جائین ماں کے پیٹ سے نہ پیدا ہونا خاک ہو جانا مینڈھا بن جانا کھبے کا جنم گدھے کی جانشینی۔ کتے سے تبدل جنس۔ آئینہ و شانہ و حنا کی نیابت مشکل ہے۔ مہاراجہ سے سپاہی ہو جانا ہرگز کسی

مہرے کا تو استگار نہیں۔ جبینۂ سرپنچ کلغی و دستار، طرۂ قبائے فرمان روائی، خنجر آرام طلب ازدرین نیام و تیغ مستغنی از کشورکشائی و سریر مستغنی از حاجت روائی و خزانہ فارغ از ہمت افزائی جس سپاہی کے سامنے رکھدینگے وہی بر ضا و رغبت اپنی وردی سے بدل لیگا۔ سپاہی ہے کوئی ایران کی قرۃ العین تو ہے نہیں جو ملک و مال کے مقابلے مین اپنی فقیری پر راضی ہے ؎

تو ملک و جاہ و سکندری من و رسم و راہ قلندری
اگر آن خوش است تو بہ خوری و گر این بہ ست بما سزا

وردی سے تخت و تاج بدلنے پر بھی انسانی پیکر اپنی حالت پر باقی رہیگا۔ اور سپاہی کی طرف سے ہم ذمہ لیتے ہین کیا مجال جو وہ مہاراجہ صاحب کی وردی۔ کوٹ مارچ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ پر کبھی رشک کرے۔ مہاراجہ صاحب اس طرف سے بھی مطمئن رہین کہ سپاہی کی وردی مین زیادہ جوئین نہ ہونگی۔ چند جلوے وہ بھی کمزور خونریز حلوون کی ایک ہی ہفتہ مین عادت ہو جائیگی۔ بھلا وہ سپاہی کیا جو اتنا صبر نہ کر سکے۔

راقم ا۔ فلاسفر

الفت کا مقتضا ہے رہین وہ نہ شرمندہ ہون
مرنے لگون جو مین تو اونھین ساتھ لے چلون

ولایت کی ایک مسماۃ کونٹس جانزی کی عشقبازی کا افسانہ آجکل اخباری کاغذون مین خوب اوچھل رہا ہے۔ ہم بیچارے ایشیائی نامہذب بھلا ان آزادیون کی خاک قدر کرینگے۔ آہ ہمارے پاس وہ دل کہان؟ جو ان بیتابیون کو حاصل آفرینش سمجھین یا محبت کی ان نرالی گھاتون سے متاثر ہون۔ لیڈی صاحب نے لسوے گھلا گھلا کے مجسٹریٹ صاحب سے فرمایا کہ سال بھر اوسطرف بندی اپنے شوہر سمیت مشرقی افریقہ کی سیر کرنے گئی وہان ایک گکیلے سجیلے جوان رعنا ڈی ٹرا فورڈ نامے سے آنکھ لڑ گئی ؎

آ گیا جی اجی وہ جی ہی تو ہے

طفل عشق تاد نظر کے جھولے پر جھمجھو جھولنے اور آغوش بوسے لگا اور یہہ طے پایا کہ وہ عشق حلالی نہیں ہوتا جو کبھی شوہر کی آغوش مین مہک کے جائے اور کبھی یار کی داڑھی سے جی بہلائے لہذا پہلے دیکھے بھالے جانچے آزمائے کورٹ شپ کی کسوٹی پر کسے کسائے شوہر بدنصیب کو دھتا بتانا چاہیے پھر عیش بے تشویش کا مزا اوڑانا چاہیے۔ ڈی ٹرافورڈ آغاز کار مین اس دلی تقاضئ البدلین پر رضامند ہو گیا مگر جب خاوند سے الگ تھلگ ہو کے پیرس روانہ ہوئی یا جب مصمم ارادہ کر لیا کہ پُرانے ہوے کو جھوڑ کے نیا گدّا اوس لونگی تو ڈی ٹرافورڈ صاف مکر گیا اور لگا باتین بنانے کہ ابا نا راض ہونگے امان خفا ہونگی۔ لوگون! دُنیا مین عجب اندھیر ہے بھاڑ مین جائین ایسے امان باوا جو عشق و محبت کی راہ مین رکاوٹ ڈالین۔ عشق اور امان باوا کا خیال دو متضاد چیزین ہین ایک دل مین دونون کی گنجائش نہین ہو سکتی آجکل کے ناول نویسون نے نا کتخدا چھوکریون کو بھی یہہ سکھا دیا ہے کہ عشق و محبت کے مسئلہ مین امان باوا کی مخالفت عین ایمان ہے۔ چوری چھپے خط بھیجو۔ اکیلے دُکیلے ملو۔ گھر سے نکل کھڑے ہو۔ ماں کی چوٹی اور باپ کی داڑھی کھسوٹو۔ یہہ سب مباح ہے۔ جب وہ چھوکریان اور چھوکرے آزاد ہین تو بندی کا ذکر ہی کیا۔ بندی کو اسکی ذات سے یہہ امید نہ تھی کہ امان کی بات کو میری بات پر ترجیح دیگا۔ بس جی مین آئی کہ اب دنیا مین رہنا بیکار ہے۔ جب روانگی کا دن آیا تو بندی نے اسٹیشن کے نزدیک پہونچ کے ایک نیا چمکدار پستول چند کارتوس سمیت مول لیا۔ اور بنڈل بنا کے جیب مین رکھا۔ اسٹیشن پر پہنچکے ریفرشمنٹ روم مین ہم دونون نے کھانا کھایا اور ٹہلنے لگے اتنے مین ریل آ گئی ہم دونون ایک اول درجے کی خالی گاڑی مین جا بیٹھے بندی نے وہ اوزار نکال لیا۔ اوسوقت صرف اپنی جان دینے کا ارادہ تھا یہہ منشا ہرگز نہ تھا کہ امان باوا کی مامتا کو ضرر پہونچے مگر نگوڑے دل نے کہا کہ آخر جانا ہے اول جانا لگے ہاتھون چلتے چلاتے ایک لمبا سا بوسہ تو میان کو دیتی جاؤن کہ امان باوا کو بھول جائین اور عمر بھر اس بوسے کی لذت چھٹی کے دودھ کی طرح یاد آئی ہے۔

اس کے بعد ستمگار بدر فراموش نے اتنا طول کھینچا کہ انجن کے ہونٹون تک پہونچی! ریل اور اوسنے زور سے سیٹی دی۔ سیٹی پیام رخصت اور دیباچۂ فراق ابدی تھی بوسے کا طولانی تار مینے توڑا۔ آنکھون کے نیچے دنیا کے خاتمے کا نقشہ اور بے ثباتی کا چربہ پھر گیا۔ دل نے کہا کہ یہہ لطف اوس دُنیا مین بھی باقی رہنا چاہیے اس امان باوا کے لاڈلے کو بھی ساتھ لیتی چل۔ مثل مشہور ہے "اکیلا نہ ہنستا بھلا نہ روتا" مینے مثل کی یون ترمیم کی "اکیلا نہ جیتا بھلا نہ مرتا" معانقہ سے جان چھوڑا کے الگ کھڑی ہوئی اور سینے کا بوسہ سر کر دیا۔ پہلا وار اوسپر اور دوسرا اپنی ذات پر۔

اس داستان درد اور جھکون ہیکون مٹنے کا اثر جج صاحب پر اتنا ہوا کہ اونھون نے بیان کی تکمیل کسی دوسرے دن پر اوٹھا رکھی مگر سچ پوچھیے تو یہہ خیانت کے ساتھ ہمدردی ہے۔ سنگدلی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ خونریزی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ خودغرضی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ بے ایمانی و پیمان شکنی کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اگر کونٹس صاحب نے اس جرم مین پھانسی پائی تو شوہر طال اللہ عمرہ نے مہینون کورٹ شپ اور عشق و عاشقی کی خاطرداری مین جو پاپڑ بیلے دعوتین کین تھیٹر کے تماشے دکھائے۔ تیمار داریان کین وہ سب سپرد خاک۔ بی بی صاحب کی تجہیز و تکفین کی مصیبت مزید بران۔ اور اگر پھانسی نہ پائی قید ہوئین تو پھر اودھر بھی زنجیر عقد در یا۔ عمر بھر باصطلاح خانساماں جی مخلص پھٹیل رہنے کی کوفت! ایک بی بی کی زندگی مین دوسری سے واحد شاہد نہین ہو سکتے۔ کوئی بچہ بالا ہے تو خیر نہین تو قطع نسل بھی لازمی۔ شوہر صاحب اپنے کیے کو بھگتینگے مگر مقتول کے ماں باپ ان کونٹس صاحبہ کی عشقبازی کے ادنے سے نخرے پر قربان ہر وقت روئینگے "ہائے بیٹا کس ڈائن کے پالے پڑے" ہٹ تیرے غمزۂ خونریز کی دُم مین پھانسی کا کھٹکھٹا۔

اس قسم کی معشوق کشی ایشیائی خیالات سے بالکل متضاد ہے اللہ رکھے ناول نویسون کو وہ یہان بھی یہہ زہر پھیلائینگے۔ دیکھیے خدا بخشے مرحوم

نصیر الدین حیدر شاہ اودھ تین مہینہ تک قدسیہ محل کے غم مین سیاہ پوش رہے دربار بھر کو سیاہ پوش رکھا مگر ایک شب جو قدسیہ محل نے خواب مین آکے ساتھ چلنے کی فرمائش کی تو صبح ہوتے ہی آبنوسی رنگ کافوری سے بدل گیا مصاحبون نے ڈرتے ڈرتے سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ اجی سُنا بیگم خواب مین آئی تھین مجھسے کہتے لگین تمھارے بغیر جی نہین لگتا تم بھی ساتھ چلو۔ دیکھا؟ یہ ہماری محبت کا نتیجہ ہے یعنی خود مر گئی ہین تو مجھے بھی زندہ دیکھنا پسند نہین کرتین۔ سے بد تو یہ ہے۔ اوتارو سیاہ بانا۔ منع کردو۔ خبردار جو اب میرے خواب مین بھی آئین۔

علے ہذالقیاس حافظ شیرازی کا ایک قطعہ ہے ؎

صبحدم مرغ چمن باگل نو خاستہ گفت
ناز کم کن کہ درین باغ بسے چون تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے
ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

جہان اتنی سی بات کہ "میان گل صاحب اس باغ مین نہ اِترا ؤ ن تمھاری طرح کے معشوق دو دن ؛۔ شور زدو غنچہ کرد و شگفت و برگشت" کا سبق پڑھ کے چلتے ہوے" ادب عشق کے خلاف سمجھی جاتی ہے وہان پستول اور گولی بارود کا کیا ٹھکانا ہے۔

راقم :۔ ادب آموز عشق

"ٹیلیفون منقطع"

"ہائے شاخ۔ وائے شاخ۔ نشیمن اوجاڑ کمبخت عدنان بے کیسی بری باتین کہہ رہا ہے۔ افسوس سہ جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی۔

چہ کنم کی بیماری

نمبر ۲

(تتمہ ہفتہ گزشتہ)

"خداوند! تسلیم۔ مجرا۔ کورنش۔ آداب ؎

الٰہی بخت تو بیدار باد ترا دولت ہمیشہ یار بادا

"میرے حضور آپ تو اپنے ملک کے بادشاہ ہین شکار کھیلیے مجرے سنیے۔ دل بہلائیے۔ شطرنج بچھوائیے۔ سفر ولایت کا پروگرام بنوائیے۔ یہ آخر دلگرفتگی کاہے کی ہے؟"

"ارے بھائی۔ چہ کنم؟ شہر بدھ بھولی ہوی ہے بڑے لاٹ صاحب آنے والے ہین اون کے لیے اونکی میم صاحب کے لیے جڑاؤ ہیکل اور ہار بنوانے ہین۔ یہان خزانے مین بھونی بھانگ نہین۔ یاقوت زمرد ہیرا تو شئے دیگر ہے۔ چھوٹی سی ریاست اسکی آمدنی میری ذات کے لیے کافی نہین ہے ایسی لمبی چوڑی ماندازی کہان سے کرون؟ ریاست مین شکایت ہے۔ شکار مین ہفتہ دو ہفتے لگین گے۔ یہان آتے ہی دنون مین تھرکس نکل جائیگا۔ اودھر جانور نخچیر اُدھر بلاسے قرض دامنگیر۔ معمولی مہمان ہوتا تو ٹال دیتے۔ ایسا مہمان کہین تارے ملتا ہے۔ اتنا روپیا بچتا تو ولایت کی سیر کرتے۔ پیرس کا پرستان دیکھتے لندن کے عجائب خانے مین تین ٹانگ کی بکری دو رخ چونچ کا مرغا پانچ پاؤن کا ہاتھی دیکھتے۔ ہوٹلون مین خوش ہوتین کرتے اچھے اچھے انگریزون کا شکریہ لیتے اونکی لیڈیون سے ہاتھ ملاتے۔ شرابین لنڈھتین بوتلین کھلتین ہمدردین گنے جاتے ساتھ مین رانی صاحب یا بیگم صاحب ہوتین اونھین بے پردگی کی تہذیب سکھاتے وہ بھی حُسن ہندی کا جلوہ دوسرون کو دکھاتے وہ صنعت خالق حاصل کرتین اور سمجھتین کہ ہان ہمارے پاس بھی کچھ ہے نیچر تنگدل و کوتاہ دست نہین فیاض ہے۔ مگر یہ دولت کیونکر نکال دیگی۔ برسون زخم مندمل نہو گا اب پھر رعایا پر کوئی نیا ٹیکس باندھین اور برسون انتظار کی گھڑیان گنین تو مراد پوری ہو۔ حالانکہ ٹیکس، انگریزی عملداری رہنے رہتی دنیا تک ہر جگہ آسانی سے بندھ جاتا ہے کوئی منکتا تک نہین مگر پھر بھی نئی صورتین کی تجویز آسان نہین ہے وزیر اعظم صاحب کا خیال ہے کہ ریاست کی آبادی پچاس لاکھ ہے اور اس پچاس لاکھ آبادی مین سالانہ پچیس ارب بوسون کا صرف ہے لہذا فی ہزار بوسہ ایک روپیہ ٹیکس لگ جاے تو ہر گھر سے جہان زن و فرزند کی چوما چاٹی کا رواج ہے سیکڑون روپیہ سالانہ کی آمدنی ہو سکتی ہے۔

مگر بھائی دل پریشان ہے دماغ پراگندہ ہے۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کچھ بن نہین پڑتا۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ ایک والی ملک ہین انھین کیا فکر ہوگی۔ ایک ادنےٰ سی بات یہ ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ یا ریزیڈنٹ کے قبضۂ قدرت مین جان ہے اوسکی اطاعت فرمان برداری خاطرداری۔ نذر نیاز کا خیال ہر وقت نشتر دل ہے۔ جب کبھی وہ مچل جاتے ہین۔ دنیا آنکھون مین اندھیر ہو جاتی ہے۔ اونکی رضاجوئی کی تازہ فکر دن ہے کبھی دل کو فراغت نہین ہوتی۔ دن بھر مین سیکڑون مرتبہ سینہ سے آواز نکلتی ہے۔ چہ کنم اے چہ کنم؟۔

"السلام علیکم۔ جناب لیڈر صاحب خیر باشد آئینہ خاطر مکدر کیون ہے۔ بشاشت پر اوس کیون پڑ گئی۔ آپ تو مطلوب و مرجع انام ہین۔ خلقت آپ کی مٹھی مین ہے"۔

"چپ رہو جی۔ ہم تو شہر کے اندیشے سے دُبلے ہین۔ واللہ کا ڑھی بھرڈیلی، کھل کا کانٹا ہو گیا ہون"

خلقت پر کوئی داؤن نہین چلتا۔ راحت اندام، تن آسان تن آسان، ململ، جامدانی چھوڑ کے گاڑھا دھوتر گزی کا لباس اختیار کیا اوسپر بھی چہ کنم کی بیماری سے چھٹکارا نہ ہوا۔ گھر میں رہنا چھوڑا۔ دربدر مارے مارے پھرے دعوتین کھائین۔ چندے مانگے۔ کمیٹیان بنائین نظمین گائین۔ تقریرین کرتے رہے۔ چیخے پیٹے۔ ایمان کا واسطہ دیا۔ قرآن کی آیتین پڑھین۔ اچھے خاصے آدمی سے لیڈر بنے۔ حقوق کی فہرستین پڑھ کے سنائین سوتی قومین جگائین۔ حکومت وقت کے تھنون میں تیر چلا لئے۔ بیڑیان پہنین۔ قید جھیلی اوسپر بھی موت کا چلو ہاتھ مین چہ کنم کا آزار سہراد کی طرح ساتھ رہا۔ اب حال یہہ ہے کہ ہماری پارٹی بھر بدنام ہے۔ جلسے کرتے ہین۔ اسپیچین دیتے ہین تو ایسی چیزین ملتی ہین جنکی کوئی قیمت نہین۔ نہ وہ منڈی مین خوردہ ہوسکتی ہین نہ اونسے پیٹ بھرتا ہے۔ بھلا بتائیے "ہیر ہیر کی آواز۔ تالیون کی پھٹ پھٹ۔ اللہ اکبر کے نعرے۔ جے جے کی پکار۔ جزاک اللہ کی صدا" اوڑھین یا بچھائین اوس پر چندے کا دھندا شروع ہوا اور ہر محفل ترپھر۔ اللہ اللہ کیسی کیسی مفید اسکیمین بنائین مگر وہی ڈھاک کے تین پات ہر سمت چہ کنم کی کلکاریان بلند ہوتی ہے۔

شیعہ سنی آپس مین نہین لڑتے۔ چہ کنم؟
ہندو مسلمان مین ابتک نہین چلتی۔ چہ کنم؟
کوئی ہمین چندہ نہین دیتا۔ چہ کنم؟
چندے کا حساب گڑبڑ ہے۔ چہ کنم؟
تدبیرین سب پٹ پڑ رہی ہین۔ چہ کنم؟
ہنڈیا چوکھے پر اوندھی ہے۔ چہ کنم؟
یار اغیار ہوے۔ گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہین چہ کنم؟
ہر جا چہک۔ ہر وقت ہان مین ہان ملانے والے جل بجے چہ کنم؟
کوئی راز مخفی نہ رہا اعتبار اُلفت ہوا۔ چہ کنم؟
بعلنی و شکمی شریک ڈانڈا مینڈی پر آمادہ ہین۔ چہ کنم؟
"اتحاد" کے مجلس مین عداوت ہے۔ چہ کنم؟

اخبار نویسون مین سچ بولنے کی عادت نہین ہوتی۔ یہہ تو عام کی لنگی ہین ہر ننگے کی ستر پوشی انکا فرض ہے بشرطیکہ انھین نفع پہونچ جائے۔ لیکن نفع پہونچانے کی استطاعت ہی نہ ہو تو بھائی بتاؤ۔ چہ کنم؟

انہین سے بعض کمبخت پہلے ہی سے سچ بولنے کے عادی تھے انھین اوسوقت تو ہمنے دبا دیا جسوقت ہماری چڑھی بارگاہ تھی مگر اب اونکی باتین سب ٹھیک نکلین۔ لوگ جو انھین ہمارا ذاتی دشمن سمجھ کے وی پی واپس کر رہے تھے۔ نادم ہوے اور کم از کم انھین سچا سمجھنے لگے پس چہ کنم؟

گھریلو شرکائے کار نے اور بھید کھول کے ان کمبختون کی تصدیق کر دی۔ چہ کنم؟ ہائے چہ کنم؟ واے چہ کنم؟ سارا کھیل بگڑ گیا چہ کنم؟ رسی لاکھ بٹی مگر بیل نہین چڑھتا۔ چہ کنم؟ (باقی پھر کبھی)

راقمہ فلاسفر

موتیا بند یعنی تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۶ء)

ناسخ پر چوتھا اعتراض یہہ ہے کہ وہ سرقہ یا ترجمہ کرتے ہین "یا" کا احتمال یہہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصنف روشن سواد سرقے اور ترجمے کا فرق نہین جانتے سوجھ اور بوجھ دونون سے کورے ہین۔

غیر زبان سے جو کچھ لیا جائے وہ سرقہ ہوگا یا ترجمہ؟ گزشتہ اشاعتون مین ہم اس پر مفصل بحث کر چکے ہین۔ مثال مین دو شعر پیش کیے گیے ہین پہلا شعر ہے ؎

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے
تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے

اگر بیدل کا یہہ مشہور شعر سامنے رکھا جائے ؎

مسی آلودہ بر لب رنگ پان ست
تماشا کن تہ آتش دخان ست

تو دیکھنے والا بشرطیکہ بے وقوف نہو اسے ترجمہ ہی سمجھے گا۔ یہہ شعر ناسخ کی زندگی مین بھی ترجمہ سمجھا گیا۔ خیر وہ ترجمہ ہو یا سرقہ مگر حضرت کو اپنی لیاقت پر چند قطرات اشک نثار کرنے چاہیین اس لیے کہ "مسی" دو شعرو نہین ہے اور دونو مین حضور نے اوسے "مئے" پڑھا ہے۔ یہہ "مئے آلودہ" کیا بلا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک منقول عنہ مین کاتب نے غلطی کی ہو اور مسی کی جگہ مئے لکھ گیا ہو مگر دیوان ناسخ اور دیوان بیدل کا کاتب ایک نہین ہوسکتا۔ بیدل و ناسخ مین اتنا بُعد زمانی ہر گز نہین ہے جتنا بُعد مکانی ندوہ اور مکارم نگر مین ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ نے معنی و مطلب سمجھنے کی سعی نہین کی آپنے ایک کی غلطی محسوس نہوئی اور دوسرے کی صحت کو آپنے اپنی جہالت یا لیاقت کی بنا پر غلط کر دیا۔ مے یعنی شراب کو اصطلاحاً کالا پانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ سیاہ کاری کی جڑ ہے ورنہ کالی مئے کی توصیف فارسی عربی اُردو کے شعرا کے کلام مین موجود نہین اور جہان تک ہماری وسعت نظر کو دخل ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ انگریزی مین بھی کسی شاعر نے شراب کو بلیو بلیک سیاہی نہین باندھا۔ سُرخ ارغوانی مصفّا (وغیرہ) شراب کے رنگ ہین۔ پھر اوسکی تشبیہ دھوین سے کیونکر دیجا سکتی ہے نہ تو ناسخ ایسے گھامڑ تھے نہ بیدل جو رنگ پان کو آتش اور "مسی" کو دھوان قرار دیتے۔ ایسی غلطیان کاتب کے سر نہین منڈھی جاسکتین۔ شعر الہند باریک خط مین نہین ہے کہ اخباری کا غذون کا خط غبار اور عجلت اسباب غفلت مین شمار ہو۔ اگر غفلت کا عذر ہو بھی تو ایک جگہ قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔ پھر "مئے" پر ایک جگہ موزون پڑھنے کے لیے ہمزہ بنائی گئی ہے۔ دوسری جگہ صاف "مے" بغیر شوشے یا ہمزہ کے ہے۔ اسکے علاوہ کلام مین تحریف بھی فرمائی ہے یعنے ناسخ مرحوم نے "مسی مالیدہ لب پر" نظم کیا تھا آپ نے اصلاح دی ہے اور لکھتے ہین "مسی آلودہ" آہ یہہ کام شرفا کا ہے کہ نقل مین خیانت کرین؟

حضرت! جب بحث الفاظ سے کیجاتی ہے تو نقل بالمعنی کا حق بھی مناظرہ کرنے والے سے چھن جاتا ہے۔ خدا جانے آپ نے کس کے سامنے کتاب کھولی ہے جسنے ایسی معمولی باتین بھی آپ کو نہ سکھائین۔

ہم اس غلطی کی تہ تک پہونچ گئے ہین۔ سنیئے مرزا بیدل کا کلیات بمبئی مین چھپا ہے کاتب اس کا مرد ایرانی تھا وہ بیچارہ کیا جانے کہ "مسی" بھی کوئی چیز ہے۔ غریب نے "مسی" کو "مئے" پڑھا یہہ ہندوستان کے سامان آرائش سے عدم علم کا نتیجہ تھا۔ معنی مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی اوسکی بلا۔ بیدل جیسے

ظلمت کدۂ قانون سازی

ولایت کا ٹریڈ یونین بل

جان بل :- کامیابی! کامیابی!! - ان موذی مزدوروں کا یہی علاج ہے "

لیبر پارٹی :- شامت! شامت!! ابھی تو مسکرا تے ہو - بر پر ٹھوکر پڑیگی تو رو ؤ گے - چین کو دیکھو - کیمونزم کو دیکھو "

اشعار مین بھی مشکل۔ غرضکہ وہ "مئے آلودہ" لکھ گیا۔ اب آپ نے کسی تذکرے مین یہ اعتراض دیکھ پایا کہ ناسخ مرحوم نے اس شعر کا ترجمہ کیا ہے یا اسکا مضمون چرایا ہے ذہن مین "مئے آلودہ" اور "آنکھون مین علی موتیابند" دل نے کہا منہ کے لیے نالیدہ لب پر کچھ بے موقع سا ہے لہذا ناسخ نے بھی "مئے آلودہ" کہا ہوگا کاتب کمبخت نے غلطی کی ہے پوچھتا کون ہے لکھ دو "مئے آلودہ"۔ افسوس بیدل کا کلیات اسوقت سامنے موجود نہین۔ واہ بھئی مئے آلودہ اور واہ ری شعر فہمی۔

ناسخ کا دوسرا شعر یہ ہے ؎

یون نزاکت سے گران ہے سرمہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

اس پر دو اعتراض ہین۔ اوّل یہ کہ ناصر علی کے شعر سے چوری کی ہے ؎

گویند کہ شب بر سر بیمار گران است
گر سرمہ بچشم تو گران ست ازان ست

دوسرے یہ کہ "کبھی کبھی غلط محاورہ استعمال کر جاتے ہین مثلاً اوپر کے دوسرے شعر مین "بیمار کو" کی جگہ "بیمار پر" ہونا چاہیے۔ اعتراض اول کا جواب مضمون ہذا کے سلسلے مین کئی جگہ آچکا ہے تکرار سے کیا فائدہ۔ ترجمہ ہرگز عیب نہین ایک نئی زبان کی ترقی دوسری زبانون سے ترجمہ کرنے ہی پر موقوف ہے مزید برآن یہ کہ غریب ناسخ نے مشہورات شاعری سے استفادہ کیا۔ یہ مشہور ہے کہ بیمار کی رات مشکل سے کٹتی ہے۔ زلف کو مار چشم کو بیمار رخ کو گل و گلستان سب ہی باندھتے ہین۔ جو مطالب شعرا مین عام ہو جاتے ہین اون کے بارے مین چوری کا الزام نہین دیا جاتا وہ تو وقف عام ہین۔ ندرت صرف اسیقدر ہے کہ ناصر علی نے سرمہ کی رات سے تشبیہ دی ہے اور ناسخ نے غالباً یہ تشبیہ اخذ کرلی ہے۔

ہان دوسرا اعتراض بے شک "مئے آلودہ" ہے۔ مگر جناب مصنف صاحب آپکو خدا کی قسم سچ کہیے محاورے کی تعلیم جناب نے کس اوستاد ندوی سے پائی ہے۔ اس تبحر کے ہم بھی قائل ہوگئے آپ تو دریا ہین تھاہ کون لے سکتا ہے؟ ہاتھی اور اونٹ کی بھی مجال نہین وہ بھی آپ کے محاورات کے دریاے لطیف سنج مین باؤن ہذا الیبن تو غوطے کھانے لگین۔ اے حضرت کہان آپ اور کہان اُردو کے محاورات! سنیے نہ تو آپ شعرا کے نزدیک قابل خطاب ہین نہ آپ کی کتاب قابل توجہ و مطالعہ مگر ناواقفون کو فریب علم آپ نے دیا ہے اوسکا رفع کرنا مقصود ہے اسلیے بتائے دیتے ہین کہ "پر" اور "کو" دونون محاورے ہین بلکہ بعض جگہ "پر" غلط ہے اور "کو" صحیح۔ مثل ہے "بکری کو اپنے سینگ بھاری نہین ہوتے"۔ اگر آپ اس مثل مین "پر" لگا دیجیے تو یہ محاورات کے عجائب خانے مین ایک پردار بکری ہو جائیگی۔

واضح رہے کہ طرز سخن کا غیر مطبوع ہونا سننے والے کے رجحان طبیعت پر موقوف ہے چاہے پسند کرے یا ناپسند لیکن ناسخ پر خلاف محاورہ کہنے کا اعتراض بجز آپ کے سے بے مایہ حضرات کے دوسرا کوئی نہین وارد کرسکتا۔ بلکہ آپ اس بارے مین منفرد ہین۔ جہالت مین فرد ہونا بھی کم فخر کی بات نہین۔ ایک طفل مکتب نے

اگر مردی۔ احسن الے من أسا

پر بھی ایسا ہی اعتراض کیا تھا "مولوی صاحب! اجی مولوی صاحب "نیکی کر تو طرف اوس شخص کے جو برائی کرے" یہ ٹھیک نہین ہے "علی من اساء" ہونا چاہیے یعنے احسان کر تو اوس شخص پر جو برائی کرے" علی ہذا القیاس جب ناصر علی سرہندی نے "بر سر بیمار" فرمایا تو "بر" کا ترجمہ "پر" ضرور ہونا چاہیے۔ واہ میان الف زبر اَ زیر اِ پیش اُ۔ اے لاحول معشوق کی آنکھ تو گئی نزاکت کی دُم مین مگر اس علی موتیابند کو سرمہ ضرور بھاری ہوا۔ لطف یہ کہ فارسی مین بھی "بر من گران گزشت" اور "مرا گران گزشت" دونون موجود ہین۔ مگر حضرت تو خالی شعر الٹا لکھنا جانتے ہین محاورہ معنی مطلب محل استعمال اور صلہ کا علم گیا اپنی ایسی تیسی مین۔ کہان کی اُردو اور کیسی فارسی۔

باقی آئندہ

راقم: رفیع الخیال تخلل

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آیات وجدانی

مرزا یگانہ یاس عظیم آبادی ایک نامی شاعر ہین انھین شعرا مین خاص شہرت حاصل ہے۔ آدمی صاحب ذہین اور نازک خیال ہین۔ فی الحال انکا ایک مجموعہ کلام بنام آیات وجدانی دفتر مین وصول ہوا ہے جلد ولائتی خوبصورت ہے اسپر طلائی حروف مین بخط ثلث دیوان کا نام لکھا ہوا ہے چھپائی بھی عمدہ ہے اسکے اکثر اشعار حسن تخئیل کے شاہد ہین۔ لیکن کسی کو داد دینے کی زحمت حضرت یاس نے نہین دی ہے۔ ہر شعر کے نیچے مختصر و معقول شرح مین شعر کی تحسین خود جامع یا ناشر نے کر دی ہے پس جب اونھون نے خود ہی ناظرین کا فرض ساقط کر دیا ہے تو کسی کو کیا غرض جو زبان تھکائے بعض مقامات پر توضیح مطالب کی خدمت بھی خود ہی ادا فرمائی ہے شاید اسکی یہ وجہ ہو کہ قصد شاعر نفس شعر سے واضح نہ ہوتا ہو یا اندیشہ ہو کہ شعر کے مختلف وجوہ مین سے حریف معترض و حاسد کوئی قبیح وجہ بمقتضائے جہل نہ اخذ کرلے۔ خدا بخشے لکھنؤ کے ایک مرثیہ گو صاحب منبر پر اپنے اشعار کے مطالب خود ہی بیان فرماتے تھے سو بند کا مرثیہ۔ ہر بند پر تین منٹ تک واہ واہ کے نعرے

یہی طول سننے والے کو گران گزرتا تھا اوس پر جابجا نکات شعری کی توضیح و تفہیم نے جو بعض نازک مزاجون کو مشغل کیا تو وہ جھلاکے بول اوٹھے "حضرت اگر آپ ہمین اتنا جاہل سمجھتے ہین تو اپنا کلام سناتے ہی کیون ہین؟" ایک دوسرے مرثیہ گو صاحب زمانے کے جہل پر افسوس اور تحسین کا اپنے اظہار یاس کے بعد شعر پڑھا کرتے تھے۔

"کون ہے؟ جسکے سامنے پڑھون؟ جینے تو کلیجہ نکال کے رکھ دیا ہے مگر سمجھنے والا کہان سے لاؤن۔ سناکے کیلئے کیا لطف حاصل ہوگا؟"

اتفاق سے ایک دن مرثیہ گو صاحب یونہین زمانے کی حالت کا نثر مرثیہ پڑھ رہے تھے اور اون کے پدر محترم بھی زینت مجلس تھے کسی دل جلے ظریف نے پکار کے کہا۔

"حضرت اور کوئی نہ سہی آپ کے باپ تو موجود ہین! اونھین کو سنائیے یا وہ بھی ہماری طرح نالائق ہین!"

ہمین امید نہین کہ مرزا صاحب اس تدبیر سے حظ نفس کی تکمیل فرما سکین گے۔ جناب مرزا یاس یگانہ کا خاص شغل لکھنؤ کے بعض حضرات شعراسے نبرد آزمائی ہے اگرچہ غیر مستقل مزاج لکھنؤ اب مرزا یاس کو بھول گیا ہے لیکن خدا سلامت رکھے مرزا صاحب کو آپ اپنی یاد اوسے ہر ایک تحریر مین دلاتے رہتے ہین۔ چنانچہ "آیات وجدانی" کا بمشکل کوئی صفحہ ہجو لکھنؤ سے خالی نظر آتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ یہان کے بعض شعراسے اور آپ سے نوک جھونک ہوتی رہی مگر اب تو کوئی مخاطب نہین ہوتا۔ پھر ہوا سے لڑنے کی ضرورت کیا ہے۔ خصوصاً جب کہ آپ کے حریفون سے کلی نفس زیر لحد ملکوتی مشاعرے کا لطف اوٹھا رہے ہین

بہرحال ہمین اس مختصر مجموعۂ کلام مین کئی شعر پسند ہین۔ یہہ اشعار ضرور جدت و تازگی کی دلیل ہین۔ اودھ پنچ کی پرانی مجلدون مین حضرت یاس کے اوستاد مرحوم و مغفور حضرت شاد عظیم آبادی کے کلام پر تبصرہ ہو چکا ہے جناب [illegible] کے حقیقی جانشین ہین اور یقیناً مفتخر ہین یہہ کتاب لوہاری دروازہ لاہور شیخ مبارک علی صاحب [illegible] سے [illegible] قیمت پر مل سکتی ہے۔ امید ہے کہ مشتاقان سخن مطالعہ فرمائینگے۔

خبط ۱ — [illegible] و ضبط الٰہی بعث

قدیم جمہوریہ یونان نے قریب چلیہ سقراط کو زہر [illegible]

پیالہ پلا دیا۔ لا کھ چیخا چلایا ملاح بہ خطا کی منتین کین۔ انصاف کے مشکل رموز میں کچھ سگر یونان نے اس کان سُنی اس کان اوڑا دی۔ سنتے ہین کہ اب ہاسی کڑھی مین اوبال آیا ہے ریڈیو پولوس نامے بیرسٹر حال نے محکمہ عدل سے درخواست کرتے ہین کہ وہ حکیم سقراط مرحوم کے مقدمہ کی سماعت پھر سے شروع کرے اور از روئے قوانین انصاف اونکی بے گناہی کا اعلان کردے۔ اعلان ضرور کر دیا جائیگا اسلیے کہ نہ مدعی موجود ہین نہ مدعا علیہ پردۂ دنیا پر ہے۔ نہ آجکل کی عدالت نے سقراط کو زہر پلوایا تھا۔ مدعا علیہ اوسوقت بھی بے گناہ سمجھا گیا آج بھی کسی کی مجال نہین جو اُسے گنا ہگار سمجھے اسکے علاوہ تہا بیش قاضی رومی راضی آئی۔ لیکن ایسے اعلان سے اوسوقت کے لوگون کو فائدہ نہین پہونچ سکتا۔ لہذا ہم اسے ایک فضول سی بات سمجھتے ہین۔ ظلم بصورت عدل کا یہی ایک کرشمہ مین ہے۔ ابھی ایسے لاکھون کھیل کھیلے جاچکے۔ یہہ سلسلہ شروع ہوا تو حضرت مسیح کا مقدمہ بھی چھڑیگا۔ امام حسین کا مقدمہ بھی چھڑیگا۔ پس یونان کو ہمارے ایک مجسٹریٹ کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ گزشتہ ہفتہ مین ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ کسی مجرم نے تین سال سزا بھگتنے کے بعد اپنے جرم اور سزا کے مجرم کا جائز ہونے کی درخواست کی اوسکا مطلب یہی تھا مجرمون کی فہرست سے نام نکل جائے اس لیے کہ وہ اپنی بے گناہی پر یقین رکھتا ہے اور اوسکے ساتھ ظلم کیا گیا۔ مگر سنتے ہین کہ مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہُش! کچھ واہی ہوا ہے اپنے حواس مین آ۔ واہ۔ یہان زندہ کی بے گناہی پر سزا پانے کے بعد اعتنا نہین کیجاتی۔ وہان ہزارون برس کے مُردون کے حق مین انصاف طلب کیا جاتا ہے۔ لہذا ایک خبط انصاف ہے دوسرا ضبط انصاف۔

میری میری گوئیان کون؟

یہہ صدا تھی جو لیڈی برطانیہ نے معاملات چین کے بارے مین لگائی صدا سنتے ہی میڈم فرانس بولین ہم مطلق ناہنجار میان جاپان نے فرمایا "ہم بھی اُلٹی خاطر کیلئے لگین" "ہم بھی" ہیروز توت سلطان عالم وسان امریکہ بھی دا‌ڑھی پھٹکارکے چیخے "ہم بھی" چلیے مطالبات کا جذ بتیار ہوا مگر آپ جانتے ہین یہی کی گڑیان نہین کھیلا ہے۔ اوسنے کہا کہ مطالبات ہین یکطرفہ ہمین بھی کچھ شکایتین ہین بہتر ہوگا کہ ایک آزاد کمیشن بٹھاؤ۔ ہم بھی ہون تم بھی ہو قصور جس کا ثابت ہو وہی ملزم۔ ہم کہتے ہین آجتک کمیشن تو ہزار ہا مقرر ہوے مگر "آزاد" کمیشن کبھی دیکھا نہین۔ کمیشن بیٹھیگا ضرور۔ اور میان چین ملزم بھی ضرور ٹھہرینگے۔ ہان اوسوقت تک اگر چین آزاد ہو گیا تو پھر کمیشن بھی اوسی کو ڈگری دیگا۔ جس کمیشن کا ممبر "گھونسا" ہو اور جس مین مہاراجہ بردوان کے سے ممبر ہون اوسکا ہونا نہونا سب یکسان ہے مہاراجہ صاحب امپیریل کانفرنس سے "میری میری گوئیان کون؟" کا جواب "ہم" دے کے آئے ہین آپ نے واللہ ہندوستانی غلامون کی ناک رکھ لی ورنہ کمبخت نکٹے ہی رہتے۔ خیر اور کسی ہندوستانی کی کٹے یا نکٹے شکر ہے کہ حکام ہند کے سامنے مہاراجہ بہادر کی ناک سلامت رہی۔ آئینہ دکھاؤ یارو آئینہ دکھاؤ تاکہ "بینی خود برید" کا طعنہ بدلگام اخبار نویس نہ دے سکین۔

اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اونکے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
شرائط ایجنسی
سیاحت ظریف
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اونکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اونسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین اونکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
OUDH PUNCH
LUCKNOW
WEEKLY
अवधपंच
लखनऊ
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
न: १२
M.B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW

جلد ۱۲ — نمبر ۱۶

مضامین غیر

(۲۹-۱ اپریل ۱۹۲۶ء)

دو چٹھیاں

(۱) بنام مہارانا رائے ناہر سنگھ نصر اللہ خان صاحب۔

(۲) بنام پنڈت شیخ ستیہ دیو ناصر الدین صاحب۔

ان خطوط کی تحریر شروع کرتے وقت دل دھکڑ پکڑ کرنے لگا کہ مسلمان ہتھے پر سے اکھڑ جائینگے خصوصًا وہ جنکا جوان ترکیبون کو ترقی مذہب کا سبب خیال کرتا ہے۔ مگر جناب اینجانب ہین سعد اللہ کی بات لکھتے ہین "من سے اُتر جانے" کی پروا نہین کرتے۔

آجکل جو روشِ اخباری کاغذون نے عوام الناس کو گھبرا دینے اور ہیجان مین لانے کا اختیار کیا ہے وہ نہایت مضحک ہے۔ اگر مسلمان شریعت اسلام پر راستی کے ساتھ چلنے کا دعوی کرتے ہین تو اونھین مذہب کے ساتھ دل لگی بازی نہ کرنی چاہیے۔

نمبر (۱)

جناب رانا صاحب۔ آداب عرض ہے۔ کچھ دنون قبل اون لوگون نے جنھین چندین شکل برائے اکل کے لیئے دعوت اسلام کا پیشہ پسند آیا ہے اخباری کاغذون مین اودھم مچانا شروع کیا کہ ایک والی ریاست مع مبالغہ کئی کرور برادری والون کے ساتھ بتصدق مبلغین اسلام مسلمان ہوگیا۔ مقدس مخبر نے زمانۂ حال و ماضی کی قید سے اپنی خبر کو آزاد رکھا۔ لیکن خبر کی اہمیت نے دوسرے گروہ مین تلاطم اور مسلمانون کے گروہ مین اعجاز مبلغین کی عقیدت پیدا کر دی۔ ایک طرف سے صدا آئی جھوٹ ہے جھوٹ ہے یہان کوئی والی ریاست اس نام کا نہین۔ اس نام کی ریاست بھی عنقا ہے۔ دوسری جانب سے ہمہمہ بلند ہوا کہ ہم سچ کہتے ہین اتنی بڑی خبر جھوٹی نہین ہوسکتی۔ بائیکاٹ کی آرسی کیا ہے ... نائی کے ... سر پر ہاتھ کتے ہین اونٹ کہ مہمان بھی گھبرائے نھین سامنے ہی آئے جاتے ہین۔ غرض اس خبر نے کہین زار نالی کی آوازین بلند کرائین۔ کہین شادیانے بجوائے۔ اخبار پڑھنے والون کو صدق اور کذب کا پتا کسی طرح نہ لگا اور ع

باطل است انچہ مدعی گوید

پر بات ٹلتی رہی۔ جن لوگون کے دل ایسی باتون سے جلد ہی متاثر ہو جاتے ہین وہ کھوج لگاتے رہے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ کوئی نو مسلم نہین ہین جو قصائی کی دوکان کا پنڈ آپ سے نہ چھوٹے بلکہ صدہا سال سے آپ کے بزرگ مسلمان چلے آتے ہین اور آپ خود پیدائشی کباب خوار ہین ہان آپ نے آجتک نام نامی دنیا مین مشہور نہ ہونے دیا نہ کبھی تبلیغ کی جانب رخ کیا نہ مذہبی انجمنون کو پاس پھٹکنے دیا۔ آپ کا نام نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے بھونرے مین پرورش پاتا رہا اگر یہ واقعات صحیح ہین تو بتائیے کہ آپ نے کیون ایسے دھوم دھامی استقبال سے پہلے اعلان نہ فرمایا کہ بھائیو نیاز مند مہارانا کا اسلام آجکل کی جمعیت تبلیغ اور اجرتی مبلغین کے خدمات کا احسان مند نہین وہ تو مدت سے مسلمان ہے اسلام کے نام پر بہت لٹا چکا۔ اور اگر فی الواقع ایسا نہین بلکہ آپ نئے مسلمان ہین اور ڈیڑھ لاکھ تعداد کی چھوٹی سی برادری سمیت آپ ناہر سنگھ سے نصر اللہ خان ہوئے اور تبلیغ حال کے اثر سے مسلمان بنے تب بھی یہ اعلان کر دینا لازم تھا کہ آج سے ہم نے قالین پر بولے اور موہن بھوگ پر پلاؤ کو ترجیح دی۔ کیا معنی کہ جو شخص اسلام کی سچائی دیکھکر مسلمان ہوا ہے اوسے ڈھنڈھورا اور گھم باشتبا ایسی محض اتنی سی طمع پر کہ پھول سے دفعۃً معروف ہوا جاتا ہون ہرگز اختیار نہ کرنی چاہیے اگر یہ سلسلہ شروع ہوگیا تو صدہا سال کے پرانے مسلمان انھین اجرتی مبلغین کی فہرست تبلیغ مین لکھے جائینگے۔ اس غوغا کا نتیجہ سوا اٹھائین ٹھائین کے اور کچھ نہ ہوگا۔ چند مفت خوردن کا پیٹ ضرور بھریگا مگر تمام ملکی امور مختل اور معطل ہو جائینگے۔ آجتک ہزارون ہندو مسلمان اور ہزارون ہندوستانی عیسائی ہوئے مگر یہ خواہ مخواہ تعصب بڑھانے والا دھوم دھڑکا کبھی نہین ہوا۔ ابھی مذہب بدلتے مین کوئی دیر نہین لگتی ہان مسلمان ہونے مین تھوڑی سی زحمت البتہ ضرور ہوتی ہے یعنی نائی کے ہاتھون قلم مردی پر قطار رکھوانا اور چند روز ڈھینڈرا پھیلا کے چلنا۔ تو وہ کوئی بڑی بات نہین۔ اگر لڑکپن مین یہ ضروری رسم ادا کی جاتی ہے تو فضول خرچ اشخاص دھوم دھڑکا کرتے ہین۔ لیکن ہمارا اتنا سن آیا کسی بوڑھے مسلمان کی مسلمانی یا اعلان مسلمانی مین یہ ہنگامہ ہمنے آجتک نہین دیکھا کہ ہزارون آدمی ہڑ مچائین۔ تالیان پیٹین۔ اسٹیشنون پر اودھم ہو سڑکون پر شور مچے کچھ لوگ کھسیانے ہون اور مسلمانی کی ضد مین پڑوسی مسلمانون کی بوٹیان نوچ کے سارے جسم کا ختنہ کرنے آمادہ ہو جائین مسلمانی اور خون مسلمانی خوب چھلے۔ ایک مسلمان ہو اور پانچ کا نام مردم شماری کے رجسٹر سے کٹے۔ یا کالے پانی کی آبادی بڑھے اور یہان کی آبادی گھٹے۔ مذہب اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اعتقاد کے معنی دل مین بات گھبنے کے ہین دلمین جو بات کھب جاتی ہے زبان سے اوسکا کہنا ضروری نہین ہے۔ غوغائی مبلغین نے تین چار سو برس کے بعد جو فائدہ آپ کے اسلام کو عرض بازار کر کے حاصل کیا ہے اوس سے نہ اسلام کو تعلق ہے نہ مسلمانون کو۔ آئندہ آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔ چاہے اپنی شہرت کے لیے خیرات مسلمانی سے اُن چند نفوس کو مستفید ہونے دین یا ملکی فوائد و اغراض کا لحاظ رکھین۔ وہ روپیہ اختیار کیجیے تو اچھا ہے جو ریاکاری اور طمع سے نفس کو بچائے۔ اور آپ کو دیکھ کے دوسرون کو شوق تلاش راہ راست ہو آپ ایسے ہاتھون مین پھنسے ہین جو آپ کے اسلام کو بھیک کا ٹھیکرا بنائے رہے ہین فقط

نمبر ۲

اجی جناب شیخ صاحب۔ سلام مسنون۔

مذہب نہ پوشاک ہے کہ ہفتہ بھر کے بعد بدل ڈالین نہ سانپ کی کیچلی ہے کہ سال بھر کے بعد خود ہی خول کی طرح اوتر جائے یہ تو ہے راسخ الخیال اشخاص کا عقیدہ۔ لیکن "دی" گوئید کہ بے وضو نماز نمی شود

بار ہا من گردم روشنہ" ہے جسکا عمل ہے وہ اسکی پروا نہین
کرتے۔ چنانچہ آپ نے بھی آج سے سترہ سال پہلے ایک
کینچلی جھاڑی تھی اور سترہ سال بعد دوسری کینچلی جھاڑی
جو شخص فطرۃً (جنم کا) مسلمان ہے اور مذہب اسلام سے
پیشتر یہہ سمجھ لینا چاہئے کہ تنہا کا ذکر نہین (قرآن کی)
اس بابت مین کیا راست ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ مرتد فطری
کی توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہو تو
ہو بندون کے نزدیک قابل
قبول نہین - ہے بھی یہی -
اس پر اعتبار دیا تا رہتا ہے۔
کتابون مین کوئی ایسے طلاق
کی قسم نہین جس مین سترہ سال
کی عدت ہو - دوسرے جب
بی صاحبہ راضی نہون تو
رجوع کیونکر ممکن ہے۔ پھر بھی
کچھ ہرج نہین آپ اپنی مرضی
کے مالک ہین۔ مگر آپ نے جو
تقریر ایک بڑے مجمع کے سامنے
فرمائی وہ ہے دُم بریدہ۔ اسلام
کی خوبیان ظاہر کرنے سے
زیادہ قابل اظہار وہ اسباب
علل و حقایق تھے جنھون نے
آپکو شیخ سے پنڈت بن جانے
پر مجبور کیا۔ لوگون کا خیال
ہے کہ جب آپ مسلمان تھے
تو کس مپرسی کے عالم مین تھے
آپ نے شہرت و دیگر اغراض
سے وقعتہً اسلام سے منہ موڑا
دولتی جھاڑ کے کھونٹے سمیت سماج کی راہ لی۔ وہان
جب آپ پہنچے ہر فرد بشر ... اسوقت تک کوئی ایسی
وجہ پیدا نہین ہوی جو اسلام کی بھولی ہوئی حقیقت
آپ کو یاد آ جاتی۔ سترہ برس کی لمبی مدت مین سیکڑون
ستیہ دیو بن گئے ہو ... زمین سیکڑون انہی صورت
کے آپکو نظر آنے لگے۔ آپ یہہ دیکھکے گھبرائے۔ مسلمان
صرف اپنی تعداد بڑھانا چاہتے ہین عقل و علم کی

ضرورت سے غافل ہین اور محض تعداد بڑھانے کا
ہوکا ہوا۔ آپ کو پرانی غذائے مقبولیت کی بھوک
لگی۔ مذہب کوئی زنجیر فولادی نہین جو توڑنے سے
نہ ٹوٹے۔ وہ تو کچا سوت ہے ٹوٹ گیا تو سانٹھ
لگاکے گرہ دے دی۔ چلیے فرصت شد ٹوٹنے
مین وہ آواز نہ ہوی تھی جو جوڑنے مین ہوی۔

اسکے علاوہ یہہ جب کہ صدہا برس کے مسلمان نومسلم
بناکے فہرست لمبی چوڑی کیجا رہی ہو تو انکشاف
کے بعد یقیناً سبکی کنکری ہوگی۔ دھوکے دھڑی کا بھانڈا
پھوٹیگا۔ ایک مچھلی سارا تالاب گندا کرتی ہے یہان
تو مرگ ماہی کے چلتون صدہا شرا پسندی مچھلیان
ہین۔ لہذا براہ نوازش یہہ تو بتائیے کہ آئندہ
کب تک شیخ سے پنڈت
بننے کا ارادہ ہے؟ آج نہین
تو اسوقت بتا دیجیے گا
جب مختلف مقامات سے
بغرض اظہار حق و حقیقت
اسلام آپکی دعوتون کی
چھڑی ایچھو ہار اور (...)
کا رنگ اختیار کرنے لگے۔
حضرت! اپنے خدا کو
مان کے یہہ نہ سمجھیے گا کہ
ہمین نفس تبلیغ مذہب سے
(خواہ وہ کوئی مذہب ہو)
اختلاف ہے۔ حق کا پیام
دینا واجب ہے مگر ایسی
مکروہ صورت سے نہین
جسمین ریب و ریا نمائش
و فساد کا شائبہ ہو اور جسے
دیکھ کے اہل عقل بدظن ہون
واللہ باللہ جو آپ نے
ہماری جانب سے ایسی
بدگمانی اختیار کی تو ہم بھی
روٹیون کو ترس جائینگے

راقم۔ ڈھل مل یقین۔

پولیٹیکل لیڈری کے مشتاق وہ پولیٹیکل ہنگامہ سرد ہے۔ مذہبی بازار گرم ہے۔ پس چہ کنم؟

یہہ دھوم دھام یہہ بھیڑ بھڑکا اگرچہ مین موافق
مزاج حضرت ہے لیکن واضح رہے کہ ہے چند روزہ۔
کیا وجہ کہ یہان بھی اللہ رکھے ایک آئینہ خانہ پہلے
سے موجود ہے ۔ ع

آؤ آئینہ خانے مین تمکو سو دکھا دین تمہاری صورت کے

تبلیغ کا پیشہ کثیر المنفعت پیشہ نہین ہے یہہ تجارت
ایک آدھ گھر کے سوا کسی کو زیادہ راس نہین آئی۔

جیبیں یاران خفیف غبار صورت - اب یہہ نقشہ متروک ہے ۱۲ پنچ

جواب اس کا تحریر فرمائیے بجا قوم ہے یا کہ اقوام ہے؟

محقق فن جناب مولانا پنچ زاد اللہ کمالہ

اکثر حضرات جب کسی قوم کے چند افراد کی ذات لکھتے ہین تو قوم لکھنے کے بجائے اقوام ارقام فرمایا کرتے ہین۔ مثلاً زید۔ بکر۔ عمرو اقوام مسلمان یا رام۔ کرشن۔ گوپال وغیرہ اقوام برہمن۔

میرے محترم ایک وکیل صاحب اس طریق تحریر کے متعلق معترض ہو کے اوسے غلط قرار دیتے ہین۔ اونکا فرمانا ہے کہ جب ایک ہی ذات کے متعدد آدمی ہون تو انکے نام کے آگے اقوام کے بجائے قوم ہی لکھنا صحیح متصور ہوگا۔ مثلاً غنی۔ عثمان۔ غوث قوم مسلمان۔

اونکا ارشاد ہے کہ جب ایک ہی قوم کے سب آدمی ہین تو اونکی قوم بھی ایک ہی ہوگی۔ ایسی حالت مین اونھین اقوام لکھنا یا سمجھنا سراسر لغو و بے معنی ہے۔ ہان اگر مختلف قومون کا ذکر ہو تو اونکے لیے اقوام کہنا یا لکھنا بجا ہو سکتا ہے ورنہ نہین۔

وکیل صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ اس بات کا ممکن ہے کہ ہمارا خیال غلطی پر ہو۔ مگر تاوقتیکہ وہ غلطی بخوبی تمام ثابت نہ کر دیجائے اوسے ہم غلط ماننے کے لیے تیار نہین۔

ایک روز میرے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا۔ وکیل صاحب موصوف کی راے کے موافق و مخالف بھی بہت سی رائین تھین۔ آخرکار مین نے جمیع صاحبان کو یہ مشورہ دیا کہ اسکی نسبت آپ سے استفسار کرکے اپنا اپنا اطمینان کر لیا جاے۔ چنانچہ جملہ اصحاب نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا اور میری ہی ذریعہ سے یہ عریضہ نیاز ارسال خدمت کیا گیا۔ براہ بندہ نوازی قوم اور اقوام کے طریق مندرجہ صدر کی بابت صحیح یا غلط ہونے کے بارہ مین اپنا فیصلہ ناطق صادر فرمایے۔

راقم شیر سنگھ خم ازمقام گوری

پنچ۔ عربی مین قوم کے لغوی معنی گروہ کے ہین اصطلاحا ایک ملک اور ایک زبان رکھنے والون کو ایک قوم کہتے ہین۔ قوم کے معنی کچہری کی لغت مین مذہب ہین اس قوم کا باوا آدم نرالا ہے۔ کوئی مختصر و مطول لغت موجود نہین اس لغت کے روسے بھی چند متحد المذہب افراد کے لیے اقوام کہنے کی ضرورت نہین وصف ایک ہے اگرچہ موصوف کئی ہین صفت ہر ایک فرد سے بغیر صیغہ جمع متعلق ہو سکتی ہے۔ پرانے لالہ لکھی چند یون لکھتے تھے "عمرو۔ زید۔ بکر جملہ از قوم مسلمان" جب گروہ مختلف نہون اوسوقت تک بظاہر "اقوام" لکھنا بیکار ہے۔ اسلیے کہ فرد قوم نہین ہے۔ اگر ہم "قوم" کو اردو (ہندی) فرض کر لین تو اسکی جمع بقاعدہ عربی "اقوام" نہین بنا سکتے۔ اسلیے کہ اردو مین جمع کے لیے "افعال" کا وزن نہ کبھی تھا نہ آج ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے ہم کھٹل کی جمع کھٹال اور ڈوم کی جمع اڈوام بنائین۔ لہذا قوم بمعنی مذہب عربی نہین ہے اور اسکی جمع "اقوام" بمعنے مذاہب غلط در غلط ہے نقط

موتیا بند یعنے تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۲۲ - اپریل ۱۹۲۶ء)

ناسخ مرحوم پر چھٹا اعتراض یہ ہے کہ "عموماً خیال بندی کرتے ہین اور اونکی اکثر نازک خیالیان کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا مصداق ہوتی ہین مثلاً ؎

کوے جانان مین ہون پر محروم ہون دیدار سے
پاے خفتہ خندہ زن ہین دیدہ بیدار پر

پہلے کسی مضمون مین ہم "خیال بندی" اور "معاملہ بندی" کی اصطلاح "مکارم نگری" کا ذکر کر چکے ہین۔ خدا معلوم اس بندے کو یہ بندی چڑیل کہان سے مل گئی۔ اگر کوئی مروجہ اصطلاح ہوتی تو اعتراض سمجھ مین آتا مفہوم شعر کا بالکل صاف ہے جسکا تعلق خیال اور وقوع دونون سے ہے پاؤن سو جانا یا اونکا سن ہو کے چلنے سے معطل ہو جانا کوئی عجیب اور خیالی بات نہین۔ پاؤن کی خندہ زنی کا مطلب بھی صاف ہے کہ "بیکار جاگتے اور آنکھین تھکاتے ہو خالی دیکھنے گلی مین پہونچنے سے مقصود حاصل نہین ہو سکتا در یار تک پہونچنے اور دیدار کا لطف اوٹھانے کے واسطے پاے طلب کی قوت درکار ہے۔ یہ نارسائی کا اظہار ہے اور ایک لطیف عنوان سے اظہار ہے "خیال بندی" کمبخت کہان رہتی ہے۔ اگر اس قسم کے مضامین کا نام خیال بندی اور کوہ کندن و کاہ برآوردن ہے تو کسی ایسے شاعر کا نام لیجیے جسکا کلام اس عیب سے پاک ہو۔ کج فہم مصنف صاحب! شاعر تو شاعر ہے آسمانی کتابین بھی ایسی عبارتون سے خالی نہین ہین۔ اعتراض کرنا تو آسان ہے کہین دیہاتی نہو جو ایک آپ ہی کے روحانی اوستاد معترض کی طرح پتلی سی بیل مین بڑا سا کدو ملاحظہ فرما کے لگے قدرت پر اعتراض کرنے۔ ہائین اتنی پتلی بیل اور اتنا بڑا پھل؟ آگے بڑھے تو جامن کا پیڑ ملا اب اعتراض کا دوسرا محل پا گئے۔ لاحول ولاقوۃ یہ کیا بے تکا پن ہے اتنا بڑا درخت اور اتنا سا پھل! اتفاقاً گلہری نے ایک جامن کتری اور وہ چھوٹ کے حضرت کے دیدون سے ہٹا یا گا منھنے سیدھی صدقہ چشم تک پہونچی۔ آہ کر کے بیٹھ گئے اعتراض خود بخود زائل و باطل ہو گیا اگر درخت کی جگہ بیل ہوتی اور بیل کی جگہ درخت اور اسی طرح کدو ٹوٹ کے سر سے باعتبار مجانست ٹکراتا تو مشکل ہوتی۔ منھ سے بے ساختہ نکل ہی گیا "خوب شد کہ بیل نہ بود"۔ شاعری کے فن سے نابلد ہونے کی حالت مین آپنے شعرا اور اساتذۂ سخن پر نکتہ چینی کرنے کی نامعقول جرأت کی اسوجہ سے آپ کی کتاب بیہودگیون کی پوٹ ہے۔ اور وہ ہمارے تبصرے کے بعد اہل ہنر کے سامنے آپ کو ہمیشہ خفیف کریگی۔

حکایت سنیے تو آپ کی سمجھ مین آئے کہ کسی فن سے ناواقف ہونے کیحالت مین صاحب فن کی جگہ حاصل کر لینا کتنی خفت و ندامت کا سبب ہے۔

رعایت

بکثرت طالب العلم قیمت اودھ پنچ مین رعایت کے خواستگار ہین ہم خوش ہین کہ طالبعلم مطالعہ اودھ پنچ کا اشتیاق رکھتے ہین لیکن اندیشہ ہے کہ طلاب مدرسہ کا بھیس دوسرے حضرات نہ اختیار کرین لہذا اگر کسی مدرسہ یا کالج کے ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر کی تصدیق کے ساتھ کوئی درخواست تخفیف قیمت کی آئیگی تو محض للہ قیمت مین ایک روپیہ کم کر دیا جائیگا اور العہ سالانہ پیشگی لیجائیگی۔ نقط "منیجر"

ایک حکیم صاحب کے یہاں اونٹ پلے ہوے تھے اتفاقاً اونٹ صاحب اپنی لمبی گردن سمیت تربوز کی فالیز مین جا گھسے اور ایک چھوٹا سا تربوز توڑا۔ نوش فرمانے کا ارادہ تھا کہ ساڑھی کا رکھوالا آگیا اور لگا دے دے کرنے۔ جلدی مین اونٹ صاحب نے تربوز نگل لیا اس طرح باہر سے گردن لمبی تو تھی ہی چوڑی بھی ہو گئی۔ سانس رکی تو گردن جھٹکنے لگے۔ حکیم صاحب کو خبر ہوئی بچارے دوڑے۔ موگری اوٹھا کے گردن پر رسید کی۔ بمشکل بڑا لوادہ حلق کے نیچے اترا۔ قضارا حکیم صاحب کے ایک شاگرد کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انکی والدہ کی گردن مین گھینگے کا تربوز مدت سے لٹکا ہوا تھا۔ دل مین کہنے لگے لاحول ولاقوۃ اتنا آسان علاج اور ہماری سمجھ مین آجتک نہ آیا۔ ہم بھی بڑے کج فہم ہین اور ہمارا اوستاد بھی بخیل بے فیض ہے جسنے اپنے تجربات آجتک پوشیدہ رکھے۔ یہ سوچ کے گھر پہونچے بوڑھیا ماں سے کہنے لگے "اماں! اماں! مجھے تمہارے گھینگے کا علاج معلوم ہو گیا ہے ذری چارپائی پر لیٹو تو" غریب ضعیفہ نے خیال کیا کہ لڑکا حکیم صاحب سے علاج پوچھ کے آیا ہے وہ چت لیٹی صاحبزادے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اوٹھا کے موگری دھم سے رسید کر دی۔ ادھر گھینگے کا بم پھٹا ادھر آنکھین اولٹ پلٹ کے بڑی بی نے خدا گنج کی راہ لی۔ خیر بڑی بی تو چل بسین مگر صاحبزادے کا نام گھینگے والے حکیم پڑ گیا جو دیکھتا اسی نام سے پکارتا یہ بھاگتے وہ چڑھاتا ہوا پیچھے دوڑتا "یہ اجی گھینگا ہے اجی گھینگا ہے۔ وہ گھینگا بھاگا جاتا ہے"

جناب مصنف صرف ایک اعتراض کو زیادہ وقیع سمجھتے ہین یعنے بخلاف قدما ناسخ نے "سادہ روش کو چھوڑا کہ معاملات تازہ اور غزلہائے قصیدہ طور کو اپنا سرمایۂ ناز قرار دیا چنانچہ خود فرماتے ہین ؎

سب زمینین نئی ہین نئی بیتین ہین اے یار نئی
روزبان، ریختے کی اوٹھتی ہے دیوار نئی"

اس شعر سے کوئی تھوڑی سی عقل رکھنے والا بھی خیال نہین کر سکتا کہ ناسخ نے "قصیدہ طور" غزل کہنے کا الزام قبول کر لیا۔ مگر آپ نے چنانچہ "خود فرماتے ہین" لکھ کے شعر لکھ دیا جو لوگ علمی موتیا بند مین مبتلا ہین وہ سمجھینگے کہ واقعی "دیوار نئی۔ روزبان۔ زمینین۔ بیتین" یہ سب الفاظ "غزل" کے "قصیدہ طور" ہونے کی دلیل ہین معلوم نہین کہ "قصیدہ طور" سے مراد کیا ہے۔ مدح و ثنا غزل مین بھی ہوتی ہے قصیدہ مین بھی۔ غزل مین مدح کا تعلق صرف محبوب و مطلوب سے ہوتا ہے قصیدہ مین ممدوح کے واسطے معشوق و مطلوب ہونا مشروط نہین ہے۔ گیارہ شعر سے زیادہ جس غزل مین ہوتے تھے اوسے اگلے شعرا "قصیدہ" خیال کرتے تھے۔ ورنہ مدح حسن و جمال و حال عشق و محبت و ہجر و وصل غزل مین بھی ہوتا ہے قصیدے مین بھی ؎

منم آن سیر زجان گشتہ کہ با تیغ و کفن
بر در خانۂ جلاد غزلخوان رفتم

قصیدے کا شعر ہے اور اسی مطلب کو غالب مرحوم نے غزل مین بھی ادا کیا ہے ؎

آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

"قصیدہ طور" کا اعتراض حضرت مصنف نے مصحفی کے تذکرے سے نقل فرمایا ہے مصحفی نے یہ اعتراض اگلے شعرا کے دستور کی بنا پر کیا تھا قدما گیارہ شعر سے زیادہ غزل مین نہین کہتے تھے۔ ناسخ نے اس دستور کی پروا نہین کی۔ یہ اوسکی رائے تھی۔ بغور مطالعہ کرنے والے سے پوشیدہ نہین ہے کہ جس مضمون کے شعر قصیدے مین ہوتے ہین اوسی مضمون کے شعر غزل مین بھی ہوتے ہین اگر کسی مین دم ہو تو وہ ایک دو شعر غزل یا قصیدہ کا پیش کر کے دکھیے۔ مصنف صاحب خواہ مخواہ کے اعتراض اپنی لیاقت جتانے کو لکھ چکے تو اب لگے ناسخ کی تعریفون کے پل باندھنے۔ مگر واللہ اس انتخاب مین بھی کئی جگہ بے تکاپن اپنی جھلک دکھا رہا ہے۔ مگر ہمین کیا پڑی ہے کہ بحث کو طول دین۔ ہم اس مضمون مین صرف ایسے مطالب پر قلم اوٹھانا چاہتے ہین جنھین تحقیق سے علاقہ ہے۔ اس باب یا فصل کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا ہے:۔

"غرض اون کے منتخب کلام مین خواجہ آتش کی تمام خصوصیات موجود ہین لیکن یہ تمام پھول خس و خاشاک کے ڈھیر مین اس طرح گم ہو گئے ہین کہ دنیا اون کے رنگ و بو سے بالکل ناآشنا ہے"۔

ان سطور مین جناب مصنف نے "المرء یقیس علی نفسہ" (جیسا کوئی خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے) اچھا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہین کہ دنیا تو نہین مگر آپ بلاشبہ ان پھولون کے رنگ سے بھی ناواقف ہین اور خوشبو سے بھی۔ جو سخن کے جوہری ہین وہ کنکر اور موتی مین امتیاز رکھتے ہین۔ اور بقدر محنت و خوبی داد بھی دیتے ہین۔

آپ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جس طرح خاص سرخیون اور عنوانون کے ذیل مین نثر و نظم مضامین لکھے جاتے ہین اوسی طرح ان شعرا کو تدوین کے وقت مختلف قسم کے اشعار علیحدہ علیحدہ رکھنے لازم تھے ہر ایک نظم کا ایک نام ہوتا مثلاً۔

(۱) لوح زفاف افگن:۔ ؎

قرۂ باصرہ دو دۂ سرگین نہ یاش
بزفاف خم پیمانۂ ہمیدا بھاگا

(۲) غمزیات:۔ ؎

سجدۂ رقص کنان باعث تسکین نہوا
دُم پروانہ مین شمع سر جذبات نہین

(۳) تخریبات:۔ ؎

عصمت عشق ہوی سلب کن جذبۂ شوق
رہ گئی دختر ک مغبچہ عریان ہو کر

(۴) حریم نیاز:۔ ؎

نالۂ خام جو تھا مطبخ سر جوش وصال
قصر سینا مین گیا مست ولائے عرفی

(۵) شکوۂ بیضا:۔ ؎

کیون نہو سوزش پنہان ہوس درد فزا
کہ یہ ہے خائی عنقائے بلاغم شب روز

(۶) شمع و پروانہ:۔ ؎

بوئے سوز پر پروانہ ہے عطر سر شمع۔ افسوس نہ پوچھ
نہ پراگندہ دماغ دل غمگین ہو کہین۔ بس وہی زخم

(۷) روح تصوف:۔ ؎

جو ہے الف مدفن قاز من یہ ہے ذوق محفل نازمین
ارے دیکھ دیکھ سنبھل سنبھل تو رہ نشیب فراز مین

باقی آیندہ۔

راقم:۔ رفیع الخیال کمال

خیمہ ما یہ دکان شیشہ گر سنگ است

جان بل ۔ ارے کمبخت قلی یہہ کیا کیا؟ یونہیں صفائی کرتے ہیں۔ جواب دے۔ یہہ تو نے شیشے نہیں توڑے دل چکنا چور کر دیے۔

چین ۔ ہاں صفائی نہیں تو صفایا سہی۔ یہہ سب خود تمہاری بے احتیاطی کا نتیجہ ہے۔ ذری تحقیقات کرو۔

ماموں سام ۔ لونڈا ٹھیک کہتا ہے۔ مگر میں بری ہوں۔

ہزایکسلنسی عزرائیل

بنام

والیان ملک

ایک زمانہ گزرا جب کہ تم لوگون نے ملک الموت کو اپنی میراث کو چھوڑ دیا کیون چھوڑ دیا؟ اسلیے کہ تم خدا کی زمین پر اپنی مرضی کا حاکم مقرر کرنا چاہتے تھے۔ اسلیے کہ تم حکومت کو اپنی ہی نسل مین باقی رکھنا چاہتے تھے اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ تمھاری اولاد آپس مین خوب خوب لڑی۔ بھائی بھائی کا دشمن چچا بھتیجے کا عدو۔ بیٹا باپ کے لہو کا پیاسا۔ کسی کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھیری گئین۔ کوئی دریا مین ڈھکیلا گیا۔ کسی پر عمارت گرائی گئی۔ کسی کو زہر دیا گیا کوئی عمر بھر قید رہا۔ کوئی تلوار کے گھاٹ اترا۔ کوئی جلتی بلتی آگ کا ایندھن بنا۔ ایک تخت پر دوسرا تختہ تابوت پر ایک آنکھ مین لہر بہر دوسری آنکھ مین خدا کا قہر یہان گھی کے گھر بنے وہان پتھر پڑے۔ یہہ مصائب اکثر تو قابض و متصرف شخص کی آنکھ بند ہونے پر نازل ہوتے تھے مگر کبھی قابض و متصرف شخص کے جیتے جی بھی وارد ہو جاتے تھے۔ بہرحال حکومت تھوڑی سی زمین پر ہو یا بڑے ٹکڑے پر رہتی تھی ایک ہی کے قبضے مین۔

دن گزر گئے۔ اختیار سلب ہوے اور حکومت در حکومت کا زمانہ آگیا۔ اب تم کبھی کبھی اوس قانون کی بھی دانت پیستے نظر آتے ہو جسے تمھارے اسلاف نے اپنی خوشی سے منظور کیا تھا اور تمھارے آقاؤن نے تمھارے اسلاف کی درخواست پر اوسکے جاری رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ مین دیکھتا ہون کہ ایک والی ریاست نے پہلے اپنا جانشین تجویز کیا۔ مبارک سلامت کا غل مچا۔ شاعرون نے قصیدے کہے۔ تاریخین نظم کین اعلےٰ حکومت کی طرف سے تہنیت کے تار آئے۔ نذرین گزرین۔ چار دن کے بعد ولی عہد صاحب نے پیٹ سے پاؤن نکالے یا انھین دوسرے لڑکے کی باتین زیادہ مرغوب ہوئین اب تم الگ از کردہ خود پشیمان ہو اور ولی عہد صاحب الگ دست بدعا ہین۔

"خدایا اس بڈھے بوبک کو جلدی راہ دار البوار دکھا جو میرے "حق" کو غصب کر کے دوسرے کے حوالے کرنا چاہتا ہے کمبخت کسی طرح مرتا نہین جگتا جو عذاب سے جان چھوٹے۔ چھوٹی رانی اور اوسکے لڑکے پر جان دیتا ہے۔ اور میرا موروثی حق مجھسے چھینا چاہتا ہے"

عاق شدہ والد صاحب کے دوستون اور ہم نشینونکو مخفی رشوتین دیجاتی ہین۔ سازشین ہوتی ہین۔ کہ بڑے میان کو کسی طرح چلتا کرو۔ ایک رتی سودہ الماس تھائی کی ڈلی یا شراب کے جام مین ڈالدو۔ بس نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ لا آلہ الا اللہ۔ رام رام ست۔ تمھارے کان بھی اُڑتی ہوئی خبرین سنتے ہین اور تم اپنی جگہ پر دوسری تدبیر اختیار کرتے ہو آج خبر مشہور ہوی نواب صاحب ریاست پوکش۔ مہاراجا صاحب باپ مار نگر عنقریب بغرض تفریح انگلستان کا سفر کرنے والے ہین۔

سیاحت سے ہزہائنس کا منشا یہہ بھی ہے کہ فرزند اصغر کو کسی اچھی تعلیم گاہ مین بھرتی کرائین۔

کل اعلان ہوا کہ قطعیان بندھ گئین۔ جہاز سے معاملت طے ہو گئی راہداری کا پروانہ مل گیا۔ پرسون تار آیا کہ جہاز پر لد گئے ہفتہ دو ہفتہ کے بعد کعبہ مقصود تک پہونچنے اور احرام باندھنے کی اطلاع ہوی۔ اب وقتاً فوقتاً وزرا کی دعوتین ہوتی ہین۔ آج لارڈ ڈلمڈلی سے ہاتھ ملایا کل لیڈی ارل ٹڑبونگ کے ساتھ تاش کی بازی مین عزت ہارے پرسون پانچ لاکھ پونڈ چندہ انجمن بوسہ بازی کے تعمیری فنڈ مین دیا۔ شدہ شدہ معلوم ہوا کہ ہزہائنس اپنے ولی عہد کے خلاف کچھ کوشش فرما رہے ہین۔ اخباری کاغذ کے الک بو سونگھتے دوڑے کچھ ولی عہد معتوب کی سی اُڑانے لگے۔ کچھ ہزہائنس کے تھانگی بنے۔ اس جنگ مین جس کا داؤن چل گیا وہی فتح دھڑیم خان۔ الغرض اس کاروائی اور اسی قسم کی دوسری چالون مین بہت وقت ضایع ہوا۔ تھڑی تھڑی الگ ہوئی۔ سفر کی زحمتین۔ روپیہ کا نقصان صاحب لوگون کی خوشامد مزید بران۔ لہذا اینجانب آپ حضرات کو ایک سہل اور آسان نسخہ بتاتے ہین یہہ تدبیر نہایت مؤثر ہے کبھی چوٹ نہین پڑتی۔ اسمین کچھ لینا لوانا ہے نہ چلنا پھرنا اوچھلنا کودنا کلب گھرون مین میم صاحب کے ساتھ بکر کود کا ناچ ناچنا۔ بس جب آدھی رات ادھر ہو آدھی رات اُدھر سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار اینجانب کا نام نامی آکڑو ن بیٹھ کے ایک ہزار ایک مرتبہ تسبیح پر جپین اور توند پر ہاتھ پھیرتے جائین تمام مشکلین حل ہو جائینگی بندہ آتے ہی ناگوار وارث کی روح قفس عنصری سے پرواز کرا دیگا آپ کو اختیار ہوگا کہ کفن کی کپڑوڑی جسم بے جان پر کر کے قبر مین گل حکمت کرین یا سوا من صندل کی لکڑی مین تاؤ دین بڑی رانی یا بیگم کا ولد اکبر چھوٹی رانی یا بیگم کے نور نظر کی صورت مین کایا پلٹ ہو جائیگا یہہ پاؤڈر نہین بادن تولے کی اکسیر ہے پرانے قانون جانشینی سے چھٹکارا پانے کی یہی تدبیر ہے۔ کسی کی خوشامد درآمد کرے آپ کی بلا۔ عمل مجرب ہے۔ یہہ افواہ تو آپ نے ضرور سنی ہوگی کہ ٹونک کے نواب ولی عہد بہادر مرحوم کو اچھا بھلا چھوڑ کے بمبئی کی سمت روانہ ہوے تھے دل مین یہہ تمنا تھی کہ چھوٹے صاحبزادے اس بازی گنجفہ مین ولیعہد بہادر کو غلام دین۔ اتفاق سے بنیے بھی اوڑتی اوڑتی خبر سُن پائی ادھر وہ بمبئی کی طرف سدھارے اوھر اینجانب نے سارا بکھیڑا ایک لمحہ مین طے کر دیا۔ اب کوئی کہتا ہے کہ کسی نے میدان خالی پاکے ولیعہد بہادر کو زہر دیا کوئی کہتا ہے کہ نہین دشمنون نے اوسکی سیفی پڑھوائی مگر یہہ سب ہین بے وقوف۔ بات اسیقدر ہے کہ ہونے والے ولیعہد صاحب پر مجھے ترس آیا۔ بنیے گوارا نہ کیا کہ خواہ مخواہ زحمت اوٹھائین راہ صاف کر دی۔ اور وہ مشکلین بیدا ہونے دین جو بھوپال کی والیہ کو پرانے قانون کے توڑنے مین برداشت کرنی پڑین۔ ابھی یہہ تو میرے بائین ہاتھ کا کھیل ہے بہتون کو بے اولاد کیا بہتون کو یتیم کیا۔ نہ بیوہ

جاتے دیر لگتی ہے نہ لاوارث کرتے کوئی ڈکو ہوتا ہے۔ میری قدرت وطاقت سے ہر ایک واقف ہے وہ کون سا گھر ہے جہان اینجانب کا گذر نہیں ۔ فقط

راقم خیر خواہ بے اشتباہ حضرت ایشیا
خادم القوانین عزرائیل

دوستون کی بے اتفاقی

صاحب ۔ اے میان جاپان ہم تمہارے نیازمندون مین ہین واللہ ہمین یہ گوارا نہین کہ چین تمہارا دبیل ہوکے تم پر چوٹ کرے ہائین غضب خدا کا ۔ پاؤن کی جوتی سر کو آئی ۔ اے تیری شان اے تری قدرت ۔ اندھیر ہے غضب ہے چانی بھی کیے مجھے گمی سے کھا گ ۔ مجھے زیادہ تعجب ماموں جان (امریکہ) سے ہے واللہ بوڑھے ہونے آئے اب تک یہی نہین جانتے کہ دشمنون کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے ۔ نفرت ہوگئی اس بڈھے پھوک سے کمبخت کی عقل ماگر گدی مین چلی گئی ہے تو کیا غیرت بھی بھون کھائی چینی لونڈا بجا بجا نہین لگاتا ہے اور آپ ہین کہ ہاتھ پیر بدل کے رہ جاتے ہین ۔ جو زبان بھی ہلائی تو اسقدر کہ ۔ ابے دیکھ تو بہت چل نکلا ہے ۔ ہائین یہہ ماموں کی چند یا اور جاپانیون کا ہاتھ ۔ ناشدنی تو لومڑ ہوگیا اور تجھکو اب تک تیزی نہ آئی ۔ دیکھ مین اپنی شرافت کا لحاظ کرتا ہون ۔ نہین تو ابھی کوٹ پتلون اُتار کے تیری طرح ننگا ہوجاتا اور ترکی بہ ترکی جواب دینے لگتا ۔

جاپان ۔ بھائی صاحب ! کیا کیجیے پاس پڑوس کا واسطہ ہے ۔ دوسرے اپنے گھر کو بھی تو دیکھنا ہے ۔ ایک آفت ہو تو کوئی کہے ۔ آپ دیکھیے زلزلون نے الگ کھوپڑی بیزار رکھی ہے ۔ زمین الگ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے پر آمادہ ہے ۔ کئی برس انھین آفتون کو جھیلتے گزرے ۔ جو کچھ کرینگے ہاتھ پاؤن بچا کے کرینگے ۔ ایسا نہو لینے کے دینے پڑین ۔ جو کہین زمانہ موافق ہوتا تو خدا آپکے فرمانے کا انتظار نہ کرتا ۔ کمبخت چین کی چھاتی پر چڑھ کے دیڑھ چلو خون پی لیتا ۔ مگر بھائی صاحب فلک برسر پیکار ہے ۔ جلدی بیکار ہے اور بعضی باتین چین بھی سچ کہتا ہے ۔ ...

صاحب ۔ اچھا تو معلوم ہوا کہ آپ بھی حق ہمسایہ مانگا جایا پر عمل کرتے ہین مگر بھائی جان جب آپ نے چین پر پہلے حملہ کیا اور چین کے چھکے چھڑے ہوے اوسوقت لو کیون سفید ہوگیا تھا ۔

ماموں ۔ اجی یہہ کیا ناحق کی بات ہے ۔ ہمین تجارت سے غرض ہے کسی کے ملک سے کیا واسطہ ۔ بس اپنے حق کی حفاظت اپنی رعایا کے جان ومال کی حمایت ہمارا فرض ہے چینیون کو اپنے ملک مین حق ہے جس طرح کی حکومت چاہین قائم کرین ۔ مین لونڈون کے کہنے مین آنا پسند نہین کرتا ۔ تمہاری نیت ہے بُری اور نیت کا ثمرہ تمہین ضرور ملے گا ۔ خواہ مخواہ (کے تئین) دوسرے ملک پر دانت لگائے بیٹھے ہو ۔ بیٹے کوئی دھوپ مین تو بال سفید نہین کیے ہین ۔ پریسیڈنٹ ولسن گئے جو تم سے میل کما گئے تھے ۔ اب وہ زمانہ بہت دور ہے آخر کیون لڑون ۔ بتاؤ ۔

صاحب ۔ بس حد ہوگئی ۔ اب دُنیا مین کوئی کسکا اعتبار کرے ۔ ہا ترے خبیث ماموں کی ایسی تیسی ۔ تجھسے تو ایک عورت ذات عزیزہ المالیہ خانم زیادہ بہادر ہین واللہ مردی کا نام ہی نام رہ گیا ہے فقط

راقم ———

یار اغیار ہوگئے افسوس ۔ یہہ زمانے کو انقلاب ہوا

مختصرات

ویل لمن کفرہ النمرود ۔ سنتے ہین کہ لنگائی بھائی کا نا پھوسی جوڑ توڑ کرتے اور شُن گُن لینے کے بعد شریف توفیق صاحب نجدی ایجنٹ عرب کی طرف دُم کی لنگوٹی کر گئے اور چلتے چلاتے مسلمانون سے کہتے گئے کہ مذہب کی محبت سے زیادہ ملک کی محبت ضروری ہے ۔

بات ہے مجرب اونکے آقائے ولی نعمت نے بھی اسی پر عمل کیا اور کامیاب بھی ہوے ۔ اب اون لوگون کو زری گریبان مین مُنہ ڈالنا چاہیے جو باوجود عقیدت توفیق صاحب کی نصیحت پر عمل نہین کرتے ۔ واے بے توفیقی ترجیح سگ بر پدر ۔ سنتے ہین کہ ایک دیسی ڈاکٹر نے

بعد مرگ خفرا ہین مین ہما لموعنقہ فضے کی ایک مشین ایجاد کی ہے مرے ہوے کُتے پر اسکی آزمایش کی گئی تو کتا جیتا جاگتا ہوگیا مگر بھونکنے کی وجہ سے عمل ناقص ہے اور تھوڑی دیر دُنیا کی ہوا کھانے کے بعد کُتے صاحب پھر ملک الموت کی جھنور کلی مین پھنس گئے ۔

ہم کہتے ہین کہ اس ڈاکٹر نے اپنے مردہ سگون پر امتحان کیون نہ کیا جو صلۂ رحم کے ساتھ عمل مکمل رہتا اور بھونکنے کی نوبت ہی نہ آتی ۔ لاحول ولاقوۃ ۔ کمبخت نے بھونک بھونک کے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا ۔

سنتے ہین کہ ایک کانپوری حلوائی صاحب منھاس کے لڈو بنانے بناتے جیسل ٹپاس کے لڈو بھی بنانے لگے ان لڈوؤن نے زور جو باندھا تو دناتا ہوا چلے حلوائی صاحب کے قلعہ بن کے برج بارے و مدمے سر ہوگئے مکان کی چھت ہوائے آسمان ہوئی زخمی ہوی مگر بی بی صاحب غیرے کے ذریعے سے چوٹ بچ گئین ۔ حلوائی صاحب نے یہہ لپرکے لڈو دوسرون کے واسطے تیار کیے تھے اب خود ہی نوش فرمالیے معلوم نہین پچھتائے بھی یا نہین ۔

سمن لغرض قرار داد اُمور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۴ سنہ ۱۹۲۶ء

عدالت دیوانی منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی

گنگا بشن وجیند بھال پسران نرپت اقوام برہمن پیشہ مہاجنی ساکن موضع پورہ اتا پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی ... مدعی

بنام چندکا بخش سنگھ وغیرہ مدعا علیہ

بنام

نام بھوانی شنکر عمر ۴۰ سال ولد رام چرن قوم برہمن ساکن موضع دیال پور پرگنہ کٹیاری ضلع ہردوئی ۔

واضح ہو کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ایک ہزار دو سو اٹھاون روپیہ نو آنہ (ا۱۲۵۸۔۹) کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۹ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء وقت ۱۰ بجے دن بر اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل اُمورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور تمکو ہدایت کیجاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو ۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوئے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری مین مسموع اور فیصل ہوگا ۔

آج بتاریخ ۲۲ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم
بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک دن دیال اہلمد

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے عرقون اور عرقیات سے تیار کیے ہوے شربت جو اپنا اثر میں بے نظیر صورت میں دلاویز، ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بیعدیل ہیں دل اور دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت آنکھون کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں جلد طلب فرمایئے۔

شربت بہار	شربت انطار صوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیسرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل عسه	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل
شربت نارنگی	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت اناناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدر آبادی		عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل	فی بوتل ... عا		فی بوتل ... عا

مدارزان لعلت گران بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" ولایتی الیسنس و شکرون سے بنے ہوے شربتون سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمایئے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور ۱۲ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

روزانہ ایک آنہ

آپ روزانہ ایک آنہ خرچ کرکے تھوڑے عرصہ میں اپنی گئی گزری تندرستی پا لینگے ہر قسم کی کمزوری کو رفع کرکے اعلیٰ درجہ کی توانائی حاصل کرنے کیلئے جریان احتلام رقت منی فساد خون منی کی خرابی وغیرہ امراض مخصوصہ سے نجات پانے کیلئے مقویات مزاج عالم آتشک گولیون کا استعمال کرین قیمت ۳۲ گولی ۱۶ یوم کی خوراک میں یا قیمت صرف عہ اسیطرح روزانہ ا خرچ کرلے سے تھوڑے ہی عرصہ مین زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے ۵ ڈبہ ساتھ منگوانے سے صرف ملعہ محصول ڈاک بہرحالت مین بذمہ خریدار

ویدشاستری منی شنکر گوبندجی
جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ اندر چند اینڈ کو
چوک لکھنؤ

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۴ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی صبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضاء کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضاء کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب مین چوبیس تصاویر بنی ہوئی ہین ہوائی ہین کسی اُستاد کے سکھانیکی ضرورت نہین پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیماریون کے واسطے نہایت مفید ہے جوکہ گھومتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہوجاتے ہین ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے دیکھی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بوڑھاپا دور ہوسکتا ہے۔ اس کتاب کی صفحات دیکھتے ہوے بھی سمجھنے برائے نام اسکی قیمت صرف عہ (ایک روپیہ) ہے

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — ہیضہ، پیٹ کے درد، دست، سنگرھنی، انفلوانزا اور چھاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فورًا جادو کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۱۱ مین سب جگہ بکتا ہے۔

دو رعج گج کیسری — یعنی داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونیوالی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا — بچونکی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھر تیلا بنانیوالی میٹھی دوا قیمت ۱۲ ڈاک خرچ علیحدہ لگیگا۔

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال ہیاء آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہان کے سول ایجنٹ ایف ۔ زا اینڈ سنز کھجوا ...

جمعہ ۱۹۲۵ء

مجلدات اودھ پنچ

اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنیوالے مضامین اور کارٹون مجموعہ خزانہ ادبی اخلاقی مضامین اور مضامین قابل قیمت فی جلد سب مین محفوظ رکھنے کے قابل

للعہ مع محصول

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اون گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
عجب عجیب تلطف ہے اور شاعر کی شاعرانہ اُستادی سے ... کو
اٹھایئے۔ قیمت فی جلد ۱۲؍
المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہونے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔
(۳) پانچ پرچون سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔
(۴) بحساب ۳ آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا در چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔
علاوہ خاص حالتون کے پُرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERD. NO. A.785
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE
OUDH PUNCH
LUCKNOW 1927 WEEKLY
جلد ۱۲ دوازدہم
जीलद नं: १२
M.B. KHAN ARTIST
DOSAWAN LUCKNOW

جلد ۱۲ نمبر ۱۷

مضامین

(جمعہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

غزل

(مصرع طرح خوشی مین بھی ہماری رنج کے پہلو نکلتے ہین)

حسین دل چھینتے کو اسطرح ہر سو نکلتے ہین — کہ جیسے رہزنی کے واسطے ڈاکو نکلتے ہین
صدا کے آمد سے ویرانہ کر دیتے ہین بستی کو — تیرے دیوانہ بنکر رات کو اُلّو نکلتے ہین
زمین کوئے جانان ذرگنی کی قسم ہے شاید — جہان کھود و وہین سے سیکڑون بچھو نکلتے ہین
کہا مجنون کی ماں نے اپنے شوہر سے یہہ گھبرا کر — انھین رو کو نہین تو گھر سے یہہ جھشو نکلتے ہین
دل گم گشتہ یون ملجاتے ہین کوچہ مین قاتل کے — کہ جیسے کھودنے سے کھیت مین آلو نکلتے ہین
ضعیفی آئی جب اونکی تو یون ہڈے اوبھر آئے — سمندر سوکھنے سے جسطرح ٹاپو نکلتے ہین
ہمین جب یاد آتا ہے تمھارا چٹکیان لینا — تو بستر پر ہمارے رات کو پسو نکلتے ہین
ہماری آہ سوزان کا عرق اسطرح کھنچتا ہے — کبھی پیشاب آتا ہے کبھی آنسو نکلتے ہین

تبسم سا یقہ اونکو رہا شاید چمارون سے
کہ غیظ آتا ہے عاشق پر تو لیکر "شو" نکلتے ہین

مرزا عالی قدر۔ تبسم کلکتہ

کرۂ ناری کی ڈاک

ضحاک ماران بن علوان بنام لارڈ ارون

سنو صاحب! بندہ ایک عربی النسل فرمان روا تھا۔ اگلے زمانہ کا چلن یہی تھا کہ فاتح بادشاہ مفتوح قوم کی جان و مال کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ جب بندہ فارس پر قابض ہوا تو حسب معمول ایرانیون پر تصرف کرنے لگا۔ اس تصرف مین وہ دشمنی بھی کارفرما تھی جو بدقسمتی سے عربون اور عجمون مین پہنچتی اور ڈانڈا مینڈی کی بدولت آبادی عالم کے وقت سے چلی آتی ہے۔ مفتوح قوم پر رحم کرنے کا دستور آجتک لوگون نے باوجود ادعاے تہذیب و اخلاق اختیار نہین کیا ہے۔ آجکل کے مہذب زہر مین قند ملا کے اپنی مفتوح رعایا کو دیتے ہین اور اوسی کو رحم سے تعبیر کرتے ہین تم خود ہی جانتے ہو کہ قند زہر آمیز کا نام امرت یا آب حیات نہین ہے۔ القصہ بندہ نے مفتوح ایرانیون کو ہر طرح استعمال کرنا شروع کیا۔ مال چھین کے تلوار کے گھاٹ اوتارنا۔ خوبصورت لڑکیون کو ریوڑیون اور گھنڈیون کی طرح لشکریون کے حوالے کرنا جو انون کو پکڑ کے اون سے کام خدمت لینا۔ اونکے ے قصور پر اونھین جلاد کے حوالے کرنا یہہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ خوش دلی اور بشاشت کے قریب ہو کے بھی بندہ نہین پھٹکا لیکن نام تھا ضحاک (ہنسوڑ) بندے کے تیور ہر وقت کمان کی طرح چڑھے رہتے تھے۔ ان تمام عیوب کے انکشاف پر ظریف ایرانیون نے بندے کا نام "دہ آک" رکھا جسکے معنی ہین "دس عیب" یا ڈبل "پنج عیب شرعی"۔ یہہ عیوب حضرت ابلیس علیہ ما علیہ کو بہت پسند تھے۔ مدت سے اونھین بندے کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ آخر وہ ایک باورچی کے بھیس مین بندے کے پاس تشریف لاے اور فرمانے لگے "خدا حضور کو سلامت رکھے غلام ایک چابک دست ہوشیار باورچی ہے طرح طرح کے کھانے تیار کر سکتا ہے۔ مٹی کی خستہ ٹکیان بالو کی بالوشاہیان۔ روڑون کی بڑا کڑیان۔ ہوا کے پھلکے پانی کی چپاتیان۔ موجون کا حلوا۔ بگولون کے کوفتے۔ غرض یہہ کہ حضور کے باورچی خانے مین جگہ ملیگی تو غلام اپنی اوستادی دکھائیگا۔" بندے نے ان غذاؤن کا نام بھی کبھی نہ سنا تھا فوراً خاصے کے باورچیون کا جمعدار بنا دیا۔ واضح رہے کہ بندے کے عہد مین کوئی شخص گوشت نہین کھاتا تھا۔ پھلون ترکاریون پر زندگی بسر ہوتی تھی۔ باورچی صاحب نے پہلے دن بیضۂ مرغ کی چاٹ دی۔ آپ جانیے دنیا مین ایک لقمہ بھر کی غذا بیضۂ مرغ سے زیادہ لذیذ پیدا ہی نہین ہوی کھاتے ہی بندہ عش عش کر گیا۔ اے کیا کہنا۔ مینے پوچھا کہ باورچی صاحب یہہ کیا چیز ہے فرمایا یہہ بھی ایک چیز ہے ابھی آپ نے کھایا ہی کیا ہے۔ یہہ تو گویا عمدہ خوراک کے جانور نے انڈا دیا ہے۔ جس دن مین اسکی مان کا قورمہ کھلاؤنگا اوس دن حضور انگلیان چاٹتے رہینگے دوسرے دن گردن مروڑی مرغی کے کباب تیسرے دن حلوان۔ چلیے گوشت کا ایسا چسکا پڑا کہ دسترخوان کا جزو لاینفک ہو گیا۔ اس گوشت خوری نے بندے کا غصہ اسقدر بڑھا دیا کہ پورا درندہ بن گیا۔ کوئی بولا اور اینجانب نے جھلت دی بھنبوڑ کھایا۔ خود مختار بادشاہون کا غصہ کوئی معمولی غصہ نہین ہوتا ادھر طیش نے اونگلی دکھائی اُدھر معتوب کی گردن بھٹا سی اُڑی۔ تم اپنی قوم ہی کی حالت دیکھو اس گوشت خوری کی بدولت کتنی زود رنج ہے ذرا دوست نکتہ چینی پر چڑچڑی چلی ہے کہ بیچارے قلیون کی تلی ہی خوب جانتی ہے۔

جب گوشت کا عادی ہو گیا تو ایک دن حضرت ابلیس نے دست بستہ عرض کی کہ "حضور نے غلام نوازی فرمائی اتنے دنون نہایت آرام سے زیر سایۂ دولت ابد مدت بسر ہوے اب غلام اپنے وطن کا بہت مشتاق ہے اگر اجازت ہو تو بال بچون کو دیکھ آئے۔ غذا کے اقسام اور پکانے کی ترکیبین غلام نے دیگر غلامان شاہی کو بتا دی ہین" حضرت ابلیس کی عرضی قبول ہوی بندے نے خوش ہو کے کہا

"مانگ کیا مانگتا ہے" اونھون نے فرمایا "جہان پناہ حضور کا دیا سب کچھ موجود ہے مال دنیا سے کسی چیز کی کمی نہین البتہ ایک آرزو اگر قبول فرمایئے تو عین غلام نوازی ہے۔ خداوندا اپنے شانون پر سے چادر ہٹا دیجیئے تو بندۂ عقیدت گزین اونکا بوسہ لے لے" بات دشوار نہ تھی اینجانب نے فوراً بازو اور شانے کھول دیے۔ حضرت نے جھک کے دونون طرف بوسۂ عقیدت لے ہی تو لیا۔ ہائے ہائے چومنا قہر ہوگیا۔ بوسگاہ بلند ہوی اور دونون بوسون مین جان پڑگئی یعنے حضرت کے مار آفرین عمل نفخ روح کے اثر سے دو جاندار سانپ کی شکل کے شانون پر اوبھر آئے۔ آپ جانئے مین چار سو برس سے زیادہ اینجانب حکومت کرچکے تھے سمجھ گئے کہ بازی پٹ نہین حضرت ابلیس ہین غصہ آیا مگر جہان زور نہ چلے وہان غصہ بیکار ہے۔ اینجانب نے کہا کہ حضرت یہہ جو آپکی خدمت کی زندہ علامت آپ چھوڑے جاتے ہین آخر اسکا علاج کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ چار آدمیون کے بھیجے روز انھین ملنے چاہئین۔ جس دن غذا نہ ملیگی یہی کمبخت تمھارے گلے کا ہار ہونگے۔ یہہ فرما کے حضرت اوڑنچھو ہوے۔ یہان آدمیون کی کمی نہ تھی مذبح بھی موجود تھا۔ چار آدمیون کے بھیجے ان خونخوار جزو بدن جانورون کو روز دیے جانے لگے۔ تین سو برس کے بعد وزارت بدل لی۔ پہلا وزیر ملک عدم پہونچا۔ دوسرے نے اوسکی جگہ پائی یہہ آدمی ہوشیار تھا

اس نے سانپون کو فریب دیا اور مجھے بھی بات چھپائی۔ چار آدمی قربان گاہ مین لے جاتا دو کے بھیجے نکالتا اور دو کے عوض مینڈھے کا مغز مسمر لادیتا۔ اور ان دو آدمیون کو پہاڑون کی طرف روانہ کردیتا انکو ہدایت تھی کہ خبردار پہاڑ سے نہ اوترنا۔ یہہ غریب خود ہی واقف تھے کہ دوبارہ آنے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ سات سو برس تک دو آدمی روزانہ پہاڑ کی طرف نقل وطن کرتے رہے اونکی اولاد وہان پھیلی اور ایک بڑی بستی وہان آباد ہوگئی جسکا نام کردستان ہے۔ کرد اوس زمین کو کہتے ہین جسکے کنارے بلند ہون۔ یہہ آزاد شدہ آدمی وہان بکریان چراتے تھے۔ اب اس سرزمین کے رہنے والے کردی کہلاتے ہین۔ اسلام کا ایک نیک نام بادشاہ صلاح الدین ایوبی بھی کردی الاصل تھا اوسکا نام تمھاری

قوم اچھی طرح جانتی ہے۔ اور شاید ۔۔۔۔ خیر یہہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اس تحریر کا مطلب یہہ ہے کہ حضرت ابلیس عجب ذات شریف ہین۔ بنی نوع انسان سے انھین غضب کی عداوت ہے بہکانے کا اونسا موقع بھی مل جاتا ہے تو چوکتے نہین وار کر بیٹھتے ہین۔ اینجانب ہی کی ذات انکے تیر ستم سے مجروح نہین ہوی بلکہ دو تین سو برس سے بیرونی تجارت بھی انکی شاگرد ہوگئی اور اوسکے کوہ پیکر کندھون پر بوجھ مردم خواری یا گوشت خواری ہے نقل یا صفت آگئی ہے ہندستانی تجارت کا مغز اس مار سفید کی خوراک ہے اینجانب کو تو ایسا وزیر مل گیا تھا جس نے چورا چھپا کے کردستان آباد کردیا لیکن اینجانب ملاحظہ فرماتے ہین کہ نیم جمہوری حکومت برطانیہ کی تجارت وصنعت کو ابھی تک کوئی ایسا وزیر نہین ملا۔ خالی برطانیہ ہی نہین بلکہ تمام یورپ کے تاجر سر سہلاتے اور ہندوستانیون کا بھیجا کھاتے ہین۔ تمھین معلوم ہے کہ مبادلت سکہ کا قانون بھی بوسگاہ شیطان سے اوبھرا ہے وہ ہر روز دو چار کی نہین بلکہ سیکڑون ہندوستانیون کی چندیا غیر محسوس ٹکڑون سے پلپلی کرتا اور بھیجا مرغ کی طرح منہ مین اونڈیل لیتا ہے۔ ملکی صنعت تباہ حرفت معطل۔ اندرین حالات تمھین ایک وزیر پیدا کرنا چاہیے جو بعض کی جانین بچا کے ہندستانین

وہ کہتے ہین ادھر عاشق اُدھر عاشق کدھر جاؤن
دو طرفہ کھینچنے والے مری اونٹنی کے بیٹھے ہین

ناقہ سوار "تھان کدھر ہے؟"
شیعہ کانفرنس "اے خداوند ادھر ہے ادھر"
جوائنٹ سکرٹری کالج "نہین خداوند۔ غلام کا غریب خانہ حاضر ہے۔ دستم بگیر و فرود آ"
سکرٹری "لال لال ڈورے۔ جھن جھن کٹورے۔ بس یہی راستہ ہے"

"لطف حیواۃ" کا استعمال مردی اور پائیداری دونون کیلیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نمونہ کی ایک جن گولی بھیج مین معہ محصول پتہ ذیل سے منگا کر متحان کیجیے۔
ایس۔ کے۔ ایچ۔ رضوی متصل غفران مآب لکھنؤ۔

ایک گروستان کی نیو ڈالی ہے سوا اسکے نہیں تو خیرات سو برس کے بعد بھی اسی ان آزاد شدہ اشخاص کی نسل ممکن ہے کہ اپنی نسل بڑھا سکے ان کبختوں کو نسل بڑھانے مین ابت سلیقہ ہے اگرچہ تربیت کے فن سے جاہل محض ہین۔

صاحب من یہ سب تجربہ کی باتین ہین منہ کو لہو لگنے کے بعد چاٹ پڑتی ہے۔ کہو صاحب آنجناب کے تجربات سے فائدہ اوٹھاؤ گے یا فقط

ضحاک بازان ہین علوانی زنبیتی پور

موتیا بند یعنے تبصرہ شعر الہند

(بقیہ ۲۹ - اپریل سنہ ۱۹۲۱ء)

گزشتہ نمبرون مین ہمنے اجمالاً لکھ دیا تھا کہ الفاظ فارسی مین تشدید نہین ہوتی اس پر ایک صاحب نے خرم۔ شکر۔ فرخ کی مثالین پیش کین اور فرمانے لگے کہ تشدید تو موجود ہے۔ یہ اعتراض بظاہر مضبوط ہے لیکن ہمارے دوست تاریخی واقعات بھول گئے اونھین یاد نہین رہا کہ خط نستعلیق خط نسخ سے ماخوذ ہے۔ جب عربون نے فارس پر غلبہ پایا تو بعض ایسی تدبیرین اختیار کین کہ اونکے قدیم علوم و فنون کے ساتھ حروف تحریر بھی فنا ہو گئے عربون نے ایران پر مسلط ہوتے ہی کتب خانہ جلا دیا یہ کتابین تین خطون مین لکھی ہوئی تھین۔ (۱) خط مصور۔ مثل مصری قدیم خط کے اسمین چیزون اور جانورون کی تصویرین حروف تہجی کا کام دیتی تھین (۲) خط میخی۔ اسکا نام میخی اس لیے رکھا ہے کہ اس کی شکل کیل کی شکل سے مشابہ ہے مثلاً [illegible] کوہ بے ستون و اصطخر مین اسی طرز تحریر کے سیکڑون کتبے موجود ہین۔ (۳) پہلوی خط۔ یہ عربون کے تسلط کے وقت مروج تھا اسکے حروف یونانی حروف سے مشابہ ہین مثلاً [illegible] N.S E S خط کی ان تینون قسمون مین جن حرفون کا تلفظ مکرر ہے وہ کتابت مین بھی مکرر لکھے گئے ہین ایک حرف لکھنے اور اوسی کو دو مرتبہ ادا کرنے کا دستور عربی رسم الخط کے واسطے مخصوص ہے۔ یہ دستور عربون نے عبرانی خط سے حاصل کیا۔ عبرانی مین تشدید کو قبوص (ق ب و ص) کہتے ہین "فارسی مین تشدید نہین ہے" کا مطلب یہ نہین ہے کہ ایک جنس کے دو حرف فارسی مین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے۔ مطلب صورت تحریر سے ہے۔ اسکے علاوہ دس پانچ لفظ اس قسم کے اگر فارسی مین ہین بھی تو وہ مستثنیٰ سمجھے جائینگے۔ ہمارے سامنے کتاب دساتیر اور شرح ژند اوستا موجود ہے مگر یہ بھی اپنے قدیم حروف مین لکھی ہوئی نہین ہے۔ لغت کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خرم مرکب ہے۔ خر بکسر خاے معجمہ زبان پہلوی مین بمعنے خوشی و خوشحالی "م" سے مراد رفتار۔ یا خر بمعنی آفتاب اور "رم" بمعنی رفتار۔ کچھ لوگ اسے بالکسر یعنے خرم پڑھتے ہین اور کچھ خُرّم (بالضم)۔ علی ہٰذا القیاس فرخ بھی مرکب ہے "فر" بمعنی مبارک و زیبا و "رخ" بمعنی روے۔ البتہ شکر و شکر تشدید و تخفیف دونون کے ساتھ زبان زد ہے۔ ممکن ہے کہ اس لفظ مین تشدید عربون کے غلبہ کے بعد داخل ہوئی ہو۔ کیونکہ وہ شکر کو سُکّر کہتے ہین۔ قبل اسلام کا فارسی کلام موجود نہین ہے یہ ایک احتمالی دلیل ہے۔

"نقارا" کے یونانی الاصل ہونے مین کوئی شبہ نہین یہ لفظ بھی مرکب ہے اور گمان قوی ہے کہ یہ NiKn اور Apa سے مرکب ہو۔ نیکہ بمعنی فتح اور آرا بمعنی قریب۔ کیونکہ بوقت فتح ایران سکندر نے نقارا بجایا تھا۔ Apa (آرا) کے دوسرے معنی "لعنت" کے بھی ہین۔ اور یہ معنی بھی لگاؤ رکھتے ہین۔ بہرحال اسمین کوئی حرف مشدد کیسا مکرر بھی نہین ہے۔

پس غریب ناسخ پر یہ اعتراض کہ اونھنے نقارہ بتخفیف نظم کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا مہمل ہے۔ جن مجہول الحال معترضین کی طرف حضرت مصنف نے یہ اعتراض منسوب کیا ہے وہ جھک مارتے ہین اونھین قبل از اعتراض خود اپنی تحقیق کو صحیح کر لینا تھا کہ آج اونکی طرف سے حضرت مصنف نہ جھینپتے۔ تاریخ نے منظور کسی ایرانی شاعر کے یہان یہ لفظ بتخفیف قافیہ نظم ہوتے دیکھا ہوگا۔

شہری عوام تو عموماً بتخفیف ہی بولتے ہین دیہاتی بھائی "نگاڑا" کہتے ہین انھون نے یہان نگاڑے کی مادہ بھی ڈھونڈھ نکالی ہے جسکا نام نامی "نگڑیا" ہے نوبت کے ساتھ میان بی بی دونون اپنے وجود کا آوازہ بلند فرماتے رہتے ہین۔ غالباً ہمارے دوست مذکورۂ صدر عبارت سے مطمئن ہو جائینگے۔ اور اردو کے "جھگاڑ" کو "فعال" کے وزن پر سمجھ کے مبالغہ کا صیغہ نہ خیال فرمائینگے کیا سبب کہ اردو کے حروف کی صورت ہے نستعلیق۔ ہندی اور ناگری مین دو گاف لکھے جاتے ہین اور اردو مین ایک لکھتے و نیز پڑھتے ہین۔

اب ہم پھر اصل کتاب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ صفحہ ۱۴۱ سے حضور مصنف صاحب نے بعنوان اساتذۂ دہلی نیا دفتر ہرزہ سرائی کھولا ہے۔ اور حسب معمول متفرق تذکرہ نگارون کی مختصر رائے قرض لے کے تطویل کا اژدرا بڑھایا ہے۔ اس تطویل لاطائل کا اگر صرف اتنا ہے کہ شعرا کے دیوان سے خواہ مخواہ سیکڑون شعر کسی تمہید اعتراض کے ماتحت نقل فرما دیے۔ مگر اللہ سلامت رکھے۔ حضرت نے وہی ہیلے ڈھنگے پن کا اپنی ذات فیض سمات پر خاتمہ کر دیا ہے۔ تمہید

اعتراض یا عنوان تحسین کی حد مین ان سیکڑون شعر ون مین سے شاید چند ہی شعر داخل ہو سکتے ہین۔ کیجیے آپ جب تذکرہ نگارون کا مطلب ہی نہین سمجھے تو اپنی طرف سے مثالین کیون پیش کین؟!

ذکر ہے آرکا مثال مین ہے بن ٹوٹی کا بڑھنا۔ چنانچہ ذوق کے بارے مین فرماتے ہین کہ۔

"ناسخ کے تمام خصوصیات اونکے کلام مین موجود ہین مثلاً رعایت لفظی کی بدترین مثالین اون کے کلام پائی جاتی ہین۔" (مثال ملاحظہ ہو) ؎

چُنی تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے

اس اعتراض سے پیشتر حضرت نے شاہ نصیر اور ذوق یعنے چرکوے اور نگھتا گھر کا تقابل فرمایا ہے۔ بھلا کجا شاہ نصیر کجا ذوق!۔ میر کی ذات تو مستثنےٰ ہے۔ دہلی کے تمام شعرا مین اور تین چار شاعرون کو مستثنےٰ کرنے کے بعد لکھنؤ کے تمام شعرا مین بھی ذوق کا جواب موجود نہین ہے۔ واللہ عجب زمانہ ہے۔ وہ تذکرہ نویس جو زندگی بھر ذوق کی ایک ادنےٰ غزل کا جواب نہ دے سکے۔ ذوق کی بے مثل شاعری پر تبصرہ کرنے بیٹھے ہین۔ اے تری شان! اے تری قدرت!!

ایک وہ زمانہ تھا کہ امام ابن جنی (امام ابوعلی فارسی کے شاگرد) معمولی تعلیم کی تکمیل کے بعد موصل مین درس دینے لگے اتفاق سے اوستاد اُدھر سے گزرے۔ شاگردون کا ہجوم ابن جنی کے گرد تھا اوستاد نے کہا "زَبَّبْتَ وَانْتَ حِصْرِم" یعنے ابھی تو تم کچے اور اُدھ کچرے انگور تھے جو رسیدگی سے پیشتر ہی سوکھ کے کشمش ہو گئے اور ابھی سے مویز بن بیٹھے (پختہ و خشک شدہ انگور جسے عوام مُنقّا کہتے ہین) کے آمدی و کے پیر شدی۔ ابن جنی فوراً اپنا مدرسہ بند کرکے اوستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے پھر اوس وقت تک تدریس کی جرأت نہین کی جب تک کمال نہ حاصل ہوا۔ ایک ہمارا عہد ہے جس مین مصنفین اون فنون و علوم پر کتابین لکھنے کی جرأت کرتے ہین جن سے خود واقف نہین۔ لطف یہ کہ انھین احباب سے داد بھی خوب مل جاتی ہے "واہ جناب کیا کتاب لکھی ہے عالم کے کتب خانہ مین بس اسی کتاب کی

کی تھی۔ حق تو یہ ہے کہ آپ نے اُردو چڑیل کو پن دامون مول لے لیا اب یہ آپ ہی کی ملک یمین مین ہے "دھڑا دھڑ اس سے بچے جنوا لیجیے"!

ہمین امید نہین ہے کہ ایسے قدردان جناب مصنف سے مطلع مذکور مین بدترین رعایت لفظی کی توضیح طلب فرمائینگے۔ آیا ستارونکی تشبیہ افشان کے ساتھ یا کسی مہ جبین کا افشان چُننا رعایت لفظی ہے! سچ کہا ہے اندھے کے آگے روئے اپنی آنکھین کھوئے۔ مگر غریب شاعر کا اس مین کیا گناہ ہے اوسنے ایسون کے سنانے کے لیے تو شعر کہے نہ تھے۔ قرآن کا جواب مسیلمہ نے لکھ ڈالا تو اوسکا کسی نے کیا بگاڑ لیا۔ اور سجاح نے مصحف کے معارضہ مین سورتین گڑھین تو اوسے کسنے روک لیا۔

"یا ضفدع بنت ضفدع الی کم تنقین لا الماء تکدرین راسک فی الماء و ذنبک فی الطین۔"

(اومینڈکی مینڈکی کی بچی کب تک رہیگی نہ تو پانی کو گندلا کرتی ہے۔ تیرا سر پانی مین ہے اور دُم کیچڑ مین)

جہان اس قسم کے اعتراضات کیے تھے وہان اگر حضرت اپنے مسلک شعری کی وضاحت بھی فرمادیتے تو ہم کو اوس معیار سے مطلب اعتراض سمجھنے مین آسانی ہوتی اور کھوٹا کھرا پرکھ لیتے۔ اب کوئی چارۂ کار نہین بجز اسکے کہ ہم سادہ لوح دُنیا کے حسن اعتقاد کو اپنے کامل شعرا کی طرف سے کمزور نہ ہونے دینا۔ آگے چل کے مومن اور غالب پر بھی ناسخ کا رنگ اختیار کرنے کا اعتراض ہے اور مومن پر جرأت کی تقلید کا بھی الزام۔ معاملہ بندی۔ خیال بندی۔ مضمون بندی اور ایسی کئی بندیون کی اصطلاح ان اعتراضات مین حسب معمول مستعمل ہوئی ہے ان کے معنی کسی مکارم نگر والے کو معلوم ہون تو ہون یا قسمت سے کوئی دارالمصنفین کی بندی مل جائے تو اوس سے حل ہون۔

اسکے بعد غالب پر عنایت فرمائی ہے وہ بھی بقول بُوالفضین کے پرائی بوٹی پر شکرایا الاہے مولانا حالی و شبلی اور دیگر اہل قلم کے تصدق مین کچھ بر کٹی اور کچھ پر وار ہاتھ لگ گئین اور تقریباً نصف دیوان

کے اشعار اوسی قدیم طرز سے تکرو بے محل یا مہمل کو ہمارے دوست ہماری زبان سے سنتے آئے ہین۔ چلیے محلہ والون کی عنایت سے حضرت کی بگڑ بکر تالا مال ہو گئی۔ مثلاً کسی نے کہہ دیا کہ غالب وسیع معانی کو چند لفظون مین گھیر لیتے تھے۔ حضرت برون کی قینچی باندھ کے اوسی بوٹی پر گر پڑے۔

چنانچہ غالب کے اس شعر کی وسعت معانی پر آپنے حق سخن فہمی ادا کیا ہے ؎

قفس مین مجھسے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

آتا مین کہانیان چڑیا چڑے کی کہانی کہتی ہین تو وہ بھی پر لطف ہوتی ہے "چڑیا لائی مونگ کا دانہ چڑا لایا چاول کا دانہ دونون نے مل کے کھچڑی پکائی الخ"

شعر ضرور اچھا ہے خیال بھی نازک ہے مگر نفس مطلب شعر اسی قدر ہے کہ مرغ اسیر قفس مین اپنے مسکن کے جلجانے پر اسوجہ سے یقین لانا فضول سمجھتا ہے کہ اسیری کے غم پر خانہ ویرانی کا غم کیون مول لون۔ وہ اپنے دل کو بہلاتا ہے اور دوسرے طائر سے اپنا خیال ظاہر کرنے کے بعد رودادِ چمن بیان کرنے کی فرمائش کرتا ہے۔

دیگر اساتذہ فن کے مجموعہ کلام مین حضرت مصنف کو ایسا کوئی شعر نہین ملا حالانکہ ہزارہا شعر ہین) جبکی نظم کے دھاگے مین آپ اپنی نثر کے بن بیدھے موتی پروتے۔ ہمارے شہر مین بھی ایک صاحب نظم (بالتحریک) کی نثر (بالتحریک) بنانے مین ید طولےٰ رکھتے ہین۔ آئندہ اشاعت مین ہم انشاء اللہ نقلین و نثرین کا مقابلہ کرینگے۔

(باقی)

راقم:۔ رفیع الخیال کمال

پولیٹکل آسودگی

"آجا ری نیند یا تو آ کیوں نہ جا"

لاٹ: ہندو مسلمان لڑتے ہیں۔ کوئی کام تو ہے نہیں۔ بس چین ہی چین لکھتا ہے۔ ہاں کھیتی باڑی کا شغل بیکاری موسم پر دیکھا جائے گا۔"

ریاست مآب: نہیں خداوند گستاخی معاف سب سے بڑا کام تو آپ بھول ہی گئے یعنی غلاموں کے غریب خانہ پر زمان و نکستنا دل فرمانا۔ یہی تصدیق کیا بلکہ وقت ہے بلند از عزت ہی کا تصدق آ"

مولانا پنچ کی نوٹ بک

قیافے کی غلطی

کہا "میان روتے کیون ہو!"

کہا "صورت ہی ایسی ہے"

سنتے ہین کہ ایک صاحب پنجاب مین اپنی صورت کے کارن پنچ کی نگاہ مین چنڈو باز ٹھہرے پنجابی اخباری کاغذ رلوی ہے کہ کچہری نے ان بچارے کو خالی اس بناپر دھر لیا کہ آپ کا چہرہ چنڈو بازون کے چہرے کا سا تھا۔ لاکھ ہان ہان کرتے رہے مگر یہ بن پنچ یہی جواب ملا۔
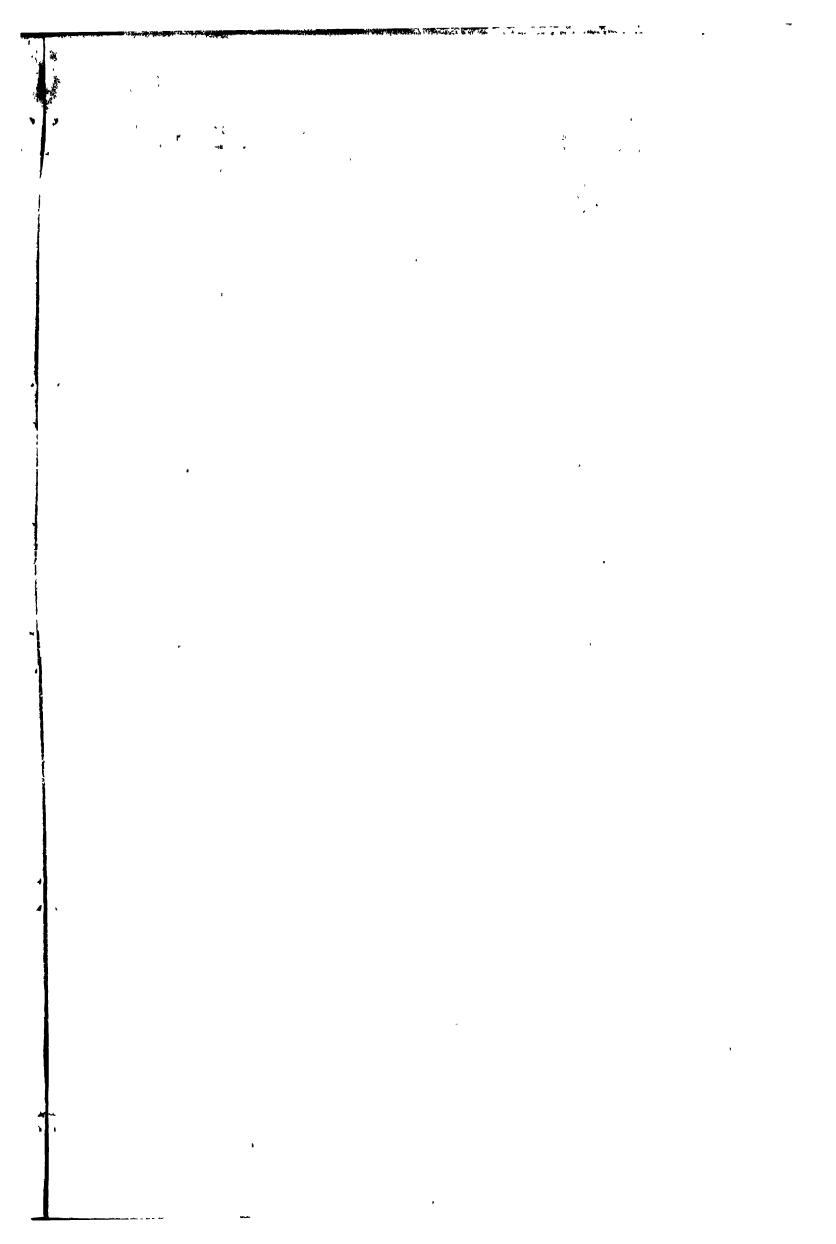
"او۔ تم چانڈو پیتا"

معلوم ہوتا ہے کہ دیگر دلائل چانڈو بازی کی تائید و توثیق مین پیش نہین کیے گئے اگر یہ سچ ہے تو واقعی یہ غریب مفت ہی دھرا گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زبان نے یاوری نہ کی ہو۔ کوئی جلتا پرزا عادی مجرم ہوتا تو جھٹ کہہ دیتا:۔

حضور مین چنڈو نہین پیتا۔ عاشق ہون عاشق۔ دیکھ لیجیے ہاتھ پاؤن بجر رخ ہین۔ گال پچکے ہین۔ منہ زرد ہے۔ لب پر آہ سرد ہے بالون پر گرد ہے۔ دل مین درد ہے۔ بنے سنورنے کا شوق نہین صاف رہنے کا ذوق نہین۔ جوش اڑنچھو۔ ہوش فنفرو۔ نیند پاس نہین پھٹکتی ؎

مرا ہر شب چہ ذروان خواب گرد چشم تر گردد
دلم را باغمش بیدار بیند باز بر گردد

صورت پر پھٹکار برستی ہے۔ عقل او از ے تو از ے کستی ہے ؎

وہ غم ہون قضا بھی سونگھ کر ٹھٹک گئی مجکو
نہ آیا پر کسی صورت سے جسم زار چشکی مین
مین کہتا ہون کہ مرتا ہون ذری صورت دکھا جاؤ
اڑا دیتے ہین میری بات وہ ہر بار چشکی مین
نہین افیون کی گولی یہ دل ہے کشتۂ غم کا
لیے پھرتے ہین کیون آخر اسے سرکار چشکی مین

بڑی بات کہ ہائی کورٹ نے دھوکا دینے والی صورت پر اعتبار نہین کیا اور ملزم زار و نزار کو بری کر دیا۔ ورنہ یہ بھی ایک نظیر ہوجاتی اور خدا معلوم انصاف کی جگہ قیافے کی بھرتی کیا کچھ کر گزرتی۔ ایک طرف پولیس کے جوہر شناسون کی طبع آزمائی کا پی تو لیس کو دیکھا اوس کی پوشاک پر کپلان کی سیاہی کے تریاک نما دھبے دیکھے۔ اور فرمایا "ارے بہت حرافتین بناؤ۔ ہم تم کا بہت دنون سے پہچانت جانت ہین۔ تم بہا پھرے ہو (پہاڑ کٹاس) گمنیہ (خفیہ) کا ہوا کرت ہو سرؤ۔ تمارو ینہہ (جسم) سے اپھیم کی گمدہ (بو) آوت ہے۔ سونگھو تولا لاگیا ری لال (گلزاری لال) لے سالے سالے کہہ دیو نہین تو لیو۔ دھون۔ دھان۔ دھون۔ دھان۔

دوسری طرف جناب ارسطو منش منطق زبا حاکم صاحب کی قیافہ شناسی۔ یہ دو چکی کے پاٹ ہونگے اور ایک غریب بے گناہ دانہ زرد قیافے کا مارا گھنا یا ملزم۔

منطق امکان شے اور وقوع شے مین فرق کرتی ہے۔ قیافہ دونون کو ایک ہی مین خلط کرتا ہے۔ چہرے بشرے سے۔ دبلاپے اور اضمحلال سے چنڈو بازی کا امکان ثابت ہو سکتا ہے۔ وقوع جرم ثابت نہین ہو سکتا۔

صحیح اور آسان عربی

خضاب سے بال سیاہ ہون یا نہون مگر اسمین شک نہین کہ ایک مشتہر صاحب نے عربی کا منہ خوب کالا کر دیا ہے۔ اس مخضب عربی نے "خشکیات چٹیات سفنیات۔ جوان العمر۔ بچۃ العمر۔ ادھیڑ العمر۔ اور اسی قسم کے دیگر الفاظ لکھنے والون کے سر سے تمام اعتراضون کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ یہ خضاب کے طریق استعمال کا پرچہ ہے۔ ادیب فاضل فرماتا ہے:۔

"الاول غسل کا کلکم جیدًا بالصابون"

اصل غرض لکھنے والے کی یہ ہے کہ پہلے صابون سے بالون کو خوب دھو ڈالو۔ مگر اس عربی دعا کا اعجاز یہ ہوگا کہ دھوئینگے آپ کاکل اور خضاب اثر کرے گا داڑھی مونچھ پر۔

"اما بعد مسلہم یخرج الخضاب حسب الحاجۃ من الانیۃ"

"مسلہم" کے معنی ہمین معلوم نہین لیکن لگتے گھر لگاتے ہین کہ اے مومنو خوب کاکل کے مسلنے اور ملنے کے بعد خضاب بقدر ضرورت ظرف سے نکالا جائیگا۔

"احد پارہ من السفوف یخلیطہ ثلثہ درجۃ بالماء"

یعنے ایک پارہ سفوف تین درجے پانی ملایا جائے گا۔

"یضدہما بالبرش"

برش سے ان دونون کی ضد کیجائیگی۔

"ثم یغسل المخضب جیدا بتجہابر و غنہم"

پھر دھوئیگا خضاب لگانے والا خوب نیچے اوس کے (ضمیر مؤنث واحد) سے ساتھ روغن اون سپہر دون کے۔ (ہم ضمیر جمع مذکر)۔

"من یفعل ذالک کا کلًا ملیمی و مثبتہ"

جسنے یہ فعل کیا کاکلون کو میر انگین اور اوسکا ثابت کرنے والا"

ارے واہ رے منشی بے بدل۔ اللہ تجھے "پیانہ" کا اڈیٹر کر دے۔ تونے تو حریری کی ناک کاٹ لی۔ وہ مقامات ختم کرنے کے بعد جب ایک اور مقامہ (دوسرے مقامات کے مثل) لکھنے پر مجبور کیا گیا تو نہ لکھ سکا مگر تو بلکہ تیرے شاگردون کے شاگرد کہین رک نہین سکتے۔ قلم اوٹھایا اور بے تکان کاغذ پر دوڑا دیا۔ لیکن ایک خامی رہ گئی اگر عبارت اس سے زیادہ آسان ہوتی تو آجکل کے جاہل عربون کی سمجھ مین آجاتی۔ یون کیون نہ لکھا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۳
جلد دوازدہم
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لیکے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنکے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا ستار کی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنو
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنو
بزم ظرافت
منیجر اودھ پنچ لکھنو

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED. NO. A.783

جلد ۱۲ نمبر ۱۸

مضامین غیر

(جمعہ ۱۴ مئی ۱۹۲۶ء)

حق یا ناحق

جس طرح ظلم کی جڑسے اعمالنا یا موترکہ (شریف) کی جڑسے شاخ ہند کا شاخسانہ نکلنا یقینی ولابدی ہے اسی طرح صلب اشتقاق سے حق کا عالم علم العرف کے وجود مین آنا مسلم ہے۔

روزمرہ کے مشاہدات سے یہ بات صاف طور پر سمجھ مین آسکتی ہے کہ جملہ افعال جنکا شمار مصادر العرف کے چینگلی پوٹون مین ہوسکتا ہے حق کی بکھیڑ سب مین لگی ہوئی ہے اور آفرینش صبح ومساسے موجودات کے اگڑو کھنگڑ مین قیام نظام کا دارومدار اسی پر ہے نیز وجود حق کیلیے قدرت تکمیل فعل ہونا بنتر ربز ولاینفک ہے یعنی ہر فعل کے وجود مین آنیکے یہ معنی ہین کہ اسکے فاعل کو قدرت تکمیل حاصل ہونیکے سبب سے اُس فعل کو وجود مین لانے کا حق تھا۔

مثلاً بھولا نیشل گرگٹ کو بحیثیت مطلق العنان ٹھہرا خیال رہنا ہونیکے جسد ا سیاسی مین بسبب دلخواہ روپ دھارن کرنے کا اور نمایندگی عوام کا حق حاصل ہے۔

لیکن اگر وہ بوجہ عامۃ الناس کی ہنوائی وہمنیا لی نہ کرنیکے بوقلمونی پر قادر نہ ہوسکے اور استحصال حق نمایندگی کیلیے ناچار ہ جائے تو اس قصر استحصال حق کا نام بمقابلہ حریف ناحق ہوگا۔

گویا لفظ حق قدرت تکمیل حاصل ہونے پر حق وبرعکس اسکے ناحق شمار ہوتا ہے کیا معنی کہ جسکی لاٹھی اُسکی بھینس ہونا یقینی ہے یا بالفاظ دیگر قدرت طاقت کے معنی حق اور کمزوری یا مجبوری کے معنی ناحق ہین ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہندوستان ایسے وسیع ملک پر دیدہ ودانستہ حقا نون کی ڈلہوزیسی اینڈ اینڈ کر حکومت کرتی اور جی حضوری قابوجی آمنا وصدقنا کہہ کر بیٹھ رہنے کے کرنا خدایان زورق ایرلنڈی

بالکل حق بجانب ہین طفل تسلی اصلاحات کا گرہ جھسا ہ ہندوستانی کو اسے آدمیونکے بہلانے کے لیے نہایت مناسب ومفید نسخہ مسہل ہے اور اُس سے انکے دل ودماغ ومعدہ کا تنقیہ ہو جانا ازبس ضروری ہے واللہ ان بدنصیب غلامون کے لیے کیا ٹھیکم ٹھیک مدبرانہ انداز دل بہلاؤ کا نکالا ہے اور اسپر نہ تو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچینگی کی مثال شرط کو نہیے متحد ہو جاؤ پھر شراب حقیقت (اصلاحی کمیشن سے قسط بندیدگی توقع کرو، سونے پر سہاگہ ہے انشاء اللہ جب اسی چکر مین یہ فاقہ مست تا حشر گھنچکر بنے رہین تو بھی نہین تو یہ طامع راے عظمت آراسے رہے کہ جو انھین قابو ملا فوراً آفت برپا کرینگے اور ہم بندگان بارگاہ عالی کے ساتھ خدا جانے کیا سلوک کرین ہمارے بال بچے بلکہ متعلقین انگلستانی ڈبلیسی پر قربان کہ ان کمبخوں کو ناخون ہی نہین رہے جو چند یا کھجاتے دانت نہین عنایت کیے جو اپنی بوٹیان کاٹ کھاتے لاکھ جنھین لاکھ چلا مین پٹخین کیے جائین کر ہی کیا سکتے ہین بس ؎

آنست جو البش کہ جو البش ندہی

اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ ہاتھی اپنے راستہ جاتا ہے کتے بھونکتے ہین تو اوسے کیا پروا اور بفضلہ تعالیٰ بقول لارڈ کلایو آنجہانی "ہم تو اپنے پیر اپنے قوت بازو سے ملک مین جمائے ہین" آجتک وہی بات قائم ہے تو یہ کوئی بات ہے کہ ایسے خطہ زرخیز ملک سے دستبرداری حاصل کر لیجا ہے برائے شگون کے لیے ناک کٹانا کونسی عقلمندی ہے پہلے ہندوستانی اس قابل بھی تو ہولین ابھی تو انتخاب جداگانہ کا ذکر مدارون روپنکے لیے کافی ہے مسلمانون کی بیچا نگی۔ بداعتمادی وبددلی تو ضرب المثل تھی ہی ہندو بھی طویلہ مین دولتیان جھاڑ رہے ہین۔ ۲۰ کرور اچھوت اپنی خودداری کا احساس کر رہے ہین انکا خیال ہے کہ شریف ہندوؤن نے اُنکی تہذیب تمدن شرافت علم فضل حکومت ماحت پر کلی زوال سے انھین غلام بنا یا دہ آدمی ہندو ہین اگر شریف ہندوؤن پر بھروسا نہین انھین اپنی نمائندگی کا جداگانہ حق ہونا چاہیے شدھی سنگھٹن والے انہین پر اسرار فسون کارون کی بوچھار کر رہے ہین اور وہ اس لیے کہ اگر یہ ۲۰ کروڑ بچھڑ جائینگے انکے قبضۂ اقتدار سے نکل گئے تو ہماری تعداد کم رہ جائیگی علاوہ ازین جو خدشہ ہم سے اسوقت

من حیث المجموع مسلمانون کو ہے وہی ہمکو ان شودرون سے ہوگا اور بہ ہزارون برس کے جلے ہوئے ہم سے گن گن کر بدلے لینگے ہمارا ہر جگہ قافیہ تنگ کرینگے لہذا اچھوت دھار ولت ادھار و مساوات کی بھرمار مین تہدید آمیز چاپلوسی کر رہے ہین کہ آئیے اچھو تو! اے شودرو! یہ بدتمیزی بدگمانی یہ بدانگامی تم کیا ایک ہوئے ہوئے ہو! گر ہم نفس ہما کے ہو؟ نیابت جداگانہ لیکے کیا چاٹو گے تم ہمارے بھائی ہو ہم تم ایک ہین اور ایک دھوتی ہی کے بھیڑ ین بندھے ہوئے ہین ہمارے سر پر چڑھایا تمہارے سر پر چڑھیا۔ کھیا ہندو سو تمکو بھی اجازت ہے شوق سے ٹینوتلک لگاؤ اور کیا چاہتے ہو دیکھو! ہم نے تمہارا خیال نہین کیا ہمین تمہاری محبت نہ تھی تو تمہارے بچون کی تعلیم کے لیے (علیحدہ) مدرسے کیون کھلوا دیے تمہارے ساتھ کہان پان کرسنے کو تیار ہین لے آؤ ابھی روپیے کے بتاشے (خشک) یا اگر اس سے بھی تسکین نہ ہو تو کچی مٹھائی (بشرطیکہ ان کا نام چھپا نہ ہو) پھر دیکھو کہ تمہاری چھوئی ہوئی ہم چٹ کیے جاتے ہین یا نہین بھئی واہ تم بھی بڑے زود رنج ہو تمھین خدمہ کرکے ملائے لیتے ہین ہم ہین بنادینگے اشیر باد دیا کرنا ہمارے برابر بیٹھو تمہارے سچ تو کا گوشت نہ کاٹینگے زبان نکالینگے نہ کانون مین گرم سیسہ پگھلا کر ڈالینگے تم بڑے اچھے آدمی ہو سب ایک ہو جاؤ پھر دیکھو کہ کیسا راج پاٹ تمہارے سپرد کرتے ہین جب کونسل چیمبر شودرون ہی سے کھچا کھچ بھرا نظر آئے تب مانوگے آٹھ نو بجے تک چھاڑو پنجہ رانی نستالی سے کام لیا اور ٹھیک دس بجے کونسل مین جا ڈٹے ہم تم سے مست کہتے ہین کہ اب ہرگز دغا نہ ہوگی تمھین نیچ نہ سمجھینگے بھائی سنو ارا جہ تمھین ہوجانا ہم تمہارے ٹہلوا بنے رہین گے تمہاری جوتیان گانٹھینگے تمہاری حجامت بنائینگے تمہاری دھوتی چلائینگے آپ سے بیچے برداشت کرینگے پرانی باتون کو بھول جاؤ سمجھے یا نہین اب ایسی خطا نہ ہوگی تمہارے ہاتھ جوڑتے ہین پیرون پڑتے ہین دیکھو ہماری بیکسی پر رحم کھاؤ فرقہ دارانہ نیابت حق سے باز آؤ ورنہ پھر ہم ہین اچھی طرح جانتے ہو تم بھی ملکنون کو دیکھ کر رنگ پکڑ گئے اس سے مناسب یہی ہے کہ بدستور ہماری ہان مین ہان ملاؤ۔

پس جبکہ ہندوستانی اس گھڑ لوگی مین مبتیر ہے

باہم دست و گریبان ہیں۔ صدق نیت و محبت وطن کا
ہندو مسلمان دونوں کے دل میں کال ہے تو بیوروکریسی
کی ڈپلومیٹک پالیسی کا ہرگز مقتضا نہ ہونا چاہیے کہ ان کے
حق حریت تسلیم کرکے ان کی رسی پچھاڑی کی کھول دیجائے۔ مگر یہ
تھا اگر شروع میں ہاتھ نہ لگاتا تا انکی تسلی ہوتی تعلیم کی قوم
کے لیے کافی ہے اور جبکہ ہم بہی خواہان ملک بھی آج
خون پسینہ ایک کرنے کو تیار ہیں تو یہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں

الغرض ہندوستانی گھامڑ ہیں بیوقوف ہیں جاہل ہیں
کشمکش ہیں لڑ لڑا رہے ہیں مجبور ہیں کمزور ہیں انکا حق
حریت ناحق ہے۔

کہو بھائیو! کچھ سمجھے بھی؟ یہ حق یا ناحق
کا جھنجھٹ۔

راقم حکیم خیال باروی ۔ مئی ۱۹۲۶ء

یوپی کے آئندہ گورنر
"چل رے گدھے منزل نزدیک ہے۔ ٹخ ٹخ ٹخ۔ ہٹو بچو"

موتیا بند یعنی تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

معلوم نہیں کہ غالب مرحوم کی روح نے
حضرت مصنف ممدوح کو کچھ رشوت دی
یا کیا ہوا کہ حضرت نے مثل تیغ کے اون پر
سرقہ کا الزام عائد نہیں فرمایا۔ لوگوں کا
خیال ہے کہ غالب مرحوم کو سودا و انشا کی
طرح لکھنؤ سے لگاؤ نہ تھا اس وجہ سے اون پر
عنایت فرمائی اور چوری کے الزام سے بری
کردیے گیے مگر ترجمہ کی شکایت انکی ذات
سے بھی قائم رہی۔ یہ ترجمہ کسی پر کلام غیر کا ہے کہیں اپنے ہی
فارسی کلام کا۔ غیر اپنا کلام تو اپنا مال ہے لیکن اغیار کے کلام کا
ترجمہ محل نظر ہے۔ ذرا سی ملاحظہ فرمائیے آیا یہ ترجمہ ہے حضرت
غالب فرماتے ہیں ؎

اے آنکہ از غرور بہیچم نمی خری
زان شیوہ باز گرد کہ پیش از ظہور بود

جناب مؤلف نے اس کے مقابل اونہیں کا اردو شعر پیش
کیا ہے ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہمارے جناب میں

فارسی شعر کا یہ مطلب ہے کہ آج آپ کا غرور مجھے
کسی قیمت پر مول نہیں لیتا جب ظہور عالم نہیں ہوا
تھا ازلی اوس زمانے کو بھی یاد کر لیجیے جبکہ اوس زمانے
میں اکیلا میں ہی آپکا خریدار تھا اور حضور ایک جنس
مطلوب تھے۔ غنیمت ہے کہ ہم زمانے کے عہد و پیمان اپنی
بت کا لے رہو مگر ہم ازکر ایک ناٹک کی حیثیت
ہیں حاصل تھی۔ اردو شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے
کہ ایک زمانے میں فرشتوں نے اتنا ہی کہا تھا۔
"اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء"
کیوں خدا کیا تو ایسی ذات کو خلیفہ روئے زمین بنانے
والا ہے جو وہاں خون بہائیں اور فساد پھیلائیں؟
اتنی سی بات پر آپ نے فرشتوں کو جھڑک دیا پھر وہ
زمانہ آیا کہ دعائیں مانگتے اور پکارتے پکارتے
حلق تک جاتا ہے لیکن شنوائی نہیں ہوتی۔
پہلے شعر میں غرور اور تمکنت کا ذکر ہے دوسرے شعر میں
ابھی ذلت اور کس مپرسی کا رونا ہے دونوں میں دو
جداگانہ واقعات کی جانب اشارہ ہے۔ بدمذاقی دیکھیے
کہ حضرت دونوں مطلبوں کو ایک ہی سمجھے بیٹھے ہیں بلکہ
ایک کو دوسرے کا ترجمہ سمجھتے ہیں۔ علی ہذا القیاس نظیری
کا شعر ہے ؎

[illegible]
[illegible]

اس شعر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ فارسی کا بعینہ
ترجمہ کردیا ہے جو ترجمہ یہ ہے ؎

کہاں کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

فارسی شعر میں مطلقاً غزل گوئی سبب افشائے راز ہے اور اردو شعر
میں شعروں کا انتخاب باعث رسوائی ہے۔ دونوں میں
جو باریک فرق ہے وہ اہل مذاق سے مخفی نہیں۔ پھر بھی
اگر کوئی ایک کو دوسرے کا ترجمہ کہے تو کیا چارہ ہے۔
سامنے دکھائی دینے والے آفتاب
کے وجود سے انکار ہوشیاروں کو
شرمندہ کردیتا ہے۔ درحقیقت
غالب مرحوم نے نظیری کے مضمون
میں ایک دقیق اصلاح کی ہے اور
وہ "افشا" اور "انتخاب" کے معانی پر
غور کرنے سے مفہوم ہوتی ہے۔
انیس العقلا میں مذکور ہے کہ
شاہان قدیم عجم جب کسی عالم سے
بگڑتے تو اُسے جاہلوں کے ساتھ ایک
ہی کوٹھری میں قید کر دیتے ہائے
کیا سخت سزا تھی۔ عالم بیچارہ کے لیے
یہ سزا قتل سے بدتر ہوتی۔ فرض
کیجیے کہ ہمارے مسٹر بالڈون کسی جرم
پر یہ سزا ہو بیکساتھ ایک ہی کوٹھری
میں بند کردیے جائیں تو اون کی کیا حالت ہوگی۔
صاحب سرنگوں بیٹھے ہوئے ایک قانون کا ڈھانچا بنا
رہے ہیں جس سے مزدوروں کی شکایت بھی مرتفع
ہوجائے اور سرمایہ داروں کی آن بھی باقی رہے

مسئلہ نازک ہے۔ آگ اور پانی ایک ہی ظرف مین لینا ہے۔ کبھی کہتے ہین کہ کہان بھی ہز دودھ اس بارے مین سچ کہتے ہین کہ شیڈیو نین بل مین تمام ضوابط آہرلیون کے خلاف ہین لہذا اس مین ایک قاعدہ یہہ بھی ہوتا تو اچھا تھا کہ عہد کرکے پھر جانے والے سرمایہ دارون سے بھی بات پرس ہوسکتی۔ کبھی کہتے ہین کہ حکومت گرو تکاہین دکھائے اور پوری نہ ہے تو معاملہ سدھر جائیگا۔ پھر سودھو بکتا ہے "صاحب! ہو صاحبا! کا پاگل ہوے گئے ہو۔ آ ہم تم پر ناگائی" پھر پیاوڑا کے بجانا شروع کرتا ہے:-

واکی بین ہوری اونہن ڈیلکن کاتے تھنا ہت
وہی سورت کی نگیا بناوین اور ٹھین بیٹھ ہت

ارے او میان!-

چولے پیچھے چوہیا بیٹھی گر گر جاسے نون
ڈوٹی نمکے مارن دوڑی توچوہیا کی کون

ارے او میان!-

قورا ہیل لڈو ستدو مورا بیل تیج سے
چرنہ لیو گوریا چرنہ لیو اور چاد بجوا گے کھیت

ارے او میان!-

تھرا بجین لتیا بجیون اور بجیون کوڑی
دھنو ایسی ہاے پڑگئی ویس کیے جٹوری

ارے او میان!-

دھن من گھٹ پٹ من دھن گھٹ بیٹ چلے پاک پٹن کے میلا
چار چار روپیہ لوکو ساتھ لین جھمیلا
راہ باٹ مان توڑلین کدو جاناٹا کریلا
سنے سارطرم لچ کھان پکڑو پولیس مان ڈھکیلا
پولیس مانگے روپیا اسرچگا ٹھومان نا ہین دھیلا

ارے او میان۔ نہین پھو سورام جانا بہت البیلا

بیٹھے۔ تمام پولیٹیکل سائنس کی قلیا تمام۔ کان پڑی آواز سنی نہین جاتی بیانچ رہا ہے۔ پردے پھٹے جاتے ہین۔ برہے مین شریک ہونے کی دعوت کا سلسلہ جاری ہے۔ گھات سمجھ مین نہین آتی۔ تدبیرین پیٹ کی گت پر کمر واتاجتی صحن دماغ سے باہر چل پھر رہی ہین۔ دحواس مین سکون ہے نہ عقل رسائی کی مرہون ہے۔ یہی حال بعینہ اون اشعار اور اون شاعر دنکا ہے

جو حضرت مصنف کے ہاتھ لگ گئے ہین ان اشعار کا قلم جبلا کے ساتھ ایک ہی خانے مین بند ہونا بڑی مصیبت کی بات ہے کتاب موجود ہے اور ہمارا بھجو بھی حاضر ہے لہذا استنجائی ٹٹولنے کے واسطے عینک اور لاٹھی کی ضرورت نہوگی اطمینان سے دیکھیے۔

جناب مصنف پُرمایہ فرماتے ہین اس شعر مین ؎

قفس مین مجھسے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

ایک نہایت وسیع مضمون ادا کیا ہے!-

"(۱) حالت یہہ ہے کہ ایک بلبل چمن اور آشیان سے جدا ہو کر گرفتار ہو گئی ہے۔

(۲) اوس نے اپنی آنکھون سے باغ مین بجلی گرتے ہوے دیکھی ہے اور قفس مین متردد ہے کہ جانے میرا آشیان بچا یا جل گیا۔

(۳) ایک اور بلبل جو اوس کی ہم صفیر و ہمدم ہے سامنے کے درخت پر آکر بیٹھ گئی ہے اور اسیر قفس بلبل نے اوس سے روداد چمن کو دریافت کرنا چاہا ہے۔

(۴) مگر چونکہ اوس کا آشیانہ جل گیا ہے، بلبل ہمصفیر مفصل حال کہتے ہوے پس و پیش کرتی ہے کہ اس آفت اسیری مین آشیانے کے جلنے کی خبر کیا سناؤن؟

(۵) بلبل نو گرفتار کے دل مین اگرچہ اس کا کھٹکا ہے تاہم اوس نے اپنے دل کو مطمئن کر لیا ہے کہ باغ مین ہزارون آشیانے ہین کیا میرے ہی آشیانے پر بجلی گری ہوگی اسلیے وہ اپنے ہمصفیر سے روداد چمن پوچھتی ہے اور وہ اس کے بیان کرنے مین لیت و لعل کرتا ہے تو کہتی ہے

گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو"

اللہ رے محقق مدقق! کیا خوب نظم کی نثر کی ہے۔ بھلا چڑیون کے دل راز اور کون جان سکتا تھا؟

واللہ مکارم نگر کا دانہ اور اعظم گڑھ کا پانی جسے نہین ملا وہ ہرگز نہین کہہ سکتا کہ مرغ اسیر بلبل ہی ہے۔ دھانوا۔ کوکلا۔ پدا۔ طوطی۔ شکر خورا۔ کنیری۔ لٹورا۔ مینا قمری۔ نہین ہے۔ اور "ہمدم" بھی بلبل ہی کی برادری والا کوئی جانور ہے "دُم" یکسان تھی اسلیے شارح نے پہچان لیا کہ اسیر و آزاد دونون ایک ہی جنس کے ہین۔ شعر کے الفاظ سے یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نو وارد بلبل درخت ہی پر بیٹھا۔ پنجرے مین نہین آیا نہ گھانس پر بیٹھا۔ ایک کسر رہ گئی یہہ بھی بتا دینا تھا کہ قفس کہان تھا درخت مین لٹکا ہوا تھا یا دیوار مین؟-

فصاحت ملاحظہ ہو فرماتے ہین:-

"اور اسیر قفس بلبل نے اوس سے روداد چمن کو دریافت کرنا چاہا ہے"

بعض تفاصیل اور بھی فروگذاشت ہوے۔ مثلاً وقت۔ دن۔ تاریخ۔ قفس کا طول و عرض۔ مرغ اسیر کے باپ مان کا نام۔ صیاد کا اسم مبارک صیاد کا شجرۂ نسب۔ شہر اور باغ کا پتا نشان۔ مدت اسیری۔ بغیر ان تفاصیل کے درایت ضعیف ہے۔ دوبارہ کتاب چھپیگی تو انشاءاللہ آپ پوری کہانی سن لینگے۔ آنکھون دیکھی بات ہے۔

باقی آئندہ۔

راقم:- رفیع الخیال۔ کمال

سمن بغرض امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۹۰ سنہ ۱۹۲۶ء

بعدالت دیوانی منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی

دستگیر وعنایت اللہ پسران مدار بخش و اسد اللہ ولد سعد اللہ اقوام شیخ ساکنان نصرت نگر پرگنہ بلانوان .... مدعی

بنام

مساۃ شوکت النساء وغیرہ .... مدعا علیہم

نام محمد یونس نابالغ پسر محمد یوسف بولایت مساۃ محبوب فاطمہ وغیرہ قوم شیخ ساکن نصرت نگر پرگنہ بلانوان حال وارد مقام لکھنؤ محلہ امین آباد احاطہ خام [illegible] مکان رحمت منزل۔

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت الا [illegible] رہن بنیام جائداد مرہونہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ مدعی مذکور کا کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جواب دعویٰ کی تائید مین جن گواہون کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع و فیصل کیا جائیگا۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

اور واضح رہو کہ مدعیان نے ایک درخواست گذرانی ہے کہ مدعا علیہ کی مساۃ محبوب فاطمہ [illegible] مقرر کی جاوے لہذا تم محمد یونس نابالغ کو اور تم مساۃ محبوب فاطمہ کو ہدایت ہوتی ہے کہ اگر اندر تاریخ معینہ ایک درخواست جس مین نسبت تمہارے کسی دوسرے ولی کی [illegible] مقدمہ پیش کرو گے تو مساۃ محبوب فاطمہ ولی مقرر کیجاویگی اور اگر تم محبوب فاطمہ [illegible] کروگی تو ایسی صورت مین عدالت بلا اجرائے نوٹس جدید بمنظوری [illegible] فرمائیگی۔

وقت حاضری دفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے صبح ہے۔ دستخط حاکم بحروف انگریزی (مہر عدالت)

[illegible]

یا غفلت!

حضرت پنچ۔ واللہ بعض اوقات آپ بھی چوک جاتے ہیں۔ یا ئین غضب خدا کا۔ خود ہی تو آپ نے کسی گزشتہ نمبر میں ظاہر کیا تھا کہ ہمارے والیسرائے بہادر دونون ہاتھون کے رہین منت نہیں ہین آپ ایک ہی ہاتھ سے دو نو جہان کا بوجھ اوٹھا سکتے ہین اور خود ہی کارٹون نمبر ۱۶ جلد ۱۱ مین حضور ممدوح کو دو ہاتھون والا بنا دیا۔ داہنے مین سگریٹ ہے بائین مین اعمال نامہ یا کوئی کاغذ ہے۔ کہین یہہ ہندوستانی آرامگاہ کے بنگورے کا اثر تو نہین کہ حضور نے نئے سرے دوسرا ہاتھ بھی نکال لیا اور لگے ہاتھ پاؤن مارنے۔ پیٹ سے پاؤن نکالنے سُنا تھا گہوارے سے ہاتھ نکلتے آج دیکھا اور لطف یہہ کہ اس پالنے (گہوارے) مین پاؤن نہین معلوم ہوتے جو کچھ پالیسی پر پیشگوئی کیجاسے۔

غرض آپ کو ہاتھ پاؤن کسی کا ہوش نہین۔ ہان اگر اس غلط دست بخشی کے کوئی اور معنی ہون تو بے شک فعل حکیم ہے حکمت سے خالی نہوگا۔

راقم:۔ نکتہ چین

پنچ۔ جناب نکتہ چین صاحب ٹھنڈے ہون ہمارے ولیسرائے کے دشمن۔ اجی حضرت صاحب اقتدار کا ایک ہی ہاتھ نہین ہوتا ہزارون ہاتھ ہوتے ہین ۔ ہمارے لاٹ صاحب ولایت مین ٹنڈے ہون تو ہون یہان آکے ٹنڈے نہین رہ سکتے ایک یا نہ مین سو ہاتھ اور ہر ہاتھ مین سو انگلیان ہین۔ دوسرے ہاتھ کا کلّا اوسی وقت نخلِ جسم سے پھوٹ نکلا تھا جس وقت حضور نے ولایت سے بقصد ہندوستان پاتراب کیا۔ یہہ ہاتھ عطیۂ شاہی ہے اور اس دست شکستہ مین اتنی قوت ہے جتنی قدرت کے عطا کیے ہوے ہاتھون مین ہمکو نہین ملی۔ بظاہر تو یہہ مصوّر کی غلطی اور اینجانب کی بے پروائی ہے مگر آپ جانیے اینجانب کی غلطی مین بھی سیکڑون مصلحتین مخفی رہتی ہین۔ اسی دست معنوی کے چنگل مین آج سارا ہندوستان دبا ہوا چین چین کر رہا ہے۔ یہہ ہندوستانی ٹوٹی بانہ نہین جو گلے مین پڑ کے اپنے گلے کا بوجھ بنے۔ یہہ ولایتی دست شکستہ ہے اسکی قیمت ٹوٹنے پر بڑھتی ہے۔ ایک [illegible] نے پیسہ بھر وزنی شیشے کا بڑا جنگی گنبد بنایا۔ ایک ہزار اشرفی اسکی قیمت رکھی۔ لوگ جوق جوق اس لاثانی تحفہ کی نمائش مین شریک ہوے۔ شب کو بجلی چمکی بادل گرجا۔ گرج کی دھمک سے حباب درک گیا۔ دوسرے دن زائرین مین سے کسی نے قیمت پوچھی کاریگر صاحب نے کہا اب اسکی قیمت دو ہزار اشرفی ہے۔ خریدار متحیر ہوا۔ مالک نے کہا جناب کہنے کی بات ہے کہ اتنا نازک شیشہ تھا جو گرج سے درک گیا۔ اب تو یہہ امتحان مین کامیاب ہو گیا۔ مول بڑہا تو حیرت کی جگہ نہین۔ آپ یقین رکھیے اگر یہہ پھونک سے ٹوٹ جاے تو چوگنی قیمت ہو جاے۔ ابھی تو دو دونی ہوی ہے۔

ہم تو یہی سمجھتے ہین کہ ہمارے لاٹ صاحب کے دونون ہاتھ سالم ہین اگر آپ چاہتے ہین کہ ایک ہی ہاتھ کی شبیہ بنے اور دوسرے ہاتھ کی آستین مجھو جھولتی رہے تو اس معدوم ہاتھ سے جو کچھ آئندہ ظاہر ہوگا اوسکی شبیہ کھینچنے کا طریقہ بتلائیے۔ فقط

میاؤن

بنام

والیان ریاستہاے ہند

میاؤن۔ میاؤن۔ دوستو! میری طبعی اور جبلّی خاصیتون پر زری غور کرو۔

(۱) تم لوگون کو جوان ہوتے دیر لگتی ہے۔ مگر یہان سال ہی بھر مین جوانی دیوانی کا نشہ سر مین گھس جاتا ہے۔ سال کا خاتمہ نزدیک پہونچا اور متوالے بلّون کی فوج ملک حسن پر چڑھائی کرنے اور حصن شباب کو فتح کرنے پر آمادہ ہو گئی مین بنی جرنیل اور وہ ہوے سپاہی جدھر جاتی ہون پرے کا پرا ساتھ ہے۔ یہہ سپاہی اپنی شجاعت کا امتحان آپس مین چکت اور پنجے کی سنگت دکھا کے دیتے ہین۔ مین نے کالے سر کے انسانون کی شاگردی نہین کی حالانکہ انسانون کے اہل بیت مین داخل ہون۔ انسان مجھپر رحم کرتے ہین۔ کتّا ایک مذہبی خوشامدی خورا جانور ہے کبھی غرّاتا ہے منہ نیچا مارتا ہے مگر اوس کی آؤ بھگت رتی بھر کوئی نہین کرتا۔ مین گودیون مین لوٹتی ہون مالکون کے پاس سوتی ہون۔ دسترخوان پر ساتھ کھاتی ہون پھر بھی بیگانہ دار بسر کرتی ہون۔ لگی لپٹی نہین رکھتی۔ نہ کسی پر انسانون کی طرح عاشق ہوتی ہون کہ ایک پھر کسی ممتاز بیگم یا اقبال پر نثار کر دون۔ انھین مسٹنڈے امیدوارون مین سے ایک کو پسند کر لیتی ہون۔

(۲) یہہ مسٹنڈا جب اپنے حریفون کو پچھاڑ دیتا ہے تو ساری فوج تتر بتر ہو جاتی ہے دوسرے کا ہے کا اپنا راستہ لیتے ہین اگر انھون نے کبھی میری طرف بُری نگاہ سے دیکھا تو غیرت دار مسٹنڈا انکی ساری مستی چکت اور پنجے سے نکال دیتا ہے۔ اب مین ہوتی ہون اور وہ۔ کھلے ہوے کوٹھون پر چاندنی رات مین عجب لطف آتا ہے سچ کہتی ہون کہ تم لوگون کو یہہ لطف پیرس کے ہوٹلون مین اور لندن کے ہائیڈ پارک مین کبھی میسر نہوا ہوگا۔ بس کیا کہون میاؤن میاؤن۔ کوٹھون اور چھتون پر ایسا مزے دار دھوم دھامی اختلاط ہوتا ہے کہ مکان کے رہنے والے گھبرا کے اوٹھ بیٹھتے ہین۔ آلی زچائین سمجھتی ہین کہ

گوشمالی خر

عہد حاضر کا انگلستان: "جاگو ری نیند یا کے ماتے. سگری رین موہے تلپت گجری. بھور بھئے بو تیسی پون ری نیند یا کے ماتے"

[illegible] ناپوکہا چھوڑکے چھت پر جا گیا اور وہان لی اؤن لی اؤن [illegible] ہو" کہہ کے فریاد کر رہا ہے۔
میاؤن میاؤن۔

(۳) اسلامتی سے جب پاؤن بھاری ہو جاتا ہے تو بندی فتور شدہ ذہنون کے لیے آدمیون سے خلط چھوڑ دیتی ہے۔ ایسے ہان کمین پیٹ کے ساتھ ہنسی دل لگی کی تو غفلت مین ساری محنت راتون کی جد وجہد رائگان ہو گئی۔ اس سے دور ہی رہنا بہتر ہے۔

(۴) جب پیٹ مین شبانہ اعمال کا نتیجہ گھومنے پھرنے لگتا ہے تو بندی ایک محفوظ جگہ کی تلاش مین ادھر سے ادھر پھرتی ہے اور اس تلاش سے کبھی غافل نہین ہوتی کیا معنی کہ زچا خانے کا معاملہ ذری نازک ہوتا ہے یہہ کوئی ہنسی کھیل نہین ہے۔ میاؤن میاؤن۔
بندی پہلے ہی سے کونے کونے گھوم پھر کے ایسی کئی جگہین تلاش کر لیتی ہے جہان بلے میان کی رسائی نہو میاؤن۔

(۵) دُنیا اپنی غرض کی ہے۔ جننے کا وقت نزدیک ہوا اور مین نہایت بھولے پن سے پھر آدمیون کے پاس گھسی۔ اونکے ہاتھ چاٹے۔ دُم ہلائی۔ آہستہ سے ننھے ننھے بچے اونکی گود مین ٹکائے۔ خُرخُر کرتی اونکی گود مین جا بیٹھی۔ مین جانتی ہون کہ بُرے وقت کے ساتھی یہی ہین کیا مجال کسی بلے کی جو انکے ہوتے مین مجھ دو جیا گا بھن کو ستائے۔ میاؤن۔
اے لو در دلگے اور مین چلی کسی ویرانے کی طرف کیا کرون خدا معلوم کس نامعقول رمّال نے ان سے کہہ دیا ہے کہ بلی کی آنول اپنے خزانے مین رکھو تو کبھی کمی نہو گی۔ یہان قدرت نے عادت ڈال رکھی ہے۔ بندی آنول نال کے لنگر بچ سے بچون کو چھوڑ ہی نہین سکتی جب تک دانتون سے کام نہلے۔ پھر تم جانو۔ نرم نرم چھیچھڑے مین دانت لگے اور بھوک زور نہ کرے یہہ نہین ہو سکتا۔ بندی اپنی علامات سب خود ہی نوشجان کر لیتی ہے اور ایک جگہ قدم نہین ٹکاتی۔

(۶) لنگوڑا آنکھ مُند بچا مُنہ مین دبایا اور یہان سے وہان پھر وہان سے وہان گھر جھنکاتی پھری۔ سات آٹھ روز تک یونہین خانے خانے میر دیولنے رہتی ہون کیا کرون کہین میان بلے صاحب یہہ نرم روئی کے گالے نہ دیکھ لین جو اونکی بہال ٹپک پڑے اور چٹ کر جائین۔
میاؤن۔ میاؤن۔
[illegible] خدا خدا کرکے آنکھ کھلی۔ ادھر آنکھ کھلی اودھر تعلیم شروع ہو گئی بندی اپنے بچون کو بے دعوت کودن۔ اپنی برادری کے چال چلن سے ناواقف رکھنا پسند نہین کرتی۔ اون سے کہتی ہے۔ دیکھو بچون یہہ کلسرے جو دو ٹانگون پر کھڑے ہو کے چلتے ہین تمھاری جان کے دشمن ہین خبردار جو تم نے انسے محبت کی تو مجھسے بُرا کوئی نہین۔ ہان اپنی گون کا نمو۔ کھانا کھاتے ہون تو پاس چلے جاؤ گو مین اُچک کے بیٹھو۔ مگر کر دانے دل کی۔ اور جو کوئی انکے یہان مہمان آئے تو اوس سے دور رہو نہین تو ہم نہین جانتے جو انکے شریر لونڈے تمکو گھر مین ہنے والون سے مانگ لین یہ اللہ باجی ایک بچہ ہم لے لین۔ کیا پیارا پیارا ہے" ان لونڈون کا کھیل ہو گا اور تمھاری مرن۔ پھر تم میری صورت نہ دیکھو گے؎

صحبتِ ناجنس گرند آورد
گردنتان را بکمند آورد

(۸) جب بچون کی ٹانگین کسی قدر مضبوط ہو جاتی ہین۔ میرا دودھ گھٹنے لگتا ہے تو مین اونھین سوال کے طریقہ سکھاتی ہون۔ دیکھو یون ٹانگین پھیلا کے دسترخوان کے سامنے چپکے بیٹھو اور کھانے والے کے نوالون کو غور سے دیکھو گویا کھانے والے کا ہاتھ تمھاری نگاہ کے ڈورے مین بندھا ہوا ہے وہ پیالے سے مُنہ تک پہونچا تو تمھاری آنکھین بھی پیالے سے مُنہ تک پہنچ گئین۔ اگر نوالے کا عمل تسخیر سکوت کے ساتھ ختم ہوا اور کھانے والے نے کوئی نوالہ دے دیا تو خیر۔ ورنہ آہستہ سے میاؤن کہو۔ اس میاؤن سے کھانے والے کی غفلت مین کسی قدر کمی ہو گی وہ تمھاری طرف دیکھیگا۔ اگر اس پر بھی نہ دیکھے تو زور سے غرّاؤ۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو بے تکلف ایک آدھ بوٹی پیالے مین سے لے بھاگو۔ لیکن چوری اور سینہ زوری کی حالت مین وہان ٹھہرنا مناسب نہین اپنی جان لے کے کسی کونے کھترے کوٹھری ناغول مین بھاگ جاؤ۔ چوری کا مال اسی طرح ہضم ہوتا ہے۔ جو لقمہ کھانے والا خود عنایت کرتا ہے وہ مثل ایک تحفہ کے ہے جو بڑے بڑے حاکمون کو رئیس دیتے ہین۔ میاؤن میاؤن۔

(۹) جو تعلیم اوپر مذکور ہوی وہ اسکولی تعلیم تھی۔ لیکن "سوپ کے جائے سوپ ہی مین نہین رہتے"۔ جب خود کمانے کھانے کا وقت آتا ہے۔ میرا دودھ خشک ہو جاتا ہے تو مین اونھین شکار کے طریقہ تعلیم کرتی ہون پہلے چوہے کے بل کے قریب ٹکی لگا کے چپ چاپ بیٹھ کے شکار کا انتظار سکھاتی ہون۔ جب چوہے خان باہر نکلتے ہین تو گھات سے اونھین پکڑتی اور ایک جھنجھوڑی دیتی ہون جس مین وہ ادھ موے ہو جائین یہہ جھنجھوڑی تحقیقاتی کمیشن کی طرح چوہے کو سُست کر دیتی ہے پھر بچون کی طرف اشارہ کرتی ہون کہ ہان لینا جانے نہ پائے وہ لپکتے ہین شکار پر مُنہ مارتے ہین اگر وہ بھاگا تو مین اوسے گھیر کے بچون کے پاس لے آتی ہون یہہ کھیل کا سلسلہ اوس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک چوہے صاحب اپنی جان پیدا کرنے والے کی نذر نہ کر دین۔
میاؤن۔ میاؤن۔
اگر بچے بھوکے ہوے تو میان چوہے صاحب اونکی داڑھ گرم کرتے ہین۔ بھوکے نہوے تو مین شکار کو مُنہ مین دبا کے شکارگاہ سے باہر چھپا کے رکھ آتی ہون تاکہ دوسرا شکار اپنے بھائی کا مردہ دیکھ کے نہ بھڑک جائے میاؤن میاؤن۔

(۱۰) دوستو اپنا عیب ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیے خدا کا نام "ستار العیوب" ہے اوسے عیب کا اعلان پسند نہین اوسنے پیشنماز کو حکم دیا ہے کہ اگر کبھی نماز پڑھاتے وقت باد مخالف سرزد ہو جائے تو مسجد سے ناک پکڑ کے اس طرح نکلو جیسے کسی کی نکسیر پھوٹ گئی ہو۔ ایسا نہو کہ لوگ اوس خوشبودار ہوا کی نوعیت سے واقف ہو جائین جسنے وضو توڑا ہے۔ تم لوگ انسان ہوکے اپنا عیب نہین چھپاتے اور دولت کے نشے مین کھل کھیلتے ہو مین جانور ہوکے اپنا فضلہ بھی دفن کر دیتی ہون عیب بھی چھپ جاتا ہے اور اُسکی بو سے شکار بھی چوکنا نہین ہوتا۔ جاسوس بے خبر رہتے ہین۔ میاؤن۔ میاؤن۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ بچون کی تعلیم فن شکار مین کئی

مرحلے ہین۔ درختون اور دیوارون پر بغیر سیڑھی کے چڑھ جانا صبر۔ قناعت۔ ذرا بلیون کے اندر سے راتون کو جانور سے جاگنا۔

(۱۱) شکار کی تین مطلب ہین۔ بھوک مٹانا۔ تجارت کرنا۔ تفریح کرنا۔ مین بھی انھین تین مطلبون سے شکار کرتی ہون۔ بھوک ہوتی ہے تو کھا لیتی ہون۔ بھوک نہین ہوتی تو تفریحاً شکار کرتی ہون اور اوس سے کھیلتی ہون اوس پر جب بتہاتی ہون اور جب کبھی کسی مولوی کے کتب خانے سے چوہا پکڑتی ہون تو ٹہلتی ہوئی مولوی کی آنکھون کے سامنے نکلتی ہون کہ وہ میری قدر کرے یہ گویا میری تجارت ہے۔ چوہا تو چہت پر بھی مجھ سے جان بچا نہین سکتا۔ مینے اوسے چہت پر دیکھ لیا تو زمین سے اسطرح اوچھلتی ہون گویا مین وہین پہونچ گئی۔ بیوقوف چوہے کے دل مین وہم سما جاتا ہے وہ بوکھلا کے گر پڑتا ہے۔ مین دبوچ لیتی ہون۔ مین دھوکا بھی دیتی ہون بل کے پاس بیٹھی چوہا نکلا اور پھر دبک رہا مین بھی دم ہلاتی ہوئی دہر سے جو تڑ موڑ کے چل کھڑی ہوئی گویا مین تو بیکھی یا مجھے اوسکی پروا نہین۔ تھوڑی دور جا کے پھر دبے پاؤن آئی اور گھات مین بیٹھ رہی۔ مین اپنے بچون کو لڑائی بھڑائی کشتی۔ چکت بازی پنجہ فرازی بہی اچھی طرح سکھا دیتی ہون۔ اونھین چھیڑ کے بھاگتی ہون وہ پیچھے دوڑ کے لپٹتے ہین مین پچھڑ جاتی ہون جب وہ فن مین کامل ہو جاتے ہین تو مین اونھین اپنی جُدائی کا عادی بناتی ہون تاکہ میری غیبت مین تعلیمات پر عمل کرین اور تجربہ کار بنین۔ رفتہ رفتہ وہ بہی اپنا گھر بسانے کی فکر مین مشغول ہو جاتے ہین۔ اب مین دوسرا گھر دیکھتی ہون اور پہلا گھر اون کے واسطے چھوڑ دیتی ہون کہ کھائین پیئین اور بسین جو بیوقوف جاہل یہ سمجھتے ہین کہ میرا دور بھاگنا نفرت پر مبنی ہے وہ غلطی پر ہین یہ سب باتین ہوتی ہین مصلحت پر۔ میاؤن میاؤن۔

(۱۲) جنگ مین میری عادت بندر کی عادت سے بالکل خلاف ہے وہ پہلے خوخیاتا ہے جب حریف کرتا پڑتا ہے تو دُم کی لنگوٹی کر جاتا ہے۔ مین پہلے منت خوشامد کرتی ہون تھوڑا بہت دباؤ سہ لیتی ہون جو چھوٹی سی کان کٹوا لیتی ہون مگر جب مغلوب ہو جاتی ہون تو پھر کُتّا کیا ہے اچھے اچھے جاننے شیر کی بھی پروا نہین کرتی۔ لڑتی ہون تو مسکن سے دور تاکہ بفراغت لڑ دون۔ بچون کی حفاظت مین دل اٹکا نہ رہے۔ میاں ان میاؤن

یہ خصلتین یہ عادتین ایک جانور کی ہین جسے تم غیر مکلف اور بے عقل کہتے ہو حالانکہ افلاطون اور ارسطو نے بھی ایسی عمدہ تعلیم اپنے بچون کو نہ دی ہوگی۔ اب ذری اپنی حالت کا میری حالت پر قیاس کرو کہ تم کیا کرتے ہو۔ تم راجہ مہاراجہ نواب نوابزادے ہو۔ اگر یہ کوئی آدمیون کی خاص قسم ہے جسے اس طرح کے لقب دیے جاتے ہین تو نوعی خواص کی حفاظت اوسی عنوان سے لازم ہے جس عنوان سے مین اپنے نوعی خواص کی حفاظت کرتی ہون۔ ساری نوع کی خصلتین ایک ہی طرح کی ہین۔ تم کابل جاتے ہو مغل ہو آتے ہو۔ لندن کی سیر کرتے ہو صاحب بہادر بن جاتے ہو۔ مگر نہ پورے پٹھان بنتے ہو نہ اصلی معنون مین صاحب لوگ۔ صاحب لوگ تمھاری طرح خود فراموش نہین ہین اونھون نے میری طرز معاشرت کا پورا چربہ اوتارا ہے ان مین بہت سی خصلتین میری سی ہین۔ تم اپنا ہندوستانی ہونا دل سے بھلا دیتے ہو وہ افریقہ آسٹریلیا چین اور ہند مین بھی صاحب لوگ ہی رہتے ہین۔ اودھر میم صاحب کا پاؤن بھاری ہوا اور سیدھی ولایت پہونچین کہ ہندوستان کی بُری آب و ہوا بچے پر اثر نہ کرے اور یورپ زاہونے کا جو حق اعلے ہندوستان مین انگریزون کے واسطے معین ہے وہ زائل نہ ہو جائے علی ہٰذا القیاس دیگر امور مین بھی مطابقت ہے۔ تفصیل بیان کرنے مین طول ہے۔

پس مین تم سے ہاتھ جوڑ کے۔ دُم ہلا کے۔ رحم طلب صورت بنا کے کہتی ہون کہ ہو جاؤ تم کچھ دنون کے لیے گربۂ مسکین۔ تاکہ میاؤن کا جواب بھی دے سکو۔ اور مطلب بھی فوت نہو سہ ہم لعل بدست آید و ہم یار برنجد میاؤن میاؤن میاؤن میاؤن فقط رقمہٗ گربۂ مسکین

بقلم فلاسفر

المخبرات

واقعی چالاکی ہمیشہ کم ظرفیون کے مقابلہ مین غالب ہوتی ہے ایک شیر صاحب بہت دنون کی پیتے تھے سیکڑون آدمیون پر چوٹ کی اتفاق سے ایک نائی سے ملاقات ہوئی کہنے لگے اپنے تیرا کیا پیشہ ہے" اوسنے جواب دیا بدصورت کو خوبصورت بناتا ہون۔ تعجب ہوا۔ فرمایا اچھا مجھے خوبصورت بنا دے۔ نائی نے کہا حضور کو تکلیف ہوگی یہ انسانون ہی کا دل گردہ ہے کہ دانت اوکھڑواتے ہین اور اُف نہین کرتے۔ شیر صاحب فوراً لیٹ گئے اور ارشاد کیا کہ انسان کی ایسی تیسی ہمسے زیادہ بہادر کون ہوگا۔ نائی نے سب دانت اوکھاڑ ڈالے پھر ناخنون کا صفایا بول دیا اوسکے بعد ایک ٹھوکر رسید کی حضرت نے پوپلے منہ سے چکت لگائی وہ کھوٹے پیسے کی طرح واپس طمانچہ رسید کیا وہ بھی مفلس کی جوانی اور جاڑون کی چاندنی ٹھہرا یہی حال ہمارے راجہ بھرت پور کا ہے۔ بقول ریاست بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے منہ بڑھایا آخر برٹش گورنمنٹ کے نائی کا داؤن چل گیا اب نہ دانت ہین نہ ناخن۔ سرہری کشن کول مالک سیاہ و سفید ہین اور مہاراجہ ہوا مین معلق۔ ایک بھرت پور پر کیا موقوف ہے ابھی کئی اور بھی ہین جنکی اچھی طرح حجامت بنیگی۔

پنجاب مین۔ سوراج حاصل کرنے کا مجرب نسخہ زردرون پر ہے یعنی جو تم جاتا۔ کو سیم کاٹا۔ لات بکی۔ ٹیکا نصیحتی ماردھاڑ کوفتہ بیختہ دردم الاخوین سحق بلیغ نمودہ نگاہدارند و بوقت فرصت ہر قدر کہ خواہند بخورند مریضون کو فائدہ ہوا ہو گر امید ہے کہ برٹش حاذق حکیم کو ضرور نفع ہو رہیگا۔

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی اکثر درخواستین آئی ہین اگر درخواستون پر ہیڈ ماسٹر کی تصدیق بھی ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ کا منی آرڈر قبول کیا جا سکتا ہے۔ منیجر اودھ پنچ

اودھ پنچ لکھنؤ
غذاے روحانی
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ انکے اور گتون کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اس جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہین سے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
باجہ ہارمونیگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامۂ عراق

جلد ۱۲ نمبر ۱۹

مضامین غیر

(جمعہ ۔ ۱۴ ۔ مئی ۱۹۲۶ء)

چمرستانی اردو

غزل

عاشقون کا چاہتے ہین وہ سلکشن آجکل
غیر ہو بیری کہ ہوتا ہے ریڈکشن آجکل
کوٹ اور پتلون کا ہے جن کا فیشن آجکل
ہے نہ اونکو پاس مذہب اور نہ نیشن آجکل
وانٹڈ اخبار مین چھپنے لگی شادی کی اب
انڈیا بھی ہو گیا ہے رشک لندن آجکل
اب بہت دشوار ہے کھوٹے کھرے کا امتیاز
کیونکہ جاری ہو گیا ہے ایمی ٹیشن آجکل
بیچ ڈالی ہے گلے مین توڑ کر زنار کو
اوس بت کافر نے سیکھا ہے یہہ فیشن آجکل
نوکری کر لیتے ہین عاشق غنیمت جانکر
گر حسینون کے کہین ملتا ہے ٹیوشن آجکل
کوٹھون پر بیٹھے ہین کیون آکر حسینان جہان
حسن کی کیا ہو گی کوئی اکزبیشن آجکل
وصل جانان کے ہوے ہین سیکڑون امیدوار
شیخ جی اک تم بھی بھیجو اپلیکیشن آجکل
اے تبسم اتنو بے پنڈی طلب کرتے ہین لگ
شادیون پر رہگیا یہہ انوی ٹیشن آجکل

مرزا عالی قدر تبسم کلکتہ

الف لیلہ والے علی بابا کا خط

بنام

پنڈت مالوی جی

پائین لاگی ۔ پنڈت جی ۔

تھیٹر والون سے خدا سمجھے جنھون نے میرے نون کا راز ساری دنیا پر آشکار کر دیا ۔ ورنہ مین غریب اتنا مشہور نہ ہوتا جتنا کہ آج ہون ۔ مجھپر جو کچھ گزری اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ مین گدھے چرایا کرتا تھا ۔ مفلس تھا ۔ بھائی قاسم مالدار تھے مزے کرتے تھے مگر ڈبل پیسا مجھے نہ دیتے تھے ۔ گدھے چراتے چراتے ایک دن مینے قزاقون کو جنگل مین دیکھا کہ ایک پہاڑی دروازے کے قریب کھڑے ہوے اونکہنے لگے کھل اے سمسم دروازہ کھل گیا ۔ وہ اپنا مال رکھکے چلے گئے ۔ مینے اوسی دو لفظی کنجی سے خزانے کا دروازہ کھولا اور مال اوڑا لایا ۔ کمبخت قاسم کی جورو اس راز سے واقف ہو گئی ۔ اور سب مجھے بھائی صاحب کو بھی "سمسم" کا بھید بتانا پڑا ۔ شامت کی مارے خزانے مین داخل ہونے کے وقت طلسمی لفظ یاد رہا اور جب چلنے کا وقت آیا تو بیچارے سبق بھول گئے لگے خزانے کے ماٹے مین چوہے کی طرح پھیر پھیرانے ۔ ٹھگ آگئے اور اون مرحوم کو چورنگ کرکے چلتے ہوے ۔ آگے جو کچھ ہوا وہ سب ہی جانتے ہین ۔ مقصود اس افسانہ کا یہہ ہے کہ انسان کے بعض امور مین مقدر کو بہت کچھ دخل ہے ۔ میرے بھائی قاسم نے اس کوشش مین جان دی کہ کسی طرح دولت مین میرے برابر ہو جائے مگر نہو سکا "تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ" دولت کی لالچ مین ٹیان سی جان گئی جھنجھی ہاتھ نہ لگی ۔ لہذا اگر آپ کو سوامی شردھانند کے مرتبہ پر پہونچنے کا خبط ہوا ہے تو یکسوئی اختیار کیجیے آپ اپنے گدھے پولیٹکل میدان مین جھاڑی جھنڈی سوکھے پتے سوکھی ٹہنیان جمع کرنے اور لادنے لے جاتے ہین ۔ مشفق من وہ میدان خزانے والا میدان نہین ہے آپکا خیال غلط ہے جس قلعہ مین شہادت کا خزانہ ہے وہ ہے مذہبی دوسری بات یہہ ہے کہ جناب نے "سمسم" کا لفظ بھی یاد نہین کیا ہے ۔ پس جس طرح قاسم علی بابا کے درجے پر فائز نہو سکا آپ بھی سوامی شردھانند نہین ہو سکتے ۔ بندہ پرور یہہ خواہ مخواہ جو آپ کے نادان دوستون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے کہ خدا نخواستہ دو ۔ پار آپ کی قیمتی جان پر ڈاکا ڈالنے دو مسلمان مفسد آئے اور زبردستی گھر مین گھسنے پر اصرار کرتے رہے اونسے اور آپ کے محافظ سے خوب دھینگا مشتی لپاڈگی ہوی ایک اکیلے نے دو کی گردن ناپی اور اونہین ڈھکیل دیا یہہ ایک عجیب خبر ہے اور سننے والے کے دل مین طرح طرح کے وسوسے ڈالتی ہے کیا معنی کہ بقول آپکے ظاہر جب یہہ دو فرضی بدمعاش ملاقات بالجبر پر تلے ہوے آپ کے نگہبان سے برسر پرخاش تھے تو آپ کمرے مین آرام فرما رہے تھے ۔ اتنی طولانی بات چیت ہوی دھر پکڑ کی نوبت آئی مگر آپ ایسا گھوڑے بیچ کے اور مردون سے شرط باندھ کے سوئے تھے کہ آپ نے کروٹ بھی نہ لی ۔

اللہ اللہ بڑھاپے مین نیند کا یہہ عالم ہے نوجوانی مین کیا عالم ہو گا ؟ اور اگر آپ مست ایسے پڑے تھے تو آپ کیون اس واقعہ کی تصدیق اپنی زبان مبارک سے نہین فرما دیتے جو بدگمانی دفع ہو جائے ۔ ہم تو قسم لیجیے جو آپ کو بزدل کہین ۔ بھلا وہ شخص بزدل ہو سکتا ہے ! جو حکومت بنگال کی خس برابر پروا نہ کرے ۔ حکم عالت تو ہمکا منہ چڑاتا ہوا دندناتے ممنوع حلقے مین پہونچے اور اوس چڑیا کی طرح جو راجہ کے پیٹ سے چھُو منتر ہونے کے بعد صحیح سلامت نکل کے پھُر سے درخت پر بیٹھی تھی مجسٹریٹ پہ زہرخند کرے ۔ ہرگز نہین ۔ آپکی جگہ ہم ہوتے تو ہم بھی یہی کرتے حضرت یہہ جان کی بات ہے کھلی بازی نہین ہے ۔ ملیچھون کے ہاتھ سے چپ چپاتے مرنے مین لطف ہی کیا ہے ۔ اس خاموشی کے یہہ معنی لیے جاتے ہین کہ آپ بغیر جام شہادت نوش کیے شہید قوم سوامی کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہین اس عاجز کا خیال ہے کہ شہادت کا مرتبہ یون حاصل نہین ہو سکتا ۔ ہان یہہ ضرور ہے کہ حکام وقت جناب کی مزاج پرسی کو دوڑینگے ۔ پولیس دو شخصون کو پھانسیگی اور کچھ جھوٹی کچھ سچی گواہیون کا دڑ یا کھلیگا ۔ ہندو مسلمانون کی فہرست شکایات مین ایک یہہ شکایت بھی موجب جنگ و جدل ہو گی ۔ آپ کہینگے مین تو سوتا تھا مجھے کیا معلوم یک بیک جھک جھک سے یونہی سی آنکھ کھلی تھی آواز تو ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ بحالت نیم خوابی کانون مین پڑی تھی باقی مین صورت نہین پہچانتا ۔

آپ کا پہاڑ ہ سوار نگہبان اپنی سی اُڑا ئیگا ۔

اور خدا جانے یہ شاعرانہ شہادت اور لیاقت کہلاتے
یس برہ عنایت، صاف صاف کہیے کہ یہ مرگ زندگی
آمیز عاشقون کی محبت کا امتحان تو دنیا ہی لاکھون
اوتار و صدقہ بھیجو تار۔ بڑی خیر گزری۔ دیا لیا آگئے
آیا۔ اجی پنڈت جی یون کسی کا دل نہین بڑھتا۔
سوامی شردھانند بیمار تھے۔ کمزور تھے۔ مذہبی واعظ
تھے اون پر ایک مذہبی دیوانے سفیہ نے قتل کا
موقع دیے بغیر حملہ کیا۔ آپ مذہبی واعظ نہین ہین
پکے پالیٹیشین ہین آپ نے عمر بھر مین صرف دو کام
کیے ہین ایک مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو کی سعی
آزادی ملک کو پامال کرنا۔ دوسرے ہندو مسلمانون مین
اپنی بے لاگ ترکیبون سے پولیٹکل ڈرائیو پیدا کر دیا۔
یہ باتین ایسی نہین
ہین جن سے شہادت
مل سکے۔ ہم تو اون چراند
کو بھی اچھی نظر سے نہین
دیکھتے جو دنگے فساد کی
خبرین دل ہلا دینے والی
سرخیون سے لکھتے رہتے
ہین۔ نہ کہ اس قسم کے
بے سر و پا ڈھرنگے جن سے
خواہ مخواہ ہندوستانی
باشندون کے دلون مین
آگ بھڑکے اور عداوت
کے شعلے اوٹھین۔ خصوصاً اس پر آشوب زمانے مین۔
ہر آئینہ ساز سکندر نہین۔ ہر سر منڈا قلندر نہین۔
ہر مسلمان عبدالرشید نہین۔ ہر بستر بیماری پر جان
دینے والا شردھانند شہید نہین۔ ہر لکڑ ہارا علی بابا نہین
ہر ظرف آفتابہ نہین۔

بڑی بات ظاہر ہو کے رہتی ہے چنانچہ مشہور ہے
کہ ایک امیر کے دسترخوان پر ایک کُردی مہمان کھانا
کھا رہا تھا اس اثنا مین غلام پلیٹ مین دو چکور بھنے
ہوے لایا۔ کردی صاحب چکور کے کباب دیکھ کے
ہنسے امیر نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ جناب
مین قزاقی پیشہ آدمی ہون اتفاقاً ایک مرتبہ دام مین
بڑا سوداگر پھنسا اوسنے لاکھ لاکھ منتین کین مگر مینے چھری
تیز ہی کر دی جب اوسے مرنے کا یقین ہو گیا تو رو بقبلہ
ہو کے لیٹا دو چکور وہان جو پر رہے تھے اون سے مخاطب
ہو کے کہنے لگا تم دونون گواہ رہنا یہ ظالم مجھے بے قصور
مارے ڈالتا ہے اسوقت جو مینے چکور کے کباب دیکھے
تو پرانی حکایت یاد آگئی۔ اوسی پر ہنسا۔
امیر نے دانت پیس کے کہا "تم بیان یہ دو لوگ رفتہ
دو پلیٹ مین گواہی دینے آگئے" ذبح بھی اقرار جرم کرتے ہو
تو قصاص پر تیار ہو جاؤ اسے کوئی ہے جلاد کو بلاؤ!
بڑی بات مسلمان کی بھی بُری اور ہندو کی بھی امید ہے
کہ آپ ہندوستانیون پر ایسے رحم کرینگے۔ حضرت بہت کشت
و خون ہو چکا فقط

ارے باپ رے اِلمٹر۔ ملا کمبخت۔ روک اپنا سینگ۔

راقم - علی بابا۔ بقلم بدنام ہو گے جانے بھی دو امتحان کو
پنچ "حضرت آپ نے مضمون تو خوب لکھا ہے اور
اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ پنڈت موتی لال نہرو مہاتما گاندھی
اور دیگر اولو العزم رہبران قوم کی محنتون پر ہمارے
مالوی جی نے ایسی خوبصورتی کے ساتھ دھار ماری
ہے کہ مشکل سے گرفت ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی غیر قابل
انکار واقعہ ہے کہ مسلمانون مین بھی کثرت کے ساتھ
مالوی کے امثال بتی چٹے پیٹو مولوی موجود ہین جو تفرقہ
مین اپنا نظیر نہین رکھتے مگر اس زمانہ مین جبکہ تعصبات
ناجائز ہی ذریعہ رزق بنے ہوے ہین آپ کی بات سُنی
نہ جائیگی۔ آپ کی بے لاگ تحریر مین لوگ شاخسانے
نکالینگے۔

ہماری حالت تو یہ ہے کہ جو انتظام اپنی بھلائی
کا اختیار کرتے ہین وہی پلٹ کے کاٹتا ہے۔ مکان
بنانے کے لیے اینٹین جمع کی تھین دشمنون نے اونھین
اینٹون سے ہمارا سر پھوڑ دیا۔ گلاب کے درخت
لگائے تھے کہ خوشبو سے دماغی تفریح ہو گی اوسی
گلاب کی قلمیان چند دن پر برسنے لگین۔ شادی کی
تھی کہ آرام سے زندگی بسر ہو گی جورو صاحب نے
گھر مین قدم رکھتے ہی عافیت تنگ کر دی۔ بڑی مشکل
سے اولاد پیدا کر کے پالی وہ بھی آستین کا سانپ
بن گئی۔ دولت تو ہی دشمن آفرین اوسکا ذکر ہی کیا۔
انتخاب جداگانہ بھی اسی مصلحت سے اختیار
کیا تھا کہ روز کی دانتا
کلکل سے چھٹکارا ملیگا
یہ خبر نہ تھی کہ اوس مین
سگے پڑینگی مذہب سے
رکھنے والے جھگڑے
کھڑے کر کے سپہ سالار
بنینگے اور جب سپہ سالاری
کی اچھی طرح شہرت ہو جائیگی
تو اونھین فسادات کو
اپنے کار ہائے نمایان کی
فہرست مین درج کر کے
ووٹ حاصل کرنے کا
ٹھیکہ اپنا سمجھینگے وہ جو کبھی قبلے کی طرف نہ جھکے تھے مولانا
ہو گئے اور مولانا ہوتے ہی ممبر کونسل بن بیٹھے جنھون
نے کبھی منہ سے ایشور کا نام نہین لیا۔ ولایت مین
مقدس کباب ہمیشہ نوش جان کیے اب دھرم رکھشک
ہین ایسا نہ کرین تو قدمون پر گرنے کے بعد بھی ووٹ
کا پروانہ نجات اُخروی نہین مل سکتا۔ ۱۹۱۶ء مین ہمنے
فرقہ وار انتخاب کی بحث چھیڑی اور ۱۹ تک برابر
اسکا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر ذی اثر لوگون کے دماغون
پر خناس مسلط تھا وہ کس کی سنتے ہین۔ آج مسٹر جناح
اس کوشش پر مستعد ہوے ہین۔ ہمین تو کامیابی کی
اُمید نہین ہے مذہبیت و ڈھنگ کی بدرجہ ہے —

خواہ مخواہ کی عصبیت آندھی کی طرح چھائی ہوئی ہے۔ لہذا ابھی خاموش رہتا ہوں۔ فقط

موتیا بند یعنے تبصرۂ شعرالہند

(تتمہ ۱۳۔ مئی ۱۹۱۲ء)

اس شعر کے بعد مصنف علام طمطام قمقام نے غالب کے دو تین اشعار کی اسی طرح ہنڈیا کی چندی کی ہے۔ بہت سی باتیں خود ہی گڑھ لی ہیں جنکا اشارہ بھی اشعار میں نہیں ہے۔ نہ جنکو نفس مطلب شعر سے کوئی علاقہ ہے۔ ان مطالب کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ امور واقعات اس طرح ادا کیے ہیں کہ متروک جملے خود بخود سمجھ میں آجاتے ہیں اور تصویر کا بچہ چھوٹا ہوا حصہ خود بخود نظر آجاتا ہے۔ غالب کے دیوان میں اس قسم کے بکثرت اشعار موجود ہیں"

ہم کہتے ہیں کہ حضرت سلامت۔ اینٹ کی عینک لگایئے تو کوئی شعر کسی شاعر کا اس وصعت سے بمشکل خالی نظر آئیگا۔ مثلاً حضرت میر جان مکین فرماتے ہیں ؎

بیٹے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی جنم گزرا

شارح اس نظم کی تشریح یون کرسکتا ہے کہ:۔

(۱) ایک لمبا چوڑا کوچہ تھا۔ کوچے میں ایک عالیشان مکان تھا۔ مکان میں سر راہ ایک برآمدہ تھا

(۲) جھٹپٹا وقت تھا۔ دونوں وقت آپس میں گلے مل رہے تھے۔

(۳) ایک معشوق گلابی پوشاک زیب قامت کیے کنگھی چوٹی سے آراستہ۔ لب بام چلمن سے ایک طرف کا آدھا چہرہ نکالے ادھر انگلی کا سوانگ بنا جھانک رہا تھا۔

(۴) کوچے میں ایک عاشق ناشاد نامراد جیتھڑوں سے بیزار لنگوٹی باندھے خاک تودہ سر جھاڑ منہ پھاڑ ناخن اور بال بڑھائے۔ میلا کچیلا۔ زرد زرد ٹیان سے دانت نکالے آنکھیں دھنسی۔ گال بیٹھے۔ داڑھی سے جوئیں ٹپکتی جو تڑ کھجاتا۔ کھیسے نکالے ہونقوں کا کھڑا تھا۔ بیدرکے خمار سے جماہیوں پر جماہیاں آتی تھیں۔ رنیٹ اور نیک کیسے رہا تھا۔ مدریا ہاتھ میں تھا۔

(۵) اس اگھوری نے جو نگاہ اونچی کی تو لگا گھگھیا کے اپنا حال بیان کرنے کہ تیری فرقت میں رات بھر بے چین رہا تڑپا پھڑکا ناچا کودا اوچھلا مٹکا تھرکا انگاروں پر لوٹا۔ قلا بازیاں کھائیں۔ کراہا۔ رویا پیٹا چیخا چلایا۔ بسورا۔ آہ کی واہ کی۔ گدڑی سے جلوے جھینے کھٹمل مارے تارے گنے۔ زمین آسمان کے قلابے ملائے کلیجے کی ہوک سے چھپر میں آگ لگائی۔ دل کی انگیٹھی پر چاے بنائی۔ تیری تصویر کے آگے تڑپتے ہوئے سجدے کیے۔ ٹھٹکتے ہوے رکوع کیے۔ تھرکتے ہوے سلام پھیرے ہمسایوں کی ٹہیں کھائیں۔ (شرح الم لبسیار)

(۶) یہ سن کے معشوق نے نیلے پیلے دیدے نکالے۔ خونیایا جھلایا۔ بھبکی دکھائی چلمن کھسوٹی۔ کفن پھاڑ کے بولا۔ دور بھی ہو نگوڑے گستاخ کچھ بنی میں موتا کے اپنی صورت تو دیکھ۔ بڑا آیا وہاں سے عاشق بن کے۔ چل چخے موا جب آتا ہے اپنی جان کو روتا آتا ہے۔ خدا جانے کس منحوس گھڑی پیدا ہوا تھا جو ساری زندگی روتے ہی کٹی۔ موے کی آنکھیں ہیں کہ مرا ہوا لیچو۔ مسلا ہوا کٹھل کا کویا۔ اے تیری ایسی تیسی کو کیا کہئے۔

مشہور شعرا کے علاوہ غیر مشہور اور معمولی شعرا کے اشعار میں سے اکثر اشعار کی توجیہ و تشریح اسی طرح کیجا سکتی ہے۔ آپ اس قسم کی تعریفوں سے غالب کی وقعت گھٹا رہے ہیں۔

نظم کی نثر کا سلسلہ غالب کے اس شعر پر ختم ہوا ہے ؎

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق
ہے مکرر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

مگر حسب عادت "مرد افگن" کی جگہ "مردانہ" لب ساقی کی جگہ "لب ساقی" کی اور "صلا" کی جگہ "صدا" تحریر فرما کے اصلاح کا احسان ردح استاد غالب مرحوم پر فرماتے ہیں۔ "صلا" کے معنی تمام دنیا جانتی ہے کہ "دعوت" کے ہیں۔ اتنے مشہور لفظ سے بھی حضرت واقف نہیں۔ لوگ کہینگے کہ یہہ کتابت کی غلطی ہے اور کتابت کی غلطی پر سوا خندہ کوئی صاحب سلیقہ ناقد نہیں کرتا۔ اسی لیے ہم اس شعر کی شرح بعینہ نقل کرتے ہیں۔ دیکھیے اسمیں بھی "صدا" موجود ہے۔ بلکہ صدا کے سوا کسی مقام پر "صلا" یا اوسکا مفہوم نہیں ہے۔

"یہ ایک مطلب تو یہہ ہے کہ ساقی یہہ "صدا" دیتا ہے کہ غالب کے بعد کون حریف مئے مردانہ عشق ہوتا ہے اور پہلی "صدا" میں کوئی اسکا جواب نہیں دیتا۔ اسلئے وہ دوبارہ اسی کا اعادہ کرتا ہے لیکن اسکا ایک مطلب یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساقی پہلے استفہام کے طور پر نہایت بلند آہنگی کے ساتھ یہہ صدا دیتا ہے کہ۔

کون ہوتا ہے حریف مئے مردانہ عشق!

لیکن جب کہیں سے جواب نہیں ملتا تو نہایت دبی ہوئی آواز میں حسرت آمیز لہجہ کے ساتھ خود ہی اس صدا کا اعادہ کرتا ہے"

دیکھا آپ نے؟ یہہ صدا لگانے والا پھیری کا فقیر ہے یا ساقی۔ ایک پر معنی لفظ محض اس گناہ پر کہ حضرت کو اوسکا مطلب معلوم ہے نہ محل استعمال جھٹ سے بدل دیا گیا۔

شعر کا یہہ مطلب مولانا حالی مرحوم کی طرف منسوب ہے اونھوں نے بقول بعض اپنے اوستاد غالب سے پوچھا کہ لفظ "مکرر" کا فائدہ اس شعر میں کیا ہے تو اونھوں نے فرمایا کہ تکرار صلاے استفہام۔ اور اوسکے ساتھ ہی اظہار یاس مقصود ہے۔ یعنے اسکا یقین کہ بار بار (مکرر) دعوت دینے پر بھی حریف کی جگہ خالی رہیگی۔ جناب مصنف علام قمقام ذوالبصارۃ والبصیرۃ اس مطلب کو بغیر حوالہ منقول عنہ اسطرح تحریر فرماتے ہیں گویا حضور کا دماغ اس کا وارث حقیقی ہے۔

اے حضرت کوئی حاجت ان توجیہات کی نہیں ہے "صلاے مکرر" صرف اضطرار کا ثبوت ہے۔ بلند آہنگی اور دبی ہوئی آواز کی قید حضور کے پرِ یادمعدۂ علم کا حدث ہے۔ جن مصرعوں میں "کون" کا لفظ موجود ہے سب میں احتمال اقرار و انکار ہو سکتا ہے مثلاً ؎

کون کرتا ہے بھلا اس دل بے حال کا مول

یا مثلاً ؎

کون آشنائے حال ہے کسکو پکارئیے

بلکہ کوئی ضرورت حرف استفہام کے لگانے اور ظاہر کرنے کی بھی نہیں ہے صرف لہجہ کے تغیر سے دونوں مطلب جدا جدا سامع پر منکشف ہوسکتے ہیں شرط یہہ ہے کہ دوسرا مصرع دونوں معانی کا متحمل ہوسکے۔ جیسا کہ ہم مکرر بیان کرچکے ہیں حضرت مصنف کا شیوہ پرائی بوٹی پر جھپٹنا ہے۔

بیہودگیے اونکی بلاکر مکرر صدا لگانے مین دوسری صدا "صلا" یعنے دعوت نہین رہتی لہذا بجز ثبوت اضطرار ساقی کے اور کوئی وجہ "کون ہوتا ہے حریف مئے مردافگن عشق" کی تکرار کی تو ہی اور لطیف نہین ہے - سمجھے ؟

تیغین موتیا بند کا عارضہ انکے فضل سے نہین ہے وہ ہمیشہ بات سُن کے غور کرتے ہین اور عیب سے خالی پاتے ہین تو منہ سے نکالتے ہین - باقی آئندہ

راقم - رفیع الخیال کمال

استفتا

جورو بن بیٹھی دفعتہ خاوند
یہہ زمانے کو انقلاب ہوا

کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین خدا عمر و بخشے دے جورو اونکی کو بیچ اس مسئلے کے کہ بالفعل بیچ دیار یورپ کے چند مردانے ڈاکٹرون نے بذریعہ عمل جراحی کے خزانے کو فوارہ اور فوّارے کو خزانہ - یعنی جان کو طرم باز خان اور کڑے خان کو نازنین جان طبل کو دوال نہالی کو ہتوڑا - ہاون کو دستہ - سل کو بٹا - چاہ لوز دل - غار کو منار - ناکے کو دھاگا - سوراخ کو برما - بنانے کا ٹھیکا لے لیا ہے - بچون کی والدہ گھر سے کشیدہ کا رُشتے کا سامان لے کے نکلتی ہین اور پھر گھر میں قدم رکھتی ہین تو اونچی بنی ہوی اچھی خاصی جرنیل - سنا ہے کہ ہندوستان مین تدریت نے بھی یہی ہیت پھیری شروع کر دی ایک چارن ہار بن گئی - پس ایسی حالت مین احکام شرعیہ کا انفاذ کیونکر ممکن ہے - ذیل کے مسائل کا مفصل جواب ارشاد ہو بینوا اور توجروا -

(۱) فرض کیجیے کہ زید کا عقد ہندہ کے ساتھ ہوا خلوت مین ہندہ ہو گئی عمرو پس اندرین حال زید کی لمر یا مہر سے اوسی طرح خرم رہیگی جیسی کہ ہندہ رہنے کی حالت مین تھی یا نہین -

(۲) جورو یا ختہ زید کمبخت کو روئی کپڑے کی چٹی بھرنی پڑیگی یا نہین -

(۳) بالجبر حقوق زوجیت زید حاصل کر سکیگا یا نہین -

(۴) خلوت صحیحہ داخل جرم خلاف فطرت ہوگی یا نہین -

(۵) ہندہ کو نامحرمون سے پردہ واجب ہوگا یا نہین -

(۶) بغیر اجازت شوہر گھر سے باہر قدم نہ نکالنے کی پابندی ہندہ صاحب پر عائد رہیگی یا ساقط ہو جائیگی -

(۷) اگر بعد دو چار جھول نکالنے کے بی ہندہ سے عمرو ہونے کی ٹھانی تو طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہین -

(۸) اگر طلاق کی ضرورت ہوگی تو صیغہ کیا ہوگا - اور عدہ کتنے دنون کا ہوگا -

(۹) جو اولاد شیر خوار بی ہندہ نے مرد ہونے کے تت چھوڑی ہے اوسے دودھ کون پلائیگا کمترین شوہر عفی عنہ یا جناب قاضی شرع -

(۱۰) بی ہندہ بچون کی والدہ سمجھی جائینگی یا پدر محترم -

(۱۱) اگر شوہر یعنے زید صاحب بی بی کے میان ہونے ہی مین ہو جائین تو ہندہ صاحبہ کا حصہ اولاد کے مقابلے مین آٹھوان ہوگا یا چارم -

(۱۲) اگر طلاق و فراق کی نوبت آئی تو عدہ کے دن شوہر اور زوجہ دونون پر تقسیم ہونگے یا ایک ہی کے ماتھے جائینگی - اور طہر کس کا دیکھا جائیگا شوہر کا یا زوجہ کا -

(۱۳) اگر ہندہ عمرو ہو جاے تو اپنے باپ کے ترکے سے حصہ بھائیون کے برابر پائیگی یا بہنون کے برابر -

(۱۴) ہندہ سے جہاد اوسی طرح ساقط رہیگا یا میدان جنگ مین جانا پڑیگا -

(۱۵) سونے کا زیور ہندہ پہن سکیگی یا نہین -

(۱۶) عمرو بن جانے کی حالت مین ہندہ کی ماہواری معمولی معاف شدہ نمازین ہندہ کو پھر سے پڑھنا پڑینگی یا نہین -

(۱۷) بی ہندہ جان ہندہ خان ہو جانے کے بعد اپنا نکاح کسی دوسری عورت سے کر سکتی ہین یا نہین -

(۱۸) اگر کر سکتی ہین تو اس عورت کا مہر زید ادا کریگا یا خود بی ہندہ -

(۱۹) زید اپنی جورو کی جورو سے حق شفع پانے کا مستحق ہوگا یا نہین یہہ شفع جار ہوگی یا شفع خلیط - یعنے بطریق قیاس مساوات جورو کی جورو جورو ہو سکتی ہے یا نہین ـ

(۲۰) اگر ہندہ خان بتقاضاے آلکی فوت ہو جائین تو اونکی بدخولسے زید عقد کر سکتا ہے یا نہین ؟

(۲۱) مسائل مذکورہ صدر کے ملحقات بے گنتی بیشمار ہین - لہذا جواب ایسا جامع و مانع حاوی جمیع فروع پر ہونا چاہیئے - کہ پھر نہ باقی رہے کوئی کسر بیچ ان مسائل کے -

الجواب

اعلموا یا اخوانی کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اب نہ رہا کسی بیوہ کو محل ذکھنڑا رو بیٹھن بوجہ پیدا ہو جانے اس ذریعہ رجولیت خیز کے اور نہ رہا کسی شوہر دار عورت کو شکوہ جفاے شوہر کا مقام مخصوص باین معنی کہ جب ہو جاے کوئی بیوہ ناوقت بوجہ وفات شوہر اپنے کے تو لازم ہے اوسے کہ فوراً چلی جاے ڈاکٹر خانہ اور بدلواے اپنے زنانے آلات کو ساتھ آلات مردانہ کے بصیغہ تقابض البدلین -

یا جب ظلم کرے کوئی شوہر زوجہ اپنی پر تو جھٹ پہنچ جاے وہ بیچ یورپ کے اور بن بیٹھے وہ مونث سے مذکر تا کہ نہ جاری ہو سکین اوسپر حدود نافرمانی شوہر خوددار کے - اور قصاص سے بچے وہ بتغیر آلات مردی شوہر اپنے سے -

"حق"
ہندوستان کا واحد اسلامی
باتصویر ہفتہ وار

سیسل ہوٹل کا سین (۱۹ مئی ۱۹۲۷ء)

لارڈ ونٹرٹن :- اجی اُٹھو - اینٹھا سنگھ - تم بڑے کم ظرف ہو - ایک چلو مین اُلّو ہو گئے - مین ہند - نان کا جام صحت پیتا ہون"

جان بل :- ہون - ہون - اسے کون ہے؟"

لارڈ ونٹرٹن :- مین ہون بھائی - اللہ اللہ ہندوستان کی طرف سے یہہ غفلت ! یار دسمبر ۱۹۲۹ء قریب ہے اب تو جیتو"

دنیا یا انگلستان کو ویران ہوجائینگے بیوہ خانے
چند ہی روز مین اور ہوجائیگی نجات چند ہی روز مین
بیوہ پروری سے اور نہ بڑھیگی تعداد لاوارثیون کی بیچ
قوم کے اور نہ دقت ہوگی کسی مرد کو بیچ کرنے پرورش
اولاد صغار اپنی کے باینمعنی کہ جب نکل جاے گھر سے
زوجہ برائے نفقہ مرد کے تو لازم ہے واسطے شوہر کے
کہ نہ جانے دے وہ اپنے تئین بیچ ڈاکٹر خانہ قلب ماہیت
کے عورت اور پلائے تھن تلے کا دودھ اپنے چھوٹے بچے
ساتھ ماتا اپنی اور اپنی زوجہ کے مشترکا۔

امابعد پس معلوم ہو سائل کو کہ ۔

(۱) اگر بن جائے ہندہ عمرو بیچ شب عروسی اپنی کے
قبل خلوت صحیحہ واقع ہونے کے تو لازم ہے زید کے تئین
کہ فوراً پڑھدے صیغہ اُخوت ساتھ زوجہ اپنی کے تاکہ
ہوجائین وہ دونو بھائی جیسے تھا او اور نہ رہے کوئی بار
مہر کا اوپر گردن شوہر جواہ مخواہ کے ۔

(۲) اگر بعد ظہور آلات زوجیت گشن کے قبول کرے
ہندہ زوجیت کو زید کی تو ہر آئینہ تحقیق کہ کچھ مضائقہ
نہین تحمل بار نفقہ مین زید کے یے ولکن صورت مرقومہ
مین لازم ہوگا اوپر زید کے کہ بدل دے وہ کلمات محبت
اپنے کو ساتھ لہجہ مردانہ کے لیئے کہ وہ بیوی اپنی کو بیوہ

اور کہے وہ بجائے جانی کے جانو اور بالعوض پیاری
کے پیارو ہو اور مجہول کہ یہ صیغہ آپ وضع کیا گیا
ہے واسطے جمع بین التذکیر والتانیث کے جیسا کہ
نہین ہے درمیان صیغہ متکلم کے فرق تذکیر و تانیث کا
اور جیسے نکاحنامہ اپنے کو باین الفاظ کہ نکاح کیا مجہ زید
مرحوم الوصال نے نکاح مکرنے کر ساتھ زوجیہ مردانہ اپنی
مساۃ ہندہ کے ۔ بمہر و بلا مہر پہلے عورت بنکے پھر مرد بنکے
کرکے پس ہوگیا مین شوہر اوسکا اور وہ شوہر میری ۔
اور ہوگئے ہم دونو زوجین بلا امتیاز تذکیر و تانیث ۔
اور عائد ہوا مہر مجہ ناکح کا اوپر منکوحہ ناکح نما کے جیساکہ
عائد ہوا تھا مہر مجہ ناکح پہ منکوحہ ناکحہ کا بیچ شب زرگردان
کے ۔ اور بوجہ تعارض کے ساقط ہوگیا ۔ بار مہر ہم دونون
کی گردنون سے ۔ اور باقی رہا بار نفقہ کا اوٹھانے کیلیے
مجہ گردن شکستہ کے ۔ جب تک کہ نہ بن جاے زوجہ میری
شوہر کسی دوسری عورت کی ۔ نکاحًا دائمًا شرعیًا مساویًا
نافذًا عاریًا عن طرق الفساد والبطلان خالیًا عن
نواقص الزائدگی والپروان ۔ علی سبیل الدھا
چوکڑی والعیان لا علی سبیل الگپ چپ والکتمان ۔

(۳) نہین وارد ہوا ہے کوئی حکم بیچ جبر کرنے
شوہر کے شوہر پر ۔

(۴) ہو سکتا ہے مذاکرہ درمیان شوہر اور زوجہ کے
اگرچہ ہو جائے زوجہ کسی وجہ سے مرد بشرطیکہ نہ واقع
ہو کوئی جوتی پیزار بوجہ مرد ہو جانے زوجہ کے اور
عارض ہونے فاصلہ سرکش کے بطور عارض ہونے
تمادی کے بیچ قرضے کے ۔

(۵) البتہ پردہ کریگی ہندہ تشبیہًا مردانگن زنان
نامحرم سے اور نہ پردہ کریگی مردان محرم سے بوجہ رفع
خوف اضاعت عصمت ۔

(۶) او رنکال سکتی ہے قدم ہندہ بدون اجازت
اپنے شوہر غائب و ناظر کے گھر اپنے سے ۔

(۷) اور اگر ہوجائے ہندہ عمرو بعد جننے چند عدد
چھنگی پوتون کے تو نہین ضرورت ہے طلاق کی درمیان
اوسکے اور زید کے ۔ اسلیے کہ نہین ہے طلاق فیما بین
دو مردون کے ۔ اور شکر کرنا چاہیئے زید کو کہ زبردستی
چھٹی پائی اوسنے برائی کُھپات مستعمل فرسودہ زوجہ سے

بغیر کسی جوتی پیزار تھکا فضیحتی کے اور کھل گیا راستہ
واسطے فرش بدلنے اوسکے کے بدون ٹن بین اور گیا چھوڑا
کے ۔ بالمعروف والاحسان ۔ اور مل گئے اوسے بچے اور
بڑھی اوسکی نسل اور پیدا ہوگئے اون بچون کے لیے
دو باپ ۔ اور ہوگئی ہندہ بذات واحد قائم مقام الذین
کی اور جمع ہوگئے ہندہ مین اوصاف امان اور اباسکے
فی محل واحد ۔

(۸) ظاہر ہے جواب اسکا نمبر ۷ سے لیکن تقسیم ہو جائیگی
مدت عدہ اوپر زید و ہندہ دونون کے اور پڑھینگے وہ
دونون صیغہ عدہ کا بجائے صیغہ طلاق کے باین نیت
کہ پورا کرتے ہین ہم دونو شامت زدہ عدہ گردش تقدیر
نرآفرین کا لیجذاعن المضاجعۃ اللہ اکبر ۔

(۹) پیدا کرنا پڑینگی دودو چھاتیان اوپر سینون
اپنے کے قاضی شرع اور زید دونون کو تاکہ نہ ضایع ہو نسل
انسانی ۔ بلکہ پیدا کرنی پڑینگی چھاتیان لی میونسپلٹی کو اوپر
سپاٹ سینے اپنے کے کیونکہ جب لیتی ہین وہ ٹیکس گھوڑے کا
واسطے پلانے پانی کے تو کیون نہ بنیگی وہ گھوڑا لی واسطے

حسب ارڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب ظہیر الدین (؟) رشاد صاحب بہادر منصف سلطانپور

نوٹس نسبت دکھانے وجہہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر امیٹھی مقام سلطانپور

مقدمہ نمبر ۱۶۸ سنہ ۱۹۲۶ء

اندرجیت سنگہ وغیرہ

بنام

رگھوبر دیال سنگہ وغیرہ

بنام باگ سنگہ و راجپت سنگہ پسران گیادین سنگہ ساکنان
موضع طرگی پرگنہ امیٹھی تحصیل امیٹھی ضلع سلطانپور حال وارد
شہر کانپور گوشیا محل

ہرگاہ مسمی مدعی نے درخواست اس عدالت میں گزرانی کہ ڈگری قطعی کیجاوے
لہذا آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ
سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۱۸ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء اس عدالت میں حاضر ہو
اور درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور یکطرفہ

فیصلہ کر دی جائیگی ۔

بتاریخ ۱۸ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔
وقت حاضری ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک دستخط حاکم
دستخط انگریزی (؟)
مہر عدالت

روزنامہ حقیقت مین انقلاب عظیم

الحمدللہ گذشتہ چار سال مین روزنامہ حقیقت نے اپنے بیش بہا
مضامین کی بناپر اسقدر ہر دلعزیزی اور کامیابی حاصل کرلی ہے کہ اب
۱۵ مئی سے روزنامہ حقیقت ۲۰×۳۰ کے بجائے بڑی تقطیع ۲۲×۳۰ پر شایع
ہوگا اور پہلا پرچہ حقیقت کے تمام سابق موجودہ خریداروں کو بطور نمونہ
ارسال کیا جائیگا ۔ پہلا پرچہ کم از کم پانچہزار کی تعداد مین شایع ہوگا ۔ جو
ہر حیثیت سے نہایت ہی دلآویز ہوگا ۔

ایجنٹ صاحبان کو ۱۰ مئی تک جس تعداد مین پرچے درکار ہون انکی
قیمت بھیجدینا چاہیے اور آئندہ کیلیے مستقل معاملت کرلین ۔

مشتہر صاحبان کو اپنے اشتہارات اور ۴ روپیہ فی صفحہ کے حساب سے
اجرت ۲۰ مئی تک بھیجدینا چاہیے ۔ اس اجرت مین کوئی کمی نہوگی ۔
نمونہ کیلیے جلد فرمائش کیجیے ۔

مینجر روزنامہ حقیقت لکھنؤ

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
اودھ پنچ لکھنو
غذائے روح
معدن النغمہ
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گرامیفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اون گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنو
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنو
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوریون کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہین نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ عمر گئے سے اوا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
باسانی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ۶۰۰ صفحہ مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنو
حصہ اول کی قیمت بہرحال ذمہ خریدار۔

جلد ۱۲ نمبر ۲۰

مضامین غیر

(جمعہ ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء)

اپاہج یعنی شہزادہ

(ایک انگریزی ناول کا اقتباس)

"یورپ میں بھیک مانگنے والوں کے پیچھے چھپنا (قانون) نیا نہیں ہوا تھا۔ یہ قصہ اوسوقت کا ہے"

سید مظہر علی نوز رکنڑہ پٹنہ

شام کا وقت ہے۔ سیر گشتی کرنے والے گھر سے نکل پڑے ہیں۔ دو میرزا منش انگریز ایک بھیک منگے کے قریب سے گزرے۔

فقیر "اللہ بھلا کرے" "خوش رہیے آباد رہیے"

پہلا "(جیب میں ہاتھ ڈالا) ارے یہاں تو کچھ بھی نہیں دوست اگر تمھارے پاس کچھ زر نقد ہو تو دلواؤ"

دوسرا "کیا کروگے؟"

پہلا "اس غریب کو دونگا۔ دیکھو بیچارا سردی کے مارے اینٹھا جاتا ہے۔ اسکی مدد کرنی چاہیے"

دوسرا "ہا ہا ہا (قہقہہ) آپ بھی مجھے کچھ وہ معلوم ہوتے ہیں۔ اجی حضرت آپ اسے جانتے بھی ہیں؟"

پہلا "نہیں۔ مگر جان پہچان کی خیرات میں کوئی ضرورت نہیں"

دوسرا "بجا فرمایا۔ اجی جناب یہ ہندوستان کا شہزادہ ہے"

پہلا "کیا! ہندوستان کا شہزادہ۔ اماں کیوں دل لگی کرتے ہو۔ اچھا خاصہ یورپین ہے آپ اوسے ہندوستانی شہزادہ کہتے ہیں۔ لاؤ۔ بس اگر کچھ جیب میں ہو تو دے دو۔ باتیں نہ بناؤ۔ فرض کرو کہ وہ ہندوستانی شہزادہ ہی سہی۔ اب تو ہمیں اسکی مدد ضرور کرنی چاہیے۔ اسلیے کہ ہم انکی بدولت مزے اڑاتے ہیں"

دوسرا "اسی سے تو مینے کہا تھا آپ مجھے کچھ یونہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ مینے کب کہا کہ یہ یورپین نہیں ہے۔ اجی ہے تو یورپین مگر ہماری اصطلاح میں ہندوستانی شہزادہ" ہر کاہل مفت خور ہاتھ پاؤں والے اپاہج کو کہتے ہیں جو بیٹھا پلنگ کے بان توڑتا رہے اپنا کام خود نہ کرے۔ ایک آدمی تسلا لیتا لائے۔ دوسرا ہاتھ منہ دھولائے۔ تیسرا بالون میں کنگھی کرے۔ چوتھا آنکھوں میں سرمہ لگائے۔ پانچواں اچکن پہنائے۔ چھٹا جوڑا (بوٹ) جھاڑ پونچھ کے آگے رکھے۔ ساتواں بغلوں میں ہاتھ دیکے اوٹھائے۔ آٹھواں چھڑی ہاتھ میں دے تو حضور استادہ ہوں پھر دو قدم چلنے کے بعد بینس پر چار کے کاندھے چڑھیں۔ اور اوسی مکان کے بیت الخلا تک پہونچیں۔ اس خوشبودار بخارخانے کا انتظام دوسرے عملے کے سپرد ہے جنھوں نے بینس سے پاؤں نیچے اوتارا۔ دو خدمتگاروں نے "بسم اللہ" کا نعرہ لگایا۔ دو نے بغلوں میں ہاتھ دے کے سہارا دیا۔ ایک نے قفل چوبی در بار بیت الخلا میں حاضری کے واسطے آگے بڑھائی۔ دو نے نیچے جامے کا گھیر سنبھالا۔ دو نے عود سوز عنبر سوز ہاتھ میں لیے۔ مشعلچی ساتھ ساتھ ہیں۔ خدا خدا کرکے ڈیڑھ گز راہ طے ہوئی اب باری داروں ساتھ چلیں۔ پیچوان قفل منڈھی ہوئی چوکی پر رکھا گیا۔ ایک باری دار نے کمربند کھولا۔ دوسری نے آفتابہ رکھا تیسری نے ہمدم (پیچوان) کی نہال ہاتھ میں تھامی۔ چوتھی نے عود سوز عنبر سوز میں سوزگی کا لپٹا جھونکا۔ پانچویں نے عطر کا قرابا کھولا۔ چھٹی نے مورچھل اوٹھائی۔ ساتویں نے پنکھا جھلا۔ حضور چوکی پر اکڑ دو بیٹھے اگر سرکاری فضلہ کا نقیب کچھ بآواز بلند پکارا اور آن بدولت واقبال کے پیٹ سے برآمد ہونے کی خوشبودار اطلاع دی تو سب بیک آواز چیخ اوٹھے "صحت! صحت!! اہلاً وسہلاً ومرحبا!!!" اب حقے کی گڑگڑ ہے اور پنچانے کی دھڑ دھڑ۔ پھر بالجہر وبالاخفات (بلند وآہستہ) صدا پر "ویلکم نہیں" "ویل کم" کی سلامی۔ یا اگر کانکھنے کو تھنے کی نوبت آئی اور قبض نے کچھ دشواری پیدا کی تو "دستہل یا الٰہی" اور "سہل اللہ لک یا عزیز" کا وظیفہ ہے۔ قصہ مختصر بعد فراغت ایک نے آفتابہ لیا دوسری نے ہاتھ نیچے بڑھایا تیسری نے دوسرا آفتابہ بہشتی سے لیا اور حضور کا پنید اما نجھنا شروع ہوا۔ مشکیں دو دو میں لنڈھ چکیں تو منا شعت ومنادیل (تولیا) کار گزار جھگڑا چلا۔ آخر حضور کمربند بندھواتے برآمد ہوے۔ اور پھر اوسی طرح واپس تشریف لائے۔ آتے ہی مسند پر ڈھیر ہو گئے۔ مصاحبوں نے گھیرا۔ داستان چھڑ گئی یا چوسر بچھ گئی۔ دو ایک بازیوں کے بعد جن میں حضور نے پانسا پھینکنے کی زحمت بھی خود گوارا نہیں فرمائی۔ خاصہ آیا۔ ہنگامہ آگے روشن چوکی دستی کیتی پیچھے دار وغہ مطبخ اور سر بھر خوان۔ دسترخوان بچھا نوش خوار گرد جمع ہوے۔ حق الناظرین کے نوالے نکلے۔ داروغہ نے ہر ایک قاب سے ایک ایک چمچہ علیحدہ نکال کے پہلے خود چکھا اوسکے بعد حضور کی باری آئی۔ کچھ اپنے ہاتھ سے کھایا کچھ دوسروں نے دعائیں پڑھ کے کھلایا۔

یونہی زندگی تیر ہو گئی نہ جسمانی ریاضت سے کام نہ جائداد کے انتظام سے غرض نہ اپنے متملکات کی اطلاع۔ علم وخرد سے عداوت۔ کار عبث سے رغبت۔ انہیں سے جو کوئی اپاہج نہیں۔ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے دانا بینا ہے جائداد کا انتظام کرتا ہے۔ حساب کتاب جانچتا ہے فضول وقت ضائع نہیں کرتا وہ بنیا کہلاتا ہے۔ ہم چشموں میں اوسکا وقار نہیں ہوتا۔

اب تم ہی انصاف کرو یہ بھک منگا ہندوستانی شہزادہ ہے یا نہیں۔ دیکھو موٹے موٹے ہاتھ پاؤں ہیں خدا نے ڈیل ڈول درست بنایا ہے۔ کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مگر دوسروں کے گلے کا ہار بننا چاہتا ہے۔ تم اسکی مدد کے لیے بے چین ہو۔ قرض لینا چاہتے ہو۔ تمھارے سے کچھ دلے دس پانچ اور پیدا ہو جائیں تو ایسے شہزادوں کی وہ بھرمار ہو کہ الٰہی توبہ۔ اجی ہوش کی دوا کرو۔ انگلستان کی چند یا یونہی شہزادوں کے بوجھ سے بلبلی ہو رہی ہے۔ جب بغیر کمائے کجائے روزینہ مقرر ہو جائیگا تو یہ شہزادے بے وقوف ہیں جو کوئی دوسرا طریق معاش تلاش کرینگے؟

راوی "یہ افسانہ پرانا ہے اب نہ باد شکم کا یوں استقبال ہوتا ہے۔ نہ تن پروری کے واسطے بڑی بڑی جاگیریں ہیں۔ مگر اصطلاحی شاہوں اور شاہزادوں کی پھر بھی ہندوستان میں کمی نہیں۔ بہ رنگی کو سب ہی "تیری اماں بھی گلچھار (گلزار) تیرا باوا بھی گلچھار تیرا بیا بھی"

حتیٰ کہ کوئی شعین تیپین تو سفر کرے ہماری بلا جہان
پڑا رہے وہی وطن ہے ؎

ہدین بزم از نو اسنجان چو بیابی بہ دانگو شم
چو مطرب شوو نشین و جرہا ثاکن

بس کی گانٹھ حب شفا نہین ہوتی یمینی چھری کو ئی
مینکے گی ہیوہ تسم نہین۔ اب فلسفہ و حکمت سے معدہ
کی آگ نہین بجھتی۔ افلاطون اور سقراط کے اقوال
روٹی دال نہین ہین۔ اپنا یہی قول ہے کہ بس نہ چلے تو
بیٹھ کے زمانے کے حال پر چشمے لگا ؤ۔ ارے ہان
گوری گوری ران کیا جو پڑا کیا میدان "

مگر آپ جانیے یہ رونا ہے ہمارا فیصلہ تسلیم کیون
کرنے لگی ہو نہین رونا پسند ہے تو بسم اللہ۔ آنکھون
سے گنگا بہائین۔ خود بھی روئین دوسرون کو بھی رُلائین
باقی باقی۔

راقم۔ ایک رفیع الخیال

موتیا بند یعنے تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء)

صفحہ ۲۶۸ تک حضرت مصنف علام نے غالب کا نصف
دیوان بھر دیا ہے۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ناسخ و آتش مین
جتنے عیوب آپ نے نکالے تھے شلاً " ادا بندی۔ معاملہ
بندی۔ رعایت لفظی۔ سرقہ۔ ترجمہ " سب غالب کے
کلام مین بھی تسلیم کیے مگر اسطرح جیسے ایک آغا نے
حلوا سوہن کے دھوکے صابون مول لیا۔ اور دکان
پر بیٹھ کے کھانے لگے لوگون نے کہا " آغا صابون است
حلوا نیست " آغا بولے " بابا بگزار من صورت می خورم
مزہ ہیچ " جس شعر کا مطلب بھی حضرت کے دماغ مکارم گری
مین کبھی نہ سمایا ہوگا بلکہ جسے صحیح پڑھنے کی حضرت کو استعداد
نہین اوسے بھی " من صورت می خورم " کے تحت مین درج
کر دیا۔ اور جبکا مزہ سخن فہمی و فن شاعری کی استعداد
کا محتاج نہ تھا اوسپر خواہ مخواہ صفحہ کے صفحہ اچھے بھلے
کاغذ کے ردی بنا ڈالے۔ بچے لال بجھکڑ بن گئے جنھون
نے ہاتھی اور امرود دو چیزین پہلی مرتبہ دیکھی تھین اتفاقاً
کہین مرا ہوا گدھا پڑا تھا لوگون نے پوچھا جی لال بجھکڑ
بتاؤ تو یہ کیا ہے ؟ کہنے لگے " کاکن ڈالوا گر چگ لے

تو امرود ہے نہین ہاتھی تو ہئی "
یہ بھی ایک نیا عیب نظر ہے " ادا بندیان معاملہ
بندیان " کہین اچھی معلوم ہوتی ہین اور کہین بُری۔
رندگی اس شعر پر زنانہ خط کھینچتے ہین ؎

یہی کہہ کہہ کے رند روتا ہون
آنکھین بھوئین جگا دیا کس نے

اور غالب کے اس شعر مین علامت تذکیر نظر آتی ہے۔

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو
نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا راز دان کیون ہو

۲۷۹ سے بعنوان " متوسطین کا دوسرا دور " بعض
تلامذۂ آتش و ناسخ کا ذکر خلاف توقع تحسین کے
ساتھ کیا گیا ہے مگر یہ اوصاف ذاتی عینک کے
بتائے سجھائے ہوئے نہین ہین کچھ جلوۂ خضر اور کچھ شرح
دیوان طباطبائی کا مانگا جانچا صدقہ خیرات ہین۔
۲۸۲ تک یہی بھیک کے ٹکڑے ہین۔ اور ۲۸۷ تک
" تلامذہ مومن و غالب کا منتخب کلام ہے یعنے ڈھائی
ورقون مین۔ ذکی شیفتہ مجروح حالی و انور دہلوی
کے دو دو چار شعر نقل کر دیے ہین۔

۲۸۸ سے شعرائے ریاست رام پور کی دیکھ بھال
شروع ہوتی ہے یہ باب ہفوات کا معدن ہے اور
ہمین اون شعرا کی جانب سے دفاع کرنا ہے جو بیچارے
اب قبرون مین پڑے ہوئے کہہ رہے ہین ؎

خدا ہی اس چپ کی داد دیگا کہ سہتے ہین سنتے ہین
اجل کے مارے ہوئے بیچارے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

پہلا مصرعہ کسی کے علمی موتیا بند کا شاہد ہے۔ دوسرا اپنی
بے زبانی کا۔ اور اسی ذیل مین اکثر نکات شاعری بھی
بیان ہونگے جن کے سمجھنے سے جناب مصنف شعر الہند
ہمیشہ عاجز رہین گے۔ افسوس ہے کہ نہ اوستاد امیر
مرحوم کا دیوان ہمارے سامنے ہے نہ حضرت داغ
وغیرہم کا کوئی دوسرا مددگار بھی نہین ہے لہذا ہم اونہین
اشعار پر تبصرہ کر سکینگے جو شعر الہند مین لکھے گئے ہین
وہ غلط ہون یا صحیح۔

اہل بصیرت نے اس تبصرے پر اظہار اطمینان و
امتنان فرمایا ہے وہ کہتے ہین کہ جو دھوکے سخن ناشناس
حضرات کو اگلی شاعری کی طرف سے پیدا ہو گئے تھے

آپ نے با احسن وجوہ اونکا دفعیہ کر دیا ہے۔ اور
درحقیقت موتیابند زدہ والون کے واسطے ایک ایسی عینک
ایجاد کر دی ہے جسکا نظیر نہین ساس کا فوکس درست
کر دیجئے۔ یہ خطوط ہمین کرمی اڈیٹر صاحب " اودھ پنچ "
کے ہاتھون مل گئے ہین۔ حتے الوسع ہمنے تحقیق الفاظ مین
پوری سعی کی ہے نکات شاعرانہ کے انکشاف مین اپنی
قلیل استعداد بھر کوتاہی نہین کی۔ اگر کچھ کسر رہ جائے
تو اہل کمال سے زمانہ خالی نہین وہ خود زحمت اوٹھائین
اور ہاتھ بٹائین۔ خدا کے فضل سے جناب منشی امیر مرحوم
کے جانشین بھی موجود ہین حضرت داغ و جلال کے بھی
بھی۔ آخر یہ لوگ کیا کرتے ہین ! کیا یہ بھی ممکن نہین کہ
ہمارے نقص ہم پر واضح کر دین۔ ہم اون مین نہین جو
اپنے خیال کو معقول دلیل پر ترجیح دین۔ نقص کا تکملہ
یونہی ہوتا ہے۔ باقی آئندہ

راقم :۔ رفیع الخیال کمال

جمہور

یہ ایک بمبئی کا ہفتہ وار مصور پرچہ ہے۔ تا حال اسکے
دو نمبر ہمین پہونچے ہین۔ بظاہر نہایت معتدل پرچہ ہے
اور بڑی خوبی یہ ہے کہ فرقہ پروری کے ناجائز تعصبات
سے پاک ہے۔ آجکل فرقہ کی جنبہ داری اکثر جرائد کا وسیلۂ
رزق ہے ان جرائد کے مالک اور مولف بھک منگون کے
شاگرد رشید ہین۔ بھک منگے بھی یہی کرتے ہین کسی کی
ٹانگ ٹوٹی ہے تو وہ اپنی تیموریت کو جان بوجھ کے زیادہ
نمایان کرتا ہے اور دیکھنے والے کی نگاہ کا رخ زمین پر
اُتو کر کے اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ کوئی ٹنڈا ہے تو دست
شکستہ پر انیمی کے بچے کی طرح خوب کپڑا لپیٹا اور اوسی
ہاتھ کو راہ گزرون کے واسطے مشعل توجہ بنا تا ہے۔
ان جرائد کے مالک اور مولف بھی یہی کرتے ہین۔ اور
منتہائے بدبختی یہ کہ اکثر لیڈرون کا رویہ بھی یہی ہے۔
کوئی قوم کی قوم نہ بزدل ہوتی ہے نہ شجاع مگر لیڈر صاحب
ابتدا ؔ فرماتے ہین کہ یارو خدا کے فضل سے تمہاری جمعیت
زیادہ ہے تمہاری شجاعت ضرب المثل ہے تمنے اپنی پُھٹ
سے بڑے بڑون کی داڑھی جلا دی عالمگیر کا تاج چھین لیا

اوسکی فوج ہر مرتبہ نوک دُم بھاگی۔ اگرچہ عالمگیر نے
قلعے لیے لیکن بھلا تمہاری بہادری کے آگے اوسکا قلم
کی حقیقت ہی کیا تھی۔ جب ذرا سی دل لگی ہاتھ آئی تھی
کارون سلسلہ ٹھنڈے ہاتھ پر توجہ کی باو شکست خوردہ
دل لانے کا بہانہ ڈھونڈنے لگے یا چوٹ کر بیٹھے۔ تو
پھر ٹھنڈا ہاتھ یون بلند ہوا کہ تا ازل کے بے غیرت ہو۔
تم مین اپنے اسلاف کی خوبیون کا ادنے شائبہ نہین رہا۔
ابھی تم ڈنڈے باندھو اور اپنی استیون کو شمشیر زن
بناؤ۔ ہائے تم مظلوم ہو مگر باوجود کثرت و جمعیت تم ہی
کو ہزیمت ہوتی ہے۔ بس یہی علاج ہے۔ اگر مسلمان
لیڈر رہو تو وہ پہلے اسلام کا ڈنکا بجاتا ہے اسلاف کے
کے فاتحانہ کارنامے سُنا کے جوش بڑھاتا ہے جتلاتے سمجھتے
ہین کہ ہم مین کا ہر ایک فرد محمود غزنوی اور بابر ہے
ان ہندوؤن کی حقیقت کیا ہے ادھر یارون نے
مونچھون پر تاؤ دے کے تیور بدلے ادھر گابھنی گابھ
ڈالدینگی یعنی جو تمام ہندو کلمہ نہ پڑھنے لگین تو
جب ہی کہنا۔ مگر جب اس غرور نے چند بار پٹنا لا بجوایا
تو آنسو پونچھنے کے لیے رومال لے کے دوڑے لگے غل
مچانے کہ ہائے ہائے پٹ گئے۔ جنجھی ہاتھ نہ لگی۔ ارے
ہم تو ہمیشہ کے مظلوم ہین۔ دیکھو یارو یہ لنگڑی ٹانگ
اور اس لنگڑی ٹانگ کے طفیل دلواؤ چندہ۔ ذرا
میان لنگڑدین چال تو دکھاؤ۔ دیکھ اے بے غیرت
قوم اے بے حمیت ملت اس طاق جفت کھیلتے ہوے
کولے کا تماشا۔ یہ تنظیم نہونے کے نتائج ہین تو ہمیشہ
یونہی جوتے کھاؤگی اور یہ اجنبی ناسپاس حکومت
جسنے ہمارے ہاتھون سے اس ملک پر قبضہ پایا ہے
یونہی چندیا کے گنبد پر منبت کاری کرواتی رہیگی۔
غرض جیسے لیڈر ویسے اخبار نویس۔ ہوا بگڑی ہوی
ہے سچی بات کہنے والے کم ہین اور جو ہین اونھین
خسارے کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اسلیئے کہ وہ ہوائے
ملک پر قبضہ رکھنے والے لیڈرون کی متابعت نہین
کرتے بمبئی کا یہ نونہال خدا کرے جمہور کا دماغ راہ راست
پر لا سکے۔

اس پرچے مین تصویرین بھی ہوتی ہین چنانچہ
دوسرے نمبر کے دوسرے صفحہ پر مصر کی حقانہ دو تا وتیذی
ذکیہ سلیمان کی تصویر ہے جسکو دیکھ کے ہمارے دوست
خواجہ حسن نظامی "لیت الشباب یعود" کا وظیفہ پڑھنے
لگے تھے جو اقبال خواجہ یورپ کے فیشن کی مناسبت جسم کے
ہر حصہ سے (بلا استثناء) فوارے کی طرح ابلی پڑ رہا اور اسکی پھوار
چارون طرف برسی "فورنگ" کہتے ہین کہ خواجہ کی بوڑھی مہی کو
بھی توبہ کی ضرورت پیش آگئی تھی بہرحال ہماری منشا ہے کہ جمہور
جمہور کی نگاہون مین وقیع ہو۔ تین روپیہ آٹھ آنے سالانہ
قیمت بھیجکر دفتر جمہور قریب جے جے اسپتال بمبئی نمبر ۸ کے
پتے سے منگوایئے۔

شطرنج کی چال

بھائی ایس ایس رندھاوا بھی غضب کے منصوبہ باز
ہین اگرچہ آپ بساط صحیفہ نگاری مین مُہرۂ شکست
خوردہ کی طرح کبھی جمے نہین ہمیشہ خانے کے باہر رہے لیکن
کھلاڑی بھلا کب باز رہتے ہین ایک بازی اوٹھی تو دوسری
بچھی۔ پہلے آپ سال دو سال کے بعد ایک آدھ نمبر کسی نہ کسی
مات خوردہ کے گلے منڈھ دیتے تھے مگر اب کہ شطارت نے
بڑھاپے کا رُخ دیکھا ہے عادت پختہ ہوچلی ہے آپ نے
ایک روزانہ پرچہ اسی نام کا نکال دیا ہے اور بالفعل سب
طبیعت بابا مزارہ کی اولٹی ہوی بساط کیجانب بگٹٹ
بھاگا چلا جاتا ہے۔ گویا قومی مصالح پر شخصی اصلاح قابل
ترجیح ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مہنت ہر نرائن داس صاحب اور
اونکے جانشین بھیا صاحب مین تعلقداری اور جائداد
کا جھگڑا چھڑا ہوا ہے۔ مقدمہ ابھی کچہری مین ہے اور
اوسکا کوئی فیصلہ نہین ہوا ہے۔ مقدمہ کی نوعیت ہمین
معلوم نہین اور معلوم ہوتی بھی تو بھلا کس کی شامت
ہے جو "توہین عدالت" کی ہمہ گیر اور "دامن دراز" دھوکل
زنجیر مین اپنی مشکین کسوائے مگر ہم ہمیشہ سے یہی سنتے
ہین کہ جائداد وقفی نہین ملک ہے اور اسی وجہ سے
اس کا ہر ایک مالک تعلقدارون کی فہرست مین درج
ہوا کیا اوسے کسی نے متولی یا سکرٹری نہین کہا۔

ہز ہولی نس رندھاوا کا رجحان اونکی تحریرون سے
اس جانب ہے کہ جائداد سکھون کی بساط شطرنج (اپتھان ہے)
اور اسکے ہر خانہ مین ایک مہنت کی چلیہ آمادگی ضروری
ہے۔ مگر اس شاہانہ کھیل کی تفریح کوئی اسپ کوئی فیل
کوئی پیادہ ہر چال [illegible] صاحب کا خیال صحیح ہو یا غلط
اسے کچہری والے کہینگے لیکن جیسے ہمارے معروضات ہز ہولی نس
صاحب بہادر [illegible] کچھ اور ہین۔

(۱) وہ دور قدیم روزنامے کے پہلے نمبر مین ہز ہولی نس "شطرنج"
کی بازی ٹل کا حال یون تحریر فرماتے ہین۔

"پہلا دور ۱۹۲۱ء سے امرت سر مین شروع ہوا۔
۔۔۔ اصل مقصد یہ تھا کہ سکھون مین ہو سکھ اسیون
کا فرقہ تھا ناجائز سیاست فیروا جب جوش کو
بالائے طاق رکھکر حکومت کے زیر سایہ ترقی کا
قدم اوٹھائے"

واقعی حکومت کے زیر سایہ ہر فرقہ ترقی کی سیڑھیون پر
کی طرح چڑھ رہا ہے۔ تمام ہندوستان مین آج ترقی ہی
ترقی نظر آتی ہے۔ کوئی زمین پر پاؤن نہین رکھتا جیسے
دیکھیے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ ہر ایک صوبے مین
ایسی ترقی کی جو تی بیزار ہو رہی ہے کہ واہی واہ ہز ہولی نس
کا یہ مقصد بے شک نہایت مبارک و مسعود تھا خصوصا
اوس زمانے مین جبکہ غریب اکالی پولیس کی ترقی یافتہ
مار کھا رہے تھے اور گوردوارون کی انتظامی اصلاح پر

"انتظار و نگرانی"

"وہ کچھ ڈوبتا تیرتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہاں تو یہ بونڈے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ارے! بوتل ہے۔ بوتل! اس میں ہوا بھری ہوئی ہے"

مسلمان "طمانچہ"
سکھ "باہرہ"
ہندو "پالٹ۔ یعنی لیٹ کے پاؤں اڑانا"

اڑے ہوئے تھے ضرورت ایسے ترقی یافتہ مقاصد کی بہت تھی مگر افسوس یہہ ہے کہ ہزہولی نس کا بنایا ہوا ترقی یافتہ پروگرام حکومت نے فاتحانہ قبول نہ کیا اور قیح ہوئی تو شترل یافتہ اکالیوں کی کہ جو اونھین کی مرضی کے موافق گوردوارہ بل تیار ہو گیا۔ اب نہین معلوم حکومت پنجاب نے یہہ خوبیت ہالی اکالی کیا معنی کہ وہ تو اس ترقی کی چال سے بے پرواہ ہے۔ بابین ہمہ آپ فرماتے ہین :-

"شکر ہے کہ ہماری آواز خالی نہ گئی۔ ۔ ۔ اوسی جو خواب غفلت مین پڑے ہوئے سور ہے تھے اونکی آنکھین کھل گئین اور اونھین جب "اکالی ازم" کا نایک پہلو نظر آیا تو اونھون نے ہماری حوصلہ افزائی کی ٹھانی اور شطرنج کا دفتر امرت سر سے منتقل ہو کر لدھیانہ آ گیا"

ہان ہزہولی نس صاحب ہمشہ ایک ہی خانے مین نہین رہتا۔ مگر یہہ حوصلہ افزائی کی نئی قسم ہے کہ امرت سر مین یارون نے رہنے نہ دیا۔ ہمین تو یہہ جبری آواز سے نیند غارت کرنے کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ امرت سر سکھون کا ایک بڑا مرکز ہے واللہ یہہ اچھی حوصلہ افزائی ہے جسکا اظہار باین الفاظ ہزہولی نس فرماتے ہین۔

"سرد مہریون نے اخبار شطرنج کو پنجاب کی سرزمین پر زیادہ دنون تک نہ رہنے دیا اور ہم ۱۹۲۷ء ہی لدھیانہ سے یوپی کے مشہور شہر آگرہ آباد مین چلے آئے۔ اور ہزہولی نس سری مہنت بابا دھرم داس جی۔ ۔ ۔ نے اس قومی اخبار کا خیر مقدم کیا۔ ۔ ۔ ۔ اور یوپی مین شطرنج کے دوسرے دور کا آغاز ہوا"

مگر کب تک؟ صرف "تین ماہ تک" واقعی مدت بڑی لمبی چوڑی ہے کسی رشی منی رسول پیمبر کو مشکل سے یہہ عمر ملی ہوگی۔

شری مہنت بابا دھرم داس جی کے اکھاڑے مین تین ماہ تک بساط آرائی کے بعد کیا ہوا؟ حضرت مقدس چلے آئے لکھنؤ۔ کیون؟

"ہم شری مہنت بابا ہرنرائن داس جی صاحب کے فیاضانہ کارنامے سن چکے تھے۔ آپ کے عطیات کی داستانین ہمارے کانون مین گونج رہی تھین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپکی تحریری اور زبانی ہدایت کے مطابق اخبار شطرنج کا حکومت نمبر نہایت شاندار طریقے سے نکلا۔ شری مہنت بابا ہرنرائن داس جی نے ہدایت فرمائی تھی کہ ایسے نمبرون کی تیاری پر جسقدر روپیہ صرف ہوگا اسکو وہ اپنی طرف سے ادا کرینگے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر چیلے اور گرو کی تنازعہ کی مجبوری نہوتی تو شاید وہ اس بار سے سبکدوش ہو جاتے"

گویا مطلب ہزہولی نس کا یہہ ہے کہ اس کار ثواب یعنے شطرنج پر جو روپیہ صرف ہوا تھا وہ چیلے گرو کی جنگ کی جھاڑی مین اٹک گیا (اخبارون مین نوٹس دیے گئے) اور اب وہ اٹکا ہوا روپیہ بغیر اس صورت کے نکل نہین سکتا کہ بلغ بابا نہارہ کا معاملہ پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ کیون ہزہولی نس ہے نہ یہی بات؟

مگر اس طلب و تقاضے کی ابتدا تو حکومت نمبر ہی مین ہو گئی تھی چنانچہ خوشامدانہ منظوم نوٹس مین بیکسی اور بے بسی کا اظہار یون کیا گیا تھا۔

کیون ہمارے واسطے اتنی ہے دیر
تیرے بھنڈارے سے اک عالم ہے سیر
کیون نہین سنتا ہے دکھیارون کی بات
مالک و مختار ہے یان تیری ذات
آفرین کہتے ہین تجھکو خاص و عام
قابل تعریف ہے سب انتظام
کیا ہوا اقرار تیرا کیا ہوا
دست گوہر بار تیرا کیا ہوا

ہائے ہائے خدا کسی کو مایوس نہ کرے۔ ارے بھلا کر بابا بھلا ہوگا دلوا سائین کو چھین کرور آدھ سیری اشرفیون کی چوتھائی۔ شطرنج کے خاص نمبر کا کنیا دان۔

ان واقعات سے ہمارے اعتراض کا مفہوم ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا یعنے ہزہولی نس کی نیت اگر صادق اور صحیح ہوتی تو اونھین ہرگز اتنے پاپڑ نہ بیلنے پڑتے۔ پہلا خانہ اکالیون کی مخالفت اور حکومت کی خوشامد۔ دوسرا خانہ لدھیانے کے اداسیون کی السرد معلی۔ تیسرا خانہ مالی نقصانات چوتھا خانہ مہنت بابا دھرم داس کے اکھاڑے مین بلائے دھتا دینا۔ پانچوان خانہ مہنت بابا ہرنرائن داس پر ڈھنی دینا۔ چھٹا خانہ مایوسی ساتوان خانہ تقاضا آٹھوان خانہ گرو اور چیلے کی جنگ سے فائدہ اوٹھانا اور اوسکا نام اصلاح رکھنا نوان خانہ اپنے محسن بابا ہرنرائن داس کو برا بھلا کہنا۔ دسوان خانہ قبل از انفصال مقدمہ پروپاگنڈا زنی۔ (باقی خانے پھر گنے جائینگے)۔

اس سے زیادہ معزز پیشہ اخبار نویسی کی تذلیل اور کیا ہوگی۔ منہ چڑے فقیر بھی یہی کرتے ہین۔

یور ہولی نس! حکومت نے اتنی خوشامد پر جب سخاوت نہ دکھائی تو گرو اور اوسکے جانشین کی مذمت اور ہجو سے حضور کو کیا نفع پہونچیگا؟ آپ کی قسمت سے حکومت پنجاب بھی کنجوسون کی نانی نکلی اور یہہ دونون بھی کنجوسون کے باوا بن گئے۔ حضور کی ان چالون سے اخبار نویسون کی پوری صنف بدنام ہوگی اور اونکی دھاک مین فرق پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یہی اندیشہ انجانب کو یور ہولی نس سے تخاطب پر مجبور کرتا ہے۔ بایں معنی کہ دفاع ضروری ہے۔ آئندہ نمبر مین ہم دوسرے اعتراضات کی توضیح کرینگے۔

راقم۔ آبروئے جرنلزم

نامۂ وڈرو ولسن

بنام

مسٹر جان بل

مائی ڈیر جان بل۔ یہہ عالم جس مین بندہ ساکن ہے

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی اکثر درخواستین آتی ہین اگر درخواستون پر ہیڈ ماسٹر کی تصدیق بھی ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی بجائے تین روپیہ کے عہ کا منی آرڈر قبول کیا جا سکتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ

عجب عالم ہے یہان انسان دیکھتا سب کچھ ہے مگر کچھ کر نہین سکتا۔ چہنا گرم والے اکثر ہمارے اور اپنی بنا کے نا بین میاں گرین کی خدمت انجام دیتے ہین اور اسطرح پچھڑے دن کو ملوانے کا ثواب کماتے ہین مگر یہان آکے طبیعت کچھ بدل جاتی ہے۔ چنانچہ میری بھی طبیعت بدل گئی یعنی مجھے اہل دنیا سے ملنے کی بالکل خواہش نہین خواہش کیون ہوتی؟ دنیا مین رہ کے بیٹھے کوئی مصیبت سہنی تھی۔ یہ کوئی اہم بات نہین کہ جب یورپ مین باہمی جنگ کا ستار چھڑا تو بیٹھے چور ڈھیلی کھونٹیان درست کرکے ستار اوٹھا لیا۔ پہلے تو بینڈ سورت جہانے کی بانگی دکھائی ہر طرف کی واہ واہ تحسین آفرین کے نعرے لوٹنے پھر رکھ کے جو کھونٹی مروڑی تو کئی تار ٹوٹ گئے۔ ستار بولا میاؤن۔ گتین ادھوری جھن جھنا گئی ہر سننے کہا۔ اوستاد ماموں بس نہ چھوڑو۔ ہائے وہی کالی کی گت ۱۱۱ پر۔ "ہر چہ بادا باد" میں دوبارہ تار جوڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا مگر تم نے اشارہ اشارہ شروع کر دیا۔ کبھی گردن ہلائی کبھی کھنکھارے۔ کبھی چٹکی لی کبھی ران مسلی۔ نغمہ ادھورا ہی رہا۔ اب دوسری جانب سے آوازے کسے گئے۔ کسی نے کہا اوستاد جی بانگڑ و بسی نے کہا انعام معقول مل گیا اب کیون بجانے لگے تھے مین محفل سے یکدم بھاگ کے وطن پہونچا۔ وطنی عقلمندون نے بُری طرح چھپا لیا۔ کوئی بولا آخر آپ کو دخل در معقولات کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کوئی طعنہ زن ہوا کہ حضرت ایک آزاد خیال ملک (امریکہ) کی ناک کٹوا کے تشریف لائے ہین۔ اب انکا انتخاب جمہوری صدارت کے لیے نامناسب ہے۔ الغرض تمہاری بدولت وہ عجیب و خفت ہوئی کہ پھر ہم چشمون سے نگاہ چار نہ ہو سکی اور آخر مجھے یہی بہتر معلوم ہوا کہ مادر وطن کی بغلون مین ہمیشہ کے لیے منہ چھپا لون سے

تم چاہتے ہو مدد کو آئے ماموں
کیا رو سے سیہ جیلا دکھائے ماموں
ہم کہتے ہی ہو گیا گلا جب بو بنگا
کس طرح سے راگ کوئی گائے ماموں

از کار رفتہ ستار مین ایک ہی تار رہ گیا یہ وہی تار ہے جسے تمہارا رشتہ بقا کہنا مناسب ہے۔ اسمین کلام نہین کہ تم استاد بجانے مین کامل ہو میرے بعد خوب خوب کمالات بڑے نام کیے مگر تم گاتے ہو اپنا راگ۔ اسے سنتے سنتے غیر تو غیر گھر والے بھی اکتا گئے انگریز کمیونسٹ پکارے "بس بس" تم نے سافٹ نہ کی ہاتھون کی تیاری زبردستی دکھاتے رہے۔ ہندوستانی سودیشی بازا سٹرانگ ساز ہائیکلاٹ نواز رہا جہا ق "ہند اکے لیے ماترو رکیے اب تو کان جھن جھنا گئے۔ جواب دو خدا رحرام ہے" تم نے سنی ان سنی کر دی۔ ریاستون کے مالک ہمیشہ سے نازک دماغ ہین تنے خبانہ روز اونکے کانون سے تو تنی بجر اسکے اکتا را بجایا۔ تار کی آواز پھر بھی خفیف ہوتی ہے وہ سب گئے تم سمجھے کہ خوش ہوے عقل مین کہنے لگے کہ ذری خوش گلوئی کی بانگی بھی دکھانی چاہیئے۔ مہاراجہ نابھا سے کہا ذری کان ادھر لانا جب کان تمہارے منہ کے پاس پہونچ گیا تو "ہمیشہ دلبر سو جان مبارک ہوے" بھینسا شہر آ۔ ہو توڑے راگ کیدڑی سپتک بینڈ کی تھا ٹھ جھینگری تال مین اسطرح گائے کہ مردے قبرون مین دہل گئے۔ اکالی طبلا اوٹھے۔ مہاراجہ نابھا کے بعد کئی اور مالکان ریاست کی سمع خراشی ہوئی۔ پھر عراق و حجاز کے نغمات سے مسلمان بہنائے۔ اسکے بعد افیمی چینیون کی پینک مین خلل ڈالا یہان ڈھونسے کی دھون دھون مین اپنی اوستادی کے کرتب کھائے۔ چینی "دور دنبک" کہہ رہے تھے کہ تمنے روسی گستا نگرون کے کانون سے "قرنا" پھڑا دی۔

ان واقعات کے اظہار سے راقم الحروف کا مدعا یہ ہے کہ جسے جو تار ستار مین چھوڑ دیا تھا وہ یقیناً تمہارے شغل تنہائی کی غرض سے چھوڑا تھا مگر تم اس کا استعمال بیجا کر رہے ہو۔ موسیقی کو لوگ غذائے روح کہتے ہین انکی دانست مین روح بھی معدہ رکھتی ہے۔ کیسی ہی جلد تحلیل ہونے والی غذا ہو جب تلے اوپر بے انکل ہین کے ساتھ ہر سٹے لوائے اوتارے جائینگے تو وہی اجیرن ہو جائیگی۔ تمہاری ان حرکتون کی وجہ سے اس عالم مین بھی مجھے آرام نہین ہے۔ آزاد خیالون کی روحین تمہارے واقعات سنا سنا کے مجھے شرمندہ کرتی ہین "دیکھو ذری اپنے دوست نجان بل کی حرکتین" اور مین جھینپتا ہون۔ روسی بظاہر ملک گیری کا ارادہ نہین رکھتے وہ خیالات مین انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہین تم عاقبت نا اندیشون مین اپنے شرکو پورپین بن کے "دھو تو ہے مجھے شامل رہتے ہو۔ سینری خیال کو گروہی عام ناراضی کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ گھر والے اہل محفل سبھی کا نون پر ہاتھ دھرتے ہین اور باہر والے بھی سورا خ گوش مین شیشیان دئے رہتے ہین سے

این تحفہ تا درست ناملے ہنگامۂ سخت سوستا کے
ہشیار باش۔ گذ ہائی۔

بقلم۔ فلاسفر

اصطلاحات سرکاری

جب حکومت کسی چیز پر محصول بڑھا کے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہہ چیت کاربار کی ابتری کی مزدوری ہے۔ مثلاً پہلے ڈاک بغیر رجسٹری جاتا تھا اور کبھی نہ کبھی وصول ہو جاتا تھا رجسٹری لازمی ہو جانے کے بعد خیال ہوا تھا کہ گم ہونے یا زیادہ دیر ہو جانے کی آفت کم ہو جائیگی۔ مگر صاحب وہ بھی کوئی انتظام ہے جسکے دام زیادہ ہون اور ابتری بھی ہو۔ آخر حکومت نے جو پوسٹ کارڈ لفافہ وی۔ پی۔ پارسل ہر ایک پر دام بڑھائے ہین تو کیا اس لیے کہ آپ کو اطمینان و راحت ہو۔ دام لے کے اس قسم کا خیال رکھنے والے کوئی احمق ہونگے۔ کیا بات ہے ہماری سرکار کی۔ پس اصطلاح رجسٹری در لغت حال بایں معنی است کہ اجورہ بسیار و کار ہیچ۔ ہمارے غیرت دار ہندوستانی پھر بھی وی پی لینے حماقت پر فدا ہین۔

التماس

اگر آپ اودھ پنچ کی علمی و ادبی خدمات سیاسی طرفداری خدمات سے خوش ہین تو دوسرون کو بھی اسکی خدمات سے مستفید ہونے پر توجہ کرنے ہاں آپکی کوتاہی کو بندہ تمام آپکی نہین بلکی جہان کہ عنگ سے نہایت استقلال کے ساتھ ایک ہی طرزیت خادم خودار ہا لہذا آپ کی خدمت بہے تو جلو عنایت مجھے جو صاحب خریدارون کی سالانہ قیمت خواہ رمانی یا قابل بھیجی بذریعہ منی آرڈر بھیجوائینگے ایک سال تک اودھ پنچ اونکے نام بلا قیمت بھیجا جائیگا۔ فقط

منیجر

رجسٹرڈ نمبر ا ۔ ۷۸۳
اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معارف النغمات
وہ بے نظیر کتاب جس نے ... گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا انکی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انکے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصۂ اول فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
کے چند فائل دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت معہ محصول المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔

جلد ۱۲ نمبر ۲۱

مضامین

(۱۳ر جون ۱۹۲۷ء)

دعویٰ بینی و چشم بر تملیک عینک

نیچرل شاعری کا نمونہ

ناک اور آنکھوں میں مسی۔ ایکدن یہہ جھگڑا ہوا
ملک عینک کسکی ہے اور کون ہے مالک بھلا

کان تب دونوں حکم اسکے مقرر ہو گئے
اور زبان نے کی وکالت جلد تا ہو فیصلا

ناک کیجانب سے تب بولی زبان یا حضار ہو
نوٹ کرے یہہ عدالت۔ ملک کا ہے ادعا

اور ثبوت اسکا یہہ ہے رہتی ہے عینک ناک پر
اتنی مدت سے نہیں تاریخ میں جسکا پتا

خود عدالت دیکھے عینک میں ہے ایسی ایک چیز
دونوں حلقوں کو نہیں ہونے جو دیتی ہے جدا

اور یہی چیز آکے جم جاتی ہے ایسی ناک پر
باد پا پر زین ہو جیسے کسی نے کس دیا

ایسے گزرے ہیں کہ جنکی ناک رخصت ہو گئی
ایسے آئینگے جو ہوں اس عضو عالی سے عفا

ملک کا وہ ادعا ظاہر کر سکتے نہیں
رو سے بے بینی نہیں اس فخر کے قابل ذرا

ناک عینک کیلیے بیشک بنی ہے دہر میں
اور عینک نے جنم ہے ناک کی خاطر لیا

ماسوا اسکے ہزاروں خوبیاں ہیں ناک میں
ہر کہ و مہ جن کو ہے اچھی طرح سے جانتا

ہے چلن بیداغ اسکا۔ پارسا ہے اس قدر
آئی ہے بے جفت یہہ۔ جاتی ہے یہہ ناکتخدا

نقص اس میں اس سے کبھی ہوا نہیں بنا میں ہے
قتل یہہ عشاق کو کرتی نہیں ہے بے خطا

گھورنا کرنا اشارے اسکا یہہ شیوہ نہیں
تاکنا اور جھانکنا مذہب میں اسکے ناروا

حرکتیں آنکھوں کی ہوتی ہیں سزا پاتی ہے یہہ
وہ کہیں گر زد گئیں کٹ جاتا ہے اسکا گلا

خاندان کی آبرو وابستہ اسکے دم سے ہے
یہہ نہو تو اٹھ نہیں سکتی ہیں آنکھیں برملا

یا بہ ہے یہہ قلعۂ سر کا جو ہے جائے دماغ
جسکی کوشش سے ہے علم و فن کا انجن چل رہا

باغ کے اندر ہیں گل اور یہہ ہے خوشبو سونگھتی
ہے پتیلی میں بگھار اور اسکو ملتا ہے مزا

قبل اسکے ہو کوئی جرم آکے داخل جسم میں
گندی اور ناپاک چیزوں کا یہہ دیتی ہے پتا

سچ تو یہہ ہے یہہ نہو موجود چہرہ پر اگر
کیسے استعمال ہو عینک بتا دیجے ذرا

پس باستقرار حق قبضہ عطا ہو ناک کو
بحث اب ہے ختم۔ بس اتنی ہے میری التجا

تب دیا آنکھوں نے یوں اس بحث کا اٹھکر جواب
ہمکو اس دعوے سے ہے انکار از سر تا بپا

اپنا قبضہ ہے پرانا ملک ہے اپنی قدیم
دیکھ لیجے لفظ عینک عین سے مشتق ہوا

ناک سے نسبت نہیں دیجے کبھی اولاد کو
قرۃ العینین۔ نور چشم کہنا ہے بجا

کچھ نہیں تخصیص عینک ساز ہو یا ڈاکٹر
قبل از تجویز عینک آنکھ ہی ہے دیکھتا

ناک کی پستی بلندی کو نہیں کچھ اس میں دخل
اس میں ہو گر شک ابھی لاؤں تمنا کو بلا

عہ حیدرآباد دکن کا مشہور ڈاکٹر۔

تال جو ہیں اصل عینک ہمارے ساتھ ہیں
کیا ہوا اگر ہم نے بانسے کا سہارا لے لیا

زندگی عینک کی وابستہ ہمارے دم سے ہے
ہم نہوتے گر تو عینک کو نہ کوئی پوچھتا

جبکہ آنکھیں ہی نہوں عینک ہے انکو کیا ضرور
ناک اکیلی کب ہے عینک سے اٹھاتی فایدہ

ناک کے ہونے نہونے سے نہیں کچھ ہم کو غم
ہم نہوں تو ناک کی جان پر ہے اندیشہ سوا

دیکھتے ہر چیز میں ہیں صنع خالق کی جھلک
جلوۂ قدرت نظر آتا ہے ہر صبح و مسا

بینئے بریم از حسن ظاہر ما بحسن معنوی
ہر دو حسن و قبح را دانیم از کار خدا

ذکر بینی سے سراسر خالی ہے ام الکتاب
یبصرون۔ البصر ... قرآن میں آیا جابجا

آنکھ کی محتاج علم و فن کی تحقیقات ہے
جسکے بل پر آج زمانہ ہے ترقی کر رہا

ناک سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا کبھی
ہم ہیں ایک عبرت کدہ اور ہم میں ہے جائے حیا

سیر گیتی ہو نہیں سکتی ہے آنکھوں کے بغیر
اور بغیر آنکھوں کے کب ممکن ہے پرواز ہوا

لطف دنیا فوت ہے بے شبہہ آنکھوں کے بغیر
چہرۂ نغز زندوزن کیسے نظر آسکے بھلا

گاڑیاں ٹکرائیں ہوں پامال انسان مثل مور
غرق ہو کشتی کہیں ... ناخدا

کل تجارت ساری صنعت ساری حرفت بند ہو
ختم جب زندگی ہو ختم درد ... تھا

کب امت جمعہ کی تفولیض اندھے کو ہوئی
کب زمانہ میں ہوا اندھا کوئی فرمان روا

بوے انسان بہہ ہے ہوجاتی مشام شیر میں
پس معین قتل انسان اسکو کہنا ہے روا

ہم نہوں تو کوئی بچ سکتا درندوں سے نہیں
ہم نہوں تو مار و کژدم کی ہوں سب انسان غذا

ہم نہوں تو خواب میں صورت نظر آتی نہیں
ہم نہوں تو سہرا نور کا نہیں ملتا پتا

ہم فنا ہونے پہ بھی کانوں کو توت دیتے ہیں
جیتے جی ہی ناک پہونچائے کسی کو فایدا

خوش رو یہہ اسکو ہم ہرگز سمجھ سکتے نہیں
جو کہ ہو دن رات آوارہ دن میں اٹھاتا پھرتا

بوے بد اور بوے خوش ہر دم ہیں دونوں ساتھ ساتھ
تیسری جو ہے سہیلی وہ ہے آوارہ صبا

پھاند کر دیوار آجاتی ہے بو دوڑی ہوئی
جسکو گھڑی رجھان یہہ بینی کا پاتی ہے ذرا

پارسائی پر ہے اتنا ناز لیکن سوچیے
کس لیے حیوان ہے مادہ کو پہلے سونگھتا

غور گر کیجے تو کچھ بھی اصل بینی کی نہیں
شامہ کو اسکے گھٹنے سے نہیں نقصان ذرا

چھوڑ کر فضلہ یہاں جاتا ہے وہ سوے دماغ
درحقیقت شامہ کا ہے یہی بیت الخلا

سنکے یہہ تقریر بولے کان ہو کر یکزبان
غور سے ہم نے سنا جو کچھ کہ دونوں نے کہا

کوئی بھی تم میں سے عینک کا نہیں مالک مگر
خود ہے عینک دونوں کی مالک یہی ثابت ہوا

دونوں آنکھیں اسکی تابع ناک ہے زیر اثر
اسلیے عینک ہوئی مالک تمھاری بے خطا

پس نہو تا تم کبھی عینک سے ہرگز منحرف
کر دیا دو ٹوک یہہ کانوں نے اسدم فیصلا

خفاش کرمانی وکیل

عہ دیکھیے آیۂ قصاص و الانف بالانف ... پنچ

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی اکثر درخواستیں آتی ہیں اگر درخواستوں پر ہیڈماسٹر کی تصدیق بھی ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچروپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی بجائے تین روپیہ کے ڈھائی روپیہ کا منی آرڈر قبول کیا جا سکتا ہے

منیجر اودھ پنچ

دیوان نوشاد

راجہ نوشاد علی خان مرحوم تعلقدار میلارائے گنج ہمارے صوبہ کے ایک مشہور رئیس تھے۔ آدمی خوش باش دوست پرور منکسر المزاج۔ آزاد خیال رنگین مزاج تھے۔ انکے دھوم دھامی مشاعرے آجتک لوگون کو یاد ہین۔ بڑھیون کی زبانی جو کہانیان ہم لوگون نے سُنی ہین اونمین سے فیصدی کچہتر کی ابتدا یون ہوتی ہے۔ "ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ" آنکھون کی دیکھی کہتے نہین۔ کانون کی سُنی کہتے ہین۔ عذاب ثواب کہنے والے کی گردن پر۔ اس بادشاہ کو خدا نے سب کچھ دیا تھا۔ لیکن بادشاہ بہی تھا کسی بات کی تھی۔ مگر اولاد کی طرف سے بدقسمت تھا ہزارون گنڈے تعویذ ٹونے ٹوٹکے کیے اولاد ہونا تھی نہوئی"

مرحوم کا بھی یہی حال تھا۔ مال خدا کا دیا موجود تھا اور اب بھی بحسب قانون فطرت دوسرون کے قبضے مین ہے۔ مگر "اولاد ہونا تھی نہوئی" اس اعتبار سے کہ شعرا اپنے طبعزاد کلام کو اولاد کا صحیح قائم مقام سمجھتے ہین ہم کہہ سکتے ہین کہ مرحوم کی اولاد موجود ہے۔ شیخ محمد جان شاد مغفور کہتے ہین ؎

اولاد نہین گو بہ خدا اشعار ہے اتنا نام چلا
دُنیا سے اونھون مین گھر صفت عالم مین کیسا نام چلا

اولاد اچھی بھی ہوتی ہے بُری بھی طبیعت کی مامتا اپنی بُری بکائی کو بھی عاق کرنا اور گھر سے نکال دینا پسند نہین کرتی اسوجہ سے نوشاد مرحوم کے طبعزاد مجموعۂ کلام مین بھلے بُرے شعر یکجا ہین۔ یہہ زادگان طبع نوشاد پندرہ سولہ برس تک بھونرے مین پلتے رہے اب بہ سعی انجمن اردو وبہ دستکاری محترمی جناب مرزا محمد عسکری صاحب بی اے خوشنما اور خوبصورت لباس مین باہر نکلے ہین۔

اس دیوان کا دیباچہ راجہ محمد اعجاز رسول خان صاحب بہادر سی ایس آئی تعلقدار جہانگیر آباد نے تحریر کیا ہے۔ یہہ مختصر دیباچہ اس طعن کا مستوجب نہین کہ "اپنے دہی کو کھٹا کون کہتا ہے؟" انصاف کے ساتھ دیباچہ نگار نے کلام نوشاد پر تبصرہ کیا ہے۔ اگرچہ یہہ دیباچہ حسن مذاق کی بیّن دلیل ہے لیکن تقسیم شاعری مین ترمیم کی ضرورت ہے۔ راجہ صاحب جہانگیر آباد فرماتے ہین "شاعری کی اصل مین دو قسمین ہین ایک دماغی اور ایک قلبی۔ دماغی شاعری ہمیشہ بے اثر ہوگی۔ مگر دل کی شاعری اثر مین ڈوبی ہوگی"

ہم کہتے ہین شاعری کی تیسری قسم ہے زبانی جسے نہ

میونسپلٹی کی عنایتین

"چنگی بھی رہیگی اور گھرون پر بھی دانت تیز ہونگے"

دل سے تعلق ہے نہ دماغ سے بالفاظ دیگر نہ عقل سے لگاؤ ہے نہ حواس سے یہ ایک تازہ ایجاد ہے اسمین دل و دماغ کے تصرف کو مطلق دخل نہین جو مُنہ مین آئے بکتا چلا جائے مثلاً ایک شاعر غزا فرماتے ہین ؎

شب موج وتازگی ہے سفر جہاز یعنی

"شب موج وتازگی" کے معنی اور ردیف "یعنی" کا برمحل استعمال محتاج فکر وتخئیل نہین۔ دل و دماغ کا احسان اوٹھائے آپ کی بلا۔ قلم اوٹھائیے اور کہتے چلے جائیے۔ تحسین و آفرین کی صدا ہر طرف سے بلند ہوگی ؎

شب موج وتازگی ہے سفر جہاز یعنی
کہ نشیب مرتعش ہے اثر فراز یعنی
وہ ترمرع شمی خون وہ تر جُبہ پامال
وہ بیاض صبح گردن وہ سُرین ناز یعنی
وہ حراک نشۂ آگین کہ فدا ہو جسپہ کش
کہ جس طرح دم قاز بدم براز یعنی
وہ بہم ستم کی غرّش جلا جس سے قلب ہمّم
کہ گداز جس سے ہیم جگر گراز یعنی
دل آرزو نمکدان بہ تیغ وصل عریان
رُخ دل بباد دادہ رہ ترک وتاز یعنی
وہ جہیدۂ مدوّر دہ گواہے سنبر مستول
دل آب مین ہے غلطان شجر پیاز یعنی

یہہ تو لزا تموّج ہے مزاج شر اتر خسائی کہ ہے نقوۂ برہنہ مرض گراز یعنی

دیباچہ کی یہہ فروگزاشت قابل عفو وچشم پوشی نہین خدا رکھے اس قسم لطیف کو جسکی بدولت "دُنیائے ادب" کی آبادی روز بروز ترقی پر ہے ہر ساعت ایک نیا مولود ماہوار رسائل کی گود مین آغون کرتا نظر آتا ہے۔ طرفہ یہہ کہ دودھ بھی ضامن نہین ہوتا اور نقش پر نقش بیٹھتا چلا جاتا ہے۔

یہہ نہین معلوم کہ "دیوان نوشاد" بقیمت ملتا ہے۔ اور انجمن اُردو (حکیم عبدالعزیز روڈ لکھنؤ) اس کی قیمت سے اپنا سرمایہ بڑھائیگی یا راجہ صاحب جہانگیر آباد مفت تقسیم فرمائینگے۔ فقط

عہ افسوس ایک ہی مصرعہ یاد رہا ۱۲

ضروری گزارش

خط وکتابت یا ترسیل زرچندہ کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیے۔ "مینجر"

ادب لطیف

بندہ پرور انجمات مورخہ ۲۰ مئی مین ایک "چلی گئین" چھپی ہے احمق چلی گئین کی مخاطبہ یا مشار الیہا مجہول ہے مگر قرائن اور علامات سے اوسکا پتا لگا لینا دشوار نہین۔ نظم دلچسپ ہے ملاحظہ فرمایئے۔ ہم یہ کہتے ہین کہ محاورہ حال یہ نظم دُنیائے ادب اردو مین ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ "چلی گئین" کی نسبت بہت وسیع ہے البتہ سلیقۂ سخن فہمی درکار ہے۔ ہم اپنی کم مائیگی و کوتاہ خیالی کے مقر ہین ممکن ہے کہ "چلی گئین" کی "فاعلات" کا صحیح مرکز جن سے چلے جانے کا فعل سرزد ہوا ہمارے احاطۂ عقل کی رسائی سے باہر ہو یعنی شاعر صاحب کے مقصودات کچھ اور ہی ہون تاہم ایک ظریف نامہ نگار نے قلم کا بانس رے کے الفاظ کے کنوین مین گھنگھولا ہے اسکا لحاظ فرمایئے۔ مطلع ہے ؎

وہ بے نقاب سامنے آکر چلی گئین
بجلی سی میرے دل پہ گرا کر چلی گئین

وہ کون ؟ ــــــ پریان ــــــ نہین ! چڑیلین ؟ ــــــ لاحول ولا قوۃ ! اونکی آمد کے واسطے شب کا وقت مخصوص ہے اور شعر مین کوئی تخصیص نہین !۔ اچھا۔ سندھ والی بالی (اقبالو ہی ؟) ۔ اون ہون وہ بھی بانکیجہ مشغول (معمور) ہین !۔ اچھا بچون کی والدہ ؟ ۔ ہان ممکن ہے ! مگر وہ جب آتی ہین تو تہہ تک پیچھا نہین چھوڑتین ۔ بھلا وہ "چل دینا" کیا جانین ۔ روز اول کی پھلول کی بات جداگانہ ہے۔ خیر یہی سہی ؎

سینے مین سو رہی تھین جوانی کی حسرتین
نظرون کی ٹہوکون سے جگا کر چلی گئین

ٹہوکیات تو کوئی کسی کو جگاتا نہین شاید مصرعہ یون ہے ؎

ٹہوکون کی ڈنڈیون سے جگا کر چلی گئین

آتو جی اسی طرح جگاتی ہین ۔ تیسرا شعر ہے ؎

تھا صبر کی شراب سے لبریز جام دل
بیدردین کے ٹھیس لگا کر چلی گئین

یعنے محتسب کی زوجۂ محترمہ ۔ چوتھا شعر ہے ؎

جادو سا کر رہی تھین نشیلی نگاہ سے
ساری سبھا کو اپنا بنا کر چلی گئین

ماخوذ از واقعات سابق اصغری بیگم حال خدا جانے کون دیوی ؎

یونان کے شوخ و شنگ کماندار کی طرح
ننھا سا ایک تیر چلا کر چلی گئین

یہ کوئی عہد شاہی کی اُردا بیگنی تھی مگر تھی بدتمیز آخر ننھا سا کیون چلایا ۔ کیا بڑا سا میسر نہ تھا تیر ؎

ایک ایک کو کنول ہی وہ سرشار انکھڑیان
مستی کے دو دو جام پلا کر چلی گئین

بے مروت اتنا مین ہی کر گئی ہین ۔ دو دو پلانا پڑے تو بھاگ نکلین ۔ اتنا نہین تو کمر بان سہی یعنی تلے کا پلایا اور چرائی پر چلدین ؎

دل کے اندھیرے گھر مین شعلۂ جمال سے
ارمان کا چراغ جلا کر چلی گئین

کوئی مشعلچن ہوگی ؎

میرے ہر اک خیال کی دُنیا بدل گئی
کچھ ایسا خواب مجھکو دکھا کر چلی گئین

یہ البتہ کوئی شطاح تھی ۔ ایسے خوابون سے خیال کی دنیا ضرور بدلتی ہے مگر اسکے ساتھ ہی اکثر لنگی بھی بدلنی پڑتی ہے ۔ لعنت بکار شیطان ؎

سینے مین ہلکی ہلکی نگاہون کے وارے
اک میٹھا میٹھا درد اٹھا کر چلی گئین

مشار الیہا کوئی ڈائن معلوم ہوتی ہے ۔ یا پھو ہڑ بد دماغ دائی ؎

رنج و الم کے حسرت و ارمان بھر کے
کیا کیا کھلونے دل کو دلا کر چلی گئین

ہان یہ ہے "ماستا اور شفقت" دل کا [illegible] اٹھنین لو یہ جوا یہ جھنجھنا یہ جھوے یہ چُسنی [illegible] مین چلدو۔ ایک کام سے جاتے ہین ابھی آتے ہین ؎

سرشار آنکھ نیند کی مستی خمار حسن
لاکھون شرابجا نہ لٹا کر چلی گئین

آوارہ کلوارن سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے ؎

آنکھین سی کُھل گئین کہ وہ منظر بدل گیا
پردہ سا سامنے سے اٹھا کر چلی گئین

یعنی بی محل دار ۔ لیکن ایک "سی" دو "سا" اور ایک "سے" مظہر ہے کہ بی محل دار نے فصاحت کو مرچین بھی کھلادین

یہ برا کیا ۔ پردے کا لٹکا دینا اگر منظر بدل گیا تو یہ ہر محلدار کا فرض ہے مگر کوئی محلدار مرچین نہین کھلاتی یہ عشق سے ناجائز استفادہ ہے ؎

کعبہ کا راستہ مرے دل سے بھلا دیا
بیت الصنم کی راہ دکھا کر چلی گئین

شدھی کا مسئلہ مذہبی ہے اسکا مقابلہ تبلیغ ہی کر سکتی ہے لہذا مشار الیہا کی تحقیقات ہم سے متعلق نہین ؎

اُن انکھڑیون کی یاد مین اس طرح مست ہون
گویا مجھے شراب پلا کر چلی گئین

افسوس "آنکھیان بڑی نعمت ہین" مگر تھی یہ کوئی کھٹکن انگو بیچنے آئی تھی خود چلی گئی انکھڑیان بھی لے گئی مستی افزا چیشم چھوڑ گئی یعنی مرنیا ۔ گوارا باد ؎

رنگین لباس کی "نظر آشوبیان" نہ پوچھ
محفل پہ اپنا رنگ جما کر چلی گئین

یہ کوئی "بیذت" ہوگی ۔ آشوب چشم مین ہلدی یا زعفران اور افیم کا رنگا ہوا کپڑا مفید ہے ۔ رمد رسیدہ خانۂ چشم پر اور کس کا رنگ جم سکتا ہے یون بھی کہہ سکتے تھے وہ گھڑا لگا کر چلی گئین ؎

ڈھرا رہا ہون ابتک اُنھی کے خیال کو
اللہ کیا سبق وہ پڑھا کر چلی گئین

اُستانی جی یا اُستانی جی !! الف زبر آ زیر ا پیش اُ ۔ دال پیش دُ چل دو ؎

وہ جس طرف چلی ہین اُدھر ہون چلا ہوئین
گویا وہ چلتے چلتے بُلا کر چلی گئین

کسے باشد مگر شاید چھچھوندون کا ڈنڈا ہاتھ مین تھا یا کوئی جادوگرنی ہو ؎

مجھکو کہ پہلے اپنی نظر مین کچھ اور تھا
کچھ اور سے کچھ اور بنا کر چلی گئین

متعلق ہے "ہولی" کے تہوار سے ۔ مقطع سنیے اور جان چھوڑیے ؎

کب آئین کب گئین مجھے اختر خبر نہین
ہان اتنا ہوش ہے کہ "بس آکر چلی گئین"

اتنی مبہم باتون کی ہم نے شرح کی اب ایک کا پتا آپ لگایئے ۔ شعر خود اپنے معانی کا ذمہ دار ہے ۔ ابی آپ تو ہین کو ڑھ مغز ۔ "بس آکر" کا الف بے قاعدہ نہین گرا ۔ اگر آپ "بساکر"

پڑھیں تو تشنج حل ہوجائے یعنی ہونہ ہو جانے والی یا گندھن ہے یا مسترانی۔ حضرت شاعر قابل تشکر ہیں کہ انھوں نے مذکورہ بالا اشعار میں سننے والے کے ذہن کو جکڑ بند نہیں کیا۔ شاعر کے اشعار وقعت ہوتے ہیں جو کوئی پڑھتا ہے وہی قائل اور متکلم سمجھا جاتا ہے لیکن ایسے شعر صنعتی کے پڑھے جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ اُردو شاعری کی جان پر رحم کرے "ادب لطیف کا گلا بند جس صنعت لطیف" کے ساتھ ہو تو گیا مگر معنوی و لفظی خوبیاں "چلی گئیں۔ ساری اوٹھا کر چلی گئیں دم دبا کر چلی گئیں انگوٹھا دکھا کر چلی گئیں"

راقم جغرا د باد الشعرا

شطرنج کی چال

نمبر ۲

(تتمہ ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء)

(۲) ایک شاعر صاحب کا تخلص کمبخت تھا انھوں نے کسی امیر کی شان میں بامید انعام قصیدہ لکھا مگر وہاں بیکرم امساک کے مرض میں مبتلا تھا کبھی کوڑی نہ ملی بارہا شاعر صاحب دربار میں حاضر ہوے اور دعاگوئی کی اہم خدمت انجام دیتے رہے۔ پتھر کی گائے میں دودھ کُل تھالین مین بوکھان۔ قصور تھا اپنے دل کا جسنے خواہ مخواہ امید دلا کی جو امیر کے پیٹ بھلایا تھا مگر اپنے قصور پر ندامت حضرت دل کی عادت نہین لہذا نا امیدی کی بھڑاس ہجو کی صورت مین نکالنے لگے۔ امیر صاحب نے یہہ کڑوے کسیلے گھونٹ بھی شربت کی طرح پیٹ مین اُتار لیے۔ "عوعو" کے جواب مین بھی ٹکڑا نہ پھینکا۔ آخر جناب شاعر دھونی رما کے ڈیوڑھی پر بیٹھ گئے۔ امیر صاحب نے ادھر ڈیوڑھی سے قدم باہر نکالا ادھر جناب شاعر کی صورت سامنے دکھائی دی۔ چند روز کے بعد امیر نے کہا "حضرت کمبخت آپ نے مدح مین قصیدہ لکھا مینے کچھ پروانہ کی پھر آپ ہجو پر اوتارو ہوے مینے اس کان سنی اُس کان اُڑائی اب کون سا مرحلہ باقی ہے جو آپ جم تھکو ہو کے بیٹھے ہین؟"

جناب کمبخت نے فرمایا "ابھی مرثیہ کہنا باقی ہے ممکن ہے کہ آپ کے جانشین مرثیہ اور تاریخ وفات کہنے کے بعد مدح و ذم کا چڑھا ہوا ہیورہ عنایت فرمائین۔ پس با انتظار ملک الموت احقر یہان بیٹھا ہوا ہے"

ہز ہولی نس رندھاوا پر غالبا اسی شاعر کا پرچھاوان پڑ گیا ہے شطرنج اخبار کا "حکومت اور ہندوستان نمبر" ۱۹۲۷ء مین نکالا۔ اس نمبر کے سرورق پر ہز ہولی نس مہنت بابا ہر نرائن داس کی شبیہ مبارک ہے۔ اُردو نظم و نثر تعمہ مذہبی صفحہ ۵ سے قبل رنگین تصویر ہے جیکے ذیل مین نام کے بعد "تعلقدار گدی نشین" کی تصریح انگریزی حروف مین ہے۔ پھر صفحہ ۱۰۲ کے بعد ایک پورا صفحہ مع تصویر انگریزی مین ہے یہہ گویا مدائح داوصاف کی گنگا ہے "جناب مقدس مخیر۔ رحیم۔ فرشتہ صفت۔ فیاض is a very true Deserved" اور دوسرے خوشامدانہ الفاظ سے یہہ صفحہ پُر ہے۔ اسی صفحہ مین ہز ہولی نس رندھاوا صاحب ظاہر کرتے ہین کہ شطرنج نے اس خاص نمبر کے مصارف (چالیس ہزار) کا بار مہنت صاحب نے اپنے اوپر انگیز فرمایا اور ہم نے اونکے حکم سے یہہ نمبر مرتب کیا۔ نمبر مرتب ہو کے تقسیم ہو گیا سیکڑون ممدوحون کی جنمین بعض نائب تحصیلدار بھی ہین شہرت ہوی۔ خدا جانے مشتہرین سے کیا وصول ہوا۔ ممدوحون نے کیا نذر کیا۔ کتنے نسخے فروخت ہوے۔ حکومت کے خزانۂ عامرہ نے ایسے آڑے وقت مین جبکہ اکالی سورما بشوق تمام ہتکڑیان بیڑیان پہن رہے تھے۔ نظم حکومت کا دیوالا نکل رہا تھا۔ ممدوح مہنتون کی روٹیون پر بن گئی تھی۔ غریب رعایا کی گاڑھی کمائی سے مُزدِ تصنیف [illegible] انی و دروغ بافی کسقدر ادا کی۔ لیکن گمان غالب ہے کہ مہنت صاحب نے چالیس ہزار کی رقم یکشت ادا نہین کی لہذا چند سال کے بعد زبان ہجو ادسی "مقدس تصدیق شدہ درویش" کی ذات پر بایں الفاظ روان ہوی۔

"دور حاضرہ کے نبض شناس صرف اونھین قومون مین زندہ دلی کی علامتین پاتے ہین جو تہذیب و شائستگی سے آراستہ پیراستہ ہون اور اون کی تعلیم معراج کمال پر نہ پہونچ گئی ہو مگر

شاید او نھین۔ ع

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

کے فلسفے سے عدم واقفیت ہے ورنہ شری مہنت بابا ہر نرائن داس جی صاحب مدظلہ العالی کی اندرونی لائف پر غرور چلبلا اور پھڑکتا ہوا ریمارک کرکے جنکا نامۂ اعمال اس پیرانہ سالی مین بھی لاکھون جوانون پر بھاری ہے اور جنکا راجہ اندر کے اکھاڑے کی طرح حسن انسانی کا سنٹرل بری خانہ بنا ہوا ہے

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

... ... شری مہنت بابا ہر نرائن داس جی (۱)

اقبالہ اس بڑھاپے کے ہوتے ہوے بھی اپنی طبیعت کا رنگ نہین بدلتے ...... یورپ کی لیڈیون مین ایک نیا فیشن یہ نکلا ہے کہ وہ خوبصورت رنگیلے سجیلے جوانون سے منہ پھیر کر اُن پیران نابالغ کو پیار کرتی ہین جو شاہیر ملک سے ہون اور اپنی ذات مین کوئی نہ کوئی کمال رکھتے ہین ہمارے بابا جی صاحب قبلہ بیسوین صدی مین کنھیا جی کا روپ بھرے ہوے ہین۔ ان کے حسن فطرت اور لطیف سیرت نے عمر کا سوال اوٹھا دیا ہے اور آپ موجودہ تفکرات مین بھی عیش پرستی کو نہین چھوڑتے"

مراحل ہجو نویسی ابھی طے نہین ہوے مگر قیاس کہتا ہے کہ رندھاوا صاحب اوسوقت تک یہہ سلسلہ جاری رکھینگے جب تک کہ ملک الموت مادح یا ممدوح کی جان پر حملہ نہ کرے۔ یا چالیس ہزار کی ادا ناشدہ قسط حوالہ نہ کی جائے۔ حالانکہ اس قسم کے وعدے کچے سوت سے بندھے ہوتے ہین۔ اللہ رکھے انگریزی حکومت کو ایسے ہزارون وعدے کر چکی ہے۔

کسی شاعر کا ذکر ہے کہ اوسنے ایک رئیس کی شان مین قصیدہ کہا۔ رئیس اور اوسکا دربار بھرتے واہ واہ سبحان اللہ۔ آفرین جزاک اللہ خوش گفتی۔ دُر سفتی" کہتا رہا بعد ختم قصیدہ رئیس نے کہا جناب شاعر صاحب "آپکے پاس چھکڑے اور خچر بھی ہین؟" شاعر نے پوچھا "خداوند چھکڑے اور خچر کیا ہونگے؟" فرمایا "انعام کا ہے پر لدیگا۔ لاکھون روپیہ ہین ہزارون من غلہ ہے دوشالون کی

"یاد ہے اپنی دم پر دم - بم پر بم سے ہے بم پر بم"
نوازشہائے بیجا دیکھتا ہوں * شکایت ہائے رنگین کا گلا کیا

گھریان ہین "مارے خوشی کے جناب شاعر کی باچھین کانون تک چیل گئین۔ کہنے لگے "حضور یہہ خانہ زاد کل باہر داری کے خچرے کے حاضر ہوگا" دوسرے روز کا شانۂ جناب عالی سچ مچ خرگاہ بن گیا۔ جب حضور برآمد ہوئے شاعر نے عرض کی "خداوند سفر زری ملیا ہے دعوت پڑھتی ہے۔ خزانہ دار کو حکم دیجئے کہ عطیۂ سرکاری ان خچرون پر بار کر دیا جائے" رئیس نے ترچھی نگاہون سے دیکھا اور فرمایا "گوش کن بابا۔ تو مرا سخنے خوش وقت کردی۔ من ہم سخنے ترا انعام دادم۔ حرف بعوض حرف۔ دیگر ترا پیش من ہیچ دعوے نیست۔ برو۔ راہ خود بیش گیر" شاعر صاحب اپنا سا منہ لے کے چلتے پھرتے نظر آئے بات منطقی اصول کے مطابق تھی۔

اگر شاعری اور شطرنجی قسم کی اخبار نویسی ایک چیز نہین ہے یعنی شطرنج کی ولادت "بابا ہزارہ" کے باغ سے مہنت ہر نرائن داس جی کے بموجب حکم ہوئی تو یقیناً اسکا تحریری اور زبانی ثبوت ہر ہولی نس رندھاوا کے قبضے مین ضرور ہوگا (مثلاً شطرنج کی جنم کنڈلی یا چالیس ہزار کے تخفیے پر منظوری کے دستخط) ایسی حالت مین روزانہ جو نامہ نکالنے سے زیادہ مناسب یہہ تھا کہ وہ سیدھے کچہری کی راہ لیتے اور "عہد شکنی" کا دعوے کرتے۔ لیکن اونکی تحریرون کی تمہید مین بزبان حال کہتی ہین کہ ایسا کوئی مضبوط ثبوت اونکے پاس نہین ہے۔ نہ اونھین شطرنج کا خاص نمبر نکالنے سے قبل "پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است" کے پوست کندہ حالات ہی معلوم تھے۔ (حالانکہ مدتون یکجائی رہی) وعدے مین فرق پڑتے ہی "قوم" کی ماتا بھی پیدا ہوگئی۔ بابا ہزارہ کی وقفی جائداد کا مذہبی مصرف بھی یاد آگیا۔ پبلک کی توجہ کی ضرورت بھی محسوس ہونے لگی۔ اندر کا اکھاڑا پری خانہ کنھیا جی کی گوپیان مہنت صاحب کی عیش پرستی "باغ بابا ہزارہ کے ڈرامے جو روحانیت کو بدنام کر رہے ہین" اپنی حق پسندی۔ سکھ اخبار کے فرائض منصبی سب ہی باتین پیٹ سے نکل پڑین۔ اگر مہنت صاحب بڑھاپے مین بدچلن آوارہ۔ عیاش۔ شاہد باز۔ رنگیلے چھبیلے ہین تو یقیناً بحالت شباب زیادہ ان باتون مین مبتلا ہونگے۔ پس اونھین ہر ہولی نس لکھنا۔ مصدق دروِلش کہنا۔ فرائض خوشامد مین ہو سکتا ہے داخل فرائض اخبار نویسی نہین ہو سکتا۔ نہ وہ خوشامد ہی سچائی پر محمول ہو سکتی ہے نہ یہہ ہجو۔ یہہ مضامین تو خود ہی چغلی کھاتے ہین کہ اگر چالیس ہزار کی رقم جیب مین پہونچ جاتی تو مہنت ہر نرائن داس جی مین کوئی عیب پیدا ہوتا نہ مذہبی جائداد کی آمدنی کسی بُرے کام مین صرف ہوتی نیرستانی بھجر کا یہہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ اخبار نویسونکی [illegible] کے بہت سے واقعے ہمنے سُنے ہین مگر یہہ واقعہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔

خامت و [illegible] سے صلہ نہ دینا عیب ہے۔ لیکن اوسکا عوض اپنے عنوان سے لینا جو محسن کشی کی حد تک پہونچ جائے حد بھر بُرا ہے۔ اگر یہہ ہتکنڈے اخبار نویسون نے اختیار کیے تو اونھین کوئی حق کسی ٹھگ چور اُٹھائی گیرے کو بُرا کہنے کا نہین ہے اونھین بھی کمبخت شاعر مرحوم کی برادری مین سمجھنا چاہیے۔

راقم:۔ آبروئے جرنلزم

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

انگلستانی گورنمنٹ کے بھونے تیتر

ایک دروغ گو امیر اس شرط پر ملازم رکھتا تھا کہ وہ خود جھوٹ بولتا رہے اور نوکر دلیل کے ساتھ اوسکی تصدیق کرے آپ جانیے اگلا زمانہ کوئی تعلیم یافتہ زمانہ تو تھا نہین جو پیشہ ور شریف اور مہذب جھولو ملن کی افراط ہوتی اور آسانی کے ساتھ ایسا نوکر مل جاتا بڑی کد و کاوش تلاش و خاک بیزی کے بعد ایک اپنے وقت کا لائڈ جارج لارڈ ریڈنگ یا بالڈون مل ہی گیا۔

امیر صاحب کا دربار آراستہ ہے۔ دوستون نفیتون کا مجمع ہے شکار کا ذکر چھڑا ہوا ہے حضور فرما رہے ہین "ہم نے شاصاحب میں دو تیتر شکار کیے نوکر نے بر صاف کیے دھو دھلا کے پتیلی مین بھونے قاب مین رکھکے سامنے لایا بس دفعتہً وہ دونو تیتر ہوا لے آسمان" یہ داستان سنتے ہی مصاحبون نے گردن نیچی کی دوست زیر لب مسکرائے حضور نے نوکر کی طرف دیکھا وہ فوراً بول اوٹھا۔ "خداوند اوس دن کی آندھی بھی ہمیشہ یاد رہیگی کمبخت ہوا تھی کہ قہر خدا۔ بڑے بڑے تناور درخت اس طرح جڑ سے اوکھڑ کے دور جا گرے جیسے کوئی مسواک اوچھال کے پھینکے۔ وہ تو کہیے تیترون ہی پر ساری آفت ٹل گئی ورنہ غلام اوس روز تصدق ہوگیا ہوتا۔"

انگلستان کی کنسرویٹو حکومت جھوٹ بولنے مین اس رئیس کی اُستانی ہے اور اس گورنمنٹ کے ارکان جھوٹ پر قلعی کرنے مین اس نوکر کے دادا پیر ہین۔ رمزے میکڈانلڈ کے اقتدار پر ان حضرات نے یون بھونے تیتر اوڑائے کہ مسٹر میکڈانلڈ بالشویکون کے ایجنٹ ہین پہلے ہوا نگاری اوسکے بعد ایک جھوٹ سچ کا خط اخبار ی کاغذون مین شایع ہوگیا۔ فرزندان برطانیہ مین خیالات کی جنگ ہمیشہ برپا رہتی ہے کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ پارٹیون مین باپ مارے کا بیر ہے مگر کسی پارٹی کا ایک فرد بھی یہہ نہین چاہتا کہ برٹش وقار کی ہانڈی کھنکھنی ہو۔ اس تحریر کی اشاعت نے بیچارے میکڈانلڈ کی ایک نہ چلنے دی صدارت عظمیٰ کی مسند سے اونھین زبردستی لنڈھکنا پڑا یارون کی بن پڑی۔ مزدورون کا زور گھٹا۔ بڑی پونجی کے بل بوتے پر ناچنے والون کا ٹھاٹھ پھر درست ہوگیا جسکا ادنے کرشمہ "ٹریڈ یونین بل" ہے۔ یہہ بل درحقیقت مزدور جوہون کے لیے خاصا چیل جھپٹا ہے۔ اسکی وجہ سے قلمرو انگلستان مین وہ ہم ہچ مچی ہوئی ہے کہ منتظم حکومت کا پتلون پیٹ پر نہین ٹکتا اوسپر کوڑھین کھاج۔ حال مین فال دہی مین موسل یہہ کہ چین کی لڑائی چھڑ گئی۔ بظاہر جنگ کا بوجھ خود انگلستانی حکومت کی پشت پر ہے۔ ٹریڈ یونین بل کی آگ پر پانی اسی طرح پڑ سکتا تھا کہ توجہ کے اڑیل ٹٹو کی باگ کسی دوسری جانب پھیری جائے۔ لہذا (بقول روسیون کے) روسیون کے سفارت خانہ پر یارون نے بے کہے سنے دھاوا بول دیا "بھونے تیتر" کی تلاش ہونے لگی۔ یہہ صندوق دیکھا۔ وہ الماری کھنگالی۔ یہہ میز دیکھی بھال وہ گٹھری ٹٹولی۔ کہنے والے کہتے ہین کہ نوکرون نے آندھی آنے کی گواہی دی پھر بھی بھونا تیتر خدا جانے کس جھونجھ مین جا چھپا کہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ خرس روس عرّا رہا ہے چین مین اوسکی

(مسروقہ دستاویز ۱۲)

ڈھاکہ بند ہی ہوی ہے۔ ماموں سام چہرے کی ڈھمکیاں
دوسرے تماشا دیکھ رہے ہین جاپان بھی بھولے تیتروں
کے افسانہ پر یقین نہیں رکھتا۔ کسی اور دوست مین
دم درود نہیں۔ انگلستان کے مزدور ایک مرتبہ چرک
کھا چکے ہین یعنی ہندوستانی ریاستون کو بھولے تیتروں نے
کا افسانہ سنایا گیا ہے مگر یہان بجز چند متعصب اخبار نویسون
کے اور کوئی جھوٹ کو سچ بنانے والا نوکر موجود نہین ہے۔
معاملات حجاز مین جو بھولے تیتر اڑے اوس کی وجہ سے
مسلمان بدظن ہین۔ سکھون کے پاس شکایتون کا
طومار پہلے ہی سے تھا اب نہیٹرے کے گوردوارے کے انہدام
سے اس طومار کا تن و توش کچھ اور بڑھ گیا۔ حکومت ہند
بغاوت کے سیکڑون مقدمے چلا کے عملاً اسرامر کی قائل
ہو چکی کہ بالشوازم کی وبا ہندوستانیون پر مسلط ہے
سازش کے بھولے تیتر اڑے تبھی ہین اور برابر بولی بھی
بول رہے ہین مصر بھی نکال بھگائے ہوئے ہے۔ لہٰذا ایک
مصلحت اندیش حکومت کی ڈھاک دیانت اور صدق
کے عملی ثبوت سے قائم ہو سکتی ہے۔ بہت سے تیتر
ڈپلومیسی کی مصنوعی آندھی مین اڑ چکے اگر بالشوازم
مین اتنی قوت ہے کہ انگلستان کے سے تعلیم یافتہ
تربیت یافتہ قومی لوہا لاٹ دماغ مین نفوذ کر گیا ہے
تو پہلے وہین بند ابندی ہونی چاہیے۔ سفارت خانہ
روس پر چھاپا مارنے کی آندھی بھولے تیتر اڑا سکتی ہے
مگر دونون سے دعوے کا ضعف دفع نہین کر سکتی۔
اس کارروائی سے روس غالباً اعلان چینیون کا
شریک ہو جائیگا۔ تبا لیے اوس وقت اگر بھولے تیتر
اڑائے گئے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ بس۔

ضرورت ہے

چند ایسے کارپردازون کی جو اولاً انگلستانی زادگان
نقد کو بھولے تیتر اڑنے کی داستان بیان کرنے سے روکین
پھر ادن نوکرون کا منہ نوچین جو جھوٹ کی آندھی چلا کے
[illegible] ملتے ہیں۔ درخواستین بنام مسٹر جان بل
بوساطت مولانا پنچ دام اقبالہ بمقام انگلستان بھیجو۔
تنخواہ و نخواہ [illegible] ہے۔ محبت بڑی چیز ہے۔ جو کچھ
کماؤ سب کا سب ہمارے حوالے کرو تو جو مانگوگے وہی
دینگے۔

لطیفہ

راجگوپال اچاریا ”مہاتما گاندھی سے“ ہفتہ مین ایک دن تو
اپنا دل بہلایا کیجیے۔“
مہاتما گاندھی ”یعنی تاش کھیلون ٹینس کھیلون؟“
راجگوپال ”بچون کے ساتھ گدگدی کا سبق پڑھا کیجیے۔“
مہاتما ”چھوٹے بچے تو یہان نہیں ہین پھر آپ ہی چھلی چھپا
کھیلیے۔ ارنگ برنگ ترآن زیر زنگ سرجا ہرو س یہ نو بیدس۔
ہم شاہ تم چور۔ جاؤ چھپو۔“
راجگوپال ”نا یہ نہیں۔“
مہاتما۔ ”اچھا کچھ ٹوٹے پھوٹے چرخے اور چند اوزار لا دیجیے مین
انکی مرمت کیا کرون۔“
راجگوپال ”کچھ نیا شغل ہونا چاہیے۔“
مہاتما ”اچھا تو یہان سیا کرون۔“
راجگوپال ”ہان یہ ٹھیک ہے۔ وہی یعنی گاندھی کیمپ کی
جیسے گاندھی بیٹھے تو آپ بنائیے ہم پہنین۔“
جاہے گاندھی جی کو دکھڑے کا شوق بہت ہے مگر آج عورت
ہوتے تو ایسی سوگنگوٹی لی شاید دنیا مین ایک بھی ہوتی۔ چرخا
کاتنے مین ساتھی گاندھی دے گئے اب ہمین دیکھنا ہے کتنے موگر
لیڈر اس کام مین اونکا ساتھ دیتے ہین۔ ابی چھوٹے حاجی صاحب
مسجد مین بیٹھ کے لڑکے پڑھانے سے یہ کام زیادہ منفعت کا ہے۔

المختصرات

حکایت ایک تھے مولوی صاحب بیچارے شرع کے پابند تھے۔
اتفاق سے پڑوسن کی مرغی اوڑ کے ان کے گھر مین گری۔ بی بی تھین
چالاک انھون نے جھٹ سے گردن پر چھری پھیر دی۔ مولوی صاحب
لاکھ منع کرتے رہے کہ پرایا مال ہے مگر کون سنتا ہے۔ شام کو جب
دسترخوان بچھا تو مرغی کا قورما سامنے آیا اب بھلا صبر کیونکر ہو۔
کہنے لگے کیون بی بی پانی اوڑ گئی تو ہمارا ہے نہ؟“ بی بی نے جواب دیا
بیشک۔ تو کہنے لگے ”اچھا تو شوربا میرے پیالے مین ونڈیل دو مگر
بوٹی نہ آنے پائے صاحب مین حرام کا مال کھانا نہیں چاہتا۔“
بی بی نے شوربا اونڈیلا اتفاق سے ایک ران بھی پیالے مین گر گئی۔
بی بی حسب ہدایت نکالنے لگین تو مولانا بولے ”ہان ہان اونھین
کوئی تم نے خود سے بوٹی نہیں گرائی وہ آپ ہی رڑ ھکین چلی آئی
ہے لہٰذا مباح ہے۔“
مصر کی مرغی مولوی برطانیہ صاحب کے گھر مین چلی آئی۔ قورما
تیار ہو گیا مگر احتیاط کیجاتی تھی کہ حرام بوٹی منہ مین نہ آجائے۔

تھوڑا زمانہ ہوا کہ سوڈان کی بوٹی تو رڑ ھک آئی سو وہ مباح تھی۔
ابھی فلسطین مین شوربا ہے۔ غالباً رڑ ھکین کی بوٹیان لگ کے مباح
ہو جائینگی۔ خوشخبری ان احبگڑا ایک انگریزی عہدہ دار سے متعلق ہے
دیکھیے رڑ ھکیا کرتی ہے مصری پارلیمنٹ بوٹی نکالنے والی تھی تو وہ
جا رڑ ھکین اونٹن زیر زنوا کتے پہونچ گئے۔

ایک شاعر کا قول ہے

غم خود مستعفی خانہ سلامت باشد کہ از وہ سو تر اتا بقیاست باشد
جسکا اردو بامحاورہ ترجمہ یہ ہے ”بڑھیا محل مین تو نصیبا جوان
ہے“ مگر ان بیچارون کی بیبسی پر رونا آتا ہے جنکو بیگم کی بھی آزوقہ
مہیا کرنا پڑتا ہے چنانچہ بقول ہمعصر سیاست ایک میم صاحب کو جو
جوع الکلب کا مرض تھا ان بھوکوں کے سوا نھین کچھ بھی
کام نہین آخر غریب شوہر نے طلاق کی درخواست مجسٹریٹ کے یہان
پیش کی کہ حضور میری جان اس مصیبت سے چھوڑائیے چار آدمیون
کا راتب کھا جاتی ہے پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ علاج کرایا اوسکا بھی اثر
ہوا کہان سے لاؤن یہ پیٹ بھرون۔ ایک ایک روز مجھے کھا جائیگی
بات میری مین پڑ گئی درخواست ہوئی خارج دفتر را گاؤ خورد۔
ہم کہتے ہین جب تو شاید کچھ رعایت کرتی اب طلاق کی
چھان بین اور بھوک کی چاہ ملکے ٹھہر از ور سے گا سمجھنا مشکل
ہے۔ شوہر صاحب سے چوک ہوی انھین پیٹ کو طلاق
دینی تھی جسکا سارا جھگڑا ہے۔ ہائے قانون کے رموز کوئی
نہین سمجھتا۔ یا پھر کوئی شکمی شریک تلاش کرتے۔ مثلاً ایک
بچہ کا بوجھ ڈال دیتے کہ گنجائش غذا کم ہو جاتی۔
مجسٹریٹون کے دماغ مین خناس گھس گیا ہے کہ ہم حکم
منوا کے رہینگے لیڈرون نے طے کر لیا ہے کہ ہم نہ مانینگے۔
سنتے ہین کہ ڈاکٹر مونجے نے مجسٹریٹ کا حکم زبان بندی قبول
نہین کیا۔ بیچ کھیت تقریر کی اور بڑودے کی راہ لی۔
خدا جانے ایسے احکام سے فائدہ کیا ہے خصوصاً عادی قانون
توڑنے والون کے لیے جو کلکتہ مین مجسٹریٹ صاحب کی
مونچھین نیچی کروا چکے ہین۔
لندن کے ”سوشل ڈیماکریٹ“ نے دھمکی دی تھی کہ ”اے
میان جان بل! ذرا کان کھول کے سن لو اگر تم نے ٹریڈ
یونین بل پاس کروایا تو ہم سب مزدور تمباکو اور
شراب کو طلاق دیدینگے بس حکومت کا دیوالہ نکل جائیگا۔“
ہم کہتے ہین کہ بھئی ”قول مردان جان دارد“ چرٹ پر
اونڈیل دے شراب کی بوتل۔ تجھے پیر مغان کی قسم۔

جلد ۵ ادوھ
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
۱۹۲۵ء
خزانۂ روحانی
یعنی
معدن النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ انکے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصۂ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
۱۹۲۵ء کے چند فائل دفتر مین برائے فروخت موجود ہین قیمت معہ محصول لے المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔

WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
ARISTOTLES
OUDH PUNCH
LUCKNOW 1927 WEEKLY
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
न: १२
M.B. KHAN
ARTIST
DOBAWAN
LUCKNOW.

جلد ۱۲ نمبر ۲۲

مضامین

(مورخہ ۱۰ ۔ جون ۱۹۲۷ء)

غزل

کچھ ایسا زور پر اُس شوخ کا جوش جوانی ہے | کہ شل جیب عاشق تار تار انگی میانی ہے
کرے مجنون مفلس تا قہ لیلےٰ کی کیا خاطر | نہ سنگھرسی ہے نہ پتی تیم کی ہے اور نہ سانی ہے
دکھا کر داغ چیچک کے بصد شان عبودیت | وہ کہتے ہین کہ قدرت نے بنائی کا مدانی ہے
ذرومت ہاتھ دھو ہوتی ہے گنگا یہ وہ کہتے ہین | وہ پانی پاک کر دیتا ہے جسمین کچھ روانی ہے
جو چھنا چاہا انکو چھیڑ کر جھنجلا کے یون بولے | تیمم ہے غلط موجود جب نزدیک پانی ہے
یہی کہتے ہین وہ ہر رات کو مجھسے جدا ہو کر | وہ گل ہون مین مجھے شبنم بلا ئے آسمانی ہے
تصدق سے نگاہ اور فیض سے پیمانہ خوانی کے | نئی اردو زبان مین آج عزم گلفشانی ہے
تبسم پاش خلوتہاے عاشق میہمانی ہے | بموسیقی رخشان جلوۂ حسن معانی ہے
مبارک ہون یہ دختر ریزیان دامان صحرا کو | علے الرغم حریفان چارۂ دردِ نہانی ہے
ہمہ موسیقیت موثر ہمہ صہبائیت ظاہر | بو جدان نو اسکو خمار شب گرانی ہے
چمن کو پھونک ڈالیگی ترے جلوون کی عریانی | تقاطر آگ کا ہے یا ترے دم کی روانی ہے
چمن کے پھول اور پتے تری تنہا مسرت مین | کہ جھینگر اور ٹڈی سے علاقہ خاندانی ہے
سراسیمہ نظر آتے ہین صحن باغ مین چشمے | جہاز عمر کا مستول محو سر گرانی ہے
جو گر یہ جنگ کرتا ہے تری چشم خنک بین پر | صدائے توپ تازآلو ورنگ ارغوانی ہے
تری طاقت نبرد آرائے عرصہ گاہ وصلت ہے | کہ مین بیستون کو باندھ لون مین جست پانی ہے
ترا شور تخیل اور ترا حسن جہاز افگن | بعریانی دوشیزہ لباس زندگانی ہے

سخن کو تونے برفایا زبان کو تونے برقایا
تری خفاش اقلیم سخن پر حکمرانی ہے

خفاش کرمانی

غزل

(از حکیم ابو اللیث محمد سمیع ارادت اللہ انصاری فرنگی محلی وغیرہ)

کیون لُٹوے بہاؤن میرا دستور نہین ہے | سودا کی طرح آنکھ مین ناسور نہین ہے
ہر بات پہ قادر ہے وہ مجبور نہین ہے | بندہ بھی تو مختار ہے معذور نہین ہے
جو شخص ترے عشق مین رنجور نہین ہے | مرحوم نہین ہے کبھی مغفور نہین ہے
جب دفن کا عشاق کے دستور نہین ہے | پھر اونکی گتی کیا ہے اگر گور نہین ہے
پنیے کہا ملنے کی تمھین مجھسے ہے مہلت؟ | جھنجھلا کے وہ کہنے لگے "چل دور نہین ہے"
شداد کی جنت کا ذرا پوچھئے احوال | اُس عہد کا زندہ کوئی مزدور نہین ہے
گیسو ہین رسن ۔ دار ہے بینی کی کھچاوٹ | بس بخشئے بندہ کوئی منصور نہین ہے
ہین تیر و تبر خنجر و شمشیر و فلاخن | پھر بھی یہ نگہ آپکی ساطور نہین ہے
جب آنکھ جھوی نین ہوے اور ہوگئے داخل | نزدیک در یار ہے کچھ دور نہین ہے
قتال فلک بنتے ہو ۔ بس دیکھ لیا جاؤ | ہر وار ہے اوچھا کوئی بھرپور نہین ہے
وہ کہتے ہین نخرون کا او ٹھا لے کوئی بوجھ | اس طرح کا ملتا کوئی مزدور نہین ہے
بوسے کی جو مین دیتا ہون باضابطہ درخواست | لکھ دیتے ہین بس جائیے منظور نہین ہے
کیا پہاند سے بھلا جلوہ گہ ناز کی چھت کو | ہے نالۂ عاشق کوئی لنگور نہین ہے
پکتی نہین یان روٹیان بہتا نہین پانی | سینہ ہے مرا نوح کا تنور نہین ہے
فرمائیے حضور آپ چُراتے ہین عبث آنکھ | وہ واقعہ اتنا ابھی مشہور نہین ہے

تقلید میمونی

یعنے

چمکدار استرے کا کھیل

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی | کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

حضرت ڈارون علیہ ما علیہ کی روح رہے ہمیشہ افریقہ کے بن مانسون مین ۔ کہنے کو تو کہہ گئے کہ بندر بتدریج ترقی کرتے کرتے انسان ہوگیا مگر اس امر پر نظر نہ فرمائی کہ ترقی کے واسطے جس ذہانت کی ضرورت ہے وہ جناب میمون کی ذات اوچک بہانہ صفات مین موجود نہین کیا معنی کہ موجد مقلد نہین ہوتا ۔ اگر بندر صاحب موجد ہین یا "مو" نہین حضرت ...... کے "جد" ہین تو بندر والے کی جگہ بندر صاحب کے ہاتھ مین ڈگڈگی ہونی چاہیے تھی ۔ حالانکہ معاملہ برعکس ہے ۔ یعنے بندر والا مجتہد ہے اور بندر صاحب مقلد اور نافہم مقلد ۔ برسون لکڑی کے زور سے اپنے جد امجد قبلہ کو سیدھا کرتے ہین پھر بھی حرکات سکنات مین میمونیت کے اوصاف بحال خود قائم رہتے ہین

راوئی شوخ بیان واقعہ نگار ہے کہ ایک صاحب بہادر تشریف لیگئے دورے پر ۔ بندر بھی دورہ کرتے ہین مگر یون نہین کرتے کہ خیمہ خرگاہ بیل چھکڑا اونٹ خچر لاؤ لشکر ساتھ ہو ۔ پیشکار صاحب قلمدان دبائے پگیا باندھے قلم کان مین کھونسے ہمراہ ہون ۔ اردلی مین چار پانچ خناس ہون جو ساری دنیا کو بیگار مین پکڑتے پھرین ۔ یہ بھی جہان تشریف لیجاتے ہین ہلچل مچتی ہے لیکن وہ دورے کی ہلچل کہان ۔ القصہ جس جگہ صاحب بہادر مقیم تھے اوسی کے نزدیک ایک ڈارون کے دادا بھی درخت پر جلوہ افروز رہتے تھے ۔ صاحب بہادر کا دستور تھا کہ صبح اوٹھ کے راوٹی مین تشریف لیجاتے کموڈ مین پیٹ خالی کرتے پھر غراپ سے ٹب مین بیٹھ کے بطخ کی طرح ہاتھ پاؤن مارتے ۔ پھر تولیے سے ڈیل پونچھتے ۔ پھر سنگار میز کی طرف توجہ فرماتے ۔ تیل لگاتے پٹیان برش سے چکناتے ان فرائض کے بعد چاے توس مکھن پر ہاتھ صاف کرکے خیمہ سے برآمد ہوتے ۔

اب بندر وتی ہے صاحب بہادر ہین چڑیون کی جان ہے اور صحرا نوردی ہے ۔

ایک آدھ روز تک یہہ سیر بندر صاحب ملاحظہ کرتے رہے۔ مثل مشہور ہے "سیکم سینہ پڑوسن سیکھ" دو ایک روز کے بعد ادھر صاحب بہادر نے خیمہ سے قدم باہر نکالا۔ خان سامان نے لوازم صاحبیت فوراً خیمہ مین درست کیے اور ادھر بندر صاحب ٹہنے باٹین دیکھ کے آہستہ سے خیمہ مین داخل ہوے۔ کوری اوندھا یا ٹب مین پیشاب کیا۔ تھوڑی سی کیچڑ بھی پانی مین گھنگول دی اوسی طرح لتھڑے لتھڑا اسے پہونچے سنگار میز کے پاس۔ تیل کی شیشی پھینکی کنگھا سر پر رگڑا۔ آئینہ کے ٹکڑے کیے میز ہی پر تھوڑی بیٹ بھی صاحب کے ملاحظہ کے لیے کر دی بچا بچایا توس نوشجان کیا۔ دھڑ پڑ کی صدا سن کے بیرا دوڑا۔ لینا لینا۔ جاتا ہے۔ جاتا ہے۔ وہ ہے۔ بات ترے کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کتاب اخلاق مین کوئی آئین توہین جذری کا مذکور نہیں ہے۔ لیکن ان کی خاصی توہین کی گئی بیچارے گالیاں بکتے ہوے اوچک کے درخت پر جا براجے ملکوں کوں خیں۔ خیں۔ کرتے رہے مگر ناخلف اولاد نے ایک نہ سنی۔

یہی واقعات چار پانچ روز تک جب سلسلہ وار ہوتے رہے تو صاحب بہادر نے تدبیر نکالی۔ کیرن ہو "الولد سر لابیہ" صاحب کو اختیار تھا جب چاہتے بندوق سے تواضع کرتے مگر غالبًا عاق ہو جانے کے خیال سے حضرت ڈارون کی بات رکھ لی اور جس وقت بندر صاحب بہادر سامنے درخت پر فرزند سعید کے حرکات کا تماشا دیکھنے تشریف لائے۔ صاحب نے ایک برق دم۔ تیز چمکدار استرہ اوٹھایا اور تین چار مرتبہ اپنی ناک پر زور سے اولٹا رگڑا۔ کبھی زور سے گردن پر روان کیا بقلد صاحب درخت پر سے دن بھر یہہ تماشا دیکھتے رہے شام کو صاحب نے استرہ کھلا ہوا میز پر رکھا اور وہان سے کھسک گئے۔ نوکرون سے کہہ دیا کہ آج تم خاموش بیٹھے رہو۔ جو کچھ قبلہ و کعبہ اودھم مچائین تم خبر نہو۔ صاحب کے بوٹ کی چرچراہٹ ابھی سنائی دیتی تھی کہ حضرت درخت سے اوترے۔ وہان سناٹا تھا حسب معمول کچھڑی غسل کے بعد آپ نے استرہ اوٹھایا اور لگے خط بنانے توبہ۔ ہر ہر گڑے پر چرکا لگا۔ کبھی ناک پر خنجر بیداد چلا کبھی گلے نے بوسہ خونی کا ذائقہ چکھا۔ ہر چرکے پر حضرت بلبلا کے اوچھلتے تھے مگر تقلید کا شوق پھر چڑھاتا تھا اور پھر تیغ خونچکان کی مشق فرماتے تھے۔ جب آفتاب رخسار سے خون کے شرارے اچھی طرح نکلنے لگے۔ مختصر ناک مین کئی جگہ اولٹی نکسیر پھوٹ چکی تو استرہ سونگھ کے پھینک دیا دم کی لنگوٹی سمیٹ کے شاخ درخت پر جا بیٹھے مگر نہایت

(لیڈر)　　(لیڈر)

رسیا خیالی
(گمنام خطوط)

"از ریسمان می ترسند"

ارے سانپ: ہیں ہیں سانپ !! ہو ہو سانپ !!!

مرد دونوں دوڑو۔

منغص چھچھوندرن سے بیزار۔ زینت پر لعنت بھیجی خیمے کی طرف سے پیٹھ موڑلی۔ خیر یہہ تو ایک سنی سنائی حکایت ہے۔ اب آنکھون دیکھی سنیے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی بھی حضرت میمون سے خدانخواستہ کچھ کم نہین ہین۔ یہہ جنگل اور جھونپڑی مین اپنی نیند سوتے اپنی بھوک کھاتے تھے۔ ہماری زمین مٹی کا گھڑا۔ مٹی کا آبخورہ سفالی پیالے کچی چار دیواری اور چھپر موٹا جھوٹا کپڑا۔ بانس کا کھٹ پلنگا یہہ اسباب تعیش کا خلاصہ ہے۔ صاحب کی دیکھا دیکھی بغیر اسکے کہ عقل سیکھین چمک دار چیز دیکھتے ہی نقل و تقلید صاحبیت پر ٹوٹ ہی تو پڑے۔ اللہ دے اور بندہ لے۔

جاننے والے جانتے ہین کہ ریل۔ تار۔ جہاز۔ پوسٹ آفس مینو سپلٹی۔ الم غلم۔ سٹرپٹر یہہ وہ۔ تمام چیزین چمکدار استرے کے چرکے ہین جو صاحب لوگون کی آبادی مین اسلیئے بزمحل تھے کہ وہ استرے کا استعمال اچھی طرح جانتے ہین۔ خود آزاد ہین اور اون لوگون کو غلامی کی ڈوری سے آزاد رکھنا ہرگز نہین چاہتے جن سے فائدہ اوٹھا رہے ہین۔ "ایسا ملک جہان دولت بے شمار ہے۔ حکومت کا طرز محض خوف دلاتا ہے" خط لارڈ کلایو بنام ڈائرکٹرس۔ تیسری پارلیمنٹری رپورٹ ۱۷۷۲ء۔ لہذا غلامی قائم رہنے کی حالت مین آزادی کا چمکدار استرہ رحم دینے کا ستھراؤ نہ کرے تو کیا کرے۔ حکایت مذکورہ مین جس بندر کا ذکر ہے اوسنے چرکے کھانے کے بعد استرہ سونگھ کے چھوڑ دیا تھا مگر قربان جائیے اپنی عقل کے جسنے چرکے پر چرکے کھائے اور پھر بھی استرہ ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جتنے گالون پر گلکاری اور ناک پر بابت کو رنی کرنے والے استرے ولایت سے بن کے آتے ہین وہ سب مقبول ہو جاتے ہین۔ صاحب کے گالون پر چہل قدمی کی سیر کیا ہوا مجرب استرہ دست مشاق کا محتاج ہے علاوہ گورے گورے پھر تیلے ہاتھ وہ خوشبودار صابون وہ نرم بالونکی کونچی جس سے گالون کے پرانی دیوار پر استرکاری ہوتی ہے یہان کیسے میسر ہین۔ یہہ استرے جب تک ٹیکس کے جھونٹے پر رگڑے نہ جائین کام نہین دیتے۔ افلاس نے چندیا گنجی کر دی کھوپڑی ماہو لال کی چڑھائی اور بنجر اوسر میدان ہے داڑھی مونچھ بال بچون کا کھلونا بن چکی ایک بال باقی نہین۔ بااینہمہ استرے کا شوق کسی طرح کم نہین ہوتا ٹیکس پر ٹیکس اسلیے عائد ہوتے رہتے ہین کہ انگریزی وضع کی اصلاح بغیر اسکے ملک مین چل نہین سکتی۔ مثال کے طور پر ڈسٹرکٹ بورڈ کا مسئلہ ہم پیش کرتے ہین۔ یہہ استرا انتقال ہندوستانیون نے اپنے دیہاتی بھائیونکی چندیا پر مدت ہوئی کہ پھیرا تھا۔ مگر افسوس نہ تو

بلکہ یہی چالیس گھنٹہ کی حفاظت ہوتی نہ استرا ہی چیز تھا کہ بلا خط لیکن پہنا بر شیر مین صفایا ہو جاتا اِن خالی محل چکنے بد تھا اور اسی چاک پر لٹو ہو کے اصلاح یا زلفون نے اسے قبول فرمایا تھا۔

ہائے ہائے یہ یورپ ہے یا جیو پانی غناری یا گن گند گرانی مجسا لت۔ یہ روزگار ہی کے چہرے کا اینچ اینچ نہین ہوئے۔ مشق ستم لے ہاتھ نہین روکا۔ "قین ین بھر۔ خوخو۔ اون" کی صدائین کبھی بند نہین ہوئین۔ معدہ مستسقی کی پیاس ابھی نہین بجھی۔ ٹیکس کی جو تعداد جس کے لیے تجویز ہوئی تھی وہ بہت بھاری تھی اور عجیب طریقے سے متعین ہوئی تھی یہ سنتے ہو جی۔ ہم خوب جانتے ہین تمھاری آمدنی اتنی ہے۔ ہماری جانے بلا تمھارا خرچ کتنا ہے ہم تو آمدنی دیکھتے ہین۔ تمھارے بشرے سے عیان ہے کہ تم کھوپڑی پر دیر تک چکدار استرے کے جرکے برداشت کرسکتے ہو۔ بیٹی دھوتی۔ میلا کرتا۔ برہنہ سر برہنہ پاؤن خست اور کنجوسی کی دلیل ہے تمنے جنگل نکالی ہے جبین استرے سے چند یا بچ جائے مگر ہم کب چھوڑتے ہین۔ کیا تمھاری خاطر سے تمدن و تہذیب شائستگی و اصلاحات کو ترک کر دین؟ یہ نہین ہو سکتا۔ دیکھو ولایت مین صاحب لوگ اسی طرح اپنے ہاتھون اپنی اصلاح کرتے ہین کچھ تو خوبی ہے جو وہ اتنے بڑے ہوشیار ہو کے یون گالون کی مرمت کرتے ہین ہم کوئی عذر نہین سنتے جاؤ جہان سے بنے لاؤ۔ خوب یاد رکھو بے دیئے چھٹکارا نہو گا۔ ارے بھئی یہ کتنی بڑی بات ہے کہ تمھارا نام معزز ٹیکس ادا کرنے والون کی فہرست مین درج ہو گا۔ اچھا تمھاری سمجھ مین نہین آتا۔ تو پھر اسی چھپر اسی دھکا دو اس ناہنجار نامعقول کو۔ عذر داری خارج۔ اپیل کی ایسی تیسی (ایسی اپیلین منظور ہونے کے واسطے نہین ہوتین)۔ اب سنتے ہین (افواہ زورون پر ہے) کہ عنقریب کم از کم حیثیت پر تشخیص چرندیہ کے اختیارات استرہ چلانے والے ہین کا مایوسی ہو رہی ہے۔ منضج پہلے ہی استعمال ہو چکا نیگرم اختتان تیار رہے سال پلٹنے پر امید ہے کہ سیم وزر کا بلغمی وصفراوی مادہ طشت مین دکھائی دے اور ہندوستانی معدے کی غلاظت اسی طرح صاف ہو جائے جس طرح چندیا بالون سے۔ دیکھیے اس مسہل تنگ دستی کا اثر مریض قوم پر کیا ہوتا ہے ؎

زیر پایت گر بدانی حال مور

ہمچو حال تست زیر پائے پیل

ہائے رے اناڑی طبیب کی ایسی تیسی سنہ ۱۹۲۵ء مین ڈائرکٹرس آف ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے ایجنٹون سے اِن الفاظ استفہام اقراری کیا تھا "کیا ہمارے ہندوستانی پیشتر سے زیادہ مصیبت زدہ اور بدنصیب نہین ہین؟" ایک زری اینٹ کی عینک لگا کے دیکھو ستر برس کا زمانہ اور بشر کو اونٹ کے ستائیس بناؤ۔ طاقت صحت اطمینان سکون۔ عمر۔ خوشدلی۔ بہادری۔ جو کہ لوازم ارزانی وجوہ معاش رفاہ و فلاح ہین آج کونسی چیز اِنمین سے باقی ہے؟ واہ اچھی چل لگی ہے۔ بیکار کی باتون مین روپیہ صرف کر دیا۔ خرچ بڑھالیا۔ کمی پڑی تو جھٹ سے نیا استرہ ٹیکس کا تیار فرمایا اور لگے اناڑی گھسیارے کی طرح اینڈے بینڈے ہاتھ دکھانے اور اپنے حسن انتظام کی قصیدہ خوانی کرنے۔ مدرسون کا حال۔ تعلیم کا حال مویشی کا حال۔ سڑکون کا حال۔ مزارعین کا حال اگر ہم بیان کرنے پر آمادہ ہو جائین تو واللہ پیاز کے سے چھلکے اور ڈھیر کے رکھدین۔

مگر صاحب کاغذی ثبوت اور بجٹ جو پہلے سے یارون نے وحی آسمانی کی طرح ثبوت دعوے حسن انتظام مین بنا رکھا ہے اوس سے مجبوری ہے اب چکدار استرہ ہے اور ہم ہین چرکے پر چرکے کھائینگے مگر سونگھ کے چھوڑینگے نہین ؎

گلیم بخت کسا نیکہ بافتند سیاہ

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

راقم۔ سکچ خیال یاردی

بیڑی جس نے خوش ذائقہ ہونے کا بیڑا اوٹھایا ہے خالص تمباکو کی شہرہ ہے نمونہ منگا کے دیکھیے قیمت فی ہزار ایک روپیہ محصولڈاک ذمہ خریدار نرخ تاجرانہ بذریعہ خط وکتابت طے کیجیے۔

المشتہر۔ مختار احمد بیڑی مرچنٹ آم گھاٹ کھدن پوسٹ راج گانگپور بی۔ این آر

شطرنج کی چال

نمبر ۳

(تتمہ ۳ جون سنہ ۱۹۲۶ء)

ہز ہولی نس رندھاوا صاحب اپنے "ہجو نامہ" یا روزانہ شطرنج مین اپنے محسن شری مہنت ہرچرن داس جی کی طرف سے عنان اسپ قلم پھیر کے اونکے جانشین پر یون توجہ فرماتے ہین کہ۔

"یہ وہی واقعات ہین۔ جن پر یو پی کے اخبارات نے کم اور پنجاب کے اخبارات نے جنکو کھل کر باغ ہزارہ کی ریاست سے معقول رقم وصول ہو چکی ہے اچھی طرح سے خامہ فرسائی کی ہے۔ یا بھجا کے چیلے روحانیت اور درویشی سے کوئی واسطہ نہین رکھتے آپ ایک رئیسانہ دماغ اپنے ساتھ لائے ہین۔ وہ تخم تاثیر صحبت کے اثر کا نمونہ ہین"

واقعات جو اس فقرے کے قبل اور بعد بیان کیے گئے ہین اون پر دلچسپ تبصرہ آگے آتا ہے سر دست ہم یہ سوال کرنا چاہتے ہین کہ جسوقت یو پی کے جرائد کم تر اور پنجاب کے رشوت خوار جرائد (بقول رندھاوا صاحب) اچھی طرح خامہ فرسائی کر رہے تھے اوسوقت حضور کہان تھے؟ شطرنج کے خاص نمبر مین ان واقعات کا حوالہ کیون نہین ہے؟ ارے بھائی صاف کیون نہین کہتے کہ اوسوقت چالیس ہزار روپیہ کی رقم سے مایوسی نہین ہوئی تھی۔ تقاضا کر رہے تھے کہ نولکشور پریس چھپائی کا دعوے کرنے والا ہے۔ دلوائیے۔

مین پریشان ہو رہا ہون۔ مدد حون لے جیب زیادہ بوجھل نہین ہونے دی۔ دلوائیے۔ شہنشاہ معظم کی برسی منائی ہے دلوائیے۔ شہنشاہ کے سارے بردار کو دعائین دی ہین۔ دلوائیے۔ ہندوستان مین جتنے گورے چمڑے والے ہین اونکی خوشامد کی ہے۔ دلوائیے۔ نائب تحصیلدار تک قلم خوشامد رقم کے فیض سے محروم نہین رہے۔ دلوائیے۔ آپ کی تعریفین کی ہین۔ تصویرین چھاپی ہین دلوائیے۔ ابھی دُنیا بھر کے اکالی شمشیر قلم کے گھاٹ اوتارے ہین دلوائیے۔ تاجرون سے اشتہارے کے چھاپے ہین دلوائیے۔ تعلقدارون اور رئیسون کے یہان دوڑا ہون۔ دلوائیے۔

غالبًا اس دلوالیے کا جواب کبھی یہہ ملا ہوگا "رندھاوا صاحب ابھی مالگزاری ادا نہین ہوئی ہے ٹھہر جائیے" کبھی یہہ کہ مقدمہ دائر کرنے والا ہون ابھی ٹھہر جائیے۔ "دیتے ہین بھئی دیتے ہین۔ صندوقچہ کھولین دیتے ہین۔ بھوجن کر لین دیتے ہین۔ جھاڑا پھر لین دیتے ہین۔" اس "دیتے ہین" کے وعدہ پر آپ غل مچاتے ہونگے "باغ بابا ہزارہ مین لڑکا ہوا چاند سورج کی جوڑی" اور اسی بیت و لعل بامروز فردا (بقول رندھاوا صاحب) مین پنچاب کے حریف "معقول رقم" وصول ہونیکے بعد مزید توقع سے ہاتھ دھو کے۔ اونکے خلاف "اچھی طرح خامہ فرسائی" کرنے لگے۔ پانی سر سے اونچا ہوگیا۔ انتظار کی کٹھن گھڑیان اب کاٹے نہ کٹین تو غصہ آگیا۔ سچ ہے دکھ بھرین بی فاختہ کوے انڈے کھائین۔

حالانکہ غصہ جتانے سے زیادہ مناسب یہہ تھا کہ پنجابی حریفون کے خلاف اور شطرنج کے خاص قصائد کی حمایت و تائید مین آپ قلم اوٹھا کے مزید انعام کا استحقاق حاصل فرماتے اور "گاہے جھین گا ہے چنان گھڑی مین اولیا اور گھڑی بھر مین بھوت" کے طعنے سے محفوظ رہتے۔ لیکن فرائض اخبار نویسی و احتیاط کے عام ضوابط سے ہز ہولی نس (رندھاوا) واقف نہین ہین۔ آپ نے گرو اور چیلے دونون سے قصاص لینا شروع کر دیا اب اگر گرو صاحب استفسار فرمائین کہ۔

بجرم عشق اگر کشتی مرا ممنون احسانم
گنہ و چیلہ بیچارا آخر چیست حیرانم!

تو اسکا کوئی جواب آپکے پاس نہ نکلیگا۔ آپ کا ہر جملہ خود ہی اپنا جواب دے رہا ہے مثلاً

فقرہ (۱) باغ بابا ہزارہ مین شری مہنت بابا ہرچرن داس کے وقت سے جو دور شروع ہوا اومین فقر اور زہد کی شان ندارد ہوگئی۔

جواب یعنی "تر دردیش" اوسوقت تک تر درویش تھے جبتک اونکے خزانہ عامرہ نے بھی "شطرنج" انکاری گردن نہین ہلائی تھی "اور سائین جی مانگو نہین کہا تھا" اونکے فقر و زہد کے کھرے سونے مین بھی اوسوقت تک بٹا نہین لگا تھا جب تک اونھون نے شطرنج کے سکھائے ہوے جوگ سے پرہیز نہین کیا تھا۔ واقعی وہ شان فقیری کیا جو شطرنج کی خاص اشاعت کا بوجھ نہ سنبھال سکے۔

فقرہ (۲) موجودہ وقت مین شری مہنت بابا ہرنرائن داس جی اس گدی پر جلوہ افروز ہین۔۔۔۔ (جن کی) شخصیت سے شطرنج کے ناظرین ناواقف نہین ہین۔

جواب آپ نے اونکی تعریف و توصیف مین خاص نمبر نکالا تو لوگ کیون ناواقف رہتے۔

فقرہ (۳) باغ بابا ہزارہ کا دربار اب فقرا کا دربار نہین "

جواب شطرنج کا خاص نمبر جب شایع ہوا ہے اوسوقت تک فقرا کا دربار تھا۔ (دیکھو قصائد شطرنج) کا اجرا ایک کار ثواب بلکہ لازمۂ شان درویشی تھا اس دربار سے یہہ بھی نہ ہوسکا۔

فقرہ (۴) یہہ افواہین گرم تھین کہ چیلے صاحب کی عنایتون سے جائداد پر تقریبًا چھ لاکھ روپیہ قرض ہوگیا۔

جواب ہائے۔ محروم رہے تو میان شطرنج۔

فقرہ (۵) تین موٹر کارین خریدی گئی ہین جو رنڈیون کے مکانات کے نیچے کھڑی رہتی ہین۔

جواب۔ اور شطرنج کے لیے ایک کانا ٹٹو بھی نہ خریدا گیا۔

فقرہ (۶) یہہ بھی افواہ ہے کہ جائداد کی آمدنی سے رنڈیون کے مکانات پر ٹیلی فون لگوائے گئے ہین۔

جواب۔ ٹیلیفون کا سپرنٹنڈنٹ بھی مستفید ہوگیا اور نہوا تو "شطرنج"۔ رنڈیون کی خیر خبر کے لیئے ٹیلیفون اور شطرنج کا ساندہبی جزدیون کس مپرسی کی حالت مین! توبہ

فقرہ (۷) اور جسوقت حضور بھیا صاحب انھین طلب کرتے ہین تو وہ فورًا انکی خدمت مین حاضر ہوتی ہین۔

جواب وائے قسمت۔

فقرہ (۸) یہہ بھی سنا گیا ہے کہ رنڈیون کو جو ساڑیان پسند آئی ہین (دی نہین گئین) انہین سے ایک ایک کی قیمت اسّی ہزار روپیہ تک رکھی گئی ہے "

جواب۔ یعنے شطرنج کے خاص نمبر کی لکھائی چھپائی سے دونی۔ چالیس اور چالیس اسّی۔۔

فقرہ (۹) ہزارون روپیہ کے موتیون کے کنٹھے بنائے جاتے ہین۔

جواب۔ اور یہان خشک بھٹے بھی نہین جبکی بابت امیر خسرو نے کہی ہے "بہری تھی مین بھری تھی سوا لاکھ موتی جڑی تھی (بابا ہزارہ کے باغ مین) سبز دوشالا شطرنج کی اوڑھے کھڑی تھی"

ہمین واقعات کے صحیح اور باطل ہونے سے کوئی علاقہ نہین نہ رؤسا کی جانب سے زبان وکالت کھولنے کی ضرورت ہے ہم یہہ دیکھنا چاہتے ہین کہ آیا ایک جریدہ نگار کے اگلے پچھلے اقوال مین اتنا عظیم الشان تفاوت صنعت اخبار نویسی کے واسطے باعث احترام ہے یا موجب ذلت۔ واقعات کی تکذیب خود گرو یا انکے جانشین اگر چاہین تو صاحب قدرت و طاقت ہین اچھی طرح کر سکتے ہین چیف کورٹ مین مقدمہ دائر ہے اور سنتے ہین کہ اسی قسم کے واقعات ایک فریق کی طرف سے بیان کیے گئے ہین۔ دوسرے فریق نے انکی تکذیب مین دلائل پیش کئے ہین۔

باقی آئندہ۔ راقم:۔ آبرو سے جز نلزم

ضروری گزارش:۔ خط و کتابت یا ترسیل زر چندہ کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایئے۔ "مینجر"

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت دیوانی اجلاس عالیجناب مولوی سید خورشید حسین صاحب سب جج بہادر ضلع ہردوئی مقام ہردوئی۔

مقدمہ نمبر ۲۹ سنہ ۱۹۲۶ء

مساۃ پھولکنور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈگریدار یہ

بنام

دریجے سنگھ وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدیونان

بنام رگھوبر سنگھ ولد پنچم سنگھ قوم ٹھاکر ساکن و مقید جیل خانہ فیض آباد مقام ... ۔

ہرگاہ مساۃ پھولکنور ڈگریدار یہ نے درخواست اس عدالت مین گزرانی ہے کہ اجراء سابقہ مین مدیونان کی جائداد نیلام طلب موروثی قرار پاچکی ہے۔ لہذا کاغذات نیلام بہ سلسلہ اجراء سابقہ عدالت افسر نیلام صاحب بہادر ہردوئی بغرض نیلام روانہ کئے جانیکا حکم صادر فرمایا جاوے۔

لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتًا یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۲۰ ماہ جولائی ۱۹۲۶ء اس عدالت مین حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری مین سماعت کی جاوے گی۔

بتاریخ ۴ ماہ جون ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مرتب کردہ محمد شفیع
اہلمد اجرائے ڈگری

مہر عدالت

"پیس موے پکاموے آئے کُتّے کھا گئے"

لطیف بی (زبان حال) "ارے ٹھہر۔ نگوڑے ٹھہر۔ نی پوتے ٹھہر۔ ہائے کیا غضب ہے"

مستقبل (زبان حال) "چیخے جاؤ جان تک چیخا جائے۔ ہاں پکی تو وہ ہمارا اور ہمارے کُتّے کا حق ہے"

فیض آباد سے ایک نیا ہفتہ وار پرچہ بہ ضیاء وطن‌ؔ جناب منشی سید شبیر حسن قتیل شایع ہوا ہے۔ کوئی بیجا بوجھا گمنام شخص ہو تو اوسکی تعریف کیجئے۔ قتیل صاحب بہت مشہور آدمی ہین۔ آپکی معاملہ فہمی اور قوت قلم بھی مسلّم ہے پرچہ دلچسپ بھی ہوگا۔ مفید بھی ہوگا خدا کرے اس تعمیر مین صورت خرابی کی مضمر "سودائے خون گرم دہقان" برق کی صورت سے متحیل ہوکے "مشک" ہو جائے۔ کاغذ مناسب ہے۔ لکھائی بھی اچھی ہے مگر چھپائی مین اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ سالانہ تین روپیہ۔ لوہیا بازار فیض آباد مقام اشاعت ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

"اودھ پنچ" نمبر ۲۰ مین جو کارٹون نکلا تھا غرض شاعر (کارٹونسٹ) اسی قدر تھی کہ بی انڈیا جان اصلاحات کی جدید قسط کی منتظر ہین اور یہان یارون کے آپس مین لڑائی ٹھنی ہوئی ہے تخیل حکومت کو ایک حیلہ مل جائیگا۔ دینا دلانا کیسا محبت عجب شئے ہے۔ وہ بھی بوتلون مین ہوا بھر کے بھیجدیگی "یہ بچانکو ہوا" تم اور کسی قابل نہین ہو مگر دوست "زمیندار" نے اپنے مطلب کی باتین اس ظاہری اور سادہ مضمون مین بھی ڈھونڈھ نکالین مشہور ہے کہ ایک مولوی صاحب انشائے خسرو پڑھا رہے تھے۔ اتفاق سے خسرو بھی اُدھر سے گزرے۔ اپنی تصنیف کا درس جو سنا تو دل نے کہا "ذرا ٹھہر کے سنو تو سہی تمھاری تصنیف سے لوگ کیا مطلب نکالتے ہین" لڑکے نے عبارت پڑھی "خسرو داغ غلامی بر جبین دارد" خسرو دھبا غلامی کا اوپر ماتھے اپنے کے رکھتا ہے۔ مولوی نے کہا "بھلا بتاؤ غلامی کے دھبے سے کیا مراد ہے۔ لڑکا چپ ہوا مولوی صاحب فرمانے لگے "ارے بے وقوف تجھے اتنا نہین سوجھتا کہ خسرو کی "رخ" پر شیں کے برابر نقطہ ہے خسرو کی پیشانی ہے "رخ" اور اوسپر جو نقطہ ہے وہی غلامی کا دھبا ہے" خسرو اس نکتہ شناسی پر اوچھل پڑے اور اینجانب مولوی زمیندار صاحب کی نکتہ رسی پر صرف اسیقدر داد عنایت کرسکتا ہین کہ بھئی یہ تو ہمین بھی نہ سوجھی تھی۔ ہم تو سب آپس مین لڑنے والون کو برا سمجھتے اور برا کہتے ہین۔

بگلا بھگت

یہ مثل مشہور تو بہت ہے مگر کم آدمی ہونگے جو اسکی تلمیح سے واقف ہون ایک تھے میاں بگلے دھن۔ وہ ہمیشہ تالابون کے کنارے اپنی لمبی چونچ لمبی گردن لمبی ٹانگین لیے تفریح کرتے رہتے تھے کبھی گھٹنون تک پانی مین اوتر بھی جاتے تھے۔ گرمیون مین اون تالابون کا پانی خشک ہو جاتا ہے جنکا سلسلۂ نسب چشمے اور سوتے کے شجرے سے نہین ملتا اور بارش کا نکاح منقطع جنکے وجود کا باعث ہوتا ہے۔ ایسے تالاب میان بگلے کے لیے بہت مفید ہوتے ہین اسوجہ سے کہ بغیر کد و کاوش چھوٹی چھوٹی مچھلیان ناشتے کے لیے مل جاتی ہین۔ ایک روز میان بگلے تھے بھوکے کھیون کا شکار بھی واجبی ہی واجبی ملا تھا۔ تالاب کے کنارے بازوؤن مین چونچ ڈال کے ایک ٹانگ سے کھڑے ہو رہے۔ مچھلیان یہ مراقبہ کی حالت دیکھ کے سمجھین کہ ایک زاہد متقی (بھگت) مشغول عبادت و ریاضت ہے کنارے پر آئین اور کہنے لگین بھگت جی جوہار (سلام) بھگت جی نے بآواز نحیف دعا دی۔ مچھلیون نے مزاج پُرسی کی۔ کہنے لگے "ارے کیا پوچھتی ہو جب سے مینے کنٹھی پہنی اور گوشت کھانے جان مارنے سے توبہ کی اوس وقت سے بہت کمزور ہو گیا ہون۔ مگر دیدۂ ظاہر بند ہوتا ہے تو چشم باطن روشن ہو جاتی ہے۔ شکر ہے کہ پیٹ تو خالی ہے لیکن دماغ کی اندھیری کوٹھری کے دروازے کھل گئے ہین علم غیب کے لاکھون فرشتے اس انگل بھر کھوپڑی مین بھرے ہوئے ہین اونسے باتین کرنے مین جی بہل جاتا ہے۔ ابھی ابھی ایک فرشتہ میری بغل مین بیٹھا کہہ رہا تھا کہ اب کے برسات نہوگی۔ دل کڑھنے لگا جو خدا نخواستہ بادلون نے سوکھی سنائی تو میری بہنون بتاؤ تم پر کیا گزریگی۔ تالاب یونہی پر بٹ ہو رہا ہے۔ پھوا ہوا چل رہی ہے۔ دو دن مین یہان کیچڑ ہی کیچڑ دکھائی دیگی۔ ہائے یہ اتنی ننھی ننھی جند ڑیان (جانین) دلدل مین تڑپ تڑپ کے جان دینگی۔ بھگت جی کی زبان سے یہ کلمے سنتے ہی مچھلیون کی جان سوکھ گئی۔ ماتم برپا ہو گیا تالاب کی تمام آبادی سمٹ کے بھگت جی کے گرد جمع ہوئی اور فریاد کرنے لگی کہ تم ایک خدا رسیدہ ولی ہو ہماری جانین بچاؤ تو تمھین ثواب ہوگا۔ بھگت جی بولے "ارے میرا تن من دھن سب سنسار کی سیوا کے لیے وقف ہے بھگتی کے معنی یہی ہین کہ اپنے نفس کو اپنا نہ سمجھے۔ کسی کی آنکھ مین کھٹک ہو تو اپنی آنکھ مین گھر ا لگائے کسی کی ٹانگ ٹوٹے تو خود لنگڑا کے چلے پٹی باندھے۔ بابا میرے اختیار مین کیا ہے اللہ کی مشیت مین دخل نہین دے سکتا۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی ذات پر مصیبت برداشت کر کے تمھین کسی بڑے دریا مین چھوڑ آؤن۔ وہان پانی گہرا ہوگا۔ مزے سے زندگی بسر کرنا۔ مگر مین سب کو اکٹھا تو اوٹھا نہین سکتا۔ ننھی سی چونچ ہے۔ ایک ایک کرکے سب کو دریا تک

بعدالت صاحب سب جج بہادر دل کھیری لکھیم پور

حکم قرارداد

(دفعہ ۲۷- ایکٹ دیوالیہ)

درخواست دیوالیہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۲۶ء

دربارہ معاملہ دیوالگی مسمے بیجے ولد نراین کورمی ساکن نظام پور نکٹی پرگنہ وضلع کھیری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سائل

حسب درخواست مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء مدخلہ بیجی سائل قرضدار اور بعد سماعت و ملاحظہ درخواست مذکور حکم دیا جاتا ہے کہ سائل قرضدار دیوالیہ ہوا اور بذریعہ اس حکم کے قرضدار مذکور دیوالیہ قرار دیا جاتا ہے۔ سائل درخواست بریت قرضہ اندر ایک سال پیش کرے پیشی ثبوت قرضہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء مقرر ہے۔

المرقوم ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

(مہر عدالت)

دستخط حاکم
بخط انگریزی

پیو کہا دینے کا وعدہ کرتا ہون" مچھلیون نے گڑگڑا کے کہا "خدا آپ کو اسکا اجر دے۔ آپ کے اندیشے بیجا نہین کچھ ایسا ہی ہوا۔ آپ کا پروار بڑھے۔ آپ کو بڑی زحمت ہوگی۔ آپ کی بدولت ہماری جانین بچ جائینگی۔ اچھا لے چونچ بڑھائیے" بھگت جی نے چونچ بڑھائی اور مچھلی لے کے اڑے۔ راوی کہتا ہے کہ ہفتہ عشرے مین وہان مچھلی کا نشان نہ رہا۔ بھگت جی کا پوتا واقعی ایک بڑا دریا تھا جس مین سارے تالاب کی مچھلیان سما گئین۔ یہ معلوم نہین کہ پوتے نے انکی زندگی کے بارے مین کیا فیصلہ تجویز کیا انکی جبین اعتقاد ہے کہ مچھلیان امساک باران کی جگر سوز کوفت سے ضرور نجات حاصل کر چکین۔

ہندوستان مین جو قوانین وقتی ضرورتون سے متعلق بغاوت رعایا یا خلاف اوقات پاس کر لیے گئے اونمین بگلا بھگت کے خشک سیلاب کے علم فیصلہ ور پیش گوئی کو بہت دخل ہے۔ خود مختار ریاستین اپنی خاندانی الجھنون کے باعث خواستہ ناخواستہ چونچ مین جا بیٹھین کہ چلو ہمین دریا مین پھینک آؤ۔ کہ نسلون مین اس قسم کے قوانین جب کبھی پیش ہوئے تو انکی ضرورت کی تمہید بالکل بگلا بھگت کی تقریر سے ماخوذ تھی بھگت جی ہونٹ لٹکائے ناک چڑھائے رونی صورت لیے داخل ہوے اور معصوم لہجے مین فرمانے لگے "مہاجو تم مجھے جانتے ہی ہو بدت سے تارک لذات تارک لحوم حیوانات ہون" بھلا اس مصیبت زدہ صورت کو دیکھ کے اہل دل سے صبر کیون کر ہو سکتا اونھون نے کہا "آمنا وصدقنا" پھر فرمایا "یہ بھی آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ ہماری حکومت از روئے آئین یہان قائم ہے" کس کی مجال تھی کہ اشارۃً یا کنایۃً اس دعوے مین اشتباہ کرتا "بیشک لاریب" کی آوازوں سے اس دعوے کا استقبال بھی کیا گیا۔ اب تمہید شروع ہوئی کہ غیر ممالک کے نجس قدم جاذب طوبت جاسوس یہان آئے ہوے ہین یہ ہین سمندر رسو کو دریا نوش۔ خصوصاً روس کمبخت وہ شوم و بدترین ہے کہ اگر (جیسا کہ پیٹر اعظم نے اپنے اعمال نامہ مین خود لکھا ہے) وہ یہان سے اپنے جدا علیٰ کی وصیت پوری کرنے آگیا تو تا ڈمین خاک ضرور اڑے گی۔ یہ مردود بے اصول بدمعاش ہے خدا سے خدا کا ڈر نہ بندون کا لحاظ شخصی حکومت مین ظلم عدوان سختی غصب مار دھاڑ کی بو کشتین۔ زرنی خدا فکنی کمنا اگر خاکم در دہن ایسا کال آگیا تو اسے مچھلیون تم کیا کرو گی۔ دیکھو ذرہ نہین مین ہون بھگت میری چونچ کبھی غلطی نہ کرے گی۔ مچھلیان رونے لگین۔ چلیے گھٹنیون چلتی ہوئی بات گھڑی بھر مین پروان چڑھ گئی۔ قانون کا مسودہ دریا نا مچھلیون کی جائے پناہ بن گیا۔ قانون تیار اور گن ہگار و بے گناہ منطقی فجات کے شکار۔ سرحدی قحط ہمیشہ مشغول رہا آج بھی ہے۔ انقلابی سازشون کی وبہی خشکی کب نہ تھی۔ اور اب تو بالشواِزم اور کمیونزم کے امساک کا فوٹو جزیرہ انگلستان سے آتا اور برای العین مناظر تباہی و انقلاب دکھا کے مچھلیون کو جائے پناہ مین رکھتا چلا جاتا ہے۔

بگلا بھگت کی چونچ سے ایک مچھلی چھوٹ پڑی اور وہ جائے پناہ کی حقیقت سے واقف ہو گئی تھی ہمارے بگلا بھگت کی چونچ سے مسٹر سوباس چندر بوس اتفاقاً چھوٹ پڑے اور وہ ایک دوسرے بگلا بھگت لارڈ زٹلینڈ کی مظلومانہ تمہید اور سیلاب خشک انقلاب کے تحفون کی تکذیب کر رہے ہین۔ جھوٹ بولنے کے عادی تو ہندوستانی ہوتے ہین۔ بھلا گورے چمڑے والے لاٹ صاحب کہین جھوٹے ہو سکتے ہین؟ لاحول ولا قوۃ۔ بھگت اور جھوٹ! توبہ۔ عہد نامہ قدیم (توراۃ) مین اسکی ممانعت۔ عہد جدید (انجیل) مین اسکی مذمت۔ قرآن مین اس پر لعنت۔ پران مین اسکی شناعت۔ مسٹر سوباس چندر بوس جب تک بھگت نہ ہو جائین بھگتون کے منہ نہ لگین تو اچھا ہے۔ بگلا بھگت کا اصلی منشا یہ ہے کہ آزادی کی آواز بلند کرنے والی مچھلیان پیٹ مین اوتر جائین۔ پس انہین بھی جائے پناہ مین رہنا چاہیے ؎

سمجھانے سے تھا ہمین سروکار — اب مانو نہ مانو تم ہو مختار

کیا دیکھا کیا سیکھا

مہاراجہ کپور تھلا کا سفر نامہ بعض جرائد مین چھپ رہا ہے۔ آپ نے جو کچھ دیکھا وہ شہراہی ہیرا تھا۔ وردہ دانیال کی روانی دیکھی۔ ترکون کی مطلق العنانی دیکھی قسطنطنیہ کی عمارت دیکھی۔ پر لطف شہر کی صورت دیکھی۔ سمندر کی تصویرین دیکھیے۔ موتی دینے والے سمندر دیکھے۔ بڑے بڑے پرندے دیکھیے۔ عظیم الشان ایک مکان دیکھے۔ سفر سے بہت کچھ مسرور ہوے۔ آخر بھگت پر مغرور ہوے۔ وہان کے آئین سیکھے۔ گھر پہونچ تماشا دیکھنے کے قوانین سیکھے۔ رومانیہ کی شہزادی کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور عیاشی کا جشن منایا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ہمین یقین ہے کہ آپ نے ہرگز کوئی کام کی بات نہ سیکھی ہوگی۔ بھلا کون کہتا ہے ہندوستانی رؤسا یورپ مین اسلیے نہین جاتے کہ نقص نابلغ کی تکمیل ہو وہ عمارتون کے عجیب و غریب نقشے اسلیے یاد کر کے آتے ہین کہ اپنے مقام پر بھی اسی طرز کی ایک عیش گاہ بنائینگے پر تکلف دعوتون کا طریق سیکھ کے آتے ہین کہ مفت خورون کو یون کھلائینگے۔ کیسے غرض کیا رستا کی جانب رخ کرے اور دکھیارون کی راحت رسانی کے طریقے یاد کرے خیرات خانون مین جائے اور وہان بیکار رہنے کو کام سے لگانے کے ڈھنگ دیکھے۔ بھلا کیسے تو سہی یہ بڑھاپا اور یہ سیر بازی راہ جلتی آیا توہ دہی خلل ہے ہون کی بڑھیا دھک مورو لیسی۔

سرفراز کا محرم نمبر

کارکنان سرفراز نے فیصلہ کیا ہے کہ سال ما سبق گزشتہ سے زیادہ شان و اہتمام سے آئندہ یکم محرم الحرام کو اپنا سالانہ نمبر نکالین۔ ملک کے اون مختلف مذاہب و اقوام کے علما و فضلا اور انشا پردازون سے جو امام حسینؑ کی عظیم الشان زندگی کے حالات سے واقف ہین اور جن کے دل مین شہید کربلا کی عظمت ہے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنے مضامین سے سرفراز فرمائین

"دس ہزار کی تعداد مین شایع ہوگا"

یہ خاص نمبر دس ہزار کی تعداد مین شایع ہوگا اور ہندوستان کے ہر گوشہ اور بستی سے اسکی مانگ ہے۔

مشتہرین کیلیے نادر موقع

مشتہرین اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہین لیکن اس مقدس و متبرک پرچہ مین کوئی اشتہار خلاف تہذیب شایع نہ ہوگا۔ قیمت فی پرچہ ۴؍ اجرت اشتہار فی صفحہ عسہ نصف صفحہ للعہ ایک کالم سے نصف کالم سے چوتھائی کالم سے ، فی کالم عہ

منیجر سرفراز لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان مین ہے خالص میوہ جات کے افشرون اور عرقیات سے تیار کیے ہوے شربت جو اپنے اثر مین بے نظیر صورت مین دلاویز، ذائقہ مین خوشبو، لطافت مین بیعدیل ہین، دل، و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت آنکھون کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہین، شدت عطش کو دور کرتے ہین جلد طلب فرمائیے۔

شربت بہار	شربت انطاخوس	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت نیلوفر کیسرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل عکم	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲
شربت رنگترہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت اناناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی		عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۱۲	فی بوتل ۔۔۔ عنا		فی بوتل ۔۔۔ عنا

قدردان بعلت گران بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوے شربتون سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱/۴ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

میجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

روزانہ ایک آنہ

آپ روزانہ ایک آنہ خرچ کر کے تھوڑے عرصہ مین اپنی گئی گزری تندرستی واپس لانیکے ہر قسم کی کمزوری کو رفع کر کے اعلیٰ درجہ کی توانائی حاصل کرنے کیلیے جریان احتلام رقت منی فساد خون منی کا خراب ہونا وغیرہ امراض مخصوصہ سے نجات پانے کیلیے مقویات سرتاج عالم آتشک منگرہ گولیونکا استعمال کرین قیمت ۳۲ گولی ۱۶ ایام کی خوراک مین قیمت صرف عہ اسطرح روزانہ اخرچ کرنے سے تھوڑے ہی عرصہ مین زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے ۵ ڈبیان ساتھ منگوانے سے صرف للعہ محصولڈاک ہر حالت مین بذمہ خریدار

ویدشاستری مانی شنکر گووندجی { ایجنٹ اندر چند اینڈ کو
جام نگر کاٹھیاوار { چوک لکھنؤ

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہین سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدانون نے ضعیفی دور کرنیکی ترکیب نکال ہی ڈالی صبح چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضاء کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریون کا اندیشہ رہیگا اعضاء کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے اسکے واسطے کتاب مین جو بیس ۴۲ تصاویر بنی ہوئی ہین ہوائی ہین کسی اُستاد کے سکھانیکی ضرورت نہین پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیوپاریون کے واسطے نہایت مفید ہے جو کہ گھومتے پھرتے ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر و دیگر امراض مین مبتلا ہو جاتے ہین ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کر کے بہت فائدہ حاصل کیا ہے وہی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بوڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوے بھی ہمنے برائے نام اسکی قیمت صرف عہ (ایک روپیہ) ہے

صلنے کا پتہ
سکھ سنچارک کمپنی متھرا

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ دوایات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو { کف کھانسی ہیضہ پیٹ کے درد دست سنگرہنی۔ انفلوانزا درچھاتی کے امراض کیلیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہین قیمت ۸ر مین سب جگہ بکتا ہے۔

دودھ گج کیسری { یعنی داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونیوالی لاثانی دوا قیمت ۸ر

بال سدھا { بچونکی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربا اور پھر تیلا بنانیوالی میٹھی دوا قیمت ۸ر ڈاک خرچ علحدہ لگیگا۔

اپنے شہر کے دوافروشون سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہان کے سول ایجنٹ الیف مرزا اینڈ سنس کچہری لکھنؤ

اودھ پنچ ۱۹۲۵ء کے مجلدات

اردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے
سیاسی ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خزانہ
سے کتب خانہ مین محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد
للعہ مع محصول
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن الموسیقات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے اور

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی مین

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۲۳

مضامین

(۱۷۔ جون سنہ ۱۹۲۷ء)

خربوزہ پارٹی کا مشاعرہ

غزل

ناسور نہیں سینہ میں جو کھا یہ بنا ہے — اور راہ نہیں سے دل تیری طرف جھانکتا ہے

بتلائے کوئی کس میں یہ شوخی و ادا ہے — معشوق مرا سارے حسینوں کا چچا ہے

گھبرا کے وہ کہتے ہیں یہ صبح شب وصلت — دیکھو تو گھڑی جلد کہ کیا اوس میں بجا ہے

ہو جائے میرے آپکے اتنا تو تعلق — میں در پہ پکاروں تو کہیں آپ کہ کیا ہے

اغیار کے مُنہ سے تو سنا کرتے تھے اکثر — اکسے ہمنے بھی قصہ تری کاکل کا بنا ہے

لیٹے ہوے ہیں ماش کی دال آکے ہیں کھا کر — اب وعدہ وفائی میں اونہیں چوں چرا ہے

جب تو کسی بیمار کو اچھا نہیں کرتا — عیسیٰ تو نہیں حضرت عیسیٰ کا گدھا ہے

قطعہ در وصف خربزہ

خربوزہ کی تعریف میں مُنہ میرا کھلا ہے — چاقو کے عوض ہاتھ میں خامہ کو لیا ہے

اس اپنا غزل گوئی سے دل ہو گیا پھیکا — کیا ہوگا کسی شعر میں جو اسمیں مزا ہے

رنگت میں ہے رخسارۂ معشوق سے زاید — اور بوسۂ رُخ سے یہ حلاوت میں سوا ہے

چھلکا ہے لب یار تو قاش اسکی ہے ابرو — کم بیجوں سے اسکے دُرِ دندان میں ضیا ہے

یاد آگئے فوراً کسی معشوق کے عارض — جب دستِ جنوں خیز میں خربوزہ لیا ہے

قوافی بقید حرفِ راے ہندی

معشوق مرا بالے میاں سے بھی بڑا ہے — جھنڈا قدِ موزوں کا میرے دل میں گڑا ہے

دیوانہ جو پہنے دَرِ زندان پہ کھڑا ہے — یہ حلقۂ زنجیر نہیں اوسکا کڑا ہے

سر اپنا منڈاتے پہ وہ آمادہ ہوا ہے — اب زلفِ پریشان پہ عجب وقت پڑا ہے

مانگو بھی تو وہ ترش مزاج اب نہیں دیتا — کیا میرا دلِ زار کھٹائی میں پڑا ہے

وہ شیشہ و ساغر سے کبھی سیر نہو گا — پیٹ آپکے میخوار کا تاڑی کا گھڑا ہے

پھیلی ہے گلی میں جو تری بوئے محبت — لاشہ کسی عاشق کا تیرے در پہ سڑا ہے

بڑھ کر نگہِ شوق پھسل جائے تبسم
رخسارۂ معشوق بھی کیا چکنا گھڑا ہے!

مرزا عالیقدر تبسم لکھنوی۔ از کلکتہ

تاریخ فی البدھیا

"از لالہ سابق الایام"

بعد بندگی دعا و جب آنکہ۔ در ینولا یک نفر تاریخ بابتہ خطاب یافتگی معظمی و مکرمی میر احمد حسین صاحب خان بہادر سلک نظم میں کھینچ کے حاضر خدمت بابرکت کیں جات ہے کو اغذات اخبار میں درج فرمائے کے رہین منت بے پایاں فرمادیں۔ دوم یش اینکہ اندرین ایام تقائیض البدلین کا رواج نہیں فلہذا موسی الیہ تکلیف عطائے صلہ نفرمادیں۔ خیر از فرنی کے خوانچہ بس است۔ ہر چہ ہست شکایت دوستانہ ہست۔ وہو ہذا

ہے سافیا یہ دورِ مکافات ماسبق — لایا دہ عیشِ رفتہ میں دہسکی ہمیں پلا

بکسن پہ بکس بارۂ لندن کےجب آئے — بھٹی کا ہم نے ہیں چھوڑ دہن بار سلسلا

ہم سے کہت ہیں لالہ نہ دیسی پیا کرو — با آنکہ ہمری زوجہ مشفق ہیں عاقلا

نوشت ہیں اپنے گھر میں للائن کے ساتھ ہم — کاہر اکر سکت ہیں یہ اشخاص بائلا

فاقہ سے پہ فاتحہ آئے رہی ہے خمار میں — ہاں مشفقم بیار مئے سینہ انجلا

ہے آج یوم زادنِ شاہ فلک وقار — تقسیم ہوئے رہے ہیں حروفن کے اب صلا

گجی ہم کرب نہ قناعت علیم قسم — اعلے خطاب ہم ہون کا مشفق کوئی دلا

پائن خطاب تازہ بعد کروفرِ جناب — احمد حسین مخزنِ دُرِ معدن طلا

بیچا کرتے ہیں جو کہ تماکوئے خوردنی — جنکی دکان کا چوک میں ہے غنچہ اک کھلا

ختنہ میں نورِ چشم کے پوچھن نہیں سخن — لڈو سے موتی چور نہ ہمکا یکو ملا

خانصاحبی کے دور میں شیرین گرہ بٹے — تب ہون رہا ہمیں کرم وجود کا گلا

واچشم قلمی انبہ کی قاشن کی شکل ہے — تقسیم ایکی ہوت ہے کش شیرنی بولا

فی البدھیا نظم مصرع تاریخ سکتے دیہون
احمد حسین خان بہادر دہن پولا

جان صاحب کا خط

بنام شعرائے ہند

لوگو میری بندگی۔ اے تم سہورہتی دنیا تک۔ ہندی تو اب چین سے گور میں پاؤں پھیلائے سوتی ہے۔ مگر جب سے اودھ پنچ نے پیام سلام کی راہ کھول دی ہے اوسوقت سے اکثر نگوڑا دل تقاضا کرتا ہے کہ اوس دُنیا کے لوگوں سے بھی کبھی کبھار بات چیت ہوتی رہے تو اچھا ہے۔ مگر کیا کہوں آجکل کے زمانے کی دس پانچ چھوکریوں سے جو ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ اب میری زبان مر دوے تو خیر بیگمیں بھی نہیں بولتیں۔ چلو اتنی آس بھی جاتی رہی کہ جو کچھ لکھونگی اوسے لوگ سمجھ لینگے۔ اے ہان۔ یہ اندھیر تو دیکھو اسکول میں پڑھ کے اپنے بڑے بوڑھوں کی زبان بھول گئیں۔ لکڑ تو ڑ زبان ہے کہ الٰہی تری پناہ۔ کہیں لوچ ہی نہیں۔ رہ رہ کے خیال کرتی ہوں کہ اس زبان پر

خصم کیونکر ریجھتا ہوگا۔ غمزہ ہے تو عربی۔ نخرہ ہے تو فارسی۔ کوئی بات ہندوستانی نہین۔ خالی عربی فارسی ہی نہین وہ تو گٹ پٹ بھی کرنے لگی ہین۔ اکثر اوٹکی بولی میری سمجھ مین نہین آتی یہ پوچھتی ہون بی یہ ایجیکیشن موا کیا بلا ہے۔ ایجوکیشن کس جانور کا نام ہے اکزامینیشن کہان کی بولی ہے۔ تم کہان کی رہنے والی ہو۔ تو چڑیلین بے حیائی بے شرمی دیدہ دلیری کے ساتھ ٹھٹھے لگاتیان ہین گویا وہ میرے زمانے کی سی شرم بھی جاتی رہی۔ بھلا مجال کیا تھی جو کوئی کنواری بالی بڑے بوڑھون کے سامنے یون قہقہہ لگاتی۔ یہ کمبختین جواب بھی دیتی ہین تو نرالی بولی مین۔ ایک چربانک حقاقہ دقاقہ سے مینے پوچھا صاحبزادی جب تم نے دُنیا سے کوچ کیا تو تم بیوہ تھین یا سہاگن؟ میرا اتنا پوچھنا ایک قیامت ہوگیا۔ مُردار چھو کری کہنے لگی "یہ سوال ہی بیجا کیسی؟ کسی کے پرائیوٹ حالات کا استفسار بالکل اٹیکیٹ کے خلاف ہے" مین نگوڑی ٹھگ ماری حیران تھی کہ اسنے کیا کہا۔ پھر کہنے لگی کہ خیر اب ہم اس مقام اجنبی مین ہین جہان کوئی ستر تفتیش ابا حت کے بعد ضرر نہین پہونچا سکتا۔ پوچھا ہے تو سنو۔ میرا نام فیروزہ ہے آگرے مین ایک مسکین عیش میرا جائے قرار تھا۔ والدین نے ایک مدرسے مین پڑھنے بھیجا۔ مین روزانہ سواری پر بیٹھ کے اسکول جاتی تھی۔ مدرسے کی بلڈنگ کے قریب......

(مینے کہا کہ بلڈنگ کیا چیز ہے۔ کہنے لگی۔ عمارت۔) ایک میدان تھا اوس مین لڑکے ہاکی کھیلتے تھے۔ ہاکی ایک کھیل ہے۔ دفعتہً میری نگاہ ایک جوان رعنا سے دوچار ہوئی جسکا نام فیروز تھا اور جسکی آواز مجسم موسیقی تھی جسے ادب سے فطری ذوق اور طبعی شغف تھا" (مینے کہا بی بی تم تو اس قابل ہو کہ شہر کی قاضی بنا دی جاؤ واللہ! کیسے کیا کیا نغتے (لغت) چھانٹتی ہو تم تو قطع کلام کرتی ہو۔ سنو) اُسکا حلقہ احباب بہت وسیع تھا مگر وہ تشہیر علائق سے بہت گھبراتا تھا اوسکا سلیم شاہی جوتا۔ اوسکی مرغولہ نمط بادگیر شلوار۔ اوسکی ترکی پھندنے دار رقص کرنے والی ٹوپی۔ اوسکی غارت شکن آنکھین۔ اوسکی لطافت آمیز شگفتہ چال۔ اوسکی تمکر آمیز چھڑی اوسکا فرحت بیز کوٹ اوسکی اضطراب کو سکون شیرین سے بھر دینے والی اوچھین جنبون نے مجھے اولین درس محبت دیا۔ اوسکی برق سوز تھے جنھون نے میری حیات معاشقہ مین ہلچل ڈال دی۔ اوسکے دلدار قہقہے جنھون نے میرے ساز دل کو متبسم پارۂ برق بلکہ ایک شعلۂ رقصان ایک رروز ددشکن بنا دیا۔ اوسکا تنفس مرتعش جسنے میری روح کو تمازت ریز کر دیا۔ یہ سب چیزین اور حرکتین مجھے ابتک یاد ہین۔ خصوصا اوسکا برہنہ شباب۔ (اتاب نہ ہوئی۔ پھر بول اوٹھی۔ ڈی ئی تو کیا وہ نگوڑا سڑکون پر یونہین ننگا پھرا کرتا تھا۔ تم اوسکی ننگی جوانی سے آنکھین سینکتی تھین۔ اور شرماتی نہ تھین) پھر تم بولین۔ لاحول ولا قوۃ عجب جاہل ہو۔ ادب لطیف مین تمھین خاک سلیقہ نہین (مینے کہا۔ آگ لگے تمھاری ادب لطیف مین۔ نگوڑی ننگی ادب لطیف کس کام کی۔ اچھا پھر کیا ہوا۔ بی تم اپنے نین شکلے کا حال کہو) غرضکہ اوس نے مجھے اپنی تبسم پاش نگاہون سے تسخیر کر لیا۔ تمنائین اُچھلین طوفان اضطراب وسیلاب جذبات جوش زن ہوا۔ مین بحیلہ ہائے لطیف اوس سے ملنے مین کامیاب ہوئی۔ وہ اکثر میری ریشمین ساڑی وا کر دیتا میری مرمرین کلائیان اوسکے حلقہ گلو ہوتین (مینے کہا شاباش صاحبزادی تمھارے ویدیسے کو خوب الماری باوا کا نام خوب روشن کیا) اُوفوہ تم اور ڈیفیشن کیا ہو۔ تمھارے سر نامعقین بیہودہ اور لغو باتین داخل عیب تھین تمھاری بیہودہ تحیرکانہ کا مقتضیٰ ہی یہی ہے۔ تم ان فتنہ شباب سے نا آشنا محض ہو۔ دُنبل جگر کو نشتر استفسار سے چھیڑا ہے تو اچھی طرح قصہ کی سماعت کرو بیچ مین خلل توحش انگیز نہ ڈالو۔ غرض مدتہائے مدید اس مسرت عمیق کے ذہاب لباب مین ہنگامہ ریز ارتعاش ہوتی رہین آخر وہ اپنے وطن چلا گیا اور مجھ پرستارۂ محبت کو خارش جمال نہانی مین انگشت افزائی کرنے کے لیے غریق ظلمات فراق کر گیا۔ مجھ غمگزار مجبوری نے تریاک غم ربا کا ایک ساغر صغیرہ بلع کیا اور آج تم سے ہمکلام ترنم ہون۔ پس مین نہ سہاگن ہوئی نہ بیوہ۔ رشتۂ دوشیزگی لذت اندوز معاشقہ ہونے کے بعد یہ سوال ہی مرتفع ہو جاتا ہے۔ اب مین فخر لیلیٰ و عذرا وشیرین ہون کیونکہ جہان عشق مین میرے کارنامہ ہائے مہتم بالشان ان عورتون کے کارنامون سے تفوق نہین رکھتے ہین۔ (الفاظ و تراکیب ایک بدبودار ماہواری سے ماخوذ ہین۔ نامہ نگار) اللہ جانتا ہے مین اس گستاخ نگوڑی کی باتین بالکل نہ سمجھ سکی خدا جانے کونسی زبان بولتی تھی۔ سمجھی تو اسقدر کہ یہ موئی جوانی مین تھی کٹھ مست ایک مسٹنڈے مردوے پر ریجھی ماں باپ کی آبرو کھوئی جب اوسنے چھوڑ دیا تو افیم کا گولا کھا کے سو رہی۔ مجھے اوسکی کہانی سن کے غصہ آیا مینے کہا اے بی اپنے ہوش مین آؤ افیم اتنی سار کر کے تمنے کون سا بڑا کام کیا ہے جو زمین زمین پاؤن نہین رکھتین بس خبردار اب مجھسے نہ ملنا۔ وہ موئی ساری کا دھبلا سمیٹ کے چلی گئی اور میرے دل نے کہا غضب ہوا ہماری بول چال گئی کہاری کنوین مین۔

لوگو۔ جب مین اب سے دور زندہ تھی تو بیوی نونکی زبان کی بانگی دکھاتی رہتی تھی اور یہ پیاری پیاری بول چال جسپر مردوے لٹو ہو جاتے تھے میرے اختیار مین تھی اسکا چرچا رہتا تھا عورتین مردانی بولی بولتی تھین تو نکی فضیحتیان اُڑائی جاتی تھین۔

"لے بتاؤ کہان درد ہے؟"

اب مین دوسرے جہان مین ہون۔ اور سنتی ہون کہ
زبان کے بگاڑنے کے لیے کانا پھوسی (کانفرنس) کی
مجلسین ہوتی ہین۔ انمین تجویزین کیجاتی ہین۔ کتابین
چھپتی ہین۔ اونمین ادبیات، نفسیات، جمالیات
کے نام سے شیرین (شعرا لکھی جاتی ہین۔ خدا اللہ تمہین
جیتا رکھے تم بھی گئے ہاتھون اپنا ایک جتھا بناؤ اور
سارے ہندوستان کے اردو شاعر (آل انڈیا اردو
شعرا کانفرنس) سال بھر مین ایک جگہ جمع ہون اپنی
کہو دوسرون کی سنو۔ اور اس بھری محفل مین میرے
دو تین پیام بھی لوگون کو سنا دو۔

اوّل تو یہ کہ کوئی مرد اپنی جورو سے لفظے مین قرأت
نہ کرے۔

دوسرے یہ کہ کوئی ابجد یا دھگڑے سے بات چیت کرتے
وقت جیم بین کے قرآن نہ پڑھے۔ بیوی قرآن پڑھنے اور
قرأت کرنے کا یہ مقام نہین۔ توبہ انجس ہنڈا اور
بڑی روٹی کی آیتین؟

تیسرے یہ کہ میرے دیوان سے زنانی بول چال کے
لفظ نکال کے ایک علحدہ کتاب بنا کہ میرے محاورے
ناپید ہونے سے بچ جائین۔

چوتھے یہ کہ پرانے شاعرون کی محنت اکارت نہ کرو۔
پرانے محاورے جیون کے تیون رہین بگڑنے نہ پائین۔
نئے محاورے تو بڑھتے ہی رہتے ہین اونکے پیدا ہونے
مین کوئی برائی نہین۔

پانچویں یہ کہ جو نگوڑے میرے شعرون پر گندے اور
فحش ہونے کا الزام لگاتے ہین اون سے پوچھو کہ تم جس چیز
کو "ادب لطیف" کہتے ہو اوسمین میرے کلام سے زیادہ
گندگی ہے۔ مینے تو وہی باتین کہی ہین جو عورتین مردون
سے یا عورتین عورتون سے آپس کی گفتگو مین کہتی تھین
کنواری بالیون کے سامنے یا ناکتخدا چھوکرون کے منہ پر میرا
کلام کوئی نہین پڑھتا تھا۔ مگر تمہاری کتابین بن بیاہیان
پڑھتی ہین ماں باپ کی بہیان دیکھتی ہین اور بے غیرت
ماں باپ یہ نہین سمجھتے کہ تم "بسہ نثر ظہوری" کی زبان
مین اونکو دن دہاڑے یار کے ساتھ نکل بھاگنے جان پر
کھیل جانے ماں باپ کی برضدی کرنے آنسو بہانے۔
بے صبری دکھانے کی تعلیم دیتے ہو۔ میری ریختی کو فحش
سمجھ کے لوگ احتیاط کرتے تھے مگر تمہارے باجی جی کو
لوگ اللہ آمین کرتے نہین۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ چھوکریان
لونگ مسودا خصم جلا۔ پرچے مین زردہ لگانے پر
تیئن ہو جائینگی۔ اور پھر بے جرب امان باوا کے
منہ مین کالک لگا کے نکل جایا کرینگی۔

اس کانا پھوسی (کانفرنس) مین شرمانے کی کوئی
بات نہین۔ کانا پھوسی اگلے زمانے والون مین عیب
تھی اب کوئی عیب نہین۔ آخر گانے والون نے اپنی
کانا پھوسی کا ڈھڑبا آنگ بنایا کہ نہین۔ پھر شاعری
کیون پیسے فقری رہ جائے۔

دل مین اور بھی باتین ہین مگر جب کانا پھوسی
ہوگی تو بتاؤنگی فقط۔

بقلم
رزم۔ ردولی

شطرنج کی چال

نمبر ۴

جناب مدیر روزنامہ شطرنج ایک نمبر مین تحریر فرماتے ہین۔

ہم نے شری سنت بابا ہر نرائن داس جی کی تحریری
اور زبانی ہدایات کے مطابق شطرنج کا حکومت
نمبر ۔۔۔ شایع کیا۔ پنچ صاحب کو یہ معلوم
نہین ہے کہ اوس زمانہ مین جبکہ ہمین شطرنج
کا حکومت نمبر نکالنے کے واسطے مجبور کیا گیا۔
کیسے کیسے سبز باغ دکھائے گئے تھے کیسی کیسی
سنہری امید دلائی گئین تھین۔ بابا صاحب
کے دل سے پوچھیے کہ وہ ان دنون مین حکومت
کی قصیدہ خوانی کو کار ثواب خیال کرتے تھے
یا نہین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہان کا
انصاف ہے کہ اپنی ناموری شہرت اور گورنمنٹ
وحکام کی نظر مین وقار حاصل کرنے کے لیے
دوسرون کو مشکلات کا نشانہ بنایا جائے۔
اس نمبر مین باباجی صاحب کی قصیدہ خوانی
انکے احباب کی تصویرین۔ اُداسی پنتھ کے
حالات۔ اکالیون کے خلاف مشر موجود ہے
جو اونکی فرمائش سے فراہم کیا گیا ہے۔
۔۔۔ ؟ ؟۔ کام نکل جانے کے بعد بات نہ پوچھنا
اور جسقدر روپیہ اسپر صرف ہو چکا ہے اوسکو ادا
نہ کرنا کیا ایک سنت کے شایان شان ہو سکتا ہے
یا نہین۔ اگر ایسے اشخاص کے حالات کو (جو
دوسرون کو دلدل مین پھنسا کر بطور خود علحدہ
ہو جاتے ہین) روشنی مین لایا جائے تو کیا گناہ ہے۔
یہ اچھی رہی کہ لاگت کا مطالبہ تو شطرنج کے خاص
نمبر کا کتیا دان ہو اور قلندر منشی اخبار نویس
اپنی پاکٹ بھرنے کو ان واقعات پر تبصرہ کرنے
کے لیے اس طرح دوڑ پڑین جیسے چیل کوے اور گدھ
مردار گوشت کی طرف دوڑتے ہین تو اس فعل کو
جرنلزم کی آبرو اور اخبار نویسی کی عزت خیال
کیا جائے۔

یہ عبارت اودھ پنچ کے اعتراضات کے دفاع مین
لکھی گئی ہے مگر دالے جیسی کہ غصے کی جھانجھ مین اس
عبارت کو لکھ کے ہمارے مدیر شطرنج صاحب نے کل
اعتراضات اپنے سر اوڑھ لیے۔ واللہ ان سنت صاحب نے

غضب کیا۔ بیٹھے بٹھائے ایک شخص کو اپنے "نیا ضانہ
کاہ" کا سلسلہ واقعات خطیبات کی داستانین "اسنا کے (انمیلیز
شطوخ) آگے بڑھانے ہاتا اور حکومت نمبر نکالنے پر مجبور
کریکے زیر بار کر دینا ایک بڑی بات ہے۔ کام نکل جانے
کے بعد بات نہ پوچھنا اور مصارف نہ ادا کرنا دوسری
بڑی بات ہے۔ اور ہرگز مہنت کے شایان شان
نہین۔ مگر حضرت آپ جب پہلی بار نیا ضانہ کارتانے
حُسن کے یہان تشریف لائے تھے تو آپ نے اونمین مہنت
کی شان پائی تھی یا نہین؟ نتائج کے لحاظ سے تو آپ
بزبان خود اقرار کر رہے ہین کہ مہنت کی شان نہین
نظر آئی بان ایکشن اول جلول الیفیائی رئیس کی شان
دیکھی جو بات کہتا اور مکرتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے اور
ٹال جاتا ہے۔ ڈینگین ہانکتا ہے اور وقت پر بغلین
جھانکتا ہے۔ تعیش کی وجہ سے دوسرون کی ایذا
کا دھکہ دل پر اثر نہین ہوتا۔ عام اخلاق انسانیت سے
بالکل اجنبی ہے۔ لیکن خاص نمبر دو برس کی مدت مین
تیار ہوا بلکہ اس سے بھی زیادہ زمانہ صرف ہوا ہوگا۔
اس مدت مین ضرور آپ کو مہنت کی افتاد مزاج سے
آگاہی ہوگئی ہوگی۔ مسلسل خلف وعدہ پر آپ نے
کیون کام جاری رکھا۔ دو چار مرتبہ حیلہ و انکار سننے پر
ہاتھ کھینچ لیتے اور کہتے کہ پیشگی دلوائیے تو آگے بڑھتا ہون
نہین تو میرا اسلام۔ مہنت صاحب کو سو دفعہ غرض ہوتی
تو آپ کا مطالبہ پورا کرتے ورنہ اپنے گھر خوش رہتے۔

مہربان اڈیٹر صاحب ہمارے اعتراض کا یہ مطلب
نہین ہے کہ مہنت کوئی خوش معاملہ شخص ہین یا اونمین
مذہبی مہنت کی شان پائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اونھون
نے آپ کے ساتھ بیوفائی کی ہو۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ
جوش انتقام مین ایک خاص "روزانہ پرچہ" اس تمہید
سے شایع کرنا "بموجب احکامات و ہدایات تحریری و
زبانی شری مہنت . . . . . " اور اوسمین اون مظالم کو
اپنی خرومیون کے ذیل مین بیان کرنا جنکا اظہار آپ کے
قلم سے کبھی پہلے نہین ہوا حالانکہ اب آپ پرانے اور نئے
تمام واقعات سے واقف نظر آتے ہین۔ یہ ضرور اخبار نویسی
کی ہتک حرمت ہے۔ اسکا عوض کچہری مین لینا مناسب
تھا۔ ہم نے سُنا تھا کہ آپ نے نوٹس دیا ہے اسپر ہمین کوئی
توجہ نہین ہوئی۔ اس بھدے عنوان سے دُنیا کہیگی کہ
اخبار نویس بھی چھچھورے ہوتے اور شریف ہوتے ہین۔ خدا
نکرے جو کسی کے پیچھے پڑ جائین۔ مہنت صاحب یا اون کے
جانشین کے افعال برے ہون یا بھلے ہمین کوئی سروکار
نہین۔ آپ جانیے وہ جانین۔ رہا آپکا یہ طعنہ کہ "تقدیر
نقش اخبار نویس یاتھی یا کٹ بھرنے کو ان واقعات
پر تبصرہ کرنے کے لیے اسطرح دوڑتے ہین جیسے چیل کوے
گدھ مردار گوشت کی طرف دوڑتے ہین" تو بفضل
خدا ہم پروا نہین ہے اسلیے کہ ہمنے کسی واقعہ پر تبصرہ
نہین کیا۔ اگر ہمین اپنی "پاکٹ" بھرنی ہوتی تو اودھ پنچ
کے نیک نام پرچے مین مضمون نہ لکھتے۔ آپ کے
جواب مین ایک "گنجفہ" نکالتے جسکی بازیان "بجاے میر اتبر"
نہ ہوتین۔ اور "شترنگی بازی" بار بار پھینٹنی نہ پڑتی۔
پھر آپکی ہر ایک بات کا مفصل جواب دھڑتے سے
لکھتے۔ ہمین بقول آپ کے "ڈھاک کے تین پات"
دیکھنے کا اتفاق نہوتا۔ "کھری مزدوری چوکھا کام"
نو نقد لیتے، نہ تیرہ ادھار کی راہ نہ دیکھتے۔ اور اس
گنجفے مین "زرستانی" کا تذکرہ نہ چھیڑتے کہ "خود را
فضیحت بدیگران نصیحت" کی پھبتی سے جھینپنا پڑتا۔
دیکھیے آپ کی بات کا اثر کچھ بھی نہوا۔

ابکی آپ نے "سالگرہ نمبر" نکالا ہے۔ اسمین مہاراجہ
پٹیالا کی شبیہ مبارک بھی شایع کی ہے جنکی نسبت مشہور
ہے کہ اپنے قدیم مذہب کی طرف مراجعت کر گئے ہین۔ اس
نمبر مین آپ سکھ اخبار نویسون کو تنبیہ کرتے ہین کہ "وہ اپنے
قلم کو قصاب کی تیز چھری بنا کر بیچاری قوم کی شان
و شوکت کا گلا نہ کاٹین۔ مگر لالچ کا پلکا بھی کیا بری چیز
ہے . . . . . . بحیثیت اخبار نویسی ان کا یہ فرض
ہے کہ انھین رؤسا سے جو شکایتین ہون آسانی سے انکا
فیصلہ کر سکین۔ نہ کہ جزئی اور فردعی باتون کو حیلہ
قرار دیکر وہ برس پڑین"

اور ان مضامین سے متاثر ہونے والے سکھون پر
آپ کو یون رونا آتا ہے:۔
"کہ وہ اخبارات مین اپنے بزرگ اپنے خلیفہ کے خلاف
مضمون پڑھتے ہین اور اونکو یہ جرأت نہین ہوتی کہ
ایسے پرچون کو بائی کاٹ کر دین"

امیرون کی حالت دیکھتے ہوے ہمین اندیشہ ہے کہ
اگر آپ نے یہ معاملہ حساب داں کا پورا ملکہ پڑھا
اور پیشگی اجرت وصول کر لیا تو ایک شطرنج بدونانہ
آپ کو اونکال تیار کرنا نہین آپ اون کی مدح سرائی کے
بعد ہجو پر اتر آئے تو آپ کیا معنی کہ امیرون کے
یہی ڈھنگ ہین۔ ایسے شریف دمرانا کسان ہین جو کسی
غریب کی محنت اور حاضر باشی یا مذاحی کا حق مانین اور
ہجو سے زیادہ مدح کا پاس لحاظ فرمائین۔ پہلا تجربہ
آپ کے واسطے کافی ہے۔ سیدھی اونگلیون سے گھی
نہین نکلتا۔ ؎

بعد ازین ہجو کنی پیشہ کہ معلومت شد
دردلش کردہ اثر ہجو بدینسان کردن

باقی آیندہ۔ راقم۔ ایک روشنجزلزم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ابودلامہ شاعر اور حکومت ہند

خلیفہ مہدی عباسی کی خدمت مین ابودلامہ نے قصیدہ
پیش کیا۔ خلیفہ خوش ہو کے کہنے لگے "مانگ کیا مانگتا ہے"

ابودلامہ "ایک شکاری کُتا"

خلیفہ "شکاری کُتا۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ انعام نہ
میرے قابل ہے نہ تیرے لائق"

ابودلامہ "حضرت! مانگنے والا تو بندہ ہے حضور
نہین ہین۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہی مانگتا ہون"

خلیفہ "اچھا۔ کوئی ہے اسے ایک شکاری کُتا دے دو"

ابودلامہ "کُتا پایا مگر جب شکار کھیلنے جاؤنگا تو کیا اسکے
پیچھے پیدل دوڑونگا"

خلیفہ "خیر۔ اسے ایک عمدہ چالاک گھوڑا بھی دے دو"

ابودلامہ "خداوند۔ تو اس گھوڑے کو تھامے گا کون؟"

خلیفہ "ایک غلام بھی دے دو"

ابودلامہ "شکار کا گوشت پکائیگا کون؟"

خلیفہ "بھئی۔ ایک لونڈی بھی دو"

ابودلامہ "یہ فوج رہیگی کہان؟"

خلیفہ "ایک مکان بھی حوالے کرو"

ابودلامہ "مکان ہو اور مکان کی زینت نہو؟"

بے سامانی اور منہ زوری

مصر:- "یہ قہر - یہ اندھیر - یہ ستم - یا تیرے قابو جی کی ......!"

جان بل:- "آپ کا فرمانا بجا ہے مگر ذرا جہازوں پر جو دریا اور فضا میں جھوم رہے ہیں نظر رکھیے، پھر آپ کا جی چاہے تو تڑائیے!"

خلیفہ:- اچھا بھئی اسے آراستہ بھی کردو۔"

ابوالہاسم:- ان کمبختون کا دھنیا کیونکر ہو گیا میں بیچارہ ایک مفلس قلاش آدمی ہون۔"

خلیفہ:- کیا بد معاش ہے۔ اچھا بھئی فلان علاقہ اسکی جاگیر میں لکھ دو۔"

شاعر صاحب نے سلام کیا اور چلتے ہوئے۔

حکومت ہند:- (ریاستون سے) شیر، خرگوش اور ہرن اس دالان کی کھیتیان چرے جاتے ہین۔ ایک بُل ڈاگ پالو۔"

ریاستین:- اے حضرت! کتا؟ معاف کیجئے۔"

حکومت ہند:- تجویز کرنے والے ہم ہین یا تم؟"

ریاستین:- بہت خوب۔ لائیے۔"

حکومت:- کُتا پالنے کو منظور چاہیئے۔ اسکا راتب مقرر کرو۔ لکھو فہرست۔ ایک ڈور یا دس ہزار روپیہ ماہوار۔ ایک زنجیر طلائی وزنی تین من۔ پچاس بادیے جواہر نگار۔ راتب مین سیر بھر مشک ختن۔ دو سیر عنبر سارا۔ پانچ سیر گوشت عنقائے مغربی کا۔ تین من کھمن وہیل مچھلی کے دودھ کا۔

ریاستین:- جل جلالہ۔ آمنّا و صدقنا۔"

حکومت:- اور ہان سنو تو سہی۔ یہہ اکیلا رہیگا تو گھبرائیگا۔ دس پانچ مصاحب (نر اور مادہ) بھی رکھو۔"

ریاستین:- بسر و چشم۔"

حکومت:- واہ۔ کچھ یہہ بھی خیال ہے کہ یہہ حضرت بیٹھینگے کہان۔ تمھارے سر پر؟۔ ایک کونا تخت کا انکے لیے خالی کردو۔"

ریاستین:- ہائے مرے اور بے موت مرے۔"

حکومت:- ہائے وائے سے کام نہین چلیگا فرح بخش کوٹھی مین خس کی ٹٹیان لگاؤ۔ مزاج بہت گرم ہے۔ ایسا نہو دماغ پلٹ جائے اور چکت لگا بیٹھے تو ہمین الزام نہ دینا۔ سمجھے؟"

ریاستین:- جی ہان خوب سمجھے۔ مگر یہہ تو بتائیے آخر یہہ مہربانیان کس قصیدے کا انعام ہین؟"

حکومت:- اُفوہ۔ تم بھی بہت بھولے ہو۔ اجی تمھاری شان مین نظم و نثر قصیدے ہمنے ہمیشہ پڑھے جب کوئی وقت پڑا تمنے جان مال سے مدد کی ہمنے تمھاری مدح کے راگ گائے۔ پارلیمنٹ کی کارروائیان اوٹھا کے دیکھو۔ اپنے نام کے قبل و بعد حرفون کی فوج دیکھو۔ دفتر مین شکریہ کے تاردون کی فائل دیکھو۔ ہمارے کل پرزے جب کبھی تمھاری مرقن دعوتون سے پیٹ چکھانے آتے ہین تو بڑی لمبی چوڑی تمہیدون توصیفون کے ساتھ جام صحت اُڑاتے ہین۔ شکار کھیلنے آتے ہین تو خوشنودی کا سرٹیفکٹ لکھتے ہین"

کبیر داس کی اولٹی بانی
برسے کمل بھیگے پانی

اگر منگنی سے پہلے شادی۔ پیٹ رہنے سے پیشتر بچہ ہونا ممکن ہے تو ہمارے پُرانے نیک معاش شریف نجیب دوست سر مائیکل اوڈوائر کی یہہ رائے بھی باور تی بادن تولے صحیح ہے کہ اصلاحی اسکیم (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ) اپنے وجود سے قبل ہی کا داک بیہودہ اور ادل جلول تھی۔ کیا معنی کہ ۱۹۱۹ء مین یہہ پھوہڑ پیدا نہین ہوی تھی آثار وضع حمل ہویدا تھے۔ کمیشنون کی دائیون پر دائیان بلائی جارہی تھین۔ کوئی کہتی تھی لڑکی پائل ہے۔ کسی کی رائے تھی پائل تو نہین مگر ترچھی ضرور ہے۔ کسی کا قول تھا کمزور ہے ہستی نہین۔ دفعتہً ڈاکٹر رولٹ کی لات نے زچا کی چارپائی اولٹی۔ اچھوانی گھٹی کے برتن اُچھالے۔ مینہدی دھما ہے کا طباق توڑا۔ دائی کی چوٹی نوچی۔ تیل کی پیالی اوندھائی کالے دانے کی ہنڈیا پھیکی۔ اور امرتسر لاہور قصور مین وہ اودھم مچا کہ اللہ دے بندہ لے! اوسوقت پنجاب کا حاکم کون تھا؟ ہمین نہین معلوم۔ خدا جانے جنرل ڈائر تھا یا اوڈوائر کیونکہ جلیانوالے باغ کی خونریزی کا الزام ڈائر اوڈوائر کے سر تھوپتا ہے اور اوڈوائر ڈائر کے سر ہمارے نزدیک دونون یے گناہ ہین یہہ کرشمہ بھی اصلاحی اسکیم کا تھا جسنے قبل از پیدائش بہ پخ مچائی۔ خیر یہہ دھما چوکڑی ختم ہوی۔ ڈیوک آف کناٹ آئے اور "معاف کرو اور بھول جاؤ" کا سبق رٹتے ہوے آئے۔ اور بقول اوڈوائر "فساد کی جڑ" یعنے اصلاحی اسکیم کو سینچتے ہوے آئے۔ بات گئی گزری ہوی۔ ہندوستان نے ڈیوک آف کناٹ کے حکم پر انگریزون کے مقابلہ مین تو عمل کیا۔ معاف بھی کردیا اور بھول بھی گئے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اپنے بھائیون کے مقابلے مین معافی و فراموشی بکلفم بھول گئے۔ بھئی کیا اچھا چینا (حافظہ) ہے۔ واقعی اصلاحی قانون حب شفا نسوا ابس کی گگا نقہ ہی رہا۔ سر مائیکل کی ایک تحریر بارننگ پوسٹ مین چھپی ہے۔ آپ کی تجویز کا خلاصہ یہہ ہے کہ تمام فساد جو آجکل ہندوؤن اور مسلمانون مین برپا ہے اصلاحی قانون کی جڑ سے نکلا ہے۔ اس قانون مین "بزن اور بکش" کے اختیارات جو جانِ اصلاح مین موجود نہین ہین اس قانون نے گورے چمڑے والون کی اونچی اونچی کرسیان خالی کین اور کلموہون کے حوالے کردین۔ مین ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۹ء تک پنجاب کا لفٹنٹ گورنر تھا۔ ادھر کوئی فتنہ اوبھرا مینے جھٹ سے مُنڈیا مروڑدی۔ مینے ۱۹۱۸ء مین کہا تھا کہ برطانوی حکومت اپنے چند اختیارات سے دستبردار ہو جائے تو پھر دیکھنا ہندو مسلمان برہمنا فیبر بہمن مین کیا سر پھٹول ہوتا ہے۔ تو وجہ کیا؟ حکومت کا رعب ہی اس جھاڑ کا بندھن تھا۔ ایک بڑے امیر کبیر ہندو نے مجھے لاہور سے خط لکھا کہ یہہ ساری مصیبت کمبخت مانٹیگو کی ڈالی ہوئی ہے نہ یہہ اصلاحی قانون ہوتا نہ ہندو مسلمان لڑتے۔

اہل تدبر و سیاست اوڈوائر صاحب کی اس رائے کو کبیر داس کی الٹوانسی سمجھتے ہین۔ مگر اہل ظرافت کا خیال ہے کہ سر مائیکل کے خمیر مین ہے فساد۔ فساد کی خبرین سُن کے اون کی باچھین کھلی جاتی ہین اب وہ یہان نہین ورنہ ہندوستان بھر کو جلیانوالا باغ بنا دیتے۔ ایک تھا جواری بادشاہ نے اوسکے ہاتھ کسی جُرم مین کٹوا دیئے بیچارہ پانسا پھیکنے کے لطف سے محروم ہوگیا مگر قمار خانہ کی آمدورفت بھلا کیا چھوٹتی۔ دوسرے جواریون کے پاس بیٹھا رہتا اور جب داؤن کا پانسا حسب مرضی گرتا تو چیخ اوٹھتا:-

"اے ترے پنجے کے قربان اے ترے چھکے کے قربان"

آج سر مائیکل بھی سمندر اوس پار سے ہر سخت گیر حاکم کے طرز عمل پر "اے ترے چھکّے پر نثار اے ترے پنجے کے صدقے۔"

فرماتے اور ساتھ ہی اصلاحی اسکیم کو بھی کہتے جاتے ہین جسکی بدولت (بقول اوڈوائر) ہندوستانی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر آمادہ ہوگئے اوڈوائر صاحب کی خشکی چشم کا سامان فراہم کرتے ہین۔

کمل برستا ہے۔ پانی بھیگتا ہے۔ لوکی ڈوبتی ہے۔ سل ترتی ہے۔ اولتی کا پانی بلینڈی (چھت) چڑھتا ہے۔ اور مارننگ پوسٹ کا بے وقوف اڈیٹر اوسپر صاد کرتا ہے۔ خدا کرے انڈیا آفس سر مائیکل اوڈوائر کا کہا مانے۔ اور مزید قسط اصلاحات نہ عطا فرمائے۔

جگو رہکے۔

حکایت

ایک عرب نے دوسرے عرب کو دیکھا کہ بار بار دریا مین غوطے لگاتا ہے۔ اوسکے ہاتھ مین ایک ناڑا ہے اور ہر غوطے پر ایک گرہ بھی لگاتا جاتا ہے۔ جب سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا "جنابات الشتاء الضیہا فی الصیف" (جاڑون کے جتنے غسل واجب میرے ذمے تھے اونھین گرمیون مین ادا کر رہا ہون) شطرنج کے دفتر مین جا پانچ برس جاڑے کا موسم رہا اب گرمیون کا زور ہے۔ باغ بابا ہزارہ سے متعلق خاموشی و تملق کا جاڑا اب گیا ہے۔

غوطے پر غوطہ ہے اور ہر غوطے پر گرہ۔ ہمنے اپنے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اس مسئلہ کو زیادہ طول نہ دینا۔ اگر وہ خاموش رہتے تو دو ایک مضمونون کے بعد سلسلہ ختم ہو جاتا۔ مگر اب وہ "اودھ پنچ" کو بھی اپنے گروہ کا ایک رکن خیال فرماتے ہین لہذا غوطہ خوری اور غواصی کا دلچسپ تماشا کچھ دنون اور دیکھئے۔ محترم روزنامہ حقیقت نے جو نصیحت یا تنبیہ کی ہے کہ "ہ اونھین ایک مرتبہ پھر اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے" غالبًا قبول نہوگی۔

المختصرات

سنتے ہین کہ کٹک مین ایک عورت کے پیٹ سے سانپ پیدا ہوا۔ یہہ کچہ بڑی بات نہین۔ شاعر پہلے ہی سے کہہ چکا ہے

زنان باردار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزد یک خردمند	کہ فرزندان ناہنجار زایند

آجکل اخبار والون نے ہندوستانی خود مختار ریاستون پر تاخت شروع کر دی ہے۔ جو الزامات ان کے مضامین سے ظاہر ہوتے ہین اونکے جھوٹے سچے ہونے کا ہمین علم نہین منجملہ اوسکے "سچا دسہندرا" گورمکھی زبان کا ایک پرچہ ہے سنتے ہین کہ اسنے مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف بعض مضامین لکھے تھے اوسپر مہاراجہ نے سرکاری کچہری مین فریاد کی گمان کیا جاتا ہے کہ (بزبان پنچ) اس فریاد کا خلاصہ یہی ہوگا۔ ہائے ہائے دو ڈرو کا نغذ اخبار والے آبرو بگاڑے ڈالتے ہین۔ ہماری سرکار بھلا موٹے موٹے مستغیثون کی فریاد کب ٹالتی ہے فورًا متوجہ ہوگی نتیجہ جو کچہ ہو مگر ہم اپنے بھائیون سے کہتے ہین کہ یارو تمہاری ہستی مہاراجہ نابھا سے زیادہ وقیع نہین ہے۔

وچیتر جیون اور رنگیلا رسول کے معاملے ختم ہوے اب تیسرا نرکہ "دوزخ کی سیر" کا چھڑ گیا ہے۔ سنتے ہین کہ یہہ مضمون لکھا کسی ہندو نے اور چھپایا ایک مسلمان پریس نے۔ پریس والون کا بیان بعض اخباری کاغذون مین نقل کیا گیا ہے وہ لکھتے ہین کہ ہاشا ہمین معلوم نہین "دوزخ کی سیر" مین انگارے تھے یا پھول۔ اور تو سب ادل لگی ہے مگر ان مسلمانون کی بے خبری پر ہمین ایک حکایت یاد آگئی۔ دو افیمی بیٹھے افیم گھول رہے تھے ایک اونگھتا تھا ایک ہوشیار تھا۔ ہوشیار نے کہا دیکھو تمہارے سر پر کوا بیٹھا ہے۔ دوسرے افیمی نے اپنے سر کے عوض کہنے والے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اسنے کہا آنیا یہہ تو میرا سر ہے" آنیا گھبرا کے بولے "ارے تو پھر میرا سر کیا ہوا۔ ہائے ہائے دیکھنا کہین کوا تو نہین لے اڑا"

بات پر بات یاد آتی ہے۔ ایک تھے میان افیمی اونکی پگڑی چیل لے بھاگی۔ چند روز کے بعد یہہ دودھ ملائی کے کڑھائی کی ٹوپیا بھی دودھ مین شیرمال پکڑنے کا جال بن کے غوطہ مار گئی مگر حضرت کو خبر نہوئی جلنے مین دودھ ڈالا ٹوپیا کو سخت قسم کی بالائی سمجھ کے نگل گئے۔ چپٹ ہے مسافر خانہ اس کے مہمان ولیک روز کے بعد کوچ کر جاتے ہین۔ ٹوپی کا سراپیت الخلا مین آدھا اندر آدھا باہر دکھائی دیا تو اہلیہ محترمہ کی مدد اور دسپنے کی حمایت سے کھینچ گیا۔ بی بی نے کہا خدا کی مار تیرا ترسے ٹوپی کھا گئے۔ گھبرا کے کہنے لگے بی بی

پگڑی بھی دہین ہوگی نکالو جہان سے بھی ڈھونڈو۔

بروایت حضرت نتیجہ لاہور کوئی آدمی علی بیگ بتلاش معاش ہو کا آرزومند سفارش چاہنے کیلئے مدیان شجاعت وزور آوری پنڈت مدن موہن مالوی کے دولت خانے پر گئے تھے۔ آدمی تھے زرہی بار ونا اظہار مقصد پر بھی مشتبہ رہے بلکہ سرکاری طور پر چال چلن کی جانچ بھی ہوئی۔ مگر چھوڑ دیے گئے اسکے بعد دو آدمیون کا حضرت مالوی کی خدمت مین حاضر ہونا اور مذہبی گفتگو پر اصرار کرنا مشہور ہوا امید ہے کہ جب اس جالی کی ٹوپی کا پتا مل جائیگا تو پگڑی بھی مل جائیگی (جسکا ٹوپی سے چولی دامن کا ساتھ ہے)۔

ایک تھا بنیا اوسکی جورو تھی آوارہ کسی سپاہی سے اٹکی ہوئی تھی سپاہی کے گلے مین تھا گھینگا۔ بنیا اپنی جورو سے لڑا کرتا تھا کہ تو غیر مرد سے کیون خلا ملا رکھتی ہے۔ جورو کہتی تھی کہ تم خود کیون اوسے نہین روکتے ایکدن سپاہی صاحب تشریف لائے بنیا بھی حاضر تھا مگر سپاہی صاحب دہی کے سامنے ڈنڈی ترازو دبیا بیت کا آٹا دال تولتے ناپتے رہے اور چلتے وقت بنیے سے کہا ابے او بچہ ادھر زرہی میرے گھینگے کو دیکھ تو اٹکل ہے بتا۔ بنیا بولا ٹھاکر صاحب آپکا گھینگا ہو گا کوئی پاؤ بھر۔ ٹھاکر چلے گئے بنیا جورو سے حسب معمول جھگڑنے لگا۔ آخر وہ اکتا گئی اور کہنے لگی ٹھاکر جب آتا ہے تو زبان کو کوسیجاتی ہے اوسکے آگے کچھ نہین چلتی۔ بنیے نے جھنجھلا کے جواب یا چل سسری آج بنیے ہی تھا کہ کو وہ چکا دیا ہے کہ یاد ہی تو کرینگے اری دو سیر کے گھینگے کو پاؤ بھر بتلایا ہے۔ اتنت پونے دو سیر کا نقصان کر دیا۔

یہی حال شیعہ کالج کے "بعض ذمہ دارون کا ہے" شیعہ کانفرنس مین عدم اعتماد کا اظہار ہزارون کے سامنے ہوا وہان کوئی کچہ نہ بولا اب سنتے ہین کہ تین چار ممبر ایک جگہ جمع ہوے اور چپ چپاتے "اعتماد" کا ووٹ جوائنٹ سکریٹری صاحب کے بارے مین پاس کر دیا۔ گویا انہی اسی ٹرسٹ نے کانفرنس کا گھینگا پاؤ بھر کر دیا۔ بھلا چپ چپاتے اعتماد و عدم اعتماد کا تعلق ہے تو سکریٹری سے ہے یا ہینٹ

بیڑی {جس نے خوش ذائقہ ہونے کا بیڑا اوٹھایا ہے خالص تمباکو کی شرط ہے نمونہ منگا کے دیکھیے}

قیمت فی ہزار ایک روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار بذرخ تاجرانہ بذریعہ خط و کتابت طے کیجیے۔

المشتہر: مختار احمد بیڑی مرچنٹ آم گھاٹ کھدرا

پوسٹ رالج گانگپور بی سان آر

جلد دوازدہم
اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اون کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
شرائط ایجنسی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوریون کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا انکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال بذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
کے چند فائل دفتر مین برائے فروخت موجود ہین قیمت معہ محصول المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان کچہری "بسوئے" یار روند

اور اون اہل انصاف سے جنکی مدح خوانی کا سلسلہ "شطرنج" مین آجتک جاری ہے فائدہ اوٹھانیکی اس کارروائی مین ہر نوع نفع ہے۔ ایک طرف تو منت صاحب سبدے ہوجاتیکے اور اونھین معلوم ہوجائیگا کہ ایک اخبار نویس کو (بقول رندھاواجی) مجبور و زیر بار کرنا یا وعدہ وعید پر ٹالنا آسان نہین ہے۔ دوسری طرف یہہ نیا معاملہ بنانے والا بھی سدھر جائیگا اونھین بھی کان ہوجائینگے۔ یعنے اگر اونھون نے بھی خدانخواستہ اپنی حمایت کے عوض مین "شطرنج" سے کوئی وعدہ کیا ہے تو جھٹ سے ایفا پر آمادہ ہوجائینگے۔ وہ ہرگز یہہ گوارا نہ کرینگے کہ موہوم وعدہ کے بدولت کسی کچہری مین اونکا نام پکارا جاے۔

"ہز ہولی نس رندھاوا بنام ہز ہائنس مہاراجہ پٹیالا کوئی ہاجرہ ہے؟" بخیلان اور بعض بخیل امیرون کی حکایتین ہمنے بہت سُنی ہین مضمون پڑھنے والون کے واسطے دلچسپ ہوجانے اسلیے چند حکایتین بیان کرتے ہین ناظرین کا جی بہلے اور ہمارے رندھاوا صاحب کو نصیحت ہو۔ یک کرشمہ دوکار۔

(۱) حج کے راستہ مین شتربان کچھ گاتے چلتے ہین اسے "حُدی" کہتے ہین اسکے گانے سے اونٹ صاحب مزے مین آجاتے ہین راستہ مزے سے کٹ جاتا ہے۔

خلیفہ منصور دوانیقی نے جب حج کیا تو ایک شخص مسلم نامی اونکی مدح کے اشعار "حدی" مین گانے لگا اور ایسے مزے مین گایا کہ خلیفہ وجد مین آگیا۔ اپنے غلام ربیع کو آواز دی۔ اوسے حکم دیا کہ اسے دو آنے (نصف درہم) انعام مین دو۔ مسلم شتربان بہت حیران ہوا۔ خلیفہ نے حیرانی کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا "خداوند جب خلیفہ ہشام ابن عبدالملک نے حج کیا تھا تو میری حُدی سے خوش ہوکے تیس ہزار درہم عنایت فرمائے تھے" خلیفہ منصور نے سر سے پاؤن تک نظر فرمائی اور کہا۔

"اخاہ! تو یہہ کہیے بیت المال اور مسلمانون کے خزانے کے تیس ہزار روپے آپکے ذمہ واجب الادا ہین۔ ربیع۔ اور ربیع اس شتربان سے تیس ہزار روپے کھرے کھرے وصول کرلے" غریب مسلم کا دم ہی نکل گیا۔ بیچارے نے بہت منت سماجت کی آخر معاملہ یون طے ہوا کہ "دوانی" کا اگر انعام واپس اور جب کبھی پھر خلیفہ صاحب حج کرنے تشریف لائین تو شتربان صاحب کو واجب ہے کہ بغیر امید انعام اون کے سامنے حدی خوانی کرتے رہین۔

"یہ کھلونے۔ یہ بورے۔ یہ گنید۔ کھلنڈرے ننھون بچو اپنی اپنی پسند کی چیز لے لو"

دیکھا رندھاوا صاحب آپ نے؟ خدا وہ دن نہ لائے کہ منت ہر دلعزیز واسی جی کا عوض آپکے قدیم و جدید ممدوح مہاراجہ پٹیالا صاحب ہین۔ اور مفت مدح خوانی کے مزے چکھین۔

(۲) خالد بن صفوان ایک رئیس تھا کبھی اتفاق سے کوئی درہم اسکے ہاتھ سے خلیفہ مین بھی گر پڑتا تو یہہ اوسے جھپٹ کے اوٹھاتا اور کہتا کیون بے چالباز یہہ ہیسہ عیاری؟ کب تک کانیان پن کریگا اب مین تجھکو سات تھون کے اندر چھپاکے صندوق مین بند کرونگا اور کبھی سورج کی روشنی دیکھنے نہ دونگا"

افسوس ہمین نہین معلوم کہ منت صاحب (ممدوح رندھاواجی) کی سخاوت کا کیا حال ہے۔ رندھاواجی اونکی دریادلی کا شہرہ سُن کے آگرہ آباد سے یہان وارد ہوے تھے۔ اونھین کو تجربہ ہوگا جب چھ ہتر ہزار سے کچھ اوپر رقم سات تھون سے نکل کے ہاتھ آئے تو جانین۔

(۳) ایک اگلے زمانے کے رئیس شدت سے کنجوس تھے۔ عزت جاے تو بلا سے مگر کوڑی ہاتھ سے نہ جاے۔ اتفاقاً وہ بیمار ہوے دوست عیادت کو آئے سب کو جواب ملا کہ بخار بہت شدت سے چڑھا ہوا ہے۔ ایک لنگوٹیا دوست مزاج شناس نے کہا مجھے اون کے پاس لے چلو ابھی بخار اُتر جائیگا۔ جب یہہ اندر بلائے گئے تو انھون نے ایک روٹی کا ٹکڑا جیب سے نکال کے مُنہ مین رکھا۔ مریض کے کان کے پاس مُنہ لے جاکے زور زور سے چبانے لگے۔ پھر کان مین کہا کہ یار تمھارے یہان کی روٹی بڑے مزے کی ہوتی ہے" ہاے ہاے ارے میری روٹیان اور اُنگلیون کا دانت؟ اس افسوس نے اتنا گرمایا کہ پسینہ بہنے لگا بخار صاحب رفوچکر ہوگئے۔

رندھاوا صاحب بقول خود "شطرنج" کے اجرا مین چبائے ہین اپنا لقمہ تمام کرتے ہین منت صاحب کا پھر

فضیلت ... نہین۔ ہمیں کیا قیامت ہے۔ مگر
... جب اونھون نے
... کو قبر ہم کس
... کی ... کرین

... دن
...
اونکے پاس بیٹھا ہوا تھا جو دیکھا اونکے چہرہ پر ایک
... ایک رنگ آتا ہے ایک رنگ جاتا ہے ...
کب سے ہوکا تھا۔ جب لبون پر ... آگیا تو غلام کو
آواز دی اور کہا "لاؤ" وہ ایک تھالی مین بھنا ہوا
مرغ یا سمل ... ایک ایک ہڈی مرغ کی خوب چبائی
پھر کہنے لگے کیون جی اسکا سر کیا ہوا۔ غلام نے کہا حضور
وہ تو بیکار تھا ہے کاٹ کے پھینک دیا۔ سمل بہت
برافروختہ ہوا۔ کہا ایسے مردود ... اوسکے ... نقص
بھی ... پسند نہین کرتا تو بڑا فیاض کی ...
آیا ہے کہ سر تراش کے پھینک دیا۔ اللہ اللہ سر کی
فضیلت تو کیا جانے۔ سر تمام اعضا کا رئیس ہے وہی تو
ہے ... جس سے "اذان" کی آواز
نکلتی ہے۔ مبارک و مسعود ہے اوسکی چندیا ضرب المثل
ہین اوسکی آنکھین شراب کی تشبیہ انھین آنکھون
سے دیجاتی ہے۔ اوسکا بھیجا درد گردہ کے واسطے
بہت مفید ہے۔ اوسکی نرم ہڈیان بسکٹ کی طرح
کرکری ہوتی ہین۔ کوئی دانتون سے اوس لطف کو
پوچھے جو اون ہڈیون کے چبانے سے حاصل ہوتا ہے۔
مرغی والے دیکھ جاکے "مقدس سر" کہان پڑا ہوا ہے۔
غلام سٹ پٹایا اور قسم کھا کے کہنے لگا حضور مجھے یاد نہین
کہان پھینکا تھا۔ حضور نے منہ بنا کے فرمایا او بے مرغی والے
خوب معلوم ہے کہ تو نے اوسے کہان پھینکا۔ یہہ کیون
صاف صاف نہین کہتا کہ پیٹ کے ڈبے مین رکھ لیا۔
خیر قیامت کے دن سمجھونگا۔

پس اگر مہنت جی کی طرف سے شطرنج کے خاص نمبر کی
آمدنی مثلاً عطایات اشتہار یا فروخت شدہ نسخون کی قیمت
کے مرغ مسلّم کی بازپرس ہوئی اور سرے سے سری غائب
دکھائی دیا تو ہمارا صاحب غالباً یہہ نہ فرما سکینگے کہ
"پھینک دیا" بلکہ جھٹ سے پیٹ مین ہاتھ ڈالینگے اور
کھینچ لینگے یہہ حساب ... سو۔ دیکھ لیجیے
یہی سر ہے جسکی چونچ ... یہی سر ہے جسکی چوٹی یا
... کی تھی۔ یہی سر ہے جسکا بھیجا ... درد
کے درد گردہ" کا علاج تھا۔ یہی سر ہے جسکی چشمہائے میگون
شراب کی تمثیل تھین۔

یہہ تو ہوا ... کے کباب کا حال مگر ... مرغ مسلم
روزانہ شطرنج کے تمام اعضا قابل پرسش ہین۔
مثلاً ... کیا ہوا جس کا پوست ضعیف معدہ کے
واسطے اکسیر ہے۔ ... کہان کیا ہوئی جسکی لذت
ضرب المثل ... زبان کیا ہوئی جو بحکم مہنت صاحب
آج تک اس ... چل رہی ہے کہ ... جب
عبادت ... شطرنج ... مہنت صاحب کی ہجو کرتی
... انعام پاتی ہے۔
... جواب کے ہم بھی مشتاق ہین۔ باقی پھر

راقم ا۔ آبروئے جر تلزم

بے اصل مشہورات

"رقیب خود غلط تو نہین اڑا دیتا ہین بے پر کی"
شب کو پلنگ پر کروٹین بدلتے بدلتے خیال آیا کہ اکثر
مشہور مقولے ہر شخص کی زبان پر ٹٹ کی طرح قلابازیان
کھایا کرتے ہین مگر جب غور سے دیکھو تو ڈیڑھ بندی
شعبدہ بازی یا لاگ کے سوا اونکی اصلیت کچھ نہین
مثلاً کسی کا مصرعہ ہے ؎

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را

لاحول ولا قوۃ کیا بے تکا مقولہ ہے۔ ارے کوئی ہے!
ذری ان شاعر صاحب کے قبر مین جا کے پوچھے تو سہی
کہ آپ جس "گوشۂ تنہائی" مین آجکل تشریف رکھتے
ہین وہان کوئی آفت تو نہین ہے۔ بھلا قبر سے
بڑھکر اور کون سا گوشہ ہوگا؟ اگر بربنائے عقائد اسلام
دو فرشتے اس گڑھے کے گوشے مین ضرور گھسے ہونگے اور
خدا جانے کتنے مشکل سوال پیش کر کے عافیت تنگ
کی ہوگی۔ باینہمہ کیا آپ کو اپنے اس قول مین رد
و بدل کی ضرورت محسوس نہین ہوئی اور اب بھی
آپ قائل ہین؟ کہ

"ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را"

عوام معصوم اور بے گناہ نہین ہین۔ خواص کی تعداد
کم ہے۔ کوئی حکم لگایا جاتا ہے تو باعتبار کثرت پھر جب
گناہگارون کی کثرت ہے تو قبر کا گوشۂ تنہائی اونکے لیے
آفات کا گھر ہوگا یا نہین؟ اسے حضرت فرشتون نے وہ
اُدھم جوتا ہوگا کہ خدایا تیری پناہ۔ جواری سے پوچھتے
ہونگے "بندۂ کیست" وہ جواب دیتا ہوگا "دھرنگی پر
تیس" چلیے یہی جواب "گوشۂ تنہائی" کی عافیت مین
خلل ڈالنے کو بہت کافی ہے "ہان بے دھرنگی پر تیس!
اچھا تو لے۔ ایک دو تین" ارے بس۔ بھیا بس میان
بس توبہ ہوئی۔ یار و بازی تمھین جیتے اب تو ... بر
دونی۔ اچھا گنی نہین تیطر۔ ہائے ہائے ... اب تو
خوش ہوئے؟"

یا فرض کرو کسی شرابی کی قبر مین گھسے اور سوال کیا۔
"بندۂ کیست؟" اونے جام آگے بڑھا کے تان لگائی ؎

بتا ساقی جو کفارہ ہو شرعی مے پرستی مین
قسم پیر مغان کی جھوٹی کھا بیٹھا ہون مستی مین

بھر کے پلا دے شراب پارسا قیا۔ ارے ہان ساقیا۔
... ؎

شیخ صاحب برائیان مے کی
اور جو کوئی چھینٹ کی آجائے

ادھر سے یہہ جواب ملا۔ اُدھر سے گرز آتشین نے گھونسا
تانا۔ "ارے پی۔ مسخرے پی"
"وہ پی چکا جناب پی چکا۔ آپ کے دمون کی خیر رہے۔
بس جناب۔ اجی بس خوب نشہ ہے اب کا نشہ لگ جائیگا۔
معاف کیجیے"

یا فرض کرو کہ ایک شاہد پرست کے تخلیۂ لحدی یا
گوشۂ تنہائی مین بے پردہ پکارے یہہ خدائی فوجدار مخل
ہوے اور دریافت کیا "بندۂ کیست؟" انھون نے
وہین سے جواب دیا ؎

تن نازک کہ زیر پیرہن است
وحدہٗ لاشریک لہٗ چہ تن است

اس جواب پر بے بھاؤ کی پڑنے لگین گوشۂ تنہائی
مین تنگنی کا ناچ شروع ہوا" ارے توبہ۔ اللہ بس
باقی ہوس"

دوراہہ

چہ کنم؟

دو نئی کتابیں

(۱) ماہر قمع عبرت جس کا تعلق پہلے حصہ سے ہے مصنف نے جوان مرگی اور نکلا اپنے خیالات "دنیا میں قبل از مرگ" والا اسکا [illegible] جل [illegible] کے [illegible] سے [illegible] نگاہ سے دیکھیئے۔ کسی کی مرگ بیجا دل مگر ہو تو ان اشعار کا لطف اوٹھائیگا۔ سیکڑون مسافر عمر عزیز کو روانہ ہوتے دیکھکے بھی یہان مرنے کا ارادہ نہیں۔ نہ دل کو دہان کی بستی دیکھنے کا شوق ہے، یا سارے باندھے کا سودا۔ تو وہ نوشتۂ تقدیر ہے۔ انسان کے بس کا نہیں۔ اولیا اللہ اسلیئے موت کو عبرت کے ساتھ وابستہ کرتے ہین کہ دُنیا مین چند روز رہنے والے بھول بھلیان مین مبتلا ہو کے اپنے وطن کا نقشہ نہ بُھلین۔ خدانخواستہ اونکا یہ مقصد نہین کہ روتے روتے زندگی تلخ کرلو۔ اس کتاب کی بعض نظمین بہت اچھی ہین مگر بعض اس عیب سے خالی بھی نہین۔ بہرحال دیکھنے کی چیز ہے۔ جو صاحب بیٹھے بٹھائے جی کُڑھانا چاہتے ہون۔ علی احمد صاحب زاہد جبل پوری جامع مسجد جبل پور سے چار آنے بھیجکر منگوالین کتاب کی لکھائی چھپائی خوب ہے۔

(۲) طبیبہ حصہ دوم۔ اس کتاب کے پہلے حصہ مین زنانی بیماری اور زچا کے رکھ رکھاؤ سے متعلق آسان ہدایتین ہین مئی ۱۹۳۶ء مین ہم اسپر تبصرہ کر چکے ہین۔ اب دوسرا حصہ چھپ کے آیا ہے یہ بچون کی بیماریون اور اونکے آسان علاج پر مشتمل ہے۔ زبان عام فہم ہے۔ معمولی پڑھی لکھی عورت بھی سمجھ سکتی ہے۔ خود نہ پڑھے تو کسی سے پڑھوا کے سُن سکتی ہے۔ اور ایک حد تک قدم قدم پر فیس اینٹھنے والے ڈاکٹرون اور حکیمونکی تنگ طلبی سے رہائی حاصل کر سکتی ہے۔ غالباً معمولی سی بیماری کے لیئے نتیجۂ اعمال (صاحبزادے یا صاحبزادی) کو گود مین لادنے خوشبودار پوتڑے اور نہالچے اوٹھا کے مطب مین جانے پھر جب تک معالج صاحب کو دوسرے مریضون سے نجات ہو اوسوقت تک بچے کی حشری چیخون کا باجا سننے۔ یا دست اور قے سے رخت و لباس آلودہ کرنے کی زحمت گوارا کرنے کی بار بار ضرورت نہ ہوگی۔ نہ ڈاکٹر صاحب کے یہہ الفاظ سامعہ خراش ہوگئے کہ قبل تمہارا مسہل [illegible] کیون [illegible] نہین ہے۔ بچہ جننا ہے پالنا نہین جانتا"۔ نہ جناب حکیم صاحب قبلہ یہہ فرماسکینگے کہ حضرت آپکے یہان بہت بدپرہیزی ہوتی ہے آپکی بیگم صاحبہ پرلے درجے کی بدپرہیز ہین۔ بچے کو اوڑہ ہوگئی اور خیر سے اب جبکہ پیٹ مین سدے متحجر ہوگئے تو آپ تشریف لائے ہین۔ بہتر ہے بیگم صاحب سے کہیے کہ کھانا پانی ہوتوف دو ہفتے تک فاقہ کرین۔ اور دیکھیے یہہ امتحان کا نسخہ نادری پریس جبل پور کا کام اچھا ہوتا ہے۔ یہہ کتاب بھی اسی پریس مین چھپی ہے قیمت ایک روپیہ ہے مگر یہہ قیمت زیادہ ہے۔ کم کرنی چاہیے۔ اسکے مولف بھی علی احمد صاحب زاہد جبل پوری ہین۔

آفتاب

بنگال وہ مقام ہے جہان ہندوستان کے تمام مشہور شہرون سے پہلے اُردو ٹائپ بنا اور اوس سے کام لیا گیا۔ اُردو کی کتابین چھپین اور شایع ہوئین۔ سرکار صاحب بہادر کلکتے کو دلّی کا جواب بناکے اپنی سلیقہ وری اور خیرخواہی ہند کی داد رعایا سے لینی چاہتے تھے اُسوقت کسی کو یہہ وہم بھی نہ تھا کہ ملکی زبان کرسٹانی گٹ پٹ" ہوجائیگی اور بنگال مین ہیرپھیرے سے بھی کوئی اُردو زبان کا نام نہ لیگا۔ چنانچہ اسوقت وہان کوئی اچھا اُردو کا اخبار نہین ہے حباب کی طرح پرچے پیدا ہوتے اور مٹتے ہین۔ بالفعل ایک ماہوار رسالہ بنام "آفتاب" چراغ حسن صاحب حسرت کے زیر تالیف نکلا ہے۔ چراغ کے جلو مین "آفتاب"! ہے اعجوبہ بات کہ نہین! رسالہ ہر اعتبار سے بیجا نہین ہے۔ ہونہار معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ ابر بے پروائی اور "بن رشیا سوز بے اتفاقی" اسے ضرر نہ پہونچائے۔ رسالہ باتصویر ۶۰ صفحہ کا حجم ہے دو روپیہ بارہ آنے سالانہ قیمت مین سستا بھی ہے۔ پنجاب فائن آرٹس پریس نمبر ۱ گنگا دھر بابو لین کلکتہ سے خط کتابت کیجیے۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے۔ "منیجر"

مولانا پنچ کی نوٹ بک

شتری تعلیم

احمد بن رُفاعہ کے پاس اوٹنی تھی۔ اس اوٹنی کی تعریف سے حضرت کا کبھی جی نہین بھرتا تھا نماز پڑھتے مین بھی کسی نے اونٹ کا نام لے دیا تو دل مین ہول سماگئی کہ کس طرح رکعت ختم ہوجائے اور مین اپنی اوٹنی کی توصیف مین نغمے باندھون۔ جناب اوٹنی ہو تو ایسی ہو۔ سو کوس کا دھاوا اوسکے نزدیک ایسا ہے جیسے کوئی پلک جھپکائے بارہا موٹر سے دوڑ ہوئی پھر موٹر اوسکی گرد کو بھی نہ پہونچا۔ کئی مرتبہ ریل کے انجن مین اوسکی نکیل اٹکی مگر تو یہ انجن کی کیا مجال، ہے یہہ معلوم ہوتا تھا نکیل کی شست مین مچھلی پھنسی ہے۔ سنتے سنتے لوگون کے کان پک گئے اتفاق کی بات ایک تازہ وارد شتر سوار نے بھی یہہ ذکر سنا اوسے اپنے اونٹ کی رفتار پر دعوےٰ تھا۔ جھٹ مقابلے پر

(نمونہ قابل فروخت)

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۲۹

بعدالت منصفی ضلع مرزاپور۔

بندا پرشاد وغیرہ۔ مدعی

للتا پرشاد وغیرہ۔

بنام

رام غلام رام ولد کردار نا تہ قوم اگروال ساکن پوہان ڈاکخانہ [illegible] ضلع شاہجہانپور مالکان دوکان موسومہ کردار نا تھ للتا پرشاد دوکان برتن والا۔ مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۳۰ ماہ جون ۱۹۳۷ء [illegible] دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کی دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو [illegible] احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز [illegible] ہیں تمکو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہون کو حاضر [illegible] دستاویزات جن پر تم اپنی جوابدہی کے تائید مین استدلال کرنا چاہتے ہو اُسکا روز پیش کرو۔ تمکو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۵ ماہ جون ۱۹۳۷ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم
بخط انگریزی

آمادہ ہو گیا۔ اسلیے اپنی اونٹنی میدان مین نذر ری دکھایئے اوسکی چال؟ ہمارے حضرت کی اونٹنی کی چال تو کچھ تھی نہین ہیان تو زبان کی سالانی خوب چلتی تھی۔ بہت کہنے سننے سے ایک لاغر چھیا اونٹنی آپ سامنے لائے بشتر سوار ہنسا اور کہنے لگے حضرت اگر یہی سانڈنی ہے تو اسے آپ میر سعادت کی دم مین باندھیئے مین پانچ کوس تک اپنے اونٹ کو لیجاؤنگا۔ اسنے گردن ڈال دی تو آپ ہارے۔ نہین تو مین اپنا اونٹ نذر کرونگا۔ مقابلہ ہوا اونٹنی ساتھ نہ چل سکی گھٹنے ٹوٹے چھلے تھے لہولہان ہوا اور آدھی راہ بھی طے نہ ہوئی تھی کہ اونٹنی تھک ہو گئی۔ یہی حال ہمارے شہر کے شیعہ کالج کا ہے۔ سکریٹری صاحب علامہ مدعی ہین کہ میری انتھک جد و انتظام سے سبحان اللہ والد مرحوم کے وقت سے چلنے مین سعادت ہے۔ نیم انمنٹ سکریٹری صاحب بزبان حال دعوے فرماتے ہین کہ میری نگرانی کا جواب کوئی انسٹی ٹیوشن نہین رکھتا ازل سے اس حقیر کی ولادت کا اصلی منشا یہی تھا کہ ایک شیعہ کالج بنے اور مین اوسکی تکمیل انجام دون اوسکے قد سے اپنا قد ناپون اب اپنے قدم بقدم چلنا سکھا اون ۔ دیکھون تو سہی مجھکو کون اس جگہ سے

ہٹاتا ہے۔ ابھی یاد رہے جس دن میرا قدم درمیان مین نہو گا اوس دن کالج کی لمبی لمبی ٹانگون کا مرثیہ ہر شخص کی زبان پر ہوگا۔ ان دعوون کے مقابلے پر کوئی اونٹ والا آمادہ نہین ہوا لیکن بحسب تحریر سرفراز ۴۸ طالب علمون مین ۲ شیعہ طالب علم ایکی امتحان مین کامیاب ہوے۔ واہ کیا عظیم الشان دوڑ تھی کیون نہو عظیم الشان بھی اور سستی بھی کیا معنی یکہ کالج کا سالانہ بجٹ چھیاسٹھ ہزار ہے اور چھ شیعہ طالبعلم تھرڈ ڈویژن مین پاس ہوے تو فی تکمیل سالانہ ۲ ہزار چھ سو روپے خرچ ہوے اب اس سے زیادہ اور ارزان تعلیم کیا ہوگی اس قسم کی تعلیمی ترقی کو ہم احمد بن رفاعہ کی شتری دوڑ کہتے ہین۔

ہندوستان کی خوشحالی

ساون کے اندھون کو ہرا ہرا سوجھتا ہے اور جسکے منہ مین چاول پڑتے ہین وہی بجا جا کے باتین کرتا ہے لندن مین وہ مزدور اور بلا معیشت کی آوازین بلند کرتے ہین جنکی سالانہ آمدنی آٹھ نو سو روپیہ ہے ہندوستانیون کی اوسط آمدنی سالانہ پچیس تیس روپیہ ہے اور وہ خوشحال نظر آتے ہین۔

تو بات کیا ہے؟ ہندوستانیون کو غل مچانے کی عادت نہین ہے اسلئے مصیبت مین پڑ جاتے ہین فریاد رسی کرنے والا کوئی ہے نہین چیختے چیختے تالو خشک ہوا۔ گلا بیٹھ گیا سر گھوما۔ آواز بند ہوئی سرکار نبض شناس اوسنے فوراً لندن تار بھیجا۔ "اب بفضلہ افاقہ ہے۔ آپ لوگ گھبرایئے نہین ہیچکی رسان رسان کراہنے کی صدا البتہ ہوتی رہی۔ لندن سے پھر مزاج پرسی ہوئی یہان سے یارون نے لکھ بھیجا۔ "مرض کم ہو گیا ہے اور جسقدر کم ہوتا جاتا ہے آفاقہ ہی جوش بڑھتی جاتی ہے" کڑوی دوا زبردستی پلائی جاتی ہے کیا کرین کسی طرح جان تو بچے دوا کی تلخی سے مریض کراہتا ہے باقی خیریت ہے" چلیے مرض کے امتداد اور تیمارداری کیجانب سے پاس تشدائد مرض اوٹھانے کی عادت ڈال دی۔ نہ سانس ہے نہ ڈکار ہے نہ اُف ہے نہ آہ ہے نہ ضد ہے نہ چرچراپن ہے۔ پس کیون نہ یہان سے تار جائے "مبارک باشد دفزدہ باد روگ دھوگ گیا اب مریض آرام کی نیند سو رہا ہے نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پاؤن نہ دم ہے نہ درود۔ ایک ہی مرض نہین سو بیماریان اور بھی برداشت کرنے کی طاقت آگئی ہے۔ شوق سے نئی نئی بیماریان بھیجیے" بیشک خوشحالی کے یہی معنی ہین لارڈ ہارڈنگ۔ کو رنک نہین نمک حلال لارڈ ہارڈنگ۔ یا سر مائیکل اوڈوائر یا ارل ونٹرٹن سچ کہتے ہین خوشحال ہند! شاباش بشاش ہند!! ہنستا کھیل ہند!!! اس خوشحالی کا طلسم یا تو جب ٹوٹیگا جب مریض صاحب ٹین ہو جائینگے یا اوسوقت جبکہ افاقۃ الموت مین تھوڑی دیر کے لیے شدائد مرض سے نجات ملیگی اور بیمار ہند اہل انگلستان کی طرح طلب حق مین تیمار دار پر گھونسا تان کے چڑھ بیٹھے گا۔

حضرات

نینی تال مین صوبہ کی کونسل کے جلسے شروع ہونگے۔ سنتے ہین کہ وہان آنریبل ممبرون کی بیٹھک ہو رہی ہے۔ امکان ہے کہ چپ ہوے آئے اور سب چپ ہوے چلے گئے اگر وزیر اعظم چندر چرن کی تفتیش کے زور پر منظور کر لیتے تو کونسل مین مسٹر ڈی کرو کی تقلیل کی کوشش سے روس شخص سے زیادہ کون بیوقوف ہوگا جو کسی شخص کی بدکرداری کا اظہار کرے کہ بیچارے کو چوٹ لگتی ہے اگر چوٹ لگے کا پتا ہوتا تو وہ مارتا ہی کیون لہذا آنریبل ممبر کا یہ قول بالکل درست ہے کہ حکومت نے حاکم صوبہ کو خاص اختیارات کی دھولین لگانے کا حق دیا ہے جب اوسکا جی چاہے "دھنرن" کی مشق کرے چنتامنی صاحب نے خدا جانے کس مصلحت سے اپنی صدائے احتجاج بلند کی۔

وادرسا مین دیسی سفیر کے قتل ہندوستان مین سفارت خانہ روس کی تلاشی نے چین کا دکتا ہوا انگا رکھا دیا۔ خبرین اول تو آتی نہین۔ آتی ہین تو گول مول غیر مفہوم الفاظ مین۔ لہذا توقع ہے کہ آج نہین تو کل خانہ وہ حکمت مصلح کا مژدہ سننے مین آئیگا۔ کیا معنی کہ دو دیوانے بلا سبب یہ نہین ہو سکتا۔ گزشتہ ہفتہ مین چھونے کا روڑی کا یہی منشا تھا کہ مسکرا کے والا دا انگریزی ڈاکٹرنے نکال لیا شور و شر اور انڈا موقوف ہو گئی۔

ڈیرہ گڑھ کا ایک واقعہ آجکل اخباری کالمون مین شایع ہوا ہے ایک نیپالی عورت نے بیان کیا کہ گھر والا گھر مین نہ تھا۔ ایک صاحب بہادر عورت کی تلاش کرتے ہوے میرے گھر مین گھس پڑے سات آدمیون کو جو وہان تھے نکال کے دروازہ بند کر لیا مجھے پکڑا منہ مین کپڑا ٹھونسنے لگے اتفاق سے ایک چھچھ میرے ہاتھ لگ گیا چھچہ گھما کے جو منہ پر گردن گاہ پر رسید کیا تو صاحب کی رنڈی بازی کا بھوت اوسی وقت اوتر گیا لیکن بچے کا زور۔ اب معلوم ہوا کہ یہ آلہ ضرب لائسنس کے قابل ہے۔ بہتر ہوگا کہ باورچی خانون اور ہوٹل کی میز دان کی جانچ کیجائے۔

غذائے روحانی
معدن النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوریوں کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین. لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار ہی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا. فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا. تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

WISE MAN IS NOT TO BE DI
REGISTERD
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
नः १२
M.B. KHAN
ARTIST
DOGAWAN
LUCKNOW.

ایک لڑکا بڑا ادب مودب ہو کے عرض کرنے لگا۔
لڑکا "ہوا تاناہا یہہ تو ارشاد ہو کہ مرثیہ کسے کہتے ہین"
پروفیسر "!!!!!- دیکھا آخر ایک بایک سوال اس لڑکے نے پیش ہی کر دیا۔ کہیے کوئی اگر مین کنج لحد بیٹھ کر کالج کا پروفیسر ہوتا تو یہہ بلیغ سوال کیونکر حل کرتا" یہہ فرماکے آنکھون کے دونون پپاٹک تلے اوپر اس طرح گھومے کہ لڑکا سہم گیا اور سمجھا کہ اب جناب پروفیسر صاحب چوٹ کیا چاہتے ہین۔ مگر نہین یہہ بچے کی سمجھ کا پھیر تھا۔ پروفیسر کی آنکھین افراط مسرت کے باعث ضرورت سے زیادہ کھل گئین۔ فرمایا:-
"سنو جی ... ... کو مرثیہ کہتے ہین درست!! کیون کیا تمھین اسمین شک ہے۔ خیر تو انتظار کرو عنقریب مین ایک شرح مدلل مفصل مطول کتاب اس بارے مین شایع کرونگا اوسوقت سب کی آنکھین کھل جائینگی کہ اسے کہتے ہین مرثیہ اور یہہ ہے زباندانی کا مکمل نمونہ"
شاگرد "تو حضور جب تک کتاب شایع ہو اوسوقت تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہون!"
پروفیسر "بس کہہ دیا صبر کرو صبر تلخ است ولیکن لیکن دیکھو بھلا سا نام ہے ثمر شیرین دارد۔ بس چھاپے خانے سے نکلنے کی دیر ہے۔ ادھر نکلی پھر کوئی مشکل باقی نہ رہیگی"
شاگرد نمبر ۲ "فرمائیے کہ اُردو مین ڈراما کب سے مروج ہوا!"
پروفیسر "اس سوال کا طرح بھی کتاب مذکور ہے۔ انتظار انتظار۔ جسوقت تم دیکھو گے کہ اُردو زبان کی ابتدا اور اوسکا بڑھے گے پرپرزے نکالنا اوس کتاب مین بسط کے ساتھ لکھا ہے اوسوقت تمھاری آنکھین کھلینگی کہ تحقیق کس چڑیا کا نام ہے مثلاً اُردو کی ماں کا کیا نام تھا۔ اُردو کے باپ کتنے ہین اوسکے سالے سُسرے اے تو یہہ نند اور نندوئی کون ہین۔ انھین مباحث کے ساتھ اس سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ اُردو مین ڈرامے کی ایجاد کب ہوئی۔ کون موجد تھا "شمشتا" یہہ ہے کہ اُردو کا زچاخانہ آٹھوین صدی عیسوی مین رچایا گیا۔ اے بھائی نکلنے دو کتاب کو۔ کیون جان کھائے جاتے ہو۔ بھیا اُردو عجب شے ہے"
شاگرد نمبر ۳ "حضور یہہ "شمشتا" کیا بلا ہے؟"

پروفیسر "واہ۔ دیکھو بھائیو یہہ حال ہے۔ خیر کتاب نکلنے دو۔ پھر سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ ابھی تک تمھین یہی نہین معلوم کہ خود "اُردو" کس زبان کا لفظ ہے اچھا میان چبیتق الدین تم بڑے محقق نظر ہو تم ہی کہہ چلو"
چبیتق الدین (شاگرد نمبر ۴) "مین خیال کرتا ہون کہ جب سے "اُردکی دال" کا استعمال شروع ہوا جب ہی سے "اُردو" ایجاد ہوی۔ اُردکی دال سب سے پہلے "بودہ دیو" نے استعمال کی"
پروفیسر "ہان یہہ بھی ایک وجہ ہے اور مینے اسے اپنی کتاب مین واضح کر دیا ہے"
شاگرد نمبر ۵ "مگر حضور مینے مہابھارت مین اُردو کے الفاظ اور غالب کا اکثر کلام لکھا ہوا پایا اس سے اُردو دال کی تحقیق باطل ہوی جاتی ہے"
پروفیسر "شاباش تمھاری نظر بہت اونچی ہے۔ مینے یہہ وجہ بھی اپنی کتاب مین لکھی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی وجوہ قدامت ہین مثلاً یہہ کہ حضرت کالیداس نے اپنی رامائن مین اس محترم زبان سے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ مگر افسوس آج یہہ زبان تحت الثرٰے کی سیر کر رہی ہے۔ اُف ری ناسپاس قوم یہی اپنے توزن بچہ۔ سالی سلیچ۔ چچی ممانی۔ پھوپھی پھوپھا۔ ساس سُسرے غرضکہ سارے گھر بھر کو شاعر بنا دیا ہے یہانتک گھر مین جو کتا پلا ہوا ہے وہ بھی اعلےٰ درجہ کا شعر کہتا ہے جسکا جی چاہے تقطیع کرکے دیکھ لے:-

عو عو عو عو عو غفغو عو عو عو
غو غو غفو غفو غفغو غو غفو غفو

لکھنؤ کے ایک مشاعرے مین جو یہہ دو شعر پڑھ دیئے تو سارے مشاعرے پر موت کا سا سناٹا چھا گیا۔ عرض کرتا ہون سہ

ناک پکڑے ہے چمن مین آجکل فصل بہار
بوسے کرتا ہے دماغون کو معطر موتیا
بیٹ سے کرتی ہے بلبل برگ گل کو نقش دار
ہر ورق اس نقش کاری سے ہے چاندی کا ڈلا

بھئی یقین کرنا کہ سب دم بخود کیا دم بخت ہوگئے ذرا نکلنے دو کتاب کو۔ دیکھو بھئی مشاعرے مین شریک ضرور ہونا ورنہ پھر ناقص رہ جاؤ فیل ہو جاؤ تو شکایت نہ کرنا!!"

ایک شاگرد دبیٹ پکڑ کے باہر نکلا شاید ہنسی نے زور کیا مگر آپ جانیے پروفیسر صاحب کیون بدظن ہوتے اور بدگمان کرتے تو مشاعرے مین کسے بلاتے بہرحال بندۂ درگاہ کو اس اعلےٰ تعلیم وتدریس کے روبائی مشاہدے سے اُردو کی ترقی کا اب یقین کامل ہو گیا۔ ایک ہمراہی نے کہا "آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا" ابھی یہہ پہلا سال ہے اگر طالب علمون کا جواب اون مضامین کے متعلق جو ابھی شکم مادر مین ہین ایسی بلیغ تحقیق پر مبنی ہوا تو بتائیے مولانا پروفیسر کے شاگردون کا حشر کیا ہوگا؟

راقم :- بندو ماما

رنگ زمانہ

اودھ پنچ کے پرانے خریدار منشی برج بھوکھن لال صاحب محب دریابادی کو اچھی طرح جانتے ہین آپ کا منظوم کلام "السو شلیات" کے تحت مین بہت دنون تک اودھ پنچ مین شایع ہوتا رہا۔

آپ ایک مجموعہ کلام اخلاقی مصلح ہین۔ قدیم و جدید اخلاقی تغیرات کا مقابلہ آپ نے اپنے کلام مین نہایت دلپسند طریقہ سے کیا ہے۔ ہندوستان کی پرانی تہذیب کی حمایت آپکا دلی مقصد ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ اپنے خصائص کو باقی رکھ کے ہر قسم کی ترقی کرنی چاہیئے۔ جو کچھ درکار ہو وہ اپنے ملک مین پیدا کرو دوسرون کے محتاج نہ رہو۔ ایک شخص گاڑھے کی مرزائی اور دھوتر کی دھوتی مین بھی دماغی ترقی کر سکتا ہے۔ بدیشی چیزون سے جسم کی آراستگی کرایہ کا زیور ہے ٹوٹے تو تاوان دو نہ ٹوٹے تو ماہ بماہ کرایہ ادا کرو۔

اس مجموعے کا نصف سے زیادہ حصہ اودھ پنچ مین درج ہو چکا ہے اسلیے زیادہ توضیح کی ضرورت نہین۔ کلام اس قابل ہے کہ آجکل کے ریفارمر اور نئے بگڑے ہوے صاحب لوگ توجہ سے ملاحظہ فرمائین اور اسکا انتخاب نصاب کی کتابون مین درج ہو کے بچون کے مطالعے مین آئے۔ ۲۶×۱۷ کی ⅛ تقطیع ۱۵۲ صفحہ کا حجم اور دس آنے قیمت ہے۔ ملنے کا پتا دریاباد ضلع بارہ بنکی۔

خاور" لاہور

ایک ہفتہ وار پرچہ ہے۔ منشی شمس الدین حسن صاحب اسکے اڈیٹر ہین ملکی ضروریات سے باخبر ہے۔ اور ادبی فیشن سے نکلتا ہے جو فی زمانہ مرغوب عام ہے۔ بعض ضروری ملکی و بیرونی خبرین بھی ہین لطائف و ظرائف بھی ہین قصص و حکایات بھی ہین۔ واقعات پر تبصرہ بھی ہے۔

لکھائی چھپائی کاغذ بھی خوب ہے۔ سالانہ چار روپیہ قیمت بھی بہت نہین ہے یعنے ۲۰×۳۰ ۸/۱ کے سولہ صفحہ ہفتہ وار پیش کرتا ہے اور کیا لیجیے گا۔

شاید نمونے کا پرچہ مفت ملیگا: منیجر خاور لاہور سے طلب کیجیے۔

"ہادی" نجیب آباد ضلع بجنور

یہہ بھی ایک ہفتہ وار پرچہ ہے۔ پہلا نمبر زیر ملاحظہ ہے قرآن کی سورت فاتحہ اسکا افتتاحی مضمون ہے دُنیاوی اعتبار سے کوئی خاص غرض اشاعت درج نہین ہے مگر وعدہ کیا گیا ہے کہ دوسرے نمبر مین مقصد اصلی ظاہر کیا جائیگا۔ بالفعل مختصر مفید اقتباسات دیگر جرائد و رسائل کے درج اوراق ہین لہذا ہم صرف حسن انتخاب مضامین کی داد دے سکتے ہین خود جناب منشی محمد حسین خان صاحب اڈیٹر کی خواہش بھی یہی ہے کہ دوسرے نمبر کی اشاعت تک کوئی تبصرہ نہ کیا جائے۔ لہذا ہم بھی محض "خیر مقدم" کہنے کی رسم ادا کرتے ہین۔ خوش آمدی بھیا خوش آمدی۔ جیو بھلو پھولو پروان چڑھو قیمت سالانہ عوام سے پانچ روپیہ لیجائیگی۔

گھبڑی ٹپتون مدعا علیہ اور کچہری

حضرت! کسی کا اجارہ ہے؟ نام و ام بندہ نہین بتاتا۔ آپ قصہ سنیے اور اگر ممکن الوقوع ہو تو سمجھ لیجیے کہ صحیح ہے ورنہ بندہ صحت و غلطی کا ذمہ دار نہین ہے۔ ایک تھے گھبڑی ٹپتون وہ تھے کسی مہاجن کے مقروض بیچارے۔ ریلوے اسٹیشن سے بیس کوس کے فاصلے پر رہتے تھے جہان نہ ڈاکخانہ تھا نہ تار گھر نہ پولیس کا پہرہ تھا۔ پٹواری بھی کسی دوسرے گاؤن مین پانچ کوس کے فاصلے پر رہتا تھا۔ گاؤن بھر مین کوئی پڑھا لکھا نہ تھا۔ مہاجن نے ان پر نالش ٹھونک دی آپ جانیے ایسے کوردہ مین اطلاعنامہ کی تعمیل آسان نہین ہے۔ ناکوری (چپراسی) برابر رپورٹ کردیتا تھا کہ:۔

"جناب عالی۔ مقدمہ مندرجہ عنوان مین مسمی گھبڑی ٹپتون مدعا علیہ کی برابر تلاش کی گئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے"

خدا جانے یہہ رپورٹ صحیح تھی یا غلط مسمی گھبڑی تو ایک ہی فرماتے ہین کہ:۔

"گنگا کریا دگنگا کی قسم) ہمرے نیر (ہمارے پاس) سسٹر چپراسی کا گد (کاغذ) لے کے نا ہین گوا۔ جھوٹ بولت ہے" لیکن ایسی رپورٹ کا لازمی نتیجہ یہی نکل سکتا تھا کہ مہاجن صاحب علیہا علیہ نے جھٹ سے درخواست "اجرائے نوٹس بذریعہ کاغذ اخبار" اجرت اشاعت جمع کرکے دے دی۔ سمن کی نقل بعنایت و پرورش حضرت منصف صاحب کسی انگریزی کاغذ اخبار مین جسکے پریس مین کیڑے کھایا دیمک چٹا اُردو کا ٹائپ بھی ایسے ہی زرستان اغراض کے لیے بادا آدم کے وقت سے ذخیرہ ہے برائے اشاعت روانہ ہوی منیجر صاحب کو اس سے کیا غرض کہ جسکے نام سمن ہے اوسے بھی اطلاع ہونی چاہیے یا اونکا فرض ہے کہ خود مدعا علیہ کے نام براہ راست یا پٹواری کی وساطت سے ایک کاپی بھیجدین۔ اونھون نے غلط سلط نام چھاپ کے ایک کاپی دفتر عدالت روانہ فرمائی جو مسل مین شامل کرلی گئی۔ طرفہ ماجرا یہہ کہ اخبار بھی غیر ضلع کا تھا۔ پیشی کی تاریخ آئی بھی اور "مقدمہ تمہاری غیبت" مین مسموع ہوکر فیصل بھی ہوگیا یعنے مہاجن صاحب کا دعوےٰ مسلم شد۔

ہمارے دوست گھبڑی کو اجرائے ڈگری کے قبل کسی سے خبر ملی تو بیچارے بہت گھبرائے۔ بگیا باندھی لمبی چلم اور تماکھو (تمباکو) ٹینٹ مین گھونس (پٹھلی کپڑے میں رکھا جوتا) لاٹھی مین لٹکا کے کندھی پر لادی اچھے خاصے دیہاتی لارڈ ریڈنگ بن کے پہونچے کچہری۔ وہ ایک مرتبہ کچہری کے مندر مین چلتے پھرتے دیوتاؤن کی جاترا کرچکے تھے اسوجہ سے پیشکار تک رسائی مین کوئی ہفت خوان حائل نہین ہوا۔ دونون مین جو گفتگو ہوی وہ البتہ قابل سماعت اور دلچسپ ہے۔

گھبڑی ٹپتون:- سلام ہجور۔"

اول تو سلام بغیر نذر قابل قبول نہین ہوتا دوسرے "ہجور" کاغذون کی دیکھ بھال مین زیادہ مصروف تھے۔ ثقل سماعت کے لیے یہہ معقول عذر تھا مگر ادب ناشناس گھبڑی ان باریک رموز سے واقف نہ تھا اب کھانس کر اور کے سلام بول دیا۔ منشی جی کیا بُہرہ ہو ابہرے ہو؟"

منشی جی:- ارے کیا بک بک لگائی ہے۔ کوئی ہے نکال دو اسکو۔ توہین عدالت کرتا ہے۔"

گھبڑی:- ارے ہم کاکہا ہو (کیا کہا) سلام منسی جی سلام۔"

منشی جی:- تو کون ہے! کہان سے آیا ہے کیا کام ہے۔"

گھبڑی:- ہجور ہمار ناؤن تو آئے گھبڑی ٹپتون اور آوت ہین (آتے ہین) ستیاناسی کھیرا سے۔ ہمار ہے یاک مکدمہ مہاجن اسار چوٹا مکدمہ بنائس ہے۔ تون بتاؤ اوکا حال حوال۔"

منشی:- ہان! مقدمے کا حال پوچھتے ہو! کیا ہم تمھارے باپ کے نوکر ہین جو مفت حال بتایا کرین۔ لاؤ سویرے سویرے کچھ بھینٹ چڑھاؤ تو حال بتائیں۔"

گنوارون کو اس قسم کی نذر دینے کی عادت ہوتی ہے۔ گھبڑی نے فوراً ٹینٹ مین ہاتھ ڈال کے اٹھنی نکالی۔

منشی:- ارے اٹھنی۔ اپنی اٹھنی ہمین فرصت نہین ہے۔"

گھبڑی:- یہ چروری (منت) کرت ہے منسی جی مان جاؤ۔"

مگر منشی جی بھلا اتنی رقم پر کیا توجہ فرماتے اونھون نے ایک نہ سُنی آخر روپیہ نے استغنا کا شیشہ توڑا اور منشی جی نے بعد حصول نقد فرمایا۔

"سنو جی تم پر سمن تعمیل نہین ہوا تو لیڈر یا اور کسی معتبر اخبار مین سمن شایع کیا گیا اور فلان تاریخ کو جب تم حاضر نہوے تو مہاجن کو ڈگری مل گئی۔ اب جا کے

جھوٹے وعدوں کا کلھاڑا کر چکا

چر چکا اب تو یہ ٹھٹا چر چکا

روپیہ کی فکر کرو بس یہی حال ہے سمجھے۔

پکھئی:۔ اور یہی حال تمہارے کی مجوری (مزدوری) تو ایک روپیا تھا مین سے آٹھ لیہو۔ کا ہے؟"

منشی:۔ "بس اب زیادہ بک بک نہ کرو۔"

پکھئی:۔ "اچھا اتنا اور بتائے دیو کہ تم کہتے ہو اکھبارن (اخبارون) چھپا رہے ستمان (سمن) رہے دیتو تو کون کیا کہا۔ جاری ہے مرے باپ آجا ہمار ساتھ جا کہیون اکھبار دیکھین ہین؟"

منشی:۔ "ارے بھلا مانس۔ پہلے چپراسی سمن لے کے گیا تھا۔"

پکھئی:۔ "ہمار گھرے گرا ہو ای (تھا) مگر کیا ہم پہنچے تو گھر سے نکسٹ ناہین ہین گوا کیسے اور کی کے نیچ (نزدیک) گوا۔"

منشی:۔ "یہ ہم کچھ نہین جانتے۔ چپراسی نے اطلاع دی ہے کہ وہ کئی مرتبہ تمہارے گھر گیا مگر تم نہ ملے گھر مین قفل دیا ہوا تھا۔ آخر اخبار مین سمن چھپوا دیا گیا۔ کچہری تمہارے باپ کی نوکر نہین ہے جو تمھین ڈھونڈھتی پھرے۔"

پکھئی:۔ "تو یہی ہم ہون (بھی) کہت ہین کہ بستہ مان سمن رکھ لیتو۔ اکھبارن کا ہے چھپایو۔ اکھبارن چھپوا سے دُنیا کا اتلا (کو اطلاع) ہوئے سکت ہے۔ ہم کا ناہین ہوئے سکت۔ تم دُنیا بھر کا اتلا دیہیو۔ ہم کا ناہین دیہیو۔ اور چپراسی سار مُراہی (چالاکی) کرت ہے۔ ہم روئی مہینا بھوا کھٹیا سے ناہین اوٹھن ہمرے گھرے نہ کو نو (کوئی) لیجٹر گوا نہ بیجنڈ۔"

منشی:۔ "ارے بھائی لیجٹر نہین لیڈر، پانیر یہ سب اخبارون کے نام ہین۔"

پکھئی:۔ "تو اب بتاؤ کی جو رو کا جو روبنا ئی۔ مہاجنوا تو اکھبارن چھپوائے کے چھٹی پائے گوا۔ تم چپراسی کی بہانہ باجی (بازی) مین آکے گیو منصیبہ (منصف) صاحب آئین (رہین) جھنکی کیہر دکے لہنگور تم نیچ (تملوگ) جی تنا (جسطرح) اولارت ہوا دلرت ہین (اُچکلتے ہو اچکتے ہین) یو اندھیر ہے کہ ناہین؟"

منشی:۔ "ابے شامت آئی ہے کیا؟ گنوار کہین کا۔ جا کسی وکیل کے پاس باز دائر کی درخواست دے۔"

میان پکھئی کی منطق ٹھیک تھی اگرچہ گستاخی آمیز تھی مگر کسی نے سماعت نہ کی۔ وکیل کے پاس گئے تو اوس نے بھی ٹکا سا جواب دیا کہ جاؤ اب کچھ نہین ہو سکتا ایک مہینہ گزر گیا۔ تم نے آج خبر لی ہے۔ باز دائر کے واسطے ایک ماہ کی مدت ہے۔ اور یہان مشورہ لینے کی فیس تو دیتے جاؤ اتنا وقت پھوکٹ (مفت) کا تو تھا نہین۔

پکھئی:۔ "منشی جی ہراوے کی باتین بتائے کی وپالین

تم ہو مکدما ہرانے کے پیسیس (فیس) مانگت ہو۔ لیو یو اشٹنی ہم سمجھب کہ رنڈی راکھا۔"

وکیل صاحب مین اور پکھئی مین نوبت آویزش ہونے والی تھی مگر بیچ بچاؤ ہو گیا۔

اس واقعہ مین کئی باتین قابل غور ہین۔ کوئی قانون خواہ دیوانی یا فوجداری یا مال کا ایسا نہین نظر آتا جس مین انصاف تک پہونچنے کی سعی کی گئی ہو۔ ہے کوئی ایسا محب وطن کونسلون مین جو قانون کی اصلاح اپنا فرض عین قرار دے؟ فقط

راقم:۔ تماشائی

حکومت برطانیہ (اوستانی)

جدید انتظامی پروگرام

ریاستہائے ہند (شاگرد)

اوستانی:۔ "یہہ لمبے لمبے بال یہہ گھنا پاتا یہہ دقیانوسی وضع قطع؟ ارے بال کتر واؤ آدمی بنو۔ سب سے بڑی بات یہہ کہ اُستانی جی کے پروار کو نہ بھولو تب کہین جا کے تمھارا شمار آدمیون مین ہوگا۔"

بنی فاطمہ

ہمارے محترم دوست خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی مین ایک نیا ہفتہ وار پرچہ "بنی فاطمہ" دہلی سے شایع ہوا ہے تبرّی امروہوی صاحب اسکے اڈیٹر ہین خواجہ حسن نظامی صاحب جو کام کرتے ہین اوس مین ایک شان ہوتی ہے چنانچہ یہہ پرچہ لکھائی چھپائی کاغذ کے اعتبار سے قابل پسند ہے مضامین کے اعتبار سے قابل احترام ہے مگر "نام" کے اعتبار سے چلنے والی چیز نہین۔ بایں معنی کہ "گردن کٹوا دینے پر بھی" ان غریبون کی دنیا لے نہ سُنی۔ یہہ تو ایک کاغذ کا پرزہ ہے۔ تسبیح "بنی فاطمہ" کا ایک رشتے مین منسلک ہونا ملکی اغراض پر مختلف قومون کے متحد ہونے سے زیادہ مشکل ہے۔ اسکے علاوہ دس ہزار سیدون مین شاید ایک فرد ایسی ہوگی جو آسودہ ہو ورنہ افلاس و نکبت و فلاکت کا سایہ ہر سر پر چھایا ہوا ہے۔ بے پروائی کے چلتون سیادت اب نانک کھانے کا ٹھیکرا رہ گئی ہے۔ اسوقت ایک منچلے سید صاحب یہان تشریف رکھتے ہین انھون نے خوب لطیفہ کہا۔ کہنے لگے "حضرت! جن لوگون کے نسب مین نی ہے وہ ہمارے دادا کے اس قول کی آڑ مین کہ "شرف المرء بالعقل والادب"

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی اکثر درخواستین آتی ہین شرط ضروری یہہ ہے کہ درخواستون پر ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر کی تصدیق ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی بجائے تین روپیہ کے دو روپیہ آٹھ آنے کا منی آرڈر قبول کیا جا سکتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لاابالال والنسب" ہمین اور بھی پیسے ڈالتے ہین انہین سیادت کا بربطہ ہم کسی کی گردن پر نہین ڈالتے نہ کسی سے جھک مانگتے ہین نہ کسی سے اکڑتے ہین اور ہمیں بھی سید کا لقب اپنے نام کے ساتھ ملحق کیا اور لوگ لگے ریشخند کرنے اب سیادت نہین ہے ہنسی ٹھٹھا ہے"

ہمنے بھی فاطمہ" کی پہلی اشاعت نہین دیکھی ورنہ شاید کچھ زیادہ لکھتے۔ مقصد ضرور مبارک ہے اور میدان بھی بہت وسیع ہے تاریخ کی کتابین اس گروہ کے عجیب و غریب واقعات سے بھری ہوی ہین۔ اگر فرزندان اپنے آبائے کرام کی روش اختیار کرلین اور یہہ ہفتہ وار پرچہ سادات مین مقبول ہوجاے تو سبحان اللہ

المختصرات

پونا کی خبر ہے کہ وہان ایک ظروف فروش کی بی بی نے ایک ہی جھول مین تین بچے اور وہ بھی نر نکالے ۔ این صاحب سلسلہ کی دین اور سانچے کی خوبی۔

[illegible] قوم عشرہ محرم مین خون بہاکر دل کی آگ بجھاتی تھی ۔ [illegible] کتابین سے جرئت ہے ماتم کرتی تھی نظام حیدرآباد کے حکم سے اس قسم کا ماتم بند کردیا گیا ان کی روحین مین بادھا لگا۔ سنتے ہین کہ اب بغیر خون بہائے خون بہا مل جائیگا ۔ اور انکے لیے معاش کی سبیل کی جائیگی

قوانین کی خامی دفع کرنے کی غرض سے اودھ پنچ مین بارہا مضامین لکھے گئے آجتک یہہ فرض برابر جمعہ کی نماز کی طرح ہفتہ وار پورا کیا جاتا ہے یہہ بحث بھی اودھ پنچ نے چھیڑی تھی کہ قاضی پر (جج یا مجسٹریٹ) قبل سماعت قضیہ انصاف کرنے کی قسم کھانی واجب ہے انصافی بیگاریون کو بھی جنھین جوری یا اسیسر کہتے ہین حلف برداری کرنی چاہیے۔ خدانخواستہ ہمارے صوبہ کی کونسل اس مطلب کی طرف کیون قدم بڑھاتی وہ تو گویا مسخرے پن کا ایک کلب ہے ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ برہما کی کونسل مین یہہ مسئلہ مقبول ہوا۔

اب غور کے قابل یہہ مرحلہ ہے کہ ہندوستان کے قوانین مجریہ انصاف تک پہونچنے کی قابلیت بھی رکھتے ہین یا نہین ۔ جواب ہے نفی مین ۔ لہذا جن اہل عقل و علم کو فرصت ہو وہ پہلے تمام قوانین کا بہ نظر اصلاح مطالعہ

قوانین اور انکی مجنت نہے نتائج سے دنیا کو اطلاع دین ورنہ تو یہی بات ہوگی کہ ایک تھین سودھن انکے پاس جانا نصیب تھے ۔ وہ چیزون کی اونھین ضرورت تھی (۱) لنگا (۲) چوڑیان ۔ بقاعدہ ترتیج مرہوجات اونھون نے چوڑیان خرید کے ہاتھون مین ڈال لین اتفاقاً لڑکی کے خسر صاحب آگئے اور انکو ان سے باتون کی ضرورت ہوی سودھن بٹ کی آڑمین کھڑی ہوئین چوڑیون دار ہاتھ باہر نکال کے باتین کرنے لگین اور جب سودھی چلے گئے تو انگنائی مین ادچک ادچک کے کہنے لگین:-

"لنگا تو جُبُش تس چوڑین بٹ راکھ لین"

یعنے لنگا تو جیسا تیسا چوڑیون نے آبرو رکھ لی ہم تو کیا مین کہتے ہونگے کہ جب چوڑیان ہاتھون مین ہین تو کیا لنگا نہ ہوگا۔ ستوڈن اور دھانون کا مقابلہ کون کہتا ہے کہ ترک علم ہیلی کا ہک پارٹ مین کسی مسخرے ایکٹر سے کم ہین ؟ آپنے گورنری اور ہوم ممبری کا تقابل جیفسورڈ کلب شملہ مین ایسے مضحک طریقہ سے فرمایا کہ مارے ہنسی کے لوگون کی آنتین اُچھر ہو کے دماغ پر چڑھ گئین۔ بزبان پنچ کہنے لگے ہوم ممبری مین کام کاج کے اعتبار سے دھرا ہی کیا ہے دفتر مین [illegible] آئے گھنٹہ دو گھنٹے مشہر سے کاغذون پر دستخط کیے اور چلتے ہوے تنخواہ ہر مہینہ گنوالی۔

اجی بیچاری کے تھر گورنر کو ڈھونے پڑتے ہین کلکٹرون سے مجبور ہوتی ہے کمشنرون سے پکڑلانی پڑتی ہے وزیرون سے پگڑی ادلجتی ہے۔ اشارہ کیا کہ سگریٹ پینے مین دیاسلائی اپنے ہاتھ سے کھینچتے ہین۔ گھوڑ پر بیٹھتے ہین تو کاغذ کے جھلکاک (رگڑ) سے سابقہ ہوتا ہے۔ ریاستون کی دعوتون مین لذیذ و ثقیل غذاؤن کے بوجھ سے معدہ بوجھل کرنا پڑتا ہے۔ ہندوستانیون کی صنوعی ترقی پر زبردستی مسکراکے باچھین پھیلانی پڑتی ہین ایک مصیبت ہو تو کوئی کہے ۔ یہہ تو وہی مثل ہوی :-

"دے ستو لب لتو من بھتو جب گھولین جب کھائین۔ (واللہ رہی محنت) دھان بچارے بھلے کوٹے کھائے چلے۔ (چند منٹ مین مشکل آسان)"

یہہ خداوندی مصلحت عظیم فوائد پر مشتمل ہے کہ موت کا دن تاریخ مقرر تو ہے مگر لوگون کو معلوم نہین ۔ ہماری برطانیہ بھی آپ جانیے خدا نہین مگر خدائی کی دعوے

دار ہے وہ [illegible] آزادی [illegible] مطالبہ کسی [illegible] ہے کہ [illegible] کب ہندوستان کی جان چھوڑو گے۔ ارل [illegible] نے خوب کیا جرات کو [illegible] مین ڈال دیا [illegible] دینے کی جگہ مسٹر شاستری [illegible] اونھون [illegible] شہری کے اپنا فرض ادا [illegible] کیا۔ یعنے اُدھر تو کرنل صاحب نے سوراج کی بات چیت شروع کی ادھر مسٹر شاستری نے شکایت فرمائی کہ صاحب یہان اندھیر ہے ایک ہندوستانی چپڑاسی اور دفعہ کسی انگریز افسر کے ہاتھون پٹ گیا مین گواہ ہون اور ایک جرمنی گواہ ہے پولیس مین رپورٹ نہین کی گئی۔ پہلی بات کا جواب نہ دینا شاستری صاحب اس وجہ سے ارل صاحب نے دوسری بات پکڑلی یہ صاحب مین کیا کرون آپ نے کیون پولیس مین رپورٹ نہ کی۔ آپ خواہ مخواہ کا الزام شریفون پر لگاتے ہین۔ یہی شرافت ہے۔ آخر کچھ انصاف بھی ہے"

ہائین یہ پرسون سا ہن آج آئے آنس یہ اسی جھنجھٹ مین وقت ختم ہوگیا کچہری برخاس نہ دانہ نہ گھانس" ارل ونٹرٹن بھی اوسی اوستاد کے شاگرد ہین جس کی میانی پھٹی ہوی تھی ایک لڑکے نے کہا "اوستاد اوستاد آپ کا پجامہ آگے سے پھٹ گیا ہے" اوستاد کے کئی دوست بیٹھے ہوے تھے۔ اوستادی کے یون واشگاف ہونے پر بیچارے جھینپے مگر فوراً لپچی اوٹھا کے شاگرد پر پل پڑے اور کہنے لگے آخر یہہ بتا کہ تو نے پجامہ کیون کہا ابے صحیح لفظ ہے پائے جامہ ۔ یہہ پجامہ کیسا۔ ہائین ہماری صحبت مین بیٹھنا اور پجامہ بولنا۔ کہہ پے الف زبر پا ہمزہ زیر پائے جیم الف زبر جا میم ہے زبر مہ ۔ ابے کہہ جلدی جلدی۔ اجی ارل صاحب آپ کسی تنقیہ کا نسخہ لکھوائیے اور کرنل ویجوڈ کے حوالہ کیجیے اونھین ہدایت کر دیجیے کہ یہہ نسخہ ہندوستانی سوراج طلب استعمال کرین جب بذریعہ اسہال کالا مادہ نکل جائیگا اور ہندوستانی تلے سے اوپر تک گورے ہوجائینگے اوسوقت سوراج کا اعلان کردیا جائیگا ۔ چوہر جاتے رہے نہ اندھیاری۔

معدن الموسیقی
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے گویوں کی
ایک نیا سبق دونوں کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اور بھی گھانے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی کی
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا انکی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت فصاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اشتہار کتب جامحفوظ سے

جلد ۱۱ نمبر ۲۸

مضامین

(۲۹ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء)

رباعیات

دل کی دو حالتین خوشی اور غم ہین عرصہ تک نہ رہنے والے دونون کم ہین
رخصت ہوتی ہے یہ تو آتا ہے وہ سچ ہے اک تختۂ مشق انکے ہم ہین

دل کی خواہش بر آئی خوش ہوتے ہین ہم دل کا چاہا نہوا اگر تو روتے ہین ہم
ان دونون کا نام ہی خوشی اور غم ہے کرتے ہین ویرانہ ہی جو کچھ ہوتے ہین ہم

ہوتا ہے اوجالا تو اندھیرا مفقود جاتا ہے اوجالا تو اندھیرا موجود
بس یون ہی خوشی و غم کی حالت بھی ہے مطلوب ہے ایک دوسرا ہے مردود

جب سایہ نہو تو دھوپ آجاتی ہے اور دھوپ نہو تو چھاؤن چھا جاتی ہے
ہے آمد شد خوشی و غم کی یونہین کچھ فکر نہ کر عقل یہ فرماتی ہے

کرتا ہے کوئی صرف راحت کو پسند عاشق ہے لذت الم سے خورسند
قول ایک بزرگ کا ہمین ہے مرغوب خوش حال کسا نیکہ بہر حال خورسند

ندیم

نامۂ ثریا کی بنام ڈاکٹر ڈورونوف

آنیبا ڈاکٹر شیطان کے تھریا ڈ غدود لگا کے اللہ تمھین قیامت کے بوربے سینے کو زندہ رکھے۔

بھائی کی جان کی قسم تمنے غدود بدل ول [illegible] کا طریقہ ایجاد کرکے وہ کارنمایان کیا ہے کہ خواجہ عمرو کی بھی مات کردیا۔ اب کسی کی مجال نہین جو مجھے "جھوٹا" کہہ سکے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ مین اپنے گھر مین پڑا سو رہا تھا۔ جوانی کی نیند۔ بے فکری اور بے خبری کا دیہاڑا ہوا آنکھ جو کھلی تو دیکھتا کیا ہون کہ ایک دیو کے کرتب دکھا رہا ہے۔ بندہ کوئی جانعالم نہین ہے جو کہ دیو سے کشتی لڑتا۔ نہ امیر حمزہ کا پوتا پروتا ہے جو طلسم یہان خداداد قوت بازو پہ نازہے۔ الا اللہ کہہ کر ا

! اتنے مین زور سے [illegible] کشیدہ سلحشوری [illegible] گئی کے بھروسہ پر [illegible] یوون کو پچھاڑا۔ [illegible] ہی کیسے اوٹھا اور پوچھا

توکون ہے اوسنے جواب دیا میرا نام ہے کلھاڑ ابیگ۔ اور تیرا کیا نام ہے؟ مینے ڈانٹ کے کہا آپ مین ہون بنٹھ بیگ کلھاڑ ابیگ کی دم مین گھسا رہتا ہون۔ اوسنے حملہ کیا مین بھی اوچک کے گھوڑے کی پیٹھ پہ جا بیٹھا۔ تھپے اور اوس سے دو گھڑی تک برابر داؤن گھات کا سلسلہ رہا جب وار گیا تو اوس نے خالی دی اوسنے گھات کی تو مینے جھکالی دی آخر ایک پانٹ کا ہاتھ جو رسید کرتا ہون تو پاؤن اوڑکے سرنا نگھ گئے۔ ادہر ادھون مگر دو دو ہزار تک نے وار کیا تو جنور کے (جانور) بیضے کٹ گئے اور خون کی ندی بہ نکلی تو یہ بھلی بینا چھپا ست پٹایا کہ اتنے مین بھینس پر نگاہ پڑی بس جھٹ سے اوسکے تھن کاٹ کے گھوڑے کی پچھلی ٹانگون کے درمیان چپکا ہی تو دیئے۔ گرم گرم خون اسکا اور گرم گرم خون اوسکا تھن فوراً جم گئے۔ پٹی باندہ دی۔

دوسرے دن پٹی جو کھول کے دیکھتا ہون تو سبحان اللہ۔ زخم کا نام نشان ندارد تھن کو جو دبایا تو چشمۂ شیر جاری ہو گیا۔ سوا سیر ونڈی کا تلا دودھ اور وہ دودھ کہ سینک کھڑی رہے۔ گھڑا بھر گیا پھر بھی غازی مرد کا فیض کہہ رہا تھا کہ پیو لوگو پیو جہان تک پیا جائے پیو۔

تو میری جان ڈاکٹر! جب کبھی مینے دوستون سے یہہ قصہ کہا سب نے ہنسنا مسکرانا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا خواب دیکھا ہوگا۔ کسی نے کہا آج افیم زیادہ پی لی ہوگی کوئی بولا دیکھو چھت پرانی ہے کہین گر نہ پڑے۔ بیٹا! کوئی میری بات پر ایمان نہ لاتا تھا اللہ تمھین رکھے تمنے جوان غدود کی بڈھے غدود سے شادی کرکے بہتون کو جوان بنایا اب کوئی مسخرا مجھسے نہین کہہ سکتا کہ گھوڑے کے دودھ دینے کا واقعہ غلط ہے۔ اب کوئی کہے تو کمبخت کا منہ نوچ لون اور کہون پوچھو اپنے باوا ڈاکٹر دورونوف سے یہہ ممکن ہے یا نہین؟ آخر بندر کے غدود انسان کے غدود مین پیوند ہوتے ہین یا نہین؟ ہزارون بوڑھے انسان غدود بدل کے عمل سے آجتک جوان ہو چکے ہین کئی عورتین خانم سے خان مسٹرس سے مسٹر بن چکی ہین۔ پھر میرا گھوڑا دودھالا ہو گیا تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ یہہ خواہ مخواہ کے تنین مجھ بوڑھے کے باتون پر ہنستے کیون ہو؟ واللہ جو زیادہ دق کروگے تو از سر نو جوان بننے کے لیے ابھی ولایت چلا جاؤن گا اور پھر تمھاری ہڈی پسلی ایک کرکے کلھاڑ ابیگ کے پاس تن سلا دونگا۔

بیٹا ڈاکٹر! مین تو تمھین ہر وقت دعائین دیا کرتا ہون اور زیادہ دعائین اوس وقت دونگا جب تم میری دو حسرتین پوری کردوگے۔ ایک تو یہہ کہ یہان ہندوستان مین ایک پروفیسر بوس رہتے ہین اونکی رائے ہے کہ درختون مین حیوانی خاصیتین موجود ہین یہہ سوتے ہین جاگتے ہین جیتے ہین مرتے ہین۔ کھاتے ہین پیتے ہین روتے ہین ہنستے ہین۔ بچہ سے جوان جوان سے بوڑھے ہوتے ہین۔ انمین نر ہین انمین مادہ ہین یہہ خوش بھی ہوتے ہین کڑھتے بھی ہین۔

ہندوستان کے بعض کاریگر مالی امرود کے بیج سیب مین اور سیب کے بیج امرود مین بذریعہ عمل جراحی پیدا کر دیتے ہین تم انسے مشورہ کرو تو میرا خیال ہے کہ بہت فائدہ ہو لیتے درختون مین کوئی ایسا غدود ڈھونڈہ نکالو کہ ہر ایک درخت سے

افیم تل سکے۔ بیٹا! ہماری سرکار نے افیم کی قیمت ایسی بڑھا رکھی ہے کہ ہمین بہت تکلیف ہے۔

دوسرے یہہ کہ میرا گھوڑا مدت ہوی اپنے دودھ مین آپ ہی غوطے کھا کے مر گیا کمبخت اچھا دودھ دہی مکھن اور گھی آجکل نایاب ہی ہے اور مہنگا بھی ہے۔ افیم کا قبض اتنا بڑھ گیا ہے کہ پہرون پاخانے مین بیٹھے کانکھا کرتے ہین اور پاب اجابت کسی طرح کھلتا نہین تو وہ کیا؟ بیٹا! پیٹ مین جلنا ئی کا لاکام نہین ہے۔ بنا سپتی گھی لاحول ولا قوۃ۔ نہایت واہیات ہوتا ہے۔ اوسے گھی جو کوئی کہے اوسکا شکم گولون کے ساتھ ہو جیہ تو بیٹا تم دودھاری بھینسون کے غدود کسی طرح میرے گھر کی بیری مین لگا دو۔ اللہ جانتا ہے بڑا ثواب ہوگا۔ بیری مین بیر کی جگہ تھن اُگینگے اور تمھارا یہہ بہی خواہ جیتے تم سے بہت دن بیشتر تھوڑے کے پیشاب کے غدود مین بھینس کے دودھ کے غدود لگائے تھے بہت شکر گزار ہوگا۔

بیٹا! ان دو کامون کے علاوہ بھی تمھارے لیے وسیع میدان کام کا موجود ہے۔ مثلاً ہندو اور مسلمانون مین فساد کا غدہ پیدا ہو گیا ہے انکے غدود بدل دو گے تو دُنیا و آخرت مین نیکنام ہو گے۔ دودھون نہاؤ گے پوتون پھلو گے۔ کئی اخبار والے بس کی گانٹھ ہو گئے ہین انکی تحریرون سے دُنیا بیزار یا ہو جاتی ہے ان کے غدود نہ بدلے گئے تو واللہ بُری ہوگی۔ ایک افیمی کبھی چینون سے اُدنگھ نہ سکیگا۔ اسی طرح مولویون اور پنڈتون کے غدود بھی بدلنے کے قابل ہین کمبخت کوئی اپنے مذہب کا پابند نہین ہے نئے نئے اصول گڑھتے رہتے ہین۔ علیٰ ہذا القیاس حاکمون اور کونسلون کے غدے بھی قابل تبدل ہین اور ایسے ہی قابل تبدل ہین جیسے

خود مختار ریاستون کے آدلیا کے غدے۔ انہین فرائض شناسی کا ذرہ سا مادہ نہین ہے۔ سب خواہشون کے بندے ہین۔ ان کے علاوہ پولیٹکل ایجنٹ بھی اس ضرورت سے خالی نہین ہین ان مین بمشکل کوئی ایسی فرد ہوگی جو رئیس کی خیر خواہ اور ریاست کی ہمدرد ہو۔ یہہ سب غدون کی خرابی ہے۔ اور اسی کے مانند ارل ونٹرٹن اور لارڈ پیکن ہیڈ کے غدہ ہاے خود غرضی تو بالکل پرانے فرسودہ از کار رفتہ ہو گئے ہین۔ بدلو اور اچھی طرح بدلو۔ معذرت لارڈ ارون کے غدود زراعتی بھی قابل قدر نہین ہین وہ ایک ایسے ملک مین خالی زراعت اصلاح چاہتے ہین جو پہلے ہی سے زراعتی ہو تو غیر ملکون کا لقمہ ہو رہا ہے ہوسکے تو انکے غدے تاکہ انہین زراعت مین صرف گھنگرا اور پوستے کی

سے الفت ہو جائے اور باقی مزروعات کی جگہ صنعت و حرفت کی توسیع کو مل جائے بس زراعت مین پارہ و تو گتا اور گڑ۔ راب اور شکر۔ یا چنیا بیگم یعنی ہتو جان یعنی تریاک خانم یعنی لہا کالی پری یعنی مشک خیالی یعنی زوش دار دسے نوشیر وانی یعنی دافع قہر و غضب یعنی مسکن ہیجان نفسانی یعنی مخدر قوت بے اعتدالی یعنی صبر آموز ازلی۔ یعنی اکسیر قناعت و بے طمعی۔

"اب لونڈے ڈر میرے گھونسے سے ڈر"
"میرے چھکنے سے ڈر!"
"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رہ گھر سے مین!"

اخباری کاغذون کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قدرت بھی تبدیل غدود کے مسئلہ پر بصیغۂ راز عامل ہے۔

چنانچہ بلجیم کی ایک مرد زچا کا حال قبل ازین اخباری کاغذون مین چھپ چکا ہے یہہ شخص اپنی بی بی کے پیٹ کا علاج کرانے اسپتال مین آیا تھا وہان اپنے درد کی شکایت بھی ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا۔ ڈاکٹر کا نشتر تو چیر پھاڑ پر ہروقت مستعد رہتا ہی ہے۔ پسلی کے نیچے شگاف جو دیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور اللہ رکھے پیٹ مین ایک جوڑ دو بچے لیے بیٹھے ہین ایک ناتمام ہے دوسرا مکمل مگر بیٹا افسوس ہے کہ فرشتون نے گلٹیان چوری سے بدلی تھین ٹھکانا ٹھیک نہ تھا زچا اور بچے دونون چل بسے۔

دوسری خبر یہہ ہے کہ مانڈلے کے موضع کیاکر ضلع منگیان کا ایک تھنگی (ساد ھو) پسلی کے درد مین مبتلا تھا۔ ڈاکٹر نے پسلی چیر کے جو دیکھا تو بک دھک رہ گیا پسلی کے نیچے ایک ننھی سی بچھیا سر سُم بال سمیت بیٹھی جگالی کر رہی تھی۔ بقول معاصر ہمدم بچھیا ایک بوتل مین محفوظ ہے اور بچھیا کا باوا زندہ سلامت موجود یہہ بھی مخفی طور پر غدود بدلنے کا کرشمہ ہے۔

بہرحال تمھارے عمل کی مقبولیت مین کوئی شبہ نہین اور اگر ہم کہتے ہین کہ ؎

بدل دے اور غذا اس غذ کے بدلے
کر بتا تو تو ہے غذون کا غدہ

تو بر سہر حق ہین - خدا کے لیے ہندوستان کی جانب توجہ کرو - یہان بفضلہ ہزارون بند تمھارے بھجولی موجود ہین میراز مہ جوزری جی گھبرائیے - انکو گوڑ دھانی ملتی ہے تم پر انکی پرورش کا بوجھ نہ پڑیگا - ماسوا اسکے یہان کی تمام خلقت "لیت انشاب بیرو" کا وظیفہ پڑھتی رہتی ہے رئیسون کی یہہ حالت ہے کہ اسی ہوس مین سانپ بچھو سنکھیا زہر کتاون تک نوش کر جاتے ہین - خدا رکھے بڑے بڑے رئیس ہین جنھین جوانی کے اشتیاق مین نیند نہین آتی - رام پور جاؤ گے تو قدر ہوگی ٹونک مین رہوگے تو لوگ آنکھین بچھائینگے زیادہ کیا لکھون تم خود صاحب فہم ہو فقط -

راقم :- پینک شاہ

مستانہ جوگی لاہور

(بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۶ع)

ماہوار رسالہ ہے - صوفی لچھمن پرشاد صاحب اسکے اڈیٹر ہین - یہہ وقت کا پابند نہین ہے مگر وقت اس کا پابند ہے - یعنے ہمیشہ وقت سے [illegible] نکلتا ہے چنانچہ اگست کا پرچہ جولائی کے وسط مین شایع ہوگیا - ۱۸×۲۲ کی تقطیع کے ماہوار سو صفحہ تین روپیہ سالانہ اد اکرنے پر خریدار کے مطالعہ مین آتے رہتے ہین اسکے مضامین دلچسپ اور مفید ہوتے ہین - اس نمبر مین بھی منجملہ دیگر مضامین کے "دیوکل کا گھوڑا" نہایت دلچسپ اور مضحکات مضمون ہے "جڑی بوٹی" کا مضمون ایک مفید مضمون ہے "آیورویدک مجربات" مین طرح طرح کے نسخے بیان کیے گئے ہین "روزی کمانے کے راز" مین شمع کرنے اور موم بتی بنانے کی ترکیبین سکھائی گئی ہین - گھڑی سازی کے نکات حل کیے گئے ہین ٹیلیگرافی کے اشارے "ڈٹ گٹ گر گٹ" سمجھائے گئے ہین غرض جو کچھ مل سکا ہے مولف نے بغیر [illegible] پیش ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے - اتنے فنون مین ہمین دخل نہین لہذا بہتر ہوگا کہ لوگ خود پانچ آنے بھیجکے نمونہ منگوالین

او خود ہی رائے قائم فرمائین - ہمارا خیال ہے کہ پچھتائینگے نہین صوفی صاحب بہت مشہور آدمی ہین - شاید سنہ ۱۹۱۸ کے اودھ پنچ مین انکا ایک مضمون بھی شایع ہو چکا ہے - ستمبر کے مستانہ جوگی مین صوفی صاحب لوگ اس ولشا اور براہمین ایورویدک جنترون کی تصویرین بھی شایع کرینگے -

نشتر غم

جب کوئی ہم سے زیادہ مشہور و معروف شخص اپنے مصنفات ہمارے پاس بھیجکے تبصرہ کا طالب ہوتا ہے تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ وہ اپنی تصنیف کی طلاع اودھ پنچ کے معزز ناظرین کو دینا چاہتا ہے - جناب علامہ کیفی چڑیا کوٹی کی جدید تصنیف "نشتر غم" بھی اسی مدین ہم تک پہونچی ہے یہہ موصوف کی رباعیون کا نہایت خوبصورت جلی قلم جیبی تقطیع پر چھپا ہوا مجموعہ ہے - رباعیان واقعات کربلا کے متعلق ہین - محرم کا زمانہ ہے عاشقان حسینؑ بکار آمد پائین ہین - صرف آٹھ آنہ بھیجکر "مدینہ بک ایجنسی غازیپور" سے طلب فرمائین -

معارف النغمات حصہ دوم

"اودھ پنچ" کے منیجر صاحب کو مولانا اودھ پنچ سے بڑی شکایت ہے کہ ابھی تک انھون نے کتاب معارف النغمات کے بارے مین حسب معمول اپنی بے لاگ رائے ظاہر نہین کی (جسکا اشتہار صفحہ ۱ پر درج ہے) اچھا جناب تبصرہ کا نتیجہ نذر ہے -

یہہ کتاب فی الواقع نہایت محنت سے لکھی گئی ہے - دیوتاؤن کے شان مین بھجن - بادشاہون کی شان مین ریت - سہرے - سال گرہین - اور دیگر اقسام کے "گیت" جو سیکڑون برس ادھر سے تانسین گوپال - بیجو اور دیگر اساتذۂ فن کے گلے سے نکل کے ان کے گلے مین اوترے اور سینون مین محفوظ کتاب مین جمع کر دیے گئے ہین - تعریف یہہ اپنی باریکیون سمیت بدلتے نہین پائی - جد محمد نواب علیخان صاحب کے اونچے خدا جانے کتنے گن بھرے ہوے ہین جو اونھون

راگ کی تفصیل سُر کی تقسیم دولت اندولت اور مینڈ کے باریک فرق کے ساتھ اس انداز سے ان چیزون کو لکھا ہے کہ مبتدی بھی گلے یا ہارمونیم یا کسی دوسرے ساز کی مدد سے ان کی نقل پر قادر ہو جاتا ہے - رموز کا حل بیاچہ کتاب مین موجود ہے - آجتک کسی زبان مین ایسی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوی - مارس میوزک کالج لکھنؤ کے نصاب مین داخل ہے - شروع مین ہشاد مالاہوستاد محمد علی خان یادگار میان تانسین کی تصویر ہے - کتاب خوب موٹی تازی ہے سیکڑون راگون کی مستند چیزین سُر بھورے سمیت اسمین موجود ہین - اگر گلا ہلانے کا شوق ہے تو منیجر صاحب اودھ پنچ لکھنؤ کی خدمت مین ساڑھے پانچ روپیہ قیمت مع محصول ڈاک بھیجدیجیے - امید ہے کہ آپ بقدر شوق اوستاد بن جائینگے -

ضروری گزارش

خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے - "منیجر"

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب علی عابد صاحب سب جج بہادر بارہ بنکی مقام بارہ بنکی -

(مقدمہ نمبر ۲۷ سنہ ۱۹۲۶ع)

دھرم داس ولد رگھو ل قوم سراوگی ساکن نابھ گنج محلہ رسول پور ضلع بارہ بنکی . . . . مدعی

بنام

لچھمی نرائن ولد رام دوار کا قوم بقال اجودھیا باسی ساکن ٹکیت نگر پرگنہ دریاآباد ضلع بارہ بنکی - مدعا علیہ

بنام لچھمی نرائن ولد رام دوار کا قوم بقال اجودھیا باسی ساکن ٹکیت نگر پرگنہ دریاآباد ضلع بارہ بنکی -

ہرگاہ مسمی مدعی نے درخواست اس عدالت مین گذرانی ہے کہ ڈگری قطعی حسب آرڈر ۳۴ رول ۵ ضابطہ دیوانی صادر کیجاوے -

لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۱۵ ماہ اگست سنہ ۱۹۲۶ع اس عدالت مین حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ - اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمھاری غیر حاضری مین سماعت کیجائیگی -

بتاریخ ۸ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۶ع ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا - [illegible]

بکری اور بندر

صاحب خانہ یا صاحب فراش نقل و حرکت سے معذور تھا۔ وفادار بی بی خدمت کرتی تھی۔ گھر مین ایک بندر پلا ہوا تھا اور ایک بکری تھی۔ بی بی نے میان کے لیے کھچڑی پکائی چٹنی پیسنا بھول گئین۔ کھچڑی کی پتیلی بندر کے قریب رکھ کے خود باورچی خانے مین چٹنی پیسنے لگین نگاہ جو اوجھل ہوئی تو بندر صاحب نے خوب تن کے کھچڑی پر ہاتھ صاف کیے پتیلی مین ایک دانہ بھی نہ رہا چند ریزے از راہ میمونیت زمین پر گر گئے تھے اوٹھا لیے اور بکری کے منہ مین مل دیے۔ اتنی دیر مین چٹنی تیار ہو گئی۔ بی بی نے دیکھا تو کھچڑی ندارد ہے بکری کا منھ تھڑا ہوا ہے۔ پنکھے کی ڈنڈی سے بکری کو سزا دینے لگین۔ میان پلنگ پر لیٹے ہوئے سب تماشا دیکھ رہے تھے اونھون نے کہا۔ اے بی بی بکری بے قصور ہے ساری خطا ان ذات شریف کی ہے۔

سچ پوچھیے تو جلیان والے باغ کے معاملہ مین جنرل ڈائر غریب کا اُتنا قصور نہین جتنا سر مائیکل اوڈائر کا ہے جنرل ڈائر کو بکری سمجھیے بندر کے مال مسروقہ مین سے چند ریزے چاٹ لیئے لیکن ڈائر کرنے مین عقل سے کام نہین لیا۔ اپنے غصہ کے قابو مین آ گیا۔ اصل جو کچھ تھے وہ ہمارے مائیکل اوڈائر تھے۔

اگر ہندوستان کا اعلےٰ حاکم بیمار شوہر کی طرح سچ بول کے فوراً بھانڈا پھوڑ دیتا تو اوسیوقت سارا حال کھل جاتا آخر مفلوج ڈائر بکری کی طرح ملامت کے پنکھے کی ڈنڈی سے پٹ گیا حکومت دو تین ماہ تک خاموش رہی کچھ کہا بھی تو اوس نے خود سنا یا اوسکے پتلون نے۔ سنتے ہین کہ بیچارے اڈ ائر دل مین دو حسرتین لے کے اپنے مقر خاص کی طرف سدھارا گیا ایک تو یہہ کہ افسوس جلیان والے باغ مین گولی بارود کم پڑ گئی اچھی طرح شکار نہ ہو سکا دوسرے یہہ کہ جناب مائیکل اوڈائر کے مقابلے مین اشہب قلم نے سکندری کھائی چال ڈھال نہ دکھا سکا۔ تھوڑے دن پیرا کھچڑی کسی نے بھری تھی وہ جھوٹے دم... لے کے چھوٹی۔ بلٹن بلند ہونے کے دیر سال بھی نہ پلٹا تھا کہ فالج گرا چلیے قربان فالج کی کو کوئے گئی۔ چند برس اس طرح کٹے سنتے کہ فالج نے دوسرے پہلو پر بھی چوٹ کی سه

وہ بھی بھولا مہربان جو کچھ کہ ہمکو یاد تھا

آنکھین کھلی رہین۔ دم نے دم دیا۔ ہچکیاں آئین (جلیان والے باغ کے مقتولون نے یاد کیا تھا) اور ٹین ہو گئے۔ خیر مرنا تو سب ہی کے لیے ہے۔ دقیانوس فرعون ہامان شداد نمرود نقالے با ختر کون زندہ رہا جو ڈائر صاحب زندہ رہتے لیکن اس حال مین سر مائیکل اوڈوائر کی ہمدردی ہمدردی نہین ماتا۔ ماتا نہین پھیپھڑے والا پن بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے میٹ مسوس کے منہ نسور کے سرپر دو ہتڑ مار کے حکومت سے خواہش کی کہ جو ہوتا تھا وہ تو ہو گیا۔ اب مرنے والے کے متوسلین سے وہ نا بارک کھچڑی تو دھو ڈالو جسنے غریب کو پنکھے کی ڈنڈیان کھا دائی تھین۔

حکایت مین جس بندر کا ذکر ہے اوسنے بکری کے پٹتے وقت یہہ سفارش نہین کی تھی۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت ڈارون کے قول کے مطابق ترقی یافتہ بندر (انسان) اپنے آبا و اجداد سے حسن سلوک مین بہت فائق ہے۔ ہمین اور کوئی اندیشہ نہین ہے صرف اتنا خیال ہے کہ غریب ڈائر اور سر مائیکل اوڈوائر بھی جلکی رستی دراز ہے مقتولین پنجاب کی روحون کے جلیتون اوس عالم مین چین سے نہ رہ سکینگے۔

قلم ظرافت رقم مرنے والے کی حمایت اس سے زیادہ نہین کر سکتا۔

الوداع اے حضرت ڈائر الوداع۔ خدا تمھین روحون کی چڑیا نوچین سے بچائے فقط

راقم: غم رسیدہ

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی درخواستین آتی ہین شرط ضروری یہہ ہے کہ بر ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر کی تصدیق ہو تو سالانہ پیشگی بجائے پانچروپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی تین روپیہ کے دو روپیہ آٹھ آنے کا منی آرڈر کیا جا سکتا ہے۔

منیجر

بے اصل مشہورات

"رقیب خود غلط یونہی اُڑا دیتے ہین بے پرکی"

نمبر ۵

مشہور ہے بن مانگے موتی ملے مانگے ملے نہ بھیک۔ یہہ مقولہ بھی اگلے پے اٹکل پچو کا ایک نمونہ ہے کہنے والے نے اپنے زمانے کے بعض رواجون کو دیکھ کے سمجھ لیا کہ یہی ٹھیک ہے۔

ہمین کوئی تاریخ کی کتاب نہین بتاتی کہ کوئی مائی کا لال موتی بانٹتا پھرتا ہو۔ ہان شاعرون کا مُنہ موتیون سے بھر گیا۔ شاہی درباروں مین تقریبون کے وقت موتی نچھاور کیے گئے خدا وند نقالے یا ختر اپنی داڑھی کے بالون مین موتی پروتے تھے اور خواجہ عمرو عیار داروئے بیہوشی سونگھا کے داڑھی مونڈ لیتے تھے۔ موتی مانگنے کی چیز ہی نہین ہے۔ وہ تو ناک پکڑ کے غوطہ لگانے پر ملتا ہے۔ ہان بھیک مانگنے کی چیز ہے۔ ہمیشہ مانگی گئی اور ہمیشہ ملی۔ ہندوستان بھیکستان مین مانگنے والون کی کمی نہین "جن مانگا تن پائیان" بھی مشہور ہے۔ اگرچہ اکثر مواقع پر درست نہین پھر بھی۔

"تجھ کو حق تا لا کبریا ہے"

(عزیزو حق تعالےٰ کبریا ہے) کی صدا لگانے والے دس دروازون سے محروم پھرنے کے بعد ایک دروازے سے کچھ نہ کچھ پا جاتے ہین۔ آج انکی تعداد نوکری پیشہ لوگون سے دونی ہے۔ اگر اس پیشے مین ناکامی ہوتی تو بھیک مانگنے کا لنکا اتنا آسان نہوتا۔ خدا بخشے ایک زمانہ تھا جب مانگنا عیب مین داخل تھا۔ دینے والے بھی اس عیب کو چھپاتے تھے مگر ہم اوس زمانے مین نہ تھے۔ ہمارا زمانہ بھیک منگون کا زمانہ ہے۔ اللہ اللہ کیسے کیسے عزت دار بھیک منگے ہمارے زمانے مین موجود ہین۔ بھیک مانگنے کے بڑے بڑے محکمے قائم ہین۔ مینو سپلٹی بھیک کا محکمہ ہے جسکا خزانہ کوڑی کوڑی دوکان بھیک مانگ کے بھرا جاتا ہے۔ ہر گھر سے مقررہ بھیک بزور دستی لی جاتی ہے۔ انصاف کے محکمے بھیک (ٹیکس) پر چل رہے ہین۔ فوجین بھیک کے زور پر نوکر ہین تعلیم گاہین بھیک کی کمائی کھاتی ہین۔ فرمائیے اگر بھیک نہ ملتی تو

"کدورتون کے خاتمہ کا انتظار"

وہ غبار ی گہ ... ہے۔ مگر دیکھیئے جو یہ شُہدے لڑائی بھڑائی کے بعد پھر شیشے کو اوندھا نہ کردین"

یہہ تمدنی دُنیا قائم رہتی؟ اور قومی کام تو سب بھیک کے تصدق مین جاری ہین۔ طرفہ یہہ کہ ایسی بھیک پانے والے اپنے دل مین کبھی شرمندہ نہین ہوتے۔ ایک راجہ کسی بھک منگے سے کہتا ہے کہ اجی تمھین بھیک مانگتے شرم نہین آتی موٹے موٹے ہاتھ پاؤن ہین نوکری چاکری مزدوری دھتوری کرو مگر اپنے نفس کو بھول جاتا ہے کہ دو مہینے اور دھر وہ خود ایجوکیشن فنڈ کا ایک معزز بھک منگا تھا۔

اخبارہی کاغذون مین تعریفین چھپی تھین کہ سبحان اللہ جناب راجہ صاحب بہادر والی فقیر نگر بھی کسقدر با اثر آدمی ہین ضلع ٹکڈ گداپور مین آپ نے کچھ ایسے دردسے قومی حالت بیان فرمائی کہ حضار نے روتے روتے جل تھل بھر دیے۔ سننے والون کے دونون سوتے جاری ہوگئے چشمہ چشم ایک طرف۔ اور فوارہ حامل۔ ۔ ۔ دوسری طرف۔ زرو زیور کی ہر جانب سے بارش ہورہی تھی اور گداگران قومی جھولیان بھر رہے تھے۔ علی ہذالقیاس مذہبی بھک منگے بھی برابر کامیاب ہوتے ہین۔ یہہ کہنا کہ وہ اپنے لیے بھیک نہین مانگتے دوسرون کے لیے مانگتے ہین ہمارے دعوے کے منافی نہین۔ قائل بھیک کی نفی مین کوئی قید نہین لگاتا وہ کہتا ہے "مانگے ملے نہ بھیک" مزید تفصیل آئندہ۔

راقم۔ فلاسفر

"اب تو یہہ پونس کا چھپر بھی خیانت کا اونٹ چر رہا ہے"

اشتر صراحی گردنا آیا چہ خواہی کردنا!
گردن درازی می کنی چھپر بخواہی چردنا!

مولانا پنچ کی نوٹ بک

نسبتِ سگی

انڈین ایسوسی ایشن شکایت کرتی ہے کہ انگلستان مین ہندوستانی طالب علمون کے ساتھ کتون کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے مگر ہندوستانی ایسے باغیرت ہین کہ اس کعبہ کا طواف کسی طرح نہین چھوڑتے جب دیکھو ایڈ نمبرا

انچہ مدعی گوید" رہا یہہ الزام کہ ہندوستانیون کے ساتھ "کتون" کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے کوئی غیر معمولی بات نہین ہے نہ ہندوستانی اسے باعث توہین سمجھتے ہین کیا معنی کہ "کتا" ایک محبوب جانور ہے میم صاحب کی گود مین بیٹھنے کا شرف اسے حاصل۔ منہ چاٹنے کی عزت سے یہہ بہرہ یاب۔ مصاحبت کے خلعت سے یہہ مفتخر۔ صاحب لوگون کو اسکی رفاقت پر اعتبار۔ راتب مقرر ہوتا ہے اور بڑے چھیچھڑے ملتے ہین۔ ایسی قسمت

باہمی انگریزی یونیورسٹیون مین ان کی کھپ دکھائی دیتی ہے۔

سزا ہے ان کمبختون کی۔ لالچ کرے خراب کمبخت اس چاٹ مین جاتے ہین کہ ہندوستان پہونچینگے تو کوئی بڑا عہدہ مل جائیگا۔ ورنہ اگر غیرت دار ہو تو فرانس جرمن یا کسی دوسری یورپین تعلیمگاہ مین کیون نہین جاتے وہان تمھارے ساتھ برابری کا سلوک ہوگا۔

یہہ اعلان برلن مین ہوا ہے اسوجہ سے" باطل است

کسی ہی ہو تو ہے۔ اسکے علاوہ اہل ہند کب کتے نہ تھے؟ انیون کو دیکھ کے بھونکنا۔ جکت لگانا جنکا دستور ہے وہ کتے نہین تو انسان کہلائے جانے کے مستحق ہین؟

شکر کرو میان کہ "نسبت سگی" تو حاصل ہے؟ "تو تو" کہتے ہین مگر بلاتے تو ہین؟

نہ ہندو دن مین نہ ہون مسلمان نہ کافر نہ شیخ اہل دین کا
بُرا ہو اس عشق کا الٰہی نہ چار حد مین رہا کہین کا

سنتے ہین کہ حیدر آباد دکن کے رئیس راجہ وینکٹ راؤ جیشور راؤ صاحب نے انتقال فرمایا۔ مشہور ہے کہ راجہ صاحب پنجوقتہ نماز بھی پڑھتے تھے رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے اور پوجا پاٹ بھی کرتے تھے چنانچہ انکے مرنے پر مسلمان اپنے طور پر دفن و کفن کے طالب ہوے اور ہندو اپنے طور پر چتا تیار کرنے پر مستعد۔ مسلمانون نے کہا کہ راجہ صاحب نے بہ طرز اسلام دفن کرنے کی وصیت فرمائی تھی اور لاش کو موٹر پر رکھ کے شہر کے قبرستان مین لائے۔ قبرستان کے قاضی نے معاملہ مشتبہ سمجھ کے دفن کی اجازت نہین دی۔ اب لاش معلق ہے یعنے نہ عنصر خاک قبول کرتا ہے نہ عنصر نار۔ مردہ بدست زندہ۔ راجہ صاحب کو اس جسد خاکی سے تعلق ہی کیا ہے۔ چاہے دفن کرین چاہے جلائین۔ ہماری رائے ہے کہ تدفین بہر حال ہونی چاہیے اگر بعد کو ہندو ہونا ثابت ہوگیا تو جلا دینے مین کچھ دیر نہ ہوگی۔ پس از مرگ دُنیا کی گندی ہوا کھلانی ٹھیک نہین ہے۔

مالِ مومن کی فریاد

دوستو! تمنے جو مجھے اپنی جیبون سے نکال کے "شیعہ کالج" کی کان نمک مین جھونک دیا تو کیا فائدہ ہوا۔ ایک ٹوٹا مارا لولا لنگڑا انٹرمیڈیٹ کالج بنا تو کیا! یہہ نتیجا

تو کیا ہوتا۔ بھائیو مجھے بھی دلچسپ باتون مین صرف ہونے کا شوق ہے۔ یہہ مارے باندھے کا سودا تھا جو مین کالج والون کی جیب مین چلا گیا۔ جیب بھی وہ جو مولویون کی نگرانی مین ہو۔ ورنہ ہندوستان مین تو نہ میری سرکار میری بننے والی جدّ تعلیم میراز یادہ صرف ہونا پسند کرتی ہے نہ خود مجھے کوئی شوق ہے۔ ہائے ہائے۔ مقدس مقدس ڈرھیالے مولوی اسٹیج پر ناچے دین دُنیا کے گوشے ملائے۔ عباؤن کے دامن پھیلائے۔ پنجے کے ہاتھ دکھائے۔ گردمین مٹکائین کولے ہلائے۔ ٹسوے بہائے۔ تمھارا دل پسیجا اور تم نے مجھے کھاری کوین مین پھینک دیا معلوم نہین تمھین فائدہ ہوا یا نقصان لیکن مین بہرحال نقصان مین ہون مثل مشہور ہے ؎

کہ زرزر کشد درجہان گنج گنج

بندہ اس کشش طبعی سے محروم تھا ہی اب خائنون کی دستبرد مین پھنس گیا۔ اللہ نے منع کیا ہے "لاتوتوا السفہاء اموالکم" تم نے اوسکا کہا بھی نہ سنا۔ پھر جس لیے تم نے مجھے بدر کیا تھا وہ مقصد بھی حاصل نہوا۔ انگریزی تعلیم اور اوسکا سکریٹری مولوی! نتیجہ تعلیم۔ تا مین تائین فش!!۔ تو تم یعنی میری اصلی مالک جاہل بزدل اور بے حیا!!!۔
اچھا اب مین بھی قسم کھاتا ہون کہ پھر تمھاری صورت نہ دیکھونگا۔

راقم:۔ مال مومن ۱۹ سو سے کچھ اوپر

چندین شکل برائے اکل

"یہ ہتیار ڈال کے سب ممالک نامرد ہو جائین یہہ نہ سہی تو ایک حد تک مرد رہین۔ مثلاً مقابلے کے وقت۔ زرا نہ مرد رہنے اور فضول ہتیارون کا بوجھ اوٹھانے کی ضرورت نہین۔"
یہہ تجویز امریکا سے چلی اور عالم مین پھیلی۔ آپ جانیے حکومت انگلستان ایسی نیک تجویزون پر "مرحبا" نہ کہتی؟ یہہ تو ہو ہی نہین سکتا۔ بالکل خلاف عادت۔ مصرعہ ہے۔ حافظ فطرت میان جان بل نے فوراً "آمنا وصدقنا" کہا مگر ایک طرف ہان مین ہان ملائی دوسری طرف انتظار کرنے لگے کہ پہلے کون ہتیار کھولتا ہے۔ اسی انتظار کے دوران مین کبھی کبھی غل بھی مچاتے رہے۔ دیکھو ماموں سام یہہ جرمن کمبخت کسی طرح نہین مانتا۔ دیکھو اسنے اقرار کیا تھا کہ معاہدے کے بنا پر جتنی قوت مردانگی تم لوگ منظور کروگے اوس سے زیادہ بڑھنے نہ پائیگی۔ مگر کمبخت نے روسیون کو تاکا رکھا ہے کرپ کا سارا کارخانہ روس مین ہے۔ توپین ڈھل رہی ہین جان لیوا اوزار بن رہے ہین۔ اے لو اوسنے ایک کنجی ایجاد کی ہے جسے کلید ظفر کہتے ہین یہہ کنجی فی الحقیقت ایک توپ ہے جس سے روئے زمین کا قفل کھل جاتا ہے۔ بھلا ایسی حالت مین ہم کیونکر ہتیار کھول ڈالین۔ ہات ترے کی میڈم فرانس! ارے تجھے غمزے کے تیر اور ابرو کی کمان رکھنی چاہیے یہہ تو مردون کی طرح ہتیار لیئے کیون پھرتی ہے۔ بھئی ہم تو اس مردمار عورت سے ڈرتے ہین ارے ہان پڑوس کا معاملہ ہے۔ ہم کھولین اور یہہ باندھے تو کہو کیسی ہو! غل مچاتے رہے اور جنگی جہاز بناتے رہے۔ امریکا والے کوئی بچے تو ہین نہین۔ وہ ان چالون پر زہر خند کرنے لگے۔ سنتے ہین کہ چند اخبار نویس آجکل انگلستان کی سیر کرنے آئے ہین۔ بھلا برکن ہیڈ صاحب کب چوکتے ہین آپ نے فوراً دعوت کی اور (بزبان پنچ) گھگھیا کے فرمایا "لاکہٹن کی افواہ جھوٹ ہے۔ آپ دیکھ لیجیے یہان جنگی جہاز تیار ہو رہے ہین مگر ہمین گنتی نہین آتی۔ جو بتائین کہ ان کا وزن کیا ہے۔ آپکا بنیا جیسے یہہ تو خیال کیجیے کہ انگلستان کے بوتات خانہ مین اتنا غلہ نہین رہتا جو سات ہفتے سے زیادہ چل سکے پھر بتائیے ہم ایسے جان لیوا اوزار اگر نہ تیار کرین تو پیٹ کیونکر پالین؟ اور غریب ہندوستان بلکہ انگلستان کا حال کیا ہو! ہائے پیٹ وائے پیٹ۔"
یہہ چیستان آج حل ہوئی کہ کھانے پینے کی چیزون مین کروزر بھی داخل ہین ہمارے دوست برکن ہیڈ اگر ان امریکی اخبار نویسون کو دس پانچ کروزر کھلا دیتے تو پھر وہ اپنے وطن پہونچ کے دشمنون کا منہ ضرور بند کردیتے۔ ابھی وقت ہے۔

المختصرات

افواہ ہے کہ قانون مطابع سنہ ۱۹۱۰ء پھر جاری ہوگا اور اللہ نے چاہا تو حضرت وائسرائے کی سُست کاری اس دھراؤ قانون کی بدولت ہوشیاری سے بدلی جائیگی۔ کسی اخبار نے زبان کھولی اور فرمائش ہوئی کہ لاؤ ضمانت۔

روسیون کی شرارت دیکھیے انھون نے چین کو مدد پہونچانے کے لیے ترکی رنگروٹ بھرتی کرنے شروع کردیے ہین۔ مصطفےٰ کمال غازی بھی آزادی طلب چینیون کی پشتی پر ہین سنتے ہین کہ سردست دو لاکھ سپاہی چنے گئے ہین ضرورت ہوئی تو اور بھی دیے جائینگے۔ ہماری سرکار نے برٹش سپاہیون کی تعداد چین مین کم کردی ہے۔ البتہ ہندوستانی فوج ہے۔ ہا نا معقول خرس!۔

درس شفقت۔ یہہ ایک کتاب مسٹر سی۔ ایچ ڈانلڈ ایف۔ زیڈ۔ ایس کی تصنیف ہے اور پانچ آنے کو ٹھکر سپنک کمپنی ۲۹۴ بوبازار اسٹریٹ کلکتہ سے دستیاب ہوتی ہے۔ اسمین ڈانلڈ صاحب نے حیوانات پر مہربانی کرنے کی تعلیم بچون کو دی ہے۔ جا بجا خوشنما تصویرین بھی ہین مقصد حق ہے۔ شریعت اسلام نے اوس حیوان کا نفقہ واجب کیا ہے جسکی آزادی حضرت انسان نے سلب کرلی ہو۔ لہذا صاحب بہادر کی سفارش ضرور قابل التفات ہے مگر کیا کیجیے ہمارے انگلستانی اوستادون نے ہندوستانیون کو اپنے ہی نوع کے ساتھ بھی ہمدردی کا سبق نہین دیا۔ تاہم خرواسپ چہ رسد؟ کتاب بچون کو پڑھانے کے قابل ہے۔

ابھی تک خاکسار اڈیٹر کا مزاج اصلاح کا محتاج ہے۔ آسمان سے پانی تو کبھی برستا ہے کبھی سون کھینچ جاتا ہے لیکن یہان دماغ اولتی برابر بوندین ٹپکاتی رہتی ہے۔ اگر اشاعت مین دیر ہو جائے تو معاف کیجیے۔

ہمارے دوست ڈاکٹر مونجے کی موٹر پیڈیلے نے اولٹ دی سنتے ہین کہ ڈاکٹر صاحب بھی گھایل ہوے اور موٹر کو بھی صدمہ پہونچا۔ افسوس بعض حالتون مین نہ قرولی (کٹار) کام دیتی ہے نہ ڈنڈا۔ ہمین یہہ تعجب ہے کہ ایسے بہادر سورما سے ایک جنگلی سور کیونکر نبرد آزما ہوا۔ لڑائی برابر والے سے ہونی چاہیے۔ سور نے واقعی گردن زدنی۔

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگا دی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۲۹

مضامین غیر

(۵۔ اگست سنہ ۱۹۲۷ء)

بے اصل مشہورات

"تیسب خود غلط بونہین اُڑ دیتے ہین بلبلہ کی"

نمبر ۶

مشہور ہے اور بہت قدیم زمانے سے مشہور کہ عورت اپنے شوہر کے دوستون سے نفرت کرتی ہے ہم دیکھتے ہین کہ شہرت کے بعد جب کوئی بات غلط ثابت ہوتی ہے تو اوسکی تصحیح نہین کیجاتی اس مشہورات کی تصحیح یون ہونی چاہیے تھی کہ نیک عورت اپنے شوہر کے بدکردار دوستون سے نفرت کرتی ہے۔ یہ پُرانے وقتون کی کہاوت ہے جب عورتین عورتون مین رہتی تھین اور مرد مردون مین رہا کرتے تھے شریف عورتین مردون کی محفل مین شریک نہوتی تھین مردون کو زنانی بزم سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ مردانہ بیٹھکا زنانی محلسرا سے علیحدہ ہوتا تھا مردانے مین شوہر کے دوست احباب بیٹھ کے تضیع اوقات کرتے رہتے تھے پیٹ بھرے تھے۔ بی بی بیچاری کُڑھتی تھین اور میان رات کے بارہ بجے تک انھین مشغلون مین رہتے تھے۔ مگر حضرت اب تو یہہ چلن ہی جاتا رہا۔ بی بی میان کے ساتھ ہوا کھاتی پھرتی ہین۔ میان کے دوستون کا جی بہلاتی ہین۔ میان کے یار جون کا کھلونا ہین۔ میان سے شکایت کرتی ہین کہ تمھارے فلان دوست بڑے ہنس مکھ آدمی بہت خوبصورت خوش مزاج ہین تمنے میرے جلانے کے لیے اونھین آج کی صحبت مین نہین بُلایا۔ میان عُذر کرتے ہین کہ خدا کے لیے معاف کر دیجئے کوئی دقیقہ منت سماجت کا اوٹھا نہین رکھا اونھین کو فرصت نہین ہوئی۔ لو دیکھو یہہ دعوت نامے کی فہرست ہے اسمین سرے پر اونھین کا نام لکھا ہوا ہے۔ مگر بی بی کا چہرہ متورم ہے سیدھے مُنہ بات نہین کرتین۔ اگر اتفاقاً دل پسند دوست آگیا تو سوکھے دھانون پانی پڑا چہرہ بحال طبیعت جو بحال۔ میان پیام پہونچاتے اور سرزنش کرتے ہین:۔

"ڈیر بیگم! آج تمھاری بجاوج تمھارے دیر کرنے پر مجھسے بہت ناراض ہوئین دیکھو ابھی تک مُنہ پھولا ہے کسی بات مین" دلچسپی نہین لیتین: "شراب کی بوتلین یو تھین مُنہ بند پڑی ہین۔ صراحی پنبہ درگلو۔ جام دہن حیرت کشادہ ہے محفل سونی ہے تم میری طرف سے صفائی پیش کر دیتے اسی وجہ سے تمھین سب کے پہلے آج کے جلسے کی اطلاع دی تھی اور زبانی بھی تاکید کر دی تھی جانتے تھے کہ نازک مزاج ہین ذراسی بات پر روٹھ جاتی ہین۔ اور تم بھی مزاج شناس ہو"

دوست بیگم سفارش کرتے ہین تب میان کا قصور معاف ہوتا ہے۔ اور بی بی اپنے فیض صحبت سے احباب کو خوش فرماتی ہین۔ میان کے دوستون کی ساقی بنتی ہین۔

لہذا انصاف کیجیے کہ سنگاسن بتیسی کے تجربہ کار مصنف کا یہہ مقولہ اس زمانے کے موافق ہے؟ ہرگز نہین! پھر اسکی تصحیح ہونی چاہیئے۔ لیکن تصحیح کون کرے؟ حال یہہ ہے کہ پولیس اگر کسی بیگناہ کو کسی مقدمہ مین پھانس لیتی ہے اور وہ باریک بین حاکم کے اجلاس سے بری ہوجاتا ہے تو پھر وہ اوس مقدمے کے اصل مجرم تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہین کرتی مثلاً کہین ایک خون ہوگیا اور ایک محلے والے دوست قاتل کی حیثیت سے دھرے گئے گواہیان گزرین۔ ثبوت پیش ہوے کہ ایک ہفتہ اودھر ملزم کو مقتول کا مُنہ چڑھاتے کسی لونگ چڑے والے نے دیکھا تھا مقتول نے ملزم کو گالیان دی تھین۔ ابتدائی کچہری سے مقدمہ سشن سپرد ہوا اور سشن کی اپیل ہوی ہائیکورٹ مین۔ جج نے کہا کہ مقدمہ ہرگز ثابت نہین ملزم بری کیا جاتا ہے۔ تو کیا آپ کوئی مثال ایسی پیش کرسکتے ہین کہ پولیس نے پھر تفتیش کرکے اسی قتل کا اصل مجرم گرفتار کیا ہو؟ نہین تو ایسا کوئی واقعہ یاد نہین۔ پولیس کا فرض بس اتنا ہی تھا کہ اوسے جو کچھ مراد ابتداءً املا اوسی کا پھوڑا تیار کرکے۔ ہائیکورٹ تک پہونچا دیا۔ اب مقتول جانے اپنی ایسی تیسی مین۔ گویا وہ قتل ہی نہین ہوا نہ اوسکا کوئی قاتل تھا مسل داخل دفتر ہوگئی۔ اصلی قاتل صاحب جو موقع سے ٹل گئے تھے مزے سے واپس آگئے اور چین کرنے لگے۔

بھائی جان جب ایسے سنگین مقدمون کی غلطیان دوبارہ درست نہین کیجاتین۔ انصاف کا نون مین تیل ڈالے بیٹھا رہتا ہے۔ تو یہہ مقولے اور کہاوتین کیا چیز ہین جنکی تصیح ہو۔

قرآن غلط چھپتے ہین اونکی تصیح کوئی نہین کرتا اکثر غلطنامہ بھی آخر مین بڑھا دیا جاتا ہے اوسکی پروا بھی نہین کیجاتی۔ نہایت بدخط غلط نویس کم علم نقل نویس محکمہ نقل مین کام کرتے ہین انکی تحریر کا املا انشا پتا و ولدیت سکونت سب غلط فریقین کا نام بلکہ حاکم کا نام بھی غلط ہوتا ہے۔ مگر نہ مقابلہ کرنے والا اوسکی تصیح کرتا ہے (شاید وہ بھی مثل نقل نویس کے صاحب علم ہوتا ہو) نہ ہیڈ نقل نویس صاحب توجہ فرماتے ہین (شاید توجہ کی مہلت نہو یا پڑھنے والے اور نقل حاصل کرلینے والے کی لیاقت پر حسن ظن ہو یعنی خود ہی مردود پڑھیگا سنہ پڑھیگا تو جائے جہنم مین فیس نقل کی اور قیمت فولیو کی وصول ہو چکی وہو المراد) حاکم کا نام غلط لکھنے کا واقعہ بے بنیاد نہین ہے حال ہی مین مرزا منعم بخت صاحب سب جج لکھنؤ کی ایک تجویز کی نقل دفتر نقل سے حاصل ہوی ہے۔ سب جج صاحب قلم سے فیصلہ نہین لکھتے بلکہ ٹائپ رائٹر سے لکھتے ہین۔ ظاہر ہے کہ ٹائپ سے زیادہ صاف خط کیا ہوسکتا ہے اس ٹائپ شدہ تحریر کی نقل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے عنوان مقدمہ لکھنے کے بعد ڈاکٹر جواہر رقم نقل نویس صاحب ال ال ڈی نے فلسکیپ کا نصف صفحہ لکھ کے خود ہی منسوخ کر دیا دوسرے صفحات مین چار پانچ سطرین بھی مشکل سے ایسی ملتی ہین جنکی تصیح سرخ روشنائی سے نہ کی گئی ہو یا کچھ عبارت قلمزدہ نہو۔ تجویز بھی لمبی چوڑی نہین بس تین چار صفحے ہین۔ اور خط کی تو کچھ نہ پوچھیے واللہ دوات کے بحر ظلمات مین ڈوبی ہوی سنکدر منش مکھی کاغذ پر رینگ کے یہہ نقش و نگار نہین بناسکتی۔ سڑک پر چلنے کی حالت مین موتنے والے بیل کی پیشاب کی تحریر کی محراب دار بنیان اس قلم کی جیبل پر نثار۔ یونکے کے مرض مین مبتلا ٹٹو کی سڑک پر گلکاری اسکے آگے ہیچ۔

بھانڈوں کی بکر کود کی جگہ فرش اوسکے ساتھ نامچیز دیہاتی پایاب تالابوں میں مینڈکوں کے اچھلنے سے جو موجیں پیدا ہوتی ہیں اس خط کے مقابلہ میں بے حقیقت۔ الفاظ کی صورت ترکیبیہ (لوٹ لاٹن) ہے یا حشرات الارض کا جمگھٹا کہیں لکی گھوڑی ہے کہیں مچھر ہے کہیں کھٹمل ہے کہیں کیچوے ہیں کہیں سنپولیے ہیں کہیں کنکھجورے ہیں۔ چھپکلیاں انگڑائیاں لیتی ہیں مینڈک قلابازی کھاتے ہیں۔ کنسلائیاں تلملاتی ہیں جھینگر مونچھوں سے طاق جفت کھیلتے ہیں لال بیگ چکر گھنیاں کھاتے ہیں۔ آنکھ پھوڑ ٹڈے جست و خیز میں مصروف ہیں۔ کیکڑے بھاؤ بتا رہے ہیں۔ گرگٹ چھلی چھلیا کھیل رہے ہیں۔ بچھو پرن تلا بازیاں کھاتی ہیں۔ بچھو دُم اوٹھائے خرام نازکی مشق کر رہے ہیں۔ کھلے ڈنر چلتے ہیں۔ گوبریلے گولیاں بناتے ہیں۔ چھچھوندریں کھلی بازی کا تماشا دکھاتی ہیں۔ مکڑیاں ناچ رہی ہیں۔

صفحہ کاغذ پر میدان آتشبازی کا سماں ہے وہ ہوائی چھوٹی وہ گھنچکر چلی وہ چرخی گھومی وہ آتشبازی کا دیو نکلا۔ وہ مہتاب دنگی وہ پھلجھڑی میں آگ لگی۔ وہ ناس پھل عبارت کو جلاتا ہوا وند نایا۔ اللہ اللہ ارژنگ مانی میں وہ اوصاف کہاں۔ عجائب المخلوقات میں وہ شکلیں کجا۔

آپ تجویز کی عبارت کے متعلق یہہ کہہ سکتے ہیں کہ نقل نویس کوئی مبتدی بچہ ہوگا جو بہ مہربانی محکمہ نقل ابھی کام سیکھتا ہے مگر یہہ عذر لاطائل ہے اول تو غریب اہل مقدمہ اس کار آموزی پر تصدق ہوتے جاتے ہیں وہی مثل ہے "کٹے حجّام کا سیکھے نائی کا" دوسرے یہہ کہ بغیر امتحان خوشخطی و لیاقت ایسی ذمہ داری کی خدمت بچوں کے سپرد کیوں کیگئی۔ تیسرے یہہ کہ اگر وہ بچہ ہے تو اوسکے افسر کس مد میں داخل ہیں۔ ان عذرات کو وقیع سمجھنے کیواسطے ہم زبردستی آمادہ بھی ہو جائیں تو سب جج صاحب بہادر کے اسم گرامی کا مرحلہ بجائے خود باقی رہتا ہے یعنے محکمہ نقل (نقل نویس اور مقابلہ کرنے والا اور ہیڈ کاپیسٹ) سلامتی سے ایسا بھولا بھالا ہے جو سب جج صاحب بہادر کے اسم گرامی سے بالکل ناواقف۔ وہ اپنے دستخط میں ایم ایم بخت لکھتے ہیں نقل میں "بخت" کسی مقام پر (Baandhh) بکس پڑھا جاتا ہے کسی جگہ بوس (Banna) بھلا خیال تو کیجیے چار پانچ دستخطوں میں ایک دستخط بھی صحیح نہیں ہے۔ مسٹر "بخت" لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ مشہور ہیں۔ مقدمہ بھی تر و تازہ ہے دقیانوسی نہیں جو خیال ہو کہ کبھی نام معلوم نہ تھا

ملاح ہندوستانی

جان بُل

خالی جیب میں ہاتھ ڈالنا بھی دشوار ہے۔ رال ہی ٹپکی پڑتی ہے۔ ٹھہر کمبخت سنہ ۱۹۲۹ آنے دے۔

دستخط صاف نہ تھے بچہ سے جو پڑھا گیا وہی اوسنے نقل کر دیا۔

جونہی بے زبان پست ہمت بزدل ظلم پسند خوشامدی قوم ایسے ضروری امور میں غلطیوں سے نقصان پر نقصان ایذا پر ایذا اوٹھاتی ہے اور ہونٹ نہیں کھولتی اوس سے یہہ امید کہ مشہورات کی غلطی اور اصلاح پر توجہ فرمائیگی شیخ چلی پن ہے خصوصاً آجکل جبکہ بے اصل باتوں کے مشہور کرنے کا ٹھیکا بڑے بڑے صدق مجسم ایمان متشکل عالموں فاضلوں اخبار نویسوں محدثوں مورخوں نے لیلیا ہے۔ سچی بات کی جگہ جھوٹی بات اس طرح مشہور کیجاتی ہے کہ خوش عقیدہ ہو جاتا ہے۔ اِدھر سچائی کی ہنسی اڑائی جاتی ہے اور پیہم کوشش اشتباہ کی چوٹ سے کھنکھنی ہوئی اودھر آدمی مشرسے نہلاتا ہوا۔ بے اصل بات مشہور اور قوی و دلیل مضمحل ہوگئی۔ چند ماہ قبل مشہور ہوا کہ اب کی حضور راجہ آف مکا یعنے (پندرہ پارے گے حافظ اور کانے بے عیب) یعنے اسپشل منیجر کورٹ آف وارڈس علاقہ نجد (جو بقول مولانا ظریف لکھنوی حضرت قیس کے پاگل ہونے کی علت میں مدت سے کورٹ ہے) یعنے حلال خوار معنی شریعت گنبد و قبہ جناب ابن سعود کے انتظام کی تعریفیں ہر اسلامی پرچے میں چھپ رہی تھیں "واہ کیا انتظام کیا ہے ایکی جو کوئی حج نہ کریگا پچتائے گا۔ سڑکیں سب درست ہیں۔ جھوٹ کی ریل نکل چکی ہے۔ جدہ کی چوٹی سے جبل احد کی چوٹی تک ریل بندھ گئی ہے بہشت فردوس کے دریائے شیر و شکر سے نہر کھود دی گئی ہے تمام راہ دودھ شربت نوش کرتے چلے جایئے۔ سواریاں مفت لیجیے ٹیکس بالکل معاف ہو گیا چوروں نے موشلی جھیگاریوں نے چھٹی پائی ہے۔ سونا اوچھالتے چلے جایئے کیا مجال جو ایک حبہ کا نقصان ہو۔ اور تحفظ صحت کے انتظام کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ ملک الموت تابع فرمان ہیں۔ رہی مذہبی آزادی تو آپ جانیے کہ میں نصرانیوں کو بآزادی پھرنے کی اجازت ہے چہ جائیکہ مسلم"

یہہ اشتہارات اوس یقین میں اشتباہ پیدا کرنے والے تھے جو راجہ آف مکا کے حرکات میمونی و قردی کیجانب سے لوگوں کے دلوں میں جاگزین تھا چنانچہ لوگ جوق جوق تشریف لیگئے۔ گئے تو ابن سعود صاحب دین اور حاجی بندے لین۔ جھوٹ کی ریل کجا ان جھوٹ کی ریل پیل تھی۔ جھوٹ کا بیل تھا۔ شربت شیر و شکر کی جگہ وہی ریگ صحرائی۔ یا پانچ روپیہ میں ایک چپا سڑا ہوا پانی۔ حاجیوں نے

خوب حجامت بنائی۔ قدم قدم پر ٹیکس دینا پڑا جو یہان کبھی ہوئین سینہ زوریان بکی ہوئین۔ سات آٹھ ہزار حاجی شدادی نہین خضر کی بہشت اور اصلی بہشت مین مرکر پہونچے پیاس کہانے راہی ہوئے۔ چند دن کے اونٹ پانی پیتے رہے اور حاجی بیچارے ترستے رہے۔ ساڑھے تین ہزار آدمی دشمنوں کی لت کر ڈوہدن میں پہنچ چپے۔ وہ تین ہزار بیچارے رواو خدا ملک عدم سدھارے مذہبی آزادی کے ہاتھون کلی سوجاوے کے حاجی نیا ظلم مین اب تک مزے کر رہے ہین۔

باین ہمہ مشاہدات سال آئندہ کے لیے ابھی سے اندھنوبند ضرور رہے ہین۔ کوئی کا خدا خبار حاجی مولوی کتاب بغرلی کا سفرنامہ چھاپ رہا ہے جس مین حکومت حجاز کی عصمت کا اقرار ہے کوئی مولانا یا وہ گوئے اخترا آبادی صدر جامعہ مفتریہ کے افادات شایع کر رہا ہے کہ امر حق مشتبہ ہوجائے۔ کسی نے حضرت شیخ بختار بچہ کی کے سا قلم تھام لیا ہے اور کسی نے علامہ حق پوش ملانی کے دفتر جعلی کا حلف اٹھایا ہے۔

یہہ چند مثالین سامنے کی ہین وقت ملا تو مضمون بیہ اہل مشہورات کے خاتمہ پر بڑے بڑے مورخون کی تلبیس بیان کیجائیگی۔ اوسوقت آپکو معلوم ہوگا کہ صحیح معانی مین ابھی تک بے طرفانہ تاریخ کا وجود نہین ہے۔ حالانکہ دعوے بڑے بڑے کیے گئے ہین بہرحال باقی آئندہ فقط

راقم :- فلاسفر

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی کثر درخواستین آتی ہین شرط ضروری یہہ ہے کہ درخواستون پر ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر کی تصدیق ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچروپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی بجائے تین روپیہ کے دو روپیہ آٹھ آنے کا منی آرڈر قبول کیا جاسکتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیف دہلی

ایک نیا ہفتہ وار پرچہ ہے جو ریاستون کی رعایا کی حمایت اپنے ذمہ لیتا ہے اور شاید رئیسون کی مرمت بھی اسکا فریضہ ہو گیا یعنی کہ سرے ہی پر کارٹون بنایا گیا ہے "نواب ٹونک ہاتھ مین پلیٹ لیے کھڑے ہین ایک بڈہی انسان صورت سگ کی جانب پھینک چکے ہین جس کی دُم کے نیچے مبلغ لکھا ہے دوسری بڈی دوسرے انسان سگ نما کی طرف بڑھائی ہے جسکی پشت پر الامان تحریر ہے۔

ٹونک کے مرحوم ولیعہد کی موت نے اونھین خوب مشہور کر دیا ہے زندگی میں تو شاید کسی اخباری کاغذ پر اونکا نام شاید ہی دیکھا ہو۔ مگر آج ہندوستان کے ہر گوشے مین انکا نام لیا جاتا ہے۔ بعض جرائد مرحوم کی موت کا الزام قضائے الٰہی پر رکھتے ہین اور بعض کا خیال ہے کہ فرشتۂ موت انکی روح قبض کرنے کے وقت پولیٹیکل خیالات سے متاثر ہوکے چند درچند اندرونی و شخصی اغراض کا تابع ہوگیا تھا۔

سیف دہلی اس دوسری قسم کے جرائد مین سے ایک ہے۔ اسکا قیاس کیا بلکہ اعتقاد ہے کہ ولیعہد کی موت کا راگ سوتیلی مان اور سگے باپ کی بھونی اور بھیرون کے گٹھ بندھن سے مرکب ہے یعنی کسی کی صبح پیری کو کسی کی شام جوانی بہت پسند آئی۔ آفتاب سوا نیزے بلند ہوچکا مگر آنکھون مین وہ اندھیر چھایا ہے کہ شمع جل رہی ہے۔ ان جرائد کے قیاس کے مطابق شاعر کے اس شعر کی نثر ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہین تمام ہوتی ہے

اسطرح ہوسکتی ہے:-

"نواب صاحب کی صبح ہوتی ہے مرجینا بیگم کی شام ہوتی ہے اور ولیعہد بہادر کی عمر یون تمام ہوتی ہے"

بقول سیف دہلی مرجینا بیگم پہلے نواب کے چھوٹے صاحبزادے (عبدالرشید صاحب) کی مدخولہ تھی مگر اب محرمات و معظمات مین شمار ہونے کے قابل ہے۔ راست و دروغ برگردن راوی۔

اس قسم کے مضامین پر کچھ لکھنے سے ہمارے قلم کا ٹٹو ہمیشہ پا چھی کرتا رہا لاکھ لاکھ ایڑ دی کبھی قدم آگے نہ بڑھایا لہذا ہم واقعات کو ان جنگ جو جرائد کے حوالے کرتے ہین یہہ خود ہی نبٹ لینگے ہان اگر یہہ جنگ بھڑی اور گندگی کچھ دنون اور یونہین اُچھلتی رہی تو البتہ روک تھام کیجائیگی۔

سردست ہم اس مبارک نام کی تعریف پر قناعت کرتے ہین جسے جریدۂ سیف دہلی نے عالم آشکار کیا ہے یعنے "مرجینا"۔ واللہ کیا پیارا نام ہے۔ سنتے ہی ہمین علی بابا اور چالیس قزاقون کا قصہ یاد آگیا ارے واہ ری وفادار مرجینا تونے وفاداری اور نمک حلالی کے جھنڈے گاڑ دیے وہ تیرا درزی کی آنکھون پر پٹی باندھ کے لانا اور قاسم کی پارہ پارہ لاش کا کفن سلوانا وہ قزاقون کے جاسوس کا دروازے پر نشان لگانا اور تیرا اوسے شبہہ مین ڈالنا۔ وہ قزاقون کا کپّون مین بند ہوکے آنا اور تیرا گرم گرم تیل سے اونکی تواضع کرنا۔ وہ ٹھگون کے سردار کا بھیس بدل کے تیرے آقا زادہ اور آقا کے قتل کا ارادہ کرنا اور تیرا "سیفی رقص" کے کرتب دکھاکے دونون کی جان بچانا۔ بھلا کون بھول سکتا ہے۔ تجھے اپنی وفاداری کا اچھا ثمر ملا آقا کی بہو بنی آقا زادے کی جورو کہلائی بغداد مین مسجد بنوائی جو خدا کے فضل سے آجتک موجود ہے۔

ہمین نہین معلوم کہ تیری ہمنامی مین کیا خاصیت ہے مگر تیرے نام مین چشم معشوق کی طرح متضاد خواص موجود ہین شاعر کہتا ہے ؎

امی ہلاہل مدھ بھرے سویت سیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت یہ چتوت اکبار

یعنے "مرنا جینا" مین سے ایک "نا" حذف کیا جاسے تو "سمِ سم" کا طلسم کھل جاتا ہے۔ خزانہ ہاتھ لگتا ہے دولت لونڈی بن جاتی ہے۔ ایک کے "نا" (نفی) سے دوسرے کی ہان (اثبات) وابستہ ہے۔ واقعی ؎

نہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

القصہ "سیف دہلی" کا یہہ وار دودھارا ہے ایک دھار نواب ٹونک کی طرف ہے دوسری دھار دہلی ...

ایک مشہور مولانا مبلغ مدرس قرآن سکریٹری خلافت کمیٹی مدیر جریدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیجانب ہے جو نواب ٹونک کے حامی ہین ۔ ان پر نواب ٹونک سے نقد علیہ السلام حاصل کرنے کے علاوہ ایک قبیح الزام اور بھی ہے یعنی او چھے وار حکیم مسیح الملک اجمل خان مسٹر وحاجی و مولانا محمد علی و مولانا کفایت اللہ صاحب پر کیے گئے ہین جنھون نے بخیال اڈیٹر مولانا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے جرم طبعی کو چھپایا اور اخلاقی و ایمانی خطا کی ۔ ایک الکا ساجر کا اس کاغذی سیف کا مہارا جہ بھرتپور اور سردار دیوان سنگھ مفتون مدیر "ریاست" دہلی نے بھی کھایا ہے ۔

سیف کے اڈیٹر صاحب کا اسم گرامی عبد الرحمن صاحب ہے اخبار کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے ۔ طرز تحریر دلچسپ ہے دیکھیے "سیف" چلتی ہے یا نیام میں جاتی ہے کیا معنی کہ مضامین ضوابط تعزیرات ہند کی زد مین ہین ۔ معاملہ نازک ہے " الامان الامان من زوال الایمان و من شر الشیطان یا قدیم الاحسان " باقی عند الضرورۃ ۔

ہادی نجیب آباد بجنور

۱۵ ۔ جولائی ۱۹۲۶ء کی اشاعت مین اس نئے ہفتہوار کا استقبال صوری کیا گیا تھا ۔ اب معنوی خوبیان نذر ناظرین ہین ۔ پہلے صفحہ پر بعنوان " بیاد رید گرایں جا بود زبانہ انے " ایک نظم ہے اسمین فارسی زباندان کو شاعر صاحب للکارتے ہین ہم زباندان نہین ہین اسلیے بنظر استفادہ کچھ پوچھین کچھین یا اپنی لیاقت و استعداد کے موافق داد پیش کرین تو امید ہے کہ معتوب نہونگے ۔ شاعر صاحب فرماتے ہین ؎

ہوا ابر شد باز ساقی کجاست
زنگ فرنگان باقی کجاست

شاید فرنگ فرنگان کسی رنڈی کا نام ہے ۔ اسلیے کہ ساقی و می کے بعد اسی کی کسر رہ جاتی ہے ۔ یا شراب کی کوئی قسم ہے جسکا نام بعد پیدایش ایرانی کتاب لغت مین ڈھونڈھنا چاہیے ۔ نظم شاہنامہ فردوسی کی ہم وزن ہے لہذا خیال ہوتا ہے کہ فرنگیس زن سیاوش و دختر افراسیاب مطلوب ہے ۔ مگر لفظ باقی محض قافیہ کی خاطر سے باقی ہے " زنگ فرنگان ۔ باقی " کے سوا باقی رہ گیا " کجاست " تو اسکے معنی ہمین معلوم ہین ۔

بیار ساقی آن بکر مستور را
عروس بجم و دختر طور را

" بیار " کی " رے " تو شعرا کے نزدیک وزن سے ساقط ہوگی مگر شرابی جانتے ہین کہ الف ساقط ہوا ہے نہ کہ " رے " یعنے اصل لفظ " بیر " ہے بیر بھی شراب کی ایک قسم ہے ۔ اگر " بیر " مد نظر نہوتی تو بیار کی جگہ " بدہ " سے بحر ہو سکتی تھی ۔ " بکر پوشیدہ روے " کنایہ ہے شراب سے اگر پوشیدہ رو ۔ کا عربی ترجمہ " مستور " ہے تو اس سے نہ محاورے مین کوئی تصرف ہوتا ہے نہ زباندانی مین فرق آتا ہے ۔ آپ چاہین تو اردو مین اسے " برقع والی کنواری " بھی کہہ سکتے ہین ۔ چاہے اردو مین یہ کنایہ ہو یا نہو ۔ بکر پوشیدہ روے اوس شراب کو کہتے ہین جسنے خم سے نکل کے جام کی صورت نہ دیکھی ہو ۔ مگر یہ کنواری عجب کنواری ہے کہ " جمشید کی دولھن (عروس) بننے کے بعد بھی کنواری رہی ۔ ہا کمبخت جمشید اتنا بڑا بادشاہ ہو کے " طلاے مردمی " اور " محبوب طلسمی " ہم نہ پہونچا سکا جو دوگھر مین کنواری بیٹھی ہے جسے ہر شخص بلاتا ہے ۔ پھر جو رہی کوئی اور نہین " طور " کی جائی " ارارات " کی سگی خالہ " جودی " کی نواسی ۔ کیا معنی کہ تور یعنی تورج بانی توران کا املا " ت " سے ہے ۔

بھئی واہ شاعر صاحب نہوے نظامی و فردوسی جو آپ کی جوتیان اوٹھاتے ۔

ز اکلیل کیخسرو و جم بگو
مین ہر زمان شاہ رستم بگو

ساقی سے فرمائش ہے کہ جمشید و خسرو کے تاج سے کہدے کیا؟ یہ کہ مجھے ہر وقت " رستم شاہ " کہا کرے کسی وقت زبان نہ رکے ۔ جہان پہلوان پلیتن پیل کن اتم نظم کے لقب ہین فرسودہ ۔

تین شعر سلسلہ وار لکھنے کے بعد باقی اشعار ہم بغیر کسی حاشیہ کے ناظرین کی سخن فہمی کے حوالے کرتے ہین اشعار ہم تمام نظم معنی و مطلب کی زبانی دست نگر نہین ہے ؎

زگیو جہاندار و بیژن بگو ۔ سخن ہر چہ داری از این فن بگو
بجام انگور بادہ جسم بدہ ۔ من اندیشی خواہم تو کم کم بدہ
خداوند این گنبد خام کو ۔ چو شد زندہ چل احمد جام کو
نیرز و دمے غم بملک جہان ۔ چرا غم خورد مرد روشن روان
بیار ساقی آن جام بہرام گور ۔ کہ پر شد جہان جملہ از شر و شور
بمن دہ کہ بندم زو خسروی ۔ بتوبہ چل چلہ پہلوی
بزین در کشم کرہ دیو را ۔ بہ از چین کنم ابر لے نیو را
خدنگ گزین در کمان آورم ۔ قضاے نشان را کشان آورم

آخر مین شاعر صاحب اپنا اسم گرامی باین غمزہ ظاہر نہین کرتے ؎

اے ہمنفسان از طلیم دست بدارید
پیدا نشوم ہیچ کہ بسیار نہانم

اڈیٹر صاحب نے غالبا شاعر صاحب کی خاطر سے یہ نظم شایع کر دی ۔ اور اسکی پروا نہین فرمائی کہ اس کی شامت سے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۴۲ ۱۹۲۶ء

بعدالت جناب سید علی حامد صاحب سب جج مقام بارہ بنکی ۔

گوری شنکر ولد شیو نرائن مالک دوکان پارچہ ٹکیے حل و گوری شنکر ساکن نواب گنج ضلع بارہ بنکی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعی

بنام

(۱) رامیشر بخش سنگھ ولد منوہر سنگھ
(۲) پیارے لال } پسران رامیشر بخش سنگھ
(۳) شمشیر بخش سنگھ }
} رامیشر بخش سنگھ وغیرہ قوم برہمن باشندگان پورہنی پرگنہ سدھور تحصیل حیدر گڑھ ضلع بارہ بنکی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت مبلغ مالیتی ... کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ پندرہ ماہ اگست ۱۹۲۶ء بوقت دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید مین جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو انسب کو اسی روز پیش کرو ۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا ۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ جولائی ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

جمہوریہ ترک :- دیکھو جی! ہم فوجی ہیئت سے تمھاری شرکت نہیں کر سکتے مجبور ہیں لیکن تمھیں خوش ہونا چاہئے کہ آزادی کی حمایت انسانیت کی حمایت ہے ۔ لے زری ہنس تو دو ۔ ہان ۔ بس معلوم ہو گیا کہ تم خوش ہو "

جان بل :- رہ تو جا یہ خفیہ چالیں ۔ یہ دندان نمائی ؟ بھلا یہ نامعقول "

لوگون کو خود اڈیٹر صاحب کی استعداد فارسی مین شک ہوگا۔ تاہم کے اخفاے جناب شاعر محفوظ ہو گئے۔ رہ گئے اڈیٹر صاحب۔ ہمارے نزدیک ایک نامہ نگار کی بدنامی مین اڈیٹر کی بدنامی ہے۔ الحاصل جب معنی و مطلب اور قواعد شاعری سے بحث نہین تو ہم بھی کیون قلم کا زور نہ دکھائین۔ سنئے ؎

بر تیر ساقیا آب آتش لباس
بجامی کہ باقیست از بو نواس

ز لعل فرنگان تراب تلنگ
ملنگ ملنگان زرنگ زرنگ

چکامہ طراز و بچھو ریز باد
بہ فارسی نگاران رستم نژاد

بگو از فرنگیس کا نیجا بیا
سیاؤش منم روح خود را انا

و بکران چہ تخ و زمیلان شکوہ
نمیرہ نہاد ہم چو گودرز کوہ

بیار ساقی آن کہنہ گستہم
منش بیش خوانم تو اش ریز گم

ز گلو جعد اروہم اشکبوس
بگو انیکہ با غندا فراز بوس

بریز ساقی آن ارغنون رنریٔے
کہ فارسی نگاران بیارند خوے

بین وہ کہ فارسی زبان من ست
کلہ گوشہ فرش اہرمن ست

بران ور ہم بچہ کوہ را
ز بچلو چہ پدر رفتہ اندوہ را

ملنگ مہین زیر ران آورم
گو پاستان در دہان آورم

زشور بے نستانی بہ نشانی غند نشان بیدل
کہ گم گشتن ز گم گشتن برون آورد عنقا را

اخباری کاغذون کی فراوانی ترقی ملک کی دلیل ہے اسوجہ سے جو پرچہ نکلتا ہے ہم اوسکا استقبال کرتے ہین علاوہ اس نظم کے جسے ہمنے اوپر درج کیا اس پرچے مین کوئی عیب نہین ہے۔ پالیسی کا خلاصہ "ہدایت" ہے یعنی قوم کو غلط روی سے روکنا اور سیدھے دھرے پر چلانا۔ ہم اس نظم پر کچھ نہ لکھتے مگر اڈیٹر صاحب نے اپنے اوستاد مولوی محمد اکبر شاہ خان صاحب کے ارشاد کی پابندی نہین فرمائی۔ وہ فرماتے ہین "بعض حمقون کی طرح اپنی رستمی جتانے اور اکڑ فون دکھانے سے پرہیز کرین" مگر یہان ابتدا ہی رستمی سے ہوئی ہے ؎

بین ہر زبان شاہ رستم بگو

ہادی کے اس نمبر مین بعض مفید نصیحتین اور کام کی باتین ہین اگر اڈیٹر صاحب آئندہ زباندانون کو للکار کے فارسی کی ٹانگین نہ توڑین تو ہم باقی امور مین ممکن ہے کہ اون سے اتفاق کرین فقط

راقم:۔ ادبار الملک والشعرا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے

ہمارے دوست سردار دیوان سنگھ "مفتون" "ریاست" دہلی کے اڈیٹر سنتے ہین کہ ریاست پٹیالا کے حکم سے اس علت مین گرفتار ہوے کہ اونھون نے کسی نیے سے تین سو روپیہ تیرہ چودہ برس اوسطرف لیے تھے اور پھیر نہین دیئے۔ ریاست سے پولیس کے آدمیون کی ایک فوج آئی۔ تمام دفتر کی تلاشی لی اونھین گرفتار کیا اور بمشکل ضمانت پر رہا کیا۔ اخباری کاغذون مین پٹیالے کے وزیر چیف کا بیان بھی چھپا ہے آپ فرماتے ہین کہ اڈیٹر نے دو جرم کیے ہین۔ خیانت مجرمانہ اور استحصال بالجبر۔ اور تیسرا جرم آئندہ کے لئے سینت رکھا گیا ہے اگر ان دو اوزارون سے کام نہ چلا تو پھر جعلی رسید پیش کرنے کا علیحدہ مقدمہ چلیگا۔ یہہ نہین معلوم کہ مقدمہ کی سماعت پٹیالے مین ہوگی یا کہین اور۔

اڈیٹر صاحب جب گرفتار ہوے تو اونھون نے مطلوبہ رقم کی بھرپائی کی رسید پیش کی۔ مقدمہ کی اصلیت اور صنعت کا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے مگر اسمین شک نہین کہ اب ریاستون کی قوت عدل و داد زری بڑھ گئی ہے سیکڑون برس کی دبی ہوی رقمین مدعی کی حمایت مین مدعا علیہ سے وصول کرتی ہین۔ اور بہت باخبر بھی ہو گئی ہین۔

عام خیال ہے کہ مفتون صاحب کا وجود یعنی مدت سے ظلی ہو گیا تھا یعنے بغیر الوپ انجن لگائے محسوس نہ ہوتا تھا وہ اتنی مدت تک ریاست پٹیالا کو سوجھائی نہ دیئے جب سے اونھون نے پٹیالا اور اوسکے رئیس پر نکتہ چینی شروع کی اوسوقت سے رفتہ رفتہ پٹیالا کو معلوم ہوا کہ مفتون صاحب زندہ ہین۔ پہلے ٹخنے دکھائی دیے پھر گھٹنے پھر پیٹ پھر سینہ پھر گردن پھر سر۔ سر کے ظاہر ہوتے ہی گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے گئے۔ مفتون صاحب نے اپنے حق مین برا کیا جو عمرو عیار کی گلیم اوتار ڈالی۔

اب قابل فکر و غور یہہ سوال ہے کہ ایسے قوی اور ثابت شدہ مقدمہ کی بنیاد پر ہماری گورنمنٹ غریب اڈیٹر ریاست کو پٹیالا پولیس کے حوالے کر دینے مین عقلمند کہلائیگی یا بے وقوف؟

اجمال تفصیل طلب

سنتے ہین کہ ایکی مجلس قانونی مین کوئی ممبر صاحب تجویز پیش کرینگے کہ صاحب ہین (ارکان مجلس قانونی) بھی قانون اسلحہ کے ماتحت ہتیار رکھنے کی اجازت عطا ہو۔ معلوم نہین اس تجویز کا مطلب کیا ہے؟ قانون اسلحہ مین جو شرائط ہتیار رکھنے کے واسطے لازمی ہین جب وہ پورے ہوجائین تو ہتیار رکھنے اور باندھنے کا اختیار خود بخود حاصل ہوجاتا ہے جیسا کہ شرعاً بلوغ کی علامتین مقرر ہین ادھر وہ علامتین پوری ہوین ادھر روزہ نماز حج زکوۃ جہاد کی تکلیفین واجب ہوین۔ بجز اوس نابالغ کے جسکی جائداد کورٹ ہو اور بالغ ہونے پر اوسکے تصرف مین آنے والی ہو ہمنے کوئی لڑکا ایسا نہین دیکھا جو دعا مانگتا ہوا۔

"یا اللہ مجھے جلدی سے بالغ کر دے"

سچ پوچھیے تو آجکل ہتیار کی ضرورت ہی نہین ہے خصوصاً بوڑھاپے مین۔ کیا معنی کہ قدرتی ہتیارون کی قوت پر مصنوعی ہتیارون کا استعمال موقوف ہے گردن ہلتی ہو ہاتھ مین رعشہ ہو کمر جھکی ہو۔ آنکھون کا چراغ ٹمٹما رہا ہو تو بندوق تلوار پستول باندھکے کوئی کیا بنا لیگا؟ کسی ہشتاد سالہ پیر فرتوت کی شادی اگر کسی کڑی کمان کے تیر سے کر دی جائے تو کیا نتیجہ؟

رہی یہہ بات کہ کونسل یا اسمبلی مین ہتیار باندھنے کی اجازت ہوجاے تو ممبر صاحب! واللہ بہت اندیشناک تجویز ہے۔ انگلستان کی پارلیمنٹ مین اکثر مہذب ممبر

شہاب اٹاوہ

صوبہ آگرہ و اودھ کا علمی، ادبی تاریخی رسالہ جو زیر ادارت حضرت بیخود بی اے علیگ جناب شمیم بلہوری نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے ضخامت ۴۴ صفحہ تقطیع ۲۰×۳۰/۸ قیمت سالانہ ۳ ششماہی ۲

منیجر شہاب اٹاوہ

جوتے گھونسے لات کے جیسے مدمقابل کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرتے ہین اور جب باہر نکلتے ہین تو ٹوٹی ہوئی ناک پھٹی ہوئی چندیا سوجے ہوئے منہ پر پٹی باندھے کے کہتے ہین۔ خدا کا شکر ہے کہ حریف کے ہاتھ مین پستول نہ تھا ورنہ بالکل آبرو ہی جاتی رہتی۔ علیٰ ہذا القیاس خدانخواستہ جو کونسل مین ایک آدھ مسلح بہادر ممبر کو غصہ آ گیا تو خون خچر کی نوبت آ جائیگی۔

اگر صرف زینت کی ضرورت سے ہتیارون کی حاجت ہے تو حضرت کیسی زینت اور کمان کی نمائش۔ ایک دیہاتی بیوہ ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کرتی تھی۔ "مین رانڈ بیوہ میکا (مجھکو) سو بجا (زینت) سے کون مطلب؟"

جرنلزم کا درد زہ

خدا خدا کر کے مسلمانون کی انگریزی اخبار نکالنے کی خواہش نے دن پورے کیے نوان مہینہ لگ گیا انکا ختم ہوا۔ گود بھرائی کی تقریب بھی ہو گئی۔ اچھوانی سٹھورا تیار ہے۔ اب خالی پردہ باندھنے کی کسر رہ گئی ہے انشاء اللہ اسی مہینے مین "تو ا بجنے کی صدا آئیگی اور۔

"گود کھیلے نندلال۔ زچا رانی"

کے گیت میراسنون کی زبان پر ہونگے۔ ہمارے پاس ایک درد بھری طولانی داستان چھاپنے کے لیے آئی ہے۔ مختصر صفحات مین اتنی گنجائش نہین کہ ہم اسکی نقل چھاپین۔ ملخص ماحصل یہہ ہے کہ اسوقت اودھ کے اہل اسلام کوئی انگریزی اخباری کاغذ قبضے مین نہونے کی سبب سے بہت گھاٹے مین ہین۔ سیاسی مطالبات کا اعلان نہین کر سکتے۔ مسلمانون کے خیالات مین یکسوئی و یکجہتی نہین ہوتی۔ الہ آباد کی اخباری ناتوان انیلی تھی پال نہ سکی۔ کبھی جوگے کا دورہ ہوا۔ کبھی پسلی کا عارضہ۔ آخر تعلیان کھنے مین جسان گئی۔ علیگڈھ کی اخباری سہاگن دائیون کی آبادھاپی مین بچھسی اٹھوانسا نکل پڑا آٹھ دن آٹھ مہینے مین کو کھ اُجاڑ کے دائیون کو بدنام کر گیا۔ سنہ ۱۹۲۶ء مین آنریبل سید رضا علی کی دوا دوش ٹوٹکے گنڈے تعویذ دوا دونی پلیتے حسن تون منتون مردون کے اثر سے لکھنؤ کے انو؟

پیٹ پھولا۔ سید صا ... نو بابت سرورس کمیشن کے ممبر ہو گئے اسوجہ سے لوگون کو گمان ہوا کہ حمل نہین ہے ہو سکدر جا ہے دیکھیے جو جوا بھر ے پھکنے کی طرح پچک نہ جائے۔ لیکن نہین۔ بظاہر آثار اچھے ہین۔ زچاخانہ کا خرچ ایک رجسٹری شدہ کمپنی سنبھالیگی جسکی نگرانی ماشاء اللہ ایک سیپورٹ یا پانچ ڈاکٹرا سے تو بہ ڈائرکٹر فرمائینگے یعنی مہاراجہ بہادر محمود آباد۔ سر سید علی امام بیرسٹر۔ راجہ صاحب نانپارہ۔ آنریبل راجہ نواب علی خان۔ اور پانچوین صاحب بڑے تجربہ کار نوچلے دس کھلائے پولیٹکل فن دائی کے سپشلسٹ مولوی محمد نسیم صاحب وکیل ایڈوکیٹ۔ چھٹی کے واسطے پانچ لاکھ سرمایہ درکار ہے۔ ایک لاکھ کا بند و بست ہو چکا ہے پچیس روپیہ ہر حصے کی تعداد ہے چھٹی مین شریک ہونے والے نفع مین رہینگے۔ اگر انھون نے ہمت کی اور زچا بڑا چلہ نہا کے اوٹھ کھڑی ہوئی تو پھر سیاسی انگنائی مین یہہ نونہال کیا قُوبوت قلقاریان مارتا پھریگا اور کسی کی مجال نہوگی جو اسلامی سیاست کو "بانجھ بجوٹی شیطان کی لنگوٹی" کا طعنہ دیسکے۔ کوتھنے کی صدا سے دل خوش کرنا ہو تو پراسپکٹس (اردو و انگریزی) مسٹر حسن عابد جعفری رکن بیرسٹر ایٹ لا محمود آباد ہاؤس قیصر باغ لکھنؤ سے طلب کیجیے۔

مسٹر حسن عابد جعفری نکات جریدہ نگاری کے سند یافتہ مخصوص ماہر ہین اسلیے بچے کی "نی ہاؤن نی ہاؤن" معنی خیز ہوگی۔

اس کوتھنامہ کے حامل اس تیرہ تیزی کے دنون مین تیرہ آدمی ہین۔ سب پر آل نبی (کوئی صاحب آلی بنی نہ پڑھین) آنریبل وکیل آگرہ ممبر کونسل آف اسٹیٹ کا نام نامی ہے دوسرا نام محمد یعقوب آنریبل ڈپٹی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی کا ہے ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور

تیسرا نام تصدق احمد خان شیروانی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کا ہے "تیرے میرے صدقے مین اخباری چورونیٹ سے" چوتھا اسم مبارک محمد طفیل احمد صاحب ممبر کونسل کا ہے ؎

بطفیل محمد عربی زچا البیلی میری خوب بنی

پانچوان نام پاک مسٹر محمد حبیب بیرسٹر و پروفیسر کا ہے ؎

حبیب خدا اشرف انبیا تو پروان بچکو میرے چڑھا

چھٹے صاحب محمد عبد الرحمن خان بہادر تعلقدار بگرا ضلع کھیری ہین۔ کھیری ہی دودھ کا منبع ہے۔ پنہا خوب آئیگا۔ دودھ کی کمی نہ رہیگی۔

ساتوین سید احمد حسین خان بہادر آنریری مجسٹریٹ تاجر تمباکو ہین۔ دھوے کے لیے "ناس" مفت ملیگی اور چوک مین رہنے کے باعث علاوہ مہندی اور دھانے کے "گھٹی" کا دستگی نسخہ آپ کے اہتمام سے تیار ہوگا تو مقوی ہوگا۔

آٹھوین بزرگ سید نجم الحسن صاحب شمس العلما مجتہد لکھنؤ ہین۔ آپ کان مین اذان دینگے۔ چھٹنے کی دعا پڑھنے کا بھی سہارا ہے۔ بچہ خوش نصیب و خوش طالع معلوم ہوتا ہے "ستارۂ بلندی چمکیگا" ؎

اسے دیکھ طفلی مین کہتی ہے دایہ یہہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے

نوین حضرت محمد سلامت اللہ صاحب مجتہد فرنگی محلی ہین۔ اسکے معنی یہہ ہین کہ لڑکا چیچک و چیچک سے سلامت بھی رہیگا موٹا بھی ہوگا اور خوبصورت داڑھی بھی نکلیگی۔

* زچہ اور بچہ سلامت سلامت باشند *

دسوین جناب عبد الحمید شفاء الملک حکیم لکھنؤ ہین ؎

شفاء الملک انکا وجود کیا کہنا نئے بچے مین کیون نام درد کیا کہنا

نسخے کا آخری جزو "مردن" موقوف ٹھہرا اسمار ساز ند؟

گیارھوین ذات محمد حسن ناصاحب رئیس مچھلی شہر کی ہے شگون اچھا ہے "وہی مچھلی" "جون (جنم) اور پھر "پور" کا جوڑ مبارک مبارک۔

بارھوین شخصیت مرزا عابد حسین صاحب وکیل سکریٹری شیعہ کانفرنس کی ہے۔ آپ اثنا عشری ہین۔ دورۂ اثنا عشری برج حمل سے شروع ہوتا ہے ؎ خورشید حمل ہوا نمودار۔

تیرھوین سید جالب صاحب دہلوی "ہمدم" شہر ہین۔ نوندکا مہینہ شمسی و قمری حساب برابر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ "انگریزی" "اسلامی"

اسکے علاوہ آپ کے وجود سے امید قوی ہے کہ بچہ کھانسی کھرے نزلے زکام سے محفوظ رہیگا۔ "قصلوی نہین حسین الجان نہو"

آخری التماس یہہ ہے کہ یہان تک تو دل لگی مسلسل تھی اب ضروری ہے ہمین عادت ہے ہنسنے کی لیکن ہنسی دل لگی مین اصلی بات نہ ٹال دیجیے گا۔ جو کوئی ہنسے وہ ایک حصہ ضرور خرید کرے۔ انتظام باقاعدہ اور مضبوط ہے والسلام۔

سب ہوتے پریشان درود ا تنا پڑھاتا

جب وقت مصائب کے بیان کرنیکو آتا — اس طور سے تعذار کو مجلس مین رولاتا

آزادی سے گڑھ گڑھ کے روایات سناتا — ہو دگاہ نغمکنان کبھی منہ آپنا بناتا

پھر کرکے مین لعنت پسر سعد لعین پہ

جھک مارکے منبر سے اوتر آتا زمین پہ

القصہ بھلائی مین جو کرتا کوئی خست — دس پانچ تو دیتا بھلا مجھکو دم رخصت

نازل نہ کبھی ہوتی میرے سر پہ مصیبت — نوبت جو ہوی مرثیہ خوانی کی بدولت

فاقون بھی مرا اور ہوا بدنام جہان مین ✻

جورونے بھی گھسنے نہ دیا اسے مکان مین

نوٹ :- ایک شب کو گرمی کی شدت سے مکان بیسکٹون کی بیٹی ہوگیا وہ اُس وہ حبس کہ توبہ بھلی - اور سیر خچرون کی بجدی سی فوج کا خونریز حملہ، پناہ بہات خداکعبہ دل مین تزلزل ہوگیا پنکھا ذرا کا ہو دلیل کالج کے شاگردون کی طرح ڈیل مین پھر بیری بیسر چھٹ گئی اور لگی انگلستن کے نشتر چلانے - اسی اثنا مین ایک کہوری مرثیہ خوان مفلوک الحال فرسودہ کہنہ سال دوست نے ٹھنڈی سانس بھر کے یہہ مشہور بیت پڑھی سہ فاقہ کئی روز سے اور تشنہ دہان ہون الخ بیٹھے سے بیگار بھلی جو کچھ مرثیہ خوان دوست نشتر مین کہتے گئے بندۂ درگاہ ادسے نظم کرتا گیا۔

کوئی صاحب اس نظم کا ستارا اپنی ذات کو قرار نہ دین فقط۔

راقم :- اودھ پنچ کا دیرینہ دوست

پچکا

نہین لگنے دیتا۔

اکثر یہہ بھی دیکھا ہے کہ ایسے دہمیون کی جو یا طاقی الواقع خستہ عمر بھری زود شکن اور نازک ہوجاتی ہین - سلام کیا اور گتا اوکھڑ گیا جھکے اور ذرہ کی ہڈی چٹ سے بولی۔

بالفاظ دیگر اسکے یہہ معنی ہوے کہ وہم ترقی کرتے کرتے حقیقت تک جو پہونچ جاتا ہے - جہان تک وہم کو صرف دماغ انسان سے تعلق ہے وہان تک تو ہم بھی قائل ہین کہ ان بجی خطا مین اللہ نے یہی رنگ فخفی رکھا ہے بیابان مجنون سے جنگل بیابان کت دست میدانین مشروط ہونن ہین گو مجنون نے اونکی جو دکھائی تو گگے پکارنے " انا لیلے ! انا لیلے " اور جنگل کی ہرنیون سے لگے پوچھنے " تمہین خدا کی قسم سچ کہنا - لیلے تم مین سے ہے یا کوئی انسان ہے - تاریخ مین یہہ واقعات لکھے ہوے ہین - یہہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ لیلی کی فصد کھلی تو مرحوم مجنون عامری کے بازو سے خون نکلا - پہلا واقعہ تو صحیح ہے اسلیے کہ وہم ہمیشہ غیر واقعی باتون کی طرف طبیعت کو متوجہ کرتا ہے - لیکن کوئی تاریخ کی کتاب اس بات کی مدعی نہین کہ جناب مجنون کے ہمیشہ بے کینہ پر " انا لیلی " کا وہم ہوتے ہی دو گوشت کے لوتھڑے بھی اُگ آئے تاک بھی چھد گئی۔ یا جنگل کی ہرنیان لیلی کی شکل مین منتقل ہوگئین اور لیلی گھر مین سینگیان پھیلانے لگی۔ اگر فصد کا خون حضرت مجنون کی رگ سے جاری ہوا تو واہمہ کی خلاقی کا یہہ اثر بھی خارج مین ظاہر ہونا چاہیے تھا - فرعون کو وہم ہوا کہ وہ " خدا ہے " مگر خدائی کی ایک علامت بھی نہ دکھا سکا حضرت موسی کے ہاتھ سے شیان سا پٹ گیا جنبھی ہاتھ نہ لگی، ساری فوج دریا برد اور خود بھی دلدل باشی - میان نمرود خدا بنے مگر مچھر نے خدائی کا قرمی طلسم برباد کردیا - خدا بنے سے نبی بننا یا نبوت کا دہم آسان ہے - ہزارون کو نبی ہونے کے وہم نے گھیرا مگر " معجزہ " طلب ہوا تو کہنے لگے " یہ نجانہ لگاہے سابھی آکے دکھاتا ہون " انھین بنادنی پیمبرون مین سے بعض کی بن پڑی اونکی امت پر وہم مسلط ہوا وہ سمجھنے لگی کہ حضور نبی ہین مگر کارنامۂ نبوت یا ضرورت بعثت کا راگ علیحدہ ہی رہا - ان واقعات سے ہم قیاس کرتے ہین کہ مذکورۂ بالا مقولہ " واہمہ خلاق ہے " بالکل حقیقت سے علاقہ نہین رکھتا اس کے اصلاح یون ہونی چاہیے کہ واہمہ دماغ مین بُری باتون کا خلاق ہے۔

ہان، ہائے کیا چوک ہوی مگر اب تو ہوگئی - بارہا این جانب نے واہمہ کے ٹٹو پہ سوار ہو کر کا نٹھی خدا ہر دار مہمیز لگائی اور اپنے دل مین سمجھ بیٹھے کہ ہم قارون کا خزانہ

حضرت تدلعقار رنگا

قازی نقشی

مسٹر پنچ

مسٹر پنچ :- اے مرے حیا - اے مرحبا! مرحب بالالف ندائیہ! کیا عمدہ انتظام کیا ہے گیارہ ہزار حاجی تیل باش ہوئے

بے اصل مشہورات

" رقیب از خود غلط یو نہین اُڑا دیتے ہین بے پر کی "

(مبشر)

لوگ کہتے ہین " واہمہ خلاق ہے " اس کے یہہ معنی ہوے کہ انسان اگر وہمی ہوجائے تو قوت واہمہ وہی سامان اوسکے سامنے اکٹھا کردیتی ہے جسکا توہم اسے پیدا ہوا - مثلاً جو لوگ بھوت پریت کے قائل ہین اونکے سامنے بھوت پریت قلابازیان کھاتے رہتے ہین ان بھوتون کی خالق قوت واہمہ ہے - یا کسی کو وہم ہوگیا کہ میرے ذرا سے خفیف شیشے کی ہے - ٹھیس لگی اور ٹوٹا تو وہ دوسرون کو اپنے ڈیل مین ہاتھ

حاصل کر سکتے ہین اور اودس لارڈ کا مقابلہ کر سکتے ہین جیسے فرعون مصر نے توتخ آمون کا مقبرہ بنا کر زمین سے کھود نکالا۔ اسی دھن مین پھاوڑا و کدال ہاتھ مین لیا پہونچے ملک شام اور مدتون وہان کے ٹیلے کھودتے رہے۔ یا انیسہ زمین کا وہی کنکر پتھر بھی نہ ملے جہان کدال چلایا خاک ہی اڑتی دکھائی دی۔ ایک آدہ لاش کی ہڈیان تو ملین باقی خیر صلاح۔ واہ رے واہمہ تری خلاقی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نامعقول کتاب مین صاعقہ کا بیان دیکھا۔ اس صاعقہ مین آسمان سے ایک پتھر گرا تھا۔ پتھر مین بڑے بڑے ناتراشیدہ الماس بھی تھے اوس وقت سے آجتک اس عذاب واقع کا سوال کرتا رہتا ہون۔ اے خدا پھینک دے آسمان سے ایک بڑا سا الماس بس مین ہون اور صحن مکان ہو صحن کے گوشے مین رات کے بارہ بجے صاعقہ گرے۔ ہمسایے سمجھین کہین بجلی گری ہین اور مین اوٹھون اور اوٹھ کے اوس غار کو بند کر دون جسمین الماس گرا ہے۔ مگر کرایہ کا مکان ہے کہین ایسا نہو کہ مالک مکان الماس کا دعوے کرے۔ اچھا تو پھر کیون پہلے مکان مول نہ لیلون۔ بستہ مکان بھی خرید کر لیا۔ لو وہ بجلی کوندی۔ ارے ارے توبہ توبہ - - - یہہ تو میرے مکان پر گری۔ دیکھو وہ کمرہ ارارا دھڑیم۔ ہٹو مزدورون مین خود ڈھئی ہوی دیوارون کی مٹی ہٹاؤنگا تم ہاتھ نہ لگاؤ۔ اس مین ہیرا ہے۔

دو شبانہ روز اینٹین ڈھوئین۔ خاک بھوت بنا رہا۔ کیسا کھانا کیسا پینا۔ ہائے رے واہمہ کے خلاقی کی ایسی تیسی۔ چھوا تھا سونا ہو گیا مٹی۔ کیون حضرت واہمہ کی خلاقی کہان گئی؟ صاعقہ کی جگہ بجلی گری اور مکان بھی خاک سیاہ کر گئی۔ ہیرے کی جگہ کانچ بھی نہ ملی۔ سُنا تھا کہ پتاور کی ٹال مین آگ لگی تو ساری پتاور شیشہ یا کانچ بن گئی۔ پتاور مین یہہ ہوتی ہے ریہ گلنے پر کانچ بن جاتی ہے۔ مجھے وہم ہوا کہ چھپر شیشے کا ہو جائیگا۔ دیا سلائی دکھا دی۔ محلے والون نے "قلنا یا نار کونی بردا" آیہ پڑھ پڑھ کے کنکریان پھینکین چھپر غائب ہو گیا۔ اب دن کو آفتاب دکھائی دیتا ہے اور رات کو تارے۔ اسکے ساتھ ہی نہ اوس ذرکتی ہے نہ پانی سے بچاؤ ہے۔ وہان اپتاور شیشہ بن گئی۔ راکھ گدے والون کے ہاتھ بیچ لو۔ نفع مین رہو گے۔ خدا غارت کرے ایسی خلاقی کو۔

واہمہ تو مٹی ایکمرتبہ پر لگ گئے۔ ہمسائی کا مُنہ چڑھایا اونھون نے مارا ڈھیلا۔ بندہ چارپائی سے اوڑا مگر پلنگ کے پاس حوض تھا اوس مین ڈبکی کھائی واہ رے واہمہ اڑکے پہونچنا چاہیے تھا آسمان پر پہونچے کہان تحت الثریٰ۔ ایکدفعہ وہم ہوا کہ "بندہ لیڈر شدم" اسے صل وجل۔

جو کوئی لیڈر ہوتا ہے اخبار ہی کا غذ اوسکی مدح وسپاس مین دن رات مشغول رہتے ہین۔ وہ حکومت وقت کو گالیان دیتے دیتے لیڈر ہو جاتا ہے۔ گالیان دینا کچھ مشکل نہین بندے نے بھی تقریرین ہزارون گالیان دین۔ ہنڈیان کسی گئین جیلخانے مین بسیرا لیا۔ چھ مہینے قید کے اس وہم مین گزارے کہ نکلا اور لیڈر ہوا مگر جب رہائی پائی تو لاحول ولاقوۃ کسی نے بات بھی نہ پوچھی۔ اخبار والون کا قلم ٹوٹ گیا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کی زبان کو گھن لگ گئی۔ گھر مین آکے دیکھتا ہون تو بیہات خدا کی ذات۔ بچون کی والدہ فراق کی تپ مین مبتلا ہو کے مدقوق ہوین اور خاندانی مقبرے مین آرام سے سو راج کے مزے لے رہی ہین۔ اے لعنت ایسے واہمہ کی خلاقی پر۔

یہہ اعتراض کہ وہم راسخ و صادق نہ تھا بیجا ہے۔ بھلا کوئی بغیر رسوخ گھر چھوڑ شام کی سرزمین کی راہ لیتا ہے۔ صاعقہ کی آرزو کرتا اور مکان مول لے کے بجلی گرواتا ہے۔ چھپر مین آگ لگاتا ہے۔ حوض مین گرتا ہے جیل خانے جاتا اور وہان چکیا گھمر گھمر کرتا جیلر کے ڈنگ جمعدار کی ٹھوکرین کھاتا ہے۔ اے حضرت ذرا پاگل خانے کی سیر کیجیے تو معلوم ہو۔ اول نمبر کی کوٹھری مین جو یہہ بڑے میان کاغذ کا تاج پہنے بیٹھے ہین۔ واہمہ کی بدولت اس کوٹھری مین بند ہوے۔ آپ نے شاہی کے زعم مین ایک قاتل پر حکم قصاص جاری کر دیا اور بیچارے دھرے گئے یہی خلاقی ہے؟ اجی خلاقی تو جب قابل تسلیم ہوتی جب یہہ واقعی بادشاہ ہو جاتے۔

دوسری کوٹھی کا معاینہ کیجیے ان حضرت کو دہم رسالت ہوا تھا امت عاصی کے حق مین دعائے بد کر رہے تھے کہ یا اللہ یہہ گروہ میری ہدایت قبول نہین کرتا ان پر آگ کا عذاب نازل کر۔ اتفاق سے چھپر ٹولیا مین آگ لگی پولیس نے آتش زنی کی علت مین پکڑا مجسٹریٹ سے کہنے لگے میرے خدا نے میری امت پر یہہ عذاب نازل کیا ہا بے تو بھی ڈر اور رے تو بھی لے۔ چلو مین پہلے سے پیشاب لیے کھڑے تھے جناب مجسٹریٹ کو اپنے اسفلی تبرک سے نہلا دیا۔ دماغ کا امتحان ہوا اور اب یہان آپ ان کی ہدایات سے مستفید ہو رہے ہین۔ کیون جناب خلاقی اسی کا نام ہے؟

ادھر آئیے یہہ کوٹھری نمبر ۳ ہے اسے دیکھیے یہہ بزرگ جو بارِیش سفید اسمین جلوہ افروز ہین یہہ بھی کشتۂ وہم ہین انھین صرف ولی اللہ ہونے کا وہم ہے۔ یہہ سمجھتے ہین کہ مین سب کو دیکھتا ہون مجھے کوئی نہین دیکھتا اتفاقاً آپ نے ایک روز اسٹیشن پر کسی پری زاد انگریزن کو دیکھا ولایت مآب کا دل اور ولائتی خانم کا عشق۔ سمجھے کہ یہہ ہمین دیکھ نہین سکتی ہم اسے نظر آ نہین سکتے لہٰذا اچھا چٹ برگ گل کو بوسہ بنانے لگے۔ پولیس مین نے پکڑا تو فرمایا کہ ہائین فرد دد کیا تو مجھے دیکھتا ہے ایسے مین ہین ہون مجھے کوئی دیکھ نہین سکتا۔ الحاصل بوسہ کا استحصال بالجبر اگرچہ قانون کی فہرست جرائم مین موجود نہین ہے پھر بھی پاگل خانے مین آج سب کو نظر آرہے ہین۔

ہت تری خلاقی کی دُم مین الو پ انجن۔

اگر واہمہ کی خلاقی کرۂ دماغ سے باہر نکلتی اور اپنا سایہ بھی خارج مین ڈال سکتی تو واللہ کافر ہوتا جو حقیقت اور واقعیت کا نام بھی کوئی لیتا۔ خلاقی کا تعلق بیرون دماغ سے ایک ہی چیز مین ہین نظر آتا ہے اور بھئی سچ کہتے ہین کہ یہان جاری دلیل ضرور کمزور ہے۔ وہ شئے اخبار نویسی کا وہم ہے جس کسی کو اس وہم نے اپنے قابو مین کیا وہ ضرور اڈیٹر ہو گیا چاہے ایک حرف بھی صحت کے ساتھ لکھنے پر قدرت نہو۔ یا دماغ کی ہانڈی مین کسی ظاہری مسئلہ کے بھوننے بگھارنے کی صلاحیت ہی نہو مگر ادھر وہم ہوا کہ ہم اڈیٹر ہین اُدھر فوراً اڈیٹر ہو گئے۔ طرفہ ماجرا یہہ کہ اس فن کی اہمیت بھی معلوم ہے اور دوسرون پر ظاہر بھی کرتے مین پھر بھی اڈیٹری سے دست بردار نہین ہوتے:۔

...گیا ... اوجود نالائقی باش استعداد کے
... ان محض دوستون کے اصرار پر
... سر لیا ہے۔ ... عظیم الشان مشاغل سے ایک
... تعیل وقت نکال کر درست کہ اس لیئے
گریبان کو اس کام کیلیے وقف کرتا ہے۔ کامل
توجہ نہین دے سکتا۔ دعا کیجیے کہ اس
ڈگر پر پوری توجہ دے سکون"
کیون دست بردار ہون؟ ناظرین بھی تو ماہرہ خلاق
کے فیوض سے مالا مال ہین اگر اڈیٹر صاحب ایک بے سنی
بیہودگی کے اڈیٹر ہین تو ناظرین بھی اس خلاقی کے
زیر اثر ہین انھین بھی اڈیٹر صاحب کی قابلیت و تہذیب
کا وہم ہے۔ لہذا کام چل رہا ہے۔ باقی آئندہ
راقم:۔ فلاسفر

الاستفسار مع الجواب

ایک صاحب یہان سے کئی مُردون کی نیابت مین باجرت
معقول حج کرنے گئے تھے اون کے متعلق بعض حضرات ہم سے
دریافت کرتے ہین کہ حج تو سال مین ایک ہی دفعہ ہوتا
ہے پس حضرت نائب نے ایک ہی مرتبہ کئی حج کر لیئے یا
ایک مُردے کی نیابت مین حج کیا اور دوسرون کو یونہین
ٹرخا دیا؟۔ سائل صاحب کچھ جاہل معلوم ہوتے ہین۔
شاید اونھون نے لاوارث دولھن کے چالے نہین دیکھے۔
اے حضرت جس نئی دولھن کے عزیز نہین ہوتے یا ہوتے
ہین اور چالے کا جوڑا دیتے اور بار بار چالے کی مقدرت
نہین رکھتے۔ یا آپس مین نفاق ہوتا ہے داماد اور
لڑکی کو نہین ... تب تو دولھن کی ساس اوسے اپنے
ساتھ ڈولی مین بٹھا کے ایک ہی گھر مین یا ایک گھر سے
دوسرے گھر مین چار مرتبہ لیجاتی اور پھر اپنے گھر مین
لاتی ہے اور تھوڑی سی دیر مین چالے کا عظیم الشان
مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر ہمارے حاجی الاموات
نائب نے بھی کسی مخصوص جگہ سے ایسے پھیرے لیے ہون۔
اور فرما دیا ہو۔ لو میان یہہ تمھارے نام کا حج ہوا۔ اور یہہ
فلان کے نام کا ہوا۔ اور یہہ فلان فرش کا قرض ادا
ہوا تو آپ کا اجارہ نہین۔ حج ہو خواہ نصف حج کی دوڑ کی

چالا مند ہو گیا۔ ہمین یہہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ سائل
صاحب نے پیپڑ دوڑا دوڑ کے کو فڑدون ... شرکت
نہین فرمائی۔ جب بچہ کی پنڈلیان کمزور ہوتی ہین اور وہ
چلنے پر قادر نہین ہوتا تو ملت مانی جاتی ہے کہ میرا بچہ
پیرون چلنے لگے یا مولا مین پیپڑ دوڑ اور کنڈے کی نذر کرونگی۔
مراد بر آئی صاحبزادے نے پاؤن نکالے اور ملیدہ کے
کونڈے تیار ہو گئے۔ محلے کے معصوم بچون کو ہدایت ہوئی
کہ دوڑ دوڑ کے اس ملیدے کے نوالے کھائین ہر پھیرے
مین ایک نوالہ۔ اگر سائل صاحب نے یہہ تماشا دیکھا
یا سُنا ہوتا تو جناب حاجی صاحب کے حج ہای متعدد ہ
فی دفعہ واحدہ پر یون بدگمانی نہ فرماتے۔ اے خداوند
کبھی مجھون کو ایک کونڈا فرض کیجیے۔ اور کعبہ محترم سے دس گز
کے فاصلہ پر ایک جگہ تجویز فرمایئے۔ اور تصور کر لیجیے کہ
حاجی صاحب کے دست مبارک مین ایک جریب ہے۔
حاجی صاحب نقطۂ مفروضہ سے شتری چال ڈھال
دکھاتے کونڈے تک آتے ہین اور ایک نوالے مین ایک
حج کا بار پیٹ مین اُتار کے پھر وہین پلٹ جاتے ہین۔
کونڈا ختم ہوا حج بھی ادا ہو گئے۔ مابخیر شما بہ سلامت۔
راقم۔ حاجی چالا دوڑ

موسٹر انگلش ٹیچنگ میتھڈ

پروفیسر ایم اے مومن تعلیمی جادوگر پٹیالا نے یہہ کتاب
بھیجی ہے۔ پروفیسر صاحب کا دعوے ہے کہ یہہ کتاب ڈھائی
مہینے مین طالب علم کو انگریزی زبان سے واقف کر دیتی ہے۔
سبقون کی ترتیب معقول اور آسان ہے۔ سبقون کے
خاتمہ پر شاگردون کی دلچسپی کے لیے نصیحتین بھی ہین۔
یہہ کہنا مشکل ہے کہ یہہ کتاب اوستاد کی تعلیم سے مستغنی
کر دیتی ہے لیکن یہہ صحیح ہے کہ اوستاد کی زحمت ضرور
کم ہو جاتی ہے عبارت عام فہم اُردو اور الفاظ انگریزی مین
بچون کے واسطے بکار آمد ہے۔ چھپائی مین زیادہ توجہ
نہین کی گئی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اول و آخر کتاب
مین مصنف صاحب کی شبیہ مبارک بھی ہے۔
کتاب کے پہلے صفحہ پر اعلان ہے کہ جس کتاب پر
مالک کی مُہر نہ ہو وہ مال مسروق ہے۔ ہمنے تمام ورق

اولٹ ڈالے مالک کی مُہر ملنا تھی نہ ملی۔ اگر کتاب کے
ساتھ ہی مومن صاحب کا صحیفہ گرامی نہ ہوتا تو ملتا تو ہم
اسے واپس کر دیتے۔ بھلا چوری کا مال رکھ کے پولیس
کے جال مین کون پھنسے۔ مگر اب تو سند موجود ہے۔
مومن جنرل پٹیالا ملنے کا پتہ ہے منگایئے اور خوب
دیکھ بھال لیجیے کہ کتاب پر مالک کی مُہر ہے یا نہین۔ اگر
مُہر فراموش کر دی گئی ہو۔ تو مُہر بھی منگوا لیجیے۔

ممالک اسلامیہ کی محبوب مطلوب باتین

محبوب

(۱) ارے بھئی یہہ کیا قطع ہے۔ داڑھی مونچھین الگ
کرو یہہ کہان کا جھاڑ جھنکاڑ ہے۔ اور بیگم صاحب آپکا
لگے ہاتھون زلفون کا ختنہ کرو اڈالیے۔ مہذب ممالک کا
یہی دستور ہے۔

(۲) قبا عبا جبہ دستار شلوار۔ لاحول ولا قوۃ یہہ بھی
کوئی پہناوا ہے۔ اجی تہذیب سیکھو۔ تہذیب۔ کوئی یورپین
دیکھ لیگا تو ہنسیگا پتلون و دریدہ کوٹ پہنو ٹخنون سے
اونچی جانگھیا ڈانٹو۔ نائی کی بھنور کلی کا لڑکا بنا گلے مین ڈال لو۔

(۳) یہہ پردہ وردہ کیا واہیات ہے۔ ہٹاؤ اس کمبخت کو
اوٹھاؤ بی مقنع چھوڑو جو جو" اور "بی شادی" کی قطع۔
دکھاؤ حُسن کی بہار۔ خدا کا پیدا کیا ہوا حُسن چھپانے کی
چیز نہین۔ اور ہان یہہ دو حُسن کے تودے جو سینے پر
ابھرے ہین انکے چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان
بھی حیوان ہے۔ ہمنے کسی بکری کے تھنون پر غلاف نہین
دیکھا۔ دریا کے حباب بھی انگیا کی جکڑ بند سے آزاد ہین۔
انار۔ چکوترے۔ ناریلیان۔ کیلے۔ بیگن کسی تھیلی مین بند
نہین ہین۔ تو شجر حسن کے یہہ ثمر کیون بند ہون اگر
تہذیب کا دعوے ہے تو ان رسیلے پھلون کی ڈالی مہمانون
کے آگے رکھو۔ ذائقہ کا لطف نہین تو نظارے کا لطف
سہی۔ یہہ پھل آدھے کھلے آدھے بند بہت بھلے معلوم ہونگے
ڈنر کی پوشاک ہے۔ دعوت مین جہان نباتی پھل آئینگے
وہان نسائی پھل بھی ہونے لازم ہین۔

(۴) استغفر اللہ اگلے لوگون کو ننگے کی بھی تمیز نہ تھی۔
غلیظ سی معزز و محترم چیز خاک ناپاک پر پھینک دیتے تھے۔

لندن ۳۔ اگست

مجلس وزرا کا صدر

"اس کھلے ہوئے مُنہ پر دیوالی کی گُھیا صدقے"

لگاؤ چینی کے گو ڈیہہ خلاف احترام حرکت چھوڑ دو - آپ سے اسکی تعلیم سیکھو - کیا ترقی سے پیچھے گر سے ہو -

(۵) قدیم تہذیب کو "تہذیب" کہتے شرم آتی ہے - ایکے مکان مٹوں کے بھٹ ہیں جن میں ہوا کا گذر نہیں - حقارت کی ماراس خبیث دیوث پر - اس نامعقول لیمپ پر - ان تمام خباثت کو سامنے سے ہٹاؤ - مہذب بنو - برقی لیمپ جلاؤ - میز کرسی لگاؤ - بھیڑوں بکریوں کی طرح ایک ہی گلے میں گھسنا چھوڑ دو - بیہ کرو وہ کرو - پورے صاحب بن جاؤ - بیہ کہنے کو تو نہو گناہیں تہذیب سے واسطہ نہیں -

مطروح

(۱) کچھ عقل کام نہیں کرتی - فوجی سامان عمدہ نہیں ہے - مشین گن کا توڑا ہے وزیر خزانہ کہتا ہے سرمایہ نہیں - جنرل فیلڈ مارشل کہتا ہے - گولے بارود کی شدید ضرورت ہے - کروز رنہوئے تو بحری حریفوں پر دباؤ نہ رہیگا - ہوائی طاقت نہوی تو سلطنت کا پیٹ پچک جائیگا -

مگر کچھ پروا نہیں تہذیب تو ہے - بیا سالار الدو بیا - دقتیکہ قشون انگلیس بر سرما بتازند - شکست کردہ بیرونش کن -

(۲) تین فیصدی مرد وزن پڑھے لکھے ہیں - انمیں سے فی ہزار صد فرد غیر اسلامی تعلیمگاہوں کے سند یافتہ ہیں - وزیر تعلیم تقاضا کرتا ہے کہ تین سونئے اسکول کھولے جائیں -

استغفر اللہ تعلیم کیا کریگی - تہذیب - تہذیب -

(۳) گذشتہ جنگ میں زراعت نے بہت گھاٹا اوٹھایا - نیشکر سیار کھاگئے روئی بنولا بن گئی -

تو پھر کیا غم ہے - مصر سے روئی آجائیگی - روس سے شکر - ورنہ تہذیب کی شیرینی اور گرمی کافی ہے -

(۴) مگر جناب کیا کہئے - صنعت کی جگہ مصنوعی شیخی بغل میں ہے - حرفت حرافہ ہے - غیروں کی محتاجی ملک کا دیوالا نکالے دیتی ہے -

برادر تہذیب!!! - آقائے ملاذ العلمائی فرماید صنعت مطلقاً حرام است و حرفت مکروہ تحریمی پس چہ غم ؟

(۵) وزیر تجارت کی رپورٹ ہے کہ سال گذشتہ پچاس کروڑ کا مال باہر سے آیا اور سوا تین آنے کا مال یہاں سے گیا -

سنو بھائی ہمیں بالفعل صرف تہذیب درکار ہے -

ہم قدیم فرقانیان سے ہیں سراف نیم - تفادنیم - تفاوت نیم جامہ باف نیم - ہنم آقا شیخ ثانی اللہ استرخانی فدائے تہذیب اوروپا - اول مرا باید کہ اسباق تہذیب بیاموزم و فتیکہ مہذب شدم - دیگر ہا ہیچ - خانوم خانم ہیچ ہا ہیچ تیاتور رقص بازی بردی - بچہ ہارا پیش گیر - امروز از خانوم مستر کلاند وعدہ کردہ ام - ترا ہم معرفی خواہم کرد - آہ تہذیب ! آہ تہذیب !!

راقم - اسد اللہ پدر تہذیب یورپی ایرانی فخر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ہمیں تو چاچا پر آئے ہیں پچھواڑے سے

مشہور ہے کہ ؎

پھیلا کے پاؤں سوتے ہیں اللہ کے فقیر
دہشت سے جاگتے ہیں تونگر تمام رات

پھر بھلا کسی مالدار مارواڑی کے دیدوں میں نیند کہاں رات کے بارہ بج گئے تھے بی بی - لڑکی - بہو - سالا - داماد - لڑکا یہہ سب پڑے سو رہے تھے اتنے میں چور کو دا - لالہ کی گھگھی بندھ گئی مگر آپ جانے مال ہے کلیجہ کا ٹکڑا چارنا چار مقابلہ پر آمادہ ہوئے تھے کہ چور نے چھری دکھائی اور کہا "خبردار جو تم نے غل مچایا - دیکھتے ہیہ ہے چھری ذرا اس بانڑہ پر اونگلی رکھو کیسی برق دم ہے ؟ سالا دھر لا اپنا دوشالا ہم تم ایک ہی دوشالے کے گھونگھٹ میں بیٹھتے ہیں - اور ہاں جاگ ہو گئی ہے تمہارے عزیز دار سب اسی کمرے کا رُخ کیے آرہے ہیں - اگر تم نے بھانڈا پھوڑ دیا کہ یہہ چور ہے تو بندہ پہلے تمہاری توند کے تربوز میں ٹانکی لگائیگا بعد جو کچھ ہو جائے" -

چور صاحب مارواڑی کے دوشالے میں گھسے چھری کی نوک مارواڑی غریب کی توند پر رکھ دی - یہہ سامان اچھی طرح مکمل نہوا تھا کہ دوسرے کمرے سے بی بی اپنے کنبے سمیت ہو چکیں - دیکھا تو لالہ جوڑوان بچوں کی طرح ایک غیر مرد کے ساتھ ہم برقع وہم چادر ہیں - پوچھنے لگیں "لالہ یہہ کون ہے ؟" لالہ بیچارے کیا جواب دیں خنجر توند پر ہے - گھبرا کے فرمانے لگے "اڑے ہی شتنی ہے یہہ ہیں تو ہمارے چاچا

پڑآئے ہیں پچھواڑے سے !!"

یہی حال ہمارے بھولے بھالے اہل مصر کا ہے - کوفتے کا دھماکا برابر سنتے ہیں مگر ہوائی خنجر - آبی کروزر دوشالے میں گھسے ہوئے ہیں - اسی لحاظ سے اس قسم کی تجویزیں کرتے ہیں جیسے اشارہ بچا ہونے کے ساتھ ہی کودنے والے کا پچھواڑے سے آنا بھی ظاہر ہوتا ہے - یا تو وہ زور شور تھا کہ "حضت لے اب زیادہ پاؤں نہ پھیلایئے - یہاں سے چلتا دھندا کیجیے" یا دھماکا ہوتے ہی ہر معاملہ بآسانی طے ہو گیا -

ان بھئی کیوں نہو - صدر دروازہ چھوڑ کے پچھواڑے سے آئے تو کیا ہوا - ہیں بہر حال چچا - اور چچا نہوتے تو اپنے بھتیجے ملک فواد کو کلیجے سے کیوں لگاتے - لیڈیاں ہونٹوں کا غنچہ بنا کے بوسے کی چونچ دور سے کیوں دکھائیں - خیال تو کیجیے غالب مرحوم منہ پھوڑ کے فرمائش کرتے ہیں ؎

غنچہ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں
بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں

مگر یہہ فرمائش پوری نہیں ہوتی - ہونٹ ہونے کا منہ نہیں بنتے مگر بیچارے ملک فواد خسارہ بھی نہیں کرتے اور ہزار دوں منہ سکڑتے سمٹتے اور ایک غیر قابل التحریر صدا دینے کے بعد اس طرح دانت کھول کے مسکرانے لگتے ہیں جیسے شکاری بوٹ کے بھس بھرے ٹانکے ٹوٹتے ہیں - یہہ اپنی اپنی قسمت ہے -

معلوم نہیں معزول شاہ مصر کے مقدمے کا نتیجہ کیا ہوا - ہونٹوں کے سکڑنے اور کھلنے سے یہہ فال لیجا سکتی ہے کہ مصنوعی چکاریوں میں اڑ گیا - مگر جب تک کوئی اعلان نہو -

---

قال پہ تقاضین کیوں کر آ گئے "تند شستن" کا یہ مطلب ہو سہ
ردا[illegible] ... "قند کی جگہ "عربی شکستن" کہنا چاہیے۔

غلط فہمی

بعض حضرات ہمیشہ کوئی نہ کوئی اٹل شوشہ بات اُڑا دیتے ہیں
اور جب اوس پر غوغا ہوتا ہے تو بحثین نکالتے اور الفاظ بدلتے
ہین کہ یون نہین یون۔ ہمارے دوست حاجی [illegible] صاحب
کی یہہ پرانی عادت ہے اب معلوم ہوا کہ اس مرض کی شکایت
مسٹر بالفور کو بھی ہے آپ نے واشنگٹن کانفرنس نام ورز
واسطے بوزم مین فرمایا کہ جنگی بیڑے کے جہازون کا وزن ۳۵
ہزار ٹن کافی ہے۔ خبر اُڑی کہ حکومت برطانیہ اسوقت
دو لاکھ ٹن کے جہاز بنوا رہی ہے تو برکن ہیڈ صاحب نے
اس خیال سے کہ اعتراضات ہون "چندین شکل برائے
اکل" کا حیلہ کیا۔

اب بالفور صاحب فرماتے ہین کہ ابھی میرے الفاظ کے
غلط معانی پہنائے جاتے ہین بھلا مین واشنگٹن کانفرنس
مین کہہ سکتا تھا کہ ۳۵ ہزار ٹن مین کام نکل جائیگا؟
ایسا بھی ناداں چھنوانہ تھا ہند [illegible] سے [illegible]
سے مشرق تک عملداری ہے۔ ۳۵ ہزار ٹن تو اونٹ کے
مُنہ کو زیرا ہین۔ واقعی ایک پولیٹکل آدمی کی زبان سے
جب بات نکلے تو ایسی ہی نکلے جیسے عرب کی مثل ہے:۔
"حدث المرأة مرتین فان لم تفہم فاربع" ایک صاحب
اس مثل کے معنی لیتے ہین کہ عورت سے دو مرتبہ بات کہو
اگر وہ نہ سمجھے تو چار دفعہ سہی۔ دوسرے موشگاف صاحب
فرماتے ہین۔ مطلب یہہ ہے کہ دو مرتبہ سمجھاؤ اور پھر خاموش
ہو جاؤ۔ تیسرے لال بجھکڑ کہتے ہین۔ کہ واہ یون نہین یون
سمجھو کہ دو مرتبہ کہو تیسری مرتبہ لبیدا لے کے پل پڑو۔
(اربع کے معنی ہین چوٗ ہراؤ۔ چپ رہو۔ لکڑی مارو)
افسوس ہے کہ یہہ بلاغت نہ محمد علی صاحب کو میسر ہے نہ
برکن ہیڈ صاحب کو نہ بالفور صاحب کو۔ سب باتین
بناتے ہین۔ ان کچھ معنویت ہے تو دفعہ ۱۲۴ کے مضمون
مین ہے جسٹس ڈالال کچھ سمجھے جسٹس دلیپ سنگھ کچھ سمجھے
اور اب ہائیکورٹ پنجاب کے دو جج کچھ اور ہی
سمجھاتے ہین۔

"ادس سرزمین پہ جاؤ جہان مرد و انہو"

یہان کی چنو سیلتی رنڈیون کے پیچھے لکڑی لیے کڑوی کڑوی
دڑبے دڑبے خانے خانے" کرتی پھرتی ہے۔ مخصوص مقام
شہر کہان سے خالی کروانے کی تجویز ہے۔ سنتے ہین کہ اس
تجویز کے خلاف یہہ سدا سہاگن بیوائین مجسٹریٹ کے پاس
فریادی گئی تھین۔ جواب کا انتظار ہے معلوم ہو تو کہین
کوئی کہتا تھا کہ شاہ نصیر الدین حیدر مرحوم کے خیرات خانے
کے قریب انکا خیر خانہ تھا اور وہین رہ کے یہہ خیرات خورون
کا افلاس زندہ دلی کو دھائینگی۔ ہر نادار آہ سرد کے ساتھ کہیگا۔
"اے زر غیبت عشق مین مین" خدا جانے شاعرانہ اعتبار
سے خیرات خانے اور تحبہ خانے مین کون سی نسبت ہے۔
یہی کہ بھیک کی جھولی فقیرون کے پاس بھی ہے اور انکے
پاس بھی؟

سوتیا ڈاہ

کاغذ مین نہ تذکیر کی علامت ہے نہ تانیث کی بگر نسوانی
خواص ظاہر ہون تو کیون نہ تانیث کی نسبت دیجائے۔
یہہ زنانی مثل بہت مشہور ہے کہ "سوت چون کی بھی
بُری ہوتی ہے" لہذا کوئی تعجب نہین کہ ٹی ٹی المعروف بہ
آئی ڈی ٹی کو لکھنؤ سے ایک روزانہ انگریزی پرچے کی
اشاعت پر برافروختہ ہونا پڑا۔ سایہ نما لیٹنگے مین بھڑین
گھس گئین۔ حالانکہ یہہ کوئی جلنے کی بات نہین بیویان
آنجہانی کہا کرتی تھین کہ بی بی۔ مردون کا یہی دستور ہے
ایک کو چھوڑتے ہین دوسری کو پکڑتے ہین۔ ماسوا اسکے
خود ٹی ٹی بھی کوئی بڑی عصمت دار نہین معلوم نہین کتنے
جوڑے ابتک بدلے۔ ہان یہہ خوف بجا ہے کہ لکھنؤ کا یہہ
نو مولود یقینًا تعصب کی اوس آگ پر دھار رکھیگا جسے
بھڑکانے کی زحمت بالمرہ پنکنی مُنہ مین لگا کے ٹی ٹی کو
اوٹھانی پڑتی ہے اور اسی چولھے سے پیٹ کا دھندا
چلتا ہے۔

چندما ہ اُدھر کا تذکرہ ہے کہ انجمن معراج الادب لکھنؤ
کا ایک مشاعرہ بھیا ہری سرن داس صاحب ٹھکیدار
کی کوٹھی کے میدان مین ہوا۔ انجمن مذکور کے بانی لکھنؤ کے
ہندو اور مسلمان ترقی خواہان اردو ہین۔ ان کی زبان اردو
ہے یہہ سب اردو کے اچھے شاعر ہین۔ مگر اتنی سی بات پر

ان تعصب کے پتلے لگ گئے اور ایک نہایت مسلی جلا کٹا
نوٹ آئین شائع ہوا دیکھیے حسد کے چلتون کا غذی جان
کیونکر نکلتی ہے۔

سیاہ ہے لوگون سے ابھی کٹتی ہو کبھی لی ڈی ٹی
کیا بُری ہو بے نصاب ابھی ابھی ہی لی ڈی ٹی

اودھ پنچ کا کاغذ

ہم کاغذ ہمیشہ سال بھر کا یکمشت خرید کر لیتے تھے اب کے
آٹھوین مہینے کاغذ ختم ہو گیا بازار مین بنگال مل کا کاغذ
تلاش کرنے پر بھی نہ ملا۔ مجبورًا چند ہفتے کے لیے جرمنی
کاغذ منگا لیا گیا۔ یہہ کاغذ عارضی ہے۔ اور اب بنگال مل
کاغذ بازار مین آ بھی گیا ہے لہذا التماس ہے کہ
خوردہ گیری نہ فرمائیے۔ شرفانے ریشمی پوشاکین اوتار کے
کھدر پر قناعت کی اونکی شرافت مین کلام نہین
تو حضرت اودھ پنچ کا یہہ عارضی لباس بھی اونکی
شرافت مین فرق نہین لا سکتا۔ باتین شریفانہ
ہونا چاہئین فقط   "منیجر"

جلد ۵۸ نمبر ۳۶
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
پنچ لکھنؤ
اودھ پنچ لکھنؤ
غذاے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا دیا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
"لطف جنوۃ" استعمال کیجیے ... ایس۔ کے۔ ایچ۔ رضوی ... لکھنؤ۔

REGISTERED. NO. A.783
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
न: १२
M.B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW.

جلد ۱۲ نمبر ۳۱

مضامین

(۱۹، اگست ۱۹۲۷ء)

رباعیات

اک دوست نما عدو کے ہاتھوں ہین خراب ‏ نام اسکا رکھ لیا ہے لوگون نے شباب
ہے نالہ و نوش و حسن کی چاٹ اسے ‏ خلوت ہو حسین ہو دَر ہو جام شراب

ڈھلتی ہے جوانی تو ہوس بڑھتی ہے ‏ پیری بھی جوانی کا سبق پڑھتی ہے
خواہش ہے کہ ہو اپنا جوانون مین شمار ‏ رنگت بالون پہ جب سیہ چڑھتی ہے

بالون مین لگا لیا سیہ جبکہ خضاب ‏ گویا کہ آیا عود لمحہ مین شباب
جاتا ہے نکل دل سے خیال پیری ‏ دیتے ہین ضعیفی مین بھی موچھونکو تاب

پیری سے خمیدہ ہو گیا ہے پر کاہ ‏ لیکن پڑتی ہر اک حسین پر ہے نگاہ
بس بوالہوسی اسکو لیے پھرتی ہے ‏ بالون کے ساتھ دل بھی ہوتا ہے سیاہ

پیری سے ملاقات ہے رعشہ کے ساتھ ‏ باتین کرتا ہون اوس سے غرفش کیساتھ
جب دیکھتا ہون مسوستا ہون دلکو ‏ سر ہلنے لگا ہے دل کی جنبش کے ساتھ

اے ساقی مہ لقا و گلرو و گل فام ‏ آئی ہے جوانی کی مرے بھی اب شام
لیکن چھٹتی نہین ہے منہ سے ابتک ‏ و عادت ہے بڑا پینے مین یہ آشام

دور آخر ہے لا پلا دے ساقی ‏ بر فاب و گلاب بھی ملا دے ساقی
لا ہاتھ بڑھا تجھکو اگر مین چھیڑون ‏ اک ناز سے ہنس دے کھلکھلا دے ساقی

ہے آب آتشین سے کرنا دل گرم ‏ صحبت سے اسکے کیون مجھے آئے شرم
شیشہ ہی کی آڑ سے دکھا دے جلوہ ‏ کیون مجھ سے خفا ہے اس گھڑی بنت الکرم

اسکے حسن و جمال کا ہون بھوکا ‏ دنیا کو لگا دیا ہے مینے لوکا
مینے یہ ٹھان لی ہے اپنے دل مین ‏ بگڑے گی بات اگر مین ابکی چوکا

ہاں لا جام و صراحی و شیشہ و خُم ‏ صحبت ہو بنت رز سے یون عقل ہو گم
اک عالم بیخودی ہو طاری مجھ پر ‏ اٹھ جلد نہ بیٹھو اس طرح تو گم سم

اس سرو قدی کا تیرے چرچا ہوگا ‏ اور زلف سیہ سے فتنہ برپا ہوگا
اک عالم رستخیز ہوگا پیدا ‏ امروز اگر نہین تو فردا ہوگا

ندیم

نوٹ اطلاعی:- آخری رباعی ایک استاد کی فارسی رباعی کے مضمون پر ہے

بے اصل مشہورات

رقیب از خود غلط یونہین اُڑا دیتے ہین بے پر کی

نمبر ۳

پُرانے جہاندیدہ لوگون کی یہ ڈینگ بھی کچھ بے اصل ہے کہ سب پیشون کی سرتاج کھیتی ہے اوسکے بعد صنعت کا مرتبہ ہے اوسکے بعد نوکری ہے۔ آخری درجہ بھیک کا ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

اُتّم کھیتی مدھم بان ‏ نِشٹ چاکری بھیک ندان

خصوصًا اس بھیک منگے ملک مین ہم نے جب سے آنکھین کھولین بھک منگون کی وہ کثرت دیکھی کہ الٰہی تیری پناہ گلی کوچہ کا ذکر کیا ہے بھک منگون کے بڑے بڑے محل کھڑے ہین جیسا کہ ہم نمبر ۵ مین بیان کر چکے۔ اب تین چیزین رہ گئین۔

(۱) کھیتی - ہان صاحب - کیا کہنا اس شریف پیشہ کا - اسی کی بدولت آج غلامی کا طوق گلے مین ہے - بوتے ہین جوتتے ہین سینچتے ہین راتون کو جاگ کے حفاظت کرتے ہین جب فصل تیار ہوتی ہے تو بیسر مُٹھی دینے کی نوبت بھی نہین آتی کہ مہاجن صاحب کا پیادہ سر پر نازل ہو جاتا ہے کہ "دوست راما دین گو ہون تو آسون کھوب بھوا - لالہ کہن ہین کہ گہون اور نہ بیچ ڈارین - ہم سکل گلہ لیب" "گیہون خوب پیدا ہوا لالہ کہتے ہین گیہون اور نہ بیچنا ہم سب غلہ لینگے" - غریب راما دین کی جان نکل گئی - لیبارے کا پانچ من غلہ لالا نے پندرہ من کے وعدہ پر دیا تھا - اب فی روپیہ تین سیر جنس بازار بھاؤ سے زیادہ لینگے اور نہیں سو جبہ سے دینی پڑیگی کہ نہ دین تو وقت بے وقت لالہ کی رحم دلی سے فائدہ کیونکر اوٹھائین - مہاجن کے مول سود اور اجرت گرانی سے نجات نہین ہوئی تھی کہ زمیندار صاحب کا گرویت نازل ہوا "لاؤ اودھکری بیباق کرو" یہان دوسرا خوف لگا ہوا ہے یعنے عذر و انکار پر سادی چند یا نقشی ہوئی جاتی ہے - الغرض بیچارا ما دین باین محنت و کوشش بھی اُپاس (فاقہ) کی مصیبت مین گرفتار رہے اور بیٹھی گھستی جو ہوئی وہ کھیتی کے اُتّم ہونے کا گھاٹا ہے -

اگر اُتّم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ دُنیا کی زندگی کاشتکار کی محنت مشقت پر منحصر ہے تو بیشک کھیتی اُتّم لیکن ہر پیشے کا فائدہ پیشہ ور کی ذات کو ہوتا ہے یہ عجیب کاروبار ہے جس مین پیشہ ور تو ٹھن ٹھن گوپال اور مہاجن مالامال ہے -

دُکھ بھی بی بی فاختہ اور کوے انڈے کھائین۔ تعلقدار صاحب مالگزاری کے بعد جو کچھ بچتا ہے اوسکا معتد بہ حصہ اپنے چھپے ڈھکے مصارف پر قربان فرماتے ہین رنڈیون کے نخرے پر پانی کی طرح دولت بہاتے ہین عزت ہوتی ہے تو اونکی۔ راحت ہوتی ہے تو اونھین۔ کھیتی کسانی کرنے والے کو کیا ملتا ہے؟ جو رقم مالگزاری مین جاتی ہے اوس سے سرکاری ملازمین مزے کرتے ہین پیٹ پالتے ہین کرسیان توڑتے ہین حکومت کرتے ہین۔ بیچارے کاشتکار کی قسمت مین وہی منڈوے کی روٹی اور کُدئی کا بھات۔ کیا اسی کا نام ہے "اُتم کھیتی"؟

ایک لاٹ صاحب ہی جنھون نے خواب مین بھی ہل نہ چلایا ہوگا جاڑون مین نیچے اور گرمیون مین پہاڑ کی چوٹی پر گلچھرے اُڑاتے ہین۔ یہہ ہین نوکر۔ نوکری کا درجہ اس مشہور مقولے مین تیسرا ہے۔ مگر کوئی کسان ان سے اُتم ہونے کا دعوے کرے تو اس مقولے کی حقیقت کھل جائے۔ پس ثابت شد کہ کہنے والا کچھ یونہین ہلے۔ ماسوا اسکے یہان کی ہری بھری کھیتیان دیکھ کے دوسرے ملکون کے مُنہ مین پانی بھر آتا ہے۔ کوئی یہان سے چار سیر کے بھاؤ مین روئی لیجاتا ہے اور اپنے گھر سے جب وہی روئی واپس لاتا ہے تو بیس گنے دام وصول کرلیتا ہے۔ اغیار دعائین مانگتے ہین کہ خدا ہندوستان کے مزارعین کو سلامت رکھے جنکی بدولت ایک طرف عمدہ غذا مفت ملتی ہے پارچہ بافی کے کارخانے رونق پر ہین اور ایک خرچ کرکے چار لاتے ہین۔ کوئی غلہ ہی جہازون مین بھر کے اپنے بھوکے ملک کا پیٹ بھرتا ہے۔

رہی [illegible] ہے!

"باہر والے کھا گئے اور گھر کے گائین گیت"

روپیہ کی ضرورت ہر قدم پر ہوتی ہے اسوجہ سے سال بھر کا غلہ کیسا دوسری فصل بونے کے واسطے بسارے کا دانہ بھی گھر مین نہین رہنے پاتا۔ ساری اُتم کھیتی تجھکو میرا سلام۔

(۲) بان۔ یہہ لفظ شامل ہے دستکاری اور تجارت دونون کے معنی پر۔ ہندوستانی آدمی آجکل ان دونون سے خوب واقف ہین سبحان اللہ کیا کہنا اس "آن بان" کا۔ دستکاری اور تجارت دونون سے ہمین نفرت ہے اگر نفرت نہوتی تو آج محتاج کیون ہوتے جب اس کا وجود ہی ہمارے ملک مین نہین تو اسے ترقی کیا ہو۔

دستکاری کا یہہ حال ہے کہ لندن گئے جرمن گئے امریکہ گئے جاپان گئے مگر آجتک ایک دیاسلائی بھی نہ بنا سکے ایک پنسل بھی اچھی نہ بنائی۔ ان کبھی کبھی گلی کوچے مین صدائین سنتے ہین "چارپائی بنوالو چارپائی" "کام بڑھئی کا" "بنوالو ٹوٹی پھوٹی چھتری" "یہہ ململ پاس جنگاوری۔ ڈبل مین دم تھی۔ چیسے مین آپ ہی آپ" "بڑھیا کا کاتا جوانون کا تماشا"

رہی تجارت تو وہ دلالی فرنگ کی بدولت ماشاءاللہ اپنا خون چوس کے موٹی ہونے کی فکر مین ہے۔ اپنی بوٹیان چبا کے لپ لپ رہی ہے۔

(۳) چاکری۔ ہان یہہ ہے سونے کا انڈا دینے والی مرغی۔ مائین اپنے بچون کو سلام کے جواب مین دعا دیتی ہین "جیتے رہو۔ سو روپیہ کے نوکر ہو"

صاحبزادے جب تعلیم کے بعد ادھورے یا پورے ہوکے نکلتے ہین تو ہر ایک گُن سے کورے ہوتے ہین۔ باوا کا یہہ حال ہے کہ صاحبزادے اودھر اسکول یا کالج سے نکلے پڑھنا لکھنا چھوڑا اودھر اونھون نے اپنے ساتھ لیا اب بڑے بڑے عہدہ دارون کی درگاہ ہے اور مُرادون بھرے حضرت ہین "آداب بجالاتا ہون راجہ صاحب! سرکار یہہ غلام زادہ حاضر ہے ماشاءاللہ انٹرنس پاس کرچکا سنتا ہون کہ سرکاری مرغی خانے مین دانہ ڈالنے والے کی ایک جگہ خالی ہے۔ ضمانت دینے کو مین حاضر ہون کیا مجال جو یہہ ایک دانہ بھی مُنہ مین ڈالے۔ حضور مرغی والے صاحب سے سفارش کردین تو بڑی غلام نوازی ہوگی۔ عمر بھر احسان کے انڈے سیونگا۔ دُعا کے بچے نکالونگا"

اگر سرکار نے مُنہ بھولا کے عذر کردیا کہ مجھسے اور صاحب سے ملاقات نہین۔ یا اس معزز پوسٹ کے واسطے پہلے ہی سے تین سو آدمیون کی سفارش کرچکا ہون۔ تو آگے بڑھے کوئی اور دروازہ دیکھا۔ ورنہ دھونی رما کے وہین بیٹھ گئے۔ روزانہ حاضری دے رہے ہین۔ نوکری مل گئی تو خیر نہین تو تقدیر غریب پرگالیان اور کوسنے کی بھرمار ہے۔

نوکری اتنی پیاری ہے کہ جوان سے ادھیڑ اور بوڑھے ہوگئے مگر انتظار مین وقت کھویا اور کوئی کام نہ سیکھا۔ پھر جہان تک بس چلا سرکاری نوکری کی تلاش ہوگی چاہے تنخواہ دس پانچ روپیہ ہون مگر اوپر کی آمدنی یعنے مال طیب وطاہر یعنے رشوت سے کام چل جائیگا۔ اور اگر پولیس مین جگہ مل گئی تو پھر کیا پوچھنا ہے عمل دست غیب ہاتھ لگا۔ معمولی کانسٹبل ہین روزنامچہ بغل مین دبا کے ڈھائی کوس جانا پڑتا ہے صاحب کے دروازے پر نوکری بجانی پڑتی ہے۔ ایک بولی بولی کام کرنے پڑتے ہین تو کیا ہوا! بیٹھے بٹھائے کے سلام تو کرتے ہین تمام محلے والون پر رعب تو ہے۔ اتنی عزت نہ کھیتی کی ہے نہ "بان" کی۔

لہٰذا یہہ مقولہ لغو اور سرتاسر لغو ہے۔ کسی زمانہ مین صحیح ہو تو ہو۔ یا آدمی مہاجنی کرے یا نوکری ورنہ بلیے کھا نگے کا سودا وکالت اور بھیک ہے۔ کھیتی اور "بان" کا نام لینا بیکار ہے۔ اس مقولے کی بڑی خامی یہہ ہے کہ جو پیشے آجکل حصول زر یا تحصیل معاش کے لیے ایجاد ہوے ہین اونکا ذکر اسمین نہین ہے۔ مثلاً میاں جی گری یعنے ڈیوٹی یعنے بلبل ہند کی شاگردی۔ یا لیڈری۔ قوم پرستی فتنہ پردازی۔ (خواہ تحریراً ہو یا تقریراً) پیری مریدی۔ اجتہاد پر دہت بننا۔ گرو بننا۔

ان پیشون کے متعلق اودھ پنچ مین ہمیشہ سے بڑے بڑے مضامین لکھے جاچکے ہین۔ اسی لیے ہم اشارے پر قناعت کرتے ہین۔ کوئی نئی بات قابل شرح ہوگی تو اوسکی تفصیل کیجائیگی۔

ملک کی بنیاد ترقی فن ادب (لٹریچر) واصلاح اخلاق پر ہے۔ اخبار نویسون کا فرض منصبی یہی ہے کہ ان دو باتون کو تمام امور پر مقدم رکھین اور بار بار توجہ کرتے رہین مگر بجز مولانا اودھ پنچ کے آج اُردو کا کوئی پرچہ ان اصلاحی امور پر عادۃً توجہ نہین کرتا کبھی کبھی بعض جرائد ایک آدھ مضمون لکھ دیتے ہین وہ بھی کب؟ جب فتنہ وفساد کے چٹپٹے مزیدار سلونے افسانے یا باصطلاح حال شعبۂ "معاشقہ" یعنے خودکشی۔ بدنظری احسان فراموشی۔ فراق۔ طلاق۔ زہر ہجر وتریاق وصل۔ رقابت بلکہ چھنالے اور زناکاری پر مشتمل کوئی واقعہ لکھنے کو نہین ملتا۔ دماغی افلاس کا یہہ

عالم ہے کہ نہ پیرایہ کلام ہی میسر نہیں۔ قوت ناقدہ کا یہ حال کہ افسانہ کتنا ہی بردی و رکیک ہو مگر نقل باچہ عقل تو نے مجھ سے پنے اوس سے نقل کیا اور شائع کر دیا۔

انھیں میں سے بعض چو پچ توڑنے اتروں کو ظرافت ہونے کا بھی خبط ہے۔ سبحان اللہ اوس ظرافت کا کیا کہنا جس کے حامل حضرت ہیں۔

کسی مذہب کے ساتھ جلی کٹی۔ گالم گلوچ کی۔ مقابل نے بھی مسخرے پن اور فحاشی کا برتاؤ کیا۔ اسکا نام شہدیات ہے اور اسے ظرافت بھی کہتے ہیں۔ خود مسخرے بنے اپنی ذات کو اتو گدھا بیوقوف کہا اور دوسروں کو اپنے اوپر ہنسوایا مگر علمی اخلاقی ادبی۔ سیاسی معاشرتی فائدے کا لحاظ رکھیں اُنکے دشمن۔ اس خالی از مغز ہی ہی کھی کھی کا نام ظرافت ہے۔

(باقی پھر)

راقم:۔ فلاسفر

اندھا ہو چنیا کا باپ پیر تیرے کونڈے کرونگی

پُرانے بھانڈ ایک نقل بیان کیا کرتے تھے۔ ایک تھیں چنیا کی ماں وہ تھیں زری مزے دار مگر چنیا کے باوا ان پر سو جان سے نثار تھے۔ بارہا محلے والوں نے چغلی کھائی کہ جورو کی خبر لو جب تم گھر میں نہیں ہوتے ہو تو وہ اپنے جی بہلانے کا سامان کر لیتی ہیں۔ محبت نے کہا جھوٹ ہے۔ غیرت نے کہا آزمائش کردم مبادا سچ ہو۔ آخر فقرہ سوچ گیا خوشی خوشی گھر میں آئے۔ چنیا کی اماں بولیں "تم تو ایسے خوش ہو جیسے کچھ پڑا پایا!" میاں نے کہا "ہاں مہری کی لبنیا میں ایک پیر کی ٹوٹی قبر ہے۔ بی بی کیا بیان کروں کیسے بزرگ ہیں۔ اپنے دل کا حال جو کوئی کہہ دیتا ہے فوراً اوسکی مراد بر آتی ہے۔ قبر سے کل سوالوں کا جواب عنایت ہوتا ہے"

چنیا کی اماں بہت خوش ہوئیں کہنے لگیں "اللہ ہم بھی جائیں؟ لڑکی جوان ہو گئی ہے اوس کی شادی کے لیے دعا مانگینگے"

میاں نے اجازت دی مگر عذر کیا کہ میں تمھارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ مجھے کام ہے۔ تم خود اُٹھ کے پیٹھ کے چلی جاؤ۔ ویران جگہ ہے قبرستان میں چادر اوڑھ لینا۔ ایسا ہی ہے تو جھٹپٹے وقت چلنا اوس وقت وہاں کون ہوگا۔"

جیوں تیوں دن کٹا چنیا کی والدہ بن ٹھن کے اکیلے پر پہنچیں قبرستان کی راہ لی۔

چنیا کے باپ پہلے ہی سے ایک ٹوٹی قبر میں بیٹھے درود باآواز بلند پڑھ رہے تھے۔ پہلے تو مردے سے بات چیت کرنے میں بی بی ہچکچائیں مگر عقیدہ اور مراد کی اہمیت نے جرأت دلائی۔ ڈرتے ڈرتے قبر کے پاس ہو پہنچیں۔ جٹ پٹ بلائیں لیں۔ اندر سے پیر صاحب نے فرمایا "مانگ کیا مانگتی ہے" چنیا کی اماں نے فوراً تال سُر کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

"اندھا ہو چنیا کا باپ پیر تیرے کونڈے کرونگی
کونڈے کرونگی۔ چوکی بھرونگی۔ ارے اندھا ہو
چنیا کا باپ"

پیر جی نے پوچھا کہ آخر اوس کے اندھے ہونے میں کیا مصلحت۔ بے موت کی دعا کیوں نہیں مانگتی۔ فرمایا واہ! اپنے میاں کے مرنے کی دعا مانگوں تو سہاگن کیونکر رہوں۔ اور تیرے میرے صدقے میں جو بچے ہو پڑیں ان کا باپ کسے بناؤں۔ دوسرے ایسا چاہنے والا میاں چراغ لے کے ڈھونڈھونگی تو نہ ملیگا۔ بوڑھاپا اوسی کے سہارے کاٹونگی"

پیر جی دل میں اس محبت سے بہت مسرور ہوے۔ باآواز حزین ہدایت فرمائی کہ چنیا کے باپ کو روز پلاؤ قورمہ کباب شیرمالیں مسقط کا حلوا۔ ماقوتی مرغ مسلم۔ کھلاؤ۔ چالیس دن میں اندھا ہو جائیگا۔

بی بی وہاں سے مراد پا کے پلٹیں آتے ہی مطبخ گرم کر دیا طرح طرح کے کھانے پکائے۔ آدھی رات کو چنیا کے باوا جو آئے تو کھانوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ کہنے لگے بی بی آج تم نے کسی کی دعوت کی ہے!۔ وہ بولیں دعوت کس کی کرونگی میرا کون بیٹھا ہے۔ تم روز بروز دُبلے ہوے جاتے ہو میں نے کہا لاؤ ایک آدھ مہینے زری قوت دار غذا کھلا دوں۔ کچھ مُنہ پر پانی پھر جائے اسے سوکھ کے لقات ہو گئے ہو۔ آئینے کے اپنی صورت تو دیکھو مجھے تو ہول آتا ہے"

میاں نے شفقت کا شکریہ ادا کیا خوب خوب کھانے کھائے۔ ایک مہینہ بھر کے بعد کہنے لگے۔ کیا کہوں بی بی اوس شخص کی سوجھ میں اتنا فرق آگیا ہے کہ دن دہاڑے تمھاری ناک نہیں دکھائی دیتی چہرہ سپاٹ نظر آتا ہے مُنہ کی ٹکیا چپاتی معلوم ہوتی ہے۔ کاغذ پر حرف چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہیں۔ ہائے یہ آنکھوں پر کیسی آفت آئی"

دکھاوے کے طور پر بی بی نے مُنہ بنایا۔ بسورین ایک آدھ سسکی لی۔ مگر دل باغ باغ ہو گیا۔

چپکے چپکے پیر جی کی بلائیں لیں۔ سوچیں کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں پھر میاں ہیں اور میں ہوں۔

انتظار و اضطراب میں دس دن کٹے۔ چنیا کے باپ کے دیدے تو ویسے ہی روشن و صاف رہے مگر بینائی کسی دوسرے کو نظر آنے والی چیز نہ تھی۔ بی بی نے آزمانے کے لیے میاں کا مُنہ چڑھایا۔ میاں ٹس سے مس نہ ہوے۔ مہتر کو بے پردہ کیے گھر میں بلا لیا میاں دیکھتے رہ گئے۔ بہشتی آیا دل لگی دل لگی میں اوسکی داڑھی کھسوٹ لی۔

میاں نے کچھ نہ پوچھا۔ ۱۰ چار دن امتحان بصارت و بصیرت ہوتا رہا آخر یقین ہو گیا کہ پیر جی کی پیشگوئی ٹھیک ہوئی اب کونڈے جلدی کیے جائیں ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو جائیں۔ کونڈوں کا سامان ہونے لگا۔ میاں سے کہا۔ میں نے منت مانی تھی کھیر کے کونڈے کرونگی۔ شاید پیر جی بگڑ گئے اسی سے تمھاری آنکھیں جاتی رہیں۔ آج کونڈے ہو جائیں تو کل تمکو مہری کی لبنیا لے چلونگی۔ پیر جی نے چاہا تو تمھاری آنکھیں بھلی چنگی ہو جائینگی۔ میاں جھوٹ موٹ رو دئے۔

بی بی نے انھیں دیگچے کے پاس ہاتھ میں ڈوئی دے کے بٹھا دیا کہ تم کھیر گھوٹو میں دوسرے کام سنبھالوں۔ کونڈے پاک کر کے دسترخوان پر رکھوں جتنی دیر میں بی بی نے کونڈے دھوئے اوتنی دیر میں میاں نے چھٹانک بھر سنکھیا کھیر میں حل کر دی۔

جب کونڈے تیار ہو گئے تو مہمان عشق پیشہ حسب الطلب آنے لگے۔ بی بی کو صرف زبان سے یہ کہنے کی ضرورت تھی کہ میں پردے میں جا بیٹھی ہوں تم آنے والوں کو آواز دو ورنہ پردہ تو میاں کی آنکھوں کا تھا۔ وہ نہیں تو پ

کیسا! بھائی خیراتی آئے اونھون نے اشارہ کیا میان للّو نے دور سے بلائین لین۔ شیخ ہینگا نے ہاتھ چومے۔ غرض سات آدمی آئے اور ساتون نے گوندھون کے ساتھ ہی بوسہ ہائے نمکین سے منہ سلونا کیا۔

میان "بی بی معلوم ہوتا ہے۔ دلگون کو کھیر بہت پسند آئی جو چٹخارے لے رہے ہین"

بی بی "ہان میان ۔تمنے ماشے اللہ خوب گھونٹی"

میان "ہائے انکھیان بڑی نعمت ہین۔ مگر تمنے دَغ بھی بہت سوندھا لگایا ہے"

بی بی "تو پھر تم بھی زری سی چکھ لو"

میان "نہین بی بی ۔مین نہایا نہین ہون"

بی بی "ارے غضب ۔تم پاک نہ تھے اور تمنے کھیر پر پچھاوان ڈال دیا۔ ہائے اب کیا کرون"

اتنے مین میان للّو شیر کی بولی بولنے لگے "ہوعو" للّو کے ساتھ ہی پیر نے بھی زمین پکڑی۔ بھائی لفاتی نے بھی انھین کی نقل اوتاری۔ شیخ ہینگا کے ذکر انے کی صدا بھی آئی۔ آدھے گھنٹے مین سب پیرجی پر تصدق ہوگئے۔

بی چُنیا کی مادر مہربان بے چاری نے ایک کو پانی دیا دوسرے کا سر تھاما۔ تیسرے کی پشت پر تکیہ لگائی۔ چوتھے کے منہ پر قرآن کی ہوا دی۔ پانچوین کو سونف کا عرق پلایا۔ چھٹے کے تلوے سوتے۔ ساتوین پر سورہ پڑھکے دم کیا۔ بھلا سنکھیا کس کی سُنتی ہے۔ عشق کے پھاڑے مین سب کے سب بھُن گئے۔

"ہائے مین کہتی نہ تھی کہ تم نے غضب کیا۔ دیکھا پیرجی کا غصہ۔ تمنے کھیر کھائی انکا بیت ہوگیا اب بتاؤ یہ اتنے مُردے مین کہان چھپاؤن" میان نے کہا "بی بی پھر کیا کرون۔ غلطی ہوگئی آنکھین ہوتین تو کوئی فکر کرتا۔ اب جو بن پڑے وہ تمھین کرو"

چُنیا کی ماں تھین زری حیالی اونھون نے ساتون لاشین علحدہ علحدہ چٹائی مین لپیٹین۔ ایک لاش ڈیوڑھی مین کونے سے لگاکے کھڑی کردی اور خود آہستہ آہستہ عشاق کے حال زار پر آنسو بہانے لگین۔ اس اہتمام مین پہر بھر رات گزر گئی تھی۔ ایک شہدے صاحب جُوے مین ہارے نشے مین سرشار جھومتے جھامتے چلے آتے تھے۔ دروازے پر عورت کو روتے دیکھا تو پوچھا کیا ہے؟

چُنیا کی اماں "بھیا کیا کرون ۔گھر مین غمی ہوگئی ہے لاش رکھی ہے مُوا مُردہ ایسا ہے کہ کئی مرتبہ دریا مین پھنکوایا مگر وہ پھر یہین چلا آتا ہے"

شہدے خان "اجی آٹھ غنڈے ہمین دلواؤ۔ ہم ابھی پھینک آئین بشرے کی مارے کلون کے کھیان تو ہم توڑ دینگے۔ کیا ہنسی ٹھٹھا ہے بھاگ آتا ہے"

چنیان کی مان "جو پھر یہ چلا آیا۔ تو؟"

شہدے خان "تو پھر تم ایک جھنجھی نہ دینا ہم پھر اس مُردے کو ٹھکانے لگا دینگے"

معاملہ طے ہوگیا شہدے صاحب لاش لے کے پل پر پہونچے چٹائی سمیت پٹیدیا رسل کیا بغلین بجاتے پلٹے۔ لٹ لٹا دا آٹھ غنڈے ڈھیلے کرو۔ چُنیا کی اماں نے جواب دیا۔ ارے لو دیکھو وہ پھر یہین کھڑے ہین جہان سے تمنے اوٹھایا تھا۔ شہدے صاحب نے پانچ چار ڈک رسید کیے اور دوسرے صاحب کو بھی روانہ کیا۔ مگر آکے دیکھا تو وہ بھی ڈذ نسٹر کی طرح واپس آچکے تھے۔

لاحول ولاقوۃ اکی انھون نے گردن توڑی ہاتھ پاؤن اکھاڑے گھونسے مارے اور مُردے صاحب کو اپنی دانست مین بے دست وپا کرکے دریا مین سیر ادیا۔ مگر پلٹے تو پھر وہی چٹائی اور وہی مردہ۔ اسی طرح چھ پھیرے متواتر کیے اور ہزارون گالیان مُردون کو بجائے فاتحہ ایصال فرمائین۔

ساتوین مرتبہ انھون نے مردہ پھینکا تو پو پھٹ چکی تھی ایک برہمن دیوتا دریا کے کنارے اشنان کرنے آئے تھے پل سے لاش گرتے دیکھی تو ڈرکے بھاگے۔ شہدا سمجھا مردہ بھاگا "ابے کمڑا تو رہ۔ یہ شہدون کے ساتھ کھلی بازی" آگے پنڈت پیچھے شہدا۔ ریتیلے میدان مین کشتی ہونے لگی۔ پنڈت جی شہدے کو بھوت سمجھے۔ شہدا پنڈت جی کو۔ اسی کشتم کشتا مین تاریکی شب کی دھوتی کھلی دن نکل آیا تو لوگون نے بیچ بچاؤ کیا۔ شہدے صاحب گاڑھی کمائی کے آٹھ آنے لے کے اپنی راہ گئے۔ چُنیا کے باوا کا گھر صاف ہوا۔ آہستہ سے کہا اب کچھ کچھ سجھائی دینے لگا۔ بی بی کونڈے پھیرے کرو مگر منہ نہ چھوا نا۔

کہنے والے کہتے ہین کہ ہندوستان مین ایک بی کانگریس ختم عرف کُنیا کی اماں تھین ۔انکے پیچھے بھی ساتا روہن لگی رہتی تھی۔ انھون نے بھی چھوڑا خریدا رپایا تھا۔ دل ہی دل مین دعا مانگا کرتی تھین۔ اے اللہ دلوادے سورلج بہ نگرانی برطانیہ۔ مدجان گل لینے چنیا کے باوا کھُلے کھلے لفظون مین اس عجیب وغریب مطلب سے انکار کرتے تو مہذبون سے آنکھ چار نہ کرسکتے۔ تو یہ جنس اناث کی تذلیل! اور ایک مہذب قوم!! بادنیمہ طبعی بخل وفطری حیلہ جوئی اصلاحات کی تو ٹی قبرین زندہ پیرین کے لیٹ رہے اور بی چنیا کی والدہ نے میدان خالی پایا تو نبکارنے لگین:۔

"اندھا ہو چُنیا کا باپ پیر ترسے کونڈے کرونگی"

راز کھُل گیا۔ پیرجی نے اپنے اور اپنے حوالی موالی کنبے قبیلے والون کے لیے پنشنون کا تنجن بھی جوڑ ہی تنخواہون کا مرغ پلاؤ۔ خصتون کی شیر برنج۔ غرض ترپہا کی یخنی!! اعلم

مدینہ کی بہار لکھنؤ مین

عشاق وغلامان رسول کیلیے غذائے رُوحانی

۱۲ ربیع الاول جس دن آفتاب مدینہ نے اپنے قدوم سے عالم کو منور کیا اس یوم مسرت مین آپکی مسرت دنغذائے روحانی کیلیے لکھنؤ کا مشہور ہفتہ وار اخبار "خادم الحرمین"۔

گلدستہ نعت بنکر مشام جان کو معطر کریگا

اس پرچہ مین ملک کے تمام مشہور نثارون اور شاعرون کے بہترین مضامین اور نظمین شایع ہونگی۔ یہ پرچہ خاص نفاست واہتمام سے ۲۰ صفحہ حجم مین

ہزارون کی تعداد مین شایع ہوگا

مضمون نگارون کی ہمت وشوق افزائی کیلیے مختلف قسم کے

انعام اور تمغہ دیے جائینگے

مشتہرین کے لیے اپنے اشتہار دیکی اشاعت کا یہ خاص موقع ہے

بارہ روپیہ مین ہزارون

اس خاص نمبر کے ذریعہ سے اپنا اشتہار ہزارون آدمیون تک آپ پہنچا سکینگے۔ نرخ رعایتی حسب ذیل ہے سائز ۲۲×۱۸/۲ ایک صفحہ ۱۲ دو کالم ۸ ایک کالم ۴ نصف کالم ۲ چھ سطر کا اشتہار صرف ایک روپیہ مین۔

قیمت فی پرچہ ۲ ر جو ایجنٹون کو ۱ ر مین ملیگا۔ منیجر خادم الحرمین لکھنؤ

"ماں ٹینی باپ کلنگ - انڈے بچے رنگ برنگ"

انڈیا "ارے واہ ری مرغی - کیا کیا بچے نکالتی ہے - ایک پرندہ ایک درندہ ؟"

قانونی مرغی "ہاں بُوا جیسا "ماوا" ویسا ہی بچہ مور کے پاؤں بُرے - بھیڑیے کی نیت بُری"

تجویز فرماکے آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا۔ ایک چلہ بھی حسن سے کسی کو لنسڈون کی تقریب سے کچھ فائدہ ہوا ہو یا نہو مگر مطبخ سرکاری کے مصارف ضرور معتین ہو گئے یہی بہت ہے۔ مصنوعی پوکی کا اظہار ابھی اچھی طرح نہونے پایا تھا کہ کونڈون کی تقریب کردی گئی پیرالٹو بھاتی خوجگو مون چتو بکیا ہوے۔ جو لوگ سوءِ ظن کی بیماری مین مبتلا ہین اونکا قول ہے کہ کھیر مین زہر نفاق چنیا کے ابا نے ڈالا اور جنھین خدا نے عقل دی ہے وہ کہتے ہین کہ معدے مین پہلے ہی سے زہر موجود تھا تریاق کا استعمال کیے بغیر کھیر پراوندیے منہ گر پڑے۔ "خانہ زاد دو اشناعنی سم" زہر مین زہر جو ملا تو کسی نے جی بُرا کیا کسی کی متلی چلی کسی کا سر گھوما جتنی نہین تو عقلی موت کی نیند سے ہر ایک کی آنکھ بند ہوی۔ جوے مین عزت ہار جانے والے شہدون کی بن پڑی۔ عوام کی شامت اور حماقت کی بدولت لاش پہ لاش مردے پر مردا او تھا رہے ہین مگر مُردون نے مُرغ نیمو ! ایک ہتا دوسرا موجود دوسرا دفان ہوا تیسرا مستعد۔ ہاتھ پاؤن توڑے پھر بھی بیچا سی شکل کونے مین برقرار۔ سمندر پار پھینکے گئے تب بھی بس نہ چلا۔ سہدون کے واسطے اٹھنی بہت ہے لہذا اگر مردون کی تعداد بڑھیگی تو مردہ شوہی بہت ہارنے والے نہین وہ برابر جُتے رہینگے۔ سر دست تو چنیا کی امان چنیا کے باپ ہی کے لیے مخصوص ہین وہ لاکھ مصری کی بغیا مین وظیفہ پڑھین۔

"اندھا ہو چنیا کا باپ پیر ترے کونڈے کرونگی"

مگر زہر نفاق ملی ہوی خیر برنج اپنا اثر ضرور دکھائیگی۔ صحیح حال معلوم نہین ۱۹۲۹ء مین دس برس کی عمدہ غذا نے بینائی پر جتنا اثر ڈالا ہوگا اوسکا راز کھل جائیگا۔

راقم ۔ ڈھنیارا

مولانا پنچ کی نوٹ بک
بہادر کی تعریف

ایک بخیل سے کسی نے پوچھا شجاع کون ہے؟ اوسنے جواب دیا جو کسی کو بیدردی کے ساتھ پلاؤ کھاتے دیکھے اور اوسکا کلیجہ نہ پھٹے زہرہ آب نہو۔ وہی بہادر ہے۔ آجکل لکھنؤ مین ایسے بہادر گلی ایک پیدا ہو گئے ہین۔ جنھون نے ایک انگریزی پرچے کے برآمد ہونے کی صدا سُنی مگر بفضلِ خدا زندہ سلامت حی و قائم موجود ہین گزشتہ نمبر مین ہم لکھ چکے ہین کہ آئی ڈی ٹی کی جان تھمہ جانے کی آواز سُن کے نکلتے نکلتے بچی۔

اب لکھنؤ سے ایک برائے نام "سچ" نکلتا ہے اوسکا حال سُنیے کہ نہ ابھی پرچہ نکلا نہ کل ڈائرکٹرون کے نام شایع ہوے۔ نہ اوسکے مضامین سے کوئی آگاہ ہوا میان سچ نے کسی سے خبر سُن لی کہ جبڑا ہلا کہ چلا اتنی سی بات مین دشمنون کی جان پر بن گئی۔ کچھ نہین تو یہی بہادرانہ اعتراض سہی کہ "ڈائرکٹرون کے جو نام شایع ہوے ہین انمین بجز نسیم صاحب کے اور حضرات کے کارنامون کا منظر عام پر نہ لانا ہی بہتر ہوگا" اس فقرے کو ایک چوٹ سمجھیے جو پرچہ نکلنے کے بعد روحانی صدمہ سے بچاؤ کے لیے کی گئی ہے یعنی جہانتک ممکن ہو لوگون کو بدظن کردو کہ پرچہ نہ نکلے اور ہمارا زہرہ آب نہو۔ بھلا پوچھیے کہ وہ کون سے حالات ہین جو منظر عام پر آئینگے تو "قد قامت القیمہ" کہتے ہوے آئینگے اور جن لوگون کے نام آپ نے گنوائے ہین انکی عصمت و طہارت پر کونسا وثوق ہے؟ انھین سے بھی بعض کی دیانت بعض کا تعصب بعض کا تلون عالم آشکار ہے۔ سچ صاحب نے یہی صاف صاف کہہ دیا ہوتا تو ہم سمجھتے کہ ہان کچھ سچ ہے یعنی یہ سب سے بڑھکر یہہ کہ بندۂ صادق الوداد کا بورڈ کے ڈائرکٹرون مین وجود نہین جو کہ مختلف فرقہا اسلامیہ پر چوٹین کرتے مین ید طولے رکھتا ہے۔ اور جسکے کارنامے منظر عام پر لانے بہتر ہین کہ ابھی محض حصہ فروخت کرنے اور خریدارون کے مطمئن

"یہ بیل تو جلال تو۔ آئی بلا کو ٹال تو"

رہنے کے بیہ پانچ شخص افراد کا نام شایع ہوا ہے معتدبہ حصہ فروخت ہو جانے کے بعد غالباً خود حصہ داران بورڈ آف ڈائرکٹرز کا انتخاب کرینگے۔

حکایت

دو آدمی ایک طنبورے کے بارے مین جھگڑنے لگے ہر ایک کو طنبورے کے مالک ہونے کا دعوےٰ تھا۔

قاضی نے مدعی اول سے کہا تم اپنے گواہ پیش کرو۔ مدعی دو گواہ کہین سے پکڑ لایا گواہون نے مدعی کی تصدیق کی۔ مدعا علیہ نے قاضی صاحب سے کہا ذرا ان گواہون کی توثیق بھی کر لیجیے کہ انکا پیشہ کتنا معزز ہے۔ قاضی نے پوچھا تو ایک صاحب کلوار (میفروش) تھے دوسرے صاحب تو ادھے (کسی شک کے نہین۔ نوجوان عورتون کی فوج کے)۔

مدعا علیہ۔ "حضور قاضی صاحب قبلہ بھلا یہ گواہ قابل اعتبار اور عادل ہین؟ انصاف فرمائیے"۔

قاضی۔ "چپ رہ احمق۔ طنبورے کے دعوے کیواسطے کیا آسمان سے فرشتے اور مسجد سے امام جمعہ گواہی دینے آئینگے"۔

بالفعل ایک کتاب "مدر انڈیا" پر یہان غوغو پشتو ہو رہی ہے۔ اس کتاب کی مصنفہ محترمہ کوئی امریکن لیڈی مس میو ہین انھون نے غریب ہندوستانیون کی مذمت دل کھول کے فرمائی ہے کہ یہ عموماً جھوٹے میلے کچیلے اگھوری (گائے کا موت اور گوبر استعمال کرنے والے) ہین۔ گوموت کی پرستش کرتے ہین۔ نر بچون کو بچپنے سے دن مین تین مرتبہ عمل تولید کی مشق کرواتے ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ مس میو یہان شریفون سے ملنے نہین تشریف لائی تھین او نھون نے صرف اپنے امثال یہان ڈھونڈھے اور قسمت کی دھنی تھین جو انھین مل بھی گئے۔ لہٰذا بقول قاضی طنبور کی گواہی فرشتے دینے سے رہے۔ ایسی ہی گواہی بد سرشت گواہ ملینگے اور ہندوستانیون کو انکی گواہی سننی پڑیگی۔

الھفوات

ایک نیا فتنہ برپا ہوا ہے مگر ہم اس اعتبار سے نیا کہتے ہین کہ اہل اسلام نے یورپین "مسیح" کے مولفین کی اگلی کارروائیان نہین دیکھین اونکے لیے "بک آف نالج" کے مضامین نئے ہین۔ ہمارے ایک دوست پادری … صاحب ہمسے کہتے تھے کہ معاذ اللہ تمھارے پیمبر نے کان مین مٹر کے دانے رکھ کے ایک کبوتر سدھایا تھا۔ جب پیمبر مسجد مین ہوتے تھے تو کبوتر دانہ کی تلاش مین اونکے کندھے پر بیٹھ کے غٹر غون کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ روح القدس پیام آسمانی لیکے آئی ہے۔

(۲) دوسرے پادری صاحب ایسے عارف کامل تھے کہ واہی واہ فرمانے لگے پیمبر صاحب کا آہنی تابوت چار مساوی کشش کے مقناطیسی پتھرون کے گھیرے مین بمقام مکہ معلق ہے۔ بھلا یہ کونسی کرامت ہے جب کہو ہم یہ تماشا دکھا دین۔

(۳) وحی یا بتعبیر صحیح "… ۔ گیا ہے کے مرض سے بھی نئی نہین ہے بعض لوگ حضرت مسیح کے معجزۂ ید بیضا کو برص کا مرض کہتے ہین وہ وحی کو بھی مرگی کہہ سکتے ہین۔ یہہ اپنی اپنی معرفت ہے۔

اصل یہہ ہے کہ افترا یا جہل کا علاج نہین ہے اوٹھایئے صحیفہ جرمی اور کوئی جاہل سامنے ہو تو چندیا بجانی شروع کر دیجیے۔ بعض نوکار اخبار نویس بعنوان "کیا مسلمان اسلامی غیرت کو بالکل کھو چکے؟" مسلمانون کو خواہ مخواہ جوش دلاتے اور ابھارتے ہین کہ تمھاری غیرت کیا ہوی تمھارے نبی پر یہہ تہمتین تراشی جاتی ہین اور تم خاموش ہو۔ انسے کوئی پوچھے کہ حضرت ہم اپنی منجمد غیرت اینٹ کی طرح مصنف کے سر پر کھینچ مارنے کو آمادہ ہین مگر نشانہ کہان ہے؟ کوئی سامنے ہو تو مونھ توڑ دیں اب صرف یہی چارۂ کار ہے کہ قلم اوٹھایئے اور جواب لکھنا شروع کر دیجیے۔ قوم کو غیرت دلائی ہے تو اوس سے یہی فائدہ اوٹھایئے۔

بندہ پرور "بک آف نالج" کے مصنف نے ایک واقعہ بھی شاید ایسا نہین لکھا جس کا اثر تاریخ اسلام مین موجود ہو اور آپ کو چھپنا پڑے۔

آج نبی عالم مشاہدہ مین موجود نہین مگر جب تھے تو اونکے مواجہہ مین لوگون نے اونکی تکذیب کی وہ نہ چھپے نہ اونکا وقار کم ہوا۔ مگر تکذیب کے بانی عرب مین نہ رہے سیدھے یورپ سدھارے اب اونکی اولاد سمندر پار اپنے باپ دادا کی سنت پر عمل کر رہی ہے تو اسلامی غیرت کیونکر سمندر پھاندے؟

سمن بغرض انفصال مقدمہ

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۱۰ ضابطہ دیوانی۔

مقدمہ نمبر … سنہ ۱۹۲۷ء

بعدالت جناب مولوی سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف امیٹھی مقام سلطانپور

رام داس … مدعی

بنام

رام نہیر … مدعا علیہ

بنام رام نہیر … ولد … ساکن موضع … پور مرزا … موضع … پرگنہ و تحصیل امیٹھی۔

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت … کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ … ماہ ستمبر ۱۹۲۷ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جملہ دعوی کی تائید مین جن گواہون کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۵ ماہ اگست ۱۹۲۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط حاکم بحکم انگریزی

مہر عدالت

موسم گرما کا تحفہ

دوا خانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردن اور عرقیات سے تیار کیئے ہوئے شربت جو اپنے اثر میں بے نظیر صورت میں والا ویز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں، دل، و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں جلد طلب فرمائیے۔

شربت بہار	شربت افطاطیوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیسرد	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عک	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
شربت نگترہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی		عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل ۔۔۔ عنا		فی بوتل ۔۔۔ عنا

"ارزانی لعنات گرانی حکمت کے مقولہ کو یاد رکھیئے" ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱/۴ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دوا خانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

منافع نذر درگاہ جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ آگرہ

کحل الجواہر موتی اور جواہرات کا بنا ہوا سرمہ کحل الجواہر کو درگاہ مقدس کی چشم پڑال دھند غبار نسا ناخونہ جالا دور ناخونہ سرخی چشم کو نظر آنسو (؟) آنکھوں سے پانی جاری بینائی کی [illegible] اور چشمہ چھڑاتا ہے قیمت فی شیشی ۱ محصول مفت۔

امرت لی [illegible] ملیریا بخار ورم جگر و طحال کا جانی دشمن ہے اور بین العلاج مریضوں کو پہلی خوراک میں فائدہ معلوم ہوتا ہے فی شیشی عہ

سفوف اکسیر پیٹ اور آنتوں کی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر ہے ہر گھر میں رہنا چاہیے فی بوتل ۱۲ (تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف)

حکیم سید نقے نواب ہیت الشفا گیا (بہار)

مفت! مفت!! مفت!!!

وہ کتاب جسکی ہر ایک کو ضرورت ہے بالکل مفت:

اصول زندگی قواعد معاشرت طریقہ حصول تعلیم کی مخزن تمام خفیہ امراض کو دور کر کے پوری صحت حاصل کر کے زندگی کی نعمت بر [illegible] خیالات اور عادات کے ترک کرانے میں مددگار اچھے مشورات دینے میں دوست کتاب کاماشاستری جو معاجدار بازن میں تقریباً ۹ لاکھ تقسیم ہوچکی ہیں مرف ایک کارڈ تحریر فرما کر مفت طلب کریں

پتہ ویدشاستری جام نگر کاٹھیا وار۔

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو (کھانسی ہیضہ، دمہ پیٹ کے درد، قے، دست سنگرھنی، الفلوانزا اور چھاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۱ ہر جگہ سب جگہ بکتا ہے۔

دورھ گج کیسری (یعنی داد کو ہاجلن کے جڑ سے کھونیوالی لاثانی دوا قیمت ۱۲۔

بال سدھا (بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور ہر دلعزیز بنا نیوالی میٹھی دوا قیمت ۱۲ ڈاک خرچ علٰحدہ لگیگا۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ لطیف مرزا اینڈ سنس کچوا لکھنؤ

اودھ پنچ ۱۹۲۶ء

[illegible] آراستہ کرنے والے ادبی [illegible] والے دل کو زندہ کرنے والے اردو کو زندہ کرنے والے [illegible] کے مجموعہ خزانہ سب میں مخصوص [illegible] رسالہ [illegible] قیمت فی جلد ۲ معہ محصول

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوۃ (مجربات عالیجناب حکیم آغا شکوہ صاحب مرحوم طبیب شاہی کی اعلیٰ اور بہترین نمونہ یہی گولیاں ہیں

جنکو حکیم صاحب موصوف خاص شاہ اودھ کیلئے بڑی جانفشانی سے تیار کرتے تھے مرد کالا و بانجھ کی دونوں خاصیتیں ایک ہی گولی میں ہیں مرتع کو غنیمت جانئے اور نمونہ منگا کر آزمائش کیجیے اگر کارآمد ثابت ہوں تو مزید فرمائش اور چند فقروں یا زمانہ با بید ساتھ پر عمل کیجیے قیمت فی نمونہ ایک درجن گولی معہ محصول ڈاک ۱۲ تین تولہ حضرات کو ترت ہر دو کا ملا در بے نظیر علاج کرانا ہو وہ بھی پتہ ذیل سے خط و کتابت کریں

پتہ سید قاسم حسین رضوی دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

غذاء روحانی
معارف النغمات
اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنے
شرائط ایجنسی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
حصہ اول کی فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

جلد ۱۲ نمبر ۳۲

مضامین غیر

(۲۶۔ اگست ۱۹۲۷ء)

ڈسٹرکٹ بورڈ کا ہے خوب نظام
ہر سڑک ہے عدوے خاص و عام

حضرت منٹے۔ وہی سال کے اندر و درمیان اور بیچ و بیچ والی کالی یعنی بالکل سیاہ یعنی سراپا تاریک جمعرات کو اپنے ایک مہربان کے ساتھ تفریحاً "زنانہ بلا" تو بہ جہان آباد جانے کی ٹھان لی چنانچہ (چنانچہ) چھ بجے شام کو روانہ ہوکر سات بجے شام کو بندکی روڈ ریلوے اسٹیشن پر پہونچ گئے اور شیطانی چرخے یعنے اِکّے پر سوار ہوکر جہان آباد (جسکا فاصلہ چودہ میل ہے) چلدیئے ابھی ایک میل بھی سفر طے نہ ہوا تھا کہ اکبارگی اکا بولا پچ۔ بندہ گرا بچ آواز آئی بچ... لاحول ولا قوۃ ہت تری سڑک کی دُم مین ڈسٹرکٹ بورڈ کا نمدا کہتے ہوے کیچڑ مین لتھڑے اُٹھ کھڑے ہوے۔ کمبخت اِتنے بڑے بڑے گڈھے کھائیے بیچ سڑک مین ہین کہ یکہ پر سنبھلنا دشوار ہو گیا حضت! یہہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا طفیل ہے ہنسنے کی بات نہین خیر صاحب پھر بدن سے کیچڑ پونچھکر اکّے پر لدے۔ اِس اندھیری رات مین چوٹ کھا جانے سے یہہ نفع ضرور ہوا کہ ہُشیار ہوکر بیٹھ گئے اب زمین بوس ہونے کا تو امکان نہ تھا لیکن قسم ڈسٹرکٹ بورڈ کی چیرمینی و ممبری کی قدم قدم پر ایسے ایسے خوفناک کھائیون سے مُٹھ بھیر ہوئی کہ جہان آباد پہونچتے پہونچتے ہڈیون کے جوڑ بند علیحدہ علیحدہ ہونے کے بعد ٹھکانے مین اُتر گئے غنیمت ہے کہ جہان آباد کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اور جو صورت و لباس کی گت بلکہ درگت بنی اُسکا کہنا ہی کیا ضرورت ہے بس دیکھنے والا دیکھے اور سمجھ لے۔ اب تو اینجانب علیہ الرحمہ کی یہہ رائے ہے کہ سزا جن بدمعاشی کے چالان جہان آباد سے کرین اور عدالت ملزم کو سزا بھی دینی چاہے تو بجائے قید با مشقت کے یہہ حکم دیا جائے کہ ملزم بندکی روڈ اسٹیشن سے جہان آباد کے تھانہ تک اکّے پر بیٹھ کے سفر کرے یقیناً اِس سزا کی مصیبت زندگی بھر فراموش نہ ہوگی اگر اس سخت سزا کے بعد ملزم کی بدمعاشیان باقی رہجائین تو ہمارا ذمہ۔ جیل کی سزا تو ایسی نامعقول سزا ہے کہ لوگ سال چھ مہینہ کاٹ کر ہنسی خوشی چلے آتے ہین اور پھر اُسی جرم کے مرتکب ہوتے ہین علاوہ اس کے گورنمنٹ کو خوراک کا خرچ فضول برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہہ جہان آباد والی سزا وہ موذی اور سخت ترین عذاب ہے کہ اول تو ملزم اِس قابل ہی نہ رہجائیگا کہ پھر بخیریت واپس آجائے اور اگر سخت جانی واپس بھی لے آئی تو دوبارہ کسی جرم کا ارتکاب مشکل و دشوار ہوگا۔ اِس سزا سے سرکار بھی فائدے مین رہیگی اور پولیس کا کام بھی کم ہو جائے تو تعجب نہین۔ دوسری رائے یہہ ہے کہ اگر کوئی صاحب اپنی رفیق زندگی کو "درد زہ" کی ناقابل برداشت تکالیف یا دایہ کی منت کشی سے بچانا چاہتے ہون تو فوراً سے پیشتر بندکی روڈ سے اکّے پر جہان آباد چلتا کرین اگر چاہا خداوندان ڈسٹرکٹ بورڈ نے تو بغیر مدد قابلہ قبل از وقت ٹی ہاؤن ٹی ہاؤن کی دل خوش کن آوازین سنائی دینگی۔ تیسری رائے یہہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا ضرورت سے زیادہ کھلنڈرا ہو اور لہو لعب مین اوقات ضایع کرتا ہو تو اُسکے سرپرست کو لازم ہے کہ جلد سے جلد بندکی روڈ ریلوے اسٹیشن سے اکّے پر لاد کے جہان آباد تک چالان کردے۔ بھئی اگر لڑکا چوکڑی نہ بھول جائے تب ہی کہنا۔ ہڈی ہڈی اپنی جگہ سے کھسک کر توبہ کرا دیگی شاید بیحیائی سے پھر کھیل کود کا ارادہ کرے تو کان مین چپکے سے کہدیا جائے کہ اگر اب پڑھنے سے جی چراؤگے تو پھر جہان آباد کی سیر کرائی جائیگی یقین تو یہہ ہے کہ سُنتے ہی بخار آجائیگا کھیلنا کیسا! چوتھی رائے یہہ ہے کہ جن حضرات کی گاڑی یا تانگے کا جنور (جانور) انتہائی درجہ کا شریر ہو وہ صرف بندکی روڈ سے جہان آباد تک "جوت" دیا جائے اگر دو ہی تین میل کے بعد "چین" بولکر گردن نہ ڈالدے تو سہی مگر یہہ شرط ہے کہ گاڑی یا تانگے کے مضبوط ہونے پر بھی مرمت کیلیے اور "جنور" کی مرہم پٹی کے واسطے پہلے کچھ نقد دام جمع کرے کیونکہ جہان آباد تک کم سے کم چار پانچ جگہ قلابازیان کھا کر "جنور" کا زخمی ہو جانا لازمی ہے۔ پانچوین رائے "دو موہا کا سودا ہے" یعنی یا مرض غایب یا مریض وہ یہہ کہ اگر کسی کی ناف کھسک گئی ہو یا ریاحی امراض نے پیٹ کو نقارہ بنا رکھا ہو تو بلا تامل بندکی روڈ چلا جاے اور پھر اکّے پر جہان آباد کا راستہ لے امید تو یہی ہے کہ دو ہی میل کے اندر اندر ناف ٹھکانے لگ جائیگی ورنہ مریض کا ٹھکانے لگ جانا کوئی تعجب خیز بات نہ ہوگی اور ریاحی مادہ تو دُہائی دیتا ہوا ایسا کافور ہو جائیگا جیسے خداوندان ڈسٹرکٹ بورڈ کا انصاف۔

بھیا پنچ! یہہ چند سطور اپنے معزز اخبار مین درج فرما کر ممنون فرمائیے کیا عجب ہے کہ آپ کی یہہ ادنے توجہ خلق اللہ کے آرام کا باعث ہو۔ باقی پھر کبھی دیکھا جائیگا۔ والسلام۔

راقم سرکوب فتحپوری

بے اصل مشہورات

"رقیب از خود غلط یونہین اُڑا دیتے ہین بے پر کی"

نمبر ۹

الناس اعداء ما جہلوا۔ عرب کی مثل ہے کہ انسان جس بات سے جاہل ہوتا ہے اسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہہ مثل شاید کسی پڑھے لکھے مرد نے اپنی حق طلب بی بی کے بارے مین کہی ہے۔ میان نے مارے ہوس کے شادی کی یا مان باپ نے طالب علمی کیحالت مین پکڑ دھکڑ کے جورو کا نمدا ادم مین باندھدیا۔ امتحان دینا ہے کورس کی کتابین چھکڑا بھر ہین سب پر نظر ڈالنی ہے۔ تمام وقت کتب بینی مین صرف ہوا بی بی کے شجر جمال کی خوشہ چینی مین غفلت ہوئی بیچاری خاموش رہی جب کسی قدر شرم کم ہوئی تو کتاب ہاتھ سے چھین کے پھینک دی میان صاحب تعزیرات ہند مین زنا بالجبر کے نکات حل کرنے کے مزے لوٹ رہے تھے مزے مین کھنڈت پڑی تو جھلا کے کہنے لگے "الناس اعداء ما جہلوا" حالانکہ اِس غریب کو ہرگز کتاب یا علم سے دشمنی نہین البتہ میان سے دوستی ہے اگر وہ خلوت مین بی بی کا شریک غالب کتاب کو نہ بناتے تو یقیناً کتاب کے ورق سالم رہتے۔

یا کسی ایسے عالم کے دماغ کا نتیجہ ہے جو اپنے علم پر دو مغرور کہ گرویدہ نہ کر سکا اور اپنی ناکامی کا کھسیانہ پنا یون مٹایا کہ "الناس اعداء ما جہلوا" ہمنے بہت سے پڑھے لکھے آدمی دیکھے ہین جنھون نے طلب معاش مین سینکڑون ٹھوکرین اوٹھائین۔ جو تیان چٹخاتے پھرے مسجد دن مین وعظ کہے۔ ابو العلوم موید الدین مبلغ الاسلام معین الامت قاضی مفتی مولوی مولانا علامہ کے دُم گزے نام کے ساتھ جوڑے مگر موذن کی جگہ بھی نہ ملی تو پھر بجز اس کے کوئی چارہ نہین کہ "الناس اعداء ما جہلوا" فرمائین اور مرگ مایوسی کی زحمت سے اپنی جان بچائین۔

واقعہ یہہ ہے کہ جتنی دشمنی عالمون کے مابین ہوتی ہے اوتنی جاہلون مین نہین ہوتی۔ جاہل نہون تو عالمون کو پوچھے کون؟ جابجا چراغ جل رہے ہین یہہ سب بجھ جائین۔ عموماً جہالت علم کی قدر افزائی کرتی ہے نہ کہ علم۔ بڑی بڑی یونیورسٹیون مین اون لوگون کا روپیہ لگا ہے جو اپنا نام بھی لکھنا نہین جانتے۔ برق اور برقیات دخان و دخانیات بخار و بخاریات کہربا و کہربائیات کے خواص ہرگز اون لوگون کو معلوم نہین ہین جنھون نے کرورون کا چندہ یونیورسٹیون کے نذر کیا۔ اربون کے سرمائے سے کمپنیان کھولین بھلا وہ اگر علم کے دشمن ہوتے ۔۔۔ اپنی لوجہی بات سے عداوت رکھتے تو کیون علم کے فروغ مین سعی کرتے۔

برخلاف اسکے عالمون کے دل ٹٹولیے تو خدایا تیری پناہ حسد و عداوت کا سیہ خانہ اسی دل کو کہنا چاہیے۔ ایک صاحب فرماتے ہین مین افقہ ہون اعلم ہون اصلح ہون افلح ہون اذکے ہون اورع ہون اتقی ہون۔ دوسرے صاحب درپے ابطال ہین لاحول ولا قوۃ

وہ کیا جانتے ہین۔ بیٹھے اونھین برسون مجتہد ہے ابتدا اونکا دس برس پڑھاؤن ابھی کل کی بات ہے کہ وہ میرے شاگرد تھے انشاء الضریری اور چوٹ العرف کا درس لیتے تھے آج علامہ بن بیٹھے۔ اونھین آتا ہی کیا ہے۔ وہ دن بھول گئے جب مسئلۂ متعلقہ ضرب زید عمراً پر بیٹھے اونھین سر محفل نیچا دکھایا وہ کہتے تھے ضرب فعل ہے زید فاعل ہے اور عمرو مفعول۔ مین کہتا تھا کہ یہہ سب صحیح مگر زید کو پولیس کے حوالے ضرور کر دینا چاہیے اسلیے کہ شارع

آب آمد تیمم برخاست

"نکل چڑیل!" } غربا! نرائی و کد و لعنت بہر دوت"
"آ خبیث!" }

طور پر بھی واقع ہونا فعل ضرب کا ہاتھ سے زید کے اوپر عمرو مظلوم کے ظلم قبیح ہے"

اسکے علاوہ جہلا کا علما کی شان اختیار کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ جہلا علم دوست ہوتے ہین۔ آپ دیکھیے تو سہی وہ حضرات جنھین عمر بھر گٹ پٹ سے واسطہ رہا کبھی قبلے کے رخ بھولے سے گرے بھی نہین ہمیشہ مسٹر اسکو بنے رہے آج بغیر علم حدیث

وقرآن و فقہ مولانا ہو گئے اور مولانا کی بیج لگائے بغیر اگر کوئی اونکا نام لیتا ہے تو چراغ پا ہو جاتے ہین۔ آیات غلط پڑھنا اور ماڈرن تفسیر گڑھ لینا۔ محض قیاس پر حدیث صحیح کو غلط ٹھہرانا حضرت کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔

عالمانہ وضع قطع کا اختیار کرنا البتہ فریب کی نیت سے بھی ہو تو دوستی علم کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔ بال کی کھال نکالنے والے اسمین چون وچرا کرین تو انجانب اونکی بھپکیون مین آنے والے نہین۔ کیا معنی کہ آجکل تو "جھوٹ" اور "سچ" مین ہو گیا ہے التباس۔ جھوٹ اور سچ مین امتیاز کیواسطے اگر کوئی عینک ہے تو وہ "کشف حدسی" کی ہے جسکا مفصل ذکر اودھ پنچ کی گزشتہ جلد مین موجود ہے انسان کا ذہن خود ہی فریب مین مبتلا ہوتا ہے اور خود ہی فریب مین مبتلا کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ جھوٹ اور سچ کو ایک ہی چشمہ پر نہانے کا اتفاق ہوا جھوٹ نے اپنا سیاہ لباس اور سچ نے اپنا سفید لباس اوتارا۔ دونون نہانے لگے۔ جھوٹ ایک آدھ غوطہ لگا کے باہر نکلا اور سچ کا لباس پہن کے غائب ہو گیا۔ میان سچ بعد شست وشو چشمہ سے باہر نکلے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک سیاہ جھول پڑی ہوی ہے۔ اگر چاہتے تو اوسی کالی زغل سے ستر پوشی کرتے مگر اونھین سیاہی سے کچھ ایسی گھن آئی کہ بیچارے نے عمر بھر برہنہ رہنا پسند کیا مگر جھوٹ کی اُترن نہ پہننا تھی نہ پہنی۔ آپ جانیے ننگا دھڑنگا باحیا سچ کسی محفل مین جانے کے قابل کہان رہا اور جاتا بھی تو اسے رغبت کی نگاہ سے کون دیکھتا۔ خصوصاً اس مہذب زمانے مین جبکہ کثافات و نجاسات کیواسطے بھی عمدہ عمدہ ریشمی رومال اور نفیس نفیس

چینی کے برتن استعمال کیے گئے ہین لہذا یہہ فروج گوشہ نشینی پر مجبور ہوگیا۔ اور میان بھوٹ مباقیاجتہ عامہ نہین تو کمزورے کرتے ٹوپی دار گھٹنے سے لیس گھنیلی داڑھی بڑھائے مسجد مین بیٹھے اور آج تک کے پر انگریزون کے ہاتھون فروخت ہوتے ہین۔ حاصل کلام یہہ کہ جھوٹ کو سچ کا لباس پہنا دیا تو یہہ سچ کی عداوت پر محمول نہین ہو سکتا اور جہل نے علم کی شان اختیار کی تو بجائی سے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

نفرت و عداوت کے یہہ معنی نہین ہین کہ جس سے عداوت ہو اوسی کا جامہ پہنے۔ جاہل ہمیشہ علماء کی طرف رجوع کرتے ہین عالمون کے ہاتھ چومتے ہین اونکے پیچھے نماز پڑھتے ہین۔ اونھین اپنے اوقاف کا متولی مقرر کرتے ہین۔ اونھین وظائف دیتے ہین۔ اگر یہی دشمنی علم ہے تو رہی بات۔ اسمین شک نہین کہ بعض واقعات تاریخ مین ایسے بھی موجود ہین جن پر یہہ مقولہ منطبق ہوتا ہے۔ مثلاً بعض علمائے ہسپانیہ کا جاہل پادریون کے ہاتھون ظلم و جور مین مبتلا ہونا مگر ان واقعات مین محض علم کی عداوت ہی نہین ہے ذاتی اغراض بھی ہین۔ آج اون لوگون کی اولاد گٹ پٹ کرتی پھرتی ہے جو کما نڈر کو کمیدان ہو کس دیر کو حکم حیدر لیمپ کو لمپ کہتے تھے کیا یہہ دلیل عداوت ہے؟۔

ذری غور سے دیکھیے تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے یعنی لوگ جن چیزون کی بھلائی برائی سے جاہل ہین اونھین کی عادت ڈال رہے ہین مثلاً انگریزی طرز ماند و بود (معاشرت) کا اختیار کرنا درحالیکہ اوس کی خوبیان پیش نظر نہین ہین اور اپنی پرانی چال چھوڑ دینا درحالیکہ اوس کی خوبیان اچھی طرح معلوم ہین۔

ہائے ہائے جب ہندوستانی طرز پر کوئی دلھن بنائی سنواری جاتی تھی تو مکان کیا محلہ بھر مہک جاتا تھا وہ خوشبودار بشاوہ سہاگ کی بھینی بھینی نکہت وہ اگر کی چوٹے کی لپٹ ازلی نامرد کو مرد بنا دیتی تھی۔ آج اوسکی جگہ بادم اللذات قاطع الشہوات جھوم بری بوکے صابون اور پوڈر نے حاصل کر لی ہے۔ صابون کا ہوا پنڈا اگر دو روز غسل سے محروم رہا تو مکان سڑ گیا۔ بیگم ایسی ہوی جھلی تن گئین ناک نہین دیکھائی سماری کیا کھلی مستاکر روا نے شکار ماہی کا جال کھولا۔

پانی سے آبدست لینے کا دستور تھا اب کاغذ سے پرنچھ پانچھ ہوتی ہے۔ نجاست بھری رہ جاتی ہے۔ فرض کیجیے کثرت کار کیوجہ سے صاحب کو ایک روز مہلت گو سل دغسل کی نہ ملی تو پتلون کی خوشبو پاس بیٹھنے والے کو دیوانہ کیے دیتی ہے۔ صاحب قریب ہوئے نکلا اور رومال سے نتھنے بند کرنے کی ضرورت ہوی۔

بعض آپریشن کرنے والے ڈاکٹر ناقل ہین کہ بواسیر کا آپریشن کرتے ہین اونھین اُسترے سے مدتون کی ذخیرہ کی ہوی نجاست کی پپڑیان کھرچنی پڑتی ہین۔ اسے کیون نہو واہ ری صاحبیت؟۔

اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ اُبٹنے کی خوشبو سے کیا ہندوستانی بیگم واقف نہ تھین؟ یا پانی کے فوائد کا ہندوستانی صاحب کو علم نہ تھا۔؟ کیا ترک و اختیار سے نفرت و محبت کا ثبوت نہین ملتا؟۔

کسی محسوس یا معقول چیز کے ضرر و نفع سے مطلع ہو جانے پر جہل کا اطلاق باقی نہین رہتا۔

مہاتما گاندھی جی جب تک اُردو سے واقف نہ تھے اوسوقت تک اوسکے دشمن نہ تھے قید خانے مین دنون نے اُردو سیکھی اونکے خوبصورت خط کا فوٹو شایع ہوا واقف ہونے کے بعد اُردو سے نفرت ہوی اب اوسکی بیخکنی پر مستعد ہین۔ الناس اعداء لما جہلوا صحیح ہوتا تو اُردو سے عدم علم کے زمانے مین دشمنی ظاہر ہوتی۔

آنکھ مُند شادیان اب تک ہندوستان مین ہوتی ہین جورو خاوند کے اندازسے جاہل۔ خاوند جورو کی ہنرمندی سے ناواقف۔ جب تک عدم علم کا عالم طاری رہتا ہے اخلاص پیار محبت کا برتاؤ جاری رہتا ہے۔ ادھر جوہر کھلے اودھر تیورون پر بل آگئے دلون مین کدورت پیدا ہوی عداوت کا گولہ بلند ہونے لگا۔ علیٰ ہذا القیاس صاحبزادے جب تک نہا بچے پر لیتے آنکھون آنکھون رکھتے ہین مان بھی قدردان ہے باپ بھی نثار ہوتا ہے ادھر ہوش سنبھالا بیٹ سے پاؤن نکالے آنکھون لگا تہ کیت ہونے کا امان باوا پر حال کھلا دو چار مرتبہ قبلہ و کعبہ کی گیی نماز عقوق ادا کرنے کے لیے لکڑی سے سیدھی کی گئی اودھر اظہار نفرت شروع ہوا۔ امان کہتی ہین اے بھیا آج کو وہ بیدی بانجھ ہوتی تو اچھا تھا۔ باوا کہتے ہین خدا کی مار اس ملعون پر ارے اسنے تو نتھنون چنے چبوا دیے۔ کمبخت مہترانی کے ناز مان باپ سے اُٹھوا تا ہے۔ امان کی ازار نخاس مین بیچتا ہے۔ پڑھنے بٹھایا تو اوستاد کی چندیا توڑ کے بھاگا۔ کام پر بٹھایا تو تا کام واپس آیا۔ ملعون شرابی جواری چور اوٹھائی گیرا۔ راتون کو پولیس کے آدمی آ آکے آواز دیتے ہین کہ گھر پر ہے یا نہین۔ ابھی پرسون نیک بختی کی نقد ضمانت مکان گرو کر کے ادا کی ہے۔ ہائے کیا کرون۔ کس ناز نعمت سے پالا اور کیا نتیجہ پایا۔ صاحبزادے فرماتے ہین۔ بڑے میان ہوش مین آؤ تم بیچارے کسی کو کیا پالوگے کبھی کتیا بھی پالی تھی۔ لے چپکے بیٹھے رہو نہین تو دونگا ایک جھانپڑ کہ سیدھا ہو جائیگا۔

آپ ہی فرمائیے یہہ عداوت بجائے جہل تھی یا بعد علم پیدا ہوی۔ (باقی پھر)

راقم:۔ فلاسفر

طاقت دہلی

اس نئے ہفتہ وار پرچے کے دو نمبر ہمین پہونچے۔ پرچہ قدوقامت اور صورت ترکیبی مین "ریاست دہلی" کا مقلد معلوم ہوتا ہے۔ اصل مضامین سے زیادہ تجارتی اشتہار حاصل کرنے مین آج نہین تو کل یہہ ریاست کا ہمپایہ ہو جائیگا۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی خوب ہے۔ صرف چار صفحے تصویرون کے نہین ہین رفتہ رفتہ یہہ کمی بھی باقی نہ رہے تو کچھ عجب نہین طاقت آنے دیجیے۔ ناظرین کی تفریح کے لیے متعدد قصے ہر ہفتہ شایع ہوتے ہین۔ آجکل ہندو مسلمانون کے آپس کی جوتی پیزار کئی پرچون کی بانی مبانی سمجھی جاتی ہے شکر ہے کہ یہہ نومولود اس جھوگے کی بیماری مین مبتلا نہین۔

نمبر ۲ مین "خرمن امن مین آگ لگانے والے ہمارے ننگ وطن معاصرین" کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا ہے اس مضمون مین ایسے اخبار نویسون کو معاندانہ روش پر چٹکیان دی گئی ہین جو نفاق کے بھاڑ مین

پھونس جھونکتے اور اس طرح اپنے دوزخ کے واسطے ایندھن مہیا کرتے ہین۔ تمہید مضمون عمومیت کی حامل ہے مگر تان ٹوٹی ہے "تیج" پر۔ تیج نے شاید کسی مضمون کی سرخی مین بتایا کہ مقتولین کی تعداد غلط لکھدی یعنے ایک ہندو مقتول کی جگہ دس ہندو مقتول لکھ گیا۔ اگر فی الحقیقۃ ایسے اخبار نویسون کو بنگاہ رافت دیکھنا مرغوب نہین ہے تو اڈیٹر صاحب کو دس پانچ مسلم اخباری کاغذون کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے تھی اور جہان "تیج" کا نام لیا تھا وہان دیگر مسلم معاصرین سے بھی تھوڑی سی باز پرس کرلینی تھی۔ باین معنی کہ ان کے مضامین کی سرخیان کتابت کے سہو سے نہین بلکہ عمداً نہایت مفسدہ انگیز ہوتی ہین۔

ایک بڑی بی رات کو اندھیرے مین سوتے سوتے اُٹھین اور بولائی ہوئی پیشاب کرنے چلین راستے مین اونکے صاحبزادے زمین پر آرام کر رہے تھے انکی ٹھوکر لگی۔ بیچاری بے طاقت تھین نہ گرتین تو کیا کرتین۔ گرکے کہنے لگین "نگوڑا اجاڑ مین جاے یہہ کون ہے موا موٹا مسٹنڈا دھنی کی دھنی اتش کی لاش بیچ انگنائی مین پڑا خراٹے لے رہا ہے" لڑکا اوٹھا اور اوسنے کہا اماں مین ہون۔ بڑی بی آواز سنتے ہی اپنے ہو نسنے پر نادم ہوئین اور بات یون پلٹی "وہی کون؟ میرا سینک سلائی دھان پان لڑکا ہے۔ بیٹا مین نگوڑی گر پڑی۔ تیرے کہین چوٹ تو نہین آئی؟ آے ہے میرا پھا ڈسا ڈیل نگوڑے نازک بچے پر گر پڑا"

پس "اپنا پوت سپوت دوسرے کا پوت ڈھنگر" والی پالیسی ہی درحقیقت مفاسد کی جڑ ہے۔

اگر طاقت ہے تو دونون گروہون کو یکسان سرزنش کیجیے۔

"طاقت" کی سالانہ قیمت پانچ روپیہ ہے۔ شوکت علی صاحب فہمی اسکے اڈیٹر ہین۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

بس دل شکستہ ایم ز آسودہ خاطری
یارب کہ عافیت پئے آزار کس مباد

ایک مرید اپنے پیر کے پیچھے پڑگئے کہ حضرت خدا کے لیے مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جس سے مردہ زندہ ہو جائے پیر صاحب نے بہتیرا سمجھایا مگر یہہ کب مانتے ہین۔ آخر اونھون نے چلہ کھنچوایا جب عمل پورا ہو گیا تو ان سے کہا سنو جی تم آدمی ہو بے وقوف یہی عمل تمھاری جان لیگا مرید صاحب بغلین بجاتے گھر کی طرف پلٹے راہ مین ایک جنگل پڑتا تھا اتفاقاً وہان ایک شیر کی مردہ لاش پڑی تھی دل نے کہا عمل کی آزمائش کرنی چاہیے دعا پڑھ کے جو دم کرتے ہین تو میان شیر دم ہلاتے کھڑے ہو گئے۔ خدا جانے کب کے بھوکے تھے سامنے لقمۂ لذیذ جو نظر آیا تو انھین پر چوٹ کر بیٹھے۔ عامل صاحب ایک ہی ڈکار مین ردّ عمل اور عمل دونو فراموش کر چکے تھے شیر نے دوبارہ حیوۃ بخشی کا احسان نہ مانا یہہ کہتے ہی رہے:۔

"میان شیر نیکی کا بدلہ بدی نہین ہے۔ ارے مین بڑا صاحب کمال عامل ہون دیکھو اب کی جو بڑھے تو خاک ہو جاؤ گے"

اوسنے "ہاؤ" کہہ کے ایک ہی طمانچے مین سارا عمل نکال دیا۔

ہمارے مسٹر محمد علی چاہے حکومت کے اس اعلان پر بغلین بجائین کہ عنقریب حکومت تعزیرات ہند کے بند رھوین باب مین نئی دفعہ کی ایک کھڑکی بنائیگی مگر کوئی صاحب عقل چھنے قوانین کے استعمال کو بنظر غائر دیکھا ہے اس بات پر خوش نہین ہو سکتا۔ دُنیا مین اگر مذاہب موجود ہین تو ان مین بحث و مباحثہ بھی ہوگا اور ایک مذہب دوسرے مذہب کی تنقیص بھی ضرور کریگا۔ یہہ تنقیص کتنی ہی نرم و مہذب ہو دوسرے مذہب والون کو بری ضرور معلوم ہوگی۔ آج ہم اتنی سی بات پر خوش ہو جائین کہ نئے قانون کے شکنجے مین ہمارا مخالف پھنس گیا اور ہماری استدعا پر پیر حکومت نے عمل حیوۃ بخش ہمین عنایت کر دیا مگر کل جب ہمارے یہان کے جہلا ایسے حرکات کے مرتکب ہون جیسے مردہ شیر مین جان ڈال دین تو اوسوقت کیا ہوگا؟ یہی کہ سیشن جج صاحبان ہندو وائسے ہائی کورٹ کے تمام جج بھی وہ شے جنہین گورنمنٹ بھی اسلام کی دشمن ہے جناب مولانا عاشق رسول سرفروش اسلام امیر شریعت مفتی شیخ بدھو صاحب جنکے علم کی تحصیل بارہ بنکی سے فتحپور تک ہے بہت بڑے عالم ہین آپ کی جمعیت نے کفار کے "باجیانہ" حملے اسلام پر گوارا نہ کیے اور قلمی جہاد پر آمادہ ہو گئے جو کچھ اونھون نے تحریر فرمایا بالکل بجا و درست ہے اور حکومت نے اون کو گرفتار کرکے مذہبی آزادی مین جو احمقانہ مداخلت کی ہے وہ رنگ لائیگی۔ یہہ قانون ہرگز ماننے کے قابل نہین ہے اسلیے کہ لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ یاروجلسہ کرو"

چلیے جلسون کا دڑبا کھلا چنیم دھاڑ ہوئی مگر خواہ مخواہ بے نتیجہ بیکار عبث۔ مولانا اوسی عمل حیوۃ بخشی کا شکار ہو گئے جسے اون کے عقلائے ملت نے اپنے پیر سے حاصل کیا تھا۔

اسوقت حکومت بھی کہتی ہے کہ محققانہ مباحث اس دفعہ سے

نوٹس بغرض ظاہر کرنے وجہہ کے کہ اجرا کیون نہ کیا جائے

بعدالت جناب مرزا محمد منعم بخت صاحب سکنڈ اڈیشنل سب جج لکھنؤ مقام لکھنؤ۔

مقدمہ دیوانی نمبر ۵۸ پنجم ۱۹۲۴ء۔

مقدمہ اجرائے ڈگری نمبر ۲۶ بابت ۱۹۲۶ء۔

گردہر گوپال ولد رام نرائن رستوگی ساکن اشرف آباد تھانہ چوک شہر لکھنؤ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈگری دار

بنام

لکھیا دت رام

بنام ستیا دت رام عرف ست بھیا پسر و وارث وقابض جائداد بابو ستیا پت رام ساکن گولاگنج تھانہ وزیر گنج شہر لکھنؤ۔ مدیون ڈگری ہرگاہ ڈگری دار نے عدالت ہذا مین درخواست اجرائے ڈگری بمقدمہ نمبر ۵۸ پنجم ۱۹۲۴ء اس بیان سے گزرانی ہے کہ ڈگری مذکور اُس کے حق مین منتقل ہو گئی ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ستائیس ماہ اگست ۱۹۲۶ء اس عدالت مین حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرو کہ اجرا کیون نہ کیا جائے۔

آج بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری بدفتر سکنڈ اڈیشنل سب جج لکھنؤ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

جدید تقریر باتنویر کا انتظار

معتقدین خاص دیسے عرش کا تارا جو اروِن لائینگے — اوس سے ہم اپنے چُرٹ سلگائینگے
مبصرین ناسپاس دیسے ڈھول ہوتے ہیں سُہانے دور کے — ہم سنینگے جب وہ نزدیک آئینگے

مستغنی ہین آپ بھی ہان مین ہان ملاتے ہین لیکن جب اس محققانہ بحث کا فیصلہ ادن حکام کے ہاتھون مین ہو پہنچ جائیگا جنکا وجود یہ تصدق بے حسی حکومت اور بقول ایک فاضل جج ہائیکورٹ الہ آباد کے ملک مین "ڈیسپرٹ راسکلتی" کی نعمت تقسیم کر رہا ہے تو جناب اسوقت بجز رقص ملایانہ و قلندرانہ درویش بر جان درویش کے ہور کچھ بنائے نہ بنیگی۔ اس قانون کے الفاظ شایع ہونے دیکھیے پھر ہم انکی منطقیت پر مفصل بحث کرینگے۔ انجناب نے پریس ایکٹ اور دیگر قوانین حال کے بارے مین جو کچھ پہلے سے کہہ دیا تھا وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ کہی ہوئی بات کا رٹنا چھچھورون اور اوچھون کا کام ہے۔ یہہ روشنئی طبع بلا نہ ہو جائے تب کی سند۔

"یارب کہ عافیت پئے آزار کس مباد"

جدید کارخانہ امیر سازی ہند

بیوقوفون نے خواہ مخواہ مشہور کر رکھا ہے کہ ہندوستانیون کے دماغ سے ایجاد کی قوت بالکل سلب ہو گئی۔ واللہ غلط اور بالکل غلط۔ خدا رکھے ہندوستانیون کو اس گئی گزری حالت مین بھی انھین ایسی اُپج کی سوجھتی ہے کہ ایڈیسن بھکوے کو سات فاقون مین بھی نہین سوجھ سکتی۔ دیکھیے جناب مولوی ابوالکلام صاحب دام کلامہ نے بہار مین امیر الشریعتہ کا پیٹنٹ عُہدہ ایجاد کیا ہماری گورنمنٹ نے بہت سے بے نور سے ستارہائے ہند گڑھے سیکڑون گھر گھسنے خان بہادر تصنیف فرمائے بیسیون نہتے نائٹ ڈھالے درجنون اَن پڑھ شمس العلما اختراع کیے مگر سہ

وہ بات کہان مولوی مدن کی سی

یہہ دوسری بات ہے کہ "غریب نواز" پھلواری شریف اس عہدے کے بارے مین منطقی جحتین نکالتا ہے۔ پھر ان جحتون سے کیا ہوتا ہے منطق چڑیل کی یہہ مجال نہین کہ کسی عُہدے کی تعیین مین چون و چرا کر سکے۔ وہ کون ہوتی ہے ہمارے مصالح مین دخل دینے والی؟۔ علٰے ہذا القیاس مولوی ثناء اللہ صاحب ہندوستان مین "ایک امیر المومنین" کا ڈول ڈال رہے ہین۔ بقول نجاران ابھی "رنگت ڈالی" ہے "چتائی" نہین کی ہے۔

اگر۔۔۔ کے سے خوش دماغ زندہ ہین تو رنگت سے چتائی اور چتائی سے کھنڈائی مین کچھ دیر نہ لگیگی "ایکسمن ملاآل انڈیا امیر المومنین" آپ فرماتے ہین کہ :۔

"پیغمبر اسلام علیہ السلام نے۔۔۔۔۔۔ مسلمانون کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنا امیر کسی نہ کسی کو بنا کر اسکی اطاعت کیا کرین"

اس ارشاد نبوی کی تصدیق یا تکذیب اہل علم کا منصب ہے وہ اس مبنی بر عقل "کسی نہ کسی" کی توضیح فرمائینگے۔۔۔۔۔۔ انجناب مُلا نیستم محدث نیم۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :۔

"بدین ضرورت مسلمانان پنجاب سارے ہندوستان کے لیے ایک مثال قائم کرنے کو اتنا کام کرین کہ خاص اشاعت و حفاظت اسلام کے بارے مین اس امیر کی اطاعت کرنے کی بیعت کرین۔

یعنی "مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" یعنی اگر کل کا تدارک نہین ہو سکتا تو جزو ہی کا سہی۔ یعنی اگر لاش بہت بھاری ہے تو مونچھین اکھاڑ کے مردہ ہلکا کرو۔ یعنی گھوڑا نہین ہے تو نہ ہو گوڑا اور کھریرا اور میخ ضرور خرید لو۔ دو باتین (۱) اشاعت (۲) حفاظت) اسلام کے بارے مین ہین اور دو باتین کسی نہ کسی امیر کے بارے مین ہین۔

(۱) اطاعت (۲) بیعت۔

پھر گہر افشان ہین :۔

"وہ امیر (یعنی کسی نہ کسی یا کوئی نہ کوئی) ایسا صاحب عقل سلیم اور ہمدرد ہو کہ وہ اپنے منصب کو خوب سمجھتا ہو۔ چند آدمی ماہران شریعت اور واقفان قانون اس امیر کے ساتھ شریک کار رہین مگر حکم اسی امیر کا ہو"

واقعی حضرت ہندوستان کی آب و ہوا بالکل اس امیر کے موافق ہو گی خصوصاً اس توضیح کے ساتھ :۔

"اس قسم کا امیر بننے کے لیے میرے نزدیک کسی بڑے عالم فاضل وغیرہ ادر پر حصر نہین بلکہ بحکم "برا کان او فاجراً" عالم ہو یا بے علم صرف لیاقت اور صحیح دماغ رکھتا ہو"

مطلب یہہ ہے کہ اطفال اسلام اس سے اپنی چھلی چھلیا مین ڈھائی کا کام ابھی چھپا اور شاہ ہو گئے۔ اسوجہ سے کہ چھلی چھلیا مین بھی ڈھائی کے واسطے نیک (بر) اور بدکار (فاجر) ہونے کی قید نہین ہے۔ پس ارس بیعت و اطاعت دست و پابستہ گو لالائی تو دہ امیر ساختہ اول شرکاے کار شخص اور امحکوم خود نمایند عذب آن حکم آزاد مجری فرمایند۔ انشاء اللہ اشاعت و حفاظت اسلام دریک دو حکم خواہد شد

اس محکوم حاکم نما کا وظیفۂ خاص کیا ہوگا؟ یہہ :۔

"ارکان اسلام (غالباً شرکاے کار) سے اعضاے جسم کی طرح مختلف کام سپرد کرے"

اعضاے جسم مین معدہ ایک ایسا عضو ہے جو بدل ما تحلل جمع کر کے تمام جسم کے واسطے غذا بہم پہونچاتا ہے پس اول طعام بعدہ کلام ہمین است اصل مرام والسلام۔

آخری جملہ جسے سن کے کوئی صاحب عقل ہنسی ضبط نہین کر سکتا یہہ ہے کہ :۔

"چاہے لاہور کے سر اصحاب مین سے کوئی ہو یا انبالہ کے سید غلام بھیک ہون یا پٹیالہ کے قاضی سلیمان ہون یا امرت سر کے ڈاکٹر کچلو ہون یا لاہور کے مولوی ظفر علی ہون۔ مین نہایت خلوص اور دل تپاک سے اعلان کرتا ہون کہ ایسے امیر کی بیعت سب سے پہلے مین کرونگا"

یاران امارت خواہ! میری میری گتھیان کون؟ کا جواب دو۔ اتفاق کی بات کہ اسوقت ہمارے پاس ایک جید ندوی مولوی صاحب بیٹھے ہوے ہین وہ تجویز بالا کو سن کے ہنسے اور فرمایا کہ رسول اللہ ایک شخص کے سوال کے جواب مین

فرماتے ہین "کہ جب میری سنت پر عمل نہو لوگ ایسی راہ چلین جو ہدایت کے خلاف ہو اور نہین ایسے داعی یا لیڈر یا امام پیدا ہوجائین جو اونھین جہنم مین جھونک دین تو اوسوقت تیرا فرض ہوگا کہ مسلمانون کی جماعت اور اونکے امام کو تلاش کر اور اونکا ساتھ دے۔ اگر یہہ نعمت میسر نہ ہوسکے تو فرقہ بازون سے کنارہ کش ہوکے بیٹھ رہ چاہے اس کنارہ کشی مین تجھے درختون کی جڑین کھاکے زندگی ختم کرنی پڑے" اور یہان یہہ فکرین ہورہی ہین کہ ایک امیر نیک ہو یا بد کہین سے پکڑ لاؤ اوسکو امیر یا امام بناکے اوسکی بیعت کرلو۔ یہہ دیکھ لو کہ اوسکا دماغ صحیح اور ہمدرد ہے یا نہین۔ چلیے خدا کا شکر ہے کہ ہندوستانی مسلمانون کی سب مشکلین آسان ہوگئین۔ کرورون صحیح الدماغ بندے موجود ہین۔ بگیرید و امیر سازید۔

المختصرات

گرماگرم خبر ہے یا (بادہوائی) کہ حضرت ابن سعود بحرین کا سفر ہوائی جہاز پر طے فرمائینگے تاکہ لبصوکی ہوائی ہوا سے بچی بچائی ایک آنکھ کی بصارت کو چشم زخم نہ پہونچے۔ اور یہہ کہنے کو نہ ہو کہ بعد از خرابی بصرہ (بصو) سفر ختم ہوا۔ لوگ کہتے ہین کہ ایک ہی دن مین سارے جہان کے گرد "چکر" لگانے کی یہہ ابتدائی مشق ہے۔ جسکا وقوع قیامت مین ایک ذات خاص سے منسوب ہے۔ عقاب پر تخت کسواکر ایک اولوالعزم بادشاہ نے بابل کے نواح مین آسمان پر حملہ کیا تھا عجب نہین کہ وہی تیر کمان حضرت کے ہمراہ بھی ہو کیا معنی کہ نام کا قافیہ ملتا ہے۔

کارٹون ملاحظہ کیجیے۔ داہنے بائین کا خیال نہ فرمائیے ... صاحب کی مرضی پر دست بخشی موقوف ہے۔ دنیا بامید قائم خوش باشون کا مقولہ ہے اور ہم از دست شکستہ چہ خیزد "ما یوسون کا۔ اب "ارونائیل" فرشتہ جو کچھ فرمائے۔

حکایت۔ شیخ احمد بخش صاحب لکھنؤ کے بڑے رؤسا مین سے تھے مگر مرحوم گالیان بہت بکتے تھے ایک روز اتفاق سے حکیم مہدی مرحوم وزیر اودھ حمام گئے تو حمام خانہ مین شیخ صاحب سے ملاقات ہوی۔ حکیم صاحب نے کہا مینے سنا ہے کہ آپ گالیان بہت دیتے ہین۔ شیخ صاحب فرمانے لگے "کون ولدالزنا مادر بخطا حرامی کہتا ہے؟" اگر اس جواب سے حکیم مہدی مرحوم کا دعویٰ باطل ہوگیا تو اون ہندو مسلمان اخبار نویسون کا جو ایک دوسرے کو گالیان دیتے رہتے ہین یہہ قول بھی مطابق عمل ہے "کہ انھائیو فحاشی و فتنہ انگیزی بڑی چیز ہے اس سے پرہیز کرو۔ اوسکی شرافت اور اوسکے نطفے مین فرق ہے جو ایسی حرکتین کرے" یا انیہمہ امید ہے کہ دو تین برس سے ہم جو مسلسل مضامین اصلاح جرائد پر لکھ رہے ہین ضایع نہونگے۔ اب نقل حرف و حکایت و افسانہ طرازی نہین ہے۔

ایک اخبار نویس صاحب پوچھتے ہین کیا "حیوانات مطلق مین چھٹے حواس ہوتے ہین؟" تعجب اس بات پر ہے کہ پرندے اور چوپائے آئندہ کا حال معلوم کرلیتے ہین برخلاف ان کے میان حیوان ناطق صاحب اپنے پشت کا حال بھی نہین جانتے۔ اب ان سے کون کہے کہ قوت نطق عطا کرنے والے نے سو نعمتون کی ایک نعمت یعنی استخراج کلیات کا مادہ عنایت کرنے کے بعد کسی اور چیز کا محتاج نہین رکھا۔ آپ اگر زلزلے اور بارش کا حال بذریعہ حدس معلوم نہین کرسکتے تو "مقیاس الموسم" بناسکتے ہین۔ یہہ کچھ کم ہے بلکہ اکثر حیوانات پیدا ہوتے ہی اوچھلنے کودنے پیرنے کھانے پینے چرنے چگنے لگتے ہین۔ مگر آپ کو ہر بات سیکھنی پڑتی ہے جھولے کے لیے رتی اور ٹوکرا درکار ہے پہیون بہون چلنے کے بعد گھٹنون چلنے کی ضرورت ہے۔ اور بھی اگر قوت نطق و عقل سے استعفا دیدو تو شاید یہہ چھٹی حس تمھین بھی ملجائے۔ لیس للانسان الا ماسعیٰ۔

مسٹر رنگا آئر نے باران دیدہ مسٹر لائڈ جارج سے ملاقات فرمائی بڑے میان نے کہا کہ جو کچھ لارڈ ارون ہندوستان کے متعلق تجویز فرمائینگے برٹش گورنمنٹ اوسے منظور کریگی۔ یا رو تم اسے یون سمجھو کہ لارڈ ارون جو سبق لندن سے پڑھ کے آئے ہین وہی تجویز فرمائینگے اور برٹش حکومت اوسی کو منظور کریگی۔ یہہ سوال غیر ضروری ہے کہ وہ کیا پڑھ کے آئے ہین جو کچھ پڑھا تھا اوسکا آموختہ پہلے ہی سنا چکے ہین سیلے ہی تین تو میان مویڈی منگ کے نقش قدم پر قدم رکھو۔ اب اگر کوئی تازہ سبق پڑھایا گیا ہو تو اوسکا ہمین علم نہین۔

مسٹر رنگا آئر یہہ بھی اچھی خبر لائے ہین کہ وزیر ہند (لارڈ برکن ہیڈ) کو اتنی مہلت ہے کہ اونھین ہندوستان کی جانب توجہ ہو۔ نہ اونھین اون ضروری امور کا علم ہوتا ہے جنکی فہرست کوئی دوسرا اونکی اطلاع کے لیے مرتب کرے۔

واقعی اگر یہہ صفات نہوتے تو وہ وزیر ہند کیون مقرر کیے جاتے۔ وزیر ہند کے معنی ہین کم فرصت و بے پروا۔ اللہ آج اونھین کسی ہندوستانی رئیس کی پردہ نشین جورو بناتا تو جس کا گھر آباد کرتے وہ اس بھولے پن پر لاکھ جان سے نثار ہوتا۔ مرحوم ارل ونٹرٹن کا لسان الوزیر بنا ایک معمے تھا جواب حل ہوا۔

نمونہ یا زحمت

اگر اودھ پنچ سے یہہ توقع رکھتے ہین کہ وہ بے سروپا مضامین سے اون کا جی بہلائیگا تو یہہ بیجا بیت ہے۔
اگر یہہ امید ہے کہ بد زبانہ اخبار کا مجموعہ اودھ پنچ مین دیکھیے گا تو یہہ امید کبھی پوری نہ ہوگی۔
افسانہ ہائے تعلیم خودکشی و تلقین الحاح و زاری بھی اس مین نہین ہوتے۔
فرضی خبرین جنکا ما حصل "یدخلون فی دین اللہ" یا "بارہ ہزار ملکانون کی شدھی" ہو۔ نہین ہوتین۔
ہان اگر آپ دلچسپ و ظریفانہ انداز مین سیاسی و اخلاقی دلچسپ مضامین کے مطالعہ سے اپنی معرفت بڑھانا چاہتے ہین تو نمونہ ملاحظہ کیجیے۔
مگر نمونہ دیکھنے کو وی پی کی زحمت نہ دیجیے منی آرڈر بھیجیے ورنہ تعمیل نہوگی فقط

مینجر

اشتہار

عرائس افکار جن کے شوق دیدار مین شائقین محو انتظار تھے یعنی ہدیۂ اثنا عشریہ مصنفہ عالم و ناظم بے نظیر جامع المفاخر الحاج الزائر مولانا محمد مظفر علیخان صاحب سفیر دام فیضہ الکثیر الی یوم حسب جلد اول چھپکر شائع ہوگیا شاہدان نظم و نثر کی رعنائی دلربایانہ منظر نما رونما اس عروس زیبا کا نظر لطف سے کرم قسمت ما مع محصولڈاک اور وی پی بارہ آنہ ہے کل اقل بہت باقی جلدین اول سے بیچ چکا ہین اہل نظر کے قدر کرنے پر انشاء اللہ آیندہ طبع ہوکر مطبوع ناظرین ہونگی۔
لکھنؤ محلہ شاہ گنج مکان نمبر ۱۱ مؤلف طالبین طلب فرمائین

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر ال ۷۸۳
اودھ پنچ لکھنؤ
غذاء روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ پیشگی وری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ نادہی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکے تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ناچیز شما لبسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ ڈاکیہ صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین کا ڈگھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے بعد ... پانچ چار ... شکایت نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارہا خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔
پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدت خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ... متعلق ... خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت کی پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۴

مضامین غیر

(۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء)

منطق آرا بیگم بنام لارڈ ارون

نمبر ۲

واہ لاٹ صاحب خوش رہو۔ گویا میرا پہلا خط تمھین نہین ملا جبھی تم نے کوئی پروا نہین کی اور اسمبلی نے مذہبی توہین کے قانون کا مسودہ بغیر ملک کی رائے لیے کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ خیر تم جانو تمھارا کام جانے۔ اس چٹ منگنی پٹ بیاہ کا نتیجہ تو کچھ ہوگا وہ بھی بندی کو ابھی سے معلوم ہے کہو تو کہہ دون مگر جو لوگ مسودے پر غور کرنے کے واسطے تعینات کیے گئے ہین وہ برا مان جائینگے۔ مین سمجھتی تھی کہ تمھاری مرضی ہندو مسلمانون مین ملاپ کرانے کی ہے اسلیے پہلے اسی مسودے کی منطقی برائیان لکھنے بیٹھ گئی۔ تم نے اپنی تقریر مین جس بات پر بہت زور دیا ہے وہ آپس کی لڑائی بھڑائی کی مذمت ہے۔ تم کہتے ہو کہ مینے ہندوستانی لیڈرون سے اپیل کی تھی کہ وہ امن وامان کا خیال رکھین اور مل جل کے رہین۔ مین پوچھتی ہون کہ مذہبی توہین کا قانون پاس ہو جانے کے بعد کیا امن وامان قائم ہو جائیگا؟ اجی توبہ کرو۔ الٹین اوس چاٹنے سے پیاس بجھتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب تک انصاف اور عدالت کا دور دورہ نہو اور قانون قاعدے کا باغ انصاف کے پانی سے نہ سینچا جائے اوسوقت تک یہ امید بالکل فضول ہے۔ تمکو پہلے خط سے معلوم ہوا ہوگا کہ میرے نواب نے دوسرا محل کر لیا ہے مین اپنی آنکھون سے دیکھتی ہون کہ ڈیوڑھی مین اوڑے چڑھے ہین اور کار چوبی جوڑے برابر تیار ہو رہے ہین دل اندر سے کھولتا ہے کہ میان کو نہ گھر کی فکر ہے نہ بچون کی اپنی پیاری چاہیتی جان کے لیے جوڑے بنوایا کرتے ہین۔ بس کلیجے سے ہوک اوٹھتی ہے کیا کر دون بے بس ہون لے تمھین منصفی کرو کہ جب کلیجے کا یہ عالم ہے تو بھلا خورد محل سے ملاقات ہوتے پر کیون نوک جھوک نہو۔ میان زبان سے تو کہتے ہین کہ مل جل کے رہو۔ واللہ تم دونون کی دانتا کلکل نے عیش تلخ کر دیا ہے۔ مگر یہ نہین دیکھتے کہ خود اپنا طور طریقہ کیا ہے۔ اعتدال سے زیادہ چاہ پیار کا اثر دوسرے کے دل پر کیا ہوتا ہے۔ یہی حال یہان کے اون حاکمون کی ہے جو سمندر پار سے آتے ہین۔ ایک ہندوؤن کی سی کہتا ہے دوسرا آتا ہے تو اوسکے راج مین مسلمانون کی چڑھی بارگاہ ہو جاتی ہے۔

مین یہ نہین کہتی کہ میان نے دوسرا محل کیون کیا؟ مردون کے یہی ہتکھنڈے ہین اور آجکل تو بہو بیٹیان ایک پر نہین بیٹھتین پھر وہ تو مرد بچے ہین اللہ نے مردانی صورت بنائی ہے وہ کیون ایک ہی ڈیوڑھی پر دھونی رما کے بیٹھین مگر ایسی باتون سے بھروسا جاتا رہا اب یقین نہین ہے کہ میان سے کوئی سچی شکایت کرونگی تو وہ سنینگے کہ آئندہ شکایت نہ پیدا ہو جو میان پر قابو ہوتا تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی میان پر قابو نہین ہے تو سارا نزلہ بی خورد محل پر گرتا ہے کہ نہ یہ ہوتین نہ مجھے مفت جلنا پڑتا۔ اے خدا سوت کی بیماری تو دشمن کو بھی نہ دینا ارے اس موئی ڈائن کے کارن مین چڑچڑی بد مزاج جھلّی ہو گئی اون لوگون پر بھی غصہ کر بیٹھتی ہون جو خیر خواہ اور دوست ہین۔ میان "ای جمی" سے رہنے کی فرمائش اسلیے کرتے ہین کہ اونکا عیش تلخ نہو اور انگریز امن وامان سے رہنے کی ہدایت اسلیے کرتے ہین کہ اونکے مزے مین کھنڈت نہ پڑے اپنے مطلب سے جو قانون قاعدے مقرر کر رکھے ہین وہ ابتر نہونے پائین چاہے رعایا کی جان مال پر کچھ ہی گزر جائے۔

مین پوچھتی ہون کہ جلیان والے باغ کے واقعے کے بعد کیا ہندو مسلمانون مین میل جول کو قائم رکھنے کی حکومت نے کوئی فکر کی؟

اوس زمانے کے اخبار دیکھو تو تمھین معلوم ہوگا کہ وہ حاکم جو ہندو مسلمانون کے روز لڑنے جھگڑنے پر آنکھین نکالا کرتے تھے اس میل ملاپ پر آنکھین نکالنے اور غرّے ڈبے دکھانے لگے۔ دو غلے اخبارون مین جنھین پڑھے لکھے لوگ اینگلو انڈین پیپرس کہتے ہین کیسی کیسی چہ میگوئیان ہوئین کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ کبھی انکی انجمنون کو باغیانہ بتایا کبھی انھین سازشی ٹھہرایا۔ میل ملاپ ہو جانے پر ولایت والے بھی بہت بھنّائے ایک نے کہا دیکھ لینا چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ۔ دوسرے نے کہا جو آج ہم اپنا پاؤن درمیان سے نکال لین تو قدر عافیت معلوم ہو۔ تیسرے نے کہا یہ غیر آئینی اتحاد ہے اسے قائم رکھنے کی ضرورت نہین۔ جتنے منہ اوتنی باتین۔ کانگریسی لوگون کا خیال ہے کہ ریڈنگ صاحب کی چالبازی سے آخر یہ غیر آئینی اتحاد خاک سیاہ ہوا۔ ایک پنڈت جی سرکاری پیار اخلاص کا لطف اوٹھا رہے تھے۔ یہ دن اور کبھی کاہے کو دیکھنے نصیب ہوے تھے اونھین کے چلتون حضور رسی کی اجرت قینچی کی طرح قومی اتحاد کی جھاڑو کا بندھن کاٹ گئی نام ہوا اون کا کام ہوا سرکار کا۔ اب خدا جانے یا ریڈنگ اور پنڈت جانے کہ اصلیت کیا تھی مگر دیکھنے والون نے دیکھ لیا کہ میل ملاپ کی خواہش اوپری دل سے تھی۔ ورنہ اس اتحاد کو غنیمت سمجھ کے خود ریڈنگ ایک گول میز کانفرنس جمع کرتے اور میل ملاپ مین کھنچاؤ تناؤ پیدا کیے بغیر ایسا انتظام کر دیتے کہ پھر جدائی نہ ہوتی۔

لاٹ صاحب مینے رہ رہ کے غور کیا کہ سرکار نے ان بھانت بھانت کے جانورون مین میل رکھنے کے واسطے کبھی کوئی تدبیر کی تو دل اندر سے کہتا ہے کہ نہین۔ یہ قانون کہ انگریزی رعایا کے دو گروہون مین نفرت پیدا کرنا جرم ہے ان دو گروہون کے افراد پر ضرور ایک حد تک قابو رکھ سکتا ہے لیکن اون لوگون پر اسکا کوئی قابو نہین جو ہڈی ڈال کے کتے لڑواتے ہین۔ ہڈی کتون کی غذا ہے بھوکے کتون کو ہڈی دینا دفعہ ۱۵۳ کی حد مین نہین آتا بالے باہر رہتا ہے۔

اگر مین تمھاری جگہ لاٹ یا لاٹن ہوتی تو اصلاحات کی ہنڈیا مین جو لڑوانے والی ہڈی ہے اوسے پہلے نکال ڈالتی پھر اسمبلی اور لیڈرون کے سامنے کھڑے ہو کے کہتی کہ اب جس ہڈی پر تم لڑتے لڑواتے تھے وہ باقی نہین رہی۔ خبردار جو کوئی بھونکا تو چٹے بھنور کلی سے سامنا کرنا پڑیگا۔ ایک ہڈی ہو تو کوئی کہے۔ ممبرون کے انتخاب کا

طریقہ بڑی ہے۔ عہدون کا تقرر بڑی ہے۔ خطاب بڑی ہے قانون بڑی ہے۔ ایک کی فتح دوسرے کی شکست بڑی ہے۔ اسمبلی کے ارکان کو تمنے اجلاس مین بُلا کے جھڑکی دی سچ پوچھو تو وہ بھی بڑی ہے اس بڑی پر لڑائی تو نہو گی مگر دل مین ضرور فرق آئیگا۔ اس جرم کو وہی خوب سمجھ سکتا ہے جسکا پھیپڑا اسُوت نے تکا ہو۔

تمھاری ساری تقریر کی مثال یہہ ہے کہ جیسے کہین چھرا چل رہا ہو کسی کی ناک مین بو جائے اور وہ ناک پر رومال رکھ لے۔ بیشک خون خچر لڑائی جھگڑائی چلتے چھیڑ کی چرا ہندسے تمنے اپنی تقریر مین بیزاری دکھائی ہے مگر تمھارا کام صرف یہی نہین ہے کہ ناک پر رومال رکھکے بھری محفل مین کٹواے ہے مانس گند مانس گند۔ اپریل سے جولائی تک کہان سنتے (کلکتہ) کے سر پر بالکل شیطانی روح چڑھ بیٹھی تھی انسانیت کا ذکر ہی نہ تھا۔ ایمان و خلاق اور عقل کا پتا نہ رہا تھا یہہ تو ایسی باتین ہین جن کی وجہ سے ہر عقلمند کو جیسی کہ مین ہون ناک پر رومال رکھنا پڑا لیکن تمھارا یہہ کام تھا کہ تم جھگڑے کو آگ سے علیحدہ کر دیتے کہ پھر بو نہ پھوٹتی۔

میرے لاٹ صاحب دیکھو بُرا نہ ماننا۔ جو کچھ مین کہہ رہی ہون تمھارے بھلے کو کہتی ہون۔ مینے دھوپ مین چونڈا سفید نہین کیا ماشے اللہ نو جائی دس کھلائی۔ تجربہ کار۔ جہاندیدہ لڑکے بالے والی سوتون کی چوٹین جھیلی ہوی ہون پھر یہہ بھی سمجھ لو کہ تم سے اور مجھ سے خدا لگتی کوئی عداوت نہین ہے۔ جو خیر خواہ ہوتا ہے وہ دل جلانے کی بات کہتا ہے ہندوستانیون مین یہی دستور ہے۔

تم خود ہی کہتے ہو کہ سال بھر سے زیادہ زمانہ گزرا جو تمنے ہندوستان کو آپس کی تو تو مین مین پر پھٹکار بتائی تھی اور سمجھدار لوگون سے اپیل کی تھی کہ امن چین کا خیال رکھین۔

الحمد اللہ سال بھر گزر گیا اور تم خالی خولی چکنم اور کشش و پیچ مین مبتلا رہے وہی مثل ہے "گھڑی بھر گھر جلے اڑھائی گھڑی کا بھدرا" بھلا آتے ہی اگر یہہ چنگاری مولوی کی دستار اور پنڈت کی پگیا سے ہٹا دیتے تو یہہ لوکا ہرگز ہرگز نہ اوٹھتا۔

ایک تھے مولوی وہ ایک پڑھاتے تھے مگر زرکا نیے القاب آداب کی فکر زیادہ رکھتے تھے۔ لڑکا کھانا لایا اور کہنے لگا مولوی صاحب کھانا لیجیے۔ مولوی صاحب کو آیا غصہ کہنے لگے اے بدتمیز ناشدنی مینے تجھکو بارہا سمجھایا کہ بغیر القاب آداب کے بزرگون کا نام نہ لیا کر تو کسی طرح نہین مانتا۔ لڑکا تھا شرپر سُن کے چپ ہو رہا۔ اتفاق سے ایک دن مولوی

برٹش طاقت

آزاد سرحدی

رعایائے ہند

"ہائین ہائین یہہ کیا! ۔ سنبھلو خان ۔ سنبھلو" "یہ بُز فربہ ۔ قابل شکار ۔ اور تم کیا کرتا"

صاحب کے مقدس عمامے اور علم کے پیمانے پر حُقّے سے اُوڑ کے ایک چنگاری پڑی اور آہستہ آہستہ کپڑ وٹی کی ہوی کیمیا کی ہانڈی پر اپنا عملہ دخلہ کرنے لگی۔ صاحبزادے خاموش دیکھا کیے خبر نہوے جب دیکھ لیا کہ آنچ دماغ کی لبدی سے قریب ہے تو بڑھ کے دست بستہ عرض کی:۔

"جناب مستطاب معلے القاب مستغنی عن الخطاب گردون قباب ہلالی رکاب عظمت ایاب حشمت مآب خداوند خدا ئیگان مرشد مرشدان قبلۂ عالم و عالمیان مشفق و دستگیر شاگردان نوردیدہ علم و حکمت چراغ حرم علو فت نیر چرخ ابہت قمر فلک ہدایت مخزن مفاخر و مکارم فخر اکابر و اعاظم الورع التقدیس المتمسک بعروۃ الشریعۃ المطہرہ الاعلم العلیم الفہیم النظیف الشریف ابن الشریف ابن الشریف مولانا و سیدنا و مخدومنا و مطاعنا دام ظلکم العالی بدوام الدہر و اللیالی بآداب فدویانہ و انکسار غلامانہ التماس حقیر سراپا تقصیر تراب قدم جناب عالی متعالی یہہ ہے کہ عمامۂ اقدس پر جو کہ بفضل خداوند قدیر ذو الجلال سحاب مکرمت و ابر گہربار دین و حکمت ہے ایک آتش پارۂ ناچیز و وحش ہوا پر سوار ہو کے مثل آتشیز و پران شرر انداز ہوی ہے اور قریب ہے کہ بوتۂ علم گداز یا فوخ مقدس کو پتیال کرے۔ لہٰذا مناسب و انسب ہے کہ فانوس عمامہ کو قندیل دماغ سے دور فرما کے مصروف اطفائے شرر ہون مبادا کہ پنبہ زار موے سفید مثل خوشۂ جوار کا کان آتش دیدہ ہو جائے۔ اور آسیب داغ دماغ کو مثل اجاغ روشن کر دے و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین آمین۔ آمین۔ الف آمین"

القاب کی رام کہانی ختم نہوی تھی کہ گنجی چندیا آبلہ دار ہو گئی۔

تخفیف قیمت

اودھ پنچ کے متعلق شاگردان مدارس کی کثرت خواستین آتی ہین شرط ضروری یہہ ہے کہ درخواستون پر ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر کی تصدیق ہو تو سالانہ قیمت پیشگی بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ اور ششماہی بجائے تین روپیہ کے دو روپیہ آٹھ آنے کا منی آرڈر قبول کیا جا سکتا ہے۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مولوی صاحب بیچارے پٹے کے ہاتھ دکھانے اور اپنی
کھوپڑی کی مرمت آپ ہی کرنے لگے۔
تم نے بھی یہی کیا آئے تو کچھ دنون سفر کی خستگی ماندگی
دور کرتے رہے پھر سنا تو آج یہان دعوت کے مزے اڑا
رہے ہین کل وہان شکار سے جی بہلا رہے ہین۔ سال بھر
سے زیادہ شیطانی روحون کا تماشا دیکھتے رہے یہان
سر پھٹول ہوی وہان جوتی پیزار ہوی۔ اتنے یتیم ہوے
اتنی سہاگنین بیوہ ہوین اتنے جیل خانے گئے۔
اب تو یہہ عذر بھی نہین ہو سکتا کہ "بعض ہماری عملداری
کو مضبوط کرنے کے لیے ہندوستانی آبادی مین مدد نہین لی تھی"
وہ دن لد گئے جب خلیل خان فاختہ اڑاتے تھے بائیکاٹ
کی جگہ اب "بھائی کاٹ" ہے۔ ستیاگرہ کے عوض "ستیا
ناس گھر" ہے۔ خطاب بھی سر جھکا کے بصد قبول کیے
جاتے ہین۔ وکالتین اور نوکریان چھوڑنے کی وبا بھی
ہوا ہو چکی (پانچ چار برس ہو گئے) وہ قول بھی بول کی
دھار مین بہہ گیا کہ "یا سر نہین یا سر دہی نہین۔ آزادی
یا موت" آخر کون سی دشواری تھی جو تم نے آتے ہی
"اون اختیارات سے" کام نہ لیا جو تمکو "از روے
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ" حاصل تھے؟ رہی یہہ بات
کہ ہندوستانیون کے آپس کی جوتی پیزار مار دھاڑ
سے اٹھارہ مہینون مین ڈھائی سو آدمی مارے گئے
اور ان کی موت سے تمھارا دل کڑھا تو بیشک
حق بجانب تمھارے ہے ایک حاکم کو ایسا ہی رحمدل
ہونا چاہیے میرے نواب صاحب کی طرح نوج کوئی
سخت دل ہو کہ نگوڑی خورد محل روز چپاتی پر مونگ
دلتی ہے اور وہ ایک "اونہہ" پر ٹال دیتے ہین یا لاٹ
چلمسفورڈ کا سا خدا نہ کرے کوئی کٹر ہو
کہ جلیان والے باغ مین ڈائر اور اوڈوائر نے ڈھائی
سو سے کہین زیادہ آدمی بھاڑے کی طرح بھون دیئے
پھر بھی تیور دن پر میل نہ آیا اور معلوم نہین کتنے مونپلے
عاشق کی آرزوؤن کی طرح ایک گاڑی کے دل مین
تلے اوپر گھسیٹ کے دم سے سرکاری فوجدارون نے
مار ڈالے مگر کان پر جون نہ رینگی۔ ہندوستان مین یہہ
کوئی بڑی بات نہین ہے "تو سو گئے میرے ڈنڈ پر لکھے"
مرنے کے لیے دنیا بنی ہے۔ ٹھوکرون سے تلیان بھنتی ہین

تبھی مرتے ہین اور آپس مین لڑتے ہین تب بھی
ملک الموت سے آمنا سامنا ہوتا ہے۔ بقول تمھارے
یہ رشک و حسد کے جذبے حافظہ کی وصلی سے اون
تاریخی پچھلے واقعات کو رگڑ دیتے اور ان پر ریشمی گہرا
خوشنما خوبصورت پردہ ڈال دیتے ہین جن سے تہذیب
و انسانیت کو کبھی نقصان پہونچا تھا۔ پچھلی باتین
یاد رہتی ہین نہ اوس پچھتاوے کا اثر دلون پر باقی
رہتا ہے جو لڑنے بھڑنے کے بعد ہوا تھا۔ لیکن یہہ خاصیت
رشک و حسد کے جذبون ہی مین نہین ہے بلکہ ساری
خلقت بھلکڑ ہے وہ احسان بھی جلدی بھلا دیتی
ہے۔ اور دوسرون کی خیر خواہیان بھی بھول جاتی ہے۔
اپنے وعدون سے بھی بے پروا ہو جاتی ہے۔ دوسرون کی
خدمتون کی طرف سے بھی غفلت کرتی ہے۔ اپنا برا
وقت بھی یاد نہین رکھتی۔ "معاف کرو" پر عمل ہو یا
نہ ہو "بھول جاؤ" برابر ہوتا ہے خدا کی سنوار ایسے
چھیتے پر جو یاد دلانے پر بھی سونٹھ کی ناس لیے رہے۔
خدا کا شکر ہے کہ تمنے بات نہ بھولنے والا حافظہ
پایا ہے تمھین اٹھارہ مہینے کی تمام فسادی کارروائیان
یاد رہین اور انھین کی بنیاد پر تم لوگون سے پوچھتے ہو کہ
"آئینی ترقی کے موضوع مین فسادات کا اثر ہندوستان
پر کیا ہوگا؟" مین سب کی طرف سے جواب دیتی ہون
کہ یورپ کی لڑائی مین تن من دھن سے ہندوستانیون
کی مدد کا جو اثر ہوا (بشرطیکہ بھولا نہ دیا گیا ہو) وہی اثر
ہوگا۔
مانگنے والون کو روٹی کے عوض پتھر ملا تھا۔ بھوک مین
پتھر پیٹ پر باندھا جاتا ہے۔ ایک کمیشن بیٹھے گا اوسکا
خرچ ہندوستانیون کی گاڑھی کمائی سے لیا جائیگا۔
مونہا چونہی ہوگی۔ ایک زمین کی کہیگا ایک آسمان
کی۔ دعوتین ہونگی اوسکے بعد لوگ چوتڑون سے ہاتھ
پونچھ کے اپنی اپنی راہ لینگے۔ کارروائی کی ترتیب مین
دیر ہوگی انتظار مین لوگون کی آنکھین پتھرائین گی
یکایک صدا سنائی دیگی کہ اصلاحات و اختیارات
اسوجہ سے ناکام رہے کہ بے وقت شہنائی بجائی گئی تھی
اب انہین کی توخیر کیا ہوگی کمیشن سفارش کرتا ہے کہ
بھاری بھاری موٹے موٹے خلائی کرتے لی انڈیا جائنگی

نازک کلائی سنبھال نہین سکتی سوت کے نیلے ڈورے
باندھ دو۔ یہہ کیا واہیات بات ہے مرغیان دینے سے
کیا فائدہ اونسے کہو اچھی اچھی خوبصورت ولایتی بلبلیان
پالین۔ دس برس تک ان کے بچے لڑتے جھگڑتے دنگا فساد
کرتے رہے انتظام مین ابتری ہوی گورے حاکمون کی ایک
فوج نئی رکھنی ضروری ہے۔ والیسراے کے اختیارات کم نہ
کچھ اور بڑھنے چاہئیں تاکہ ان مخصوص اختیارات سے
کام لے کے وہ پاس کیے ہوے قانون کی ناک مروڑ دیا کرے
اور اس طرح ہندوستان رفتہ رفتہ آزادی کی پگڈنڈی پر
ڈھیکلی کرتا ہوا پہونچ جائے۔ زراعت مین سائنٹیفک طریقے
اختیار کیے جائین۔ آلات لندن مہیا کریگا۔ غرض اسطرح
کی اوپری؟ اور دکھاوے کی دو ایک سفارشین ہونگی
ان بے تکی سفارشون پر بھی گورے چمڑے والے بلبلا اٹھینگے
ہائے ہائے ہم لٹ گئے۔ اب تو ہندوستان مین ہمارا رہنا
تک دشوار ہے۔ ہم سے ہندوستانیون کی حکومت نہین
اوٹھ سکتی۔ یورپین ایسوسی ایشن ایک طرف اینگلو انڈین
ایسوسی ایشن دوسری طرف۔ پھر حکومت ان سفارشون پر

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(بدست فوام ورثہ ثبت کے لیے)

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)

بعدالت جناب مولوی سلطان احمد صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر
درجہ اول بہردوئی مقام بردوئی۔

راجہ بہادر راجہ ردکرن سنگہ صاحب رئیس تعلقدار دھرم پور کشیاری ملک
بنام مسماۃ جیلا بیوہ رام راسنابر ہمن کاشتکار بستوتھا پرگنہ ساندی
ساکن حال پلیم پور ضلع فرخ آباد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعا علیہ
واضح ہو کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت لگان کے دائر
کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۴ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء وقت ۱۰ بجے
بمقام ہردوئی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی
واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے
ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوا اور
جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کے لیے
مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے
کہ اسی روز اپنے جملہ گواہون کو جنکی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات
جن پر تم تائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔
اور تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ
بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۲۶ء
جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

دستخط شاکر علی اہلمد

مہر عدالت

غور کرینگی اور انہین اپنی شقین نکالینگی کہ گوری آبادی کے دل کی انگیٹھی مین جو آگ دہک رہی ہے اوسپر پانی پڑ جائے ۔ اور ہندوستانیون کی آپس کی جنگ "چلو ہوا کھاؤ" بہت دے دیا اب زیادہ ہوس ٹھیک نہین پہلے اپنی صورت تو دیکھ لو پیشاب کرکے دیکھو ۔ یہ منہ اور مسالا" کہنے کا بہانہ بنجائیگی ۔ کیا" یہی کہ یہی بات ہندوستانیون کی آن ہے ایک انگریز کو یاد ہے ۔ اور تو سب باتین ذہن سے اوتر گئین ۔

مہربان لاٹ صاحب تمنے سال بھر تک بزرحمت ہندوستانیون کی اتحادی پر گہری نظر ڈالنے مین اوٹھائی اوسکا شکریہ ہندوستانی ادا نہین کرسکتے ۔ اسلئے تم ہوا اندر کر تمھاری تنخواہ چوگنی ہوجائے تمھارے حافظہ مین اتنی ترقی ہو کہ اپنے فائدے کی سب باتین یاد رہین ۔ نظام حیدرآباد اپنا کل خزانہ تمھاری قوم کے حوالے کردین ۔ تمھارے ملک مین جو کیمونسٹ اور کیپیٹسٹ کی جنگ چھڑی ہے وہ موقوف ہوجائے ۔ اور دونون کی ستی بھولے ۔

مگر مین اتنا ضرور کہونگی کہ سال بھر تک " واقعات پر ریویو" کرنے مین تمنے اوس ماٹیس کے بھی کان کاٹے جو اپنے مالک کے ساتھ ایک سرا مین ٹھہرا وہان خبر تھی کہ چورون نے آجکل بہت سر اوٹھایا ہے ۔ میان گھبرائے کہ خدانخواستہ میرا گھوڑا کہین چور نہ لیجائین ۔ بدھو سائیس سے کہا کہ بھائی جاگتے رہنا ۔ اونھون نے کہا بہت خوب سرکار آپ اطمینان رکھیے مین رات بھر جاگا کرتا ہون ۔ میان پڑکے سورہے آپ جانیے تشویش کہین چین سے سونے دیتی ہے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی میان بدھو کو آواز دی " ارے بھائی کیا کرتے ہو"

بدھو " حضور جاگتا ہون اور اس فکر مین ہون کہ آسمان کیونکر تھما ہوا ہے نہ تھونی نہ کھمبا "

میان " بھائی ہشیار رہنا ۔ اور گھوڑے کو دیکھتے رہنا "

بدھو " بہت خوب آپ نشان خاطر رہیے "

میان پھر سورہے اور پھیر دھڑکے مین آنکھ کھلی ۔ پکارے ۔ اجی بدھو کس فکر مین ہو ؟ ۔

بدھو " خداوند جاگتا ہون اور اس فکر مین ہون کہ اونٹ کے پیٹ مین مینگنیان کون بناتا ہے دیکھیے کیسی ایک ڈال ڈھلی ہوئی ہوتی ہین "

میان " اللہ تمھاری فکر دفع کرے ۔ خدا کے لیے گھوڑے کی فکر رکھو "

بدھو " کیا مجال چورون کی ۔ مین تو جاگ رہا ہون "

تھوڑی دیر آنکھ بند ہوئی تھی کہ پھر چونکے ۔

میان " بدھوا ے بدھو ۔ ارے بھائی کس فکر مین ہو "

بدھو " حضور اب یہ فکر ہے کہ میخ جو زمین مین گاڑی جاتی ہے تو اسکی ہستی کہان چلی جاتی ہے "

میان " بھائی تمھاری فکرین انوکھی ہین ۔ کہین چور طمع نہ لے جائین ۔ بھائی گھوڑے سے غافل نہ رہنا "

بدھو " غفلت کیسی قسم لے لیجیے جو پلک سے پلک لگی ہو "

لمحہ بھر کو نیند آئی تھی کہ دل نے ٹھوکا دیا ۔

میان " ارے بھائی اب کس فکر مین ہو "

بدھو " حضور بھلا آپ بتا سکتے ہین کہ بیگن پر لُک کون پھیرتا ہے "

میان " خدا خیر کرے تمھاری فکرین قیامت کی ہین "

اکثر صبح ہوتے میان کی آنکھ کھلی حسب معمول بدھو سے پوچھا کس فکر مین ہو ؟ بدھو اوٹھ کے بیٹھے اور کہنے لگے مین ریویو کر رہا ہون کہ چور تو گھوڑا لے گئے اب چار جامہ حضور کی پشت مبارک پر کسا جائیگا یا بندہ کندھے پر لادیگا ۔

ہندوستان کے امن وامان کا گھوڑا چور لے گئے ۔ تم اور تمھارے دوسرے بھائی " فکر" اور " ریویو" مین مشغول رہے جب صبح ہوگئی تو کہتے ہو کہ لیڈرون دوڑو تمھاری مدد درکار ہے روحانی قوت تو مدد کرو انسانی ہمدردی تو چل ۔ سر فرانسیس نے ۱۹۴۲ء مین گرجا بنایا اور وسپر یہ کتبہ لکھوایا گیا یون ہوا دون ہوا اسکے معنی یہی ہین کہ " میری میری گوئیان کون چار جامہ پیٹھ پر بندھوائے کون" انگلستان کے لوگ آزاد تھے اور اب بھی ہین ہندوستانی غریب غلام ہین جو یہ چاہتے ہین کر نہین سکتے ۔ اسکے علاوہ اب انکا لیڈر کوئی نہین ہے ۔ لیڈری کے دڑبے مین تو میان ریڈنگ آگ لگاگئے ۔ اسمبلی اور کونسل کے ممبر دوٹون کے لیڈر ہین دوٹون کے لیڈر نہین ہین یہ قانون بنوا سکتے ہین قوم کی مٹھی بندھوا نہین سکتے ۔ ہان تم حاکم ہو زبردستی ان کی پیٹھ پر چار جامہ کس دو ۔ جاہل کو شمس العلما بنا سکتے ہو تو نااہل کو لیڈر رہنا تا کتنی بڑی بات ہے ایسا ایک ایسی تکتی جو تمھارے مزاج اور تمھاری غرض کے موافق ہو ہروقت ممکن ہے بلکہ آج بھی ہے ۔ چاہے اسے ملکی آزادی کیساتھ کوئی لگاؤ نہو ۔

اس باہمی جنگ نے کوئی نقصان تمھین نہین پہونچایا ۔ چند بار بھی انھین کی گنجی ہوئی اور جیلخانے بھی یہی گئے ۔ ہان جیل خانے بھیجنے کی زحمت البتہ حاکمون کو ہوئی ۔ اس زحمت کی معافی لڑنیوالے نہین مانگتے تو مین اونکی طرف سے مانگے لیتی ہون ۔

خیر جی ہوگا اب اس ذکر کو جانے دو ۔ مین نہایت خوشی کے ساتھ دیکھتی رہونگی کہ تمھارے فرمان بردار لیڈر ایکا پیدا کرنے مین کامیاب ہوتے ہین یا اس ایکے مین کوئی نیا جھنجھٹ کھڑا کردیتے ہین ۔ خدا وہ دن لائے ایک سال " ریویو" مین گزر گیا تو دوسرا بھی سال مبارک ہو کہین یہ نیر تو مٹے ۔ طرفین کے شرائط کی فہرست ساہی کی آنت ہے ۔ تعصب اور جلن کا بازار گرم ہے ۔ ایک ایک شرط پر سالہا سال بحث ہوا درے ہوجائے تو سمجھو کہ بڑی بات ہوئی ۔ باجا گاجا مسجد مندر اردو ہندی گاے سور ۔ تبلیغ سدھی تنظیم سنگھٹن ۔ رام لیلا محرم کتھا اور مولود ۔ یا اللہ ایک بات ہو تو کوئی کہے ۔

مجھے امید ہے کہ صاف لفظون مین جب بھی تمھین دوسری تقریر کا موقع ملے کوئی مفید بات سبب ملاپ کرو گے مین

آگرہ مین یونانی طبی اسکول

چند ماہ ہوئے کہ حسب منشا گورنمنٹ طب یونانی کو ترقی دینے کی غرض سے بصدارت آنریبل نواب سید آل نبی صاحب رئیس آگرہ طبی اسکول کا افتتاح بمقام شاہگنج ہوچکا ہے جسمین روزانہ سہ پہر سے شام تک طب یونانی کی تعلیم ۔ عربی ۔ فارسی ۔ اردو زبان دیجاتی ہے ۔ شائقین فن طب کے لیے بہترین موقع ہے کہ اس درسگاہ سے فائدہ اٹھائین تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لیے مفصل پراسپکٹس بلا قیمت ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر جناب فخر الحکما حکیم سید مبارک علی صاحب عالم لکھنوی مقیم شاہگنج آگرہ افسر مجاز طبی اسکول آگرہ سے طلب کرین ۔

المشتہر ۔ سید عبد اللہ سکریٹری طبی اسکول آگرہ

"خوان بڑا خوان پوش بڑا۔ کھول کے دیکھو تو پھونکا پڑا"

تمہید وائسرائے "جہاں کے افراد محاسن اخلاق سے خالی ہوں وہاں خود مختار حکومت برائے نام ہوگی ..... "

تلخیص پنچ "لہذا اے اہل وطن اس عظیم الشان تمہید کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اونٹ کے منہ کو زیرہ"

سال بھر دیر لگانے کا تم بیان کر کے مجھے مطمئن کر دوگے۔
اے ہاں میں شہری عورت ذات ناقص العقل فقط
راقمہ منطق آرا بیگم
بقلم فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

سب سے تعصب کا طوفان

قانون توہین مذہب کا مسودہ پیش ہوتے ہی بیلاگ طبیعتوں کے جوہر کھلے۔ سب تو خیر مگر سید مرتضےٰ صاحب دیگر سلامت رواداری سے بہتر رہے آپ خدانخواستہ اس بل کو عوام میں پیش کیے جانے کے درپے کیوں ہونے اسلیئے کہ یہہ متعصبوں کا کام ہے۔ لہذا آپ نے بل کمیٹی کے سپرد کرنے کی حمایت فرمائی اور بے تعصبی کی علامت یا بین فرمایا:۔

"مین یہہ گوارا کر سکتا ہون کہ دیکھوں کہ مکہ معظمہ آگ سے جل رہا ہے لیکن مین یہہ نہین گوارا کر سکتا کہ کسی دوسرے شخص کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہونچایا جائے" (منقول از ہمدم ۸ ستمبر) اللہ رے گوارائی۔ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر ست
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر ست

شاعر نے بظاہر مشہور حدیث سے اقتباس مطلب کیا ہے:۔

"قلب المومن عرش اللہ" عرش اللہ اوسکی نگاہ مین کعبہ سے زیادہ وسیع ہے۔ قرآن کی ایک آیت بھی دل کو جلوہ گاہ قدرت مقدسہ بتاتی ہے۔ سودا کہتے ہین ؎

ارض و سما کہان تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

مگر کعبے مین آگ لگنے کو اس فیاضی کے ساتھ کسی رند نے بھی شاید گوارا نہ کیا ہوگا۔ ہمنے اصل الفاظ نہین دیکھے ترجمہ دیکھا ہے۔ ترجمہ مین غلطی کا امکان ہے۔ عجب نہین کہ سید صاحب کا مطلب کچھ اور ہو اور کہہ گئے ہون کچھ اور کیا ہوا جرعت کی زبان پھسل ہی جاتی ہے۔ یعنے آپ کہنا چاہتے تھے کہ مذہبی چھیڑ چھاڑ کے ذریعے سے دل دکھانے کو مین ایسا سمجھتا ہون جیسے کعبہ مین کوئی آگ لگا دے۔

لیکن آپ کی مراد اگر یہہ نہ تھی تو پھر ماننا پڑیگا کہ مکہ آنکھوں کے سامنے آتش بازی کا قلعہ بنے تو اس سے آپ کے مذہب کی توہین نہ ہوگی۔ آپ اسے گوارا کر لینگے۔ امید نہین ہے کہ آپ کی گوارائی کی داد کسی غیر مسلم کی طرف سے دیجائے وہ خواہ مخواہ سوء ظن مین مبتلا ہوگا کہ جو کعبے کا دھڑ دھڑ جلنا گوارا کر لیتا ہے وہ بت خانہ کی پروا کب کریگا۔ مسلمان اپنی جگہ کہینگے کہ گوارائی دلیل بے تعلقی ہے:۔

"یہہ گھر مٹا مبارک وہ گھر جلا سلامت"

جاپان مین زلزلہ آیا تو کسے پروا ہوئی۔ گجرات مین سیلاب آیا ہے ہم مزے سے ٹانگ پھیلا کے سوتے ہین۔ ہمین زار روس سے کوئی تعلق نہین اگر ہم کسی موقع پر کہین کہ واللہ جوانی تمنے اپنی بی بی کو گھور کے دیکھا تو ہمین اتنا ہی ملال ہوگا جیسے زار روس کے قتل کا۔ سچ ہے "بلاء الانسان فی اللسان"

دست حق پرست پر مسلمان ہونا

یہہ ایک نیا محاورہ ہے۔ اسلام عبارت ہے چند اعتقادات سے جو کوئی انکو دل سے مانتا اور زبان سے اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے۔ ان معتقدات کو ہاتھ سے کوئی واسطہ نہین مگر کچھ دنوں سے یہہ رسم جاری ہوی ہے کہ کسی شاہ صاحب یا مولوی صاحب کے دست حق پرست پر بیٹھ کے آدمی مسلمان ہو تو وہ قابل افتخار مسلمان ہوتا ہے "پر" کی ظرفیت نہایت لطیف ہے واہ رے "پر"۔ واقعی "می پرانند دمی پرند" اس قسم کی تبروں سے خواہ مخواہ عصبیت کو ترقی ہونے کے علاوہ غریب اخبار نویس مفت کھینچا تانی مین پھنستے ہین۔ کسی دل لگی باز نے قلم اٹھا کے لکھ بھیجا:۔

"مکرمی جناب اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مژدہ باد کہ آج بتاریخ ۷ ماہ پانزدھم عقائدی کو سری سوامی ۲۵ ا گپتا نند جی نے قبلۂ عالم احقیت خداوند عالم کیون نہین کہتے امولانا پیر محمد حسن میان صاحب مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر اسلام قبول فرمایا اور اونکا اسلامی نام گیوالاسلام رکھا گیا۔ خدا استقامت بخشے اصل یہہ ہے کہ مولانا کے فیض نامتناہی سے عالم عالم مستفیض ہو رہا ہے فقط

سادہ لوح اڈیٹر صاحب نے مارے خوشی کے جھٹ اس دل لگی بازی نامہ کو شایع ہی تو کر دیا نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ چلیے ہفتہ دو ہفتہ کے بعد نوٹس چلا آتا ہے:۔

"پنڈت گردھر ناتھ وکیل مجاز از طرف سری سوامی گپتا نند جی۔

بنام اڈیٹر اخبار "دہشت"

واضح ہو کہ آپ کے اخبار مورخہ۔۔۔۔۔ کے صفحہ۔۔ مین میرے موکل کی نسبت ایک خبر شایع ہوی ہے جس سے میرے موکل کی سخت توہین ہوی اور مالی نقصان بھی پہونچا۔ اوسکی برادری اوس سے برافروختہ ہوگئی لہذا آپ کان پکڑ کے اوندھے ہو کے میرے موکل کو سجدہ کیجیے ورنہ آپ کے خلاف بارہ جوئی مناسب عمل مین آئیگی۔ یاد رہے کہ اندر ایک ہفتہ کے سجدہ کیجیے ورنہ بعد انقضاے میعاد آپ کی داڑھی ہوگی اور ہمارا ہاتھ"

اب اڈیٹر صاحب کے واسطے دو ہی راستے ہین یا تو سجدۂ حماقت ادا فرمائین جو کہ سجدے کی نئی قسم ہے۔ یا کچہری کے پھیرے کرتے رہین اور قسمین کھا کھا کے بیان فرمائین کہ ہماری نیت ہرگز توہین کی نہ تھی بلکہ ہماری نگاہ مین تو

پنڈت جی بہ نسبت سابق کے اب بہت زیادہ باوقعت ہوگئے۔ دیکھ لیجیے یہہ خود ... آیا تھا جسنے قبر ... نقل کی ہے۔ سزا اور برائت حاکم صاحب کے اختیار مین ہے۔ نیت اچھی دیکھی تو چھوڑ دیا نہین تو پڑھے گھر کی ہوا کھانے بھیجدیا۔ "دست حق پرست" کو کیا پڑی ہے جو اعانت فرمائے۔

الغرض یہہ کام تجارتی عنوان سے مسلمان بھی کرتے ہین اور ہندو بھی۔ گویا تمام پرچے اسوقت مشن کے فرائض انجام دیتے ہین ان کی کوئی خاص پالیسی نہین ہے خرابی یہہ ہے کہ اگر دست حق پرست کے کارنامے بڑی بڑی موٹی سرخیون سے نہ شایع ہون تو دست حق پرست کا شیشہ کا سر سنگین ہوجاتا ہے۔

اللہ دست حق پرست کی چوٹ سے بچائے۔

المختصرات

بخت نصر نے دانیال نبی سے اپنی آرزو بیان کی کہ تمہاری صورت کا ایک بچہ پیدا ہوجاتا تو مجھے خوشی ہوتی۔ اونھون نے فرمایا کہ یہہ کوئی دشوار بات نہین۔ قوت مصورہ کو تصورسے قوی لگاؤ ہے۔ جب بیگم صاحب سے خوش فعلیون کا وقت آئے تو میری شکل وصورت پر دھیان رکھ کے جو چاہے کرو بچہ میری شکل کا ہوگا۔ وہی ہوا۔

سنتے ہین کہ ڈفرن ہاسپٹل رنگون مین واجد علی شاہ مرحوم کا معرکہ سلطانی ایک عورت کے یہان پیدا ہوئرا لیجئے ... کا انگلا دھڑ آدمی کا معلوم ہوتا ہے کہ ... والد کرم بیٹ رہنے کے وقت قیصر باغ کے ... مین بیٹھے تھے۔

نیل کا ... نے ... مثل تو سنی تھی مگر ... بچی ... انھون نے نیل کی مورت ... کرکے بار ی بار ی جاتے اور گرفتار ہوتے ہین۔ قانون کہ نیل کا ... لامتی سے کبھی ابر سست نہ تھا وہ اس جگہ کو سنگین مورت کی آبائی جاگیر سمجھتا ہے اور حملہ کرنے والون کو بے دھڑک سزا دے دیتا ہے۔ جو قانون بے جان تپھر کی طرف سے عوض لینے کی

قدرت رکھتا ہے عجب ہے کہ اب بھی اوسمین اضافہ کی گنجائش باقی ہے۔

شعرا فرضی سنگین مورت سے معشوق بے پروا و بے حس کی تشبیہ دیتے ہین مگر خود پتھر کے نہین ہوجاتے سنگین دل سنگین جگر ہونا بھی ان معشوقون کے اوصاف مین داخل ہے۔ قوت مصورہ کا تصور سے متاثر ہونا اوپر بیان ہوچکا اور "من توشدم تو من شدی" کا فلسفہ بھی بہت مشہور ہے۔ لہذا اگر کسی ظریف شاعر کے ساتھ عشق دل لگی پر آمادہ ہوجائے اسکے دیگر اعضا کو چھوڑ کے صرف گردہ پتھر کا بنا لے تو کوئی عجیب بات نہین۔

ہمارے شہر کے مشہور بے بدل ظریف شاعر منشی سید مقبول حسین صاحب کے ساتھ عشق نے یہی دل لگی کی اور ان کے گردے مین پتھرین کے گھس گیا پہلے تو علاج ہوتا رہا آجکل ڈاکٹری علاج بھی ظرافت سے خالی نہین ایک نبض دیکھے دوسرا قارورہ ملاحظہ کرے۔ تیسرا خون جانچے۔ چوتھا اکسریز کی عکس ریزی فرمائے۔ پانچوان زبان کا ... چھٹا تشخیص مرض کرے۔ ساتوان نسخہ لکھے تب کہین علاج کی ریل گاڑی کے پہیون مین تیل پڑے۔ اور ان جملہ مراحل کے بعد اعلے درجے کا علاج آپریشن ہے جو اکثر کامیاب ہوتا ہے نہ مرض رہتا ہے نہ مریض غرض ہمارے دوست ظریف صاحب علاج کرتے کرتے

عاجز ہوگئے تو پہونچے بھوپال وہان ایک گوشہ نشین فقیر نے دوا کے ساتھ سنگریزے کھلائے اب ہے بڑھاپا ہے

تال سوکھ پر پٹ بھئے ہنسا کہون نہ جائین
باندھے پچھلی پیت کے سو کنکر چن چن کھائین

نتیجہ فضل خدا سے خوب ہوا اوپر کی پتھرلی دوا اندر کی پتھریون سے لڑی اور اندر والی مغلوب ہوکے پیشاب کی راہ سے نکلنے پر مجبور ہوئی ہے

رنگ لایا یہہ جنون اپنا ظریف
موت کی دعا ہے سے پتھر نکلے

شکر ہے کہ سنگین وگردہ گداز مرض عشق بہ گیا۔ مبارک باد۔

آخر خاندان قزلباش کے مقدمہ کا اونٹ اس کل بیٹھا کہ نواب محمد علی خان صاحب جیت گئے اور سردار نثار علی بیگ ہارے یہہ فتح و شکست خلاف امید نہین لوگ پہلے ہی سے کہتے تھے کہ خان بہادر محمد مہدی حسن صاحب جس دیوانی مقدمہ مین پیروی کرتے ہین اوسمین کامیابی نہین ہوتی۔

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

یہان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED. NO. A.783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATER TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
ARISTOTLES
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
۱۹۲۷ع
जीलद
नः १२
جلد ۱۲
دوازدہم
M.B. KHAN
ARTIST
DOBAWAN
LUCKNOW.

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنجائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ماینجیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نا داری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اپریل کی پہلی دُنیا سے ناپید جنتریوں سے نابود
ہوجائے سارا فساد اسی کا ہے فقط۔

راقمہ مشغلق آرا بیگم

پتو کی نواسی

لاحول ولا قوۃ۔ کیا غلطی ہوئی ہے۔ اجی حضرت پنچ۔ ایک اخبار میں ایک صاحب نے لکھا ہوا دیکھا "از قلم پتو کی نواسی" دل نے کہا کہ بھئی ہندوستان نے ماشاء اللہ خوب ترقی کی ہے "پتو کی نواسی" ایسی قابل ہے کہ مردوں کے کان کاٹتی ہے قلم کی اتنی تیز ہو کر لیڈروں کا قلم اور لکچر دینے والوں کی زبان اوسکا مقابلہ نہیں کرسکتی اسکا نانا "پتو" کوئی غیر معروف شخص ہے نواسی نے اوسکا نام خوب روشن کیا نواسی کا یہہ عالم ہے جو کہ دختری اولاد ہے تو "پوتی" یعنے پسری اولاد کا کیا حال ہوگا وہ تو آسمان پر بھی مشکل سے قدم رکھتی ہوگی۔ مگر جب مضمون دیکھنا شروع کیا تو بہت تعجب ہوا ہر جگہ "میں کہتا ہوں میں گیا۔ میں گوارا نہیں کرتا میں پسند کرتا ہوں۔ میں اتفاق کرتا ہوں" ضمیر مذکر کا استعمال اپنی نسبت کررہی ہے یہہ کیا معاملہ ہے کہیں اسنے "مرد ساز" کارخانے کی ہوا تو نہیں کھائی اور "غدود بدلوں" کی بدولت بی گھرلیسی سے میاں گھرلیسا تو نہیں ہوگئی لیکن پھر مزید غور و فکر سے معلوم ہوا کہ اضلاع لاہور کے ضلع میں ایک مقام ہے "پتو کی" اور "نواسی" کے معنی ہیں "ساکن" لکھنے والے حضرت نے "ساکن پتو کی ضلع لاہور" لکھنا خلاف شان ناگری بنیان خیال فرمایا اور مؤنث "نواسی" ہونے کی پروا نہیں کی۔ حالانکہ مضمون اُردو ہے اور تمام مضمون میں کسی مقام پر کوئی لفظ ٹھیٹھ ہندی نہیں ہے۔

مولانا پنچ آپ نے ہمیشہ ثقیل عربی و فارسی انگریزی الفاظ کی بھرتی کی مخالفت کی کیا ہندی کے غیر مانوس الفاظ قابل طرح نہیں؟

کیا "پتو کی نواسی" کو آپ یہہ ہدایت نہیں کرسکتے کہ "باشندۂ پتو کی" لکھو تاکہ تمھیں کوئی مادہ نہ سمجھے اور "پتو کی نواسی" میں جو "تجنیسی ذم" ہے اوس سے محفوظ رہو۔ قرض ہمیشہ احتیاج کے وقت لیا جاتا ہے۔ مگر اُردو کے وارث احتیاج و ضرورت کے بغیر اُسے مقروض بناتے چلے جاتے ہیں یہہ قرض آخر رنگ لائیگا اور تمام جائداد قرق ہوکے بحق غیر نیلام ہوجائیگی۔ خیر باشندہ و ساکن کی جگہ "نواسی" کہنے والا تو اتنا ہی ملزم ہے کہ اوسنے عام و مشہور لفظ استعمال نہیں کی اور تجنیس کی خرابی سے ایک مضحک پہلو اوسکی تحریر میں نکل آیا۔ بھلا آپ اون چوریچ ٹوٹے ہوؤں کو کیا کہینگے جو لفظ گڑھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اصطلاحات بھی اُردو ہوجائیں حالانکہ عربی میں جب غیر زبانوں سے علوم کا ترجمہ ہوا تو مرادف اصطلاح الفاظ نہ ملنے پر ترجمہ کرنے والوں نے عین اصطلاح نقل کرلی۔ مثلاً شفا میں "طرا خودیا" یعنی "ٹریجڈی" اور "قمودیا" یعنی "کمیڈی" بعینہ یا حروفی تغیر کے ساتھ موجود ہے یہہ ڈرامے کی اصطلاحیں ہیں۔ چونکہ عربی میں ان کے ہم معنی الفاظ نہ تھے لہذا شیخ نے اپنے بیان کی کسی لفظ پر چھری پھیری اور نہ اوسکے معنی ملیٹ کیے نہ کوئی ایسی لفظ گڑھی جو عربی نہ ہو اور عربی بولنے والے اوس کے لغوی و اصطلاحی معانی سے ناواقف ہوں۔

افسوس ہے کہ بی اُردو خانم انھیں چوریچ ٹوٹے ہوؤں کے چلتوں اس نئی آفت میں مبتلا ہوگئی ہیں۔ اور حیدرآباد دکن کی اُردو یونیورسٹی کی غلط قدر افزائی نے ان چوریچ ٹوٹوں کا بازار گرم کر رکھا ہے چنانچہ آج ہمنے ایک مضمون میں "زندریزے" کی نئی اصطلاح دیکھی۔ ہو نہ ہو یہہ اصطلاح کسی "دُم ریزے" کی ایجاد ہے۔ حال کی علمی تحقیق کا دعوےٰ ہے کہ نباتات و حیوانات بلکہ بعض مخصوص جمادات میں بھی جنھیں زندگی کا شرف عنایت ہوا ہے چھوٹے چھوٹے کیڑے پائے جاتے ہیں جو آنکھوں سے نہیں خاص آلات سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کیڑوں کو اب لوگ جراثیم کہنے لگے ہیں اور یہہ لفظ عوام کی زبان پر بھی جاری ہے "جراثیم" "جرثومہ" کی جمع ہے۔

"مُنہ میں پکڑے ہوں۔ تم دُم کی طرف سے بل میں گھسو"

جرثومہ ہر چیز کی اصل و بنیاد کو کہتے ہیں اور اُس خاک کے ڈھیر کو بھی جسے چیونٹیاں اپنے بھاڑے اور مسکن کے طور پر اکثر درختوں کی جڑوں میں جمع کرتی ہیں۔ "گرد" کو بھی کہتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے ذروں سے مرکب ہوتی ہے۔ اس خاک کا ایک ذرہ اگر کہیں پڑا ہو تو آنکھ سے نہیں دکھائی دیتا۔ اسلیے جرثومہ اور اوسکی جمع جراثیم ان کیڑوں کے واسطے ایک مناسب اصطلاح ہے۔ انگریزی و عربی سے جو کتابیں اُردو میں ترجمہ کی گئی ہیں ان میں ان خوردبینی ذرہ ہائے حیوۃ کو

جلد ۲۱ نمبر ۳۵

مضامین غیر

(۱۷ - ستمبر ۱۹۰۶ء)

منطق آرا بیگم بنام چیرمین میونسپل بورڈ لکھنؤ

چیرمین صاحب!

مین انگریزی نہین جانتی - اسی سے مجھے معلوم نہین کہ چیرمین کے معنی کیا ہین - لو اب سے پوچھا تو وہ کہتے ہین "چیر" کے معنی "کرسی" اور "مین" کے معنی آدمی، چیرمین یا "کرسی کے آدمی" کو کہتے ہین یعنی جو کرسی پر بیٹھے - مینے کہا کون کرسی یہ قصبہ؟ جہان مولوی شرر صاحب رہتے تھے - تو کہنے لگے نہین ابی یہی کرسی جس پر بیٹھتے ہین - پلنگ - کیا تخت گیا پیڑھی گئی لکڑی کی کرسی رہ گئی - آجکل کرسی پر بیٹھنے کا عام رواج ہے اور میری سمجھ مین یہ بات زری مشکل سے آئیگی کہ آخر آدمی کے کرسی پر بیٹھنے سے کیا شان زعفران لگ جاتی ہے -

خیر وہ کچھ ہی ہو مینے لکھنؤ کے اخباری کا غذ وںن مین تمہارا ایک بیان چھپا ہوا دیکھا اوسکے بعض فقرے "کرسی نشین" نہین ہین - کاکوری نشین ہون تو ہون - بھئی دیکھو مین پہلے ہی سے کہے دیتی ہون کہ مین نہ مسلمانون کی طرفدار ہون نہ ہندوؤن کی - بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ مجلس اور مولود شریف کی صحبتین بازارون مین نہونی چاہئین ایسی صحبتون کے واسطے گھری ہوی جگہ ہو تو مناسب ہے - دوسری مسلمان بہنون کو اختیار ہے چاہے اس بارے مین میری طرف سے ہامی بھرین یا نیلے پیلے دیدے نکالین - تو کرسی کے آدمی صاحب یا چیرمین صاحب تم یہ نہ سمجھنا کہ ایک مسلمان بیگم تمھین طعنے دیتی ہے - ادنی ہون - مین ہون ہنسوڑ ہنسی دل لگی کی بات جب ذہن مین آجاتی ہے تو پھٹ سے کہہ دیتی ہون -

خیر - اب سنو مطلب کی بات کہ جب امین آباد پارک مین مولود کا جلسہ کرنے کے لیے تمھارے سامنے درخواست پیش کی گئی تو تمنے دیکھا کہ گیارہ آدمی جلسہ ہونے کے حامی ہین اور گیارہ انکاری ہین تو تمھین یہ کلیہ فراموش نہ کرنا چاہیے تھا کہ "وجود بہتر ہے عدم سے" بہتر ہے کہ جلسہ ہو جائے تھوڑی دیر چہل پہل ہوگی - اتنے بھلے مانس خوش ہونگے - آج یہہ خوش ہوتے ہین کل کتھا کرنے کی درخواست ہندوون کی طرف سے ہوگی تو اونکی خوشی کر دینگے - تمھارا یہہ کام تھا کہ "کرسی" پر سے کھڑے ہو جاتے اور کہتے بھائیو ہل مل کے رہو یہہ کوئی تبلیغی جلسہ نہین ہے - ربیع الاول کے مہینے مین ہمیشہ ایسے جلسے ہوتے ہین اور ہر گھر مین ہوتے ہین - ان جلسون کی بدولت فرنگی محل مین اس مہینے کا نام "شہر الطعام فی طفیل خیر الانام" رکھا گیا ہے لوگ تا بہ "نبت ریش" یعنی جہان سے داڑھی اوگتی ہے وہان تک پیٹ پاٹتے اور معجون کونی سلیمانی نمک - عرق ہاضم ترش (سلفورک ایسڈ) چجبریڈ کھا پی کے اسفل و اعلے سے ہوائین نکالنے کے بعد ان ثقیل کھانون کو ہضم کرتے ہین - پس بھوکی آتما کا ثواب لو مجھے یقین ہے کہ اگر تم یہہ تقریر کرتے تو ان گیارہ ہندوون مین سے دو ایک ضرور مسلمانون کے شریک ہو جاتے - کیا ان گیارہ مین دو ایک باھمن (برہمن) بھی نہ تھے؟ جنھین بھوکون سے ہمدردی ہوتی - اوسوقت رائے کی کثرت سے فیصلہ کرنے مین تمھین کوئی دشواری نہوتی - اگر تم پہلی تدبیر پر عمل کرکے اپنا ووٹ مسلمانون کے حوالے کرتے تو مصلحت کا خون نہوتا اور اگر دوسری تدبیر چل جاتی تو قانون تمھارا ساتھ دیتا - لیکن تمنے جواریون کی منطق پر عمل کیا - سنتی ہون کہ جناب پیر اشہد اصاحب جو آخر عمر مین عالیجناب پیر بخش صاحب ہوگئے تھے جواریون کے پیر تھے ایک مرتبہ قمارخانے مین کسی نے کوڑی پھینکی وہ نہ پٹ گری نہ چت - جنکو پٹ مین فائدہ تھا وہ کہنے لگے کہ پٹ ہے دانت ہین نہین دکھائی دیتے - جنھین چت مین فائدہ تھا وہ دعوے دار ہوے کہ واہ یہہ چت اور اسکا باپ چت کھکھلا تو رہی ہے - آخر پیرجی بلائے گئے اونھون نے تیوری چڑھا گردن ہلا کے فرمایا "اچی بچے (یہہ) نہ چت ہے نہ پٹ بچے (یہہ) تو کلے کے جور (زور) پر یونہی کھڑی ہوی ہے - اسے پھر سے اوچھالو" یہہ منطق اگلے زمانے کی ہے اب اسکا رواج نہین ہے میونسپل بورڈ کی میز جو سرپا گکیسی تھین ہے نہ چت پٹ کوئی منطقی مسئلہ -

اب رہا یہہ عذر کہ اپریل کی پہلی تاریخ ایک قانون پاس کیا گیا تھا جس نے ہر ایک مذہبی مجمع کی امین آباد پارک مین بندش کر دی تھی اور تعطیلت اوسکی پابندی کرنی لازمی ہے - تو چیرمین صاحب تم ہی خیال کرو کہ اپریل کی پہلی اس انگریزی زمانے مین بھلا اس قابل ہے کہ جو تجویز پاس کیجائے اوسپر عمل درآمد ہو؟ - تم کیسی باتین کرتے ہو -

اپریل کی پہلی تاریخ ہنسی دل لگی کے واسطے خاص ہے سنتی ہون کہ اس دن لوگ بیوقوف بنائے جاتے ہین جسکی شامت آتی ہے وہ بن ہی جاتا ہے - اور شاید اس دن کی حماقت ہی کا یہہ اثر ہو کہ بموجب دفعہ ۱۰۳ کے اس تجویز کی منظوری لوکل گورنمنٹ سے حاصل نہ کی گئی - لہذا یہہ تجویز ابھی تک نہ چت ہے نہ پٹ "کلے کے جور پر" اونگلی بچاکے "فول" بنا رہی ہے - اپریل مئی جون جولائی اگست پانچ مہینے کا زمانہ منظوری تصدیق اور تکذیب کا فتوے لینے کے لیے بہت تھا - تمھارے اختیار مین تھا کہ کیل کانٹے سے لیس ہو جاتے تصدیق اگر ضروری ہے تو اس حالت مین ادھوری دلیل پیش کرنی منطق کے بالکل خلاف ہے - علاج یہی تھا کہ اس سال اجازت دیتے اور دوسرے سال کے واسطے عذر کرتے - شاید جوش مین بھرے ہوے ہندو جب دیکھتے کہ معاملہ آخری ہے اور ایک ہی دن کا ہے ضرور طرح دیجاتے اور اس طرح سانپ بھی مرتا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹتی -

اگر "ترجیح بلا مرجح" کی مصیبت سے بچنے کا یہی ذریعہ تھا کہ کوڑی پھر سے پھینکی جائے اور چت پٹ کا حال کھل جائے تو جس شخص یا گروہ کا داؤن تھا اوس سے کہا ہوتا کہ دوبارہ کوڑی اوچھالو - تمنے اپنے سر یہہ آفت کیون مول لی - مرحوم عالی جناب پیر اشہد اکی پیروی کیون نہ کی - جو مسلمان ممبرون کو یہہ کہنے کا موقع ملا کہ دیکھا کر گئے نہ اپنی قوم کی پچ - اللہ کرے یہہ موی

"جراثیم" سے تعبیر کرنے والے سے کوئی غلطی نہین کی ہے اور عام ہو جانے کے بعد اب کسی دوسری لفظ کی ضرورت باقی نہین رہی۔ لہذا فرمایئے کہ جز و مہ وجراثیم کی جگہ "زندہ ریزہ اور زندہ ریزے" (بہ علامت جمع اردو کم کہنے کی وجہ کیا ہے۔ افسوس ہے "زندہ ریزے" کا واضع معنوی ذوق مین اوس گنوار کے برابر بھی نہین جس نے ایک نواب کو چوڑی دار گھٹنا پہنے دیکھ کے پوچھا۔

"کا ہے ہو نواب صاحب یہ تم کا اکیا پہنے ہو"
نواب "بھائی یہ چوڑی دار گھٹنا کہلاتا ہے"

گنوار "یو تو اچھا نا ڈن (نام) نا ہین (نہین) ہے۔ ایکا (اسکو) ہم پنچ (ہلوگ) پنڈ گھٹنا کہت ہین جب تم پا ۔۔۔ ہو تو ہمار (ہمارا) ادیرے گھوٹ گھامت نیچے تہین (نک) آوت ہے" اس گنوار نے بات کہی تو گنوار پن کے ساتھ مگر لگتی ہوی کہی "زندہ ریزے" کی طرح لطافت سے خالی نہین کہی "زندہ ریزے" کے موجد سے زیادہ قابل افسوس حالت اوس یونیورسٹی یا دار الترجمہ کی ہے جس نے دماغی قابلیت کا امتحان لیے بغیر ایسے افراد کے ہاتھون مین وضع اصطلاحات کا سا دشوار کام سپرد کیا جو الفاظ کے لگاؤ سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہین۔ اور شاید اونھین قدیم وجدید علوم کے اصطلاحات کا تعلق لغوی معانی کے ساتھ بھی معلوم نہین۔ فارسی کے علمی رسالے اگر ایسے ہی جو پنچ لوٹے ہوتے تو "جراثیم" کا ترجمہ وہ بھی "جراثیم میکروبیا" کے عوض "زندہ ریزہ ہا" کرتے۔ مگر اونھین بھلا ایسی در کی کب سوجھتی ہے جبتک کوئی علمی "چیان ریزون" کی فہرست مین نام نہ لکھوائے اوسوقت تک ایسی سوجھ بوجھ پیدا نہین کرسکتا۔

ایک حاضر الوقت دوست کا خیال ہے کہ وضع اصطلاح مین واضع نے تخفیف کا فن صرف کرکے ہر قسم کی اصطلاح سہولت سے وضع کر لینے کی راہ کھول دی ہے یعنے "زندریزے" کی اصل "زندہ ریزہ ہا" تھی "ہ" سے واضع یا موجد لونظر ہے "زندہ" سے "ہ" خارج کردی اور "ریزہ ہا" سے بھی دو عدد ہائے ہوز بدر کر دین۔ اگر اونکا یہہ قیاس صحیح ہے تو واہ پھر تو کوئی دشواری باقی ہی نہین رہی۔ اتنا بڑا محکمہ حضور نظام نے بیکار کھولا اسے بھی اصطلاح تخفیفی کے سوراخ مین بند کرنا چاہئیے۔

کوئی کیون دماغ کھپے جو اصطلاح وضع کرنی ہوی اوسکے حروف مین سے کچھ حرف انتخاب کرلیے۔ چلیے مہم سر ہو گئی مثلاً "تقابل العدم والملکہ" ایک اصطلاح ہے اسے "زندریزے" کی طرح اردو مین "تق دم ل" کہہ دیجیے جھگڑا چکا۔ اے حضرت ابھی آپنے سنا ہی کیا ہے۔ سنیے زندریزے کے جینگی پوٹے (اقسام) بھی ہین۔ نقطے لکیرئیے پیچان جزئیے لمریے ودگانے زنجیریے گچھیا (گچھے کی پیاری پیاری مادہ)۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے یہہ مہتم بالشان کارنامے اس قابل ہین کہ غریب اردو کی جان انسے بچائی جائے اور اُن افراد کو وضع اصطلاح کے طریقے بتائے جائین جو اندھون مین راجہ بنے بیٹھے ہین لہذا ہم شکر گزار ہون گے اگر کوئی حیدر آبادی دوست مصطلحات علوم کی فہرست یا کتابین ہمین بھیجدیگا۔

اللہ اللہ ہمارا حیدر آباد بھی حاضر دماغی اور بدیہہ گوئی مین کتنا طاق ہے ہم سمجھتے تھے کہ امرا کے خطابون ہی مین بدیہہ گوئی کے کان کاٹے جاتے ہین یعنے آدھے نام مین یار جنگ کی دُم لگا کے فرض پورا کر لیا جاتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ علوم مین بھی یہی ملکہ متصرف ہے۔

حضور نظام کی تقلید یونیورسٹی لے کی ہے تو حضور نظام کو بھی "زندریزے" کی تقلید فرمانی چاہیے یعنے طولانی خطابون کا ختنہ اسطرح فرمادین تو بہتر ہے تاکہ تلفظ مین سہولت اور وقت کی حفاظت ہو۔ مثلاً بہرام یار جنگ بڑا سا جملہ ہے "بہ جنگ" کہین اور بہرام یار جنگ مراد لین۔ علے ہذا القیاس۔

نواب یار جنگ کا مخفف "نیرنگ"
ثروت یار جنگ کا " "ثرنگ"
مہدی یار جنگ کا " "مہرنگ"
تہور یار جنگ کا " "ترنگ"
امین یار جنگ کا " "امنگ"
بہرام الملک کا " "بہلک"
عمدۃ الملک کا " "عملک"
فتح الدولہ کا " "فدل"
بدر الدولہ کا مخفف "بدل"
کرامت الدولہ کا " "کرمدل"
بشیر الدولہ کا " "بشدل"

"زندریزے" کے موجد علام نے بیماری کے جراثیم کو بیماری کے "زندریزے" کا لقب دینے مین اپنے اصول وضع اصطلاح سے کسیقدر تجاوز فرمایا ہے تعجب ہے کہ انھین "بیمریزے" کیون نہ کہا۔

خدا اردو کے سر پر تیتو کی نواسی اور "زندریزے" صاحب کو سلامت رکھے۔

یارو کہو آمین۔ یار زندہ صحبت باقی۔

راقم:۔ ادبار العلوم

بے اصل مشہورات

"رقیب از خود غلط یونہین اُڑا دیتے ہین بے پر کی"

نمبر ۱

اے زر تو خدا نۂ و لیکن بخدا
ستار عیوب وقاضی الحاجاتی

بہت مشہور شعر ہے مگر اوسی وقت پڑھا جاتا ہے جب حضرت زر علیہ السلام ستر عیب (خطا پوشی) سے عاجز ہوتے ہین۔ اگر ستر عیب کے یہہ معنی ہین کہ صاحب دولت کے عیوب علانیہ زبانون پر نہ آئین بلکہ دلون مین چھپے رہین تو بے شک حضرت زر مین ستر عیب کی خاصیت ہے لیکن تیمور کا لنگ اوسکی ثروت کے زمانے مین بھی آشکار تھا منہ پھٹ آدمی منہ پر کہتے تھے ایک اندھے شاعر کا تخلص تھا دولت۔ تیمور نے کہا دولت اندھی نہین ہوتی۔ شاعر نے تڑا تو ڑ کے جواب دیا "اندھی نہ ہوتی تو لولے لنگڑون کے پاس کیون جاتی" فرمایئے کیا اسی کا نام "ستر عیب" ہے؟ خلقی اور پیدائشی عیب کبھی نہین چھپتے۔ ہان خلقی اور اخلاقی عیوب مین بعض عیب ظاہر ہو جانے کے بعد بکھانے نہین جاتے شاعر نے اتنی سی بات پر زر علیہ السلام کو ستار العیوب کا لقب دے دیا۔ ان صاحب عنایت ہی تو ہے۔ اگر کوئی رئیس کسی کی بہو بیٹی کی آبرو بر خلاف مرضی لے دیا ڈرے کملی ڈالے اور پھر منہ بھرائی دے کے اوسکے عزیزون کو خاموش کردے تو کیا عیب چھپ جائیگا؟ لاحول ولاقوۃ

صاحب مال کا عیب تو ڈھنڈھورا پیٹتا ہے۔ چھپتا تو اخباری پرچون میں کیون شائع ہوتا۔ فرض کیجیے کہ اخباری کاغذون کا دامن حرص درد ہم آنکھی بھر دیا جائے تب بھی نہ ہور بات کو چھپی ہوی بات کا لقب نہین دیا جا سکیگا۔ اثر کم ہو جاتا اور بات بے پوشیدہ ہو جاتا اور بات ہے۔ تاریخ کی کتابین اہل مال کے عیوب کی فہرستین ہین۔ اچی وہ عیب ہی نہین جو ظاہر نہو۔ یون سمجھ کہ مالدار آدمی کو اوسکا عیب اوتنی ایذا نہین دیتا جتنی ایذا کسی غریب کو دیتا ہے۔ مالدار آدمی بسا اوقات اپنے عیب کی شہرت کو زر کی قوت سے روک سکتا ہے بشرطیکہ شئے لطیف یعنے عقل موجود بھی ہو اور ساتھ بھی دے ورنہ وہی مثل ہوتی ہے "بھنس مُنہ کھائیے پھوہڑ کا مال"!

متمول آدمی کی عیب جوئی پر لوگ زیادہ مستعد ہوتے ہین برخلاف فقیر کے۔ امیر آدمی کے زخم مین مکھی کی زبان کے لیے زیادہ خوش ذائقہ مواد ہوتا ہے۔ سوکھے ٹکڑون کا خون پیپ ہو جانے پر وہ ذائقہ کہان پیدا کر سکتا ہے؟ چنور بردار اور پنکھا بردار زخم پر مکھی نہ بیٹھنے دین تو یہ اونکی ہوشیاری ہے۔

امرا کے عیوب تلاش کرنے اور تلاش کرکے اون کے اظہار سے فائدہ اوٹھانے کی باقاعدہ کمپنیان کھلی ہوی ہین۔ ایک مفلس نادار کا قارورہ ڈاکٹر صاحب کی حس بصر سے آگے قدم نہین بڑھاتا صرف آنکھ سرسری طور پر رنگ ڈھنگ دیکھتی ہے۔ مگر متمول کا پیشاب ایک طرف نظر گڑو کے دیکھا جاتا ہے دوسری طرف قوت شامہ وقت اثر کے ساتھ اوسکی خوشبو سے مسرور ہوتی ہے تیسری جانب زبان اوسکے مزے سے متمتع ہوتی ہے یعنے آنکھ ناک اور جملہ حواس اوسکے عیوب سے مطلع ہو جاتے ہین اللہ جانے یہ عمل تہذیب کی حد مین داخل ہے یا ہتک عیب کے احاطہ مین؟ ایک بات یہہ بھی ہے کہ امرا کی دانست مین "پردہ پوشی" ذمہ [illegible] تحسین نہین جتنا کہ افشائے عیب۔

دیکھیے "مولانا پنچ" سیکڑون امیرون اور خود مختار رئیسون کے رازدار ہین مگر بیچارے لنگڑی لولی چال چل رہے ہین۔ معمولی خریدارون کے رجسٹر مین بھی انکا نام نہین ہے۔ لیکن ابھی وہ اپنی روش چھوڑ کے بھانڈا پھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائین تو پھر دیکھیے لطف سے ٹری نقد

کے عوض سونے کے ورق پر نہ چھپنے لگین تو ہمارا ذمہ حالانکہ دوسرون کی بہ نسبت انھین امرا کے ٹھیک کرنے کا ہنر زیادہ معلوم ہے۔ مولانا پنچ غالباً اشعب طماع کی طرح امرا کے عیوب کا خراج لینا پسند نہین فرماتے۔ نقل ہے کہ اشعب طماع بادشاہ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اتنے مین بادشاہ سلامت کو آئی کھانسی بے اختیاری مین سانس کا تھوڑا سا حصہ پشت کی طرف سے نکل گیا۔ اشعب ایک موقع شناس آدمی تھا فوراً نماز چھوڑ کے آستینین چڑھاتا اوٹھا نماز ہی سمجھے کہ یہہ صدائے بے ہنگام حضرت ہی کی تھی۔ مگر جب بادشاہ سلامت مسجد سے دردولت پر تشریف لائے تو میان اشعب نے کہا:-

"دلوائیے حضور"

بادشاہ "کیا"

اشعب "اجی وہی دیت (خون بہا۔ اجرت)"

بادشاہ "کاہے کی دیت"

اشعب "خون وضو وقتل نماز کی۔ دیکھیے خداوند بھری محفل مین احقر نے آپ کا الزام اپنے سر لیا اب کنجوسی نہ کیجیے"

بادشاہ "اس دیت کے ذکر سے فقہ کی کتابین خالی ہین"

اشعب "بہت خوب! تو بندہ جاتا ہے مسجد وہان منبر پر بیٹھ کے . . . "

بادشاہ "خاموش۔ خاموش۔ یہہ بتاؤ کہ نادار سے اگر یہہ حرکت سرزد ہو تو کیا دیت ہوگی"

اشعب "کچھ نہین۔ تین چلو پانی سے دوبارہ وضو کرلے"

بادشاہ "اور شاہون سے سرزد ہو تو؟"

اشعب "تو ہزار اشرفیان"

اشعب کو ایک ہزار "ستار عیوب" باجرت ستر عیب مل گئے اوس کی بلا سے اگر آجتک چھپی ہوی کتابون مین اس عیب کا تذکرہ موجود ہے "مولانا پنچ" کی ستاری بھی اسی طرح بیکار ہے۔ مولانا کو اختیار ہے۔ مانین یا نہ مانین نیازمند نے گوشگزار کر دیا۔ ایسے ذی حس امیر کہان ہین جو اِس وضعداری کی قدر کرین۔

الغرض ستر عیب کا وصف فی الحقیقۃ زر ومال مین نہین ہے البتہ سلاطین روزگار و امرائے با اختیار زر ومال کی مدد سے عیب کو ہنر بنانے مین کسی قدر کامیاب ہو گئے شاعر کو وہم ہوا کہ عیب ڈھنک گیا اوسنے جھٹ نظم کر دیا۔

ستار عیوب وقاضی الحاجات

ان صاحبان اقتدار و اختیار کی تقلید چھوٹے چھوٹے ذی دولت اشخاص نے کی عیب اوسی وقت تک "ہنر" رہا جب تک عیبی سلطان زندہ رہا سلطان کے مرنے کے بعد اخلاق کی کتابون نے اوسے ہنر نہ رہنے دیا۔ زر بل کے ساتھ باندبل نہین تھا۔ اکیلا زر بیچارہ کیا کر سکتا تھا (?) بیت الخلا پر زرین پردہ ڈال کے بدبو کیونکر روکے حضرت! مال تو وہ بلا ہے جو کہ بے عیبون کو عیبی بنا دیتا ہے۔ عیب پوشی و ستاری تو شئے دیگر ہے۔ پھر عیبی بنانا جس کا ذاتی وصف ہو وہ عیب پوشی کیا کریگا۔ غرور۔ غصہ۔ حرص۔ ہوس پروری۔ تفاخر۔ ہٹ۔ بے ادبی کی جڑین مال سے مضبوط ہوتی ہین۔

ایک دیہاتی لڑکا صحرا مین بیٹھا ذنبیون کی نگرانی کر رہا تھا بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اودھر سے گزرا۔

نوٹس

حسب دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۲۰ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری مقام لکھیم پور۔

درخواست نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۲۷ء۔

بمقدمہ قرار دہ بجانے دیوالیہ مسمیان { ۱- لیسین ۲- بنان ۳- شبراتی } پسران تلا نداف ساکن اگوریہ ملم پرگنہ و ضلع کھیری سائلان۔

بنام

حسری لال وغیرہ مہاجنان

ہرگاہ مسمیان شبراتی و منان و لیسین نے بذریعہ عرضی مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۷ء درخواست کی ہے کہ حسب منشاد ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیے جائین عدالت ہذا نے یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء بنا بر سماعت درخواست مذکور اور لینے بیان مدیونان سائلان کے مقرر کی ہے اگر کسی کو کچھ عذر ہو تو بتاریخ مقررہ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کرے۔

المرقوم ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

شمع تاریکی نما (تقریر ویسرائے)

اروِن :- دیکھو - اندھیرا ہی اندھیرا ہے - مستقبل تاریک نظر آتا ہے ۔

حاضرین :- درست ہے ۔

غیبی آواز :- ہم تو اس شمع کے قائل ہیں کہ روشن بھی ہوئی تو کچھ نہوا ۔

لڑکے سے کوئی بات پوچھی اوسنے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔ حضور کو غصہ آیا کہنے لگے جانتا ہے مین کون ہون؟ لڑکے نے کہا ہان تو ہے بادشاہ۔ غرضیکہ سوا ایک اذیہ آئی بلکا مک قبل سلامک۔

مسلمانون مین دستور ہے کہ گزرنے والا شخص بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام کرتا ہے۔ مین تو اوسیوقت آپکو پہچان گیا تھا جب حضور نے سلام کیے بغیر ہی ترشروع کر دی کہا

اگر ستاری کے یہہ معنی ہین جائین کہ متمول شخص ظلم کرتا ہے اور ظلم کی تلافی سخاوت سے کر دیتا ہے تب بھی ستاری کی تعریف صادق نہین آتی۔ یعنے مظلوم تو تاوان بعوض کفش کھا کے چپ ہو رہتا ہے لیکن تماشائی اور بے تعلق اشخاص ایک طرف تو ظالم بادشاہ کا ظلم بیان کرتے ہین دوسری طرف مظلوم کی بے غیرتی کی داستان۔ ظلم بھی عیب بے حیائی اور عزت فروشی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بھی عیب۔ کیون حضرت یہی ستر عیب ہے۔ بولیے۔ جواب دیجیے۔ ستر عیب کا خاصہ اگر اسمین ہوتا تو غاصنا خدا اس سے بھاگتے کیون اپناہ کیون مانگتے ستر عیب کیسا ان کے لیے تو ستر عورت بھی مشکل ہے۔ رنڈیون کا آذوقہ شرمگاہ کا پردہ اوٹھانے پر موقوف ہے۔ یہہ پردہ اوٹھا تو پھر کس عیب کا پردہ رہ گیا؟ استغفر اللہ شاعر بھی کیا چیز ہین ستر کھلوانے والے کو ستار کہتے ہین۔ اور قسم بھی کھاتے ہین۔

اب دوسرا ٹکڑا لیجیے "قاضی الحاجات" یہہ بھی ہر جگہ درست نہین حالانکہ شاعر صاحب حاجتون مین استثناء وتخصیص نہین فرماتے۔ درد ہو دکھ ہو تو مال سے دوا مول لے سکتے ہین مگر دوا کا فائدہ کسی دوکان پر نہین بکتا نہ مال کے عوض خرید کیا جا سکتا ہے۔

دولت خرچ کرنے سے خوبصورت جورو مل سکتی ہے لیکن شوہر صاحب اگر بے سونڈ کے ہاتھی ہون تو؟

سیکڑون دولتمندون نے لوگون کے اتنا کہہ دینے پر کہ خداوند! یون قسم ودن قسم آپ پر ملکہ گیتی ہزار جان سے عاشق ہین یہہ نہ دیکھا کہ گیتی ستانی کا آلہ بھی قوی ہے یا نہین جھٹ سے پیام دیا اور چاند سی بنو بیاہ لائے۔ ملکہ گیتی بیچاری میان کے ساتھ چوسر کھیلتی ہین مگر بازی برابر پڑا اوٹھ رہتی ہے۔ داؤن کا پاسا نہین پڑتا۔

شب کا ابتدائی حصہ چوسر چپسی مین گزرا۔ سونے کا وقت آیا تو نواب کو خدا یاد آیا وضو کر کے نماز شب پڑھنے بیٹھ گئے۔ اللہ رے شب زندہ دار! بیگم انتظار کرتے کرتے اپنے نصیب کی طرح سو گئین جیسے طفل اضطراب کو مکتب سے چھٹی ملی نواب بھی دست شکستہ وبال گردن پٹی کے قوام کی طرح کھنچتے کھنچتے ڈھیر ہو گئے۔

چندے ستاورنج ہند موصلی پلنگ توڑ کمرکس اونگن تخم تالمکھانہ کی پھنکیان پھانکین مگر حاجت ہی ایسی نہین جو ترہ پاشی سے برآئے اب طبیب کو باپ ڈاکٹر کو ماموں بنانے پر بھی کام نہین چلتا۔ قضائے حاجت مین قبض وانقباض ہے۔ جھنجھر پھرا جاتا ہے۔ آوازے سننے پڑتے ہین۔ کچھ دنون کمل اوپاڑ کے داغ سیہ کباب سے تکمید کرائی پٹیان باندھین بیشانے کی سناہٹ بیٹھے رہے جب گیتی آرا بیگم یا ملکہ گیتی میکے چلی گئین تو ادن کے جلانے کو خود غرض مصاحبین کے مشورے سے بازار مین بلانے لگے۔ سسرال والے کہتے ہین کہ نواب صاحب دیکھنے ہی بھر کے ہین مصاحب کہتے ہین جھوٹ خدا رکھے ہمارے نواب مین کیا کمی ہے۔ ایسے ہین کہ چودھرائن گھر بیٹھ جانے پر آج آمادہ ہے وہ تو کہو ہم روک رہے ہین۔ منی کماری پورے دنون پیٹ سے ہے۔

بے شک چودھرائن دولت کی لالچ اور مسٹنڈے مصاحبین کے بہکانے پر کچھ دنون کے واسطے ضرور گھر بیٹھنے پر آمادہ ہے۔ اور منی کماری بھی اپنے ولد نامعلوم کو نواب صاحب کا وارث حقیقی بنانا چاہتی ہے مگر غریب نواب پر مردانگی کی تہمت ہے مال خرچ کرنے سے حاجت پوری ہوی مگر کس کی؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

باقی پھر کبھی۔ راقم۔ فلاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"ستارۂ محمدی"

یاد ہوگا کہ جبل پور کے افق پر فروری ۱۹۳۶ء کو مجلہ "نسخ رسول اللہ" کا نام نامی نمایان ہوا تھا اس واقعہ کی یادگار مین علی احمد صاحب زاہد جبل پوری نے نظم ونثر مضامین کی ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اوس مجموعۂ مضامین کا نام "ستارہ محمدی" رکھا ہے۔ ایکسا واقعہ پر مختلف طبیعتون کی جودت دیکھنی ہو تو کتاب مذکور "ایس اے احمد اینڈ کمپنی جامع مسجد جبل پور" کے پتے سے طلب کیجیے۔ مضامین نکتہ آفرینی سے خالی نہین ہین۔ اور بڑی بات یہہ ہے کہ بعض ہندو دوستون نے بھی اپنی بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے ہیت دنل آنے فی جلد ہے۔ ناک بھون چڑھانے کے قابل کوئی مضمون نہین ہے۔

آدمی افضل ہے یا چھکڑے

ولایت مین کاغذ بنانے کے واسطے گودڑ پر یہی اکسرزہ کا عمل کیا جاتا ہے کہ یہ تمام یا لوہے کی ترماذگی یا کوئی اور سخت چیز رہ نہ جائے جو مشین کے دانتون مین کباب کی ہڈی کی طرح اٹکے اور ضرر پہونچائے۔

وہان جو ہمدردی لوہے کی مشین اور چھکڑون کے ساتھ ہے یہان بیمارون کے ساتھ بھی نہین ہے۔ جب پھر مٹھی دیبہ فیس کے داخل کرو تو ٹنڈے ہاتھ کا فوٹو کھنچواؤ پھر یہ بھی لازمی نہین کہ ایک مرتبہ کے عمل مین تصویر ٹھیک اوترے خدا نخواستہ جو کہین مفلس مقدر کی طرح تصویر بگڑ گئی تو پھر تجدید بیعت کرو ورنہ ہوا کھاؤ۔

مفلس مریضون اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو ہو جاؤ گودڑ اور ڈھیر ہو جاؤ ولایت کے پتلی گھرون مین یا تو استخوان

جلد دوازدہم
رجسٹرڈ نمبر اے ۶۳
اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوریوں کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
اس کے۔ ایچ۔ رضوی

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات او قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ **چھ سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۶

مضامین غیر

(۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء)

سچ بولنا بھی ہند مین قومی گناہ ہے
ابتو خدا کے ہاتھ ہمارا نباہ ہے

ڈیر مسٹر پنچ۔

حضور کے نظارہ جمال سے چند خیالات میرے دل مین ایک عرصہ سے جاگزین کر رکھے تھے جنکا اختصار آج بزبان قلم حقیقت رقم ذیل مین عرض کیا جاتا ہے۔

فی زمانناصاف گوئی و حق پژوہی ایسا ہی گناہ ہے جیسا کہ ازمنۂ قدیم مین دروغ و افترا منصور تھا۔ مگر حضور روالازمانہ کی روش سے اشتراک عمل نہ کرکے اوسی پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہین اور کھری کھری سنانے سے باز نہین رہتے۔ اس سے قطع نظر فی الحال جس کا ضمیر تعصب کی روشنی سے معمور نہ ہو وہ تاریک درون و سیاہ باطن کے لقب سے ملقب کیا جاتا اور بیدینی کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے۔ چونکہ حضور عملاً و فعلاً متعصب بھی ثابت نہین ہوتے۔ ایسی حالت مین اندیشہ ہے کہ حضور کی یہ صدق پسندی و صلح جوئی۔ بے تعصبی و حق نگاری اور زمانے کی رفتار سے علیٰحدگی کہین حضور کو کسی نام سے موسوم یا کسی اعزازی ڈگری سے بہرہ مند نہ کرا دے۔

آجکل سچا ہندو وہی ہے جو مسلمانون کی تواضع دشنام سے کرے اور پکا مسلمان بھی وہی خیال کیا جاتا ہے جو ہنود کو بے نقط سنائے اور اونھین کشتنی، سوختنی۔ گردن زدنی قرار دے۔ مگر حضور ان صفات سے محروم رہنے کے سبب نہین معلوم کیا سمجھے جائین۔

سب سے زیادہ اضطراب و انتشار کی بات یہ ہے کہ حضور بجُز نور سراپا لطف و سرور روز روشن کو شب تار قرار دیکے ستارون کے طلوع کا اقبال نہین کرتے اور حکومت کی ہان مین ہان ملا کے اوسکی خوشنودی کے جویا نہین ہوتے۔ بلکہ اسکے برعکس حکومت کی سیاسی چالون کے متعلق بیباکانہ نکتہ چینیون اور منطق آمیز مراسلت کی اشاعت سے پالیسی کو بے نقاب و طشت از بام کرتے رہتے ہین۔ دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر کمال کی دانائی ہے۔ بچا سعدی کا ارشاد ہے کہ ؎

خلاف رائے سلطان راہ جستن
بخون خویش باشد دست شستن

میری اس تمام ہرزہ سرائی کا ملخص و ما حصل یہ ہے کہ کہین حضور کی وقت ناشناسی اور زمانہ کی ہوا سے بیگانگی حضور کے حال پر خدانخواستہ اس مثل کا اطلاق نہ کردے کہ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

باقتضائے عقیدت و ہمدردی خاکسار نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ ممکن ہے کہ کوئی امر خلاف مزاج عالی ہوا ہو لہٰذا ساتھ ہی بکمال ادب عفو قصور کی التجا بھی کیجاتی ہے ؎

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو دل سرکار مین آئے

راقم بشیر سنگھ قیم گوروی

جواب۔ وہ کوئی اور پست ہمت ہون گے جو اورون کی تقلید کرکے زمانہ کے ہاتھ مین اپنی نکیل دے دیتے ہین زمانہ کے مصلح اگر زمانے کے پچھلگو بنین تو اصلاح کیا کرینگے۔ اینجانب کا فرض ہے ظرافت۔ ظریف زمانہ پر ہنسنے کے واسطے پیدا ہوتا ہے اپنی ذات یا اپنے نفس پر ہنسوانے والے بھانڈ اور مسخرے کہلاتے ہین۔ ظرافت مین اگر بدنفسی کا شائبہ ہو یا انتقامی الفاظ مُنہ سے نکل جائین تو وہ بقول دیہاتیون کے "پتراؤ بھتراؤ" اور بقول شہریون کے "جلی کٹی" ہے ظرافت نہین بدنفسی اور انتقام کے علاوہ اگر درشت کلامی۔ بدلگامی۔ گالم گلوج ہو تو وہ بھی شُہدپن ہے ظرافت نہین۔ خدا کا شکر ہے کہ بیس بائیس کرور کی آبادی مین ڈیڑھ دو ہزار آدمی ایسے بھی ہین جو اینجانب کی روش کو ایمان و صدق کی عینک سے دیکھتے ہین اور مزاج شناس ہو گئے ہین۔ بارہ تیرہ برس مین ہزارون گاہک ہوئے۔ تین مہینے یا چھ مہینے خریدار رہے پھر عجیب و غریب عذر پیش کرکے بیٹھ رہے۔ مُلاحظہ کیجیے بات مزے کی ہے اور عبث بھی نہین ہے۔

(۱) "جناب اڈیٹر صاحب۔ آپ تو وایسرائے سے زیادہ سخت دل ہین۔ وہ بیچارے یہہ تو کرتے ہین کہ زلزلہ آیا قحط پڑا دریا چڑھا۔ وبا پھیلی آگ لگی۔ آندھی چلی۔ بجلی گری تو ہر حادثے کے ساتھ ہمدردی کا تار بھیجدیتے اور تلچ گھر مین کھڑے کھڑے سکریٹری سے فرماتے ہین کہ ڈپٹی کمشنر یا گورنر کو دو حرفی ٹیلیگرام روانہ کردو۔ اینجانب کو یہہ خبر سنتے ہی بہت ملال ہوا کہ ساری بستی ادجاڑ ہو گئی۔ میری ہمدردی عوام الناس کے ساتھ ہے۔" مگر کوئی مر جائے جل جائے ڈوب جائے دب جائے آپ یہہ بھی نہین کرتے کہ دو حرفی ہمدردی کا فرض ادا کیجیے لہٰذا آئندہ پرچہ کی روانگی تا اطلاع ثانی موقوف رکھیے۔"

(۲) "واہ صاحب واہ۔ اینجانب کی زوجہ محترمہ کے پیٹ سے اینجانب کی شامت اعمال لے ہاکون ٹی باون کرتی نکلی آپنے زچہ خانے کیون نہ گائے۔ اچھا اسی بات پر تاریخ تولد کے قطعات (آٹھ جزو) لگے ہاتھون چھاپ دیجیے۔ ورنہ آج سے مُنہ نہ دکھایئے گا۔"

(۳) "ماہ رجب کے بعد معلوم ہو کہ ایک مہینے کی قلیل مدت مین بندہ کے ناچیز خدمات اسلامی کا نتیجہ ملاحظہ ہو آپکی دعا سے کُل راجپوتانے مین اب ایک ہندو باقی نہین۔ جناب کی اسلامی مروت سے اپیل کیجاتی ہے کہ فوراً اس مصدق خبر کی اشاعت سے مثاب ہون قبل ازین ایک عریضہ مشعر بہ حال قبول اسلام مسماۃ شیو کنور المعروف بغیاض بیگم روانہ ہوا تھا جو نذر بے پروائی ہوا کمترین اگرچہ اخبار کا خریدار نہین لیکن اس گرد و نواح مین بفضل تبلیغ نہایت بارسوخ ہے اگر رقیمہ ہذا بھی نہ شایع ہوا تو جناب کی بے دینی کا راز افشا کر دیا جائیگا۔ کیا عجب ہے کہ پھر بیان اشاعت نہ ہو سکے۔"

(۴) "آپ چونکہ سرکاری گزٹ کی نقل نہین چھاپتے لہٰذا پرچہ بیکار ہے۔"

(۵) "وہ پرچہ ہی کیا جو اسلامی دُنیا کی خبرین نہ شایع کرے یہہ عذر قابل سماعت نہین کہ ہفتہ وار پرچہ ضروری

خبرون کے نتایج سے بحث کرتے ہین۔ باسی خبرین لطیفے ہوتی ہین۔ ہمین دھوکہ ہوا سمجھتے تھے اخبار ہے مگر وہ نکلا شاعرون کا دشمن۔

(۶) جناب مین۔ آپ غالباً اس خبر کو ضرور شایع کرنا پسند فرمائینگے کہ بندہ بفضل خدا اپنے برادر دشمن مادرزاد کے مقابلہ مین جاداد کا مقدمہ جیت گیا ہین اودھ پنچ کا خریدار تھا اب آپ سے مبارکباد سننے کا آرزومند ہون۔ امید ہے کہ آپ چند صفحہ کا ایک مضمون قریب ترین نمبر مین ضرور تحریر فرمائینگے۔ مضمون مذکور جس پرچے مین درج ہو اوسکی دو کاپیان بذریعہ وی پی عنایت ہون۔ خاطر جمع رکھیے انکی وی پی واپس نہوگا۔ اگر تعمیل ارشاد نہ ہوئی تو بھائی اب اودھ پنچ مین ہوتا ہی کیا ہے۔ اُف وہ پٹیاسے کی گھوڑدوڑ۔ وہ انڈے بچے والی چیل چھوہر۔ وہ چرکھی کے واقعات۔ ہٹاؤ اس کوڑے کو اسمین اب کچھ مزا نہین رہا۔ خواہ مخواہ دام کیون ضایع کرتے ہو۔

(۷) سخت افسوس ہے کہ آپ نے بندہ کی فحش غزل نہ شایع کی جب ہم لوگون کے مذاق ہی سے آپکو ہمدردی نہین تو پھر ہم کیون خریدار رہین۔

(۸) "احرار" کی دشمنی آپ کا شیوہ ہے حتیٰ کہ اعظم اور سید الاحرار کی مخالفت؟ اللہ اکبر۔ خدا آپ سے سمجھے۔ بندہ ۵ رملی ۱۹۲۲ء سے خریدار ہے آج یکم مئی ۱۹۲۲ء ہے۔ چارون کے دام ڈھیلے کیجیے۔ بس ہو چکی مروت آپ اس قابل نہین ہین۔

مختصر یہہ کہ اگر اینجانب ان لاطائل اور چھچھوری اوچھی باتون کی پروا کرتے تو اصلاح ادبیات و سیاسیات و درستی اخلاق کا بیڑا نہ اوٹھاتے۔ چنانچہ اینجانب کی تحریرون کا اثر ہوا اور بہت ہوا۔ اکثر علم کی طرف سے بے مایہ جرائد سنبھلے۔ اونھون نے خیالات مین بھی اصلاح کی۔ اب کیجانب بھی توجہ کی بے معنی و فضول الفاظ و مضامین سے بھی پرہیز کرنے لگے۔ ان جرائد کی وہ سالہ فائل اوٹھا کے دیکھیے ۱۹۱۰ء مین جو غلطیان کرتے تھے رفتہ رفتہ وہ نہ رہین یہہ غلطیان وہی تھین جن پر اینجانب نے بغیر انکا نام لیے انھین ٹوکا تھا۔ اگر دلیل تعاقب یعنے نقش قدم سے متقدم قدم کا وجود ہے

کوئی معنی رکھتی ہے تو اینجانب اپنے دعوے مین صادق ہین۔ صدی کی اسی دہائی مین مذہبی بھانڈون نے سر اوٹھایا اور مذہب کے ساتھ تمسخر لیا پن کرنے لگے بعض مرو کے بزرگان دین کو پیٹا اور اپنے بزرگان دین کو ٹھولیا ابتدا بیوقوفون نے خوب انکی آؤ بھگت کی آخر اینجانب کی مستقل سرزنش سے انکا چراغ گل ہوا بعض کی پشت گرمی چند اہل دولت کر رہے ہین مگر آخر یہہ بھی دبّ کے بیٹھینگے یا اپنی روش بدلنے پر مجبور ہونگے۔ ایسی حالت مین بقول آپ کے "اعزازی ڈگری" بجز "…" کا فرق کے اور کچھ نہین ہو سکتی۔ اگر اینجانب اس ڈگری سے

"ہے تو بچہ اپنے باپ (۱۵۳) کی حماقت مگر دو بہر کی پیدائش ہے۔ باپ سے زیادہ اوچھلے کود ے گا۔ میرا لال۔ میرا بچہ دیکھو جو مین کہون وہی کرنا"

ڈرتے تو یہہ عظیم الشان فوائد ہندوستانی جرنلزم کو نہ پہونچتے۔ یہہ امر قابل تشکر ہے کہ ہندوستانی جرائد نے اینجانب کے مضامین نقل کیے اور اخذ و نقل مین نامناسب تعصب سے کام نہین لیا۔

اب رہی حکومت کی سیاسی چالون کے متعلق بیباکانہ نکتہ چینی "تو حضرت یہہ عادت داخل طبیعت ہو چکی ہے۔ نیت بخیر ہونی چاہیے پھر کوئی نقصان پاس نہ پھٹکے گا۔ ہم اون مین نہین جنھون نے چند اوباشون کے بہتے پر انگریزون سے کہا تھا۔ "میان اب چلتا دھندا کرو اب ہم ہوگئے ہین اچھے ہاتھ منھ کے۔ ہمین تمھاری ضرورت نہین۔" نہ او نھین مین ہین جو خواہ مخواہ پالو کتے کی طرح صاحب کا بوٹ چاٹتے اور اپنی ہی برادری پر غراتے ہین۔ ہندوستانیت کا عنوان یہی کہتا ہے کہ انگریز یہان رہینگے اور ابھی مدتون رہینگے ہمارا کام یہہ ہے کہ انکے مزاج کو اپنے مزاج کے موافق بنائین انکو خوشامدیون کے روغن قاز کی چکنائی سے بچائین۔ انکے جاری کیے ہوئے قوانین کو کھینچ تان کے عقل و عدل کے قریب لائین انکی خود غرضیون کو اتنا بڑھنے نہ دین کہ وہ صلاح نشدنی مصیبت مین پھنسین انکو وعدے مین اب گھر آ دے مین سب گھر والی کا رد اٹیون سے روکین کہ دوستی کا عہد استوار رہے۔ ان خواہشون مین تعصب اور دشمنی کا شائبہ نہین ہے اور اگر ہندوستان کے یہہ مقاصد پورے ہو گئے تو انگریز بھی فائدے مین رہینگے اور ہندوستانی بھی۔ انگریز ہرگز دشمن عقل نہین ہین جو ایسی نکتہ چینیون پر برافروختہ ہون یہہ بات خدا نے ہندوستانیون ہی کو عنایت کی ہے کہ آپے سے باہر ہوکے دوستون کو دشمن بنا لیتے ہین۔ انگریز ایسے دشمن عقل ہوتے تو سمندر اوس پار سے اتنے بڑے قہار ملک پر حکومت نہ کر سکتے۔

حضرت آپ ہرگز خوف کو اپنے دل مین جگہ نہ دیجیے۔ اگر آج تمام ہندوستانی جرائد قوانین و طرز اجرائے قوانین کی اصلاح پر ہماری طرح آمادہ ہو جائین تو حقیقی فائدہ ملک کو پہونچا سکتے ہین۔ ورنہ باتین بنانی تو آسان ہین۔ بہرحال آپ معترف کمال ہین اور آپ کے سامنے اظہار حقیقت خودستائی اور ڈینگ نہین ہے سکوئی منکر کمال ہوتا تو اوس سے اینجانب یون مخاطب نہوتے سمجھے؟ فقط

مولوی محمد یحییٰ عالمگیری آنجہانی

بنام

بعض ارکان مجلس قانون سازی و قانون دانی

اے روز شناسان قانونی وا ے نکتہ دانان احوال اندرونی و بیرونی۔ جب سے مینے سنا کہ تمھاری تائید سے ایک ایسا قانون منظور ہو گیا جو ہم آئینہ تمھارے طبقہ کے اکثر ناظرین و محققین کے پائے فکر میں زنجیرین سے لپٹے گا اوسوقت سے میرے دل میں اپنے بعض سوانح گزشتہ تازہ کیے گدگداتے ہین۔ تم لوگ مجھسے ناواقف ہو اس لیے مین پہلے اپنی تعریف خود ہی کرتا ہون پھر واقعہ بیان کرونگا۔

سید نعمت اللہ جزائری کی زہر الربیع اور نعمت خان عالی کی سیرت جس نے دیکھی ہے وہ اینجانب کے نام نامی سے بخوبی واقف ہے۔

اینجانب کسی قصبہ مین پیدا ہوے اور طالب علمی کی غرض سے دہلی گئے۔ اللہ اللہ دہلی کا اوس زمانے مین وہ عالم کہ ہر فن کے ماہر کامل ہر علم کے عالم تبحر وہان جمع۔ امرا با فیض۔ فقرا و غربا خوش حال حاکم عدالت دوست۔ بعد از فراغ تحصیل علم جس مکتب مین مقرب بارگاہ سلطانی حضرت نعمت خان عالی تمکن تھے بندے نے بھی سکونت اختیار کی۔ عالی محترم جب بندہ کے مکتب سے گزرتے تھے تو تبسم ضرور فرماتے تھے۔ بندے کا خیال تھا کہ یہہ تبسم دلیل خوشدلی و ایمان ہے۔ لیکن ایک روز شاگرد سبق لے رہے تھے کہ شاہی ہرکارہ وارد مکتب ہوا اور کہنے لگا چلیے مولانا بادشاہ سلامت نے یاد فرمایا ہے۔ اوسنے اتنی جلدی کی کہ بندہ پوشاک بھی بدل نہ سکا اور جس طرح بیٹھا تھا اوسی طرح اوٹھ کھڑا ہوا لیکن معلوم میرا منہ زعفران کا کھیت تھا کہ ہرکارہ بار بار دیکھتا اور مسکراتا تھا۔ مینے اوسے تنبیہ کی کہ یہہ کیا بے ادبی ہے ؎

قابل صحبت نہ باشد ہرکہ خندد بے محل
کفش چون دندان برآرد دو سازیا بکنند

وہ ابلہ کسکی سنتا ہے بے ادبی پر نادم ہونیکے عوض کہنے لگا واللہ آپنے بھی عجب برزخ پائی ہے یہ نعمت خان عالی بھی بڑے قیافہ شناس ہین کیا پہچان بتائی ہے کہ مین تو قائل ہو گیا۔ مینے بمنت پوچھا کہ وجہ بتاؤ مجھ غریب کو بادشاہ نے کیون بلایا ہے۔ وہ نہ تھولا آخر مینے ایک چونی کمر بندے کھول کے دی تو اوسنے شاہد مقصود کو یوان برہنہ کیا کہ مولانا یہ سون ظل اللہ نے نعمت خان سے بیوقوف کا حلیہ پوچھا تو اونھون نے جواب دیا کہ قد لمبا بجکیے واڑھی دم دار ہو گردن باریک ہو ہونٹ موٹے ہون ناک چپٹی ہو منہ پر چیچک کے داغ ہون آنکھین پہلی پھٹی ہون۔ ڈیل ڈول دبلا ہو اوپر کا دھڑ چھوٹا اور نیچے کا دھڑ طویل ہو۔ راہ چلنے مین جوتا گھسیٹے۔ ٹخنون سے اونچی ازار پہنے۔ پاؤن زمین پر گھسیٹتا چلے۔ منہ ہر وقت کھلا رکھے۔ دانت بیٹی کیسری کی بجلی کی طرح ہونٹون پر ہر وقت نمایان رہین لڑکے پڑھانے کا پیشہ کرے اور نام محمد یحییٰ ہو فہو البیوقوف۔ اتنا کہہ کے نامعقول ہرکارہ اپنی چمکدار ڈھال آئینہ کی طرح میرے سامنے لایا اور تعجب یہہ ہے کہ اس کمبخت آہنی آئینہ مین بندے کو وہی شکل دکھائی دی جس کا حلیہ ہرکارے نے بیان کیا تھا۔ بندے نے ہرکارے سے کہا کہ تمھاری ڈھال پر جو تصویر کسی بیہودہ مصور نے کھینچی ہے شاید نعمت خان محترم کی نظر سے گزری اور اونھون نے بادشاہ کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہہ دی۔ ورنہ صورت مرئیہ فی المرآۃ کے مسئلہ مین بندہ کا نظریہ کچھ اور ہی ہے مین نہ انعکاس نظر کا مثل ریاضیین قائل ہون نہ انطباع صورت کا۔ اسلیے کہ صورت حاصلہ محسوسہ بندا تہا اتنی چھوٹی سی چیز مین جیسے کہ مردمک چشم ہے سما نہین سکتی اور عکس مین اگر جزو ذات شریک نہین تو حصول اوسکا و لوکان عکسا عنہ یعنی چہ۔ پس یہہ میرا عکس تو نہین ہے اور یقینا نہین ہے لانسلم پس لا محالہ یہہ تصویر کسی دشمن شریعت نے تمھاری ڈھال پر کھینچدی ہے اور چونکہ بادشاہ نے ایسی شکل کے تلاش کرنے کا تمھین حکم دیا ہے تو تمھاری آسانی کے واسطے ایک مرقع بھی بنوا دیا ہو ہرکارہ کمبخت جاہل کندۂ ناتراشیدہ علی التوالی والتسلسل ہنستا ہی رہا۔ گویا مین فلسفیانہ بحث نہین بلکہ مضاحکہ اور مطائبہ کر رہا ہون۔ مینے پھر اوس سے کہا کہ خوب دیکھ لو اس مرقع کے جمیع جہات و حدود میرے حلیہ سے تضمنا و التزاما مطابق ہین یا نہین اگر احیانا کوئی جزو جسم تصویر سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو مجھے چھوڑ دو اسلیے کہ کلیہ ہمیشہ جزئیات کے حصر سے بنتا ہے۔ مگر اس شریر النفس والعین نے کسی طرح جان نہ چھوڑی مجھے کشان کشان در دولت شاہی تک لے گیا۔

حضرت علیہ (ڈیوڑھی) سلطانیہ کے دیدار سے بندہ کبھی مشرف نہو تھا اسنے مجھے آستانہ کے مرحلۂ اول پر ٹھہرایا اور خود غائب ہو گیا۔ اے حضرات بگوش ہوش سماعت فرمایئے کہ وہان ایک بڑا چوبی تخت بچھا ہوا تھا جسکے پٹرے کے وسط مین سوراخ تھا بندہ نے نعلین پا پوش پاؤن سے اوتاری اور بعد خلع نعلین جلوہ آرائے تخت شاہی ہوا۔ کمبخت ہرکارہ خدا جانے کہان غائب ہو گیا کہ مدت مدید تک انتظار کرنا پڑا والانتظار اشد من الموت۔

از بسکہ انسان متحرک ہے اور حرکت ہی دلیل حیوۃ ہے لہذا مینے مناسب نہ سمجھا کہ ساکن رہون اور زندگی کا ثبوت نہ دون مین ہمہ تن اوس مدور سوراخ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس سوراخ کا قطر تقریبا ایک گرہ تھا مینے خیال کیا کہ لاؤ بیٹھے بیٹھے اس سوراخ کی پیمائش کر ڈالو وہان کوئی مساحت کا اوزار نہ تھا لہذا مینے اپنے جسم اسفل و ادنے کے بعض ایسے حصہ جنکی آویزش کی علت غائی معلوم نہ تھی یکے بعد دیگرے اوس ناہنجار سوراخ مین گرا دیے۔ محل واحد مین ایک جنس کے دو حرف بتدریج جمع ہوے اور ادغام واجب ہوا ادغام کی دلیل تشدید ہے مگر یہہ عجیب انکی تشدید تھی جو حرف کے نیچے نظر آئی مینے بارہا صدرے مین شکل عروسی طالب علمون کو سمجھائی تھی کہ کس طرح دو مربع برابر ایک مربع کے ثابت ہوتے ہین اور سمجھتا تھا کہ اسی طرح دو دوَر مساوی ایک دور کے بھی ثابت کر سکونگا ثبوت دشوار نہ تھا اگر موذی ہرکارہ نہ آجاتا اور مجھے گھبرا نہ دیتا کہ جلدی چلو مولانا حضرت تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق ہین تو مین اس علمی تحقیق

شکل کو بہت جلد حل کر لیتا۔ اونکے آتے ہی مین تخت مشتاد بنا تو معلوم ہوا کہ تخت میرے جسم کا جزو اعظم بن چکا اور مین خود اوسکا جزو لاتیجزیٰ ہوں۔ اوٹھتے ہی ایسا کرارا جھٹکا پڑا کہ تمام اشکال جامیطریہ (جامیٹری) دماغ مین گھومتے نظر آئے اب۔ یا یہ خیال کر کے لیس للانسان الاما سعیٰ ہاتھ تخت کے نیچے دوڑانے چاہے تو منحوس تخت کے کنارے ہاتھون سے کوسون دور پائے۔ ملعون ہرکارہ میرے تنگ سند کھیلنے پر ہنستا ہوا بھاگا (دیکھیئے اس مین ہنسنے کی کون سی بات تھی؟) اور سنتا ہون کہ حضرت ظل الٰہی کے روبرو جا کے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے دریافت کیا کہ مولانا حاضر ہین۔ ہرکارے نے عرض کی کہ خداوندا اگر شاہی ہوا دار بردارون کو حکم ہو تو مولانا حاضر ہو سکتے ہین۔

فرمایا کیون۔ تو بولا کہ قربانت شوم واقعہ دیکھنے کے قابل ہے غلامان درگاہ بیان نہین کر سکتے۔ حکم ہوا کہ کہار جائین اور مولانا کو لائین۔ آٹھ کہار وردیاں پہنے آئے اور اونھون نے اس مخلص کا تخت نیچے بانس ڈال کے سبیل یا نوبت خانہ کی طرح اوٹھایا۔ بندۂ عاجز اکڑون تخت پر بیٹھا نہایت بیکسی بے بسی کے ساتھ ٹیسو بنا پہلی ڈیوڑھی سے دوسری ڈیوڑھی تک پہونچا۔ تیسری ڈیوڑھی پر کہارون نے تخت رکھ دیا کہ یہان سے آگے بڑھنا ترک ادب ہے مگر ہرکارے مردود نے پھر بھی نہ مانا اور اسی ہیأۃ سے حضرت کے روبرو لے گیا۔ غالباً حضرت کے مزاج مین بھی کچھ مزاح تھی دیکھتے ہی رومال مُنہ پر رکھ کے گاؤ تکیے کی نقل بن گئے نعمت خان کے زانو مین زور سے چٹکی لی اور فرمایا کہ تو سچ کہتا تھا۔ اوسکے بعد نجار بلائے گئے تختہ چیرا گیا اور اس تنگ و مد قر چیل بھیٹے سے دونون اسیرون نے رہائی پائی۔ اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حال کی بزرگی اور محل کی تنگی زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ بڑی مشکل سے تنتاۃ یا لشکر پر کا مسئلہ حل ہوا۔

اس ہوش ربا سانحے کے دُہرانے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تمنے جو قانون اہانت مذہب بالفعل محض تفنناً گڑھ لیا ہے وہ ایک ایسا سوراخ ہے جس نے میرے ساتھ دل لگی کی تھی یا جسکی آزمائشی پیمائش مین میری جان پر بن گئی تھی۔ بھلا تم ہی اپنے دل مین غور کرو کہ بڑے بڑے پنڈتون مولویون سوامیون اور پادریون کا تمھارے تیار کیے ہوئے سوراخدار تخت پر اکڑون بیٹھ کے کچہری مین جانا کوئی فخر کی بات ہے؟۔ تمھین اچھی طرح معلوم ہے کہ سر بر آرایان مذہب خصوصاً جبکہ تھوڑا بہت علم رکھتے ہون کبھی نچلے نہین بیٹھتے۔ وہ کوئی نہ کوئی کھیل ضرور کھیلتے ہین اس تخت کو بلیرڈ کی میز نہ سمجھو۔ بلیرڈ کی میز کے چارون کونون پر وسیع سوراخ ہوتے ہین بیچون بیچ مین کوئی سوراخ نہین ہوتا بلیرڈ کے گیند جزو بدن نہین ہوتے لہذا بلیرڈ کی میز اور یہہ تخت برابر نہین تمنے اپنے جوش مین یہہ تخت تیار تو کر لیا ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن یہہ تخت چیرا جائیگا۔ اور کیا عجب ہے کہ تم ہی لوگونکو (جنکے ہاتھون یہہ تخت بنا ہے خود بھی) علحدہ کرنے کی درخواستین دینی پڑین۔

یہہ واقعہ بظاہر بیان کرنے کے قابل نہ تھا لیکن کیا کرون بحیثیت ایک سچے مسلمان کے میرا فرض ہے کہ عالم ارواح سے کار ہدایت انجام دیتا رہون ؎

چو می بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

آخر ایک طبیب گندی بیماریون کے مفصل حال نہ بیان کرے تو شاگرد کیونکر سمجھین ایک مجسٹریٹ زنا بالجبر کا مشرح واقعہ نہ سنے تو فیصلہ کیونکر لکھے۔

خیر اب بندہ رخصت ہوتا ہے اور آخر مین یہہ بھی کہے دیتا ہے کہ جب تمھارے تیار کیے ہوئے تخت کے سوراخ گوشت سے بھرے جائین تو اس عاجز کو دعائے خیر سے یاد کرنا۔ اور رقیمۂ ہذا کو غور سے پڑھنا کیا معنی کہ بار بار مجھے اہل دنیا سے خط کتابت کی اجازت نہین مل سکتی۔ یہان کی ڈاک روحانی ہے۔ فرشتون کی خوشامد کرنی پڑتی ہے تب وہ خط پہونچانے پر راضی ہوتے ہین۔ اللہ تمھاری نسل مین ترقی دے اور جو کچھ مجھ پر گزری اوس سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ احباب طیاب یعنے شروانی اور مسٹر عبدالحی اور سر عبدالقیوم کو بہت بہت سلام کہنا۔

راقم:۔ محمد یحییٰ آنجہانی
بقلم:۔ ظلاسفر این جہانی

پنچ ملِ خدا۔ خدا ملِ پنچ

چندین کلید چارہ شکستیم بہر کار
این قفل زنگ بستہ ما وانشد زہم

لیجئے حضرت بایان کار قانون توہین مذہب پاس ہو گیا۔ واقعی دھیلے کے دودھ مین مکھی نہ پڑتی تو کیا ہاتھی پڑتا۔ جن عناصر سے قانون ساز مجالس مرکب ہین اونکا امتزاجی نتیجہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

بھلا کوئی پوچھے کہ حضرت آپ نے بخیال خود بدزبان مقررون کے مُنہ پر بھی چھوپا لگا دیا اور اُن سبھ مصنفین کے قلم کی نوک بھی توڑ دی مگر اس سے ہندوون اور مسلمانون کی باہمی نزاع پر کیا اثر پڑا وہ ہٹی کٹی جیتی جاگتی موجود ہے کتابی اوراق نہ سہی زبانی الفاظ نہ سہی مسجدون کے سامنے گاڑ گڑ جھیم جھیم کا معاملہ اس قانون سے کسی طرح یکسو نہین ہو سکتا۔ گاؤ کشی پر تیغ کشی کا رواج جیون کا تیون باقی ہے۔ اس قانون سے آپ شاید بانیان مذہب کی ذات کو گالیون سے بچا سکین ہر چند کہ یہہ بھی خیال ہی خیال ہے لیکن خیر ہم تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کیے لیتے ہین کہ بانیان مذہب نے اپنی حفاظت کے واسطے کوئی سامان نہ کیا تھا اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ نے اونھین بچا لیا اب یہہ فرمائیے کہ باجے اور گائے پر یو نہین کشت و خون ہوتا رہا تو منافرت باہمی کس دفعہ کی رو سے رو کی جائیگی۔ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہین اسمین کوئی شبہ نہین شبہ ہو تو شارع عام پر کسی بچھیا کو ایک لکڑی مار کے دیکھ لیجئے۔

مسلمانون کو اس سے نفرت ہے کہ اونکی مسجد کے سامنے باجا بجے باور نہو تو پانا شانے کے تجربہ کیجیے اگر چندیا اولٹا طبلہ نہ بن جائے تو ہمارا ذمہ۔ دفعہ ۱۵۳ کی ہمہ گیری کی زد مین یہہ دونون فعل آتے ہین۔ جہان تک ہمین علم ہے باجے اور گائے کے مقدمات مین اس دفعہ سے کبھی کام نہین لیا گیا۔ پھر یہہ دفعہ اپنے تفصیلات سے کیون محروم رہ جائے لگے ہاتھون ان ثابت شدہ بنائے فساد کو دفعہ ۱۵۳ کے اعمال مین

آن کس کہ نداند و بداند کہ نداند   او نیز خر لنگ بمنزل برساند

"باانہمہ شور و شر مین اپنی سواری کا کام تو نکال ہی لونگا ع

بعد از سر من سی پون سی   پون شد شدہ باشد"

لکھ دیجیے۔ جو نہ کہنے والے کہینگے کہ جن باتون پر کوئی کشت وخون کوئی فساد نہین ہوا اون کے لیے تو حکومت جٹ سے ایک عجیب و غریب پھندا بنانے پر آمادہ ہو گئی اور جو امور قرنہا قرن سے مایۂ فساد ہین اونھین "اونھہ" پر ٹال دیا۔ توجہ کیا؟ نیا قانون۔ خواجہ عمر و عیار کا الیاس جال ہے ہر فقرہ اسکا مبہم ہے ہر لفظ اسکی استغراقی ہے جس پر نظر عنایت ہو اوسے جب چاہیے رہا کر دیجیے چاہے اوسنے دیدہ و دانستہ کسی مذہب کی توہین کی ہو جس پر نظر عتاب ہو اوسے توڑا کوتوالاشی کر کے بڑے گھر کی ہوا کھلایے۔ اال کی کھال نکالنے والون کی راے رہے کہ قانون مذکور چند ان مضر نہین یعنے اوسکی مراد فرد واحد سے ہے:-

"جو شخص بدنیتی کے ساتھ بالارادہ ملک معظم کی رعایا کے کسی طبقہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے یا اوسکے مذہب کی توہین کریگا یا اسکی کوشش کریگا خواہ تحریراً تقریراً یا اشارۃً اوسکو - - - - - الخ"

تقریر فرد واحد کرتا ہے ایک وقت مین دو آدمیون کی تقریرین ایک ہی زبان سے ادا نہین ہو سکتین لہذا تقریر کا دڑبا تو سوخت ہو گیا۔ رہ گئی تحریر تو اوسکے لیے ضرور مختلف سوسائٹیان بنینگی ایسی کتاب کا مصنف اب ایک شخص نہوگا سوسائٹی بھر مصنف ہوگی کتاب پے مصنف کا نام لکھنا ضروری نہین۔ ہان پبلشر اور پرنٹر بیچارہ جبر اغتو ہو سکتا ہے تو اوسکی سہل تدبیر یہہ ہے نہ جاہل کندۂ ناتراشیدہ پبلشر اور پرنٹر تلاش کرنا پڑیگا تاکہ بوجہ جہل "بالارادہ" کی زد سے بچ جائے"

سوال "تمھارا نام"

جواب "گھسیٹا"

سوال "باپ کا نام"

جواب "پلو"

سوال "قوم"

جواب "گھوسی"

سوال "پیشہ"

جواب "پریسمینی"

سوال "تم کٹ بنچ پریس کے مالک ہو"

جواب "جی ہان"

سوال "تمنے ڈکلریشن پر دستخط کیے تھے"

جواب "نہین حضور انگوٹھا بنایا تھا مین لکھنا نہین جانتا"

سوال "توہین المذہب نام کی کتاب تمنے چھاپی"

جواب "حضور نام تو معلوم نہین۔ ہان کتاب دیکھ لون تو صورت پہچان لونگا"

سوال "یہہ لو کتاب۔ تم اقرار کرتے ہو کہ یہہ تمھارے یہان چھاپی گئی اور تمنے چھاپی۔ تمھین معلوم ہے کہ اسمین کیا لکھا ہے"

جواب "ہان خداوند! اسمین الف بے تے ثے جیم حے خے مین پہچانتا ہون"

سوال "بدزادمین۔ ہم پوچھتے ہین کہ اس کتاب کی عبارت کیا ہے۔ الفاظ کیا ہین مطلب کیا ہے"

جواب "کتاب تو حضور کے سامنے ہے پڑھ لیجیے مین کیا جانون کیا لکھا ہے"

سوال "یہہ کتاب تمھارے پاس چھاپنے کے لیے کون شخص لایا تھا"

جواب "کوئی نہین"

سوال "بدمعاش! پھر کیا کتاب تمھارے پاس اوڑ کے پہونچ گئی تھی"

جواب "نہین حضور مین خود کتاب کے پاس پہونچ گیا تھا"

سوال "کہان"

جواب "انجمن توہین الادیان" مین"

سوال "وہان کتاب چھاپنے کے لیے تمھین کسنے دی"

جواب "کئی آدمی تھے۔ ایک نے روپیہ دیے۔ دوسرے نے رسید لکھوائی۔ تیسرے نے کہا جاؤ میز پر کتاب رکھی ہے اوٹھا لو۔ حضور نام یاد نہین ہے کہ کسنے روپیہ دیا کسنے رسید لکھوائی کسنے کتاب اوٹھانے کو کہا۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ کتاب جلدی چھاپ دو"

سوال "تو تم نہین جانتے کہ یہہ کتاب کسنے لکھی ہے"

جواب "نہین حضور۔ مجھے تو زرد کاغذ پر لکھی کالی ملی تھی مینے جاتے ہی تپھر پر جموا دی۔ اور مسطح سنگ نے اپنا اور پریس کا نام اوسپر لکھوا دیا۔"

سوال "دیکھو جی اسپر لکھا ہوا ہے منجانب توہین الادیان سوسائٹی مرتب ہو کر مطبع فلان مین باہتمام فلان چھاپی گئی تم بتا سکتے ہو کہ کتاب بنانے والا کون ہے"

جواب "ہان حضور۔ دفتری کو مین جانتا ہون"

سوال "بے وقوف۔ ہم کہتے ہین کتاب کس نے لکھی"

جواب "مین بتاؤن ہو تو کسی لکھنے والے نے لکھی ہے۔ حضور بے پڑھے لکھے کا یہہ کام نہین ہے"

پریسمین کے بعد سکریٹری صاحب کی باری آئی۔ اونھون نے فرمایا کہ سوسائٹی مین ایک درجن ارکان مصنف ہین اونھون نے متفقاً یہہ کتاب مرتب کی ہے۔ مین نہین جانتا کہ کون سے صفحات کس نے لکھے یا ترتیب دیے۔ اصل مسودہ محفوظ نہین ہے۔ مین نہین کہہ سکتا کہ قابل اعتراض جملے کس کے قلم سے نکلے۔

مذکورۂ صدر روئداد مین وکیل مدعا علیہم کو گنجائش ہے کہ وہ قانون کے الفاظ سے استدلال کرے اور کہے کہ دفعہ مین "جو شخص" ہے جو "اشخاص" نہین۔ نہ یہ ثابت ہے کہ منجملہ ایک درجن مولفین کے معترض علیہ توہین کا مصنف کون معین شخص ہے۔

ایسی حالت مین مجسٹریٹ صاحب یہی کر سکتے ہین کہ نامۂ عمل نوشتۂ کراما کاتبین طلب کرین تو جرم ثابت ہو ورنہ قانون کی حماقت آمیز عبارت کی جان کو روئین اور بیٹھ رہین۔

کیا فرماتی ہین منطق آرا بیگم پنچ اس مسئلہ کے ارادہ ہمیشہ علم کا تابع ہوتا ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

روزنامہ سیاست لاہور مین ایک صاحب اشتہار دیتے ہین کہ جیب سے دو سو روپیہ کے نوٹ کسی نے نکال لیے بھائیو یہہ رقم مسجد کی تعمیر کے لیے تھے جس صاحب نے پائے ہون وہ واپس کر کے ثواب مین شریک ہون جو صاحب روپے مجھے دیگا مین اوسے بیس روپیہ انعام دونگا۔ ہم بھی مشتہر صاحب کی سفارش جناب موزون سارق صاحب سے کرتے ہین امید ہے کہ وہ دو سو چھوڑ کر بیس پر قناعت کرینگے۔ اگر اونھون

سفارش قبول نہ کی تو یاد رہے کہ اوقات نام مقدمہ سے جو روزن کی فہرست سے نکال دیا جائیگا۔ ہمارا یہ فقدہ اور نافذ قبول ہوگی۔

مُلّا سراج اور پٹیالے کا راج

ایک انگریزی پمفلٹ ہمارے دوست سردار دیوان سنگھ مفتون مدیر ریاست دہلی کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں مشہور جرائد کی رائے بمقدمہ مدیر ریاست دہلی یکجا کی گئی ہے۔

حکومت برطانیہ کی خوش سلیقگی اور ریاست پٹیالا کے ساتھ عجیب غریب یارانے کا حال بھی لکھا گیا ہے۔ ایک جو وجوہ غریب مفتون کی گرفتاری کے پٹیالا راج کیجانب سے ظاہر کیے گئے ہیں اون میں عقل و عدل دونوں کی بہت کمی ہے۔ پٹیالے کی ریاست اون قاضی صاحب سے بھی عقلمندی میں کم ہے جو وزیرزادی پر عاشق تھے۔ دونوں ایک باغ کے کنج میں چھپ کے ملتے تھے اتفاقاً ایک مسافر غریب الوطن شہر میں وارد ہوا شام ہوگئی تھی باغ سامنے تھا مسافر نے کہا کہ آج یہیں کہیں درخت پر بسیرا ہو۔ مسافر کے پاس ایک ستار (گل) تھی۔ جب اندھیرا ہوا تو اپنی قرنا لے کر کنج باغ میں درخت پر بیٹھ رہا۔ اتنے میں جناب قاضی ایک دروازے سے نکلے اور بی وزیرزادی دوسری کھڑکی سے نکلیں خلط اور ناز و نیاز کا بازار گرم ہوا دونوں نے اپنے طبوس اتارے قاضی صاحب نے پوچھا کیوں بیگم تمھارا نام کیا ہے بیگم نے کہا "دار الخلافہ قزوین"۔ اور حضور کا اسم مبارک؟ قاضی صاحب نے ارشاد کیا "صاحب تخت و تاج ملا سراج" قرنا والے مسافر کو جو دل لگی سوجھی تو اوسنے بگل منہ سے لگایا اور قبل اسکے کہ ملا سراج اورنگ آرائے دار الخلافہ قزوین ہوں شادیانہ بجادیا۔ لے میرا بھائی بے وقت کی شہنائی۔ بھگدڑ مچائی دونوں اپنے اپنے کپڑے وہیں چھوڑ کے بھاگے صبح کو مسافر نے قاضی کی سموری ٹوپی اور وزیرزادی کی پیشواز او ٹھائی اور نخاس کی راہ لی۔ قاضی کی ٹوپی قاضی کے غلام نے پہچانی مسافر کو بعلت سرقہ گرفتار کرکے قاضی صاحب کی عدالت میں پیش کیا۔ اونھوں نے اپنا مال پہچان کے دریافت فرمایا۔

قاضی: "کیوں صاحب یہہ ٹوپی کس کی ہے؟"

قرنچی: "آپ کے خادم کی۔"

قاضی: "کب تمھارے قبضے میں آئی؟"

قرنچی: "ٹھیک اوسوقت جب ملا سراج صاحب دار الخلافہ قزوین پر قبضہ کرنے والے تھے۔"

قاضی صاحب نے خادم سے کہا "اسے چھوڑ دو یہہ سچ کہتا ہے۔"

بفرض محال سردار دیوان سنگھ مفتون چور ہیں مگر کے قبضے میں قرنا بھی ہے اور اس قرنا میں دھوتو دھو تکی صلاحیت ابھی تک موجود ہے۔ یعنی ملا سراج اور دار الخلافہ قزوین کے مخفی راز اونھیں معلوم ہیں۔ تشدد و گرفتاری کی کارروائی اور یہہ منطق کہ ایک ہی مال مسروق بالجبر بھی ہے خیانت شدہ بھی ہے قرض بھی لیا گیا کچھ قرین مصلحت نہیں معلوم ہوتی۔ آگے پٹیالا جانے اور اوسکے اہلکار۔ بندہ کوئی قاضی نہیں۔

قاضی رطل بوق اور ملازمان پولیس

اللہ بخشے قاضی رطل بوق کو اون کی والدہ ماجدہ ہمیشہ طعنہ دیا کرتی تھیں کہ "بیٹا تم ایسے بے مروت ہو کہ کبھی ماں باپ کی قبر پر موتو گے بھی نہیں۔" آپ جانیے ماں باپ کی فال بچے کے حق میں کیوں نہ پوری ہوتی بیچارے قاضی صاحب شہر کے مقدموں میں ایسے پھنسے کہ واقعی اونھیں والدین کی قبر گلاب بول سے دھونے کی توفیق بہ نفس نفیس نہوی۔ ایک روز دل نے کہا کہ پیشاب کرنے کا فرض بہت اہم اور ضروری ہے جب تو والدہ مرحومہ ہر شئے اسے یاد دلاتی رہتی تھیں۔ قابل اولاد کا فریضہ ہے کہ ماں باپ کا لیا ہوا قرض چکائے۔ نیابۃً قرض چکانے سے ادا ہوجاتا ہے تو پیشاب کرنے کا ضروری فریضہ کیوں نیابۃً ادا نہیں ہوسکتا۔ ارے کوئی ہے بلاؤ ایک حکیم اور دو مزدوروں کو۔ حکم کی تعمیل ہوی حکیم صاحب تشریف لائے اور مزدور بھی آئے۔ قاضی صاحب نے حکیم سے پوچھا کوئی دوا ایسی بھی آپ جانتے ہیں کہ پیتے ہی گھڑی گھڑی پیشاب لگے حکیم صاحب نے اقرار کیا پھنکی تیار ہوی مزدوروں نے بحکم قاضی پھانکی۔ پیشاب کی رُکی ہوی سوت کی نیت بعد قبر پر مزدوروں ایک روپیہ روزانہ اجرت پر مقرر کیے گئے اور قبر کی طہارت باری باری کرنے لگے۔ دشمنان بلند نیش قاضی کی اس حیثیت کو داخل تحسین و توہین کہے تو باشندہ وہ اپنی زبان کے مالک ہیں لیکن سچ پوچھیے تو قاضی کی نیت بخیر تھی امید ہے کہ قاضی کے مرحوم والدین فرض شناس بچہ یاد تازہ رکھنے کے ضرور شکرگزار ہونگے۔

حال میں بحوالہ اکالی اخبار ۲۴ ستمبر معلوم ہوا کہ سینیر سپرنٹنڈنٹ دہلی نے اپنے ایک اعلان میں پولیس کو بایں الفاظ تنبیہ کی ہے:-

"افسران پولیس پبلک یعنے عام رعایا کے ملازم ہیں اور اون کو اپنے فرائض ادا کرنے کے واسطے تنخواہ دیجاتی ہے اور حسب قاعدہ محکمہ پولیس کسی قسم کی رشوت یا ناجائز حصول افسران پولیس کے لیے سخت ممنوع ہے۔"

اجی سپرنٹنڈنٹ صاحب! خدا کے لیے عوام سے فرداً فرداً پوچھیے کہ پولیس کو وہ اپنا خادم سمجھتے ہیں یا مخدوم۔ حکومت کی نیت قاضی کی نیت کی طرح خالص اور نیک سہی مگر بادر انصاف کی قبر پر یہہ خادم آقا نما (باستثنائے بعض) ہمیشہ پیشاب کرتے رہے اور آجتک انھیں اسی کی اجرت ملتی رہی۔ واللہ یہہ اچھے خادم ہیں جنکا جوتا گنہگار آقا پر موقوف نہیں بے گناہ مخدوموں کے سر بھی اپنی مضبوطی کا امتحان دیتا رہتا ہے۔ ماں بہن کی گالی آقا کے حق میں تہنیت نامہ ہے جرم کی تفتیش کے ذیل میں آقاؤں کے سر پر تالنے کی مشق جاری ہے۔ تلاشی کے وقت کوئی انھیں گھروں میں گھستے دیکھے تو واقعی یہی سمجھے کہ پرانے خادم ہیں۔ بہرکیف سپرنٹنڈنٹ قابل تشکر ہیں کہ اونھوں نے مزید اجرت خدمت حلال و طیب کی ممانعت فرمادی اور یہہ بھی اعلان کردیا کہ ادائے خدمت کے سلسلہ میں کوئی خادم آقا سے کچھ مانگے تو ہرگز نہ دو اور ہم سے شکایت کرو۔ اب چاہے کوئی ہٹ جانے کے خوف اور مخفی خدمت کے اندیشے سے شکایت نہ کرے۔ واسے بر حال کچھ ہمارے دیوانی و مال والوں کے حق خدمت سے مدعی و مدعا علیہ تا برگ ادا نہیں ہوسکتے ہر قدم پر حق طلب کرتے ہیں دن دہاڑے طلب کرتے ہیں سر اجلاس طلب کرتے ہیں۔ ایک ہی مقدمہ میں دس مرتبہ ایک ہی شخص سے طلب کرتے ہیں۔ اور کوئی نہیں پوچھتا۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد بتائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

استاذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا استاذہ فن کی گائگی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا انکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت سے ابتدا کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم باسانی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنو

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہونے پر پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچے فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب ... آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور ... کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

علاوہ خاص حالتون کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنو

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجب عجب نظم ہے ... اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے ...

... قیمت فی جلد ...

... ویلیو پے ایبل آرڈر ...

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنو

اودھ پنچ لکھنو

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنو

شاعر ... جزو لیست ...

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنو

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی لینے للٹہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ محنت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافت پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس عرصہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ غصب ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتکدے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے [illegible] گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جاتا ہے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین [illegible] نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب [illegible] پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاع عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے [illegible] کرلی جاتی ہے۔

(۸) اجرت اشتہارات واطلاعات کے تحت [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق [illegible]

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین [illegible] کسی شخص یا قوم کی تنقید [illegible]

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونھین خط و کتابت [illegible] نمبر خریداری ضرور لکھنا [illegible] ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہمارے پریس مین طباعت کا نہایت صفائی اور [illegible] کفایت اور صحت اور وعدے کی پابندی کے ساتھ نمونہ کے موافق ہوتا ہے [illegible] مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳

مضامین غیر

(یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء)

شیب و عیب

یعنی

بڑھاپے پیٹے دولھا

واللہ وہ لوگ غنیمت ہیں جنھیں اپنی کمزوری محسوس نہیں ہوتی اور محسوس ہوتی ہے تو پروا نہیں کرتے۔ کمر جھکتی جاتی ہے ہوس تنتی جاتی ہے۔ عروس قبر سے ہمکنار ہونے کا عہد ہے مگر شادی کا جوڑا اور مانجھے کا خلعت پہننے کا ارمان ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ایک پیر بوالہوس جوان جلد گستہ کمان کشتوں کے زور شباب کے بوتے بچھیروں کی طرح کلیل پر آمادہ ہوئے اور ایک نوجوان جولاہن کے تانے بانے میں رشتۂ موئے ریش کی سانٹھ لگادی۔

راوی غیر معتبر روایت کرتا ہے کہ اور کچھ ہوا ہو یا نہوا ہو مگر مانڈی لیپانے کی خدمت اچھی طرح انجام دیتے ہیں تاریخ کے مادے میں ایک تار رکم ہے زمانہ بگڑ گیا مگر پھر بھی داغ برہنگی ڈھانکنے کو بہت ہے۔

قطعہ تاریخ

ہرچند نہ تھی نکاح کی عمر	جورو کی تھی احتیاج لیکن
پیری میں بھی دل یہ جوان تھا	شنجرف تھا اشتہا کا ضامن
بہکا ہوا تھا دل ہوسناک	مستی کا سوار سر پہ تھا جن
پر خوف شریعت نبی تھا	لیتے تھی اونھیں حرام سے گھن
دن کٹتے تھے لاکھوں مشکلوں سے	راتیں کٹتی تھیں تارے گن گن
آخر ہوئی شرع کی اعانت	قاضی نے دکھایا عقد کا دن
پیری نے کیا اونھیں جوان بخت	زوجہ ہوئی نو جوان ممکن
تقدیر سے مومنہ تھی وہ حور	ململ کی طرح تھی صاف باطن

چمٹا کے سر اوس کا بول اوٹھے

اے شکر خدا ہوا ہوں مومن

سنہ ۱۳۴۶ھ

راقم عزیز نیاز لکھنؤ

ستنائگی

ادائی کی جگہ "ادائگی" درستی کے مقام پر "درستگی" وجدان اور وجود کے عوض "موجودگی" دوا کے بدلے "دوائی" یہہ سب بلائیں تو تھی ہیں مگر بالفعل ایک ادبی رسالے میں "ستنائگی" کی عجیب و غریب ایجادگی دیکھ کے اپنا عیب کو ایسا بھتائگی نے گھیرا کہ تو سب بھلی۔ خدا اس ایجادگی کی جزائگی موجد کو عنایت کرے۔ اس نے دل خوش کردیا اتنی "مسرتگی" ہوئی کہ پیٹ میں "تنگی" حادث ہوگئی "طولائگی" مضمون سے ڈرتا ہوں ورنہ ابھی اس "گنجائگی" میں بہت "پاشائگی" کی گنجائشگی ہے ہت تری ادب لطیف کی دُم میں "نطافتگی" کی ڈگڈگی۔

راقم: ادبار

الحق یعلو ولا یعلےٰ

"حق لاؤ میاں حق چاہے کلیجہ ہو جائے شق"

خدا کے قائم کیے ہوئے حقوق تو ٹھنڈے دلوں ادا نہیں ہو سکتے۔ انسان حیلے بہانے ڈھونڈھتا ہے کیونکر بی بی کے مہر کی رقم چٹ کروں۔ کیونکر بھائی بہن کو باپ کے ترکے سے محروم کردوں۔ کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ زکوٰۃ نہ دینی پڑتی۔ لڑکی ہمارے رواج کے مطابق ڈبل پیسا پانے کی مستحق نہیں لہذا خواہر عزیزہ کو توقع نہ رکھنی چاہیے لیکن خدا رکھے حاکموں کی غفلت کو اونھوں نے اپنے ناقص انتظام کی بدولت انوکھے اور نرالے حقوق دُنیا کی دُم میں باندھ دیئے ہیں اور ایسی قانونی خوبصورتی سے باندھے ہیں کہ دُنبے کی چکتی کی طرح ہر ایک مصیبت زدہ جسے کچہریوں یا دوسرے محکموں سے پالا پڑتا ہے لٹکائے پھرتا ہے اور مُنہ سے اُف نہیں کرتا۔ مالی مقدموں میں اُجرت انصاف ایک حق ہے۔ پھر ہر درخواست کے ساتھ ٹکٹ چپکانا دوسرا حق۔ پھر قدم قدم پر حقداروں "امیدواروں" کی رد سے پر فتوح پر حلوے روٹی کا فاتحہ دلوانا تیسرا حق۔ یہہ تیسرا حق قانونی حق سے کہیں مقدم ہے اسلیئے کہ قانونی حقوق ادا کردینے پر کوئی شخص اپنا مقصد حاصل نہیں کرسکتا جب تک حقداروں کے حقوق غیر قانونی کا انتظام پہلے ہی سے نہ کرلے۔ مولانا اودھ پنچ برابر ان حقداروں کی طرف حکومت کو متوجہ کرتے رہے مگر ادستگی پاپوش کو کیا غرض پڑی ہے جو مخفی ذرایع اختیار کرتی اور اس چلتی ہوئی حق کی تجارت کی نگرانی فرماتی۔ رشوت برچند قانونا جرم ہے مگر یہہ کافی ہے اگر اندستے کے ہاتھ بٹیر لگ گئی تو کابک میں بند کردی گئی قانون ہی کا ذمہ دار ہے جن لوگوں کے اختیار میں قانون کا انفاذ ہے وہ شاید جرائم کی روک تھام کا ذمہ دار اپنی ذات کو نہیں سمجھتے۔ وہ اتنا بھی نہیں کرتے کہ یہی ستے سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی طرح انھوں نے تھانے کے ملازمین کو حال ہی میں تنبیہ کی ہے۔ کم از کم سال میں وہ ایک مرتبہ ان حقوق کے ناجائز ہونے کا اعلان ہی کرتے رہیں کہ دھینگا دھینگی سے خم ٹھونک کے سر کچہری "حق" وصول کرنے والے زیادہ غافل ہونے پائیں۔

خیر یہہ تو پرانی رام کہانی ہے۔ اللہ رکھے حق کو یہہ بہر حال کڑوا ہوتا ہے مگر اسکی تلخی حق لینے والے اور حق دینے والے برداشت کررہے ہیں تو ہم کیوں خواہ مخواہ نصیحت میں وقت ضایع کریں۔ ہونے دو "حق کا بول بالا" بالفعل ہمیں ایک دیدہ و شنیدہ "کشتۂ حق" کا حال بیان کرنا ہے لیکن یہہ ہرگز نہ بتائینگے کہ واقعہ ہے کہاں کا جسے غرض ہو وہ خود ہی حق کی تلاش میں پائے فکر کو آبلہ دار بنائے۔ آنکھوں کی سُنی کہتے نہیں کانوں کی دیکھی کہتے ہیں عذاب ثواب کا حساب حق لینے والوں کی گردن پر۔ ایک تھے مسمّے رمجو کاشتکار۔ گھر سے خوش تھے۔ ٹوپی لنگوٹی ثابت تھی لہذا حقداروں (حورروں) نے انکا گھر تاکا آپ جانیے دیہاتی خوش باشوں کے گھر میں کوئی موتی ہیرا اینٹا ہوتا نہیں۔ چاندی کے پلنگ اور سونے کی مسہریاں ہوتی نہیں۔ ہاں ٹھوس زیور اور برتن ہوتے ہیں یا نقد روپیہ چولھے کے اندر رحلی کی ہنڈ میں بکھاری کے بلینڈے کے نیچے گڑا ہوتا ہے۔ حق دار برتن باسن زیور اور نقد ٹٹور چکے تھے کہ رمجو کی آنکھ کھل گئی یہہ ہوسے حقداروں کے مزاحم اونھوں نے مال تو لیا ہی تھا چند یار بھی حق جتانا شروع کیا۔ حق کی مار بڑی ہوتی ہے۔ اکیلے رمجو کی اتنے حقوق کے سامنے کیا چلتی حق دق ہو کے رہ گئے۔ حقداروں نے

جاتا وہ ندا آکے۔ بیچارہ بے تسلائے حق رسی بھاتا گیا۔ منشی حق الیقین صاحب محرر حق شناس سے عرض کی ہمارے رام ہو بابو منشی جی ناراض ہاوا، لٹ گئے۔ چوروں نے گھر موس کے کیا رہنے دیا تھا چمچہ کر گئے۔

منشی حق الیقین: اچھے کیا سویرے سویرے بلٹر مچایا ہے کمبخت آیا وہاں سے روتا ہوا۔ دیکھیے دن کیسا گزرتا ہے۔ ہٹ سامنے سے۔ جا دفتر میں بیٹھ۔ ہم آتے ہیں"

جناب منشی حق الیقین صاحب کھانستے کھنکھارتے آنکھیں ملتے بستر سے اوٹھے۔ پہلے لوٹا اوٹھا کے تصیلی (جائے ضرور) گئے۔ رات بھر کا اگلا ن جمع کیا بغیر داخلہ لیے باہر نکلے پھر منگا کا نابدان مسواک کے بانس سے صاف کیا اوسکے بعد ناشتے کی جان پر ٹوٹ پڑے جب ان حلوؤں سے فراغت ہو چکی تو روزنامچہ اوٹھا کے دفتر پہونچے اور آتے ہی رگھو سے کہنے لگے "ہاں بتاؤ کیا واردات ہوئی" رگھو نے کہانی دہرائی۔ اور ہاتھ جوڑ کے عرض کی منشی بابا رام جانے۔ مورے گھر ماں کچھو ناہیں گوا۔ اس ماں کہ سب ہیں تو آدھا مال مل جائے"

حق الیقین: بیٹھ وہاں سے۔ چوروں کے منہ سے مال چھیننا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمھاری گھر والی تو کسی سے پھنسی نہیں ہے۔ یہ سمجھنا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں۔ ہمیں بیٹھے بیٹھے ہمیں سارا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اور ہاں یہ تو کہنا میں بھول ہی گیا۔ لالہ تمسا رام کے پانچ سو روپے تمہارے ذمہ باقی ہیں اوس رقم مارنے کے واسطے تم نے نیا بچا ہے کہ چوری ہوئی ہے صاف صاف کہہ ڈالو اسی میں خیر ہے نہیں تو بلاتا ہوں کانسٹبل کو بند کروا دونگا حوالات میں۔ بھونہ وہ نالائق۔ تیرا لونڈا بھی تو جواری ہے۔ اوسی نے مال ہتھیا دیا ہے اوسکی بھی خبر لیجائیگی"

غرض بیچارے کے آئے حواس جاتے رہے بیچارے نے بہتیرا کہا کہ اوس شخص کی جورو کو مرے دو مہینے ہو گئے۔ لڑکا تین برس کا ہے اور اپنی ننہال میں ہے وہ کیا جوا کھیلیگا۔ میں لالہ کا قرضدار نہیں ہوں۔ مگر حق الیقین صاحب کس کی سنتے ہیں یہی کہتے رہے کہ چونکہ تمہی نے مال ہٹا دیا ہے اب فیل کر رہے ہو۔ سیدھے چلے جاؤ نہیں تو بیٹے کے دینے پڑ جینگے تمھارے خلاف رجسٹر نمبر ۱ میں بہت مواد موجود ہے۔ خدا کسی کو غرضمند نہ کرے۔ فرعون سے دستگیری کی امید ہوتی ہے۔ آدمی

"وہ مارا۔ بہت ترسے کی تھی"
"ٹھہر تو جا۔ تو کہاں جاتا ہے"

جلتے ہوئے درخت کے نیچے پناہ گیر ہوتا ہے۔ رگھو بہت گڑگڑایا تو منشی جی نے دست حق پناہ میں ہرمی آلہ شفقت اوٹھایا پانچ چھ ہلکے ہلکے تسلی آمیز ہاتھ جھاڑنے کے بعد کہنے لگے۔ سسرؤ چلے وہاں سے صبح صبح دق کرنے۔ ہمارا حق حقوق کا خیال ہی نہیں۔ کیا تمھارا باپ کے نوکر ہیں جو مفت قلم گھسیں"

داد نہ فریاد رگھو اپنی عمر کی غلطی پر نادم روتا ہوا گھر آیا دو چار برتن جو چوروں سے بچ رہے تھے وہ دس پر گرو رکھے دو روپیہ حق پاپوش کاری لے کے پھر جناب حق الیقین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ منشی جی مسکرائے۔

منشی: ہاں دیکھو یہ باتیں ہیں کام لینے کی۔ مگر تم جو بڑے حرامزادے دو ہی پر ٹالتے ہو۔ پھر میں بھی دو روپے والی رپٹ لکھونگا۔ ہاں"

رگھو: ہجور دس روپیا گروی گانٹھ کر کے لائے ہیں دو ہی لیو تم اپنا" باکی آٹھ کچہری ماں کھرچ (خرچ) کرب۔ اور ہمرے تیر (پاس) کچھ ناہیں ہے"

منشی: اخاہ تو دس روپیہ تمھارے پاس ہیں؟ اور ہمارے حق کے دو۔ دیکھو یہی بات بری ہے۔ اتنا بڑا مقدمہ کوئی دس روپیہ میں تو سر سبز ہوگا نہیں لاؤ ادھر لاؤ سب روپیہ ہم حساب بتا دیں۔ پانچ روپیہ تو ہوئے ہمارے۔ باقی رہے پانچ یہ کانسٹبل ہیں بھلا فی نفر آٹھ آنے تو انکا حق رکھوگے۔ رہے دو روپیہ یہ جائینگے داروغہ جی کے سائیس اور باورچی کو۔ قصہ ختم شد۔ دال بٹس دو بیل دو رپٹ لکھی ہے۔ کل پرسوں داروغہ جی تحقیقات کرنے آئینگے۔ دیکھو بھئی اون کی خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ کرنا۔ وہ آدمی ہیں غصہ ور۔ تم غریب آدمی ہو زیادہ بار تم پر ڈالتے ہوئے ترس آتا ہے۔ ایک چھ سیر تازہ عمدہ گھی۔ پندرہ سیر شکر۔ زیادہ نہیں ایک تین پنسیری میدہ۔ تین چار پان مرغے اور دو دیسالا تو تم خود ہی ہوشیار آدمی ہو سمجھ جاؤگے۔ ہاں ہاں سگرٹ حقے کا سامان نہ بھول جانا۔ اور ذرا ادھر کان لاؤ حق کی بھی فکر لازمی ہے۔ تم سمجھدار آدمی ہو یہ ہم ایسے غریب غربا کا معاملہ نہیں جو دس پانچ روپیہ میں ٹل جائے۔ بہت معاملہ نہیں بس یہی ڈیڑھ سو میں راضی کر لونگا۔ گھبراؤ نہیں جو وہ پاؤں پھیلائینگے تو میں تمھاری سفارش کر دونگا۔ اب تو مجھے تمھارے ساتھ ہمدردی

ہوگئی ہے۔ جہاں دو سو خرچ ہوتے ہونگے تو اللہ نے چاہا میری معرفت ڈیڑھ سو مین کام نکل جائیگا۔

اور دیکھو رجو بھیا یہہ چوری چکاری کا واقعہ بہت سنگین ہوتا ہے اسمین اونچی آنچین لگے پڑجاتی ہین جو کہین درو غاجی کو تمھارے گھر والون پر شبہ ہوگیا تو بڑی مشکل ہوگی۔ "حق" دینے سے بڑی کل بلا ٹل جاتی ہے۔ پھر حق حق ہی ہے۔

فرمائشون کا طومار اور حق کا بوجھ ایسا نہ تھا کہ شامت زدہ رجو کے معاملے مین ہیجان نہ پیدا کرتا مگر سنگ آمد و سخت آمد مہاجن کی منت سماجت کی تب "حق" فراہم ہوا۔

تفتیش و تحقیق کے نتیجہ سے ہمین بحث نہین ہم تو حق بین و حق شناس ہین حق کی بارش دیکھ رہے ہین ناظرین اتنا سمجھ لین کہ بیس آدمیون کا چالان ہوا اور بعض کے یہان تلاشی مین مشتبہ مال بھی نکلا۔ درو غاجی نے حق دارون سے جیب حق بھر لیا تو یہہ ناحق کے مجرم بھلا کورے بچتے۔ تفتیش کے بعد چالان ہوا چالان کے بعد پیشی کی تاریخ مقرر ہوئی اطلاعی سمن لے کے کانسٹبل صاحب تشریف لائے اور آتے ہی طلب حق مین سرگرم سعی فرمانے لگے ۵۲ ۴ ۸ ۷ و ۲۲۳ ۳ ۴ ۹ و ۱۲۵ غرض سیکڑون جرم ملزمون کے عائد حال کیے گئے تھے اور ہر دفعہ کے ہم عدد "حق" ملنا لازمی تھا۔ یہان رجو بھیا کے دانتون پر میل بھی نہ تھا کانسٹبل کی تشریف آوری بھی ناگہانی اور مبرم تھی بیچارے دست پاچہ تھے کہ ڈانٹ پڑی۔

" ابے ہم کیا تیرے باپ کے نوکر ہین گھنٹا بھر سے دھوپ مین کھڑے سوکھ رہے ہین جا اوٹھ کے موہا (چارپائی) لا دوپہر کا وقت ہے۔ چلم بھر۔ کچھ بھوجن کے لیے بھی رکھ چھوڑا ہے یا مفت کی نسیٹھ ہوگی "

رجو " نہین صاحب بیٹھو تم تو ہمار مالک ہو!"

کانسٹبل " ہان۔ خوب مسلمانون کو مرغے کھلائے۔ ہم ہندو ہین اوسپر بھی ہمارا خیال نہین کرتے۔ بچو کے بیٹا کبھی تو بتائینگے۔۔۔۔ چو۔۔۔۔ زمانہ ہی ایسا بُرا ہے "

بیچارہ رجو ہم مذہبی کا طعنہ سُن کے شرمائے مگر کیا کرتے چلم پلائی آدہ سیر دودھ سے تواضع کی سمن پر اطلاع یابی لکھوائی اور بے صبری کے ساتھ انتظار کرنے لگے کہ ہم مذہب بھوت کب دفع ہوتا ہے۔ ایک گھنٹا گزر گیا آخر بیچارے نے دبی زبان سے کہا " جوان! تم تو تھانے دار صاحب کے ساتھ آئے رہو تھا تو حک تو ہم دے دین رہین۔ پھر اب کاہے ٹھاڑے ہو "

ہم مذہب بھوت یہہ سنتے ہی بپھر گیا۔

" ہون بے۔ تری بہن۔۔۔۔ تری مان۔۔۔۔ سالے ایک دفعہ دو روپیہ دے کے مول لے لیا۔ ابے یہہ حق ہے یہہ ہر پیشے نیا ہوتا ہے۔ اوس وقت ہم آئے تھے تو اپنی خوشی سے تونے انعام دیا تھا۔ اب تو ہم سرکاری کام سے آئے ہین تین میل زمین طے کی ہے۔ گھر ڈھونڈھا ہے۔ دھوپ مین کھوپری گرم کی ہے "حق" تو اب پیدا ہوا ہے " رجو بھیا اوس وقت بہت کھسیانے ہورہے تھے "حق حق" سنتے سنتے کان پک گئے تھے۔ اور تو کچھ بن نہ پڑا بگیا سر سے اوتار کے پھینک دی اور بڑے بڑے آنسو ٹپکا کے بولے۔

" ارے تمھار حک کا ناس ہوجائے۔ ایسے حک کی۔۔۔۔ " کانسٹبل صاحب کو قوت آزمائی اور پاس مذہب کی نمائش کا موقع مل گیا۔ سر سے بگیا اوتری پکی تھی دو چار ہم مذہبی کے ہاتھ رجو بھیا کے سپاٹ کھوپڑی پر جما دیے اور "حق خدمت" مین دو روپیے نقد النقد وصول فرما کے اپنی راہ لی۔ حق ہے کوئی دل لگی بازی نہین۔ چور اپنا حق لے گئے منشی اور تھانے کے دوسرے ادنیٰ ملازم اپنا حق لے گئے۔ درو غاجی اپنا حق لے گئے ابھی مقدمہ کی پیروی کا حق ہاتھ باندھے سامنے موجود ہے۔ یہان بیلون کی ایک جوڑی ایک گھوڑی ایک بھینس دو بچھیان تھین اونکی قیمت مقدمہ کی تاریخ پیشی تک فراہم کی گئی۔ کمر مین روپیہ رکھ کے رجو بھیا ہانکتے کودتے ہانکتے قسمت کو روتے وارد کچہری ہوئے۔ یہان سے حق کا تانتا شروع ہوا۔ پیشی کا وقت دریافت کرنے کا حق حوالہ محرر صاحب دو روپیہ نقد ادا کرنے پر ایک درجن ماں بہن کی گالیان حاصل قسمت۔

خیال تھا کہ مقدمہ دس پیش ہوجائے جا کر بیسا کی منزل طے کرنا ہے راہ مین کوئی لوٹ نہ لے مگر یہہ خیال غلط تھا کچہری آنا اور بے سبب بھری پُری گھر پلٹ سکے یہہ تا ممکن نہین لہذا پیشکار صاحب کا ذہر احق ہوا ایک معمولی حق بیچ کچہری مین حاضر ہونے اور سلام کرنے کا دوسرا مقدمہ سویرے پیش کر دانے کا مبلغ پانچ روپیہ دونون جھونک کے دیے اب اہلمد صاحب کی باری آئی اونہون نے زیادہ حق لیا تو مسل بردار صاحب مچل گئے " واہ کیا خوب مسل اُٹھاؤ مسل اوٹھاؤ دیکھیں مسل ہمارا حق تو گاؤ گاؤ غصب ہوگیا کیون لالا منوہر! یہہ کہان کا انصاف ہے کہ تمنے اپنا حق پایا پنڈت جی پیشکار نے اپنا حق پایا ہم یو نہین رہ گئے گویا ہمارا کوئی حق نہین "۔ گشتہ حق بیچارے رجو نے انکی دہان بھی نذر کی۔ اب معلوم ہوا کہ مقدمہ دو بجے پیش ہوگا۔ باہر نکلے درخت کے نیچے بسیرا لیا۔ اتنے مین کورٹ انسپکٹر صاحب کالی عبا کے دامن پھڑکاتے لال پگیا کی بھڑک دکھاتے کلا بتونی جھالر پُھدکاتے اوچکاتے وارد ہوئے آپ تھے تو اصل نسل کے ہندوستانی مگر شاید پیدائش کے وقت چمر ٹھنون کے محلے مین والدین کا قیام تھا صاحبیت کی ہوا کا اثر انفلوانزا کی طرح دماغ پر مستولی ہوگیا اور پھر کسی دوا سے نہ گیا۔ آتے ہی (آدھا) اُردو آدھی انگریزی مین رجو غریب کے سر ہورہے۔

" او ٹوم گدھا کا بچہ یہان بیٹھا ہے۔ ڈیم بگر۔ ہام تمہارا غرض کیا۔ تمھارا گواہ لوگ کہان ہے۔ ڈیم کے موافک جلدی بولو "

رجو " صاحبوا۔ ہم تو اپنے آئین ہین۔ حک حکوک سب دے دیا "

کورٹ صاحب " اولیس۔ ٹھیک بات۔ حک حکوک جرور دینا چاہیے۔ ہم بھی اپنا حک لیگا۔ بُل (مگر) ٹم گواہ لاؤ "

گواہون کی فوج اپنے سردار بیچارے رجو سے ناشتہ شکنی کی رقم وصول کر چکی تھی صاحب کے سامنے آئی۔ مگر صاحب جو تر مروڑ کے دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ رجو اس غمزے کے معنی سمجھا بھی تو ظاہر کرنا خلاف کفایت خیال کیا اسوجہ سے کہ بہت خرچ کر چکا تھا۔ وہ پشت چھوڑ کے پھر روبرو کھڑا ہوا۔ صاحب نے پھر کرسی گھمالی۔ د تاک جھیلی جھیلیا ہوتی رہی آخر صاحب تھک گئے اور فرما گئے۔

" او الو کا بچہ ٹم "حک" لایا؟ "

رجو " حک سسرے کے کارن تو ہمرے پران نکس گئے۔

ارے نیتو (نیپھی) کو تو ہوک آگئے "

کورٹ صاحب نے کہا۔ ہم تمکو ٹھیک کرنے نہ آیا۔ مکر یا کھرا ہے۔ تمھارا تو تماشا ہے۔ پیٹ مین دو ہنستے کرتا۔ نہ کل جاؤ۔ کوتوال نے اپنا بید مار مار کر چوتڑ پیٹ لال کر دیا "

غریب بھوتیا جفا زدہ ومظلوم حق رنجو کی جان تکل گئی۔ اول تو پولیس کا خوفناک ہوا دوسرے صاحبیت کی بیٹ کھائے ہوے۔ بیس روپیہ سے شروع ہو کے پچاس روپیہ پر توڑ ہوا۔ گواہون کی رہیرسل یا معنوی پریڈ ہوی مگر دو بج گئے پکار نہوی آخر کورٹ صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس پر تشریف لے گیے۔ وہان معلوم ہوا کہ آج نہین اب کالی جمعرات کو مقدمہ پیش ہوگا۔ تھانیدار صاحب نے مزید ثبوت کیلئے مہلت طلب فرمائی ہے۔

الغرض دو تین پیشیون مین حق نصیب دینے والے بھیک مانگنے کی نوبت پہونچ گئی۔ ایک دیہاتی شریف اپنی قوت بازو سے روٹی کھانے والا ایسی ذلت کب گوارا کر سکتا ہے۔

ابھی مقدمہ کا فیصلہ نہین ہوا تھا کہ رنجو کا فیصلہ ہوگیا یعنی یہہ حق زدہ ایک دن صبح کے وقت چلرپائی پر مردہ پایا گیا آپ کو اختیار ہے اسے حق کا جنازہ سمجھیے یا رنجو کی ارتھی۔

اگر وہ زندگی کا حق اتنی جلدی ادا نہ کرتا تو خدا جانے کیا گت بنتی تعجب ہے کہ جن لوگون نے حق مانگتے مانگتے اوسکی جان لی اونمین سے کسی نے اتنا بھی نہ کہا کہ ہائے آج حق مرگیا۔

عربی مثل ہے " الحق یعلو ولا یعلیٰ " حق سب سے بالاتر رہتا ہے کسی سے نیچا نہین دیکھتا۔ رنجو حق پر تھا مگر اوسی نے نیچا دیکھا۔

کچہری مین اپنے حق کو بلند کرنے کی فکر مین جو لوگ رہا کرتے ہین اونمین سے فیصدی نوّے باعتبار مصارف حق خواہ یا حق طلبی ہمیشہ نیچا دیکھتے ہین دن دہاڑے اندھیر ہے۔ ایسے یہہ کالا کلوٹا حق بڑے ستم جوت رہا ہے۔ مگر کوئی بھلامانس صاحب اقتدار و اختیار ناحق کو حق سے جدا کرنے کی عملی تدبیر اختیار نہین کرتا سنا ہے کہ بعض حاکم خود ہی فریق مقدمہ سے کہدیتے ہین۔ لیکن تمھاری درخواست ابھی تک پڑی ہوی ہے برابر غلطیان نکل رہی ہین۔ ارے بھائی کچھ دے دلا دو تو مصیبت ختم ہو۔ ہائے تیرے حق کی ایسی تیسی فقط

راقم :- سرکوب فتحپوری

منطق آرا بیگم

بنام

بعض اخبار نویسان منطق ناشناس

لوگو میری بندگی۔ شرم کی بات ہے کہ تم لوگون نے منطق کی طرف سے بالکل پیٹھ پھیر لی ہے۔ ایسے ننھے نادان ہو کہ دو چھوٹے بڑے گروہون مین جب لڑائی ہوتی ہے اور اونمین سے کوئی گروہ شدید جانی ومالی نقصان برداشت کرنے کے بعد تیسرے قوی اور مضبوط گروہ کی طرف جھکتا ہے تو اوسکو اولٹا الزام دیتے ہو۔ ہائین یہہ کیا بے غیرتی ہے وطنی بھائیون کی فریاد غیر سے کرتے ہو۔ ارے میان خدا سے ڈرو۔ در مین تیسرا آنکھون مین ٹھیکرا مثل مشہور ہے۔ تم اپنے معاملون مین غیر کو درمیانی کروگے تو اپنے حق مین کانٹے بوؤگے وہ تمھارا شریک سہیم حصہ دار بنی دار بن بیٹھےگا "

جنکو خدا نے ذاتی عقل نہین دی اور جو غیر کی عقل سے ہمیشہ کام لیتے ہین وہ ضرور تمھاری یہہ عجیب وغریب نصیحت سُن کے خوش ہونگے کہ بڑی مہم سر کی کیا عقل کی بات کہی ہے اے سبحان اللہ آج پالیٹکس مین جیسی صائب رائے مولانا . . . . . کی ہے ویسی کسی اور شخص کی نہین۔ حق یہہ ہے کہ اخبار نویسی اون کی ذات پر جتنا اترائے جتنا ناز کرے تھوڑا ہے۔ مگر جو برائی ہوتی ہر شاکرا نہین پالتے اللہ نے سمجھ دی ہے عقل دی ہے دُنیا کی طبیعت سے واقف ہین۔ حال سے باخبر ہین تعصب کی عینک جنکی ناک کے آگے پر کُھم کُھم ڈولی نہین کرتی اونھین معلوم ہے کہ خدا نے زندگی کی ہوس طینت کے خمیر مین داخل کردی ہے۔ کوئی کمزور مغلوب مظلوم شخص یا گروہ اپنے شہزور غالب ظالم دشمن سے مدد نہین مانگتا یہہ صفت صرف مان باپ اور خدا کے واسطے مخصوص ہے مثل مشہور ہے " مان مارے مان ہی مان پکارے " اسی طرح انسان مر مٹا جاتا ہے کہ اوسکا رشتہ دار خدا کے حکم سے مرا ہے۔ مگر اوسی سے فریاد کرتا ہے " ہائے اللہ کیا کیا؟ اے اللہ تو ہی صبر دے " یہہ کیون؟ اس وجہ سے کہ ضرر رسیدہ بچہ یا مصیبت زدہ شخص مان باپ اور خدا کی محبت کا یقین رکھتا ہے۔ مان باپ کی پرورش پے رہا ہے۔ خدا کی شفقت بے لوث ہے۔ ضرر پہونچنے کے وقت بغض وعداوت کا گمان نہ بچے کو ہوتا ہے نہ بندے کو محبت اور شفقت اوسی کے پاس التجا لیجانے کی سفارش کرتی ہے جس نے پالا پوسا یا جسنے پیدا کیا جس کی ذات پر بھروسا ہے کہ کینہ اور بغض سے اسکی ذات بری ہے۔ دو بیگانے رشتہ دار دو تمین یگانگی کی بنیاد محبت کا تار ٹوٹ جانے اور خون کا جوش ٹھنڈا ہو جانے سے پڑتی ہے۔ پھر جہان محبت کی شفاعت کام نہین دیتی وہان ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ عدل کی توقع ظالم فریق سے مظلوم فریق نہین کر سکتا لہذا تیسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اخبار نویسون کی منطق یہہ کہتی ہے کہ جس فریق کے ظلم نے تمھارا گھر بار چھینا بال بچون کو قید کیا عورتون کی تذلیل کی تمھاری گردنین کاٹین تمھین بھیک مانگنے کے لیے پردیس جانے پر مجبور کیا اوسے کہو کہ بھائیو رحم کرو بیڑے کاٹ لے پلدار گردن "۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور ذریعہ ظالم ومظلوم کے ملاپ کا ہو تو کوئی بتلائے بڑے کی جان کی قسم مین فوراً آمنا صدقنا کہونگی گویا دُشمن نہین ایشیائی شاعرون کا معشوق ہے سہ

> وہ جفا کرے مین وفا کرون وہ کہا کرے مین سنا کرون
> وہ کرے حلال مین چپ رہون وہ کرے ستم مین سہا کرون

یہہ بھی ناممکن ہے کہ ایک خونخوار زبردست دشمن تلی گردن والے مقابل سے مناسب اور معتدل شرطون پر صلح کرے۔ یہہ بچارہ بنگالہ ہمارا گھر بار ہمین عنایت کیجیے۔ ہماری زمین سے قبضہ اوٹھا لیجیے۔ ہمین آزاد رہنے دیجیے۔ اور وہ مان لیگا؟ اجی مانتا ہوتا تو خونریزی کیون ہوتی۔ زنگی سے سیاہی فرنگی سے سفیدی دور نہین ہوسکتی۔ ظالم سے ظلم کی صفت نکل جائے تو وہ ظالم ہی نہین۔ اسی کو منطق کی اصطلاح مین " سلب شئے عن نفسہ " کہتے ہین یہہ عقلاً محال ہے مگر اخبار نویسون کی عقل کے نزدیک محال نہین ہے۔

تماشا ہے کہ ڈائن پر اثر ہے رُعب جانان کا
نشستہ بر سر سیکل نکل بھاگید از دلہا

ارون " دور ہو یہان سے چڑیل "

ڈائن " ارے باپ رے - یہہ تو کوئی کڑے خان ہین - آؤ میرے بچو چلو سرحد پار "

انھین یہہ کہتے شرم نہین آتی کہ طائف والون پر ظلم ہوا ہمین اسکا افسوس ہے مگر اونھون نے برا کیا جو نصاریٰ سے مدد مانگی۔ ہان حضور آپ سچ فرماتے ہین انھون نے برا کیا جو اپنی جان بچائی۔ پھر کب؟ جبکہ اور کوئی ٹھکانا جان بچنے کا تھا ہی نہین زبردست دشمن کے مقابلے مین جان مال تباہ کر چکے تھے۔ کوئی قوت، کوئی تدبیر باقی نہ رہی تھی۔

شرافت دیکھیے کہ غریب مظلوم پر آنکھین نکالی جاتی ہین کہ تم اپنے وطن مین غیر کی مداخلت کے بانی ہوے۔ اگر ظالم نے برا کیا تو تمنے بھی بھلائی نہین کی کہ بیٹنے جس نے ظلم پر کمر باندھی۔ انصاف۔ کنبہ پروری۔ قومی حمیت کا پاس لحاظ نہ کیا وہ غیر کی مداخلت کا اصلی بانی نہین ہے بلکہ مذبوحی حرکت کرنے والا بسمل بعد قتل ہو جانے کے غیر شخص کی مداخلت کا بانی ہے۔ خدا کی مار اس منطق پر یہہ تو نری بے ایمانی ہے۔ یہہ ظلم سے محبت کا نہایت عمدہ ثبوت ہے۔ ایسی ہی دلیلین ظلم کا زور بڑھاتی ہین۔ الرد علی المنطق لکھنے والون کے شاگرد ایسے ہی ہوتے ہین۔ زبردست کی بے اعتدالی (سوء تدبیر) کا الزام واقعی مٹھی بھر مظلومون کے سر تھوپنا چاہیے۔

اسے کیون نہو "بیسی کو امر ہٹی پول" ناصر الدین شاہ قاچار مرحوم نے فوج کی سال بھر کی تنخواہ چڑھی ہوی تقسیم نہ کی کال کے زمانے مین سیر سپاٹا کر نے ولایت چل دیے وہان سے پلٹے تو مر بھکے سپاہیون نے دروازہ گھیرا ہلڑ مچایا تو وزیر سے پوچھا "چہ غوغاست؟" وزیر نے جواب دیا "قربانت شوم۔ سربازان استند پول می خواہند" حضور ہنسے اور فرمانے لگے "این جور ناسپاسہائی ہرکہ کا سکہا (قزاق روسی) بر سر ایشان ریختہ شوند و دمار از سر روزگار ایشان بر آرند" یہی ہوا پولیس بھی روسی فوجی افسر بھی روسی۔ ادھر بھی روسی ادھر بھی روسی۔ کسی اخبار نویس نے بادشاہ سلامت کی ہجو گوئی پر اعتراض نہین کیا لکھا تو یہہ کہ "وائے وائے از بدبختی ہائے ایرانیان قبلۂ عالم رایران گمارند کہ برائے تادیب رعایائے خود شان اعانت بہ روسیہا جستند۔ پدر سوختہ ہا از خدائے نمی ترسند۔ گرد بارگاہ ولی نعمت شان ہجوم کردہ تا نجیبان روس و فرنگ را برائے افراشتن پائے استیلا و ڈپلوماسی جالے می دہند۔ خدا پدر شان را نیامرزد"

ایک متقاقہ رقاقہ چرباتک عورت کھلی ہوی چھت پر بے مقنع و بے چادر کھڑی ہوکے گالیان بسے رہی تھی۔ خدا غارت کرے بد نظرے محلے والون کو کیا ڈھیٹ ہین آنکھین نیچی نہین کرتے" گھورے ہی جاتے ہین۔

ایک صاحب مسجد مین گدھی سے دل خوش کر رہے تھے اتنے مین کوئی نمازی آگیا۔ نمازی مسجد کی بے حرمتی دیکھ کے جھنجلایا اور گدھی کے شوہر کے منہ پر تھوک دیا تو آپ فرماتے ہین اے شخص خدا سے ڈر مسجد مین تھوکتا ہے؟

ایک بی بی رمضان کے مہینے مین بھی صبر نہ کر سکین میان کے پاس دن دہاڑے سوئین۔ میان نے اختلاط مین منہ چوم لیا تو کہنے لگین ہائین ہائین منہ چومنے سے روزہ کھنکھنا ہوتا ہے یہہ کیا کرتے ہو۔

کیا ایرانیون پر اخبار نویسون کا الٹا چھڈا صحیح ہے؟ کیا سچ مچ مر بھکے سپاہیون نے روسیون کو بلوا کے غیرون کے ہاتھ مین ملک کی باگ دی۔ کیا کوٹھے پر منہ کھول کے جھگڑا دکھانے والی بی بی پر محلے والون نے ظلم کیا جو گردن اوٹھا کے اونکا بے گناہ چہرہ دیکھ لیا۔ کیا نمازی پر گدھی کے شوہر کا یہہ اعتراض صحیح ہے کہ اوسنے مسجد مین کسی کے منہ پر تھوک کے مسجد کی بے حرمتی کی۔

کیا رمضان مین اپنے دل پر قابو نہ رکھنے والی بی بی کا دن دہاڑے اپنے میان کو استعمال کرنا تو کچھ نہین مگر میان نے جو منہ چوم لیا تو بہت بڑا گناہ کیا؟

ایسے اخبار نویسون کی منطق جو مظلوم پناہ گیر گروہ پر "افسوس" کے ساتھ غیرون کو مداخلت کا موقع دینے کا الزام رکھتے ہین یہی کہتی ہے "گلا گھونٹا تو برا کیا ہمین اس پر افسوس ہے لیکن مخنوق کا آنکھین نکالنا اوس سے بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔

خدا جانے اس قسم کے بے عقل یا علبی اخبار نویس اپنے ہی ہم قوم ہم مذہب عقلمندون مین کس طرح عزت حاصل کرتے ہین۔ ظالمون کے تھانگی اور حامی بننے والے جس قوم مین عزت کی نگاہ سے دیکھے جائین اوسکے شامت زدہ ہونے مین کیا کلام ہے فقط

راقمہ۔ ام العقل منطق آرا

المختصرات

ایک بی بی نے شادی کے پانچوین دن بچہ جن دیا میان جھٹ سے بازار گئے اور تختی کتاب قلم دوات گھوڑا۔ نیزہ۔ تلوار۔ تمغہ بیناموں لے آئے۔ بی بی نے کہا یہہ تم کیا خرید لائے جواب دیا کہ صاحبزادہ ہین جلد باز۔ شادی کے دن انعقاد ہوا پانچ روز بھی پیٹ مین نہ ٹکے کہ نکل پڑے تو چھٹے روز مکتب مین جائینگے اور دو ہفتے مین پورے سپاہی بن جائین تو عجب نہین پھر تیسرے ہفتے شادی کے قابل ہو جانا ضروری ہے لہذا پڑھنے لکھنے کے سامان کے ساتھ سواری اور سواری کے ساتھ شادی مین چڑھاوے کا اسباب لیتا آیا تو کیا برا کیا۔

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۰۷ سنہ ۱۹۲۷ء

ایجلاس عدالت دیوانی منصفی ہردوئی مقام ہردوئی۔

اجلاس عالی جناب معلی القاب مولوی سید خورشید حسین صاحب بہادر جج ماتحت ہردوئی۔

رامچرن ولد جوالا پرشاد برہمن ساکن حال بریلی پرگنہ و تحصیل شاہ آباد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعی

بنام

پربھو دیال وغیرہ

بنام ۔ پربھو دیال سے ہردیال عرف بتولال سے ترمبنی سہائے عرف بنسی دھر پسران لچھمی نرائن برہمن ساکنان قصبہ پالی پرگنہ پالی تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۳۰۷/۳/۹ ۸۵ ۔ دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ یہی تاریخ جو تمہارے حضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید مین جن گواہون کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز انکو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۴ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

تاریخ ادخال بیان تحریری ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء۔

وقت حاضری بدفتر سب ججی ہردوئی ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط حاکم بخط انگریزی — مہر عدالت

... کو شکایت ہے کہ مسٹر محمد علی نے جدید قانون توہین مذہب سے کام لینا شروع کر دیا ایک کتاب کو ذریعہ بنا کے شیعہ سُنی میں جو تنا عقوب چلوانے والے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ اس نے شادی کے پانچویں دن قانونی بیچ بنا دیا ہے اس جلد باز لڑکے کے لیے سواری اور شادی کا سامان ہے ۔ چوتھی کے بعد پانچویں اور پانچویں کے بعد چھٹی مبارک ہو ۔

خدا بخشے میاں خدا بخش کو جنھیں راجپال پر حملہ کرنے یا زندگی کا قصہ تمام کرنے کے اقدام جرم میں سات سال کی سزا ہوئی ۔ انھوں نے ایک لایعنی اور بیہودہ فعل تو کیا ہی تھا مگر جو بیان دیا ہے وہ بھی ... لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ہیر کا قصہ لینے گیا تھا قتل کے ارادہ سے جاتا تو موقع دیکھ کے جاتا سمجھ بوجھ کے جاتا ۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ہیر کا قصہ راجپال کی دکان کے سوا کہیں اور نہیں بکتا ۔؟ اسکے علاوہ آپ قصہ لینے گئے تھے یا راجپال پر سارے زمانے بھر کا غصہ اتارنے ۔ اور گرنا ہی تھا تو چاقو سے کیوں گرے ۔ چاقو کس کا تھا ؟ راجپال کی دکان تھی یا قصائی کا ... کہ آپ ہیر رانجھا کی نقل اتارنے لگے ۔

ڈیرہ دون کا نام ہی ... آوازوں کے نام میں سے کسی آواز کے مماثل ہے ۔ جہاں کوئل کی کہو کہو ... چڑیوں کی " چیں چیں " چکی کی " گھر گھر " جوتی کی " پھٹ پھٹ " چرخے کی " چوں چوں " دھونکنی کی " دھوں دھوں " پٹاخے کی " دھن پٹ " ہے وہاں شہروں کی دھان دھون " ڈیرہ دون " بھی ہے ۔ پس مقام ڈیرہ دون اگر ہندو مسلمانوں میں دھول دھوں ہوئی تو کوئی تعجب کی بات نہیں اسے طبل تہی کی گمک سمجھیے سہ

پیوستہ پُر آواز بود کاسہ خالی

افسوس اتنا ہے کہ خدا نے فساد کو منع کیا تب بھی فسادی منڈ کے رسول نے روکا تب بھی باز نہ آئے خیر خدا اور رسول کی سنتا ہی کون ہے اے جناب ابھی چند روز اُدھر " وائسرائے صاحب نے نیلے پیلے ... کا غضب ہے کہ لوگ انکی بھی نہیں سنتے

بڑے کافر ہوئے جاتے ہیں سہ

ہمیں داد ایزدی ... دون

کہ دون است ... ہست ... دون

زبردستی ماننا پڑتا ہے کہ اس دُنیا کا دھندھا اگر بیوقوف نہوں تو چل ہی نہیں سکتا کسی نے خبر اڑا دی کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی جیبو کروڑ کی مالیت تبلیغ اسلام کے واسطے وقف کر دی ۔ لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا ۔ کہیں گھی کے چراغ جلے ۔ کہیں سے شکریہ کے تار دیے گئے ایسی خبریں بڑی بڑی سُرخیوں سے چھاپنے والوں کو تو ہم کیا کہیں میل ملاقات کا معاملہ ہے مگر خوش باوروں کی حماقت میں رتی بھر کلام نہیں ۔ بھلا ایک کروڑ پونڈ کی پرائیوٹ جائداد بھوپال کی سی چھوٹی ریاست میں الغتون کے لیے کس طرح وقف کی جا سکتی ہے اتنی سی گنتی سمجھ میں نہ آئی ۔ اس خبر پر تعلیاں بجانے والوں سے مرتبہ میں وہ ہندو بھی کم نہیں ہیں جنھوں نے تبلیغ کی اس شاندار کامیابی پر آنسو بہا لیے ۔ اپنے بھائیوں کو " اے ڈوب مرو چلو بھر پانی میں " کہہ کے طعنے دینا شروع کر دیے ۔ اور بیگم بھوپال کی " ذہنیت " او کہنے لگے " دیکھا ہم نہ کہتے تھے بڑی بی ایک طرف تو دوسرے سے ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر اپنی جان لڑا دینے کا وعدہ کرتی ہیں دوسری طرف تبلیغ پر جان مال قربان کیے دیتی ہیں "

حکایت مولویوں کو تاریخ سے کوئی مطلب نہیں ہوتا دہ تاریخی مسائل کے حل کرنے میں عقل کے ناخن سے کام لیتے ہیں ۔ ایک دل لگی باز کے پاس پرانا نسخہ کلام مجید کا تھا ۔ کیڑوں نے اسکی تلاوت جی بھر کے کی تھی ۔ ایشیائی شاعروں کے معشوق کا دہن ... (ا) ہو رہا تھا ۔ بیچنے جاتے تھے تو کوئی معلوم نہ لیتا تھا آخر بات ذہن میں آگئی جلد سے سورۂ یوسف نکالا اور اوپر لکھ دیا " ... کتابت سیدنا یوسف علٰے نبینا و علیہ السلام " (حضرت یوسف کے دست مبارک کا لکھا ہوا) ۔ سورہ بغل میں دبایا پڑوس میں ایک مولانا رہتے تھے اونکی خدمت میں حاضر ہوکے عرض کی " مولانا آج ایک بے بہا گوہر مجھے دستیاب ہوا ہے ۔ عرض کرتا ہوں کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا " مولانا " بارک اللہ کیا کیا ارشاد ہو " دل لگی باز صاحب نے جزدان کھولا اور کہا " یوں نہ دوں گا پہلے تعظیم کیجیے سر پر رکھیے بوسہ دیجیے تو دست مبارک سے مس فرمائیے " مولانا اوٹھے نہایت ادب سے بوسہ دیا ۔ ورق اولٹ پلٹ کے دیکھے ۔ آخری عبارت " من کتابت ... " پڑھی اور اُچھل پڑے ۔ واہ واہ کیا نایاب تحفہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے اور جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

استاذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تانسین ... کے زمانہ حال تک صدہا استاذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا ان کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہی سے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

[illegible]

(۱) [illegible] اودھ پنچ [illegible] پیشگی [illegible]

(۲) [illegible] سالانہ قیمت [illegible] ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضرور [illegible]

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ مابخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا تیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۸

مضامین غیر

(۸۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

ایک پر لطف عرضی

"از سلطانی نیند دردی"

ہماری سرکار کی بڑھتی رہے جسنے تعلیم کا وہ دریا بہا دیا کہ ہر کس و ناکس امیر و غریب تعلیم سے فیضیاب ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان میں انٹرنس پاس آنکھ میں اکس کے لگانے کو میسر نہ تھے۔ مڈل پاس کیا اور میکالے کے ہمسر ہو گئے۔ بن بیٹھے جنٹلمین۔ سرکار خوشامد کرتی تھی کہ بھائی پڑھو۔ دفتر سونا پڑا ہے۔ رجسٹر سارے دھرے ہیں۔ کام کسی طرح نہیں چلتا۔ بتاؤ کیا دفتروں کے واسطے بھی ہم سمندر راوس پار سے کلرک لائیں۔ اور لائیں بھی تو کیا تم اتنی بڑی بڑی تنخواہوں کا بوجھ سنبھال سکوگے؟ یارو پڑھو لوسے کہ بے علم تواں بہ دفتر رسید + ملکی مہمات سر کرنے میں یہاں اسو جہ سے لوہے لگ جاتے ہیں کہ تمہاری زبان اور ہماری زبان اور ہے ہمیں حکومت کرنی ہے اسلیے تمہاری زبان سیکھتے ہیں تمہیں بھی لازم ہے کہ ہماری زبان سیکھو ولایت سے تشریف لانے والے مہمانوں کو تو کشش تو بہواد نہیں تمہاری زبان سیکھنے کی زحمت تو اوٹھانی پڑے۔ میاں پڑھوگے لکھوگے تو نائب تحصیلداری کہیں گئی نہیں ہے۔ ہمارا یہ حال تھا کہ نوکری کا نام سنا اور دھوتی یا پائجامے میں بے چینی پیدا ہو گئی ارے ہم اور نوکری۔ نوکری اور ہم! زمینداری اور نوکری سادو تم کھیتی اور نیست چاکری کا مقابلہ۔ شان میں بٹا لگ جائیگا برادری والے کہیں گے لو اب صاحب کا گھر بگڑ گیا۔ صاحبزادے نوکر ہیں سپنڈت جی کا دیوالا نکل گیا۔ لڑکا دفتر میں ملازم ہے۔ اسکے علاوہ مذہب کے شیشے میں بال آگیا ہے۔ شریفانہ بول چال تو صاحبزادے بھول سکے۔ دن رات گٹ پٹ کرتے ہیں۔ پچاس روپلی کے نوکر کیا ہو سکے مذہب ہی بیچ ڈالا۔ اب کرسی پر بیٹھتے ہیں میز سنگے لگاتے ہیں۔ فرش پر جوتیوں سمیت چلتے ہیں۔ یا اللہ یہہ پوتڑوں کے رئیس اور نوکری! اتنی بھی غضب کہ خدا نے جو گھر میں چوپائی بھوسی عنایت کی ہے بیٹھے کھاؤ پیو۔ عیش کرو۔ جب تک خدا دیتا ہے صرف کرو۔ نوکری کرے ہماری پاپوش۔ بھلا بتاؤ باپ نوکر تھے دادا نوکر تھے پردادا نوکر تھے۔ آخر تمہارے گھرانے میں نوکری کس نے کی تھی جو تم گھرانے بھر کی ناک کٹوا کے نوکر ہوئے۔

رفتہ رفتہ خیالات کے مداری نے قلا بازی کھائی۔ وہی ٹیپے پول سامنے آگئے۔ دولت انکی نوکر نہ تھی۔ یہہ ہرجائی عروس ہزار داماد ہے بڑے بڑے زمیندار اپنا پہر دار بڑھا کے مرے۔ ایک علاقے کے بہتیر نگر ہوے۔ اور بہتیر راجاؤں کی بالشت بالشت بھر کی ریاستیں کنبے کا شتر سنبھال نہ سکیں۔ وضع نبھتی کیونکر۔ رئیس بنے کا بھار رہا آسان نہیں خصوصاً جبکہ ریاست کی وضع میں اپاہج پن اور رنڈی بازی جزو اعظم ہو۔ دخل نہ دار دخرچ میں گو لرکا پھول۔ تو شنے پھوٹنے ہر شے بدلنے والی چیزوں سے عشق۔ دیوٹ کی جگہ شیشے کا لیمپ ہر پہننے میں آنے کی جتنی مہنگائی ضروری۔ انکم ٹیکس اور مالگزاری کی ڈائن کا پیٹ بھرنا ہی نہیں۔ تو اچھا پچھتاکے" پانڈے جی کو تہی جنے کی کھانی پڑی"۔ ادسی ناجائز اور دھرم بھرشٹ کرنے والی تعلیم کیجانب توجہ ہوی۔ پھر تعلیم بھی قیمتی فیس کتاب پنسل سلیٹ کا بیان نہوں تو لڑکا پڑھ نہیں سکتا۔ خیر ایں ہم بالائے علم۔ مگر اب تو مڈل پاس کرنے کے بعد بھی اچھی نوکری نہیں مل سکتی۔ دفتروں میں کلرک موجود ہیں۔ انٹرنس تک پڑھاؤ تو شاید کوئی اچھی جگہ مل جائے۔ ابھی یہہ وقت بھی نہ رہا۔ ایف اے تک۔ نہیو بچے تو نئے آرڈر کے بموجب تیس روپیہ سے زیادہ کی جگہ نہ ملیگی۔ اسے لو ایف اے کیسا اب بی اے اور ایم اے ہوے بغیر آدمیت کرنے کے قابل نہیں۔ اچھا صاحب بی اے اور ایم اے آنرز بھی ہو گئے۔ پھر کیا ہوا۔ جہاں جاتے ہیں جگہ خالی نہیں۔ امیدوار بیودہ باشندہ نہ تجارت رہی نہ زراعت رہی نہ نوکری رہی تو آؤ بھی وکیل بن جاؤ دے وکیل دے وکیل اللہ تری پناہ۔ ہر گلی کوچہ میں دو ایک وکیل موجود۔

خلاصہ یہہ کہ دُنیا کو اب پڑھے لکھے اپاہجوں کی زیادہ ضرورت نہیں رہی۔ مگر پڑھے لکھے آدمیوں کو دُنیا میں رہنے کی ضرورت ہے۔ زمیندار تاجر نوکر وکیل دلال ہونا بیکار ٹھہرا لہذا ایک راہ نئی نکل آئی یا نکال گئی جسے مصنف افسانہ نگار اور اڈیٹر جو جی چاہے کہہ لیجیے۔ اس پیشے کے واسطے چنداں علم و قابلیت کی ضرورت نہیں ہے غالباً اسی وجہ سے لوگ اپنی قابلیت کا اندازہ کیے بغیر جھپٹ پڑتے ہیں۔ یہہ کام بھی آسان۔ محنت مشقت دوڑ دھوپ کوئی دشواری نہیں۔ عینک لگائی تخلص رکھا اور مضمون لکھنے بیٹھ گئے۔ چنانچہ ہم ایک ایسی ہی ادیب سخنور کی عرضی کا نمونہ آج آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ذرا غور سے دیکھیے۔ واللہ ماشاللہ نام تو ہمنے بدل دیا ہے مگر عرضی کی عبارت بعینہ نقل کردی ہے "تابعدار کی وہ ادبیت" ملاحظہ ہو۔ عبارت کی خوبیاں ہم سے بہتر آپ خود پرکھ سکتے ہیں۔ مگر پڑھنے سے پہلے اتنا ضرور ذہن نشین کر لیجیے کہ یہہ عرضی کسی پرانے انشا پرداز کی نہیں ہے بلکہ نئی تعلیم سے بہرہ ور علم کے حامی۔ اور ڈگری یافتہ شخص کی ہے جو زمانے سے برسر پیکار ہے۔ آپ توسن قلم کو سرزمین اُردو پر یوں سرپٹ دوڑاتے ہیں انگریزی سے یہاں بحث نہیں۔ یہی فتنہ ہے۔ تو دہ بھی قیامت ہوگی۔

بحضور جناب سکریٹری صاحب۔۔۔ اکاڈمی۔ یو۔ پی۔

جناب عالی

گزارش تابعدار کی یہہ ہے کہ تابعدار ہندوستان کا باشندہ ہے اور عرصہ ایک سال کا ہوا کہ تابعدار نے علاوہ دیگر تعلیم مثل اُردو۔ ہندی وغیرہ کے تابعدار نے بی۔ اے۔ آنرز کا بھی ڈپلوما (ڈگری) حاصل کر لیا ہے اور تابعدار کو از صغر سنی تا این عمر شعر و سخن کا بہت شوق رہا ہے اور تابعدار برابر اس میدان میں سرگرم عمل رہا ہے۔ تابعدار نے بہت سے قصے کہانیاں۔ فسانے اور ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ جو اسقدر خوب ہیں کہ تابعدار نے انھیں موجودہ روش اور بے مہر پادرساں کو دیکھتے ہوے آج تک کسی مطبع یا رسالے و اخبار کا رہین منت نہیں ہونے دیا۔

اور تابعدار برابر اسی وقت انتخاص کا منتظر رہا کہ کوئی ایسی سوسائٹی قائم ہو جائے کہ وہ تابعدار کے زرین قلمکاریوں کی قدر کر سکے۔ ادھر بعض بیہودہ رسالوں اور مطبع والوں نے تابعدار پر سخت زور دیا کہ تابعدار اپنے فسانوں کو انھیں شایع کرنے کو دیدے۔ مگر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تابعدار کب لگا آنے والی باتوں میں۔ کیونکہ تابعدار کوئی گیرا تا ملا تا تو ہے نہیں۔ آخر تابعدار نے بی۔ اے پاس کیا ہے اور وہ بھی آنرز میں تو تابعدار کیسے ان جاہل ایڈیٹروں یا مطبع والوں کو اپنی تراوش قلم کے نتیجے سپرد کر دیتا۔ تابعدار تا این دم لکھنے میں مصروف رہا اور ہے۔ اور اب تابعدار کو یہ معلوم کر کے کہ تابعدار کے مانند کمیاب اور سخن فہم لوگوں کی ضرورت حضور کی اکاڈمی کو ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اخبارات میں تابعدار جیسے لوگوں کی مانگ چھپنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ لہذا تابعدار اپنے کو بہ نفس نفیس اپنے قلم و دوات اور نیز اپنے فسانوں سمیت حضور کی درگاہ ادب آفرین میں پیش کرتا ہے اور تابعدار یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہے کہ تابعدار کے والدین تابعدار کو تابعدار کی حالت پر چھوڑ کر تابعدار سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں جس سے تابعدار نہت مجبور ہو گیا ہے اور چونکہ وقت آگیا ہے کہ آپ لوگ تابعدار جیسے لوگوں کی قدردانی کریں لہذا تابعدار بصد ادب گزارش کرتا ہے کہ تابعدار کو موقع دیجیے کہ تابعدار اپنے جوہر انشا آپکو کی خدمت میں پیش کرے۔ تاکہ تابعدار کی ہمت افزائی ہو۔ جسکے لیے تابعدار تا حیات و بعد الممات کے حضور کے خاندان کے لیے ہمیشہ دعاگو رہیگا۔ فقط

میں ہوں خاکسار سراپا انکسار تابعدار

ہر مرم سکھ رائے بقلم خود

بی۔ اے۔ آنرز۔

الف لیلہ کا انجام

اور حضرت والیسرائے سے پیام سلام

خداوند نعمت!

آپ کو اللہ نے والیسرائے کیا ہے اور بندہ ایک ناچیز نائی ہے۔ یہہ پیشہ ادنےٰ ہونے پر بھی بڑے بڑے بادشاہوں وزیروں امیروں کی داڑھی اور سر تک ہاتھ پہونچا دیتا ہے۔ لہذا اگر میں خط بناتے بناتے خط لکھنے بھی لگوں تو کچھ تعجب نہیں۔ بالوں کی اصلاح اور آئین سیاست کی اصلاح میں کوئی ایسا فرق نہیں۔ اس میں کھونٹیاں نکالی جاتی ہیں اوس میں بال کی کھال نکالی جاتی ہے۔ ایک میں چندیا صاف ہوتی ہے ایک سے سر مونڈا جاتا ہے۔ بہرحال بات ایک ہی ہے۔

یقیناً حضور نے الف لیلہ کا ترجمہ ملاحظہ کیا ہوگا اور اوس میں اس عاجز کا نام بھی دیکھا ہوگا پس میں آپ کے واسطے اجنبی بھی نہیں ہوں۔ یہہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ میں ایک تجربہ کار زمانہ دیدہ شخص ہوں۔ ارے صاحب میرے چرے ہوے درخت ابھی تک پنپے نہیں۔ میں نے اپنی زندگی بھر ناکامی کا منہ نہیں دیکھا اسکی وجہ یہہ تھی کہ میں ایک مستقل مزاج آدمی ہوں جس بات کے پیچھے پڑ گیا پھر اوسے آخری حد تک پہونچا دیا۔ چنانچہ ایک واقعہ گزارش کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ دوسرے دن کی طرح آپ مجھے بکی اور فضول گو کا خطاب نہ دینگے۔

ایک روز کا ذکر ہے میں اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا مرہم تیار کر رہا تھا کہ ایک غلام نافرجام گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا خلیفہ چلو تمکو میرے آقا نے یاد کیا ہے کسوت لیتے چلو۔ آج خدا نے یہہ دن دکھایا میرا آقا بستر بیماری سے اوٹھا اور غسل صحت کرنے والا ہے۔ دیکھو خبردار اپنی بک بک سے اوسکا نازک دماغ پراگندہ نہ کرنا۔ میں نے کسوت اوٹھائی اور غلام کے ساتھ ہو لیا۔ مکان کچھ دور نہ تھا۔ ہم دونوں جلدی پہونچ گئے۔ میں صورت دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہہ جوان مدت سے بیمار ہے اور عجب نہیں کہ عشق کے آزار میں مبتلا ہو۔ چشم تر۔ حواس ابتر۔ رنگ زرد۔ لب پر آہ سرد میرے زمانہ میں مشکل ہے کوئی جوان عشق سے خالی ہو تو بات کیا تھی؟ وہ کام کرتا تھا نہیں۔ پیٹ بھر کھانے کو ملتا تھا عشق پیٹ بھروں کی بیماری ہے۔ خیر میں نے سامنے پہونچتے ہی دعائیں دینی شروع کیں۔ خدا میرے حضور کو سلامت رکھے۔ مزاج بخیر ہے۔ دوست شاد دشمن پائمال۔ روگ دھوگ دفان ہو۔ فرمائیے سارا سر مونڈ دوں یا چھے کاٹوں۔ ارشاد ہو تو فصد لوں فاسد خون نکل جائے کیا حضور کو حدیث میں بھی کچھ دخل ہے؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن فصد نہ لینی چاہیے لیکن بال ترشوانے سے خدا ستر بیماریاں دفع کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ حضور کا چہرہ بہت اوتر گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کسی پریزاد پر عاشق تھے اب مژدہ وصل سنا ہے کیوں ہے نہ یہی بات؟ حضور غلام نے بھی دھوپ میں بال سفید نہیں کیے ہیں۔

عظیم الشان جلسہ

آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ کاظمین روڈ لکھنؤ میں آنریبل سر مہاراجہ صاحب بہادر والی محمود آباد کے دست مبارک سے افتتاح عمارت نو تعمیر

بذریعہ اخبارات اس امر کا اعلان ہو چکا ہے کہ ۲۷ ماہ اکتوبر ۱۹۳۷ء یوم پنجشنبہ ۵ بجے سہ پہر کو عالیجناب آنریبل سر مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہ والی محمود آباد اپنے دست مبارک سے افتتاح عمارت نو تعمیر یتیم خانہ فرمائینگے جسکے بعد آنریبل راجہ نواب علی خاں صاحب بہادر تعلقدار اکبر پور وائس پریسیڈنٹ آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ کی تقریر حضرات مہمانان کو ایٹ ہوم دینگے لہذا بہتر ہوگا جو حضرات اس مبارک تقریب میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہوں از راہ کرم ۱۵ اکتوبر تک آنریری سکریٹری کو مطلع فرمائیں کہ اونکی خدمت میں دعوتی کارڈ ارسال کیا جائے۔ چونکہ ماشاء اللہ سے ہمدردان یتیم خانہ کی تعداد ہزاروں تک پہونچ گئی ہے اس وجہ سے اگر فرداً فرداً کارڈ جاری کیے جائیں اور وہ حضرات تشریف نہ لائیں تو جسقدر کارڈ بیکار جائینگے اونکی خرچ طباعتی چھپوائی اور محصول ڈاک کا نقصان کا تحمل یتیم خانہ فنڈ کو دشوار ہوگا لہذا نقصان سے بچنے کی غرض سے یہہ اعلان شایع کیا جاتا ہے امید کہ حضرات اسطرف توجہ فرما کر اپنے ارادہ تشریف آوری سے مطلع فرمادیں۔ جو حضرات بغرض شرکت تشریف لائیں اونکو اپنے قیام کا انتظام خود فرمانا ہوگا۔

خادم ایتام (نواب مرزا مرتضیٰ حسین خاں (اسپشل مجسٹریٹ)

آنریری سکریٹری آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ لکھنؤ

دنیا دیکھی ہے۔ مجھسے نہ چھپایئے مین اڑتی چڑیا کے پر گنتا ہون۔ اوس جوان نے کہا بھائی لطیفہ زیادہ بناؤ۔ مین نے ابھی مرض سے نجات پائی ہے کمزور ہون تم میرا سر مونڈ دو۔ مینے کسوت کھول اور استرا چھونے پر لگانے سے پہلے اصطرلاب نکالا کہ ساعت دیکھ لینی چاہیے۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ طالع مریخ اور مقارن اوسکا عطارد ہے لہذا بال مُنڈانے مین تو کوئی نقصان نہین لیکن کسی نئے شخص سے ملاقات کرنا صاحب زائچہ کے لیے اچھا نہین۔ ایسی سکیت پڑیگی کہ سنبھلنا مشکل ہوگا۔ مین نے حال بیان کیا۔ سے کہا کہ میان بُرا نہ مانیے گا اگر آج آپ نے کسی محبوبہ سے ملنے کا ارادہ کیا ہو تو ایسا بھوگ پڑیگا کہ عمر بھر یاد کیجیے گا اور آپ کے دل مین اس ناگوار واقعہ کی کوئی علامت ہمیشہ کے واسطے باقی رہ جائیگی۔ میری پیشگوئی اس قدر ناشناس نوجوان نے سُنی تو کسی قدر ترشی کے ساتھ کہنے لگا۔ سنو جی مینے تمہین خط بنوانے کے لیے بلایا ہے۔ زائچہ بنوانا مقصود نہین۔ فضول وقت ضایع نہ کرو حجامت بناؤ اور جاؤ۔ اس نوجوان ناشکرے کی باتین سنتے ہی مجھے آیا غصہ۔ دیکھیے مین تو ازراہ خیرخواہی عواقب امور سے مطلع کر رہا تھا اور یہہ حضرت ناش کا آتا ہوسے جاتے تھے اکڑ۔ برر۔ انشین۔ بڑھتی جاتی تھی۔ اب میرے لیے مناسب یہی تھا کہ انھین سمجھاؤن مینے کہا صاحبزادے آپ بیکار ناراض ہوتے ہین جو مین گزارش کرون اوس پر عمل کیجیے

ہر کہ بگفتار نصیحت کنان
گوش نہ دارد بخورد گوشمال

میرا ارادہ ہے کہ کم از کم ایک سال آپ کی خدمت مین رہون اور آپ کو زمانہ کا نشیب و فراز سمجھاؤن اس خدمت کا مین آپسے اجرت نہین مانگتا میری کارگزاریون سے آپ واقف نہین ہین۔ سنیے۔ ایک تھا بادشاہ میرا تمھارا خدا بادشاہ آنکھون کی دیکھی کہتا ہون جھوٹ کہون تو سننے والے کی آنکھین پھوٹین۔

ابھی مین نے اتنا ہی کہا تھا کہ نوجوان کے بانچھ مین بھڑین جا گھسین کفن پھاڑکے بولا وہ اکمبخت آج تو مجھے مار ڈالیگا۔ ابھی تو مین کھنیا تھیل کے کہا کہ اسے چار اشرفی (سایمہ) کے یہان سے نکال مین خط بنوانے سے باز آیا۔ سنا آپ نے بھلا میرا سا دیانت دار آدمی بغیر کام کیے اجرت کیونکر لیتا۔ اجرت لینے سے انکار کیا اور اس پر زور دیا کہ بے قرار واقعی حجامت بنائے کسی طرح نہ ٹلونگا۔ انھین صاحبزادے کے بعد مرحوم نے ایک مرتبہ فصد کھلوانے مجھے بلایا تھا مینے اصطرلاب سے ابھی ساعت دیکھ کے نشتر دیا تو اونھون نے سوا اشرفیان حق خدمت عنایت کین اور بہت شکرگزار ہوسے آج اون کے صاحبزادے سیدھے مُنہ بات نہین کرتے یہہ زمانہ کی ...ی ہے ... صاحبزادے کا مزاج ہوا پر تھا یہ شیطان ... کی عبارتین اور قرآن کی آیتین مزاج دھیما کرنے کے واسطے پڑھین ابھی چند سیپارے پڑھے تھے کہ اونکا اولٹا اثر ہوا صاحبزادے اوٹھ کھڑے ہوے اسکی بھی نہ پروا کی کہ مین سر بھگو چکا ہون ماندگی کا نقش اچھی طرح مٹا نہین خدا نا کردہ ہوا نہ لگ جائے۔ جو لوگ سر منڈاتے ہین اونھین معلوم ہے کہ سر بھگونا ایک مرحلہ عظیم ہے بالون کی جڑین بھیگ گئین تو یہہ کام آسان ہے۔ مینے جھنجھلا کے کہا۔ صاحبزادے آخر جلدی

کاہے کی ہے خدا بخشے آپکے والد مرحوم تو مجھسے مشورہ لیے بغیر گھر سے باہر قدم نہ نکالتے تھے آپ مین کیا سُرخاب کا پر لگا ہوا ہے۔ خوب یاد رکھیے بزرگون کے قدم بقدم چلنا خوردون کی سعادت ہے "الولد سر لابیہ" مشہور ہے پردۂ دُنیا پر مجھسا تجربہ کار مشیر آپکو نہ ملیگا۔ اخلاق کی کتابون مین مشیر کار کے جو اوصاف لکھے ہوسے ہین وہ سب میری ذات ستودہ صفات مخزن برکات معدن سعادات منبع حسنات منشاء خیرات مین جمع ہین۔ عالم بھی ہون حکیم بھی ہون امین بھی ہون ... آئینہ تجلیتہ ...

اوٹھا ہون تو دماغ چلنے جاتا ہے۔ بھائی تیرے کام ہو۔ تو حجامت بنا اور اپنی راہ لے۔ مین تمام الزام قبول کر لیتا ہون مگر جہان کسی نے مجھے بکّی کہا بس میرے مرچین لگ جاتی ہین۔ جانتا تھا کہ یہہ جوان چڑچڑا بدمزاج ہو رہا ہے اسوجہ سے مینے اوسے جتایا کہ صاحبزادے میرے سات بھائی ہین مین سب سے چھوٹا ہون۔ مجھے سب خاموش کے نام سے یاد کرتے ہین آج پہلی مرتبہ مینے تمھاری زبان سے فضول گوئی کا الزام اپنی نسبت سنا ہے۔ نوجوان نے غلام

عروج تعصبات
"یہان کام ختم ہو گیا تو چلو سرحد پر۔ چڑھائی چڑھنی پڑیگی تو بلا سے"

دل مطلع انوار۔ ستم ہے اگر اپنے نفعی امور مین احقر دعا گوئے موروثی و مشیر سرائی کو رازدار نہ بنایئے۔ میں آپکے خصم سے نہین تھا۔ آپ کے والد ماجد مرحوم کا دوست ہون آپ میرے سامنے کے بچے ہین اسی عمر ہی میاں جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش وہ دن بھول گئے جب مین آپ کو کندھے پر بٹھا کے بازار کی سیر کروا تا اور کھلونے بھرے دیتا تھا پھر خدا نے وہ دن دکھایا کہ آپ کی بسم اللہ بھی مکتب مین بیٹھے۔

جوان بیماران باتون پر اور بھی جز بز ہوا۔ میرے آگے ہاتھ جوڑے خدا کا واسطہ دیا کہ جلدی حجامت بنا دو اور جاؤ۔ بال بھیگ چکے تھے مینے استرا ایک ہاتھ مین لیا۔ دوسرے ہاتھ مین تسبیح لے کے سورۂ نمل کا وظیفہ پڑھنے لگا۔ نوجوان ایک گھنٹے بھی صبر نہ کر سکا اور لگا مجھے گھورنے مینے کہا گھورتے کیا ہو کیا تمہارے مارے مین آداب حجامت ترک کر دون؟ یہہ گنوار اس سے بھی ناواقف تھا کہ جلدی شیطان کا کام ہے مگر خداوند نعمت آپ بخوبی اس دستور سے واقف ہین اور اسی باعث سے اصلاحات (خط بنانا مقصود نہین یہان مراد ریفارمس سے ہے) کی قسطین ٹھیک اوسی طرح عنایت فرماتے ہین جیسے مین خط بناتا ہون۔

نوجوان کی جلد بازی سے مین سمجھ گیا کہ دعوت ٹلا جاتا ہے تاؤ بگڑا جاتا ہے صاحبزادے بے چین ہین حضور ہی ارشاد فرمائین ایک عاشق کی تسکین فراقیہ شعر پڑھنے کے سوا اور کس دوا سے ہو سکتی ہے؟ مینے فرزدق ابو نواس جاحظ ابن نابغہ قیس عامری کے چوٹی کے شعر پڑھنے شروع کیے مگر اس بد مذاقی کو دیکھیے کہ صاحبزادے کی تیوریان چڑھی ہی رہین بلکہ دو چار خم اور زیادہ ہو گئے پیشانی تھی یا قصائی کی دوکان جسمین چھریون سے چھریان لڑ رہی تھین۔ مینے کنکھیون سے دیکھا اور کہا "صاحبزادے۔ شاید آپ بہت جلدی کر رہے ہین کہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ بہک جائے اور چند یا مین چرکا لگ جائے یہہ وقت خون نکلنے کے واسطے نہایت بد ہے چنانچہ مینے کامل تین گھڑی محنت کی اور زائچہ سے معلوم کیا کہ اگر اسوقت خدانخواستہ ہلکا سا چرکا بھی چندیا مین لگتا تو غضب ہی ہو جاتا۔ اسی سبب سے مین اپنی کسوت مین آلات رصدی مثلاً ربع مجیب۔ اصطرلاب و دھوپ گھڑی مہیا رکھتا ہون۔ افسوس یہہ صاحبزادے قدر دان و قدر شناس نہ تھے اونھون نے جزع فزع کرنا شروع کی ہر دیکھو وقت تھوڑا ہے ابھی مین نہایا بھی نہین تھوڑی دیر مین جمعہ کی نماز کی اذان ہو گی۔ بھائی مجھے کام ہے تم وقت ضایع نہ کرو مینے تمہین کہانت اور پیشگوئی کیلیے نہین بلایا ہے۔ تم نے خواہ مخواہ ٹرٹر لگا ئی ہے۔ بھیجا کھا گئے۔ اور ابھی تک ایک چھارہ بال بھی نہین مونڈے۔ ناچار مینے استرا سلی پر لگایا اور کہا کہ میان آپ کی جلدی نے ہاتھ پاؤن پھلا دیے۔ مناسب یہی تھا کہ آپ مجھے رازدار بنا لیتے۔ اس مین آپکا فائدہ تھا۔ آپ نہین جانتے کہ آپکا یہہ خادم مخفی اسرار معلوم کرنے مین نہایت مہارت رکھتا ہے۔ صاحبزادے سمجھے تھے کہ مجھ ایسے گھاگھ کو دھوکا دے کے ٹال دینا آسان ہے فرمانے لگے کہ بھائی مجھے ایک جگہ دعوت مین جانا ہے۔

دعوت کا نام سن کے مجھے یاد آ گیا کہ چند احباب کو آج مینے بھی دعوت کا پیام دیا ہے مگر بھول گیا اور اسوقت تک کوئی سامان نہین کیا۔ صاحبزادے نے فرمایا کہ گھبراؤ نہین میرے گھر مین جو کھانا تیار ہے وہ مین تمہین دیے دیتا ہون مگر خدا کے لیے حجامت جلدی سے بنا دو۔ یہہ دیکھو چار مرغ آختہ بریان کیے ہوے رکھے ہین۔ یہہ سترہ جوڑ باقر خانی کے ہین یہہ چار قاب مین کباب کی ہین۔ یہہ دس بوتلیں شراب کی ہین۔ تم سب کا سب اپنے گھر لے جاؤ۔

حضور ہی فرمائین کہ مین خط بناتا یا اپنے عزیز مہمانون کے طعام دعوت کا جائزہ لیتا۔ آدھی پیند یا مونڈی ہوئی چھوڑ کے مین خوانہائے ضیافت پر جھک پڑا ہر ایک چیز کی بو باس اور ذائقہ کا امتحان کیا۔ پھر مینے اوسے نصیحت کی احسان ادھورا نہ کرنا چاہیے کھانے اور شراب کے ساتھ بخور اور خوشبو کی چیزین بھی ہونی چاہیین صاحبزادے نے مشک عنبر عود کی اچھی مقدار عنایت کی جسکی قیمت پچاس اشرفی سے کم نہ تھی۔ آپ جانیے مین ایک تجربہ کار آدمی ان چیزون کو پہچانے بغیر کیونکر لیتا۔ جلدی اگرچہ میری عادت نہین پھر بھی مینے انھین خوب پرکھا۔

صاحبزادے کی کاوائی سے خوب پرکھا اور ابھی استرا ہاتھ مین نہ لیتا۔ ایک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے مگر مینے صاحبزادے کے شکریہ کا فرض حجامت کے ساتھ ہی ادا کرنا شروع کیا۔ "خدا آپکو صحیح و سالم رکھے۔ اللہ آپکے اقبال بلند کرے ؎

کم مبادا از سرت موے کہ جان عالمی
علمے را رشتۂ جان بستہ یکسر موے تست

دیکھیے حضور گھبرائیے نہین من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ میرا رواں رواں دعا دیتا ہے۔ خدا اوس ماں کی ہڈیان جنت مین رکھے جسنے آپ کو جنا۔ ماشاء اللہ وہ مرحومہ بھی عجب شان کی بی بی تھی جب کبھی مین حاضر ہوا آنکھین بچھا دین۔ آپ کے والد مرحوم کو اور کسی حجام کا اعتبار نہ تھا بس مین ہی آپکی والدہ کے ناخن کاٹتا تھا ہر ہفتہ ایک اشرفی گویا میرے حق کی امانت رہتی تھی۔ دیکھیے اب تھوڑا ہی سا کام باقی ہے یعنے ایک کنپٹی اور گدی۔ باقی حجامت بن چکی ہے کہیے تو اسے کل پر اوٹھا رکھون۔ بات یہہ ہے کہ ساعت بری آ رہی ہے۔ آپ کہنے کی سماعت نہین کرتے اور ہان یہہ تو بتایئے حمام کہان کیجیے گا۔ اگر آپ پسند کرین تو مین ایک حمامی کو بلا دون۔ اہا ہا کیا خوش مزاج ہنس مکھ آدمی ہے روتون کو ہنساتا ہے۔ اوسکے شاگرد بھی ہونہار ہین ایسی نرمی سے ہاتھ پاؤن دباتے ہین کہ آنکھین بند ہو جاتی ہین۔ انہین سے ہر ایک ناچنے مین بھی طاق ہے کاش آپ آج شرکت دعوت ملتوی رکھتے۔ کیا کیجیے گا جا کے۔ یاد رکھیے کہ ابنائے زمانہ ہر جگہ فلاح دوستا ہوتے ہین انکی صحبت سے جتنا دور رہے اوتنا ہی خوب ہے۔ پھر ابھی آپ نے بیماری سے نجات پائی ہے ایسی صحبتون مین شریک ہونے سے خدانخواستہ مرض عود کر آئے تو اور لینے کے دینے پڑین۔ یہہ بھی معلوم نہین کہ آپ کے دوست کیسے ہین یا وہ کون ہین۔ اسلیے بہتر ہے کہ مجھے ساتھ لیتے چلیے مین کسی کو زیادہ بکنے نہ دونگا"

میرے کلام فصاحت انضمام سے صاحبزادے خوش ہوے ہنسے اور فرمایا کہ تم اپنے کام سے فراغت کر لو اور اپنے دوستون سے ملو جنکی تمنے دعوت کی ہے۔

طلسم منافرت

ساحر "چھومنتر- چھومنتر- چھومنتر- گالم گلوچ - ہاتھا پائی - جوتی پیزار - گال علولو ل - چل - چل - چل - نکل - نکل - نکل - دُہائی لونا چاری کی - دُہائی کلوا بیر کی - چھومنتر"

مسٹر پنچ "ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں ٹوٹکوں سے گاج بھی ٹلتی نہیں
جن حکیموں نے یہ طلسم بنایا ہے پہلے اونھیں تلاش کیجئے"

ہیں اپنے دوستوں سے طوق۔ دو ہفتے دیر نہ لگاؤ۔ لوگ میرے انتظار میں ہو گئے ہیں۔

یہہ بات خلافِ قبول نہ تھی میرے دوستوں پر ساحر ہوے اپنے احباب کو فضیلت دینا چاہتے تھے لہذا بیٹھ گیا تو پوچھے جناب آپ نے میرے دوستوں سے ملاقات نہیں کی۔ بعد ملاقات اگر آپ اپنے دوستوں کو بھول نہ جائیں تب کی سند۔ خیر آپ نہیں مانتے تو آخر اپنے ساتھ مجھے کیوں نہیں لے چلتے میرے دوست ایسے نہیں جو آپ کے احباب کی طرح میزبان کی غیر حاضری سے بددل ہو جائیں۔ میں آج آپ کے ساتھ مقرر چلونگا۔ یہہ عذر کہ آپ وہان تنہا جانا چاہتے ہیں میری وہان رسائی نہوگی فضول ہے میں تو کسی ترکیب سے پہونچ جاونگا آپ اسکی فکر نہ کیجئے۔ میں جانتا ہوں وہ کوئی مہ جبین نازنین ہوگی جسنے قبل از نماز جمعہ آپ سے ملنے کا وعدہ کیا ہوگا۔ میان یہہ شہر بغداد ہے۔ جو "باغ بیداد" کا مخفف ہے کیقباد کے وقت میں آباد ہوا۔ حاکم یہان کا آدمی جابر ہے اگر کہیں آپ اوس کے ہتھے چڑھ گئے۔ تو سارا عشق بھول جائیے گا۔ اوسوقت یہی خادم موروثی لیفے حقیر پُر تقصیر کام آئیگا" سچی بات کڑوی ہوتی ہی ہے صاحبزادے تنتنگ گئے اور کہنے لگے۔ "چپ رہ خبیث کیا بک بک لگائی ہے" افسوس میں اوسوقت سر کی حجامت سے فارغ ہو چکا تھا ورنہ آدھا سر چھلا ہوا چھوڑ کے چل دیتا۔ صبح سے دوپہر تک ایک حجامت بنائی اور صاحبزادے الزام دیتے ہیں کہ دیر لگائی۔ میں نے اپنے دل سے کہا۔ بچہ جاتے کہان ہو پھر ابھی صاحبزادے ہو میں بھی تاک میں ہونگا ادھر گھر سے نکلے اودھر میں نے پیچھا لیا۔ سایہ کی طرح ساتھ رہونگا۔ مجھے خاموش دیکھکے صاحبزادے بولے کھانے کا سامان اوٹھالے جاؤ۔ میں نہانے دھونے سے فراغت کرکے باہر نکلونگا اور مناسب ہوگا تو تمھین ساتھ لے چلونگا۔ میں تاڑ گیا کہ حضرت مجھے فقرہ دیتے ہیں۔ خوان اوٹھوا کے گھر روانہ ہوا اثنائے راہ میں ایک جانا پہچانا مزدور مل گیا خوان بھجوائے گھر اور ایک گوشے میں چھپ رہا کہ دیکھو میان جاتے کہان ہیں۔

باقی آئندہ

شریف چور

چوری شریفون کا فعل نہیں۔ چور وہ ہے جو بُری نیت اور بُرے ارادے سے بدون اطلاع صاحب مال کوئی چیز غائب کردے۔ مگر شرفا کی نیت بُری نہین ہوتی اسلیے کبھی کبھی وہ بغیر ارادہ کچھ مخصوص چیزین اوٹھا لیجاتے ہیں۔

ایک مختصر فہرست ایسی چیزون کی جنھیں چوری جانے کی عادت ہے ہم لکھتے ہیں۔ یارو جب تمھارے گھر میں کوئی شریف آئے تو کروڑون کی قیمت کے جواہر پر نگاہ نہ رکھو۔ مگر ا۔

دیاسلائی کی ڈبیا کی نگہبانی کرو۔ اکثر شرفا سگریٹ کے عادی ہوتے ہیں سگریٹ کی ڈبیا تو انکی جیب میں ہوتی ہے لیکن دیاسلائی نہین ہوتی کیون نہین ہوتی؟ کسی دوست کو دی اوسنے بمقتضائے شرافت بھولے سے اپنی ڈبیا سمجھ کے جیب میں رکھ لی۔ چور کے گھر مور پیٹھا لیس ہمارے حضرت کسی تیسرے شخص سے بغیر ارادہ انتقام ضرور لینگے اور جس طرح اپنی ڈبیا کا واپس لینا یاد نہ رہا دوسرے کی ڈبیا کی واپسی بھی یاد نہ رہی۔ چلیے آئی گئی تیسرے دوست کے ماتھے گئی۔ یہہ ممکن نہین کہ سگریٹ پینے والے کے ہاتھ میں دیاسلائی جائے اور وہ حسب عادت سگریٹ سلگانے کے بعد اوسے اپنی زنبیل کے نذر نہ کرے۔ اس عادت کی بدولت بعض احباب کی جیب کو روزانہ حرام کا پیٹ رہ جاتا ہے۔ گھر سے لیکے ایک ڈبیا نکلتے ہیں اور جب اچکن اوتارتے ہیں تو پانچ چار ڈبیان دیکھتے ہیں۔ کچھ حیرت ہوتی ہے کچھ ندامت مگر ایسی حقیر چیز واپس کرنے کون جائے۔ لیمپ جلانے میں وقت ہوی ہوگی تو جھک مار کے دوسری ڈبیا منگانے گا ہم تو لے آئے۔ علیٰ ہذا القیاس سگریٹ کیس کی طرف سے بھی غفلت نہ کرو۔

اپنی پنسل یا فونٹین پن۔ کسی لکھنے پڑھنے والے آدمی کو عاریت نہ دو اور اگر دو تو نگاہ پنسل سے لڑی رہے کام ختم ہوتے ہی فوراً کہو یہ حضرت میری پنسل عنایت کیجیے ورنہ کھو گئے تو بغیر نیت واپس وہ تمھاری چیز دوسرے کی جیب میں چلی جائیگی۔

رومال۔ چھڑی۔ چھتری۔ بھلکڑ دوست اپنی مول لی ہوی چیزین لے کے گھر سے نکلتے ہیں اور کسی دوست کے یہان چھوڑ جاتے ہیں پھر تیسرے شخص سے ملتے ہیں اور اُس غریب کا رومال یا چھڑی یا چھتری اپنے رومال چھڑی اور چھتری کے دھوکے میں اوٹھا لیتے ہیں جس کا مال گیا اوسکے نوکرون پر مصیبت آتی ہے۔

کتاب۔ ارے توبہ! یہہ شریفون کے چرانے کی مخصوص چیز ہے۔ بالارادہ بھی چُرا لی جاتی ہے اور مستعار مانگی جاتی ہے تو پھر کسی قسمت ور کو شاید پلٹ کے مل جائے۔ ورنہ اسکا جوانی کی طرح پلٹ کے آنا دشوار ہے۔

اکثر شرفا کو یہہ کہتے سنا ہے کہ اچھی کسی طرح مانگ لاؤ پھر دینے والے کی اپنے حساب ایسی تیسی بہت ہوگا دام لے لینگے۔

اخبار الخلیل میرٹھ

کی

بعض خصوصیات

الخلیل میں ہفتہ میں دو بار حالات حاضرہ پر برجستہ اور پبلک مذاق کے مطابق آزاد خیالی سے تبصرے شائع ہوتے ہیں۔

الخلیل لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے اپنے ہم عصرون پر فوقیت رکھتا ہے۔

الخلیل ہندوستان اور اسلامی دنیا اور ممالک غیر کی تازہ بتازہ خبرین معلومات اور علمی مضامین مہیا کرنے میں اپنا ثانی نہین رکھتا۔

الخلیل مین چیدہ چیدہ اخبارات ممالک غیر کے تراجم شائع ہوتے ہین۔

الخلیل قوم و ملت کا بہترین خدمتگزار ہے۔

الخلیل کا ماہانہ نمبر جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے دلچسپیون کا مجموعہ اور دلآویزیون کا مرقع ہوتا ہے۔

الخلیل کم سے کم قیمت مین زیادہ سے زیادہ پڑھنے کے قابل مواد فراہم کرتا ہے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ آپ
اخبار الخلیل کے خریدار نہ بنین!

المشتہر:۔ منیجر الخلیل میرٹھ شہر

بہرحال اللہ دان شریف چوروں سے محفوظ رکھے ایک دوست فرماتے ہین کہ . . . . . صاحب دیاسلائی کی ڈبیا لے کے چلتے ہوے بندہ رات کو بارہ بجے گھر مین آیا تو کسی طرح کمرے مین لیمپ نہ جلا سکا۔ ڈبہ مین بھی بند تھین آخر منہ لپیٹ کے پڑ رہا فقط

راقم۔ شاہ

المختصرات

ایک شخص مسلم نے کسی مجوسی کے سامنے اسلام کی خوبیان ظاہر کرنے کے بعد پوچھا کہ بھائی تم اسلام کیون قبول نہین کرتے؟ مجوسی نے کہا" انشاء اللہ (اگر خدا چاہے)"

مرد مسلم نے کہا" خدا تو چاہتا ہے کہ تم ایمان لاؤ مگر شیطان تمھین نہین چھوڑتا"

منہ پھٹ مجوسی جھٹ بول اوٹھا کہ" پھر مین کیا کرون اپنے خدا سے کہو کہ شیطان کی گردن پکڑ کے میرے دل سے نکال دے۔ ورنہ بھائی مین تو شہزور کا ساتھ دینے پر مجبور ہون۔ ملک پرور حضرات اپنے بھائیون سے کہتے ہین کہ یارو وطن پر ایمان لاؤ۔ وہ جواب دیتے ہین" انشاء اللہ" یہ کہتے ہین کہ بھائی خدا کا حکم تو یہی ہے "حب الوطن من الایمان" مگر حُبّ جاہ و طمع وزارت و لقب تمھارے دل پر مسلط ہے۔ وہ ٹکڑا سا توڑ کے ہاتھ پر رکھ دیتے ہین کہ "انا مع اقویہا" ہم تو شہزور کے ساتھی ہین۔ جب حال یہہ ہے تو آئینی کمیشن مین کسی ہندوستانی کی شرکت سے کیا فائدہ ہوگا؟ ہندوستانی رکن کمیشن "انا مع اقویہا" کہنے پر مجبور ہوگا۔ اور کمیشن صاحب کے نمودی اور نمائشی عطایہ اسوجہ سے عذر بھی نہ ہو سکیگا کہ ع

آدمی ایک اتھارا دم تحریر بھی تھا

کسی نے ایک عرب سے بادنجان (بیگن) کے متعلق رائے طلب کی تو اوس نے کہا کہ بہت خراب شے ہے۔ مزا کھا دی رنگ کالا۔ پوچھنے والے نے بیان کیا کہ گھی مین بگھارنے اور گوشت کے ساتھ بھوننے سے مزیدار ہو جاتا ہے۔ کہ خدا جانے اس عرب کو بیگن سے کتنی نفرت تھی کہ جھلا کے کہنے لگا" بس معاف کیجیے اگر گھی کی جگہ تقوی سے بگھارے اور گوشت کے عوض مغفرت کی بوٹیان ڈالیے جنت کی حورین پکائین۔ مقرب فرشتے خوان مین لگا کے سامنے لائین تب بھی بندہ اوسے نہ کھائیگا۔

آئینی اصلاحات کا بھی یہی حال ہے۔ یہہ ہین بیگن جب تک ہندوستان کی اندرونی آزادی کے ساتھ اسکے قواعد مربوط نہون اوسوقت تک معزز عہدون کے گھی مین بگھارنے۔ خطابات کی بوٹیون مین گسنے ولایتی منبرون پر لگانے اور مقربین سلطنت کے ہاتھون تلنے سے کوئی ذائقہ پیدا نہوگا یہہ صحیح ہے کہ اسی بیگن کو دیکھکے آج بڑے بڑے بارسوخ آدمیون کی رال ٹپکی پڑتی ہے لیکن وطن دوست حضرات اودھر سے منہ موڑے بیٹھے ہین۔

ہمارے دوست ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب علوی کے یہان چوری ہوگئی تھی۔ تفتیش کے دوران مین کچھ لوگون کو شامت نے گھیرا اور ادنھون نے پولیس کے خلاف ناجائز تشدد و جبر کی درخواست دے دی۔ اب سنتے ہین کہ یہہ شامت زدہ اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے دفعہ ۲۱۱ کی اولٹی آنتین گلے پڑنے ... ہین معلوم نہین ان کمبختون کو کس نے مشورہ دیا تھا کہ ہاتھی کے منہ سے گنے کھانا آسان ہے۔ بھلا پولیس کے مقابلے مین اوسی حلقہ سے مضبوط گواہیان حاصل کرنا جس حلقہ مین کہ وہ تسلط رکھتی ہے منہ کا نوالا ہے! فرض کیجیے کہ باپوش پولیس سے سادہ چند یا منقش ہوی بھی تو کیا ہوا! یار وہی ہوتی آئی ہے حکومت تمھاری مصیبتونکا کھوج لگاتی پھرے یہہ تو بہت مشکل ہے۔ مجسٹریٹ غریب کے سامنے جیسا مواد پیش ہوگا ویسا ہی حکم لگائیگا لہذا مزے کرو۔

لاہور کے ڈاکٹر محمد عالم کے یہان سے چار پانچ ہزار کا مال چور اوٹھائے گئے تھے۔ پولیس نے مال کا کھوج لگالیا مگر لکھنؤ کے ڈاکٹر اشتیاق حسین کا مال ابھی تک گاؤ گھپ ہے۔ لکھنؤ کی پولیس یقیناً قابل ثنا ہے کیا معنی کہ مال کا پتا لگاتا تو خیر کوئی ضروری بات نہین یہی کیا کم ہے کہ ایک ہنگامہ پیدا کر گھر کی رونق قائم رکھی۔ خلیفہ منصور نے بعض مقاربہ سے کہا کہ تم شکر نہین کرتے کہ جب سے ہمارا قدم یہان آیا طاعون ٹوک دم بھاگ گیا۔ شامی نے برجستہ جواب دیا کہ اللہ عادل ہے ہمکو وہ طاعون علینا۔ خدا کی عدالت سے بعید تھا کہ وہ تمھین اور طاعون کو یکبارگی ہم سب پر مسلط کر دیتا۔ وائے برحال ہندیان انصاف کا ناقص قانون بھی ہے اور طاعون بھی۔ جس قانون سے عدل و مساوات کو تعلق نہو اوس سے رعایا کو چین نہین مل سکتا۔

ہز ہائینس عبدالعزیز ابن سعود نے ایک جدید معاہدہ کیا ہے جسے اودھ کی تعلقداری کی سند کہنا چاہیے۔ شریف حسین کا معاہدہ اور یہہ معاہدہ سامنے رکھا جائے تو حال کھل جائے کہ دونو مین سے کس کی روش خوف اور خطرے سے قریب ہے۔ وہی مثل ہے کہ ایک عارف کامل نے سفر کیا ان کے پاس زر روپون کی تھیلی تھی جنگل مین پہونچے تو دل نے کہا کہ یہہ ہے ڈاکوؤن کا مسکن مال کے ساتھ جان بھی جائیگی تھیلی یہین پھینک در در المفلس فی امان اللہ" تھیلی وہین چھوڑی اور اپنی راہ لی تبعنا را ایک مسافر صاحب کی نگاہ تھیلی پر پڑی مال مفت ہاتھ لگا ڈب مین رکھکے آگے بڑھے اور عارف سے دریافت کیا کیون جناب راستے مین کوئی اندیشہ تو نہین ہے عارف صاحب نے فرمایا سنو بھئی جو کچھ پھینک دیا تھا اگر وہ تمنے اوٹھا لیا ہے تو اندیشہ ہی اندیشہ ہے اور نہین اوٹھایا تو پھر کچھ ڈر نہین ہے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریف حسین نے جو کچھ پھینک دیا تھا وہ تعلقدار مکا و مدینا صاحب نے چوم چاٹ کے جیب مین رکھ لیا ہے۔ راہ دشوار اور خوفناک ہو گئی ہے۔ کیا عجب ہے کہ دارثان مال غیر کی توجہ ہمیشہ ہز ہائینس تعلقدار صاحب کی دم کے ساتھ رہے۔

ایک عرب نے بقر عید کے دن اونٹ کی قربانی کی اور لگے ہر ایک سے کہنے "سنا جناب ایکی مینے اونٹ نحر کیا۔ اے حضرت آپ جانتے ہین ایکی یا حقر نے اونٹ ذبح کیا۔ خداوند نعمت آپکو تو معلوم ہی ہوگا بندہ نے ایکی اونٹ حلال کیا" بعض دوستون نے اعتراض کیا کہ یار کب تک کہے جاؤگے۔ اونٹ ذبح کیا اونٹ نحر کیا اونٹ کی قربانی کی سنتے سنتے کان پک گئے عرب صاحب لیون دلیع دگل فرمایا کہ سبحان اللہ خداوند عالم نے حضرت اسمعیل کے

اودھ پنچ لکھنؤ
غذائے روحانی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے اور جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
شرائط ایجنسی
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذۂ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجایگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے ۱۰ اسکے خریدارین جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۹

مضامین غیر

(۱۵- اکتوبر ۱۹۲۶ء)

رباعیات ہندی ندیم

قدرت کے کرشمہ کو کوئی کیا مانے مانے وہی جو اسکی حقیقت جانے
آزاد نہونے پایا یہ مرغ اسیر کھانے باقی تھے جو قفس کے دانے

مے پیکے ہمیشہ غم غلط کرتے رہو خالی کرو اور جام سے بھرتے رہو
ہے لطف عظیم مشرب رندان میں جیتے رہو مرتے رہو یون بھی مرتے رہو

کرتا نہین تو لش سے جو بس اے ساقی کس جو سے ہے یہ پیش و پس اے ساقی
ہو لطف و کرم کی اک نظر ہم پر بھی الفت کے شکنجے ہی مین کس اے ساقی

جب سے بنت عنب سے ہے آنکھ لڑی ہے تیر نظر کی اک انی دل مین گڑی
ساقی لانے مین دیر ہے کیون اتنی کیا میر خلاف کچھ کسی نے ہے جڑی

اسکے لیے جان تک مری حاضر ہے ساقی دینے سے مے کے کیون قاصر ہے
جو کچھ کہتا ہون مین وہ سچ کہتا ہون میرا اللہ حاضر و ناظر ہے

برسات کا چل چلاؤ ہے دے اک جام کر دے اسوقت تو بھی دنیا مین نام
للہ نگر حیلہ حوالہ مطلق کیا یاد کریگا تجھکو یہ مے آشام

ندیم

الف لیلہ کا انجام

اور حضرت ولیسرائے سے پیام سلام

نمبر ۲

(بسلسلۂ ۸- اکتوبر ۱۹۲۶ء)

ہان لاٹ صاحب اب میری کارروائی سنیے اور میری فراست اور معاملہ فہمی کی داد عنایت کیجیے۔ جامع مسجد کے مُنارے (مازنہ) سے ادھر "اللہ اکبر" کی آواز بلند ہوئی۔ اُدھر عشق کی چوٹ کھایا ہوا مُرغا (صاحبزادے) پر پھٹ پھٹاتا دڑبے سے نکلا۔ اللہ اللہ وہ سج دھج وہ بانکپن وہ ٹیم ٹام وہ بناؤ گویا جاتے ہی معشوقہ کترانے لگیں گے۔ میان اپنے دل مین سمجھے تھے کہ مجھ ایسے کھاگھ کو دھو کے دھڑی پر رکھ لینگے۔ اجی لاحول اگر مینے شادی کی ہوتی تو انکے برابر پوتے پروتے ہوتے۔ یہہ چلے آگے آگے۔ مین دبے پاؤن پیچھے پیچھے۔ دیکھتا کیا ہون کہ آپ نے قاضی کے گھر کی سیڑھیان بھری ہین۔ یہہ قاضی کمبخت شہر بھر مین اپنی تنک مزاجی بد دماغی جھلاہٹ کے باعث بدنام تھا۔ میرا دل متفکر ہوا کہ صاحبزادے جمعہ کی نماز کا وقت تاک کے تشریف لے گئے ہین۔ وہ نماز ختم کرتے ہی حسب معمول گھر پر آئیگا اگر ان سے مڈبھیڑ ہو گئی تو لپاڈگی ضرور ہوگی اور ممکن ہے کہ بے یار و مددگار سمجھ کے انھین عشق بازی کا مزا اچھی طرح چکھائے۔ چھٹی کے دودھ کی لذت زبان پر آجائے۔ لہذا عاقبت اندیشی کے یہہ معنی ہین کہ تم بھی کیل کانٹے سے درست ہو رہو اور ہو سکے تو عین وقت پر مدد کرو۔

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان حالی و درماندگی

جو صاحبزادے نے تو بغیر اندیشۂ انجام پرائے گھر مین قدم رکھا اور بندہ سرپٹ بھاگا انکے عزیزون اور نوکرون سے کہا کہ جلدی چلو صاحبزادے قاضی زادی کے عشق مین دیوانے ہو کے گھس پڑے ہین کچھ اور بیچ ہوئی تو جان پر بن جائیگی۔ تین درجن غلام ایک درجن عزیز اور محلے والے میرے ساتھ ہوے اللہ رے میری ذہانت! اس جم غفیر کو لے کے مین قاضی کے دروازے تک پہونچا ہی تھا کہ مار دھاڑ چل پون۔ دُہائی تہائی۔ ہائے وائے کی صدا زنان خانۂ قاضی سے بلند ہوئی۔ ایک آواز کسی مرد کی تھی دوسری عورت کی۔ مین سمجھا کہ عاشق و معشوق دونون زیر تادیب ہین۔ قاضی نے "دو دل راضی" ہونے کی غالباً پروا نہین کی مارتے مارتے عشق کا بھوت بھگائے دیتا ہے اُف! کلیجہ منہ کو آگیا۔ کہان یہہ نعمت پرورده جسم جسپے پہول کی پنکھڑی ماں باپ نے کبھی نہین چھوائی۔ کہان بیدرد قاضی کا ڈنڈا۔ بہت تیرے قاضی کی ایسی تیسی۔ فوراً پیرہن چاک کیا اور گلا پھاڑ کے چلایا "ابے او نطفۂ ناتحقیق قاضی کے بچے نکل تو آ گھر سے۔ ناشدنی۔ خبردار جو میرے آقازادے کے ساتھ گستاخی کی تو زمین مین کھود کے تجھے گاڑ دونگا۔ مسخرے اپنے دل مین سمجھا کیا ہے۔ جوان جہان لڑکی گھر مین بٹھا رکھی ہے۔ شادی نہین کرتا۔ میرے صاحبزادے مین کیا خرابی ہے۔ مہر کی رقم لے اور ڈولا رخصت کر دے۔ واللہ جو بال بھی بیکا ہوا تو ٹیٹوے پر چڑھ کے ڈھائی چلو خون پی لونگا۔ اے اللہ کے محلے والون دوڑو لوگو دوڑو میرے دوست کی کمائی لٹتی ہے ارے ابھی بیماری سے اونے نجات پائی ہے ان موٹے موٹے ڈنڈون اور خار و ار دُرّون کی برداشت اوس کے ناز پرورده جسم کو کیونکر ہوگی ہائے (دھون) اُف اُف ارے مارے ڈالتے ہین۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے غل مچانے سے محلے والے بھی دوڑے اور سب نے مل کے قاضی کا دروازہ توڑ ڈالا گھر مین گھس پڑے۔ قاضی بوکھلایا ہوا

باہر نکلا۔ مینے بچا کی داڑھی پکڑی کہ بتاؤ قاضی جی تم نے میرے صاحبزادے کو سزا کیون دی اوس نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا مین تمہارے صاحبزادے سے بالکل واقف نہین۔ تم نے بہت برا کیا جو میرے گھر مین بغیر میری اجازت کے گھس آئے۔ یہان نہ صاحبزادی ہے نہ صاحبزادہ۔ مین نے دریافت کیا "تو پھر یہہ کیسا مار پڑ رہی تھی" اونھے جواب دیا کہ ایک لونڈی نے قصور کیا تھا مین سزا دینے کا قصد کیا تو غلام نے اوسکی بیجا حمایت کی لہذا دونون کو گستاخی کا عوض ملا تم کوئی قاضی مین جاؤ یہان سے مین تمہارا قصور معاف کرتا ہون بھلا یہہ کیونکر ممکن تھا کہ مین ایسی بُری جگہ اپنے صاحبزادے کو چھوڑ دیتا مینے اوس سے پوچھا کہ پھر میرا صاحبزادہ کہان ہے۔ وہ بولا مین کیا جانون۔ مینے کہا ابے اپنے حواس درست کر۔ میرا میرا صاحبزادہ تیرے گھر مین گیا ہے اور تو جو تیون سمیت آنکھون مین بیٹھا جاتا ہے۔ بڈھی داڑھی جھوٹ بولتے شرم نہین آتی۔ خدا سمجھے اوس بے وقوف سے جسنے تجھ ایسے جھوٹے کو قاضی شہر بنایا۔ بک بک جھک جھک بڑھی معاملہ اس پر طے ہوا کہ مین گھر بھر مین ڈھونڈھ کے جہان کہین صاحبزادے ہون اونھین نکال لون اور اپنے ساتھ لے جاؤن۔ چنانچہ مینے اوس کوٹھری کی راہ لی جسمین قاضی زادی چھپی ہوئی تھین مینے کوٹھری مین دیکھا تو وہان بڑے بڑے صندوق رکھے ہوئے تھے۔ ایک صندوق پر قاضی زادی نقاب منہ پر ڈالے تشریف فرما تھین اونھین ہٹایا پٹرا اوٹھایا تو مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ صاحبزادے صندوق مین دھرانہ جوڑے کی طرح رکھے ہوے تھے۔ میری وفاداری دیکھیئے کہ وہی صندوق مینے اپنی بڈھی کھوپڑی پر لادا صحن مین آیا اور ایک جم غفیر کے ساتھ باہر نکلا اوسوقت گلی اور مکان مین ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے تھے۔ اور تمام آدمی میری وفاداری اور حسن تدبیر پر عش عش کر رہے تھے۔ لڑکے تالیان

بجاتے تھے۔ اوباش آوازے کستے تھے۔ پاجی ہنستے تھے شرفا دانتون تلے اونگلیان دباتے تھے۔ صاحبزادے کے نوکر چاکر اس فتح عظیم پر خوش تھے۔ اعزا مطمئن تھے۔ مگر واے ناشکری و ناسپاسی صاحبزادے کسی طرح صندوق کے پیٹ مین نہ سکے چھلانگ مارکے کود پڑے۔ گھبراہٹ کا بُرا ہو۔ پاؤن کا گٹا اوکھڑ گیا۔ اگر صندوق مین لیٹے رہتے تو بازار بھر مین کوئی انکی صورت نہ دیکھتا۔ لیکن شامت کہہ کے نہین آتی۔ آگے آگے صاحبزادے زمین پر اُتو کرتے جاتے تھے پیچھے پیچھے مین۔ خیال تھا کہ کہین اوکھڑے ہوے جوڑ مین ہوا آگ کے آس پاس

متحدہ ہندو مسلم کانفرنس کا مہتم بالشان نتیجہ

م "چہ خوش چرا نباشد"؟

ه "پڑو ایسی تیسی مین"

نہ پیدا ہو جائے۔ مین چاہتا تھا کہ اونھین پکڑ لون وہ چاہتے تھے کہ بھاگ جاؤن۔ چھل چھلیا ہو رہی تھی۔ وہ ڈال ڈال تو مین پات پات۔ گوشہ گوشہ کونا کونا جھانکا۔ اور بآواز بلند اُنھین نصیحت کرتا رہا کہ صاحبزادے یہہ کیا کرتے ہو دیکھو تمنے مجھے ساتھ نہ لیا اور میرا کہنا قبول نہ کیا اوسکا یہہ نتیجہ ہے۔ اصطرلاب کا حکم کبھی غلط نہین ہوتا۔ مجھے دعا دو کہ مین ہمیشہ تمہارے سر پر زندہ رہون۔ مجھ سا دوست روے زمین پر تمھین نہ ملیگا۔ بھلا مجال تھی قاضی مردود کی جو میری زندگی مین تمھین کوئی گزند پہونچا سکتا۔ استغفراللہ۔

میری خیرخواہی دیکھیے اور صاحبزادے کی بے رخی۔ فرمانے لگے او خبیث ارے اپنے خدا کو مان کے میرا پیچھا چھوڑ۔ دیکھ لونڈون کی شیطانی فوج سب مجھے گھیرے ہے مین شرم کے مارے مرا جاتا ہون۔ جہان پناہ لیتا ہون تو چیخ پکار کے وہین لوگون کو اکٹھا کر لیتا ہے کمبخت اب تو دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی۔ دوپہر سے شام ہونے آئی ایک پاؤن سے دوڑ رہا ہون۔ اب تاریکی مین کسی طرف منہ کالا کرنے دے" آخر صاحبزادے ایک قسائی کی دکان مین گھس گئے اور جلد ہی سے دروازہ بند کر لیا۔ شاید دکاندار کے ہاتھ جوڑ سے ہونگے جب تو وہ ہاتھ مین چھری لے کے باہر نکلا اور آتے ہی میری طرف جھپٹا۔ واہ "نیکی برباد گناہ لازم" کیا خوب خدمت کا عوض ملا ہے۔ اس دوڑ دھوپ اور نازک وقت مین نہ کسی عزیز نے ساتھ دیا نہ غلامون نے سب خدا جانے اکیلا چھوڑ کے کس طرف الوپ ہوگئے لیجان مانگنے گئے اولٹا میرے سر پر قصائی کو مسلط کیا۔ ابنائے زمانہ سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اوسپر طرہ یہہ کہ صاحبزادے نے پھر گھر مین قدم نہ رکھا اوسی قسائی کے یہان میرے ڈر سے پڑے رہے۔ سنتا ہون کہ وہین پڑے پڑے اپنی جائداد کے متعلق وصیت نامہ لکھا کہ یون انتظام ہو اور اتنی آمدنی فلان کو دیجائے اس واقعہ کے بعد مین شہر مین منہ دکھانے کے قابل نہین رہا اسقدر آمدنی مجھے جہان مین طلب کر دون کبھی جائے۔ عشق وہ بلاے بد ہے جسنے سیکڑون گھر اُجاڑے ہزارون کو تہ خاک سلایا لاکھون سے جنگل کی خاک چھنوائی۔ پھر بھی نہ ٹلا۔ یہہ حجام نا فرجام وہ بلائے بد ہے جسنے میرے سر سے عشق کا سودا نکال باہر کر دیا۔ اب مین اوسوقت تک واہی تباہی پھرتا رہونگا جب تک یہہ واقعہ نسیاً منسیا نہ ہو جائے۔ لاٹ صاحب آپ نے دیکھا؟ احسان فراموش ایسے ہوتے ہین مینے جان۔ بچائی صاحبزادے پر

آنکھ سے آنسو نے وہی صرف لنگڑے ہو گئے تو چوٹی کی
نوک سے۔ شب فراق میں تارے توڑ گئے تب ہجر
کے جھگڑوں سے تو محفوظ رہے۔ دیوانگی کے ہاتھوں گریبان
پھاڑ لنگوٹی باندھ کے قیس کی طرح بیابان نجد میں جنگلی
جانوروں سے یارانہ گانٹھنا تو نہ پڑا۔ باایں ہمہ
صاحبزادے نے اپنے وصیت نامہ میں ایک جگہ میرے
نام نہ لکھا۔

میں نے اپنی زندگی میں ایسے ہزاروں کام کیے
لیکن لینے کی خوبی دیکھیے کہ جن کی خدمت کی وہ ہمیشہ
ناراض رہے۔ سیدھے منہ بات کرنا کیسا اگر شادی بیاہ
میں آمنا سامنا ہو گیا تو میزبان سے کہہ کے مجھے اوس
محفل سے بھی نکلوا دیا۔

یہ سرگزشت بیٹے آج اس وجہ سے دہرائی ہے کہ
آپ خلوت کے وقت اوس طرز حکومت پہ جو آجکل
ہندوستان میں مروج ہے غور فرمائیے تو مجھے امید ہے
کہ سرگزشت مذکورہ کے جملہ واقعات بلکہ نتائج واقعات
اس طرز حکومت میں آپ کو نظر آئینگے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں میری طرح
اُجرت پر سرتراشی کی خدمت انجام دیتی تھی مگر اوس نے
میری روح سے خواہ مخواہ لوگوں کے امور میں دخل دینا
اور خیرخواہی جتانا سیکھا۔ پرائی بلا اپنے سر لی۔ آئی تھی
حجامت بنانے اور دیکھنے لگی اصطرلاب۔ ہر خود مختار
امیر رئیس سردار کا زائچہ بنایا بلا اُجرت نصیحتیں کیں۔
یک بیک کے دماغ جاتا عشقبازی میں کمند ڈالی
محلے والوں کو گرد جمع کیا داد بیداد فریاد کی صدا بلند کی۔
صندوق سر پر اٹھائے کوئی کمبخت پھاند پڑا کوئی مست
مارے صندوق ہی میں پڑا رہا۔ آخر قسائیوں نے غدر
مچایا جھگڑ مچی۔ اور جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

ان مرحلوں کے بعد یہاں شاہی ہوئی۔ ملکہ وکٹوریا
کا اعلان شائع ہوا۔ آئین نئے قانون نے ان قوانین
میں بھی اوسی بے مانگی خیرخواہی اور غیر مطلوب دخل
کے اجزا موجود ہیں لیکن افیم کوکین اور سنکھیا کی طرح
لوگوں کو انکی عادت ہو گئی ہے اسوجہ سے زیادہ نہیں
کھلتے مگر تعزیرات مذہب کے نام سے جو قانون آپ کے
عہد میں بنایا گیا ہے قسم اپنی روح کی وہ معلوم ہوتا ہے
کہ میرے ہی دماغ سے نکلا ہے اس قانون کے رواج
پاتے ہی آپ دیکھیئے کہ ہر محلے ہر گلی ہر بازار میں
میرے روحانی شاگرد دہاڑے چاقو دکھائی دینگے۔

(۱) "یارو مددگو جو قاضی نامعقول میرے
صاحبزادے کو بے گناہ مارے ڈالتا ہے"

(۲) "ارے علام ڈواڑی ہم تو یوں ترو کھیاں دے
رہے تھے۔ ڈشٹ کے قانون نے گردن دبائی، پران
نکلے جاتے ہیں"

یہ اودھم یقیناً میری روح کے واسطے دلچسپ
ہوگا۔ مگر شاید حکومت اور انصاف کے واسطے بھی
مناسب ہے کہ اسکی تعمیم میں ہوشیاری کے ساتھ
تخصیص کیجائے۔ اگر آپ میرے روحانی شاگرد
لارڈ ریڈنگ کی سنت پر تھوڑے دنوں گام فرسا
ہوں تو مناسب ہے۔ انہوں نے ناپے اور اندور
کے صاحبزادوں کا صندوق ڈھونڈھ نکالا ایک صاحب
تو صندوق میں بیٹھے رہے اور دوسرے صاحب جسم سے
کودے نا ٹانگ توڑی لنگڑاتے ہوے ولایت کی
راہ لی۔

اگلے زمانے کا آدمی ہوں۔ صاف گوئی میرے خمیر
میں داخل ہے۔ خلیفہ منتصر باللہ کے دربار میں بھی
صاف صاف جو کچھ دل میں تھا کہہ دیا تو آپ سے کیا
خوف ہے آپ قانون قاعدے کے پابند ہیں بے قاعدہ
گشی آپ کا شیوہ نہیں۔

احباب تخفیف تصدیع۔ قلم کا استرا کند ہو گیا۔
فرشتے بھی زیادہ گوئی و فضولی کا الزام رکھتے ہیں فقط

راقم:۔ حجام الف لیلہ
بقلم:۔ فلاسفر

زنبیل عمرو عیار یا قرابۂ عطار

وہی طب یونانی ہے جس سے ہم اور ہمارے بزرگ مستفید
ہوتے رہے آج بھی بیماری دُکھی میں حکیم صاحب کے غمزے
اوٹھاتے ہیں اور دل و جان سے فیض طب یونانی کے
معترف ہیں۔ ایران میں الوپیتھک طرز علاج اپنی دلاویز
بندش اور خوبصورت شیشیوں کی بدولت ہاتھ پاؤں
پھیلا رہا ہے پھر بھی یونانی طبیب کے مطب میں مریضوں کا
ہجوم رہتا ہے۔ شاید اسکی وجہ یہہ ہے کہ حکومت اپنے قدیم
طریقوں کی حفاظت کرتی ہے لیکن بعض سفرناموں سے
معلوم ہوا کہ وہاں کے طبیب اپنی دیسی دواؤں کے
ارواح و املاح نہایت صفائی کے ساتھ تیار کرتے ہیں کوئی
دیکھے تو خیال کرے کوئی ولایتی دوا ہے۔ بندۂ درگاہ ہرگز
"دوا حرامی" (خواہر نمک حرامی) کو اچھا نہیں سمجھتے لہذا
طب یونانی کی ترقی کے واسطے دست بدعا رہتے ہیں۔
بندہ کا اعتقاد ہے کہ اگر اصلی دوائیں عطاروں کے
یہاں سے مل سکیں تو ڈاکٹروں کے مقابلے میں طبیبوں
کی رتی پھر بھی بلند رہے۔ مگر ہائے ہائے ایک نامعقول
عطار کی کیفیت سنیئے حکیم نے نسخہ میں لکھا عرق شیر و شربت
اعجاز۔ اینجانب نے نوکر پر اعتماد نہ کیا خود ہی عطار صاحب
کی دکان پر حاضری دی کیا معنی کہ دوا درمن کا معاملہ تھا۔
ڈرے کہ کہیں یوں سے ووں نہ ہو جائے۔

نسخہ کی دھجی جناب عطار صاحب کے نذر کی۔ جناب
موصوف نسخہ دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو گئے اور دوائیں تو خیر
مگر عرق شیر اور شربت اعجاز پر نگاہیں گڑ گئیں اب یہہ کیونکر
کہتے کہ دوا موجود نہیں یا شربت اعجاز تیار نہیں۔ ہمیں تو
اسمیں بھی شک ہے کہ ان دواؤں کا نام عطار صاحب کے
گوش دوا نیوش میں کبھی پہونچا ہو۔ باایں ہمہ حضور نے
گردن ہلائی اینجانب نے پوچھا کیا ہے؟ کہنے لگے کچھ نہیں
نسخہ بندھ جائیگا۔ بات یہہ ہے کہ شربت اعجاز شہر بھر میں
سوا میری دکان کے اور کسی عطار کے یہاں مل نہیں سکتا
اسکی قیمت زیادہ ہے آپ سے عرض کرونگا تو آپ غلط
خیال فرمائینگے۔ یہہ نسخہ ارسطو نے سکندر کے لیے ترتیب
دیا تھا اور اسکے اجزا اپنے کسی شاگرد کو نہیں بتائے تھے
ضرورت ہوتی تھی وہ ارسطو کے [illegible]

اوسی زمانے کی چند بوتلین ایک یہودی سے بیت باتھ لگ گئین - خیر آپ کی خاطر سے دو ور سپیہ مین قرح کر اپنا دے دونگا - اب رہا عرق شیر وہ ابھی تیار ہو جائیگا - ہمت ترے جھوٹے کی دُم مین انکلیل الملک (ناخونہ) اینجانب نے دل مین کہا جبی نسخہ تو اب تم نہ چھوا یکے کوئی اور دکان دیکھو مگر چلتے چلاتے عرق شیر اور شربت اعجاز ساختہ ارسطو مرحوم ضرور دیکھ لو یہہ نایاب چیزیں نہ دیکھنے مین آئینگی - جناب عطار صاحب کا دم غنیمت ہے ہزارون برس کی دوائیں انھون نے اندوختہ کر رکھی ہین -

چنانچہ اینجانب نے کہا کہ نذری عرق شیر اور شربت اعجاز کی زیارت کروا دیجے کہنے لگے بہت خوب - یہہ کہا اور ٹین کے کثیف ڈبون کا ڈھیر سامنے لگا دیا - پہلے مین ہاتھ ڈال کے آبنوسیم خام مقرض نکالا یہہ مقرض تو ہرگز نہ تھا مگر موش ضرور تھا یعنے موش نے اپنے دانتون سے اسے تو م تک رکھ دیا تھا - اور اپنی سڈول مینگنیون سے تھوڑا وزن بھی بڑھا دیا تھا - دوسرے ڈبے سے گل بنفشہ کشمیری نکالا یہہ بھی حکیم میر ابوالفتح گو رنر کشمیر ممدوح عرفی کی یادگار تھا - تیسرے ڈبے سے خدا جانے کیا چیز نکالی خود اونھین کا دعوے ہے کہ یہہ تخم ریحان رومی ہے - چوتھی کلھیا سے انجیر ولایتی کی جگہ سوکھے ہوے سیاہ گولر نکالے - پانچوین قلعی سے مویز منقے نکالے گئے کی دیمکی ہوئی کلیون مین اور اس مویز مین یونہی سا فرق تھا - وزن کانٹے تولے کا محتاج نہین لہذا انگلیون نے تول ناپ کا قضیہ آناً فاناً طے کر دیا دو منٹ مین پڑیان تیار رہین پھر کٹو را لیا ہاتھ مین اور گھر کے اندر گھس کے دو تولے دودھ لے آئے اوسی دودھ مین بوتل سے تھوڑا سا گندلا سیلا عرق اونڈیل دیا چلئے عرق کی مہم آسان عرق اور شیر دونون کے اجتماع سے عرق شیر تیار ہو گیا کون ہمکوا کہہ سکتا ہے کہ یہہ عرق نہین یا شیر نہین - قسم لے لیجیے عرق بھی ہے اور شیر بھی - رہ گیا شربت اعجاز اسے قیر گون راب سے پوری مشابہت تھی اسمین شک نہین کہ یہہ راب ارسطو کے وقت سے بھی پہلے کی ہوگی لیکن بو باس تمباکو کے شیرے کی سی تھی - اور اسمین اعجاز بھی موجود تھا - یعنی ادھر کلھیا ناک سے لگائی اور ادھر ابکائی آئی - حضرت یہہ تھوڑا اعجاز نہین - افیم کھا کے مرنے والے مریض کو مکھیان کھلائی جاتی ہین اور وہ قے نہین کرتا ہم ڈھنڈھورے کی چوٹ دعوے کرتے ہین کہ اگر اوسکے قریب یہہ کلھیا رکھ دی جاسے تو لحد کے اندر سے شیر کی بولی کی آواز آنے لگے -

اینجانب نے یہہ اعجاز دیکھا تو چپکے سے نسخہ اوٹھایا اور گھر کی راہ لی - بھلا جیتی مکھی کون نگلتا - یہہ معاملہ ہے جان کا لہذا ایسے عمدہ دواخانون کی نگرانی نہایت ضروری ہے - جہان ارسطو اور بقراط کی تیار کی ہوی دوائین اتنی ارزان دستیاب ہو سکتی ہین -

سنتے ہین کہ حال ہی مین عراق کے پرانے ماثر کھودے گئے ہین اور اونمین ایک ظرف گیہوؤن سے بھرا ہوا نکلا ہے - یہہ جن لوگون کے ہاتھ لگا ہوگا وہ پھولون نہ سماتے ہونگے -

اگر وہ مخزن مبا ہات کو ساتھرے کے یہان آئین تو ہم اونھین ارسطو کے ہاتھ کا بنایا ہوا شربت اعجاز دکھلا سکتے ہین - ماثر قدیمہ کی تفتیش کا غرور تنے کے ساتھ نکل نہ جائے تو ہمارا ذمہ -

بہرکیف اگر طب یونانی کی کامیابی منظور رہے تو ان دکانون کی اصلاح فرض عین ہے - کیسا ہی حاذق طبیب ہو اگر دوا اچھی یا اصلی نہو گی تو کیا بنا لیگا -

مولانا پنچ! یہہ چند سطرین حاضر ہین انھین شایع کر دیجیے اور خلق اللہ کو ارسطو کے شربت اعجاز سے بچائیے

راقم:- سرکوب فتحپوری

پارس کا دیوالی نمبر

دیپ مالا کے پوتر تہوار کے موقعہ پر اخبار "پارس" لاہور کا دیوالی نمبر ہزارہا کی تعداد مین شایع کیا جائیگا یہہ ایک بے نظیر تحفہ ہوگا - جسمین ملک کے نامور اہل قلم صاحبان کے بلند پایہ مضامین اور نظمین درج ہونگی

وشنو بھگوان سرسوتی اور لکشمی دیوی جی کی

سہ رنگی بلاک کی تصاویر بھی ہونگی تصویر کا نظارہ ایسا خوبصورت اور دیوالی کے حسب موقعہ ہوگا کہ آپ سے دیکھکر فرط مسرت سے جھومنے لگین گے تاجر پیشہ لوگون کیلیے یہہ تصویر ایک پوتر یادگار کے طور پر کام دیگی مشتہار دینے والے صاحب کو بہت جلدی خط و کتابت کرنی چاہیے قیمت بہت زیادہ اور قیمت صرف ۴ر

منیجر اخبار پارس لاہور

ٹنگڑیون کی دکھائی

زیارت کر چکے تم حضرت پطلے کی چھلبل کی

بشارت ہو کہ اب ہوگی نمائش حسن اسفل کی

ایشیائی سر برآوردہ نامی قومون کی تو کچھ رونی ہے جنکے نزدیک عورت کا ہر ایک حصہ جسم قابل ستر ہے گھونگھٹ مین چھپاتے ہین مقنع مین لپیٹتے ہین چادر پیچون مین باندھتے ہین - شعرا پر قدغن ہے کہ عورت کا سراپا نظم نہ کرو - شارون پر ظلم ہے کہ ساق پا سے آگے نہ بڑھو لیس بڑی برائی یہہ کہ؎

؎ دو عمود رنگین دو چوب صندلین دو قائمہ مر لو دو کعب مخروط دو عماد نور دو شمع کا فور؎

کوئی دل چلا ساق پا سے آگے بڑھا تو یون زا نو دبایا:-

؎ از آئینہ مجلی تر - از خاطر سالک مصفی تر - دو آئینہ بلورین دو قاب پُر از گلہاے یاسمین؎

اخبار الخلیل میرٹھ

کی

بعض خصوصیات

الخلیل ہین ہفتہ مین دو بار حالات حاضرہ پر برجستہ اور پبلک مذاق کے مطابق آزاد خیالی سے تبصرے شایع ہوتے ہین -

الخلیل لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے اپنے ہمعصرون پر فوقیت رکھتا ہے -

الخلیل ہندوستان و اسلامی دنیا اور ممالک غیر کی تازہ بتازہ خبرین معلومات اور علمی مضامین مہیا کرنے مین اپنا ثانی نہین رکھتا -

الخلیل مین چیدہ چیدہ اخبارات ممالک غیر کے تراجم شایع ہوتے ہین -

الخلیل قوم و ملت کا بہترین خدمتگزار ہے -

الخلیل کا ماہانہ نمبر جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے دلچسپیون کا مجموعہ اور دلآویزیون کا مرقع ہوتا ہے -

الخلیل کم سے کم قیمت مین زیادہ سے زیادہ پڑھنے کے قابل مواد فراہم کرتا ہے -

پھر کیا وجہ ہے کہ آپ

اخبار الخلیل کے خریدار نہ بنین!

المشتہر:- منیجر الخلیل میرٹھ شہر

سنہ ۱۹۲۹ء کا ایک سین

جان بل :- تمہارے بچے ایسے دھونتال ہین ۔ کمبختون کو سوا لڑنے بھڑنے کے دوسرا کام ہی نہین ہے ۔ انکے ساتھ رعایت ؟

انڈیا جان :- اے ہے زری بچ کہنا ۔ ایسے ننھے بھولے یاد کرو جب تمہارے گھر ہوئے مین انقلاب ہوا تھا تو کیا تمہاری اولاد تسبیح پڑھتی تھی ؟

اس سے بھی کسی قدر اونچے ہوئے تو ران اور سرین تک پہونچے مگر ارباب تہذیب کی نگاہوں سے گر گئے۔

اللہ آباد دیکھئے اس زمانے کے اہل مذاق کو انھون نے تمام زبانی پابندیون پر تو اُدھار رکھا لیکن عیانی پابندیوں سے بالکل پردہ اوٹھا دیا صاحب کے بڈروم میں جائیے تو واہ واہ وہ خوش غلاف تصویرین نظر آئینگی کہ عنین ازلی دیکھتے ہی دیکھتے مرد۔ اور سدا کا بدھیا اصلی سانڈ ہو جائے پرانے شعرا کی روحین کہتی ہین کہ یہہ ہمارا بھی بڑا کیفیت ہمکو مارے صاحبیت کے فحش گوئی کا الزام دیتے تھے۔ اب اپنے گریبان مین مُنہ ڈالئین۔ خود ہی کہتے ہین کہ شاعری اور مصوری دو سگی بہنین ہین مگر منطق دیکھیے ایک بہن کو محض اسوجہ سے تام رکھتے ہین کہ وہ زبان سے اپنے شہوانی اور نفسانی کیفیات کا اظہار کرتی ہے برخلاف اسکے دوسری بہن (مصوری) سے فرمائش ہے کہ ننگی ہوکے سر بازار ناچ۔ ایک کی گرفتاری کے واسطے قانون بنائے جاتے ہین کہ دواؤن کے اشتہارون مین بھی اعضا کا نام نہ لو بیماری کی تفصیل نہ کرو۔ دوسری کی برہنگی اوسکا ہنر ہے صرف دو انگل کی جگہ وہ بھی آگے ڈھنکی رہے باقی حالت وہ کاف ہو تو کچھ مضائقہ نہین۔ نئی تہذیب کے عشاق مین مشکل کسی جنٹلمین کا بڈروم نُسرینستان نازنین سے بچا ہوگا ورنہ جہان دیکھیے بڑی بڑی تصویرین کھچا دی طرف سے بالکل برہنہ لٹکی ہوئی ' بقول بعض اُدبائے لطیف) ''محشرستان جذبات مین شیخ سدّو کھلواتی ہین'' انصاف کیجیے کہنے اور دیکھنے مین فرق ہے یا نہین۔ یہ کسی شاعر نے کہا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن بھی دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

تو آپ نے فوراً فحاشی کے الزام مین اوسے دھر لیا۔ نفرت۔ لعنت۔ کی پکار سے آسمان سر پر اوٹھایا۔ اور کسی مصور نے سر سے ناخن پا تک وینس یا کسی فرضی دیوی کے نام سے ننگے جسم کی تصویر کھینچ کے سامنے رکھ دی تو یہہ نقش باطل سرور نظر و بہجت جگر ٹھہرا۔ کلیجے سے چمٹائے چمٹائے پھرتے ہین نگاہ سے خلوت صحیح کا لطف اوٹھا رہے ہین نقاشی کی خوبیوں پر بڑی بڑی فلسفیانہ کتابین لکھتے ہین۔ شاباش لفظی نقوش کی نقش بر روے ہوا لہرون کی مصنوعی برہنگی سے دم خفا ہوتا ہے تو کیون کاغذی نقوش کی سنگین لکیرون کی اصلی عریانی آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک ہو۔

ہم مان گئے اب سے آپکے صاحب غیرت ہونے مین جو کوئی شک کرے وہ خود بے حیا ہے طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ قانون صاحب کی طبیعت مین بھی یہی بھونڈا پن ہے نہ تو حضرت کے پاس کوئی لفظی فحش کا معیار ہے نہ نقشی فحش کا۔ دارمدار ہے عرف عام پر کیسی فحش چیز کا اظہار ناگزیر ہو اور ڈھنکے چھپے استعارات مین بھی وہ بیان کیا جائے تو آپ آنکھ بند کرکے سزا دے دیتے ہین حالانکہ لکھنے والا غریب استعارات سے یہی غرض کام لیتا ہے کہ واقعہ ظاہری فحش کے عیب سے پاک نظر آئے اسی ارادے سے ظاہر ہے کہ نیت فحش گوئی کی نہین۔ اور دو انگل کی جگہ چھوڑ کے پورے جسم کی ننگی تصویر عمداً اسلیے بنائی جاتی ہے کہ فحش کاری کے مادے مین ہیجان ہو مگر اوسکے لیے کوئی سزا نہین بلکہ انعام دیا جائے تو زیادہ انسب ہے۔

بہر حال اپنی ایسی تیسی مین گیا دُنیا کا قانون اور نئی تہذیب ہمین تو ''ٹائمز آف انڈیا'' کی جدت کی داد دینی ہے کہ اوسنے بذریعۂ اعلان عام زنانے جسم اسفل کے فوٹو طلب کیے ہین پنڈلیون سے لے کے کنج ران تک کی تصویرین طلب کرتا ہے جسکا جسم اسفل زیادہ حسین ہوگا اوسے انعام ملیگا۔

حسن کے طوبیٰ کا یہہ لتیا و واقعی پر لطف ہوگا صفحات مین اس سرے سے اوس سرے تک کھڑی کھڑ دکھائی دینگے۔ اوپر کا دھڑ نہوگا۔ نچلے دھڑ کے حدود زیر ناف سے شروع ہو کے ناخن پا تک ختم ہوتے ہین عُریانی اب داخل فیشن ہوئی جاتی ہے کچھ ننگے اہل سائنس لباس کو مضر صحت قرار دیتے ہین لہذا ٹائمز صاحب کا یہہ فرمانا کہ تصویر اوسی حصۂ جسم کی بھیجو جسکی برہنگی از روے فیشن مباح ہو ایک پر معنی اعلان ہے۔ لان التہذیب ہو الفیشن والفیشن ہو العریٰ فالتہذیب ہو العریٰ'' بازار ٹائمز گرم و تماشا یاران تیز۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ کیا مزا آئیگا جسوقت اسٹیشنون پر اخبار بیچنے والے لونڈے آواز دیتے پھرینگے ''یہہ لمبی لمبی ٹانگین دو آنے کو۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا کا ٹانگ نمبر۔ مس اے بی سی کی خوبصورت انعامی رانین۔ زنانے نچلے دھڑ دن کی بازار دیکھو۔ یہہ دو لتیان۔ کیا پیاری پیاری دو لتیان جنمین اُلار ٹانگیے کے بم۔ یعنی عشق کی کمانی کے بھترے۔ یا در ہوا بے حیائی کے دو شاخے۔ یہہ نازک نازک گٹے جن پر قربان فندق اور کنول گٹے۔ رانین ہین کہ کیلی ہوئی ارویان جنکی ایڑی چوٹی پر نثار دیوا در بریان۔ جنکی صفائی پر تصدق کیری کی بجلیان۔ یہہ خوبصورت لاتون کی گھاتین دکھانے والا ٹائمز آف انڈیا دو آنے مین۔ مسز ای سی کو سو روپیہ انعام۔ تازہ پرچہ شوقینون کے سینون پر ہرن کھری کے نقش بنانے والا پرچہ۔ رانون کی مچھلیان مل کے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۹ سنہ ۱۹۲۷ء

بعدالت دیوانی منصف صاحب بہادر مقام بلگرام ضلع ہردوئی۔

گجودھر پرشاد عمر ۴۰ سال ولد بیندکا پرشاد پیشہ بزازی قوم برہمن ساکن موضع کوسیٹی خرد پرگنہ ملاوان ضلع ہردوئی۔ - - - - - مدعی

بنام

بابا ہنس گیر عمر تخمیناً ۔ سال چیلہ بابا رتن گیر قوم گوسائین پیشہ معافیداری ساکن مدھی ہرایا پرگنہ بنگر تحصیل صدر ہردوئی معافیدار مدھی ہرایہ پرگنہ کسیہ - - - - - - - مدعا علیہ

بنام بابا ہنس گیر عمر تخمیناً ۔ سال چیلہ بابا رتن گیر قوم گوسائین پیشہ معافیداری ساکن مدھی ہرایا پرگنہ بنگر تحصیل صدر ہردوئی معافیدار مدھی ہرایہ پرگنہ کچھند و تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی۔

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دعوی خلیا ہی تھمانے کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۳۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل اُمورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اپنے جوابدعوی کی تائید مین جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز انکو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا

آج بتاریخ ۱۰ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری بدفتر عدالت دیوانی منصفی بلگرام ضلع ہردوئی ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

دستخط حاکم بخط انگریزی — دین دیال اہلمد — مہر عدالت

سمندر مین بیرنے والی جنکی سفیدی پر پڑھن کی چھاپ نہا ورے بے شکن رامین نہین خوبصورتی کے سدوستے کی گنڈیان مین عشاق کے دل کی چھالیا کترتی ہین۔

انگریزی باتصویر جرائد ہمارے ہان بابرات اکثر ہند ب تو آزادی کے فرائض پورے کرتے ہین مگر شائقین آف انڈیا نے حد کردی۔ اگر پسند ہی پانچ خریدار بی رانون کی چکنائی دیکھ کے ہی دل پھینک تو بس پوٹا تر سمجھیے۔ چوک کے میان جگّا ادر پروفیسر بلبل ہند آمدنی دیکھ کے انگا دن پر لوٹینگے۔ عجب نہین جو چھڑھون مین گلٹیان نکل آئین۔

خدا نہ کرے جو ہندوستانی جرائد پر سطر تا ثمر کا پرچھا وان پڑے۔ کیا معنی کہ ان مین سے کئی انگریزی جرائد کی تقلید پر مرتے ہین فقط

راقم:۔ گوشہ گزین کنج ا فق ذالمعالی

بقلم:۔ قلمران فلاسفر

المختصرات

سنتے ہین کہ ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو آلہ آباد کے میڈیکل مین صوبہ متحدہ کی طبی کانفرنس ہوگی۔ حاسدانہ عقلمندی و تعصب کی بدولت لکھنؤ کی مرکزیت تشریف لیگئی۔ مقتضا دامراض کی آبادھاپی سے تفرقی اتصال ہوگیا۔ علیگڑھ پر نوازش ہوچکی تو کیا عجب ہے کہ ایک رزولیوشن کے ذریعے سے ایکی انصباب نوازل مرحمت آلہ آباد کے سینے پر ہو۔ طبی بورڈ کی قابلیت کا بلغم ملح بہت کچھ کرسکتا ہے۔

پھر اخبار نویسون کا ایک ڈھکوسلا ہے کہ ہندو مشاہیر کے قتل کی مخفی کمیٹیان ہین۔ جب جنگ و جدل کا بازار گرم ہے اور ایک دوسرے کی صورت دیکھ کے جلا جاتا ہے تو سازش کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہزارہا سازشون کی امان ایک آپس کی نفرت ہے۔

گوشتہ ہفتہ مین سوامی ستیانند کو ایک شخص نے مجروح [illegible] مدھو یہ ایک ہندو راجپال کی

ڈکان پر خونریزی کا یہہ دوسرا واقعہ ہے۔ دونون حملہ آور سزائین پاچکے۔ لیکن مجرم آخر کا یہہ بیان کہ سوامی صاحب ڈکان پر سر راہ بیٹھے ہوے ایسے افادات فرمارہے تھے جن سے اشتعال ہوا قابل غور ہے اس حرکت کا سدباب نہ ہوا تو کیا عجب ہے کہ کوئی تیسرا مقدمہ کھڑا ہو جائے۔

کسی بادشاہ نے اپنے غلام کو دُبلے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بٹھایا اور کہا میری سواری کے ساتھ رہو تھوڑی دیر مین غریب غلام کے چوتڑ مجروح ہوگئے اور اسے مجبوراً گھوڑے کی رفتار کم کرنی پڑی بادشاہ نے سست رفتاری کا سبب دریافت کیا تو اوسنے کہا پیر و مرشد حضرت زکریا کے سر پر شیطان نے آرہ چلوایا تھا حضور نے میرے چوتڑون پر وہی ستم نازل کیا۔ ہندوستان کی پلیس بڈّے ننگے ہوے گھوڑے کی پشت پر سوار ہے اسکا مقابلہ انگلستان کی شاہی پولیس سے نہین کیا جاسکتا لہذا بعض انگریزی جرائد کا یہہ اعتراض کہ راجپال کی درخواست پر لیے دردی کا پولیس مین جو حفاظت کے واسطے متعین ہوا تھا اسنے اپنا فرض ادا نہین کیا فضول ہے۔ نہ یہان ویسی تعلیم ہے نہ پولیس کو خدمت خلق کا احساس۔ یہہ بادشاہون کی سواری کے ساتھ دوڑ نہین سکتی۔

یہان کی پولیس تو معصوم ہے۔ دلیل عصمت یہہ ہے کہ ابتداے انگریزی سے آجتک جتنے مجرمون کو اسنے گرفتار کرکے سزا دلوائی سب حقیقۃً مجرم تھے۔ کسی ایک مقدمے مین بھی کسی بے گناہ بے قصور کو سزا نہین ملی۔ کیا آپ نے کبھی ہندوستان مین یہہ تماشا دیکھا ہے کہ ظاہری پولیس نے کسی بے گناہ کو پھنسایا اور سی آئی ڈی نے پولیس کے خلاف کوشش کرکے اصل مجرم بہم پہونچایا اور بے گناہ کو سزا سے بچادیا ہو؟

ناسک کے مسٹر ہرکارے حکومت کے خلاف ایک دعوے کرنے والے ہین کہ گئو ہتیا بند ہونی چاہیے۔ دعوے کی دلیل ملکہ وکٹوریا کے مشہور اعلان سے ماخوذ ہے جس مین ادنھون نے حکام کو مذہبی امور کی مداخلت سے منع فرمایا تھا۔ انشاءاللہ یہین اپنے دعوے مین سرخرو کرنے لوٹے روز کی نباڈگی موقوف ہو۔ مگر غالباً حکومت کا جواب دعوے سنکے مسٹر ہرکارے خوش ہونگے اسلیے کہ فقرہ مذکور اعتقادات و پرستش مین مداخلت سے متعلق ہے۔ حکومت نہ گاؤ پرستی کے مخالف ہے نہ گاؤ کو معبود قرار دینے سے روکتی ہے۔ یہہ تو دل آزاری اور صدمہ رسانی کا معاملہ ہے۔ اس کا وعدہ حکومت نے کبھی نہین کیا کہ ہم کسی کا دل نہ دکھائینگے۔ اگر قدیم رواج کی بحث آن پڑی تو شاید دل لگی دل لگی مین گاؤ کشی ہنگام اہل اسلام مین داخل ہوکے قدیم رواج کے ماتحت منڈھ دیجائے۔ دیکھیے طرفین کی ذکاوت کیا رنگ لاتی ہے۔ مقدمہ ہوگا دلچسپ۔

اودھ پنچ لکھنؤ
شاعری جزو یست از پیغمبری
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنے
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنے
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
شرائط ایجنسی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما نجیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھہ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چیٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۱۴

مضامین غیر

(۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

فن قیافہ کا لفافہ

نمبر ۱

مولانا پنچ - پرنز - منطقیون نے منطق کی کتابون
اس مقولے سے بہت کام لیا ہے "العالم متغیر یعنے
دُنیا ادلتی بدلتی رہتی ہے - یہ مقولہ ہے بہت ہی
نیا تُلا جانچا سمجھا بوجھا ہوا - عالم کا تغیر ذوات سے
لیکے صفات تک ہویدا ہے لہٰذا کوئی وجہ نہین کہ
فن قیافہ کے مسلمات مین بھی تغیر نہو - ابھی تغیر کیسا؟
پورا پورا انقلاب ہے - اینجانب کا ارادہ ہے کہ گاہے
ماہے اس موضوع پر کچھ لکھتے رہین - آپکو اختیار ہے
کہ ان مضامین کو آپ بے اصل تصورات کا ایک
جزو سمجھین یا "مستقل مضمون" بندہ معترض نہوگا
راضی ہین ہم اوسی مین جس مین تری رضا ہے
پُرانے قیافہ جی صاحب فرماگئے ہین کہ:-
"سکوت دلیل کمال عقل ہے" دقیانوس کے
زمانے مین جو کوئی گُون مُتھون الگ تھلگ دُنیا سے
بیزار - آبادی سے دور بیٹھنا پسند کرتا تھا لوگ اوسے
عاقل کامل سمجھتے تھے - اب عقلا کی یہ صنف خال
خال دکھائی دیتی ہے زمانہ پلٹ گیا - ویرانہ الّوؤن
کا مسکن ہے - ممکن ہے کہ مولوی علاء الدین عرف
اُلّو طبقۂ عقلاؤ حکما مین داخل ہون - کیا معنی کہ وہ
اکثر دن کو ساکت رہتے ہین شب کو وظیفہ پڑھتے ہین
لیکن حال کے عقلا ہرگز گوارا نہین کرتے کہ اونکی
تشبیہ بھی مولوی علاء الدین سے دیجائے کسی شاعر
نے اپنے نامہ بر کی تشبیہ الّو سے دی تھی ؎

اونسے کہتا نہین لکھ دیجیے نامہ کا جواب
چپکا بیٹھا ہے کبوتر مرا الّو کی طرح

سنتے ہین کہ اوسکے مزار پر ابتک کبوترون کی
مُگدّر پان غٹر غون غٹر غون کر کے شکوہ سنج رہتی
ہین چہ جائیکہ عقلا - فی زماننا سکوت کی صفت
سے عقلائے دہر خالی ہین - ایک ذری ملکی مجالس
اور قومی محافل مین شریک ہوکے دیکھیے تو آپ
ہمارے علم و حکمت کے قائل ہوجائینگے - وہ
بک بک - وہ چڑ بڑ - وہ قیل قال - وہ چیخ پخ
ہوتی ہے کہ چڑیا رکی پھٹکی اور کنجڑون کی پنچایت
اوسکے سامنے بے حقیقت ہے مگر کس کی شامت
آئی ہے جو ان کم سخنون کو بے وقوف کہہ سکے یہ
سب عقلا ہین ان کی تقریرین حشو و زوائد سے
پاک ہوتی ہین معرفت سے پُر ہوتی ہین تدبّر سے
معمور ہوتی ہین کیون نہو - آخر یہ مُلک کی عقل
ہین کہ نہین؟-

وہ دن کوکہے گئی جب کونسل مین ہماری سرکار
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بے زبان ممبر رکھتی تھی آجکل
جو ممبر ساکت رہا اوس سے بذریعۂ کاغذ اخبار
استفسار کیا جاتا ہے کہ "حضور نے اپنی مدت
خدمت مین حکومت سے کتنے سوال کیے؟" اور
جس ممبر نے اولٹے سیدھے بے کار بے مصرف سوالات
کرکے آڑے ترچھے لایعنی مبہم اُٹکل پچو جواب حاصل
کیے وہ بنا بنایا عاقل اور مسلم الثبوت اہل الرائے
خیال کیا جاتا ہے - دُنیا ظاہر پرست ہے عقل اور
عاقل کی پرکھ اوسی کے ہاتھ ہے لہٰذا مجھے یا آپ کو
ایسے عقلمندون کی عقل مین اشتباہ کا حق نہین ؎

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جب خلق کا حلق نقارۂ خدا ٹھہرا تو ان کی بک بک
پر نکتہ چینی بے ادبی ہے ؎

زبان در کام دزدیدم وداع گفتگو کردم
سخن را کوس رحلت بود گویا بستن لبہا

یارو تمھارا جو جی چاہے سمجھو ہم چُپ ہی رہین گے - خاموشی
حد تشنگی بھی ہے اور جواب جاہلان بھی - ایک چپ ستر
بلائین تو نہین دو چار بلائین ضرور ٹال دیتی ہے؛
لب فرو بستن بوقت گفتن و کشادن بر محل خاموشی
اب تیرگی عقل پر دال نہین - تو پھر بھائی - چُپ رہ -
ان عقلمندون کو سرکار ... مارے
مذہب کی ترقی مین آجتک حکومت نے کیا کارروائیان
کین - کیا حکومت براہ مہربانی بتائیگی کہ مسجد مین کتنے
نمازیون کے ماتھون پر گٹھے نمایان ہوجاتے ہین؟-
لیڈرون کے علاوہ قومی خدام بھی ذہین سمجھے جاتے
ہین جنکی بسیار گوئی ضرب المثل ہو - آپ نے کوئی خاموش
خادم قوم دیکھا ہو تو ہمین بھی بتائیے ہم اوسکی زیارت
کے بہت مشتاق ہین - کیا یہ لوگ اہل عقل نہین ہین؟
واللہ ایسے عقلمند ہین کہ کبھی ہماری طرف منظر سا بیگ
نہین رہتے جب دیکھیے جیب غائب ہے - اگر یہ چپ
رہتے تو کیا ذی عقل سمجھے جاتے؟- اے حضرت جو
انکے منہ مین دو تولے گوشت کی زبان نہوتی تو کوئی
دو کوڑیون کو انھین نہ پوچھتا - رہا یہ کہ انکی زبان بے محل
چلتی ہے یا بر محل مفید ہے یا مضر انھون نے دُنیا کے امن
مین آگ لگائی یا اوسکے واسطے سامان راحت بہم پہونچایا
ایک بکھانی ہوئی بات ہے - آپ خود ہی اپنے دل مین
فیصلہ کر لیجیے کہ جنھون نے چُپ سادھی وہ آج مزے
کر رہے ہین یا جو ٹرّاتے رہے وہ -

انھین بھی جانے دیجیے حکیمون اور ڈاکٹرون کی طرف
توجہ فرمائیے کیا یہ عقلا مین داخل نہین ہین؟ ہین اور
ضرور ہین مگر جو معالج منہ مین گھُنگھنیان بھرے بیٹھا
رہتا ہے سو عقلمندون کا ایک عقلمند بھی ہو تو کوئی
اوسکی طرف رُخ نہین کرتا - اور جو معالج خالی مریض
نہین بلکہ اوسکے کنبے بھر کا دماغ چاٹ لیتا ہے وہی
نام پیدا کرتا ہے اوسی کی خوب چلتی ہے وہی پوچھا جاتا ہے
اور سچ پوچھیے تو وہی کامل العقل بھی ہے چاہے علم و فن
کی طرف سے بالکل کورا ہو - صوم صمت (چپ شاہ کا
روزہ) رکھنے والا حکیم اجل فرزانۂ روزگار مسیح وقت
بھی ہو تو اوسے کوئی نہین پوچھتا - ایک بازاری دوا فروش
کے مقابلے مین مات کھا جاتا ہے -

چنانچہ بو علی سینا اور ایک حکیم جنگلی کا قصہ شاید
آپ نے سنا ہوگا مشہور ہے کہ بو علی کتاب "قانون"
مرتب کرنے اور کتاب خانہ جلانے کے بعد حواس
مفلوج کی طرح فرار ہوے تو سکتے کے مریض کی نبض
بنے ڈوبتے ترتے ایک صحرا مین پہونچے صحرا آبادی سے

نزدیک تھی اور وہان ایک سیانس طبیب صاحب منہمک تھے۔ کیا شانہ روح بخش اوسوقت کمرے رنجوران دیار وامصار تھا۔ شیشہ کے شیشہ لگے ہوے تھے۔ یکہ پیٹھ کے کسی طرح انھون نے راہ نکالی۔ دیکھا کہ حکیم صاحب ایک نگالی (نرکل) کا سرا نبض پر رکھے اور دوسرا سرا اپنے کان مین لگا لئے جیسے ٹیلیفون پر دل مریض سے بات چیت کر رہے ہین۔ انھون نے دل مین الشدری شتاضی ابہم نظر مفنگنوائی اسی اثنا مین دوسرے مریض کا قارورہ دکھایا گیا قارورہ دیکھتے ہی حکیم صاحب کو ایسا طیش آیا جیسے ارنے بھینسے نے لال کپڑا دیکھ پایا جھنجھلا کے فرمایا۔

"مینے لاکھ دفع منع کیا کہ صبح صبح اپنی کسی یہودی کا قارورہ نہ دکھایا کرو مگر تم ایسے بے حیا بے غیرت ہو کہ سماعت نہین کرتے" دفعتہً تیسرا مریض آگے بڑھا اسکی صورت دیکھتے ہی حکیم صاحب کہنے لگے "دور ہو یہان سے مردود مینے روکا تھا کہ خبردار مچھلی نہ کھانا تونے شب کو مچھلی کھائی مین تیرا علاج نہین کرونگا" اسکے بعد حکیم صاحب نے اپنے خدمتگار کو حکم دیا کہ دوا تقسیم کردو۔ خدمتگار نے بہ تعمیل ارشاد فوراً بڑا سا بورا کھولا اور ایک ہی دوا تمام بیمارون کو دینی شروع کر دی "لو بھائی یہہ دوا گھول کے سر مین لگا لینا۔ لو میان سوتے وقت یہہ دوا کھا لینا" بھیڑ چھنٹی تو بو علی سینا جو اب تک تحیر کے دریا مین غوطے لگا رہا تھا اپنی نبض دکھانے آگے بڑھا۔ حکیم صاحب نے نبض پر انگلی رکھتے ہی فوراً ارشاد کیا "اخاہ آپ ابن سینا" (یا میرا گمان ہے کہ تم بو علی سینا ہو) بعد تعارف معانقہ ہوا تخلیہ مین شیخ جی جو تھی کے دودھ کی طرح کھانے پر مچل گئے کہ جب تک میرے سوالات کا شافی جواب نہ ملیگا مین نوالہ نہ توڑونگا۔ حکیم صاحب نے کہا حضرت آپ کھانا کھائیے مین آپ کی ہر بات کا جواب دونگا۔ بعد طعام

شیخ نے پوچھا:-

"وہ کونسی دوا ہے جو کسی بیماری کے واسطے مخصوص نہین؟"

حکیم "مین دوا کا نام نہین جانتا میرا خادم میرے حکم سے بیابان کی گھاس پھونس پتی پھل پھول جھل جڑ کا ایک ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ اور یہی دوا ہر مریض کو دیجاتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ سو مین اسی اور نوے بیمار چنگے چانگے ہو جاتے ہین"

شیخ "نرکل سے نبض دیکھنا کہان کا دستور ہے"

حکیم "یہہ ایجاد بندہ ہے۔ نبض دیکھنے کی ضرورت ہی نہین۔ شافی مطلق اسی مرکب سفوف سے شفا عنایت کرتا ہے تو نبض کیون دیکھون۔ یہہ تو بیمار پر رعب جمانے کی تدبیر ہے۔ شفا نہ میرے قبضے مین ہے نہ تمھارے قبضے مین مرنا برحق ہے۔ تمھارے علاج مین بھی لوگ مرتے ہین۔ میرے علاج سے بھی۔ لہذا نقص و کمال کا فرق اعتباری اور فضول ہے"

شیخ "پیشاب سے مذہب کی شناخت کیونکر ہوتی ہے؟"

حکیم "نیلا رنگ یہودیون کو بہت پسند ہے شیشی کے منھ پر نیلا ڈورا لپٹا ہوا تھا۔ یہہ کوئی فلسفہ نہین ہے"

شیخ "چہرے سے غذا کا پتا کیونکر لگتا ہے۔"

حکیم "وہ مریض یہودی تھا۔ کل انکے یہان عید کا دن تھا اس تیوہار مین مچھلی ضرور پکتی ہے بیماری سے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ اسوجہ سے مین سمجھ گیا کہ مچھلی نے نقصان کیا"

شیخ "شریان ٹٹول کے نام بتانا بھی عجیب مشکل ہے"

حکیم "مگر فراری مجرم جنکا حلیہ تمام شاہی مقبوضات مین مشتہر کیا گیا ہو محض لباس ہی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ پھر جو شخص کہ اد هیڑ ہونے کی حالت مین اپنی نبض اتنی معتدل رکھ سکتا ہے وہ ابن سینا کے سوا اور کون ہو سکتا ہے"

یہہ گر کی باتین سنکے جناب شیخ ہکا بکا رہ گئے۔

ہاتھون کے طوطے اڑ گئے؎

لب از گفتن چنان بستہ کہ گوئی
دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد

انھین معلوم نہ تھا کہ زبان چلتی رہے تو رزق کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اگر کسب معیشت کوئی ضروری فرض یا عقلی فعل ہے تو زبان کی تلوار بھی صیقل کرنا بھی واجب ہے فضول گوئی سے کام نکلے تو سکوت اور خاموشی دلیل حمق ہے۔ علامت عقل نہین۔ مسخرے فضول گوئی کی بدولت صاحب مال و دولت ہو جاتے ہین اور جناب عاقل اپنی کمال عقل پر آنسو بہایا کرتے ہین۔ کسی بادشاہ کو اپنی قادر اندازی پر غرہ تھا ایک روز اپنے مصاحب کے سامنے چڑیا پر تیر لگایا۔ چڑیا پھر سے اڑ گئی مصاحب کے منہ سے نکلی واہ۔ بادشاہ سلامت تیور بدل چڑھا کے بولے "آپ مجھے بناتے ہین؟" اگر مصاحب چپ رہتا تو بیچارہ کی گردن اڑا دی جاتی۔ اوسنے فوراً فقرہ بنایا۔

"میری مجال ہے؟ غلام نے تو چڑیا کی تعریف کی تھی کہ تیر قضا سے کیا خوب بچی پیر و مرشد کے نشانہ سے آج تک تو کوئی جان سلامت نہین لے گیا۔ مگر واہ ری چڑیا۔ اری واہ ری چڑیا"

علی ہذا القیاس شاعر بھی وہی فقرے پر جیتا ہے

پراونشیل مسلم لیگ میرٹھ

"شمع بر روئے ہوا"

"مسجد کا چراغ! مسجد کا چراغ!! مسجد کا چراغ!!!

جواہر کے جیسی اوصاف مین مبالغہ اور فضول گوئی کہہ کر دکھاتا ہے سفید پرچھوٹے چھوٹے تتلی کی مانند بیٹھا کر ادر پہنچتے کل مین خلیما خان کی یاد دلاتے ہوا مشاعرہ ایک موا لکھو ہوتا ہے جسکا ورود محفل مین ہر ایک کو ناگوار ہونے کے علاوہ خود اسکے نفس کو بھی ملامت کرکے حق کی لاش پر نوحہ خوانی کے لیے مجبور کرتا ہے۔

کسریٰ نے نوشیروان کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ صاحبزادے (شیرویہ) سے بچے رہنا تمنے انھین پیدا کیا تھا یہ تمھین نابید کر دینگے چنانچہ جب ولیعہد بہادر نے باوا پر دھاوا کیا تو وہ چپ نہین رہے قاتل سے کہا کہ دیکھو جی شیرویہ سے تو میرا جی جلا ہوا ہے مین اسے اپنا مخفی راز ہرگز نہ بتاؤنگا مگر تم سے مین رضامند ہون اسلیے کہ تمھارا کوئی قصور نہین تم محکوم ہو قصور میرا ہی ہے کہ ایسا نافرمان موذی لڑکا جنوایا لہذا مین تمھین مشورہ دیتا ہون کہ میرے سرہانے ایک صندوقچہ کے اندر ایسی چیز ہے جسکا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہین کرسکتی تم وہ صندوقچہ کے حدود سلطنت سے باہر چل دو تاکہ یہ نعمت شیرویہ کے ہاتھ نہ لگے۔ قاتل نے بعد قتل صندوقچہ کھولا اوسمین ایک شیشی تھی شیشی پر لکھا ہوا تھا کہ یہ نایاب دوا جوانی کو ہمیشہ قائم رکھتی ہے جو کوئی ایک گولی کھائے دن کو تارے دیکھے ہر روز پندرہ کنواریون سے بیاہ رچائے۔ روئے زمین کے خزانے اوسے نظر آئین قاتل نے ایک گولی شیرویہ کے سامنے کھائی اور دوسری باظہار خیرخواہی شیرویہ کو کھلائی نتیجہ یہ ہوا کہ قاتل، آمر، اور مقتول تینون کے جنازے ساتھ ہی اوٹھے۔ فرمائیے اگر کسریٰ زندہ رہتا تو اپنے خون کا عوض کیونکر لیتا۔ باقی آئندہ

راقم:- فلاسفر

شاما

مسٹر کشن پرشاد کول سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے ممبر کی ایک تازہ تصنیف باسم عنوان دفتر مین وارد ہوی۔ یہ ایک افسانہ ہے جس مین ایک خاندان کی شائستگی اور دوسرے کی ناشائستگی کا مقابلہ کیا گیا ہے ان دونون گھرانون مین رسم ازدواج نے تعلقات پیدا کیے چند سال تک تاریکی و نور مین کسر و انکسار ہوتا رہا مگر پھر نباہ نہو سکا ساس کی کڑائی اور شوہر کی کج خلقی و بے پروائی نے ایک نیک نہاد عورت کو فراق و افتراق پر مجبور کیا۔ یہ بیچاری ساس اور شوہر کی ستائی تین برس کی لڑکی لے کے میکے چلی آئی اور بیمار ہوگئی بیماری مین بھائی اور بھائی کے ایک رفیق نے تیمارداری کی۔ کمزوری کا ساتھی عموماً محبوب ہوتا ہے بھائی کے رفیق نے اپنی شاقہ محنت سے نیک نہادی کا ثبوت دیا بیمارداری سے متعلق وہ فرائض ادا کیے جو شوہر نے کبھی ادا نہ کیے تھے اور جن کی ضرورت یا توقع ہر ایک شوہردار عورت کی سرشت مین داخل ہے۔ احسان مندی سے عظمت عظمت سے الفت اور الفت سے عشق پیدا ہونا کوئی دشوار بات نہین۔ یکجائی اور آزادی کے ساتھ میل جول نے نقش محبت کو زیادہ گہرا بنا دیا۔ شوہر کا برا برتاؤ جدید عاشق کے حمیدہ صفات کی وقعت بڑھانے کے لیے کافی تھا مگر ایک ہندو عورت اپنے شوہر کی بہرحال مملوک ہوتی ہے خواہ شوہر زندہ ہو یا نہو لہذا پینگ ناجائز حد تک بڑھنے ہی والے تھے کہ مذہب کی قینچی یا مذہبی خیالات کی چھری نے جھولے کی رسی کاٹ دی۔ جدید عاشق نے شادی کر لی اور "شاما" کا طائر روح قفس عنصری سے بیزار ناکامی پرواز کر گیا۔ یہ تو ہے افسانے کا خلاصہ باعتبار نتائج اس قصے مین کوئی منطقی سقم نہین ہے بے شک ظالم و جابر کی اطاعت ہاتھ پاؤن سے کی جاسکتی ہے لیکن دل کا رجحان بغیر تالیف ممکن نہین۔ مجبور و مظلوم عورتون مین ایسے افراد کی قلت نہین ہے جنھون نے محض مذہبی اعتقادات کی وجہ سے اپنی عمرین کسی ظالم و جابر شوہر کے ساتھ فساد برپا کیے بغیر تیر کر دین۔ یہ قصہ قوم سے عمدہ الفاظ مین ایک ایسے قانون کا مطالبہ کرتا ہے جو ظلم کا مقابلہ کرسکے۔ پنج قومین اپنے یہان کے رسم و رواج پر عمل کرتی ہین انکے یہان محض فراق طلاق کا قائم مقام ہے بلکہ الحس ہونے کی وجہ سے مار دھاڑ انکے یہان ایک معمولی بات ہے۔ عورتین ظلم و جبر کا عمل کرتی بھی ہین اور نہین بھی کرتین۔ جو نہین کرتین وہ علانیہ جدائی کے بعد اکثر دوسرا شوہر کر لیتی ہین۔ اونھین یہ بھی معلوم نہین کہ یہ رشتہ زندگی و مرگ کے ساتھ یکسان وابستہ ہے مگر بڑے گھرانون اور اونچی ذاتون کے واسطے مصیبت ہے۔ نازپروری نے حس مین تیزی پیدا کر دی۔ تحمل کی قوت نہ رہی تعلیم نے حقوق کن کے بتا دیے۔ خوبصورتی نے غرور بڑھا دیا۔ تمول نے مقابلہ کرنے کی ہمت دلائی۔ کنبے والون کے بااختیار و صاحب اثر ہونے سے امکان و عدم امکان کا وسوسہ مٹ گیا۔ ان حالتون کے یکجا ہوجانے پر ظلم و جبر کا گھونٹ شربت کا گھونٹ ہوجائے یہ ناممکن ہے۔ پنج قومون کی طرح ایسی مظلوم عورتین یہ نہین کرتین کہ "دو جا شسرے تورے دادے کی داڑھی جار دن" وہ بیچاریان یا تو مدقوق ہو کے مرجاتی ہین یا میکے مین بیٹھ کے عمر بسر کر دیتی ہین۔

مصنف کا طرز بیان نہایت دلکش ہے کشمیر کے مناظر اور تاہل کی زندگی کے باریک نکات ایسی خوبی سے بیان کیے ہین کہ اکثر مسلمان مصنف بڑی بڑی ڈینگین ہانکنے اور واہ واہ کا شور سننے کے بعد بھی اس طرز ادائے مطلب پر قادر نہین ہین۔

اردو کے محاورے اور املے کی غلطیان اس کتاب مین اکثر مقام پر ہین مگر طرز بیان کا حسن اونھین زیادہ نمایان نہین ہونے دیتا۔

کتاب انڈین پریس لیمیٹڈ الہ آباد سے مل سکتی ہے نقد

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

غضبناک قاضی

فسادات کے متعلق آجکل جو فیصلے اخبارون کا غذون مین چھپے ہین اون پر سزا پانے والون کے طرفدار روتے ہین اور ان کا مقابل گروہ بغلین بجاتا ہے حکام جب دیکھتے ہین کہ ہمارے فیصلے پر صاد کرنے والے بھی موجود ہین تو اونھین بالکل محسوس نہین ہوتا کہ ہماری دی ہوی سزا اور لکھی ہوی تجویز مین ہمارے غصہ کا جزو کسقدر ہے۔ نیت بری ہو یا نہو ہر حالت مین قاضی کیواسطے بیرونی آثار سے متاثر ہوجانا انصاف کے حق مین برا ہے۔

مشہور قاضی موسیٰ ابن اسحاق ہر وقت کمال تحمل سے

(ہفتدہ سالہ مجرم واقعہ کاکوری کے متعلق مراسلت)

سکلاتوالا: "حضرت! اخلاق، رحم، نصفت، عدالت"

ونٹرٹن: "یہ سب گئے جہنم میں۔ قانون قانون۔ قانون قانون"

ایک پرانے دُھنیے طبیب کا اظہارِ حال

بنام ناظر حضور ویسرائے

حضور۔ ایک غلطی ہوئی برتی ہوئی بھی چلی آتی ہوئی تقریر سے لوگ کہتے ہین کہ دُھنیے کی عقل گدی مین ہوتی ہے حالانکہ عقل کا مخصوص مسکن معلوم نہین۔

میرے وطن عرب کے جہاندیدہ اشخاص کا قول ہے کہ لڑکون کے پڑھانے والے سو معلمون کی عقل برابر ایک دُھنیے کی عقل کے ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ دُھنیا حقل کا مالک ہوتا ہی نہین۔ ان تمام مشہور عقلمندون کو آج آپ کے طفیل مین اپنی غلطی معلوم ہو جائیگی مین ثابت کر دونگا کہ دُھنیے بھی عقلمند ہوتے ہین اور ایسے عقلمند ہوتے ہین کہ بڑے بڑے حکیمون سے بھی نامہ لکھوا لیتے ہین۔

کتاب الاذکیا مصنفہ شیخ الاسلام امام ابو الفرج ابن جوزی کا مطالعہ جس شخص نے کیا ہے وہ ضرور واقف ہوگا کہ بندہ ایک دُھنیا تھا۔ روئی دُھنکنے کا کام سال بھر مین تین ہی چار مہینے رہتا ہے پھر عرب کا ساویران مقام جہان بڑی آبادیون کا نشان نہین۔ قبیلے جنگلی۔ آج یہان ہین تو کل وہان۔ ایک آبادی سے دوسری آبادی تک سفر کرو تو ہفتے صرف ہو جائین اور سفر ختم نہو۔ ان حالات مین محنت مزدوری بسر اوقات کے قابل نہین ہو سکتی۔ تنگئی معاش سے بندہ بہت پریشان تھا کہ اتفاقاً بندہ کا گزر ایک طبیب کے مطب مین ہوا۔ طبیب صاحب گاؤ تکیہ لگائے بہزار تمکنت جلوہ فرما تھے مریضون کا ہجوم تھا کسی کو اچھی بتائی کسی کو آلو۔ اسکی نبض دیکھی اوسکا قارورہ معائنہ فرمایا حسب حیثیت نقد النقد فیس وصول کی۔ بندے کے دل نے کہا کہ تو بھی طبیب بن جا اس طبیب مسخرے مین کیا کمال ہے جو تجھ مین نہین۔ بی گھر بسی نئی تجویز شن کے بہت سٹ پٹائین اور کہنے لگین کہ دیکھو یہ کام اچھا نہین ارے کیون دوسرون کی جان کے پیچھے پڑے ہو۔ مینے کہا چل بیٹھ تو کیا جانے خبردار جو تونے آج سے مجھے حکیم صاحب نہ کہا تو تو جانے گی۔ وہ خاموش ہو رہین مینے دُھنکی توڑ کے پھینکدی عبا قبا عمامہ جبہ سے لیس ہو کے سرِ راہ بیٹھا۔ دھتورے بکائن اندرائن نکھ بیج گوٹ پیس کے پاس رکھے گویا دوائون کی سبیل رکھ دی جو آیا دوا حقت سے

ایک ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت

مردون کے تئین جلایا عیسے کی ہی کرامت

رفتہ رفتہ شُہرہ ہو گیا خدا کی مہربانی دیکھیئے کہ ادسی مرکب سے بہت بیمار تندرست ہوئے۔ دُکان چل نکلی یہان تک کہ سلطان وقت کی چاہیتی لونڈی خدا گنج کا پاسپورٹ لے چکی تھی۔ میری خانہ ساز پھنکی پھانکتے ہی چار روز مین پلنگ سے اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اس علاج نے مجھے مقرب بارگاہ سلطانی بنا دیا۔ آپ جانتے ہونگے دربار مین چغل خور حاسد لگائی بجھائی کرنے والے ضرور ہوتے ہین بعض نے بادشاہ سلامت سے کہا کہ خداوند نعمت ہم اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہین کہ دُھنیا ہے آجتک اسکی دھنکی ہوئی روئی کے شلوکے ہمارے گھر مین رکھے ہین۔ بھلا کجا یہ اور کجا طب! بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ شخص محسن ہے اسکے علاج سے بادشاہ بیگم اچھی ہوئین گھر اُجاڑ ہوتے ہوتے رہ گیا دُھنیا ہو یا جولاہا اس سے ہمین مطلب نہین۔ طبیبون کے علاج سے فائدہ نہو تو اون سے یہ جولاہا افضل ہے جسے خدا نے دستِ شفا عنایت کیا ہے۔ چغل خوردن نے پھر اصرار کیا کہ خداوند سرکاری اطبا کو بلا کے اس کا امتحان لیجیئے ابھی حال کُھل جائے۔ ان تقریرون سے مجھے آیا غصہ۔ مینے کہا سنتے ہو جی۔ بحث مباحثہ کا تصفیہ اور فیصلہ تم جاہل نہین کر سکتے یہ تو ہم طبیبون کے سمجھنے کی باتین ہین۔

ایک کام کرو مین شاہی اسپتال جاتا ہون اور جتنے بیمار وہان مقیم ہین سب کو دو گھنٹے مین اچھا کیے دیتا ہون اپنے طبیبون کو بھی بلوا لو اگر وہ بھی اس مسیحائی پر قادر ہون تو وہ جیتے مین ہارا ورنہ آج سے کبھی تم شاہی دربار مین قدم نہ رکھنا۔

بات ایسی مرتبے تھی کہ سب کے مُنہ مین چھوپا لگ گیا۔ بندے نے ہاتھ مین عصا لیا اور سیدھا محافظ بیمارستان کے پاس پہونچا۔ جاتے ہی اوس سے دریافت کیا آجکل تیری نگرانی مین کتنے مریض ہین اوسنے کہا ایک سو بیس مینے کہا کہ دیکھو تو جانتا ہے کہ مین ایک مقرب بارگاہ شخص ہون اگر تونے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو اچھی ہو... چڑھوا دونگا وہ غریب ڈر گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ... اوسنے اطاعت اور رازداری کی قسم کھائی تو مینے ...

اس اسپتال مین کتنا روغن موجود ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ پانچ مَن۔ مینے حکم دیا کہ تمام روغن ایک بڑی دیگ مین ڈال کے چولھے پر چڑھا دے اوسنے تعمیل کی جب تیل خوب کھولنے لگا تو مینے حکیم سرکاری (داروغہ بیمارستان) کو باہر کر دیا ہر ایک بیمار کو دیگ کے پاس کھڑا کیا اور اوس سے کہا دیکھو جی میری دانست مین تمھاری بیماری کا علاج یہی ہے کہ تم اس کھولتے ہوئے تیل مین ڈبکی لگاؤ!! یہ سنتے ہی بیمارون کی سٹی بھولی۔ ہر شخص نے کہنا شروع کیا کہ حضور مین بیمار نہین ہون مین تو آپ کے تصدق مین بالکل اچھا ہو گیا تھوڑا سا ضعف باقی ہے اب گھر جانے کی اجازت دیجیئے۔ سواری کا کرایہ طے ہو چکا ہے انشاء اللہ کل روانہ ہو جاؤنگا۔ بندہ نے ہر ایک سے براءت نامہ لکھوا کے صحتیابی کی تصدیق کروائی اور کہہ دیا کہ دیکھو کل تک تم اگر یہان نہ رہے ورنہ یہ کڑھاؤ ہے اور تم ہو۔ بیمار اپنے دل پر جبر کرکے شفا خانے سے نکلے پکار پکار کے کہنے لگے یا اللہ حکیم صاحب کو سلامت رکھے۔ ایک ہی نسخہ مین بیماری غائب ہو گئی۔ ہم اچھے ہمارے باپ اچھے۔ ایسا طبیب نہ دیکھا نہ سنا شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ بندہ مصدق دستاویز لیے دربار مین آیا چغلخور یک بینی و دو گوش دربار سے بموجب شرط نکال دیے گئے۔

یا ایہا الویسرائے غالباً اب آپ کو بھی بندہ کی رسائی ذہن و فطنت و ذکا مین حرف گیری کی گنجائش نہین مل سکتی دُھنیا ہونے سے کیا ہوتا ہے!۔ دُنیا بدل گئی تو دُھنیا کیون نہ بدلے۔ عقلیات مین تغیر نہین ہوتا۔ تدبیر شرط ہے۔ بہرحال مینے جب سے روحانی آبادی کی زبانی سنا کہ آپ ہندوستان مین مذہبی فساد کی بیماری پھیلتے دیکھ کر بہت دلگیر ہین۔ آپ نے دورہ ملتوی کیا۔ عقلا کی کانفرنس جمع کرنے والے ہین تو میرا دل بہت کڑھا۔ آجکل ہندوستان لیڈرستان ہے۔ شرفا کے رہنے کی جگہ نہین۔ جو لیٹا ... وہ رہے۔ کچھ لیڈر خود ساختہ ہین کچھ گورنمنٹ ساختہ ...

جلد ۱۲ نمبر ۱۴

مضامین غیر

(۲۹- اکتوبر ۱۹۲۶ء)

"ایک ضروری خط"

بھیا پنچ صاحب سلام و پرنام

معلوم ہوتا ہے آپکے فہم کے گھوڑے نے میدان قیاسات مین ناخن لینا شروع کر دیا ہے - ورنہ ایسے ایسے نوٹ المنصور کے تحت مین شایع نہ کرتے - حضرت جو اشخاص آپس کی نفرت پھیلا کر جنگ و جدل کا بازار گرم کرنا جانتے ہین - ان کے لیے غیر قوم کے مشاہیر کے قتل کی مخفی کمیشان بنانا کونسا مشکل کام ہے -

اگر معاملہ یہین ختم ہو جاتا تو بھی اچھا تھا - مگر آگے چل کر تو ایسی قلابازی کھائی - کہ چار دن شانے چت گرے ہو - بھیا جان آپ نے ملزم کا بیان تسلیم کرتے ہوے یہ تو فرما دیا - کہ اس حرکت کا سدباب نہ ہوا - تو کوئی تیسرا مقدمہ کھڑا ہو جائیگا - مگر اس بیچارے کی چندیا کی سدھ لی - جو سوامی صاحب یا ان کے ساتھیون کے ہاتھون لہو لہان ہو گئی - (از بیان ملزم) کیا یہ آپکا فرض نہین تھا -

حضرت ہندو دوست نہین - اور مسلمان دشمن نہین - وہی دوست ہے جو ملک اور قوم کا سچا خیر خواہ اور ہمدرد ہے - چونکہ آپکا مسلک صلح کل ہے - یہی وجہ ہے کہ ہمین یہ دو سطرین لکھنے کی جرأت ہوئی - ورنہ بیسیون اخبارات پنجاب سے شایع ہوتے ہین - جو انکے دل مین آتا ہے لکھتے رہتے ہین کسی کو کچھ سروکار نہین - مگر آپکی پالیسی کا علم رکھتے ہوئے یہ گوارا نہین ہو سکتا - کہ آپکے قلم سے بھی ایسے [illegible] ارشادات شایع ہون - جسطرح آپ اپنے آپکو مذہبی معاملات مین گونگا ثابت کر رہے ہین - اسی طرح سوامی صاحب نے بھی مذہبی معاملات مین اپنے آپکو گونگا ثابت کر دیا ہے کہ میرا کسی سے عناد نہین - کسی سے کوئی دشمنی نہین - اور مجھے معلوم نہین کہ اسنے مجھے کیون مارا - حضرت اگر مذہبی تعصبات مین جوش کھائے ہوتے تو اس طرح کا بیان نہ دیتے - بلکہ جھٹ کہہ دیتے کہ یہی کافر ہے - جس نے مذہب کی آڑ مین مجھ پر حملہ کیا -

حضرت وقت نازک ہے - دیکھنا کہین پھسل نہ جانا - کیونکہ جو زہریلی ہوا اسوقت پنجاب مین پھیلی ہوئی ہے اسکا اندازہ آپ لکھنؤ مین بیٹھکر نہین لگا سکتے - اور اگر لگائینگے بھی تو وہ ارشادات آپکی صلح کل پالیسی مین داغ لگانے والے ثابت ہونگے - پس بہتر ہے کہ حالات پنجاب کو مرضی مولا پر چھوڑ کر اپنا دوسرا کام کرتے جاؤ - اور انکو جیسے ہین ویسے ہی رہنے دو -

پرچہ جس حسن لیاقت سے شایع ہو رہا ہے وہ واقعی قابل داد ہے - اور خاصکر ایڈیٹر کے طرز تحریر کو سب دنیا مانتی ہے - مگر بجائے حیرت ہے کہ ان باتون کے ہوتے ہوے پھر ایسے نوٹ شایع ہون معلوم ہوتا ہے - کوئی پنجابی مولانا صاحب دفتر اودھ پنچ مین تشریف آور ہوئے ہین ورنہ کجا اودھ پنچ اور کجا ایسی تحریرین -

اس تحریر سے اودھ پنچ کو اپنے معیار پر چلتے ہوے دیکھنا مقصود ہے - اور کچھ نہین فقط -

نیاز مند حکم چند - ارشد - ملتان

واللہ حضرت اانجناب کے سیلے سر دیا ہے ہوے ٹھنڈے مضامین کا زیادہ مول نہ بڑھائیے - ان مین جان نہین ہے - آجکل زندہ مضمون پسند کیا جاتا ہے جسکی سرخی دیکھتے ہی سادہ مزاج غصہ ور جھلے آدمی جامہ سے باہر ہو کے مرنے کٹنے پر آمادہ ہو جاتے ہین (۱) "پانچ مسلمان غنڈون نے اکیس ہندوؤن کی آنکھین چھری سے نکال کے تلوؤن تلے مل ڈالین" (۲) ہندو ذہنیت کا نرالا شاخسانہ مہابیر دل کی مکہ پر چڑھائی (۳) اب تحمل کا یارا نہین جمعیۃ الاحرار نے سیرت بردن و خون عصمت ریختن کا فتوے دے دیا (۴) ایک برہمن دیوتا ہندو دیوی کو بھگا لے گیا (۵) مقام خبیث آباد مین پوتر ہندو دھرم کی ستیاناسی - (۶) حکومت کی تازہ ہندو بیدردی (۷) حیدر آباد دکن مین سکھون پر ظلم کی دھار (۸) اندور مین مسلمانون پر تشدد کی لہر (۹) ایک ہندو برہمن کی گئو ماتا کے ساتھ خوش فعلی -

زمانہ کا انداز نہ اودھ پنچ سے میل کھاتا ہے نہ اڈیٹر سے موافقت رکھتا ہے - جچتی ہوئی بات سے کوئی خوش نہین ہوتا مولویون اور مولاناؤن کو ٹوکا تو انھون نے گال پھلائے - سوامیون اور مہاتماؤن کی نکتہ چینی کی تو وہ بھنائے - لیڈرون کے واسطے "عقل" کی دعا مانگی تو وہ کھسیائے - حاکمون کو نیک و بد سے خبردار کیا تو وہ غرائے - بالاستقلال بارہ تیرہ برس تک رفتار دیکھنے سننے کے بعد بھی پاؤن کی چاپ لوگون نے نہ پہچانی - اٹکے ڈکے کی خیر منانے کا سلسلہ جاری ہے ....

... نا کردہ گناہون کی جان پر بنی ہے - اس سے کوئی آنکھون والا انکار نہین کر سکتا - سو سازشون کی ایک سازش "عداوت اور نفسانیت" ہے - اس قسم کی دو چار بھبوکیان دیکھنے کے بعد قیاسی ٹٹو پر سوار ہو کے مصنوعی اور خیالی سازشی کمیٹیون مین گھس جانا اور کہنا کہ ؎

جرأت ہم پہچان گئے کچھ دال مین کالا کالا ہے

ان ہی لوگون کو مبارک ہو جو اس پیرایہ مین پولیس اور حکومت کو غریب عام بے تعلق کا ساری آبادی پر سختی کرنے کے واسطے ابھارتے ہین تاکہ دل کی بھڑاس نکل جائے - رنگ جلال زاری کو سکون پائے - پیٹ کا دھندا سب چلے - چاہتے ہین کہ شہرت و ناموری کا گورکھ دھندا حل ہو جس فرقہ کی آبادی جہان کم ہو گی وہین مظلومون کی تعداد نمایان ہو گی - مظلومون کی تعداد زیادہ ہو یا ظالمون کی ناحق کے حمائتیون اور ہیجان پیدا کر کے روٹی کما کھانے والون کا تو ہر نوع سیدھا ہو جاتا ہے - صد رحمت ایسی پاک کمائی پر - ہمارا دل تاثرات سے بری ہے اور آپ کا دل ہے فریب خوردہ اسوجہ سے "مخفی کمیٹیان بنانا" آپ کے نزدیک کوئی "مشکل کام" نہین ہے اور ہمارے نزدیک بالکل دور از قیاس و عقل ہے "مفسدہ پردازی" پر دو دلون یا فرقون مین لڑائی کروانے والے متفق تو ہو سکتے ہین لیکن سازش نہین کر سکتے - باین معنی کہ ہر مفسد کی راہ جداگانہ ہے اور خود غرضی نے ایک مفسد کو دوسرے مفسد کا حریف بنا دیا ہے - ایسی گھوڑ دوڑ مین بھلا سازش کیونکر ممکن ہے - اور ہو بھی تو مخفی نہین رہ سکتی یعنے ثبات کی کوئی صورت نہین -

خفیہ پولیس کی مشین مین مختون پرزے بھی ہین نامختون بھی دونون کے دلون مین آتش عناد مذہبی کی سینک پہونچ چکی ہے - یہ لوگ آسمان کے تارے توڑنے کا دم داعیہ رکھتے ہین اگر سازش کا کہین وجود بھی ہوتا تو سوئی کا بھالا

اتنا بن چکا ہوتا۔ آخر ہندوستانی بالشویک جماعت کا وجود منتقالی اسی پولیس نے میٹاو شہو ڈا ثابت کر دکھایا آجتک پولیس کا رستم اس خیالی دیو سفید سے کشتی لڑ رہی میں مصروف ہے اور ملک کے لاکھوں بلدیہ وفاعی ذلوت پر تباہ ہو رہے ہیں۔ شنیدے پر یہ حال ہے اگر ہوتا تو کیا ہوتا؟

یہ بھی یاد رہے کہ ہر مفسد کا ایک چند بیت ہے جیسے عُرف عام میں "اخبار" کہتے ہیں۔ سنڈ کوئی بالا سر خیان دیکھ کے ہر ایک سادہ دل "سازش" کا وجود محسوس کرتا ہے مگر یہ یکر کلی ارادی نہیں ہے۔ یوں سمجھیے کہ اگلے زمانے کی طرح کسی شہر یا مکان کی لوٹ مباح کر دی گئی ہے لٹیرے گھروں میں پھاند پڑے ہیں جسکے ہاتھ جو کچھ لگا دہ لیگا۔ شہر و رتیہ وں کا ڈر ہے جو کمزور لٹیرے اپنے استفاع کی حفاظت میں بہانہ بازی سے کام لیتے ہیں ورنہ ہیں سب لٹیرے۔ ان میں جان پہچان ابھی نہیں ہے یہ ایک دوسرے کے واسطے اجنبی ہیں اجنبیت کا حال ان چند یتوں کی بوقلموں بولیوں سے کھلتا ہے۔ (چند یتوں کی باہمی رقابت بھی اسکی گواہ ہے۔ دیکھیے دُنیا بھر میں جماعت بندی ہے مگر نہیں ہے تو ان چند یتوں میں۔ روز پریس کانفرنس ہوتی ہے اور بیچ جاتی ہے۔ اسی برادری میں ہمیں بھی سمجھ لو۔ بھائیو برا نہ ماننا) ہماری بازی کی مثال یوں فرض کیجیے کہ ایک لٹیرے نے دو توڑے اشرفیوں کے پائے علانیہ لیجانے میں اس مال غنیمت پر دوسرے چوٹ کرتے اور چھین لیتے لہذا شوبے کی پتلی میں اشرفیوں کی بوٹیاں رکھ کے پتلی سر پر اوٹھائی اور کہنا شروع کیا بھائیو میں بھوکا ہوں میرے واسطے یہ شوربا بہت ہے۔

بہر حال آپ اسے سازش کہیے اور مشکل نہ سمجھیے تو مجھے اتنی طویل توضیح کے بعد آپ سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک مفید مطلب کے متعلق مجھسے میرے دل کی بات صاف صاف کہلوا دی۔

اب رہا سوامی ستیا نند اور اون پر حملے کا معاملہ اس سے آپکو انکار نہیں کہ راجپال کی دکان پر یہ دوسرا حملہ تھا جو ہوا۔ ملزم یا مجرم نے اپنے فعل سے انکار نہیں کیا وہ سٹری نہیں بنا اوسکی طرف سے کسی وکیل نے پیروی نہیں کی کسی نے گواہی نہیں دی وہ کہتا ہے کہ دکان پر ایسی باتیں ہو رہی تھیں جن سے مزاج کا شو مجرک ہو تھا۔ اسمیں کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے مذہبی آدمی خواہ وہ مولانا ہوں یا سوامی جہاں بیٹھتے ہیں بغیر مذہب کا وظیفہ پڑھے نہیں بیٹھتے خصوصاً اس مذہبی تجارت کی گرم بازاری میں۔ پھر یہ تو جناب راجپال کی دکان ہے جسکو مذہب کے چاہتوں شہادت کا خلعت ملنے والا تھا مگر بچ گئے۔ مشاہیر کے قتل کی سازشی تجاویز آخر مہاشے راجپال کی دُکان ہی پر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟۔

ہمنے جو نوٹ لکھا تھا وہ استدلالی نہ تھا صرف تنبیہی تھا کہ تجارت گاہیں مناظرہ کا اکھاڑا نہ بنیں۔ شام ہوئی اور جناب مولوی صاحب یا سوامی جی دُکان یا شارع عام پر اپنے خیالات و افادات مذہبی کے تھلے باندھتے آبیٹھے۔ للے دکھیاں دینے (یا جان دینے) اگر یہ دستور عام ہو گیا تو راہ چلنا دوبھر ہو گا۔ ہمیں اس پر ہرگز اصرار نہیں کہ فی الحقیقۃ سوامی جی اوسوقت حملہ کرنے والے کے مذہب کی توہین کر رہے تھے۔ مقصود تو یہ تھا کہ مقدمہ کا یہ ضروری جزو بالکل مجمل و نا تمام ہے اب مجرم سزا پا گیا ہم پر جنبہ داری کا الزام عائد نہیں کیا جا سکتا اگر یہ بات صحیح ہو تو اسکا یقیناً سدباب ہونا چاہیے۔ آپ کی مرضی نہیں ہے تو معاملہ جیوں کا تیوں رہنے دیجیے خدا کرے کہ ہمارا یہ خیالی اندیشہ کبھی مجسم نہو۔ اور کوئی تیسرا واقعہ رونما نہونے پائے۔ کسی کی پُشت کا خون ہو یا چند یا کا اگر وہ یوں بیکار بہا تو پوچھنے کے قابل نہیں۔ اگرچہ ہے وہ ملک و اہل ملک کا خون۔ عزیز ہونگے تو دونوں ورنہ کوئی نہیں۔ ہماری صلح جوئی میں اشتباہ کوئی صاحب خرد نہیں کر سکتا آپ مطمئن رہیے بارہ برس میں ہزاروں جھگڑے بکھیڑے ہوئے ہمنے تو اون میں سے اکثر کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کوئی تعلیم یافتہ مظلوم بے گناہ بنا کسی اُجڈ ظالم وحشی نے "اشتعال طبع" کا بہانہ ڈھونڈھا۔ یہاں نہ "اُف" سے مطلب ہے نہ "واہ" سے غرض۔ آرزو اب بھی یہی ہے کہ ہنسی خوشی دن تیر ہو جائیں۔ پنجاب ہو یا اودھ صفا کیش محبان وطن کا ہر جگہ توڑا ہے۔ خواہ کوئی لکھنؤ میں بیٹھ کے دیکھے یا لاہور اور ملتان میں۔

اس قسم کے نوٹ لکھنے سے دیکھنے والوں کی دلی حالت اور ذکاوت حس کا اندازہ مقصود ہے۔ والشد ہم تو اسکے قائل ہو گئے مگر یہ خیال صحیح نہیں کہ اودھ پنچ کسی پنجابی مولانا کے چھپٹے میں آگیا۔ اونھیں حیرت افزایان پنجاب کیوں بھول گئے جو وہ اودھ پنچ کی طرف رُخ فرمائیں تھا۔

عربیت پر تاخت

"تجلاے جدید"

خدا وندیہ اردو کی مدد کا تکلفات جدیدہ قابل ملاحظہ ہے۔ عربی المصدر ہے "تجلی" ایک علاحدہ سخن ساختہ "لام" اور "ی" کے نیچ میں الف ٹھونس کے اور "جدید" کی طرف مضاف فرماتے ہیں دُنیا سے تقلید کی۔ لہذا آپ اگر مقلد ہیں تو آج سے بغیر خیال تعلاے ذاتی وصفاتی و بدون پروائے تبرا سے "اہل فن مشغول اختلاط جذبات و صروف ترقائے شاعری ہوں۔

فارسی شعرا نے عربی الفاظ میں تصرف کیا بعض الفاظ مفرس ہو کے مسخ ہو گئے۔ کرمایہ لوگوں نے قیاس سب لفظ دھر لیے شگوفہ ہاتھ آیا اب یہ حق عام ہو گیا کہ جن صاحب کو لیاقت انگلی دکھانے ملا نہیں "تجلاے استعداد" کی نمائش ہی زیبد۔ خبر نہیں کہ غریب اُردو کا حشر کیا ہو گا یہ غلط الفاظ کا مجموعہ ہو کے رہ جائیگی۔

اکثر گلدستے یا ادبی پرچے ماہر کامل اڈیٹر کے محتاج ہیں وہ خود باخبر نہیں ہیں تو پرچے کا پیٹ بھرنے کے واسطے جو ٹکڑے مانگ کے لاتے ہیں اون کی اصلاح یا اون پر نکتہ چینی کس طرح کر سکتے ہیں۔ بھیک کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ جس در پر جائینگے "پھر مانگو سائیں" کا ناگوار فقرہ سننا پڑیگا۔

مضمون نگار یا شاعر صاحب جبتک بے ضرورت فارسیت و عربیت کا اظہار نفرمائیں اوسوقت تک کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ دُنیا "علم و فضل" کی قائل نہیں ہوتی۔ ایک ہندی بھائی لکھے پڑھے وطن میں جو آئے تو بن گئے عربیہ۔ بازاری عربی لفظ بھی

آ گھسی تھی مسافر اور وہ جب الرّم ہونے کے پیچھے پچار سے قرآن آمین بھیک مانگا کرتے تھے۔ اہل علم تو خیر اصلیت سے واقف ہو کے مسکرا دیتے مگر ان پڑھ گنوار ان پر اونکا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ ادھر ادنھون نے صدا لگائی "خدا کی راہ پہ اُم ہوکا مسفر کو کھنا کلا عوہ" (خدا کی راہ پر ہم بھوکے مسافر کو کھانا کھلاؤ) یا "نیوام مرب کا بدو دع ہے" (سیانیوہم مرکے بدو ہے) اُدھر جہلاء اور گنوار آٹا پیسا روٹی لے کے دوڑے۔ آنے گئے حاجی بدّھو (بدّو یعنی بدوی) لیو حاجی بدّھو روٹی لیت جاؤ کہ یہہ "تجلّائے جدید" بھی حاجی بدّھو کی صدا ہے۔ نام سے ہمین کام نہین مطلب اصلاح سخن ہے آپ بھی کہیے "باشد" کہیے اور صرف حسن کلام کی داد عنایت کیجیے پھر جی چاہے تو آردو کی ستیا ناسی پر دو آنسو بہا لیجیے۔ بیشن بہا نمونون اور گرانقدر اضافون کا انبار لگا ہوا ہے ان پر نہ رو دئے تو پھر کس بر رو دیجے گا۔

شاعر تجلّائے جدید دکھاتا ہے ؎

بسکہ آزردۂ ویرانی محفل ہون مین
خرمن سوختۂ عیش کا حاصل ہون مین

اس تجلّائے دقیق کی شرح کیجیے "چونکہ محفل کی ویرانی سے آزردہ ہون (اسلیے) عیش کے جلے ہوئے کھلیان کا حاصل ہون۔ یا مجھے محفل کی ویرانی نے آزردہ کر دیا ہے لہذا مجھے جلے ہوے کھلیان کا حاصل سمجھو یا جلے ہوے اناج کی راکھ کا ڈھیر اسلیے سمجھو کہ محفل کی ویرانی سے آزردہ ہون"۔ اگر یہہ محفل "محفل عیش" تھی تو "خرمن" بیکار ورنہ "محفل" حشو۔ ویرانی سے آزردہ تھا خرمن عیش مین آگ لگ گئی راکھ کا ڈھیر ہو گیا خاک اتے نہ خاک پلے جب معشوقون کی جورو کو فرصت ہو گی جھاڑو دیگی کھلیان صاف ہو جائیگا۔ یہہ مطلب چند لفظون مین ادا ہو سکتا ہے "برنج ویرانی بزم سے سامان عیش جل گیا" اسے کہتے ہین صنعت تطویل لاطائل۔

شعرا پر واجب ہے کہ تذکرہ فرمائین بزم کا اور بن جائین کھلیان کا الّا وُ۔ المحفل ہو الخرمن الخرمن ہو المحفل۔ افسوس محفل کے کھیت مین آزردگی کی چلم کسی سڑپلی کے کھلیان کے پاس بے احتیاطی سے اونڈھا دی۔

تجلّائے ثانی ؎

غارت کیف ارم رنگ چمن ہجرت گل
کس قدر رہبرون کا متحمل ہون مین

اللہ ری بلخلعلائیت (بقول عوام) پر رہبیان صرف تین ہی گنوائی ہین۔ اور وہ بھی خارج از ذات و زائد بر ذات مزاج کی برہمی۔ حواس کی برہمی خیالات کی برہمی کا اثر اپنی ذہانت پر اور پاس بیٹھنے والے پر دشوار ہوتا ہے۔ کیف لٹ گیا۔ چمن کا رنگ بھاگ گیا۔ گل جلا وطن ہو گیا تو آپ کا کیا بگڑا جو آپ تحمل پر نازان ہین۔

تخم نفاق

(روئیدگی کے بعد)

تجلّائے سوم ؎

انقلاب اور یہہ منظر کی غلط سامانی
اپنی منزل ہی پہ آوارۂ منزل ہون مین

غالباً مقصود شاعر یہہ ہے کہ انقلاب نے وہ منظر قائم نہ رکھا جس سے گھر پہچانا جاتا۔ لوٹے کی جگہ چٹائی ہے ساغر کی جگہ بن تونٹی کا بدھنا ہے بیت الخلا کی جگہ باورچی خانہ ہے ڈھابلی کی جگہ ٹاپا ہے تو پتا کیونکر لگے ڈانوا ڈول پھر رہے ہین۔ یہہ مطلب صرف منظر کے انقلاب ہی سے ادا ہو سکتا تھا اور "یہہ" بھی بیکار ہے اور "غلط سامانی" بھی فضول۔

تجلّائے چہارم ؎

منتشر ہین مرے اجزائے تموج یعنی
مضمحل موجۂ آب سر ساحل ہون مین

یہہ آج معلوم ہوا کہ ساحل کے سر کے پانی کا موجہ بحالت اضمحلال منتشر الاجزا ہو جاتا ہے۔ یہہ ہے وانی تجلائے جدید "لانہ ملّا نویس" (جنھون نے "ملّا" "موج" کی ہندی لکھنے کی خدمت از خود حاصل کر لی تھی ادھر کوئی ناؤ سامنے آئی اور انھون نے للکارا "دیکھ خبردار" ملّا بگڑ گئے۔ ہم سرکاری ملّا نویس ہین ہمارا کام ملّا نویسی ہے یعنی یک دو سہ چہار پنج شش لاؤ روٹا دستخط سے مزین فرمائے دئی۔ العبد فدوی لکھنی چند ملّا نویس بقلم خود") اجزائے تموج کے انتشار اور موج آب سر ساحل کے اضمحلال سے ہرگز اتنے واقف نہ تھے۔ واہ رے "تجلائے" اور "یعنی" کا تو جواب ہی نہین۔

تجلائے پنجم ؎

جس پہ شیرازۂ دل کا نہین ہوتا اطلاق
اپنے پہلو کا وہ بربادشدہ دل ہون مین

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۹۲۶ء

عدالت منصف صاحب ہلوراسیفی مقام و ضلع سلطانپور۔
تربینی سنگھ ولد ... ساکنان گوپال پور تعلقہ پرگنہ الدیو ضلع سلطانپور۔ مدعی

بنام

مسماۃ لکھپتی کنور

بنام مسماۃ لکھپتی کنور زوجہ شیام سندر پانڈے ساکن رام نگر پورہ مہرداس پرگنہ الدیو ضلع سلطانپور .... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخل ذریعہ ڈگری کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ شش ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء وقت ۱۰ بجے بر اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور تمکو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری مین مسموع اور فیصل ہو گا۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

تاریخ بیان تحریری ۴ ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء
وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک
دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

دل کا کنایہ "دفتر" سے عام ہوتو ضرورت دفتر کی تصریح کی نہیں، پھر تو "شیرازہ" اور "کیس" جو کچھ فرماتے بجا تھا مگر ایسا نہیں ہے لہذا یہہ "شیرازۂ دل" کچھ لایعنی سا ہے۔

آپ ہی اپنے پہلو کا برباد شدہ دل ہونا بھی کیا تجلائے جدید ہے کہ واہ واہ۔ کوئی چاہے تو پوچھ سکتا ہے کہ کیا اپنے پہلو کا۔ آپ ہی برباد شدہ دل ہونے والا شخص "شیرازۂ دل" ہو جاتا ہے؟

تجلائے ششم و نیم۔ یعنے ساڑھے ششم ؎

اب ہے دنیائے سکون میری نظر میں محو او
کاروانم ہمہ بگزشت ز میدان شہود
مثل نقش کف پا نام و نشانم باقی است

اہل تجلائے جدید ہی یہہ رمز سمجھ سکتے ہیں کہ دنیائے سکون کا نظر میں محدود ہونا میدان "شہود" سے گزر جانے اور نقش قدم کی طرح سیاہ سیاہ دھبے چھوڑ جانے سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ یا اوپر کے پانچوں تجلے یا تجلائے جدید تضمینی شعر سے کیا لگاؤ رکھتے ہیں۔

ایک تجلائے بے معنی ختم ہوا دوسرا تجلائے بلنلعلائیت یوں شروع ہوتا ہے ؎

ذرہ ذرہ میں مگر جوش فراوانی ہے
مختصر دائرۂ نشو میں طغیانی ہے

فراوانی کا جوش اور طغیانی کا نشو پھر اس طغیانی کے ننھے سے گھیرے میں اختصار یعنے تنگی یعنے بھیا! اے کیا کتا کیوں نہو۔ ذرے مارے جوش کے ابھار لگا رہے ہیں۔ یا ڈھیر ہوے جاتے ہیں۔ نشو کے دائرے یا کنڈلی میں طغیانی مختصر ہوی جاتی ہے اور معنویت کی اس تنگی میں گردن پھنسی ہے۔

اگر اختصار صفت دائرہ ہے یعنی مختصر سا دائرۂ نشو طغیانی کے مرض میں مبتلا ہے تب بھی اسے بلاغت کے ٹیٹوے کا پھندا سمجھیے۔ کیا مطلب ہوا ؟

تجلائے ثانی ؎

ازلی مشق ہے مٹ مٹ کے ادبھرنا میرا
مانع مرگ ابد میری گران جانی ہے

مشق ہے مؤنث لہذا ادبھرنا میری ہوتا تو قاعدہ ہاتھ سے نہ جاتا اگرچہ بیہودگی تعقید میں فرق نہ آتا۔ بار بار مٹ کے ادبھرنا میرا" یہہ ایک ازلی مشق ہے تو کسکی مشق ہے؟ خود مٹ کے ادبھرتے ہیں یا کوئی مشاق مٹا کے ادبھارتا ہے کیونکہ "میرا" تو اس حالت میں ادبھرنے سے متعلق ہوگا لہذا ازلی مشق فاعل کی محتاج رہ جائیگی۔ دوسرے مصرع میں "مرگ ابد" یعنی "مرگ ابدی" ہے اور اسی کا نام ہے تجلائے جدید ورنہ تجلائے قدیم۔ "ازلی" کا تقابل "ابدی" کا خواستگار ہے نو ہوا کرے قواعد فصاحت و بلاغت و معنویت مٹ مٹ کے ادبھرینگے کمبخت ہیں سخت جان۔ جب کبھی ادبھریں۔

تجلائے ثالث ؎

پھر مجھے دے کوئی تکلیف تجلائے جدید
پھر مجھے حسرت نظارۂ بستانی ہے

پھر تجلائے جدید کی تکلیف شرعی حاصل ہونے کی خواہش اسلیے ہے کہ "حسرت نظارۂ بستان" نہیں نظارۂ بستانی پھر پیدا ہو گئی۔

اب معلوم ہوا کہ تجلائے جدید کے معنی ہیں۔ تازہ حیوۃ۔ لیکن تازگی اور گنگی کی قید بیکار ہے۔ تجلائے عجیب گران جانی کی بدولت پہلے ہی حاصل ہو چکا "نظارۂ بستانی" کے واسطے وہی کافی ہے خواہ مخواہ دست طلب بڑھانے کی ضرورت نہیں۔

تجلائے رابع ؎

صحن گلشن کو سکھاتا ہے طراز پرداز
پر نشیمن پہ مجھے ذوق پرافشانی ہے

بھئی واہ نظارۂ بستانی کی حسرت کے بعد تجلائے جدید کا نیا مدعا "صحن" کو اڑن گھائیوں کی تعلیم دینا اور تمام صحن کے اڑنچھو ہونے کے بعد اڈے نشیمن پر جو غالبًا اوسی انگنائی کے ایک درخت میں ہوگا پرافشانی یا دم جنبانی کرنا کسقدر معقول و پر لطف ہے۔ صحن کلیجہ گرہ باز کبوتر ہے ہمیشہ اڑا کرتا تھا اب کسی نے پر کتر دیے تو گریز (پرافشانی) کی کتاب پڑھتے ہی طراز پرواز سیکھ جائیگا ہائے اردو کی غربت اور بیکسی۔

تجلائے خامس ؎

گو ہے برباد مرا نقشۂ تنظیم حیات
وجد میں پھر بھی مری سوختہ سامانی ہے

حیوۃ یعنی زندگی کا رسم الخط فارسیوں کا شگوفہ ہے کہ اوشعروں نے حیوۃ و حیات (جمع حیہ۔ سانپ) میں کوئی امتیاز باقی نہ رکھا۔ بیت مذکور میں "گو" بہت برمحل ہے علاوہ سوختہ سامانی کا وجد تو خواہ مخواہ تقاضائے کے سر کو کاک پنڈلم بنا دیتا ہے۔

نہ ہے فصاحت یہہ شعر "مرگ ابد" کے بعد ہوتا تو کسیقدر سلسلہ بے ربط نہونے پاتا "پھر پھر" کی تکرار سے سامع کا دماغ پھر جاتا بلکہ پھر کی بن جاتا ہے۔

تجلائے سادس و نصف ؎

پھر رگ گل میں وہی بھر دے مذاق تنویر
جرعہ اے فطرت اوراق گلستان برگیر
آتش عشق کہ در شعلہ ستانم باقی ست

"گو" فارسی شعروں "پھر" کسی طرح نہ پھر سکا پھر بھی مذاق تنویر "رگ گل میں ٹھونسنے کی خواہش ہے تجلائے جدید "جرعہ اے" کی غثیان نما حرکت بھی علی ہذا القیاس پھر جرعہ بھی کسکا "آتش" کا جو عشق کے بھاڑ میں گیا رواں رفتہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔

ہائے نہوا کوئی اہل زبان جو اس فارسیت کی داد دیتا کم از کم اتحاد قوت تو ہونا چاہیے تھا کہ یہہ محل "در آتش عشق" رکنے کا ہے یا "آتش عشق" کا۔

الغرض تجلائے جدید کے بعض "جرعات" ناطبوع ابھی باقی ہیں کہ ہم اکتا گئے۔ کیا کریں دل سے یہہ وہم کسی طرح دفع نہیں ہوتا کہ صوری و معنوی خوبیوں سے جو شعر خالی ہے وہ اگر موزون ہے تو کیا ادج کی پرن اور ترانے کی توم تنانانا ہے اور اگر صحت وزن سے بھی معرا ہے تو پھر لیے کا نون والے کی نہتی کو ہم کیوں نہ شعر کہیں۔ الفاظ بگاڑ دینا اونکی صحت ملحوظ نہ رکھنا یا اونکے امتزاج میں معنوی ربط و تناسب کو غیر ضروری خیال کرنا جدت ہے تو یہہ بہت سہل ہے اس پر ہر متنفس قادر ہے۔

مقصود اس تمام تانتے بنواڑے سے نہ اظہار لیاقت ہے نہ کسی کی شہرت میں بٹا لگانا۔ خدا کے واسطے اردو کی جان پر رحم کیجیے۔ ایجاد اور غلط گوئی مرادف نہیں ہے۔ اودھ پنچ میں بارہا بے ڈھنگی ادبی ایجادوں پر مضامین شائع ہوے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ صاحبان ملک

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نباش "ہا! تجھے گہری گور مین تو پون۔ ناشدنی۔" ڈائن "کمبخت! اتنی ہی نہین"

ڈائن "یہ مرین میرے دشمن جنکی یہ قبرین ہین۔ ہندوستان بھر مین کوئی گورستان مجھے سُلا نہین سکتا۔ میتے تو بعض لیڈرون کی خاطر سے کفن پہن لیا تھا"

وذکا ورث نے ادب پر حملہ کرنے کے بعد اپنا روشنگال ترقی ہے لیکن کوڑے کرکٹ کی برکت کسی طرح کم نہین ہوتی تل پھوٹتے ایک نہ ایک مالک ادب نیا پیدا ہوتا اور اڈیٹرون کے ہفوات کی اشاعت پر آمادہ ہوجاتا ہے ان ہفوات کے قدردان خدا جانے جنس ناقص کی خریداری کے لیے منہ پھیلائے بیٹھے رہتے ہین کہ فوراً وزخواستین بھیجد یتے اور تخاسی ذخیرے سے گھر بھر لیتے ہین۔

شعر جان ادب ہے موزون عبارت کی جانب بلاارادہ توجہ بھی داخلِ فطرت معلوم ہوتی ہے چھوٹے بچے جنکا فیین قانت بھی ابھی درست نہین ہوا اپنے حزن اور سرور کو وزن شعری کے ساتھ ظاہر کرتے ہین چنانچہ ایک تین برس کا بچہ صحن مین کھیل رہا تھا اور کہتا جاتا تھا۔

"وہ ابا آتے ہو نگے جی
کھیونے لاتے ہو نگے جی"

اگر یہہ صنعت محض ہکایہ کرنے والے کم استعداد و کم محنت اشخاص پر چھوڑدی گئی اور خالی الذہن افراد نے انکی تقلید شروع کردی تو ملک گھاٹے مین رہیگا۔ آئندہ اختیار ہے آپ کو۔ سنا آپ نے؟

راقم:۔ آتش زیبق ربا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پٹیالا اور فرزدق

فرزدق شاعر ایک روز نہایت عمدہ زرق برق چادر اوڑھ کے گھر سے نکلا راہ مین ایک لونڈی نے کہا حضور کیا چادر ہے اواہ واہ۔ شاعر نے جواب دیا۔ ہان ہے تو بہت عمدہ چادر اور اس قابل ہے کہ تمھاری بی بی کے سر پر ہو مگر مین نے عہد کیا ہے کہ چادر اوس نوجوان خوبصورت عورت کے نذر کرونگا جو ایک گرماگرم بوسہ مجھے دے۔

لونڈی دوڑتی ہوئی بی بی کے پاس گئی اور کہنے لگی بیوی بیگم! ایک نگوڑا ایسی اچھی چادر اوڑھے ہوئے ہے کہ شہر مین کسی بیگم کے پاس نہوگی۔ وہ کہتا ہے جو کوئی بیگم مجھے منہ چوم لے یہہ اوسی کا مال ہے۔ بی بی نے فرمایا۔ نگوڑی پھر تو کیون چوک گئی۔ جا جلدی اوسے بلالا کہین ایسا نہو میان آجائین۔ ایک پلہ مین نقصان ہی کیا ہے؟ سوئی پاگل ہے کہ مفت مین گرد ہاتھ سے کھوئی۔

لونڈی خود بھی چاہتی تھی لپک کے گئی اور شاعر کو بلالائی۔ معاملہ پہلے ہی سے طے ہوچکا تھا اودھر گال بڑھا اودھر منہ چٹاخ سے آواز آئی اور چادر مردانے سر سے اوڑکے زنانے سر پر جا رہی۔ بی بی اور لونڈی ڈیوڑھی سے گھر مین ہو رہین چلتے وقت فرزدق نے کہا تھوڑا سا پانی پلادو۔ لونڈی اندر سے بلورین گلاس مین پانی لائی حضرت نے عمداً گلاس اس طرح تھاما کہ دلی مفلس کی طرح چکنا چور ہوگیا۔ انھون نے کہا "ارے" لونڈی لگی باتین سنانے۔ وئی یہہ مردوے ہین جنکے ہاتھون مین ست نہین۔ بیچارے کے ننھے ہاتھون سے گلاس نہ سنبھل سکا۔ ایسے ہی نازک ہو تو گھر مین چوڑیان پہن کے بیٹھو۔ داڑھی مونچھ منڈوا ڈالو" لونڈی بک جھک رہی تھی کہ صاحبخانہ تشریف لائے پوچھا کیا ہے۔ فرزدق بولا جناب کچھ نہین مین پیاسا تھا پانی مانگ کے پیا مگر ہاتھ سے گلاس چھوٹ کے ٹوٹ گیا۔ یہہ نیکبخت گلاس کے عوض میرا چادر اگھر مین دے آئی مین منت کرتا ہون مگر یہہ تاوان لینے پر اڑی ہوئی ہے۔ آپ واقف ہین کہ ہماری شریعت مین تاوان لینا جائز نہین ہے" صاحبخانہ گھر مین گئے چادر مانگی۔ چادر کی قیمت اور اصل معاملت کی صورت قابل اظہار نہ تھی بیگم بجز خاموشی کے اور کیا کہتین ناچار چادر میان کے حوالے کی اور بوسہ جو مفت دے بیٹھی تھین اوسپر صبر کیا۔

نابھا اور پٹیالا دونون ایک ہی مذہب و ملت کی ریاستین ہین یہہ بات افواہ ناس مین شہرت رکھتی ہے کہ ہمارا سرکاری فرزدق نابھا سے خوش نہ تھا۔ اخباری کاغذون نے بارہا یہہ بھی ظاہر کیا کہ پٹیالا اور نابھا ایک دوسرے کی پشت ہین (اصلیت معلوم نہین)۔ اتنا ہم نے بھی دیکھا کہ تن پھن ہوئی بکھیڑا پھیلا اور سرکاری عنایت و انعام کی چادر پٹیالے کی ریاست سے بھاگی خدا جانے کہ چادر والے نے بوسہ لیا یا نہین مگر نابھا کا بلورین جام ضرور ٹوٹا اور اب ہفتہ وار "ریاست" دہلی ناقل ہے کہ پٹیالے سے چادر چھننے والی ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ فرائط بازگیری چادر جو "ریاست" دہلی خبار مین شایع ہوے ہین غلط ہین لیکن آجکل کسی ابطال و اثبات کا اعتبار نہین۔ حیدر آباد دکن کے نظر و نسق مین عملاً ویسی ہی دست اندازی ہوئی جیسی کہ مشہور ہوئی تھی حالانکہ اس دست اندازی کی رد بھی کی گئی۔ آج نہین کل کل نہین پرسون۔ دفعۃً نہین تو رفتہ رفتہ پٹیالے کے سر سے چادر اوترنے کا گمان محکم یا نا محکم دُنیا کو ہوگیا ہے یعنے جام بلورین کے ساتھ ہی بوسے کی قیمت مین حاصل کی ہوئی چدر یا جانے والی ہے۔ کسی کا جام ٹوٹے یا گال گھسے۔ فرزوق کے لیے ہر حال مزے ہین۔ طرفہ تر یہہ کہ چادر ملنے کا سبب جیون کا تیون مخفی رہیگا۔

متن و شرح

ماتن سر رجنلڈ کریڈک
شارح مولانا پنچ دام ظلہ

متن:۔ "ہندوستانی برطانیہ کے ماتحت رہین یا علٰحدہ مگر ان مین اتحاد ممکن نہین۔ یہہ ایک قوم نہین ہوسکتے۔"

شرح:۔ واللہ سچ ہے تجربہ کی بات کہتے ہو ڈیڑھ سو برس سے ہم بھی دیکھ رہے ہین۔ یہہ نامعقول آپس مین نہ ملنا تھے نہ ملے۔ کاش آزمائش ہی کے لیے جھوٹ موٹ ل بیٹھتے تو فاضل ماتن کے قیاس کا بُطلان ہوجاتا۔"

متن:۔ "جب ہندوستان مین غالب قوت کا وجود نہ رہیگا تو وہان کے باشندے ایک قوم نہ رہینگے۔"

شرح:۔ یہہ بات محل تامل ہے کیا معنی کہ غالب قوت بزور لکد ایک قوم بنادیتی ہے۔ اگر انگریز دس پانچ سال ہندوستان مین رہنے کے بعد روپیہ سمیٹ کے ولایت کی سدھیان نہ بھرتے تو اس دو صدی کے زمانہ مین ہندوستانی ہوجاتے۔ مگر یار لوگ امریکا اور اسٹریلیا کا حشر دیکھ چکے تھے۔ اونھون نے عملاً قید لگادی کہ اعلے ترقی یا۔۔۔ جب ملیگا جب میم صاحب لندن ہی مین جاخانہ۔۔۔

یورپ زا افراد کے خصوصی امتیازات سے زائد قوی۔ معاشرتی ابھی اوسی وقت استفادہ ممکن ہے جبکہ لندن کے تولیدی رجسٹر مین نام درج ہو۔ چند انگلو انڈین جو بڑے عہدون تک پہونچ سکے تو اپنی قسمت کی بدولت۔

دیکھنا یہہ ہے کہ غالب قوت کے غلبہ پانے کی علت کیا ہے آیا مغلوبون کا اتحاد یا ان کا افتراق؟ اگر غالب قوت کا استیلا مغلوبون کے اتحاد و اتفاق سے وابستہ ہے تو پھر گاندھی جی کی ماتحتی مین جو اتفاق ہونے والا تھا یا ہو گیا تھا وہ کیون یہان کے حکام کو ناگوار ہوا۔ امن سبھا مین نہین اس لیے کہ انھین سمجھا ڈارے بھائی کہ رن آپس مین مل بیٹھے شگون اچھا نہین ساعت ابھی نہین۔ کھدر کی پوشاک نہ پہنو۔ ڈیم چرخا چلانے سے کچھ نہوگا۔ بدیشی مال منگاؤ۔ ولایتی مال ہی مین برکت ہے۔ آج کیون یہہ امن سبھائین اس افتراق پر آنسو نہین بہاتین۔ اور اگر غلبہ کی علت افتراق ہے تو پھر چپا چپا کے باتین کرنے سے کیا غرض۔ اے حضرت آپ غالب ہین آپ کو ہم نکال نہین سکتے۔ رہیے سہیے ایسے بلیسے دعوتین اڑائیے یہہ نہ کہیے کہ تمھاری زندگی ہمارے دم قدم سے قائم ہے ورنہ ایک تیجا چالیسوان بلکہ برسی ہو گئی ہوتی۔

آپ کی منجمی و ستارہ شناسی ہین سے بے ڈھنگی ہو گئی۔ اتنا جز و فقرہ کا قابل تحریر ہے۔ پہلا جزو ہمین تسلیم ہے۔

متن۔ یہہ نہ بہتر ہو جائینگے۔ انہین پرانے دقیانوسی پشتینی جھگڑے برپا ہونے لگین گے۔

شرح۔ اگر سر پٹے (لڑائی جھگڑا) ہونے سے یکسوئی بہتر ہے تو انکو انکی قسمت پر چھوڑ کے چند روز تماشا دیکھیے۔ آزمائش شرط ہے۔ آپ کی قوم وہ قوم ہے کہ بغیر تجربہ کسی بات کا اقرار کرتی ہے نہ انکار۔ بلکہ اوسکے امکان عقلی پر غور کرنے کے بعد فوراً عمل شروع کر دیتی ہے۔ ہندوستانیون مین اسبات کی کمی ہے۔ ہوائی (ہوائی جہاز) انھون نے بنایا اڑایا یا تصویرین ہی موجود؛ مگر یہان معدوم ہونے کے بعد

رفتہ رفتہ ممکن محال نظر آنے لگا اور وہان محال امکانی سیڑھیان ناگھتا پھاندتا مشاہدے کی اعلے سقف پر قلابازیان کھاتا دکھائی دیا۔ اسی طرح دیگر صنایع و بدایع وہمی استبعاد کے چلتون ایسے فنا ہوے کہ عنقا کے ساتھ الکا باز و بند ہ گیا۔ علے ہذالقیاس آلات مخابرہ۔ آپکو وائرلیس ٹیلیگرافی پر ناز ہے ایشیائی حکیمون نے ایسی لوحین ایجاد کی تھین کہ اگر ایک لوح کے دو ٹکڑے کر دیجیے جو عمل آپ ایک ٹکڑے پر کیجیے وہی دوسرے پر بن جائے۔ مثلاً ہزار دو کوس پر اسی لوح کا ایک ٹکڑا عاشق اپنے ہاتھ مین لیے بیٹھا ہے اور دوسرا ٹکڑا معشوق کے ہاتھ مین ہے۔ عاشق نے لکھا "جان من تمھارے ہجر مین بند دریشہ خلل ہوا جاتا ہے" تو دوسرے حصہ پر یہہ عبارت خود بخود نقش ہو گئی اب معشوق نے منقوش فقرے کو مٹا کے لکھا "دور بھی ہو نگوڑے" تو عاشق کا لکھا مٹ گیا اور جواب ابھر آیا۔ ہائے ہائے؎

لکھکر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا
اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

بس ہم کہتے ہین کہ تم اتحاد اقوام ہند کا اس طرح امتحان کرو اور خود دور جا بیٹھو شاید ہوائی جہاز پھر اوڑنے لگے اور "لوح محفوظ معنوی" پھر بن جائے۔ ورنہ ہم یہی سمجھین گے کہ جو لنگڑے لولے اپنے مطلب کے موافق اختیارات گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے رو سے ہندوستانیون کو ملے ہین اون پر بھی تمھارا دانت ہے۔ پچھتا رہے ہو۔ دو آدمی ایک بکری پر جھگڑ رہے تھے تیسرا شخص نظر آیا تو دونون نے کہا جو یہہ شخص فیصلہ کرے اوسپر ہم دونون عمل کرین۔ شخص ثالث نے کہا "اچھا قسم کھاؤ کہ اگر میرا فیصلہ نمانو تو تم دونو کی بی بیان قید نکاح سے آزاد ہو جائین"۔ جھگڑنے والون نے قسم کھائی۔ جناب ثالث نے بکری کا کان پکڑا اور سیدھے اپنے مسکن کی طرف راہی ہو گئے۔

ہندوستانیون کے معاملے مین تمھاری بھی یہی نیت معلوم ہوتی ہے۔

روسی بالشویک ہندوستانیون کو پٹی پڑھا رہے ہین کہ تمنے زمانۂ گذشتہ مین ثالث کے ساتھ عہد بطلاق کیا تھا یہہ قسم اسطریق سے ناجائز ہو سکتی ہے کہ فریقین مین سے ایک بالا علان کہہ دے "اوس شخص کے جورو ہی نہین۔ طلاق عاید ہو گی تو کسپر؟ چھوڑو میان بکری کا کان"

یہہ مشورہ برا ہے۔ ممکن ہے کہ پشتینی شکایتین دب جائین۔

متن "باشندگان ہند کبھی حکومت کے قابل نہونگے"

شرح "سچ ہے۔ صنعت ہاتھ مین ہو گی نہ تجارت نہ علم و وطن کی محبت تو آپ سے آپ یہی حشر ہوگا یہہ آپس مین لڑینگے اور تم ڈگڈگی بجاؤ گے"

متن "برطانیہ کا وجود ہندوستان کیواسطے ازبس ضروری ہے"

شرح "سردست اس پر ہمارا صاد ہے"

متن "کانونیٹر کی سی آزادی اہل ہند کو نہین مل سکتی"

شرح "تمہید ہی سے ظاہر ہے"

متن "ان مین جمہوری نظام کی صلاحیت نہین"

شرح "میان تمھاری سلامتی مین"

متن "اتحاد فیمابین کیواسطے ضروری ہے کہ فوجی قوت برطانی سنگینی کے ذریعے برقرار رکھی جائے۔

شرح "اب آئے راہ پر"

متن "داخلی جھگڑے پہلے تو سلطنت ہند ہمارے ہاتھ سے جاتی رہیگی"

شرح "مقطع کا بند ہے؎

آپ نے خوب پڑھا حضرت خر کا احوال۔

بعض نہایت اہم وجوہ سے پرچہ ناوقت شایع ہو رہا ہے ابھی چند اشاعتون کا یہی حال رہیگا۔ مجبوری ہے۔ شکایت نہ فرمائیے۔

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے ... گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ ... حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو ...

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحانًا تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھہ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نا داری یا یتیمی کا واسطہ لانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمدًا تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور رہو تو فورًا اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۲

مضامین غیر

(۵۔ نومبر ۱۹۲۷ء)

"کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی"

منطق آرا بیگم

بنام

بزم اصلاح کلکتہ

لوگو مینے سُنا کہ تم نے کلکتے مین ایک پنچایت کی اور آجکل جو دنگا فساد مذہب کے نام سے ہو رہا ہے اوسکے روکنے کی فکر کی اللہ کرے تم زندگی کا سُکھ دیکھو بہت اچھا کام کیا مگر وہی مثل ہے "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" حکایت لمبی ہے مین مطلب سمجھانے کے واسطے خلاصہ بیان کرتی ہون۔ ایک بادشاہ سلطنت کے انتظام مین تو بہت ہوشیار تھا مگر عورتون کی طرف سے بہت بدگمان رہتا تھا ایک مرتبہ اپنی خاص حرم کو اوسنے گدھے پر سوار کرکے شہر مین ھنڈوایا۔ آگے آگے نقیب پکارتا جاتا تھا "یہہ سزا اوسکی ہے جو اپنے خاوند سے بے وفائی کرے" شہر کے اوباش سوارن کے ساتھ ساتھ غل مچا رہے تھے کہ سواری وزیر کے محل کے نیچے پہونچی۔ دریچے مین وزیر زادی بیٹھی ہوی تھی اسنے شاہی حرم سے پوچھا کہ تمنے کیا خطا کی اوسنے ماتھے پر ہاتھ رکھا کہ سارا قصور قسمت کا ہے۔ وزیر زادی قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" یہہ کہکر کھڑکی بند کرکے چلی گئی۔ مخبرون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی۔ وہ جھلائے اور فوراً وزیر زادی کی طلبی کا حکم دیا۔ وزیر زادی حاضر ہوی تو بادشاہ نے کہا بتا تونے کیا کہا تھا۔ اسنے ہاتھ جوڑکے عرض کی کہ خداوند مینے کوئی غلط بات نہین کہی حضور زراسی بدگمانی پر سزا دیتے ہین یہہ بات انصاف کے خلاف ہے۔ مثل مشہور ہے "عورت آپ سے نہین تو سگے باپ سے" اصل نسل کی اچھی عورتین وفادار اور عصمت دار ہوتی ہین مرد وے اُن پر تُرق بٹھاتے ہین وہ سہتی ہین۔ مردوے سمجھتے ہین کہ ہم ہون تو یہہ کمبختین کاے سرکا ایک نہ چھوڑین حالانکہ یہہ ہے بالکل غلط وہ ہین کیا بیچارے جو کوئی بندش کرسکینگے خدا نہ کرے جو کوئی اپنی باپر آجائے کیسی ہی بند ابندی ہو اوسکا کچھ بنا نہین سکتی۔ آپ جانیے شاہون کا مزاج کوئی آدمیتا کا مزاج تو ہوتا نہین جو دماغ پر زور دے کے بات کی تہ تک پہونچ جائین بادشاہ سلامت نے بلا کے قاضی جیٹ سے وزیر زادی کے ساتھ نکاح پڑھوالیا اور ایک کوٹھری مین اوس غریب کو بند کر دیا دیوارین چُن دی گئین ایک موکھا کھلا رکھا کہ دونون وقت کھانا پانی اوسی موکھے کی راہ سے دے دیا جاے۔ وزیر زادی نے کہا۔ "حضور لونڈی جو عرض کرتی ہے اوسے یاد رکھیے۔ جو اسی قید خانے مین گل نہ پھولے حضور ہی کی اولاد حضور کا مبارک سر اپنی جوتی سے نہ سہلائے تو نام بدل ڈالون" کلمہ سخت تھا بادشاہ گرم تو بہت ہوا مگر دل مین کہنے لگا "دیکھون کیا کرتی ہے" بادشاہ اپنے محل مین داخل ہوا وزیر زادی نے ہاتھ کا کنگن انعام مین دے کے مزدور کے ذریعہ باپ کو بلوایا اور اُس سے کہا کہ آپ اس قید خانے سے اپنے محل تک سرنگ کھُدوائیے اور میری کھلائی سے کل رو داد کہہ دیجیے پھر جو وہ بتائے اوس پر عمل کیجیے۔ وزیر نے دا سے کل حال بیان کیا اوسنے کہا کہ ابھی بادشاہ نے لڑکی کی شکل نہین دیکھی ہے آپ مجھے اوسکی تصویر کھچوا دیجیے اور سُرنگ بنوائیے۔ ادھر وزیر نے چپکے چپکے سرنگ کھدوانی شروع کی اُدھر بوا کھلائی نے مرقع زر بفت کے غلاف مین لپیٹا لٹھیا ہاتھ مین لی اور شاہی محل کی طرف چلتا دھندا کیا۔ گھس پیٹھ کے محل مین رسائی پیدا کی رہنے سہنے لگین مگر یہہ روز کا ورد تھا کہ شام کو تصویر سامنے رکھتین اور دھارم دھار آنسو بہاتین محل کی لونڈیون باندیون نے کئی دن تک صبر کے ساتھ یہہ کرشمہ دیکھا۔ آخر ظل اللہ کے کانون تک خبر پہونچادی کہ خداوند بڑھیا جو نئی نوکر ہوی ہے دن بھر اچھی رہتی ہے کام کاج کرتی ہے شام کو ایک مرقع سامنے رکھ کے رویا کرتی ہے حکم ہوا "بلاؤ" بڑی بی کانپتی کراہتی جریب ٹیکتی حاضر ہوین۔ حضور نے دریافت فرمایا "بڑی بی اپنے رونے کا سبب بتاؤ" انھون نے آہ کی اور لگین زار قطار رونے۔ جب دل کی گرمی کم ہوی تو کہنے لگین۔ حضور مجھ مرنے جوگی کو خدانے آل اولاد سے محروم رکھا۔ خیر یہہ میری قسمت مگر لمنا ایسا بُرا ہے کہ وزیر زادی پر جان کھپائی۔ ننھی سی جان کوے کے پالا۔ دن کو دن سمجھی نہ رات کو رات۔ پالا پرورش کیا۔ خیال تھا کہ پرائی اولاد ہی سہی۔ اے لیجیے جب ماشاء اللہ صاحبزادی اپنے ہاتھ مُنہ کی ہوین تو دودھ کی مکھی کی طرح بے خطا بے قصور نکال باہر کیا۔ اب دربدر کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہون۔ پالے کی ماتا بہت ہوتی ہے مین روتی ہون صاحبزادی کو خبر بھی نہ ہوگی جین سے سوتی ہونگی۔ دل کی ڈھارس کے لیے یہہ تصویر کھچوائی ہے جب یاد آتی ہے بھڑاس نکال لیتی ہون۔ بادشاہ سلامت نے تصویر مانگ کے ملاحظہ فرمائی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گئے فرمانے لگے کہ یہہ وہی بدنصیب ہے جس نے کہا تھا "کیا اور کرنہ جانا مین ہوتی تو کر دکھاتی" بڑی بی نے کہا "نہین حضور یہہ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہین"

وزیر صاحب مکان سے قید خانے تک سُرنگ کھدوا چکے تھے بڑی بی نے بادشاہ سلامت کے چور خانے (دل) مین سُرنگ لگائی عشق چڑایا۔ وزیر کی خوشامد ہونے لگی۔ دوسرے تیسرے روز وزیر کی مزاج پرسی کے واسطے اوسکے مکان پر جانے لگے۔ عزت بڑھی۔ تنخواہ بڑھی۔ خلعت جاگیر سے سرفراز کیا۔ کچھ دنون کے بعد پیام دیا کہ جو لڑکی قید ہے اوسے مینے طلاق دی۔ جس لڑکی کی یہہ تصویر ہے اوس سے شادی کر دو۔ حکم حاکم۔ سُرنگ کی راہ

وزیر صاحب اپنی صاحبزادی کے پاس گئے سارا حال بیان کیا۔ وزیرزادی گھر مین آئی نکاح ہوا۔ وزیر نے شرط کر لی تھی کہ چار برس تک لڑکی شاہی محل مین نہ جائیگی پنڈت ممانعت کرتے ہین۔ اس مین نقصان ہی کیا تھا شرط مان لی گئی۔ دن بھر صاحبزادی قید خانے مین رہتین اور شام کو گھر چلی آتین۔ غرض تین چار برس مین بچہ ہوا بھی اور پل پوس کے بڑھ بھی گیا۔ ایک دن وزیرزادی نے بادشاہ سے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی اور آپ کے درباریون کی دعوت کرون۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ دعوت دھوم دھام سے ہوئی۔ خاصہ چنا گیا۔ لوگ ادب قاعدے سے دسترخوان پر بیٹھے۔ ابھی حضور نے لقمہ منہ مین نہ رکھا تھا کہ شاہزادہ بہادر ہاتھ مین ایک طلائی زیرپائی لیے پردہ سے باہر نکلے۔ اور ہلکی سی چوٹ ظل اللہ کے تاجدار سر پر لگا کے فرمانے لگے "بادا جان۔ بادا جان۔ امان جان کہتی ہین یہ کیا اور کرنہ جاتا مین ہوتی تو کر دکھاتی"۔

لقمہ منہ کا منہ مین رہا۔ آنکھین بھاڑ سی کھل گئین۔ سکتے کا عالم طاری۔ جب کسیقدر افاقہ ہوا تو جوتا پہن کے سیدھے قید خانے پہونچے۔ قفل کھلوایا۔ کوٹھری کے موکھے مین منہ لگا کے کہنے لگے "بدبخت تو یہان ہے کہ نہین"

بی وزیرزادی ان سے پیشتر ہی شادی کی انگوٹھی انگلی مین پہن کے چلی آئی تھین۔ اونھون نے مہندی لگا ہوا ہاتھ موکھے سے باہر نکال کے کہا "لونڈی حاضر ہے۔ کہیے حضور بندی نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا کہ نہین؟"

تمنے جو ہندوون اور مسلمانون کے درمیان صلح کرانی چاہی تو اس مین بھی دو غلطیان کین ایک تو یہہ کہ بھی پرانہ مانا بدگمانی سے شاید کوئی فرد بشر خالی ہو۔ دوسرے یہہ کہ صلح کی گفتگو سے پہلے تم دونو کو اپنے یہان کے واعظون اور مبلغون کا حال جانچنا چاہیے تھا۔ مذہبی وعظ اور نصیحت مشکل کام ہے مگر آجکل بالکل پانی ہو گیا ہے۔ بڑے آدمیون کی دیکھا دیکھی وہ لوگ وعظ کہنے اور کتھا بانچنے کھڑے ہو جاتے ہین جنھین علم نہین لیاقت نہین عقل نہین۔ جب کام ایسے آدمیون کے ہاتھ مین پڑ گیا اور اونھون نے للّٰہی کام کو روٹیون کا سہارا بنا لیا تو یہہ کہنا کہ "ہر گروہ یا ہر فرد منّت سے دلیل سے دوسرون کو اپنے مذہب مین لا سکتا ہے" فضول ہے۔ منّت سماجت سے لوگ مذہب نہین بدلتے۔ رہی دلیل تو جاہلون کے پاس بڑی دلیل چھائین چھائین ہے۔ اچھے برتاؤ سے دل موہ لینا ہنسی ٹھٹھا نہین دو دو پیسے پر مرغی حلال کرنیوالے بھلا کس شمار مین ہین دل موہ لینے کی تدبیر تو ابھی تک ہماری سرکار بھی نہین جانتی جو بھاری بھاری تنخواہ مقرر کرکے ولایت سے ہندوستان پر حکومت جتانے کے لیے بڑے بڑے فاضلون کو بھیجتی ہے۔ یہہ آتے ہین دل ہاتھ مین لینے اور مشکل سے کوئی بغیر دل دکھائے جاتا ہے۔ جنکی غرض ان کے لوٹ کی ڈوری سے بندھی ہے وہ کرتے ہین تعریفین مگر ہم بیچارون کو ان سے کوئی واسطہ نہین وہ ان کی حرکتین دیکھتے ہین اور ٹھنڈی سانس بھر کے چپ ہو رہتے ہین۔ اللہ جانتا ہے ایسے بلڑ گھامڑ بدمزاج اکل کھرے قابوچی حاکم بنے دیکھے ہین کہ ڈائر اور اوڈوائر اون پر سے صدقے کیے تھے۔ جو یہہ سہرے بدلتے نہ رہین تو معلوم نہین کیا آفت ہوتین۔

پھر تم کہتے ہو کہ جب کوئی اپنا مذہب بدلے تو زور زیادتی کو اسمین دخل نہو۔ بھلا خود ہی خیال کرو کہ یہہ ہونے والی بات ہے؟ اسے ہے جو یہی بھلا حیثت ہوتی تو رونا کاہے کا تھا گاندھی جی بیچارے نے دنیا کی باتون مین یہی نصیحت کی اور کسی نے ہاں نہ کی۔ چوری چورا مین فساد ہوا۔ بمبئی مین جوتا چلا۔ پھر یہہ تو دین مذہب کا معاملہ ہے۔ فرض کرو تمنے کسی راہ چلتے آوارہ لاوارث لڑکے کو اپنے پاس رکھا۔ کھانے کپڑے کی تاک لی پڑھایا لکھایا مذہب کی باتین سکھائین۔ دبلا پتلا فاقہ زدہ تھا چار دن مین ہاتھ پاؤن نکالے منہ پر رونق آئی۔ محلّہ والون نے محنت مشقت پر تو دھیان کیا نہین اونھون نے یہی دیکھا کہ مفت کا لڑکا ہاتھ لگا۔ کیا دوڑ دوڑ کے سارے گھر کا کام کرتا ہے۔ کسی نے پھسلایا بھڑکایا کسی نے مارے جلن کے اوسکے ہم مذہبون سے لگائی بجھائی کی۔ چلیے تھانے پر رپٹ ہوئی اور ہونے لگی

معلم "سر جھکا کے کھیلو۔ تمھین ابھی کھیلنے کا شعور نہین"
ریاست "یعنی زمین دیکھون؟"

پوچھ گچھ - جھوٹ سچ کے دھڑنگے اُڑے - تو دوڑ - مین دوڑ - بائدھنو ہندھنے شروع ہوئے یہ ارے یہہ تو لالہ گھا مرچند یا منشی کلو خان کے داماد کے مامون کے سالے کی خلیا ساس کے نواسے کے بہو کا بھانجا ہے - خیر کر و سوامی بھی چرن بلوا تا بھی چٹکو - رے میرا بھائی گدّم کدا خدم ھندا بڑھی مقدمہ بازی کے واسطے چندے ہوے مفت خورون کے نصیب کھلے مقدر جاگے - بات بڑھی تو بڑھی - مفت کے وکیل مذہب کے نام پر پونٹے ٹیکنے والے تیار بیٹھے ہی رہتے ہین - زور زیادتی نہ بھی ہوی تو ادھون نے کچہری مین ثابت کردی -

جب اخبارون مین اُنگل اُنگل بھر کے موٹے حرفون مین چھپتا ہے "دین خدا کی نصرت ہے" "یدخلون فی دین اللہ افواجا" یا دن کرو رکھو نکی شدھی" "اب کعبے مین چل کے گھنٹ بجانے کا وقت آگیا" تو بتاؤ کہ لوگون کے دلون مین آگ لگے یا نہ لگے - یہان تک تو ہونے لگا کہ شریف زادیون کے برقعے سر راہ نوچے گئے "دکھا دیجیے ہمین شبہ ہوتا ہے کہ آپ غنڈے ہین کسی دیوی کو اغوا کرکے لاتے ہین - اجی ہم نے دیکھ لیا چرن (قدم) ہندوانے پڑتے ہین بیبی آپ کے چھپانے سے ہوتا ہی کیا ہے - چلیے تھانے پر" اب لاکھ لاکھ عذر کرتے ہین کہ بھائی یہہ دیہات کی شریف زادی ہے گنواری بولی پر نہ جاؤ - انگوٹھا پکا ہے اسوجہ سے جوتا نہین پہنا ننگے پاؤن ہے - مگر کون سنتا ہے - پھر اگر تھانے والے اوس عورت کے ہم مذہب ہوے تو خیر ورنہ محرر صاحب نے بھی تصدیق کردی کہ معاملہ مشتبہ ضرور معلوم ہوتا ہے تاوقتیکہ آپ اس عورت کی مسلمانی (مسلمان ہونا) ثابت نہ کرین ہم آپکو روک لینے پر مجبور ہین -

جہان وحشت اور کد کا یہہ حال ہو وہان آپس مین بیٹھ کے چند شرطین طے کر لینے سے کوئی فائدہ نہین - سچی اور جعلی دونو کارروائیان ایک ہی لاٹھی ہانکی جائینگی - اس قسم کے مقدمون مین خرچ کرنے کے واسطے پہلے مسلمان زیادہ روپیہ دیتے تھے اب ہندوون کا نمبر بڑھ گیا ہے - جو پلی پلی جوڑتا تھا وہ اب گٹھے لنڈھاتا ہے -

فرض کردم کہ ان شرطون پر سلجھے ہوے بھلمانسون نے سمجھوتا کر لیا اور سمجھدار ہندو مسلمان اس پر متفق بھی ہوگئے تو کیا ہوگا ! مذہب کے نام سے خلق خدا کا ناطقہ تنگ کرنے والے تھا رسے کہنے سے دہ بیٹھینگے - اے توبہ کرو - وہ زمانہ اب نہین ہے کہ جسے جو مذہب پسند آیا - اختیار کر لیتا تھا - اب یہہ شوق ہے کہ دل سے مذہب بدل ڈالے مگر ظاہر مین یا مردم شماری کے رجسٹر مین مذہب نہ بدلنے پالے - مردم شماری کئی شادیان کرکے بڑھانا آجکل کی تہذیب کے خلاف ہے (مین بھی عورت ذات ہون مجھے بھی ہر دیگی چچا مردوے سے نفرت ہے) تو یہی راہ کھلی ہوی ہے کہ چھین جھپٹ کھینچ تان کے گنتی بڑھانی پڑے گی - پولیٹکل لیڈر جن پر مذہب کا جن سوار ہے اس حرکت سے راضی ہین اور ان مذہب کے سوداگرون کی پرچک لیتے ہین - گنتی بڑھتی کی دیوار درمیان سے ہٹنے تو صلح کے واسطے راہ پیدا ہو - جو گروہ اپنی تعداد بڑھا کے دکھاتا ہے وہ دھونس ڈالنے کی فکر مین ہے جو فریق اپنی گنتی کم کرتا ہے وہ مظلوم اور کمزور بن کے تیسرے کو دخل دینے کا حق دیتا ہے - نیت کسی کی بخیر نہین - ایک کا برتاؤ دوسرے کے ساتھ اچھا نہین اسوجہ سے تیسرے صاحب کو موقع مل گیا وہ کہتے ہین - خدا نہ کرے جو تم آزاد ہوا رے ایک کو دیکھ دوسرا جلا جاتا ہے جو کہین ہمارا پاؤن بیچ مین نہو تو بیچارے کمزورون کا ٹھکانا کہین نہ رہے "

اپنے اپنے حقے پر جان دینے والے ندیدون مین کوئی نہ تو ہوشیار ہے نہ دل کا آزاد ہے کہ میری طرح سُوت کے جنجال سے دو انچھر دن مین رہائی پاجائے - بات مزے کی ہے سنو -

اب سے دور نواب صاحب نے بنارس مین ایک نیا محل کیا بس ایک اٹھوارے یہان رہے اور جی گھبرایا تماشا کی گھیلن پھڑکی نہ اندر چین ہے نہ باہر - جیسے دشمن سڑی جھوٹ موٹ کی بہانہ بازیان بھلا مجھسے کب چھپتین - میرا ماتھا ٹھنکا - مینے چچا جان کو بنارس خط لکھا کہ زری داماد کی خبر لیجیے اور پتا لگائیے کہ آخر یہہ بنارس کیون جاتے ہین - اونھون نے کل حال سے اطلاع دی کہ فلان خاندان ہے فلان محلہ ہے صاحبزادے نے نیا گھر کیا ہے مین خاموش ہو رہی انھین خبر نہ کی اور چچا جان کو لکھا کہ آپ نئی بہو کے باپ کی طرف سے ایک خط لکھ بھیجیے اوس خط مین یہہ ہو کہ فلان تاریخ ہیضہ کی بیماری مین تمھاری بی بی نے انتقال کیا [illegible] - پرسون تیجا ہوگا - اونھون نے الہ آباد سے خط نواب کے پاس بھیجدیا - اب نواب صاحب کا ایک رنگ آتا ہے ایک جاتا ہے گھڑی گھڑی ہر ایک سے پوچھتے ہین کیا بجا ہوگا - ارے نتھوا گاڑی تیار کر [illegible] ریل نہ نکل جائے - کل بیٹھی ہے جو آج [illegible] تو مقدمہ بگڑ جائیگا - جب چلنے کا وقت آیا مینے زور سے دامن تھاما کہ مین تو آج نہ جانے دونگی - تمنے [illegible] محل کیا ہے اسی سے بیتاب ہو وہ چھنال [illegible] نہین ہے - مین کئی مہینے سے رنگ دیکھ رہی [illegible] - نواب صاحب نے قسمون پر دھر لیا "یون قسم دون قسم" مینے کہا دیکھو قسا قسمی سے میرے دل کو [illegible] نہوگا اگر تمنے نکاح نہین کیا ہے تو چار [illegible] اور مولویون کے سامنے اقرار کرو کہ [illegible] تم چھنال باقی جتنی عورتین [illegible] نکاح مین ہین سب پر طلاق طلاق طلاق "

نواب صاحب [illegible] سمجھ بیٹھے تھے کہ بنارسی بیگم خدا [illegible] اب طلاق دینے سے نقصان ہی کیا ہے پیچھا چھوڑانے کے لیے سب کے سامنے جو کچھ مینے کہلوایا بے تامل کہہ گئے - بندی نے دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے - مگر زری بنارسی محل مین سمجھ بوجھ کے قدم رکھیے گا - ادھر نواب صاحب تشریف لے گئے بنارس - ادھر بندی نے طلاق نامہ لکھوا کے سب کی گواہیان [illegible] اور لفافے مین بند کرکے نواب کی سسرال روانہ کردیا -

اے ہے کیا بتاؤن بھولے نواب صاحب [illegible]

بنارس پہونچے اور بیگم صاحب کو ہٹا کٹا صحیح و سالم پایا تو دشمنوں کی کیا حالت ہوی۔ بیچارے وہان سے دُم دبا کر بھاگے تو لکھنؤ مین دم لیا۔ یہان آکے بہت اُچھلے بہت کودے۔ مہینوں مُنہ پھولا رہا۔ بیٹے کہا آخر کچھ کہو تو کیا ہوا۔ بولا بھاجب کہین تو کیا کہین ”چور کی مان کُٹھیا مین منہ ڈال کے روتی ہے“۔ مہر کا دعوےٰ پیش سسرال والون سے تھتک اپنی حماقت۔ دوستون کا قلاق۔ بڑی مشکل سے نجات پائی۔ بندی اس بوکھلاہٹ پر دل ہی دل مین ہنستی تھی مگر برابر تسلی دلدہی بھی کرتی تھی۔ ارے ہان کہین زیادہ جھنگ نہ جائین تو اور خرابی ہو۔ میان باہر جاتے شرماتے تھے گھر مین اتنی خوشامد اور خاطر داری نہ ہوتی تو ضد بڑھتی۔

الغرض مذہب کو فساد کی جڑ بنانے سے نہ ہندو فائدہ مین رہینگے نہ مسلمان یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے۔ لیکن مذہب فساد کی جڑ کس طرح بن جاتا ہے؟ اس پر تم لوگون نے غور نہین کیا۔ تم لوگون نے صلح کی پنچایت مین جو تجویز طے کی ہے وہ ہے تو موٹی ساہی کی آہنت مگر اسکی پابندی فسادی جاہل خود غرض واعظ اور سوامی ہرگز نہ کرینگے۔ تم لاکھ چیخو پیٹو چلاؤ غل مچاؤ۔ ان لوگون کی ہائی اوس چور کی سی ہے جو شب کو چوری کرنے نکلتا اور بغل مین چوسر دبا کے ساتھ لیجاتا گھر مین گھستے ہی پہلے ایک اچھی جگہ تجویز کرکے چوسر بچھا دی گوٹین قرینے سے سجا دین شمع پاس رکھ دی۔ اس اہتمام کے بعد گرستی سمیٹنے لگا جو چیزین پسند آئین اونکی گٹھری باندھی۔ اگر گھر والے کی آنکھ کھل گئی تو چور صاحب نے فوراً شمع روشن کر دی اور خود ہی شور مچانے لگے اتنے مین محلے والے دوڑ پڑے ”کیا ہے کیا ہے۔ کھولو دروازہ“ وہان دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہوا تھا۔ سب اندر آئے اور چور صاحب کہیر و کی لائے:۔

”ہت تری دُنیا پر خدا کی لعنت۔ دیکھو لوگو آج پانچ چھ مہینے سے رات کو مجھسے اور ان میان صاحب سے جوا ہوتا ہے۔ روز مین ہارا کیا ساری دولت انکے نذر کر دی۔ آج اتفاق سے پانسہ نے مجھے بلائی کی اور جو سامان مینے جوے مین ہارا تھا وہ مینے پھر جیت لیا۔ اب مین کھیل بند کرکے اپنا جیتا ہوا سامان لے جانا چاہتا ہون تو میان دھینگا مشتی پر تیار ہو گئے ہین۔ چوری کا الزام لگاتے ہین۔ انصاف تم لوگون کے ہاتھ ہے۔ جوے مین یہی ہوتا ہے آج پانسا میرے موافق ہے تو کل تمھارے ساتھ۔ کہین شریفون کا یہ بھی دستور ہے کہ ہارین تو دھاندلی اور شبہ سر کی لین۔ اپنے جیتنے کے وقت تو میان کچھ نہ بولے اور دوسرے کے داؤن پر لگے رونے۔ بات کی بے ایمان کی ایسی تیسی۔ امان جوا ایسے ہی بودے ہو تو جوا کیون کھیلتے ہو۔ جُوا شیر دلون کا کام ہے تم ایسے بزدل کیا کھیلینگے“۔ محلے والون نے دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ چوسر بچھی ہے۔ خاصدان رکھا ہے پانچ چار روپے اور کچھ پیسے ادھر اودھر پڑے ہین تو دُودھ مین پھنس گئے۔ کسی نے کہا اجی شرم نہین آتی ہم تو تمکو بہت ثقہ سمجھتے تھے۔ کسی نے کہا جی ہان حضرت مین پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ بھئی یہ اتنا روپیہ کہان سے آتا ہے جو روز اللّے تللّے ہوتے ہین۔ بدنامی کے ڈر سے بیچارے گھر والے بھی چپ سادھ کے بیٹھ نہ رہتے تو کیا کرتے۔

اسی طرح تمھارے اکثر واعظ پنڈت اور سوامی نکلتے ہین دل کے چور کی خواہش پوری کرنے اور ہاتھ مین لیتے ہین سمرنا پوتھی۔ انھون نے مقدس اور پاک چیزون کو جوے کا سامان بنا لیا ہے خدا ان سے سمجھے۔ وہی مثل ہے ”تسبی (تسبیح) مصلے ہات مین پھرتے ہین داؤن گھات مین“ خوب یاد رکھو جب تک ان مذہبی جواریون کی بندش نہ ہوگی صلح کی گفتگو اور میل ملاپ کی تدبیر راس نہ آئیگی۔

باجے گاجے اور گاؤ کشی کا معاملہ بھی ایسے ہی مذہبی جواریون کا بگاڑا ہوا ہے ان باتون کے بارے مین جو تجویزین اور شرطین پیش کی گئی ہین وہ سب پُرانی ہین آجتک اُن پر عمل ہوتا رہا۔ کبھی فساد بھی ہوا تو بے احتیاطی کے باعث یا کسی کے بھڑکانے سے۔ فساد کی عادت خود غرضون کے تصدق مین بڑی مشکل سے پڑی ہے مجبور بنک مار مار کے عادت ڈالی گئی۔ یہہ دفعتہً چھوٹ نہین سکتی۔ بہرحال تمھاری تجویزون مین منطق کی راہ سے کچھ خامیان ہین۔ اور وہ تمھارے بس کی نہین ہین پہلے انھین رد کو پھر آگے بڑھو تو راہ صاف ملیگی۔ اولاً عوام پر قابو حاصل کرنیکی فکر ہونی چاہیے ورنہ خود بنے ہوے اور جاہلون کے بنائے ہوے سوامی اور واعظ زبان کی ایک جنبش مین سارا قلعہ ڈھا دینگے:۔

”بھائیو سنگھٹت ہو جاؤ مسلمان نئے بچھیرے ہین باجے سے بھڑکتے ہین جب یہہ نماز پڑھتے ہون تو خوب باجا بجاؤ۔ اور ہو سکے تو سور ذبح کرکے ان کے گھرون مین انکی مسجدون مین پھینکو رفتہ رفتہ انکی بھڑک مٹ جائیگی“۔

”یارو گائے ہماری خوراک ہے۔ اسکی قربانی ثواب ہے۔ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے مذہب کسی قسم کی پابندی ہم برداشت نہین کر سکتے۔

مسلم ہین ہم وطن ہے سارا جہان ہمارا

قربانی ایک تاریخی واقعے کی یادگار ہے کوئی وجہ نہین کہ ہم گائے کا جلوس نہ نکالین۔ ادھر مسجد کے سامنے باجا بجے ادھر تم اس باجے کو بھی قربانی کی شادی (عید) کے سامان مین شمار کر لو۔ اے مردان بکوشید۔۔۔“ باقی سبکو سلام بندگی فقط۔

راقم:۔ منطق آرا بیگم

حاشیہ ”بیگم صاحب سبحان اللہ آپ نے تہ کی باتین کہین مگر بنے ہوے واعظون اور بنائے ہوے سوامیون کے علاوہ ایک فرقہ تارک الدنیا سنیاسیون اور فقیرون کا بھی ہے اوسکا تذکرہ بھول گئین۔ سچ ہے بڑھاپے مین چیتا ٹھکانے نہین رہتا۔ ضرورت ہے کہ اصلی اور نقلی کی پہچان انکے متعلق بھی عوام کو بتائی جائے۔ ورنہ یہہ ”اولیا کے بھیس مین رہنے والے شیطان“ حقیقی واعظون اور سوامیون کی جگہ پر قابض ہو جائینگے۔

رستم حکومت
تیغ شہرت
حیلہ جوئی
کینہ خوئی
بے آبروئی
رستم حکومت — رستم ہون مین قوم کا ارون میرا نام
ایک ہی ہاتھ سے تینون کا کردون کام تمام
سعادت ملک — رستم اوسکو مین سمجھون جو مجھکو کردے رہا
یون تو آئے بہتیرے مارا جنہون نے اژدہا
(دوہا)

اسی فرقہ کے ذیل مین بہت سے نو مسلم مولانا اور کلی تو ہندو پنڈت بھی داخل ہین ان دونو پر اپنی مذہبیت و کانداری کے واسطے برای العین ثابت کرنی واجب ہے۔ اگر متروک مذہب کی ہجو نہ کرین تو مذہب بدلنے کی وجہ غت ربود ہوئی جاتی ہے۔ ہجو کے باعث جوتا نہ چلے تو اعلان تبدیل مذہب کا انکار اکیلا یا جاتا ہے۔ اعلان کے ساتھ پانچ چار نئے چرکوے بیشکی مین بند نہ کرین تو کارگزاری کی چمک ماند پڑی جاتی ہے تبلیغ کے شاہانہ مصارف کہان سے دستیاب ہون۔ آپ جانیے شدھی اور تبلیغ کا چکر بغیر زرہ علیہ السلام کی ذہنیت کے چل ہی نہین سکتا۔ کامیا بیون کا سیاب مقابل گروہ مین کینہ بڑھاتا ہے تو بڑھا لے لہذا کاغذی صلح تو ہر وقت ممکن ہے ہان اصلی صلح زری ٹیڑھی کھیر ہے۔ یہہ باتین بنانیوالے مصلح خود واعظ بن کے نکلین تو شاید کچھ انکی کوشش کا درخت پھلے پھولے فقط۔ "پنچ"

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

"رومال کی آڑ مین بٹیر بن"

ہمارے وایسرائے صاحب بھی عجب دل لگی باز ہین۔ آپ نے ایک بزم مشاورت مقرر فرما کے "لال بجھکڑ ون" کے واسطے خیالی گھوڑ دوڑ کا میدان تیار کر دیا۔ کوئی صاحب فرماتے ہین کہ ابھی خالی خولی دل لگی کے لیے بلایا ہے دیکھ لینا جو کوئی اون سے مل کے آئیگا کچھ نہ بتائیگا۔ کوئی کہتا ہے کہ جو لوگ بلائے گئے ہین اونکا وہی حشر ہوگا جو الف لیلہ والے حجام کے اندھے بھائی کا ہوا تھا۔ اس بیچارے نے کسی کے دروازے پر کھڑے ہو کے صدا دی "اللہ بھلا کرے" سہ منزلے مکان کی اوپری چھت سے جواب ملا "برکت ہے" اندھے نے پھر کہا "الٰہی اس گھر کے رہنے والے پھلین پھولین آباد رہین شاد رہین" آواز آئی "سائین پھر مانگو" بیچارے اندھے نے پھر دعا دی۔ ابکی صاحب خانہ نیچے اوتر کے آیا اور ہاتھ پکڑ کے حافظ جی کو اوپر چڑھا لے گیا کئی منزل سیڑھیان طے کرنے کے بعد اندھے سے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ اندھے نے کہا "بابا بھوکا ہون کھانا کھلا دو" اوسنے کہا "خدا رازق ہے۔ کوئی اور گھر دیکھو" اندھے نے منت کی کہ مین راہ نہین جانتا تم جسطرح لائے ہو اوسی طرح پہونچا دو اگر یہی جواب تھا تو وہین کہہ دیتے۔ اوسنے طعنہ دیا کہ دو مرتبہ جواب دیا تمنے قبول نہ کیا تیسری مرتبہ مینے خیال کیا کہ شاید تم بہرے بھی ہو۔ گلی مین کھڑے ہو کے چیختا کون یہان لا کے اطمینان سے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب ہوا کھاؤ۔ اندھا بیچارہ ٹٹولتا ہوا گلی تک پہونچا تو سہی مگر تیمور بھی ہو گیا۔

کسی کا قیاس ہے کہ نہ یہہ ہے نہ وہ لارڈ وارن کو رومال کی آڑ مین بٹیر بن لڑانے کا شوق ہے حضرت کھلم کھلا شوق پورا نہین کر سکتے فیصل بھی نہین رہی۔ بٹیر بن نہ سہی پولیٹیکل گوندہی دو دو چونچین لڑوا کے کس دیکھ لینگے۔

کسی کی اٹکل ہے کہ ابھی وایسرائے صاحب مجھے تو کچھ باتونی معلوم ہوتے ہین۔ افیمیون مین افواہ ہے کہ بھائین (بھائی) ہو نہو یہہ افیم کی بندش کا سامان ہو رہا ہے۔ ہائے واللّٰہ دو تہائی جو کہین اب کی بھاؤ اور بڑھا تو ہم کہین کے نہ رہین گے۔ ارے کوئی ان سے ہم غریبون کی طرف سے کہہ دے کہ آنغا (آغا) دو ڈبل کی ریوڑیان ہم لوگ تمھین کھلائینگے جو چنیا بیگم کی برائیون پر کلچر نہ دو۔

مذہبی دلالون کا قول ہے کہ یار آئی گئی ہمارے ماتھے ہو گی مگر اتنا یا در ہے کہ مذہب مین دخل دینے کی ملکہ وکٹوریا ممانعت کر چکی ہین۔

اہل سیاست کا دل دھکڑ پکڑ کرتا ہے کہ یہہ سب اصلاحات کے کرم خوردہ بتاسے مین سے چور اجھاڑنے کی گھاتین ہین۔ ابھی ہم پہلے ہی سے اپنی جگہ سمجھے بیٹھے ہین وہ لاکھ چھپائین ؎

تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

یہہ وہی "کچھ" والا معاملہ ہے۔ منقول ہے کہ اندھیر نگری مین کسی مسافر کا گزر ہوا۔ بال بڑھ گئے تھے نائی سے کہا بھائی بال تراش دو ہم تمھین کچھ دینگے۔ نائی نے بال کترے انھون نے چار پیسے دیے اوسنے پیسے پھیر دیے اور کہا "جناب پیسے الگ رکھیے مین تو "کچھ" لونگا "کچھ" دلوائیے" مسافر گھبرایا اور اپنے میزبان سے روداد بیان کی اوسنے کہا یہہ کون سی بڑی بات ہے لاؤ کٹوری مین پانی۔ نائی پانی لایا انھون نے چھپا کے ایک تنکا پانی مین ڈال دیا اور خفا ہونے لگے کہ اندھے دیکھ تو پانی مین کیا ہے۔ نائی کے منہ سے نکلا "اس مین تو کچھ ہے" میزبان صاحب نے فوراً ارشاد کیا "کچھ ہے تو تم اپنی مزدوری مین لے لو اور چلتا دھندا کرو"

زمانہ جنگ مین لارڈ چیمسفورڈ نے بھی "کچھ" دینے کا وعدہ کیا اور پانی مین "کچھ" ڈال کے بصورت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ عنایت فرما دیا۔ اب "کچھ" کی دوسری قسط ملنے والی ہے۔ اوسی "کچھ" کے بارے مین مشورہ ہو رہا ہے ؎

ترک ہوگا نہ تعلق ہم سے
"کچھ" نہین ہے تو شماتت ہی سہی

الحاصل اندر خانے جو غترغون ہو رہی ہے اوسکا حال ضرور کھل جائیگا ؎

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

ہان یہہ دوسری بات ہے کہ ہر ایک شخص مطلوب و مدعو سے ایک جداگانہ مسئلہ پر گفتگو کیجائے۔ پیٹ کا ہلکا مشیر کار بھانڈا پھوڑ دے اور صاحب ظرف قفل بدہن رہے۔

مشہور ہے کہ ایک بادشاہ کے راز اکثر حلق سے نکلتے ہی خلق مین پہونچ جاتے تھے۔ افشا کرنے والے کی تلاش ہوی تو ایک ہوشیار مصاحب نے مشورہ دیا کہ خداوند نعمت آپ اپنے مصاحبون کو بلائیے اون سے علٰحدہ علٰحدہ باتین کیجیے اور جو راز جس مصاحب سے بیان کیجیے اوسے کاغذ پر اوسکے نام کے ساتھ لکھ لیجیے۔ بادشاہ نے یہی کیا چند روز مین اور چھے جنجو ... صاحب کا حال ظاہر ہو گیا ہو تا

اس سے لی گئی تھی وہی مشہور ہوئی۔

لارڈ اروِن کا راز جو کچھ ہو اگر وہ ملک سے متعلق ہے تو ادسے یون سرطانی پھوڑے کی طرح کھال کے اندر پکانا بے سود ہے۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔ بات عالم آشکار ہو نے پر ہنسنا ہمارا کام ہے۔

تاریخی کوہکنی

ایک نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہین کہ بیان کے ایک بے بدل مؤرخ صاحب نے نعمت خان عالی کے حالات پر لکچر دینے شروع کیے ہین۔ بات معقول ہے جو لوگ اپنے اسلاف کے سوانح خود کتابون مین تلاش کرنے کی زحمت سے بچنا چاہتے ہین اونکی نالائقی اور کاہلی کا بار اہل خبرت کو ضرور اپنی گردن پر لینا چاہئے لیکن طبع زاد واقعات سے احتراز بھی واجب ہے چنانچہ مؤرخ صاحب نے ایکا دل کا عہدہ خدا جانے کہان سے خان عالی کے سپرد کر دیا۔ کاش یہہ خوش ذائقہ مزے دار عہدہ انھین زندگی مین ملا ہوتا تو وہ جناب مؤرخ کے شکر گزار ہوتے۔ اصل واقعہ یہہ ہے کہ میرزا (سید) محمد شیراز کے طبقۂ علما و ادبا سے تھے۔ حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ایک قدر افزاے کمال بادشاہ تھے اونھون نے اپنے مصاحبون مین نوکر رکھ لیا اور نعمت خان کا خطاب دیا۔ اہل کمال کی جنس آج بھی ویسی ہی نایاب ہے جیسی کہ پہلے تھی اسلیے شاہان روزگار ضرورت ہویا نہ ہو جگہ خالی ہو یا نہو کسی فن کے ماہر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اس عہدے کا نام "رفیق" "صاحب" خدوی، خاص، ندیم، مشیر" تھا۔ بظاہر یہہ گروہ بیکار تھا مگر فی الحقیقہ اس سے وقت پر بڑے بڑے کام نکلتے تھے۔ مدتون انکے ظرف و شعور و فہم کا امتحان ہوتا تھا۔ خلوت مین یہہ ناصح تھے مشیر تھے داستان گو تھے۔ مخبر تھے۔ رازدار تھے۔ جلوت مین یہہ بادشاہ کی زبان بن کے حاضر جوابی اور فطنت کے جوہر دکھاتے تھے۔ حکومت کی مشین مین کوئی پرزہ بگڑا یا خراب ہوا تو کام نہ رکا انھین کوتل گھوڑون مین سے ایک گھوڑا جوت دیا گیا۔ چرب زبان سفیر کی ضرورت آن پڑی تو ان کے سپرد یہہ خدمت کر دی گئی۔

میرزا محمد شیرازی بھی کمالات کی پوٹ تھے "نجوم السما" مین انکا حال کسیقدر مفصل موجود ہے۔

غالباً سرکار نگوار نے خطاب اور لقب سے تاریخی قیاس (یہہ قیاس کی نئی قسم ہے) کے گھوڑے دوڑا دیئے اور نعمت خان کو "خوان نعمت" تصور فرمایا اس طرح اچھا خاصا بھلا چنگا آدمی ایکا دل بن گیا حالانکہ واقعات مین قیاسی جوڑ لگانا زیبا نہین جب تک تکذیب یا تصدیق خلاف عقل و امکان عقلی نہو واقعات اپنی جگہ برقرار رہتے ہین۔

اگر اس طرح مشہور خطابون سے نامعلوم عہدہ معلوم کرنے کا طریقہ جاری ہو جائے تو اچھا ہے۔ مثلاً برہان الملک ایک لقب تھا۔ عہدہ کا حال مخفی ہے تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ برہان الملک منطق چھانٹنے کی خدمت پر معین تھے۔

کسی کا خطاب یمین السلطنۃ تھا تو اٹکل کی فاتحہ یون دے سکتے ہین کہ یہہ دربار مین یمین (قسم حلف) لیا کرتے تھے۔ یہہ بھی ممکن ہے کہ خود قسمین بہت کھاتے ہون ایک روایت کا ماحصل یہہ ہے کہ دربار مین داہنی طرف کھڑے رہتے تھے۔ لہذا یمین السلطنۃ خطاب ملا۔ صلابت جنگ کے پیٹ مین تھوڑی تھی (سختی) لہذا سخت مہمات کے سر کرنے پر معین ہوسے اور صلابت جنگ خطاب ملا۔

خان عالی سے ہمارے مؤرخ صاحب کو دو شکایتین ہین۔ (۱) فحاش روزگار تھے (۲) پورے سر کے متعصب تھے۔ اگر فحش سے مراد تصانیف مین اون اعضا کا تذکرہ ہے جن سے نسل انسان بڑھتی ہے تو دنیا مین کوئی بڑے سے بڑا مصنف خواہ وہ عالم ہو حکیم ہو فقیہہ ہو محدث ہو مورخ ہو طبیب ہو قاضی ہو امام ہو ادیب ہو عجمی ہو عربی ہو اس عیب سے خالی نہین ہے کسی مصنف کا نام لیجے جسکی کتابین متداول ہون ہم اپنا دعوے ثابت کرنے پر ہر وقت تیار ہین۔ ہمارا یہی دعوے دوسری شکایت کے بارے مین بھی ہے۔ قلم پر مقتضیات طبیعت کا اثر نہو بہت مشکل ہے خصوصاً جن تاریخی کتابون کی بنیاد کسی عہد سلطنت کی مدح و ذم پر رکھی گئی ہے یا کسی مذہب کے الزام پر قائم ہے وہ اس عیب سے بری نہین ہوسکتین۔

جب کوئی مصنف کسی فحش واقعہ کے تذکرہ پر مجبور ہوتا ہے تو وہ عام طرز بیان سے عدول اختیار کر کے خاص طرز کی جانب رجوع کرتا ہے۔ بڑے بڑے مہذب مورخ جیسے کہ امام المحدثنا امام ابن جوزی اپنی کتاب ملا ذکیا اور دیگر واقعات کے اظہار مین مخفی اعضا کے اصلی نام لینے پر مجبور ہوے۔ کنایۃ و استعارۃ نہین۔ صحاح حدیث کی شرحین دیکھیے۔ تفاسیر مین بعض الفاظ کی تفسیر اور بعض آیات کا شان نزول ملاحظہ طلب ہے۔ "نشید الانشاد" (بائبل مقدس مین) ایک نبی کی تصنیف ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ لوگ خود ساختہ مذاق عیب جوئی و تہذیب کے پردے مین ایسے اعتراض کر بیٹھتے ہین جنکا مورد آسمانی کتابین بھی ہوسکتی ہین۔

بہرحال نعمت خان عالی کے کمال کا اعتراف ہی غنیمت ہے جنھین کبھی عملاً ارتکاب فحش کی توفیق نہوی اور اس حسرت مین مر گئے۔ م

نمونہ قابل فروخت

سمن بنام مدعا علیہ بنا بر حاضری اصالتاً بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰)

بعدالت منصفی مقام مظفر نگر ضلع میرٹھ۔
مقدمہ نمبر ۱۱۵ بابت ۱۹۲۶ء
لالہ پیرومل ساکن — مدعی

بنام

کنہیالال ساکن — مدعا علیہ

بنام کنہیالال پسر امیر سنگھ قوم ویس جینی ساکن کھاتولی پرگنہ کھاتولی ضلع مظفر نگر — مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۲۶ء بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا مین اصالتاً حاضر ہون اور جواب دہی دعویٰ کی کرین اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپکو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہون کو حاضر کرین نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہون اُسی روز پیش کرین۔

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۳ ماہ نومبر ۱۹۲۶ء جاری کیا گیا۔

دستخط انگریزی — بحکم انعام الحق منصرم — (مہر عدالت)

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار دہ تیر بہدف ادویہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصۂ اول کی ۱للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہرحال پیشگی لیجاتی ہے ۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنی للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے ۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے ۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ مانجیر شما بسلامت۔ بندہ بردو۔ ایک مشہور یکتا دیگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کرا لین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یاناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا منظور نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق ہر خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۳

مضامین غیر

(۱۲ - نومبر سنہ ۱۹۲۷ء)

فراق محبوب

"ٹٹ بٹ" مین چند تصویرین فراق محبوب کی ہین فراق کی بیماری شعرا مین عام ہے "دیوانہ را ہوے بس ست" اوسی طرز پر قلم ہندی نے بھی کچھ لکھ ڈالا - پسند ہو تو خیر نہین تو نہ سہی "ندیم"

وہ پُت جو نہین تو گھر ہے پھاڑے کھاتا ۔۔۔ کھانا پینا نہین ہے مطلق بھاتا
ہے موت سے بڑھکے انتظار محبوب ۔۔۔ گھر قبر نمط ہے منہ کو کھوسے آتا

(۲)

کس طرح مین تنہائی مین بہلاؤن دل ۔۔۔ جینا دوبھر ہے جان دینا مشکل
کالی راتین ڈراؤنی ہین کیسی ۔۔۔ آنکھون سے ہے اوجھل جو وہ ماہ کامل

(۳)

مجھکو تو کبھی نہ تھا خیال فرقت ۔۔۔ کیسا ہوتا ہے یہ وبال فرقت
پہلی یہ مصیبت آکے سر پر ہے پڑی ۔۔۔ افسوس کہ ہون مین پائمال فرقت

(۴)

کیا حال مین ہال رہے ہے ہیہات شباب ۔۔۔ کس جان پہ اے بتو پڑیگا یہ عذاب
کملانے لگا ہے یہہ لکد کوب فراق ۔۔۔ عاشق کی ان دنون تو مٹی ہے خراب

(۵)

ہو لطف بڑا اگر یکایک آ جائے ۔۔۔ دکھلائے ادا و ناز - محفل وہ جمائے
پھر میرے جلانے کو وہ چندرا کہکے ۔۔۔ سچ کہتا کتنی جلد ابکی ہم آئے

(۶)

لائے وہ زمانہ پھر خداوند کریم ۔۔۔ پھر ناک مین آئے اوسکی زلفون کی شمیم
ہو جائین غفر وایہہ شب دردِ فراق ۔۔۔ ہو مست ملے وصال یہہ قلب سقیم

"ندیم"

غزل

(از ملک الشعرا پنڈت مول چند صاحب تخرلاء دو ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول ہردوائی)

یہ ایک غزل بوزن غیر معین - آزاد از قید معانی دفتر میں بغرض اشاعت پہونچی مگر غزل سے زیادہ ان مسلمان طالب علم صاحب کا خط پاکیزہ ہے - سچ ہے ایسی غزل کے لیے ایسا ہی "طالب علم" والا خط موزون ومناسب تھا امید ہے کہ ملک الشعرا صاحب کبھی درستی خط کے متعلق شاگرد رشید کو غیرت نہ دلائینگے - بایںمعنی کہ اوستاد بروقت اعتراض کاتب کے سر اپنا بوجھ ڈال سکتا ہے اور کاتب مسلم ہونے کیوجہ سے مسلم مالک اُردو ہے اوسے اختیار ہے کہ "لا یفہم" کے ساتھ "لا یقرا" کی صفت بھی بڑھا دے - "اڈیٹر"

شمالی ہند کی ہے زمین سنگلاخ پتھر کی ۔۔۔ ہے کچنچنگا اور سٹ چوٹی شاخ پتھر کی
نہ سالن مین مزا کچھ بھی نہ پھلکا ہو سا کوئی ۔۔۔ ہے جسپر فخر تو کرتی نئی طباخ پتھر کی
کھڑا در پر ہوا عرصہ تہین تکو خبر کچھ بھی ۔۔۔ جھرونکے سے ذرا جھانکو عروس کاخ پتھر کی
گئی اب رات ہے زیادہ بسیرا کیون نہین لیتی ۔۔۔ ہے کرتی قائیں قائیں کیون تو بنی کی لخ پتھر کی
کلائی مین ہے کھلتی دراج وندان سخن ڈھالے ۔۔۔ تمہارے ہاتھ کیا موزون ہے یہ شلاخ پتھر کی
زمانے کی ہر ایک تحریر جو پتھر پہ ہوتی تھی ۔۔۔ برابر صاف سل جکنی ہوئی نساخ پتھر کی
شکستہ خاطر اغیار کو اکسیر اعظم ہے ۔۔۔ تمہارے واسطے ٹھکرا دو اڑ ماخ پتھر کی

ہے ہوتا سنگ سے آہن زیادہ سخت تر شرما
رُو کھائی آکہ نجار ہے سوراخ پتھر کی

پندنامۂ پارسی برائے پوران دبستان

"کوئی مستقل زبان خواہ وہ جدید ہو یا قدیم قدر ضرورت سے زیادہ غیر زبانون کی محتاجی پسند نہین کرتی - چنانچہ ایران مین اب دوبارہ دری و پہلوی زبان ترقی کر رہی ہے - نصاب تعلیم مین ایسے نظم ونثر مضامین داخل کیے گئے ہین جن مین فارسی کے فراموش شدہ الفاظ عمدًا استعمال ہوے ہین - بعض لفظون کے نیچے اونکے معنی بھی لکھ دیے گئے ہین شاید وجہ یہہ ہو کہ انکی جگہ عربی الفاظ نے غصب کر لی تھی بچے ان کے معانی اوران کے استعمال سے ناآشنا ہوگئے ہین - جن قومون مین استعداد ترقی ہے وہ ریل - تار جہاز سے اپنے ادبیات کی اصلاح کرتی ہین - ہندوستان کے نیم لڑکانے صاحب بہادر اپنی زبان چھوڑ بیٹھے تو خیر شاید چند روز مین مہوے کا شجرہ شاہ بلوط سے مل جائے - لیکن مصیبت یہہ ہے کہ یہہ اپنی زبان کے بگاڑنے پر بھی تُلے ہوے ہین "بی کو نک ہم اُڑ لی جانے مانگتا"

"بازار گاد" شیراز مین ایک نظم بزبان پہلوی شایع ہوی ہے اس مین بعض ایسے الفاظ کے معانی بتائے گئے ہین جو ہمارے یہان مستعمل ہین لیکن اپنے وطن مین غریب ہین - فاعتبروا۔ اس نظم مین کوئی لفظ غیر زبان کا نہین ہے - "اڈیٹر"

گرت آزمندی بود سر دریرا ۔۔۔ پسر پیشہ بنا ہنر پروریرا
برخود بہر در بازین دانش ۔۔۔ گرت آرمان ہست بالا پریرا
ہنر جوی و دانش بہل گنج و گوہر ۔۔۔ ز دانش توان جست نام آوریرا
چو فرہنجت و فرہنگ بخش تو گردد ۔۔۔ کنی چنبر این چرخ نیلوفریرا
تن آسا مشو ای پسر در دبستان ۔۔۔ بکوشش تپو و بپش بکن برتریرا
ز دانش پژوہان بکوشش توانی ۔۔۔ بری بر تری سر وری مہتریرا
ز آموختن یکزمان نغنوی خود ۔۔۔ گر از شاخ دانش بری نوبریرا
توانی توانی بفرہنگ آری ۔۔۔ بچنگ آدمیزاد و دیو و پری را
بیاموز فرہنگ ز آموزگاران ۔۔۔ مکن اے پسر پیشہ رامشگری را
ہنرجوی وانده مخور بہر بیشی ۔۔۔ کہ بیشی بود بہرہ دانشوری را
ہر آنکو ز فرہنگ بے بہرہ باشد ۔۔۔ نیابد ز کیہان بلندا ختری را
خرد گر شود بر دل آموزگارت ۔۔۔ ز سر در کنی باد خیرہ سری را
روان کن بفرہنگ فربہ و گرنہ ۔۔۔ ز فربہ تنی بہ بدان لاغری را
توز آغاز آزاد زادی بگیتی ۔۔۔ بپوزش چہ بندی کمر چاکری را
چہ خر بندگان مے مشو چاکر خر ۔۔۔ گریز از خران رو رہا کن خری را
ز گوینده چاکر بلرزد روانم ۔۔۔ کہ خستہ کند راز بد گوہری را
منش پست و بدگو ہر آنکس کہ خواہد ۔۔۔ کند پیشۂ خویشتن نوکری را
مشو آزور ہر دو نان بدہ نان ۔۔۔ ز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہرگز مجو یاوری را
مکن زرد در نزد اژنک گونہ ۔۔۔ ز بہر رز آن چہرۂ آذری را
بر زن مکن کرنش آخر نہ زن ۔۔۔ کہ جوئی ببر زن تو ہم چادری را
یک اندرز پیرایہ گویم بگوشت ۔۔۔ بیاویز این نغز در دری را
کشاورزی آموز و بازارگانی ۔۔۔ ہنرہا کہ شایستہ شد کشوری را
ز آہنوخوشی پوش و خور ہمچو مردان ۔۔۔ نہ چون سفلگان نان خفاگری را
گرت رائے آہنو خوشی ہست در سر ۔۔۔ بکن کاوہ سان پیشہ آہنگری را
منش بد منش دانم و زشت گوہر ۔۔۔ چو کس پیشہ سازد ستایشگری را
چہ دریوزگان ہیرتان پیشہ منا ۔۔۔ چگامہ سرائی سخن گستری را
باندرز دانش پژوہان سر و دم ۔۔۔ مر این چامۂ پہلوی دری را
دہد سود برتنبل این پند نامہ ۔۔۔ کند یادہ خر بندہ گر خرخری را
زبیداد یاسیاہی این کشور آرم ۔۔۔ نیاد آز در کشو دبر بری را
دو دہ سال اندر دبستان نمودم ۔۔۔ بدانش پژوہان ہنر پروری را
ندانست و سیتور ار جم نرنجم ۔۔۔ بدیگر سر امیہرم داوری را
تن آسا شو از آز خرسند بنشین ۔۔۔ مخور انده بیشی و کمتری را
چو کہید بہ بنگہ بیارام و برگو ۔۔۔ روانرا کہ بر کش دم آخری را

منطق آرا بیگم بنام ویسرائے

بڑے لاٹ صاحب۔

مین نے تمھارا اعلان الف سے ے کے یے تک دیکھا۔ اوسکی منطق بالکل درست ہے۔ ہندوستان کے منطقی ولایت کی منطق سے واقف نہین ہین اگر یہہ کچھ حیل حجت کرتے ہین تو یہہ سمجھ کے کہ انگریز سچ بولنے کے عادی ہوتے ہین۔ انھین سچ کی قسمین بھی معلوم نہین ہین۔ دیسی سچ کا مقابلہ ولایتی سچ سے کرنا دانائی کے خلاف ہے اور یہین سے انکی نادانی ظاہر ہوتی ہے۔ اپنے اصلی جواہر چھوڑ کے خود ہی پہلے یہہ ولایت کے نقلی ہیرے نیلم پکھراج یاقوت کی چمک پر ریجھے تھے جسے دس برس کا زمانہ ہونے آتا ہے۔

نئے آئین کے بعد ملکی کونسلین ابتک تین پلٹے کھا چکی ہین۔ پہلے دور کو گل پھلوں "روٹھی رُٹھوں" کا دَور کہنا چاہیے۔ جب یہہ شروع ہوا تو زیادہ ناراضی جلیان والے باغ کے معاملے پر تھی اسوجہ سے ترکم ترکا ہوی مگر یہہ بھی دل لگی تھی۔ ہندوستانی بے وقوف اپنی جگہ پر کہتے تھے کہ ہم نے حلوائیون گاڑی بانون نائیون سے کونسل کی کرسیان بھر دی ہین اور اسطرح جی بھر کے انگریزون کی ناراست نیت کی خوب حقارت کی ہے۔ انگریز اپنی جگہ ہندوستانیون کو احمق بنا رہے تھے کہ حلوائی ہو یا گاڑی بان نائی ہو یا دھوبی ہے ہندوستانی۔ عام رائے نے جسکے سر سہرا باندھا وہی اعلے نور ہے۔ جتنے بے وقوف کونسل مین بھرتی ہونگے اوتنا ہی ہمارا فائدہ ہے کیا معنی کہ عقلمند ممبرون کو اُلّو بنانے مین دشواری ہوتی۔ اب مَن مانے قانون قاعدون (ریجسلیشن) کے واسطے راستہ صاف ہے کوئی جھاڑی جھنڈی کھونٹی کیل سوئی روڑا پتھر بوتل کا ٹکڑا کھائین خندق اونچا ٹیلا نہین بس گٹ پٹ مین کچھ کہا ممبر نہ زبان سمجھتے ہین نہ مسئلہ کے فائدے اور نقصان سے آگاہ ہین اونھون نے کل کے گڈّے ان کی طرح ہاتھ اوٹھا دیے۔ چلیے مرحلہ طے۔ قانون باتفاق اِمنظور ہندو مسلم چنے ہوے ممبرون کی منظوری حاصل۔ ہندوستانی اخبارون مین ان ممبرون اور اس منظوری پر بہت کچھ قلاق ہوا کہ واہ رے ممبر اور واہ رے قانون۔ مگر قلاق سے کیا ہوتا ہے اس قلاق کا جواب ولایت کے اخبارون نے یون دیا " زیر سایۂ برطانیہ ہندوستانیون نے اب اتنی ترقی کر لی ہے کہ انکے نائی دھوبی کنجڑے قسائی تک قانون بنانے مین پوری مہارت رکھتے ہین۔ انکو ہندوستان کی عام رائے نے اپنا وکیل

منتخب کیا تھا۔ اصلاحات خوب کام دے رہے ہین۔ اور امید کیجاتی ہے کہ ہندوستان جلدی ترقی کرکے مہذب ملکون کے ساتھ برگت ملائیگا۔ اس قلاق کا جواب ہندوستانیون کے پاس کیا تھا۔ بھلا یہہ عذر سننے کے قابل تھا؟ کہ ہمنے تو ایک بے پڑھے لکھے محمد فاضل دھوبی کو دل لگی دل لگی مین ممبر بنایا تھا۔ وہ ہمارا وکیل نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ ہنسی مین پھنسی کا دستور پُرانا ہے۔ بالائی حکومت نے دل لگی کی تھی اس لیے کہ لوگ پھنسین۔ غرض اس ہَوَل جَوَل ترکم ترکا اور دل لگی بازی نے بالکل اس کی مہلت ہی نہ دی کہ کوئی کہتا "تحقیقات اور حکومت کا نیا ڈھچر قائم کرنے مین ہندوستانیون کی رائے شامل ہونی چاہیے یہہ آپا دھاپی کیسی"۔ ہان لوگ رٹتے رہے کہ ہم رونی سے کم انعام ہم اپنی اوس وفاداری کا نہین لے سکتے جو ہمنے جنگ مین دکھائی۔ پھر اس زبانی دعوے سے کیا ہوتا؟ اسی بیص بیص مین ایک دور ختم ہوگیا دوسرا دور شروع ہوا مگر اسکا آغاز ہندوستانیون کی آپس کی جوتی پیزار سے ہوا۔ کانگریس کی سُمرن ٹوٹی دانے بکھرے۔ سوراج پارٹی۔ لبرل پارٹی۔ اور خدا جانے کتنی پارٹیان بن گئین۔ وہ پتراؤ بھتراؤ وہ جھونٹے نچول ہوی کہ اللہ تیری پناہ۔ لہذا یہہ دور جھونٹے نچول کے نام سے موسوم ہونے کے قابل ہے۔

پھر اسی دور مین تیسرے دور کی نیو پڑی جسکا نام ہے "مذہب رکھول" یہہ قریب ختم ہے اور "گردن کٹول" اسکا عرف ہے۔ اسنے رونٹی رُغول کا دودھ بھی پیا ہے اور جھونٹے نچول کی گود بھی دیکھی ہے۔ فرق اتنا سا ہے کہ دونٹی رغول پہلے انگریزی حکومت کے مقابل تھی اب آپس مین ہے۔ خدا سلامت رکھے جداگانہ انتخاب کو رہتی دُنیا تک اسکی بدولت جھونٹے نچول گلے کٹول کا امتحان پاس کرنے والے ممبر کونسلون مین بھرتی ہوتے رہینگے اور جب تک انکے دو چار فرد بھی کونسلون مین رہینگے اوسوقت ولایتی نقلی جواہر کی آب تاب قائم رہیگی۔ ایسے لوگون کے واسطے ایسا ہی اعلان زیبا تھا جیسا کہ تمھاری حکومت کی جانب سے شایع ہوا ہے۔ مین اس اعلان کے مضامین کو نہ بادشاہ کی طرف منسوب کرتی ہون نہ وزیر ہند کی طرف اسوجہ سے کہ ابھی تک یہہ ولایتی صدا کانون مین

پروا رُت مین چل رہی ہے پچھوا ہے کھولے ہوے دہان حیرت مچھوا
مچھلی کا ہے محیط بحر برطانیہ مین کاٹے نہ جال آرزو کا۔ کچھوا

گونج رہی ہے:۔ "وہی ہوگا جو ویسرائے کے نزدیک مناسب ہے"۔ اور اسی جملہ سے پہلے ہی لگتے گھر لگا لیے تھے کہ کیا ہوگا اور کیا وایسرائے چاہینگے؟ تم نے خود بھی کہا تھا کہ "مین تو ریڈنگ کے قدم بقدم چلونگا"۔ تمھین آئے سال بھر کے قریب زمانہ گزرا۔ تم بقول دہاتیون کے کھر بکھند (نقش قدم) ڈھونڈھ رہے تھے اور ہندی تمھاری جستجو کے ناخن لے رہی تھی۔ بے شک تمنے کھر کھند سے ریڈنگ کی روش کا خوب پتا لگایا۔ ہندوستانی ریاستون کا جو نزلہ ریڈنگ نے جھاڑا تھا تمھارے عہد مین اوسکی شورش ابھی خاصی بڑی۔ لوگ تو یہہ بھی کہتے ہین کہ ہندوستانیون کی دانتا کلکل بھی ریڈنگ کا سو گھڑا پا ہے۔ مگر مین اسے ہندوستانیون کی شامت کا نتیجہ خیال کرتی ہون۔ جو یہہ سچ ہے تو تمھارے عہد مین شیطان کی عنایت سے یہہ دانتا کلکل گئی نہین بلکہ پھل پھول رہی ہے۔ تمنے دو دو دبک بھی بتائی مگر اوسکے کان پر جون نہین رینگیتی۔ دور سے بیٹھ کے "ہان ہان۔ جانے دو۔ آپس مین لڑتے ہو۔ بڑی بات" کہنا اور کوئی اصلاح مشورہ خاص اس بارے مین نہ کرنا۔ پھر زبانی جمع خرچ اور صلح جوئی کی بانگی دکھا کے لیڈرونکو بلاوے دینا اور بقول اخبارون کے اس مشورے کا اصلی مطلب یہہ ظاہر ہونا کہ کمیشن آتا ہے اسکی مدد کرو یہہ سب دانشمندی کی علامتین ہین سچ کہتی ہون جو تمنے چاہا وہی ہوا۔ اب ایک بات حکومت کے بھلے کو کہتی ہون اگر اس پر عمل کروگے تو سچ کہتی ہون نیکنام ہوجاؤگے۔ پہلے ایک دل لگی کا چٹکلا سناتی ہون ارے ہان میری تو عادت نگوڑی دل لگی کی ہے بوڑھی ہونے کو آئی مگر ہونٹون کی مسکراہٹ نہین جاتی۔

سنتی ہون کہ نواب اقبال الدولہ بہادر جب یہان سے عراق گئے تو وہان ونکی خوب آؤ بھگت ہوی ترکی حکومت نے اونکا دھوم دھامی استقبال کیا بدّو دن مین اونکا طوطی بولنے لگا۔ عراق بھر پر اونکا وہ رعب چھایا کہ گابھنی گابھ ڈالنے لگی۔ وہ عراق کے بیچ مچ کے حاکم ہوگئے۔ مگر اونھون نے دیکھا کہ عراقیون کی زبان پر ایک بیڈھب گالی چڑھی ہوی ہے کسی بات پر بگڑے اور چھوٹتے ہی کہہ بیٹھے "لعن ابوک" (تیرے باپ پر لعنت)۔ لکھنؤ کے شاہزادے بھلا ایسی گالیون کی تاب کہان لاسکتے ہین۔ گالی دینا کیسا کان بھی آشنا نہین۔ عربون کی زبان پکڑنا بھی

ممکن نہ تھا۔ آخر اونھون نے یہہ تدبیر نکالی کہ ایک بڈھے افیمی مرنا جوگے کانے عرب کو "ابوئی" (یا باپ) کہنا شروع کیا جو لوگ ان عجیب غریب ابا جان کو دیکھتے اور شاہزادہ صاحب کو "ابوئی ابوئی" کہتے سنتے وہ حیران ہوتے تھے کہ حضور نے اس کھوسٹ کو کیسا خطاب دیا ہے بعض مُنہ چڑھے مصاحبون نے آخر دبی زبان سے کہا کہ حضور نے اس بُڈھے کو بڑا مرتبہ عنایت فرمایا۔ نواب صاحب نے ارشاد کیا کہ "بھئی کیا کردن" لعن ابوک" کی چوٹ بچانے کے لیے نیا باپ بنانا پڑا۔ نامعقول بدو بیٹھے بٹھائے اوس شخص کے باپ پر بھی ناراض ہوکے لعنت بھیجتے ہونگے اب آئی گئی سب اسی بُڈھے کے سر جائیگی وہ مرحوم بچے رہینگے۔ کیون لاٹ صاحب! کیا آپ کو یہہ تدبیر پسند نہین؟۔ ولایت سے کمیشن آنے والا ہے۔ اس مین کسی ہندوستانی کا بس نہین۔ ہندوستانی کوڑھ مغز آسمان سر پر اوٹھائے ہوے ہین کہ ہائے ہائے وہ کمیشن ہی کیا جسمین ہم نہون۔ ولایت کے بعض بے لگان انکی ہان مین ہان ملاتے ہین کہ یارو تم سچ کہتے ہو۔ دو لگی کو اس کمیشن کو۔ ایسے کمیشن پر لعنت جو تمھاری بات نہ پوچھے آئے دعوتین کھائے۔ مفت مین سیر شکار سے جی بہلائے۔ من مانی رپورٹ تیار کرے اور گھر کی راہ لے۔

لعنت کوئی گالی نہین مگر بُری بات ہے۔ اسکے معنی ہین بیزاری۔ اگر ہندوستانی لعنت مین شرکت کے قابل نہین تو انھین بازار کی لعنت ملامت ہی مین شریک کرلو۔ مسٹر سائمن کی جگہ کسی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے گون کے یار شہرت کے بھوکے خوشامد کے عادی انگریزون کا بوٹ چاٹنے والے ہندوستانی کو کمیشن کا فرضی مکھیا (صدر) کیون نہین بنادیتے جو لعنت کی سپر بنجائے؟ ایسے ہندوستانیون کی کمی نہین ہے۔ ارے گلی گلی مل جائینگے۔ تمھین ڈھونڈھنے اشتہار دینے کی زحمت نہوگی۔ اپنی میز کے گرد آنکھون کو گردش دے کے دیکھو بھئی جو چٹکی بجاتے ایسا آدمی نہ مل جائے تو مین کچھ ہارتی ہون۔ یہہ آدمی کبھی اپنے وطن کی سی نہ کہیگا۔ ہر قسم کی لعنت ملامت برداشت کرلیگا۔ اسکے گریبان تک ہندوستانی سوراجیون کا ہاتھ جلدی پہونچ جائیگا۔ گورے چمڑے والے کمشنرون کو پھر کوئی کچھ نہ کہیگا۔ یہہ سب کچھ سہیگا چپ رہیگا۔ تمھین بھی زبان ہلانے کا موقع ملیگا۔

"ہم نے تمھارے حق مین کوئی کوتاہی نہین کی راے بہادر مٹر چرے داس یا خان بہادر لعنت اللہ ایک ہندوستانی معزز آدمی ہے اوسنے کمیشن کی اس راے سے بالکل اتفاق کیا کہ ہندوستانیون کو ابھی اپنے اوپر آپ حکومت کا سلیقہ نہین سنہ ۱۹ء مین جو اختیارات دیئے گئے اونکا استعمال غلط ہوا۔ ان کے آپس مین بیر ہے ایک دوسرے کو دیکھے جلا جاتا ہے۔ ہندوؤن کے پرچے دیکھو۔ مسلمانون کے مضمون دیکھو۔ اونے سی بات پر کٹے مرتے ہین۔ محکمون مین مہتر تک گنے جاتے ہین کہ کتنے ہندو ہین کتنے مسلمان۔ باہمی نفرت کا یہہ عالم ہے کہ ایک کنوئین پر دو آدمی پانی نہین پی سکتے ایک بنچ پر دو آدمی بیٹھ نہین سکتے۔ مکاری کا یہہ حال ہے کہ اگر کوئی شرابی جواری مسلمان کسی ہندو کے ہاتھ سے جوا چوری کرتے پٹ گیا تو بڑے بڑے اشتہار چھپوا کے بانٹے جاتے ہین "مجاہد راہ خدا اساس شریعت غرا۔ غازی تہور شعار۔ ہمپایہ خداوند قہار (معاذ اللہ) بانئ فلک دوار شمس اللہ من و قمر الاقمار۔ ماحی آثار بدعت۔ محیی آداب کتاب سنت۔ قاضی القضات سید السادات۔ اکبر الشہداء امجد الاولیاء مولانا ومقتدانا وہادینا ومرشدنا حضرت پیر روشنضمیر خمار الملۃ قمار الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی پر شریر النفس بیداد پرست سنگھٹنی غنڈون کا حملہ" سچ پوچھیے تو لمبے چوڑے القاب والے قمار الدین صاحب صرف ایک جاندار ہین۔ مان انکی نٹنی۔ تمھین باپ کا پتا خود ان کی والدہ شریفہ کو بھی معلوم نہین۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی لٹیرا بدکار ہندو بدزبانی یا بدمعاشی کی بدولت جھپیٹ مین آگیا تو سیر ابھائی ہندوؤن کی جانب سے گھرتے کے گھرتے چھپے "مسلمان غنڈون کی شرارت! حکومت کی مجرمانہ غفلت!! مسلم پولیس کی بے ایمانی!!! سازش آریہ کشی کا نیا کرشمہ!!! کل شب کو شری یت مہاشے سوامی دھرم بھگت جگت گرو مہاتما پرماتما شری ۱۰۸ اسنگھٹا نندجی مہاراج ایک کوکرم دیوی کے ڈیرے سے ایک بجے گھر مین پدھار رہے تھے کہ کسی شیطان مسلم نے آپ کی شان مین ناپاک جرمی اوزار سے گستاخی کی۔

حقیقت پوچھیے تو پرماتما سنگھٹانندجی اوس فرقہ سے تعلق رکھتے ہین جو زندہ تو خیر گائے کا مُردہ بھی نہین چھوڑتا۔ یہ گوشت کھاتے اور کھال بیچتے ہین۔ سیکڑون مرتبہ گایون کو زہر کھلانے کی علت مین دھرے جا چکے پولیس تاک مین لگی رہتی تھی اسوجہ سے بھیس بدلا اور مہاشے بن بیٹھے ذات برادری سے چوری اور چھنالے کے جرم مین خارج ہوے اب مہاشے نہین تو اور کون ہین"

لہذا کمیشن کی متفقًا یہہ راے ہے کہ سنہ ۱۹ء مین جو اختیار امتحان کے طور پر دیے گئے تھے وہ یکلخت سلب کرلیے جائین۔ اور یہہ امر مزید قابل اطمینان ہے کہ راے بہادر مٹر چرے داس اور خان بہادر لعنت اللہ نے اس واقعیت کا انکار نہین کیا!!

لاٹ صاحب! یہہ تدبیر ایک بر ایک ہے۔ اگلے زمانے کی کونسلون مین اسی طرح کی نیابت ہوتی تھی۔ کوئی گھگھو ملا اور جھٹ سے ہاتھ پکڑ کے لاٹ صاحب نے اوسے کونسل کا ممبر بنادیا۔ اوسی کونسل کے بنائے ہوے قانون آجتک چل رہے ہین جو تجویزین اوس زمانے مین پاس ہوین ابتک پھل پھول رہی ہین۔ قوم کے انتخاب کیے ہوے ممبر آج بھی اونھین مین میکھ نہین نکالتے۔ پانچ کم سو سوال آج بھی کونسلون مین ایسے ہوتے ہین جن مین مذہبی آگ دبی ہوی ہوتی ہے۔ باقی رہے پانچ سوال انہین سے دو ایک کام کے ہوتے ہین جیسے محلے والونکا رشوت یا انتظامی خرابیان جنکی آجکل کوئی حد نہین بچے تین چار تو وہ باد ہوائی ہوتے ہین نہ دین کے نہ دنیا کے۔

انجمن مشاورت وزبان بنگالی

اوستاد برطانی "مدد کمیشن کی۔ برطانیہ کے پیارے پیارے مٹھو۔ پڑھو جنگیلون پڑھو سیبل نذر برطانیہ کی"

شاگردان ہندی "ٹے ٹے ٹے ٹے ٹے ٹے ٹے ٹے ٹے" (دیسی بولی)

لاٹ صاحب۔ مین نے سُنا ہے کہ اس کمیشن کے ساتھ تمھارے بہنوئی بھی آنے والے ہین اگر تمنے کسی ہندوستانی بوڑم کو کمیشن مین شریک نہ کیا تو ان بیچارے کی زیادہ گت بنیگی۔ کیا وجہ؟ کہ یہہ ہے سدھیانے کا رشتہ ہندوستان مین (بُری نیت سے نہین بلکہ خوشی خواہان) گالیان دینے کا دستور عام ہے جس سے چاہے پوچھ لو۔ شریفون مین گالم گلوج بجز ایسے موقعون کے اور کبھی نہین ہوتی۔ کبھی اور آئے ہوتے تو شاید عادت بھی ہوتی اب تو پہلے پہل آرہے ہین۔ پھر خالی خولی شریفون سے سابقہ ہوتا تو خیر زیادہ تھیتڑی نہ بنتی۔ یہہ ہے ہندوستان اسمین یورپ کی طرح سب ذات شریف ہی نہین بستے ہین اور کمیشن پر ہندوستانیون کو اعتبار بھی نہین ہے۔ جوکہین اینڈی بینڈی رپورٹ تیار ہوی تو عجب نہین کہ دل لگی دل لگی مین پھکنی تو ادسینا کرچھا بیلنے کی ڈنڈی سودے سلف کی ڈلیا اور کیچڑ کی جوتی بھی کھیلی جائے۔ ہندوستانی لیڈرون سے "دبھائی کاٹ" (بائیکاٹ) سکھانے والے اعلان ابھی سے نکلنے لگے ہین۔

تمھارے اعلان کے بارے مین جو صلاح مناسب تھی وہ تو اپنے مذاق کے موافق مین دے چکی اب ہی اعلان کی تھوڑی سی منطقی خامی تو وہ پھر کبھی مین ٹھنڈے دل سے کہتی ہون کہ ابتدائی قسط ملنے کے وقت جب ہندوستانیون نے بنیاد ڈالنے مین اپنا آدمی شریک نہونے کی شکایت نہین کی تو آج بھی ادنھین چون وچرا کا حق نہین رواج پر ہندوستان کی ہر ایک بات قائم ہے فقط

راقمہ: مخلصہ منطق آرا بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"نیچے سے اوپر ڈھلکے"

ایک صاحب نے اپنے کسی دوست کی دعوت کی شب کو مہمان صاحب کھانا کھاکے سوئے بارہ بجے میزبان کی آنکھ کھلی تو مہمان کے قہقہون کی آواز کوٹھے پر سے آئی۔ میزبان نے پکار کے پوچھا۔ "ارے بھائی فلان؟"

جواب "فرمائیے"

"تم تو یہان سوئے تھے کوٹھے پر کیونکر پہونچے"

جواب "ڈھلک کے"

"خوب! ہر چیز اوپر سے نیچے ڈھلکتی ہے تم نیچے سے اوپر ڈھلک گئے!"

جواب "جی اسی پر تو مجھے ہنسی آرہی ہے"

میزبان صاحب بھی اس جواب پر ہنسنے لگے۔

ہندوستان یونا فیوناً ڈھلکتا ہوا نیچے سے اوپر ترقی کر رہا ہے۔ اس ڈھلکتی ہوی ترقی پر اگر مہمان ہنستے ہین تو چندان قابل مواخذہ نہین چند روز ادھر کا قصہ اخباری کاغذون مین چھپا ہے کہ دو ہندوستانی وزیر اپنے حلقہ مین دورہ کرنے گئے۔ وزیر کالے مجسٹریٹ گورا بھلا نور بھی تاریکی کا استقبال کرتا ہے! نتیجہ یہہ ہوا کہ مجسٹریٹ یا کلکٹر کیسا ڈپٹی کلکٹر صاحب نے بھی استقبال نہ کیا۔ ہندوستانی وزیرون کی وزارت برطانیہ کی بخشی ہوی نعمت ہے لہذا وزیر صاحب کی ڈھلکتی ہوی معراج گورے چمڑے کا صدقہ ہے۔ اونھین لازم ہے کہ قہقہہ لگائین۔ میزبان خندہ زنی کے اصلی سبب سے آگاہ ہے وہ بھی ساتھ دیگا۔ اور عجب نہین کہ اینجانب بھی ہنسی مین شریک ہوجائین کیا معنی کہ قہقہہ بھی سینہ سے حلق تک "ترقی تدریجی" کرکے پہونچتا ہے۔ خدا مرکزی کمیشن کے شر سے بچائے۔ مذکورہ قصہ اگر صحیح ہے تو ہمین ڈپٹی کلکٹر صاحب کے بارے مین خوف پیدا ہوگیا ہے کہین ان پر وہی مصیبت نازل نہو جو احنف بن قیس کے مُنہ پر طمانچہ مارنے والے پر نازل ہوی تھی۔

حکایت ہے کہ ایک شخص نے احنف بن قیس (سردار قبیلہ بنی تیمم) کے مُنہ پر ایک سیلی رسید کی۔ احنف نے حیرت ظاہر کی کہ بھائی مینے تیری کیا خطا کی تھی۔ اوسنے کہا کہ بنی تیمم کے سردار کو پیٹنے کی ہوس مجھے مدت سے تھی۔ احنف بولے کہ پھر تو تمنے کچھ نہ کیا۔ اسوجہ سے کہ سب سے بڑا سردار حارثہ بن قدامہ ہے۔ نام تو جب ہوگا جب ایک تھپڑ اوسے بھی رسید کرو۔ حارثہ کو بھی بیحد احنف سمجھے تھے۔ گئے اور پھونک کے ایک اون کے بھی جڑدی ہاتھ کی جھلاہٹ اور گدی کی جھلجھلاہٹ ابھی مٹی نہ تھی کہ ہاتھ قلم کردیے گئے۔ ہماری رائے ہے کہ احنف کی طرح وزرا صبر فرمائین اور کوئی حارثہ تجویز کرلین۔ بُری عادت خود ہی انتقام لے لیتی ہے۔

اطلاع۔ پرچہ دو روز کی تاخیر سے شایع ہورہا ہے امید ہے کہ تین چار ہفتہ بعد اپنے وقت سے شایع ہوگا "منیجر"

نوٹس نسبت دکھانے وجہہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب ڈشٹرکٹ سب جج صاحب بہادر لکھنؤ مقام لکھنؤ۔

مقدمہ نمبر ۲۲۴/۵ سنہ ۱۹۲۶ء۔

مسماۃ نندرانی عمر تخمیناً ۴۰ سال بیوہ بنارس نبت منشی روشن لال قوم کایستھ ساکن لکھیم پور ضلع کھیری۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ مدعلیہ

بنام

بابو برجموہن دیال وغیرہ۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ مدعاعلیہم

بنام بابو برجموہن دیال ولد رائے دینا دیال قوم کایستھ ساکن محلہ نوبستہ شہر لکھنؤ

ہرگاہ مسمی مسماۃ نندرانی نے درخواست حسب آرڈر ۳۴ قاعدہ ۵ ضابطہ دیوانی اس عدالت مین گزرانی ہے کہ ڈگری قطعی صادر فرمائی جاوے۔

لہذا آنکو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت دس بجے دن بتاریخ ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۲۶ء اس عدالت مین حاضر ہوکر درخواست کے خلاف وجہہ دکھاؤ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمھاری غیر حاضری مین سماعت کی جاویگی۔

بتاریخ ۱ ماہ نومبر ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

وقت حاضری بدفتر ایڈیشنل سب جج بہادر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

(مہر عدالت)

فقیہ نہیں فقیر

مسٹر سکلات والا اور مہاتما گاندھی

ابو حسین بن سماک ایک فقیر تھے بہت پڑھے لکھے آدمی تھے۔ مدینہ کی جامع مسجد میں مختلف علوم پر لکچر دیتے رہتے تھے۔ لوگوں کا مجمع اچھا خاصا ہو جاتا تھا۔ آپ جانیے عالموں کے حسد سے خدا بچائے ابن سماک کی مرجعیت آنکھوں میں خار بن کے چبھی ایک عالم نے سر محفل ذلیل کرنا چاہا اور مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اوسنے اتنا مال چھوڑا اور اوسکے اتنے وارث ہیں بتایئے تقسیم فرائض کس طرح کیجائے۔ ابن سماک کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جھیپ جاتا مگر انھیں بات وقت پہ سوجھ گئی۔ کہنے لگے "تم بھی عجب احمق ہو میرا اشمار اوس گروہ میں ہے جو مرتا ہے اور اپنے بعد کچھ نہیں چھوڑتا۔ مال دُنیا میں سے انکے پاس ایک مسواک ایک جریب ایک خرقہ ایک تہمد ایک مٹی ایک بوریا ایک تسبیح کے سوا کچھ نہیں ہوتا اس مال کا وارث انکا خلیفہ ہوتا ہے۔ بھلا مجھے دُنیا والوں کے مسائل سے کیا سروکار۔

مسٹر سکلات والا کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک ہی ذات ہے جو حکومت وقت کے لگائے ہوئے زخم پر مرہم لگا سکتی ہے اگر وہ دور ہی سے تماشا دیکھتی رہے تو پھر یہ چرکا شاید کبھی مندمل نہ ہوگا۔ (یعنی مہاتما گاندھی)

حال یہ ہے کہ ہمارا مہاتما پالیٹکس کا فقیہ نہیں وہ تو ایک فقیر ہے کمیشن بازی اور تیشہ بازی کی گھاتیں وہ نہیں جانتا کمیشن بازی تقسیم میراث اور علم الفرائض سے تعلق رکھتی ہے۔ ابن سماک کے پاس بوریا بدھنا تھا یہاں ایک لنگوٹی ہے اور ہمارا مہاتما۔ ایک چرخا ہے اور ہمارا گاندھی۔ پولیٹکل گھاتیں معلوم ہوتیں تو ۱۹۱۵ء میں تہائی چوتھائی حصہ میراث (مادر مرحومہ ہند) ضرور مل جاتا۔ وقت گزر گیا بات رہ گئی۔ اب کیسی بینائی اور کیسی مرہم پٹی۔ اتفاق نہیں اتحاد نہیں۔ وثوق نہیں اعتماد نہیں۔ دیسی مال بے قدر۔ جہاں دیکھو

وہاں غدر۔ چرخا کاتنے پر راضی ہوا ئیں تو رضامند نہیں۔ بٹے کٹے موٹے مسٹنڈے جوانوں کی کون کہے۔ کھدر جسم نازک پر بار ہے تو یہی کرتے کہ ولایت سے مشینیں منگوا کے باریک ریشمی سوتی کپڑے بنتے اور ولالی فرنگ کے پھندے سے گلو خلاصی کرتے بیکاری گھٹتی صنعت بڑھتی۔ دولت ملک میں کھپتی۔ نہیہ ہوا نہ وہ امن وامان کی باگ مفسدوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اب فرمایئے کس کی رہنمائی کریں۔ مفسد اونکی سُنینگے؟ واہ سُن چکے۔ فسادی روزی کا ٹھیکرا ہے گھوڑا دانے گھاس سے یارانہ گانٹھے تو کھائے کیسا۔ متروک الدنیا لیڈروں کی رہنمائی؟ بہتر ہے! مگر وہی ہائی ہوگی ؎

تضمین — کی دوگاڑیاں دوہینڈک جوتے جائیں
راجہ مارین پیدڑی ہم راجہ مارن جائیں

ڈاکٹری اور قانونی حد سماعت

سنی سُنائی بات ہے کوئی یہہ نہ کہے کہ "آنکھوں دیکھا بھٹ پڑا مجھے کانوں سننے دے" عذاب ثواب ویس گردن رسیے اخبار کی کاغذ کی گردن پر جسنے کانوں میں یہہ بھنک پہونچائی کہ ایک جج صاحب نے کسی ڈاکٹر پر اصل وخرچ ملا کے پندرہ ہزار کا دعوے ٹھونک دیا۔ بنائے دعوے بہ زبان پنچ یہہ بیان کی جاتی ہے کہ مدعی نے اگست ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر سے ثقل سماعت کا نسخہ لکھوایا پھر ایک سال بعد یعنی اگست ۱۹۲۶ء میں کسی دوافروش کمپنی کے یہاں سے بندھوا کے استعمال فرمایا۔ کہتے ہیں کہ دوانے بائیں کان کے صماخ (پردہ گوش) پر قبضہ مخالفانہ کیا اور سماعت قبل از فیصلہ قرق کرلی۔ اب کوئی مقدمہ قابل سماعت ہو یا نہو کان کے نزدیک غیر مسموع ہے۔ حد سماعت میں دوا کی یہہ بیجا مداخلت مدعی کی دانست میں ڈاکٹر یا دواساز کے خلاف غیر قابل انکار شہادت ہے لیکن ڈاکٹر اور دواساز کا جواب ہے کہ مدعی کسی دادرسی کا مستحق نہیں۔ دعوے اس کان سنکے اوس کان اڑا دینے کے لائق ہے۔ نسخے کے اجزا

قطعًا بے ضرر ہیں سال بھر کے بعد تجدید مشورہ کا نوٹس جاری کیے بغیر استعمال کرنا بے معنی اور کان رس جوڑ کیا (عذر غیر قابل استماع یا مانع تقریر مخالف) ٹھسا ہوا ہے۔ مقدمہ کی شنوائی ہوگئی۔ تنقیحیں نکل چکیں۔ انصاف حاکم صاحب کی ذکاوت سماعت پہ موقوف ہے۔

مناسب تو یہی تھا کہ مدعی اور مدعا علیہم آپس میں کانا پھوسی سے معاملہ طے کر لیتے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہوتی۔ مقدمہ پانچویں دسمبر کو پیش ہوگا نتیجہ کیلئے گوش برآواز رہنا چاہیے۔

المختصرات

ایک صاحب نے محترم زمیندار لاہور میں اشتہار دیا ہے کہ ایک مدرس کی ضرورت ہے ایسا ہو ویسا ہو اتنی تنخواہ بجائیگی اور روٹی بھی۔ مسئلہ یہہ ہے کہ دال یا کم از کم نمک بھی ملیگا یا روکھی پر ٹالنے کا ارادہ ہے۔

لارڈ سنڈہرسٹ بھی "دکس بشنو دیا اشنفود" پر کبھی کبھی عمل فرماتے رہتے ہیں آپ چار نصیحتیں آنے والے تحقیقاتی کمیشن کو تعلیم فرماتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہہ ہے کہ مسلمانوں کی قلیل التعداد طاقتور جماعت اصلاحات کی وجہ سے ایذا میں ہے اسکی حفاظت کیجائے۔ اللہ رے درد اسلامی۔ بُوا نصیبن ایسے ہی محل پر کہا کرتی تھیں "کوئی بولے یا نہ بولے میری نکٹی شاسٹ بولے"

بالڈون صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستانی آدمی کیسا کمیشن میں کوئی ایسا انگریز بھی نہیں ہے جسکا تعلق حکومت یا ہند کی تجارت سے ہو۔ سچ ہے جناب "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا" مگر چین انگریز ممبروں کی ذات سے کوئی رشک نہیں اعتراض یہہ ہے کہ گھر کی بات گھر والے ہی خوب جانتے ہیں اگر بالکل بے لاگ کارروائی کرنی تھی تو حضور نے امریکہ سے کرایہ کے مزدور کیوں نہ بلوائے بفضل خدا امریکہ میں ڈلی ورسن کے سے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔

والیسرائے صاحب نے ہمارے خیال کے بموجب مختلف لیڈروں کو بلاکے حکم سُنانے میں بیکار وقت ضایع کیا۔ ولایتی بولی اور دیسی بولی میں بہت فرق ہے اگرچہ انگریزی میں حرف T (ٹی) سے خالی بہت کم لفظیں ہونگی لیکن بجانی اور بجانے ٹی کمیشن کے تقرر میں؛

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے مغز کنجشک

آنچہ در ماہی سقنقور است
نصف آن در دماغ عصفور است

اعضائے رئیسہ اعصاب کو طاقت پہونچانے مین ادویہ مین شاہ مسند و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول ادویہ کے شعر مین نظم کیا گیا ہے اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا مین کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے

قیمت فی بکس ۱۲ خوراک (ے۲)

ماء اللحم عنبری و آتشہ خاص الخاص

یہ ماء اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے جسکی سارے ہندوستان مین شہرت ہے پہلے صرف راجگان و والیان ملک کے لیے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک عنبر تازہ میوون کے عرق دون سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضا رئیسہ ہاضم طعام رنگ رخسار سرخ و سفید کرنے والا۔ کمزوری کو دور کرنے والا کا علاج بواسیر مین مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت مین بینظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت فعل کی وجہ سے رگین خراب ہو گئی ہون اُن کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ مین اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسون کی اُمید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتون مین تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (ٹشہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے جسکا مثل و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے مین بینظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی مین ہیجان پیدا کرتی ہے۔ جریان و حرارت و رقت۔ خیالی کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسون اور ناامیدون کی اُمید کو بر لاتی ہے بڈھون کو لطف شباب جوانون کی طاقت مین تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑون نامراد اور برسون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہو چکے ہین اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک مین بھی خاصی افزونی ہو۔

قیمت فی بکس ۱۲ خوراک مع محصولڈاک
پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ | فہرست کلان مفت طلب فرمائیے

نایاب و بیش بہا تحفہ

کحل الجواہر موتی اور جواہرات کا بنا ہوا سرمہ کحل الجواہر کمزوری نگاہ دھند و تاریکی جسم پروال دھند۔ غبار، فساد ترلہ۔ جالا۔ ناخونہ سرخی چشم دکم نظر آنے اور آنکھون سے پانی جاری رہنے مین بیحد فائدہ کرتا اور چشمہ چھڑا دیتا ہے قیمت ۱ سلائی مفت۔

امرت پلی ۔ جاڑا بخار بلیریائی بخار ورم جگر و طحال کا جانی دشمن ہے مایوس العلاج مریضوں کو بھی خوراک مین فائدہ معلوم ہوتا ہے فی شیشی عمہ

سفوف اکسیر پیٹ اور آنتون کی تمام بیماریون کے لئے اکسیر ہر وقت گھر مین رہنا چاہیے فی بوتل ۱۲ (تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف)

حکیم سید نتھے نواب بیت الشفا گیا (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

جب آپکی طبیعت ناساز ہو بدہضمی قبضیت جریان احتلام اور خون کی خرابی و کمی سے زندگی بیزار ہو گئی ہو دل کمزور ہو گیا ہو ایسی حالت مین سچے ہمدم کا کام آتنک نگرہ گولیان ہی دینگی دل کو مضبوط بنا کر دلی دوست ہونیکا ثبوت دینگی ایکدفعہ ضرور تجربہ کرین

قیمت فی ڈبیہ عہ ۵ ڈبیان چار روپیہ (للعہ)

وید شاستری جامنگر کاٹھیاوار

ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو (ہیضہ، کھانسی، ہیضہ، دمہ، پیٹ کے درد، دست سنگرہنی، انفلوئنزا دچھاتی کے امراض کیلیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتی ہین۔ قیمت ۸ ہر جگہ سب جگہ بکتا ہے۔

دورنج کیسری کم (یعنی داد کو بلا جلن کے جڑ سے کھونیوالی لاثانی دوا قیمت ۱۲)

بال سدھا (بچون کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانیوالی میٹھی دوا قیمت ۱۱ ڈاکخرچ علیحدہ لگے گا۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی و پنجاب { بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

لطف حیات

مجربات عالیجناب حکیم آغا شکوہ صاحب مرحوم طبیب شاہی لکھنؤ اور بہترین نسخہ یہی گولیان ہین جو حکیم صاحب موصوف خاص حضور جانعالم واجد علیشاہ بہادر مرحوم شاہ اودھ کیلیے بڑی جانفشانی سے تیار کرتے تھے مردمی و باہ میں بیشی دونون خاصیتین ایک ہی گولی مین ہین موتی کی قیمت جانئے خود نمونہ منگا کر آزمائش کیجیے اگر آپکو رغبت ہو تو مزید فرمائش ورنہ گولی کھانا بند کیجیے بلکہ پر عمل کیجیے۔ قیمت نمونہ ایکدرجن گولی مع محصولڈاک (عہ) نوٹ جن حضرات کو قوت مردمی کا مکمل و مستقل علاج کرانا ہو وہ بھی پتہ ذیل سے خط و کتابت کرین۔ پتہ

سید قاسم حسین رضوی دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اور گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا...

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے ۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے ۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے ۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما نجیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھہ **سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمے کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نا داری یا یتیمی کا واسطہ لانا خلاف حمیت ہے ۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا ۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے ۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے ۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین ۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چھٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے ۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۴
مضامین
(۱۹ نومبر ۱۹۲۷ء)

گلِ پژمردہ و زنِ دل مردہ

دنیا کا ایک ماہر کہتا ہے کہ جوانی کے انحطاط کا اثر بہ نسبت مرد کے عورت پر زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ لذتوں کی ہوس دل سے نہیں جاتی اور وہ "جو نجوا چارہ تا دنیو ساتھ" کا مرثیہ گزشتہ عیش کی یاد میں پڑھا کرتی ہے۔ لذتِ اُمنگ و لولے اور جوش پر موقوف ہے قوت کے ساتھ اُمنگ نہ رہی تو کہاں کی لذت اور کیسی اوسکی یاد؟ دراصل یہہ رونا اور یہہ مرثیہ اسی اور بچوں کے ابا کی بے اعتنائی کا ہے جنکی توجہ اور عنایت جوانی کے رنگ روپ کی دُم میں بندھی ہوئی تھی۔ دھوپ ڈھلی اور میاں نے پیٹھ موڑی - اگر بوڑھاپے کا قدردان موجود ہو تو یہہ نوحہ خوانی بھی نہوگی

اکثر بہو بیٹیاں اسی آزار میں شوہروں کی خودغرضی کی وجہ سے مبتلا ہیں۔ جب تک شمع جوانی تاریک شب میں روشن ہے پروانہ صاحب پلے پڑتے ہیں۔ جان دیئے دیتے ہیں ادھر صبح ہوئی آفتاب نکلا شمع کی چمک ماند پڑی اُدھر عاشق صاحب دنیا سے ناپید ہوے چاہے دن بھر بیچاری جلتی رہے کوئی حضرت کی صورت نہ دیکھیگا ؎

جوبن تھے جب روپ تھے گاہک۔ تھے سب کوئے

ایک ایرانی شاعر نے گلِ پژمردہ کی تلمیح میں جوانانِ ایران کو متنبہ کیا ہے۔

ملاحظہ ہو ؎

بچشمِ خویش دیدم در گزرگاہ | گلِ پژمردۂ افتادہ بر راہ
ہمہ شیرازۂ حسنش گسستہ | غبارِ غم برخسارش نشستہ
بمانندِ عروسی داغ دیدہ | صفا و رونق از رویش پریدہ
بدو گفتم چرا زار و نژندی | پریشان و حزین و مستمندی
چرا گشتی جدا از جرگِ یاران | کہ تا بینی جفا از رہ گزاران
چو دست از خواہرانِ خود کشیدی | سزاوارت ہمین باشد کہ دیدی

جوابم داد آہ از جورِ گردون | زبختِ تیرہ و اقبالِ وارون
اگر بر چہرۂ من گردِ خواری است | خدا می داند از بے اختیاری ست
نہ من خود آمدم تا باز گردم | کہ با یارانِ خود دمساز گردم
مرا انسان ز یارانم جدا کرد | بدین روزِ سیہ ہم مبتلا کرد
من از گلہائے صحرائی نبودم | باین اندازہ ہرجائی نبودم

خوش آن عہدے کہ زیبِ جائے من بود | قرارِ شاخِ گل ماوائے من بود
بہ آغوشِ گلستان آرمیدہ | حصارِ از شاخہا گرد آنم کشیدہ
ہمہ شاداں ز دورِ شادی و جوانی | کہ می کردم بہ گلشن کامرانی
من از گلہائے نغز و خوب و دلجوے | ہمی بردم سبق از رنگ و از بوے
امیدم بود چندے زندہ باشم | بگلشن اختر تابندہ باشم
ولے یک روز یک تن از جوانان | ز رنگ و بوے من شد مات و حیران
مرا از دیگِ شاخی برد و بوئید | ازان پس چہرہ ام را نیز بوسید
دلش بر طلعتِ من گشت مفتون | جدایم کرد و برد از باغ بیرون
بروز اوّلم بوسید بسیار | نہ یک شب بیخ نزدہ بلکہ صد بار
شبم جا داد بر آئینۂ خویش | بدیگر روز روے سینۂ خویش
ولے از ہجرِ یاران وفادار | مرا آزردگی آمد پدیدار
قرینِ غم اسیرِ درد گشتم | نہ بسیارے اندکے ہم زرد گشتم
جوانان چون حالتم را این چنین دید | بروے من تمسخر کرد و خندید
بگفتا موقعِ پژمردنِ تست | شدی چون پیر وقتِ مردنِ تست
اگرچہ عشقِ گل بس دلفروز است | و لیکن جلوہ اش یک یا دو روز است
چہ غم دارم کہ گل بودی شدی خار | کہ داری خواہرِ بے حد و بسیار
اگر یک گل کشد بارِ ملامت | گلِ دیگر سرش باد اسلامت"

ازان ساعت مرا در کوچہ افگند | بریدا ز جانبِ من مہر و پیوند
چو شد پامالِ وے حسن و جمالم | ازان رو در گذرگہ پائمالم
دریغ و درد روزِ من چو شب شد | نصیبم محنت و رنج و تعب شد

سخنہائے گل آمد چون بپایان | مرا یاد آمد از نسوانِ ایران
کہ اندر باغِ جان بس دلفروز اند | و لیکن حیف چون گل تیرہ روز اند

(... جوزنی نے بازارگاد شیراز؟)

اس تمام ٹکڑے کے جواب میں اگر کوئی بےاکان نوگر کہہ بیٹھے تو کہہ سکتا ہے کہ وہ گل بوستان ہی میں رہتا تو کیا بنا لیتا اور کب تک رنگ و بو پر اترایا کرتا۔ مطلب یہ اگر بی صاحب اپنے گھر ہی کی زینت بڑھاتی رہتیں اور جوانی ڈھل جاتی تو کون مانع تھا۔ گل کو سونگھنے والے کی تلاش نہیں۔ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی ضرورت ہے۔ جوانی کی کشش دونوں کو یکجا کر دیتی ہے۔ نہ عورتیں عموماً باوفا ہوتی ہیں نہ مرد ذی خلق اور پابند عہد ہوتے ہیں۔ یک طرفہ جنبہ داری کا نتیجہ یورپ میں جو کچھ ہوا وہ کسی پر پوشیدہ نہیں حُسن خلق کی تعلیم دونوں کے واسطے ضروری ہے۔ دونوں کے فرائض باعتبار فعل و انفعال طبعی یکساں نہیں ہیں۔ حال کی تربیت اور تعلیم دونوں کو حقوق میں بغیر خیال مناسبتِ طبعی مساوات کی پٹی پڑھاتی ہے۔ یہہ مضر ہے اور اسکا ضرر یورپ محسوس کر رہا ہے۔

راسخ الاعتقاد کے لیے چراغ ہدایت کا کام دیتے ہین زمانۂ سلف و پاستان کو مستحکم بنانے کے لیے دست حوادث پردۂ خفا سے لالکر رونما ہوں اور خلیج دنیائے کو صرصر حوادث ہزاروں کوشش سے ساحل نجات پر پہنچائین لیکن ہاتف غیبی مطمورہ نشین واقعات کی کلید۔ فسیکفیکم اللہ کی شرح سے انضاج صفات تشکّر عروجہ عرشی کے تصادم سے بال بال بچا تا ہے۔ جستجوئے دیرینہ فاد یالی عبدہ ما اوحیٰ کو مشتق کرکے گل ذروشی کا تازیانہ لگاتی ہے عین حالت مین دریاے رحمت جوش زن ہوتا ہے۔ جریدۂ کہن روزگار کے روبرو روح طلسمی پیش ہوتی ہے۔ روح افزا بیگم الہام غیبی سے مترنم ہوکر اپنے دست سیمین بڑھاتی ہے بحر قلزم موجزن ہوکر کشتی امید کو ساحل کے رخ پر ڈالتی ہے۔ ناخدائے مطلق کتب بحل الکتب بے سراج عقل کی رہبری کرکے میزان رشحات کا پلہ جھکاتا ہے۔ سلیم الطبع حضرات سینا دیدۂ زمانہ کے وہ اوراق پریشان جو سمن ہو گئے حوادس سے نیلگ پاش نظر آتے تھے محبت کے رشتہ سے مضبوط و استوار کرکے موالیت محسنین کے قدمون پر ڈالتے ہین رشحات بیاض تمھری و رجعت دیوانگیاں کو دوش بدوش سپرد خاک کرتے ہین۔ اشعار دلکش ترنم ریز مرجع انام عرفی برائے نام کو خجت ہستی و سفر آخرت کوش بناکر مرأۃ معرفت ضیغم پرورش آب ندامت درگوش سناتے ہین قناعت کو از بس پیش اردئ کے اعتراف سے نہی عن المنکر وسعی لاحاصل سمجھکر تہب سینہ ریش گلگون صفات التماس و عامین سر بسجدہ ہوکر زمزمہ سنج ہوتا ہے۔ ہوائے بنگال ابی من الماوسے سعادت دارین حاصل کرتی ہے حسنہ بالقماش شفاعات نہال یاسمین مین۔ گلشن "فطر اک" سے کشت امید کی تخم ریزی ہوتی ہے اور اشک ندامت سے آب پاشی۔

سلیس اردو معروف بہ کولا او کھاڑ

(دوسرا نمونہ۔ ایک قصہ کا جزو)

رسیمہ اب تک اس سبزہ زار سے نہین اٹھی تھی اسکے رخسار مین ارتعاشی لمعات نے آفتابی زردی پیدا کرکے خمار آلود آنکھون کو جام فصوہات سے لبریز کر دیا تھا۔ یکایک آفتاب اور بلند ہوا جسکی گرمی کی تاب اسکے نازک رخسار نہ لاسکے اور ایک درخت کے سایہ مین زمانے کی نیرنگیان دیکھنے بیٹھ گئی مگر پھر دفعتًا اسکے ضمیر مین انضاج ہوا اور اشک حسرت نکلنا شروع ہوئے (ہیکل بے) اب اکل و شرب کی تلاش سے کل کا گیا ہوا واپس آگیا اور رسیمہ کی نظر جیسے ہی اسپر پڑی اُسنے اپنی ردائے پارینہ سے آنسو پونچھے اور انتہائی مسرت مین ہیکل بے کے خلقی مناسر سے لپٹ گئی۔ ہیکل بے نے تشفی دی اور کچھ شکار کا گوشت اُسکے سامنے رکھا۔ رسیمہ نے تیسرے دن غذا کی صورت دیکھی تھی اسلیے اُسکے معدہ مین ایک قسم کی زناغمی اور لیذنا فاتی کیفیت پیدا ہوگئی۔

راقم :- بنبہ زہن امیٹھوی

منطق آرا بیگم بنام وائسرائے

(نمبر ۲)

لاٹ صاحب!

میری عادت ہے کہ چھوٹے چھوٹے چٹکلے سنا کے مطلب کی بات کہتی ہون۔ پہلے حکایت سنو پھر مطلب بیان کرونگی۔

ابو الطیب بن عبد المومن سے منقول ہے کہ ایک رنگیلے سیار گون کے یار اپنی جورو کو ساتھ لے کے بغداد سے حمص روانہ ہوے۔ آدمی تھے چلتے پرزے حمص (شام) کی آبادی کو دیکھتے ہی بھانپ گئے کہ یہاں کی ہوا عقل کے موافق نہین ہے سب کے سب گوکھے پھوہڑ بوکھل آدمی لبستے ہین۔ تقدیر نے رسائی کی جو یہان لائی۔ کاربار اچھا چلیگا۔ بی بی کو حکم دیا کہ اے جی سنتی ہو اب میرا تمھارا ساتھ رہنا مناسب نہین۔ تم مجھسے بھٹکی بھٹکی رہو۔ مین یہان ایک کھیل کھیلونگا جو تم سے کہون وہی تم کرنا۔ مین ایک تارک الدنیا پیر کا بھیس بدل کے ایک مسجد مین بیٹھنا چاہتا ہون تم آدھ پاؤ مٹھے اور پاؤ بھر آٹے کی لیٹی گاڑھی گاڑھی پکا کے روز منہ اندھیرے مسجد کے پاخانے مین ایک کوری اینٹ پر رکھ دیا کرنا۔ بس ان لیٹی کی صورت مین اور اوس مادے مین جو روزانہ انسان کے معدے سے خارج ہوتا ہے کوئی فرق نہو۔ دیکھو خبردار بھولنا نہین۔ سمجھین۔ اور ہان جب تم مسجد کی طہارت گاہ مین قدم رکھو تو مجھسے بات چیت نہ کرنا اور خیال رکھنا کہ تمھین مسجد مین آتے جاتے کوئی نہ دیکھے" جو رابر خور دیا۔ تھا جیسے میان ویسی بی بی مطلب سمجھ کے اوسی وقت میان سے الگ ہوگئین۔ میان گئے بازار ایک بڑا سا کئی مول لے کے سر پر باندھا۔ کمل کا جبہ پہنا۔ ٹوپی دار تخنون سے اونچی ازار پانگون مین ڈالی۔ اور جامع مسجد کی راہ لی۔ مسجد کے آخری در مین چٹائی بچھا کے ٹکر ٹکر لگانی شروع کر دی صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک۔ رکوع سجود قیام قعود۔ تسبیح۔ اللہ اللہ یاہو۔ حق حق۔ عشق اللہ۔ کرتے رہے۔ خدا کا معاملہ۔ ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ مگر جسنے جسوقت دیکھا انھین خدا کی عبادت مین مشغول پایا۔ نہ کھانے سے غرض نہ پینے سے۔ مسجد سے باہر بھی نکلے تو وضو یا استنجے کی غرض سے۔ اور پھر عبادت مین مصروف ہو گئے۔ وہ تو استنجے کے لیے بھی جگہ سے نہ ہٹتے مگر کیا کرتے بھوک بری بلا ہے۔ دنون سے ہفتے اور ہفتون سے مہینے گزر گئے اس اثنا مین انکی بی بی غلیظ صورت نوالہ با د کھانا کوری اینٹ پر پاخانے مین منہ اندھیرے رکھ دیتی تھین جو لوگ پاخانے جاتے وہ سمجھتے کہ یہ بھی کسی کے معدے کی جڑ سے نکلا ہوا مادہ ہے کوئی اوسے نہ چھوتا حضرت اس بہانے سے لوٹا لے کے جاتے ایک طرف سے پیٹ خالی کرتے دوسری طرف سے بھر لیتے پیاس کا علاج وضو کے دوران مین ہو جاتا۔ رفتہ رفتہ انکی عبادت اور زہد کا چرچا شہر بھر مین ہونے لگا خصوصًا اوندھی کھوپڑی کی عورتون مین۔ ایک آیا پاؤن چومنے لگا۔ دوسرا آیا گرد پھرنے لگا۔ کسی نے کھانا لاکے رکھا کسی نے

حلوے کا طباق دکھایا مگر یہہ بیچارے سر جھکائے
وظیفہ پڑھتے رہے - بولنا چالنا کیسا آنکھ اوٹھا کے
دیکھا بھی نہین - ہان کوئی بیمار آیا اور اوس نے
دعا کی درخواست کی تو ہاتھ اوٹھا دیا معتقدین
پاؤن کے نیچے کی خاک اوٹھا کے آنکھون مین لگانے
تو یہہ نہ روکتے - دامن پر بوسہ دیتے تو یہہ نہ
ٹوکتے - گویا ایک کل کے گڈے تھے کہ اوٹھے جھکے
بیٹھے اور پھر کھڑے ہوگئے -

شہر کے عمائد نے ہزارون کے نذرانے پیش کیے
بھلا ان کے دل مین لالچ کہان تھا! سچ ہے پیٹ کی
مصیبت سے جو کوئی آزاد ہو اوسے دولت کی
ضرورت ہی کیا ہے -

آخر اسی طرح سال پورا ختم ہوگیا - جب انھون نے
دیکھا کہ اچھی طرح دھاک بیٹھ گئی تو ایک روز بی بی
سے بیت الخلا مین تخلیہ کیا اور کہنے لگے " اے بی
کل جمعہ کا دن ہے سارا شہر نماز کے لیے مسجد مین جمع
ہوگا - کل تم نماز جمعہ کے وقت مسجد مین آؤ اور
آتے ہی خدا کا نور (داڑھی) پکڑ کے دو تین کرارے
طمانچے میرے مُنہ پر رسید کر دو - پھر خوب غل مچاؤ
کہ موندی کاٹے تیری لاش مچاتی جاے تجھے
بھوانی کھاے تیرا تیجا ہو تیری جُروا ہاے ہاے
کر کے روئے - موے بدمعاش خوب تو نے اوس
بندی کے اکلوتے بیٹے پر چھری پھیر کے بغداد سے
یہان پناہ لی - نگوڑے ہتھیارے بوبک ایسا
دھو دھا کے مصلے چڑھا گویا پورا ولی ہے "
دیکھو تم ڈائن کی طرح میرے سر ہو رہنا - گویا تم
میرا خون بہانا چاہتی ہو - تمھارا اکٹشن کے لوگ
میرے گرد جمع ہو جائینگے اور قصد کرینگے کہ تمھین
ایذا پہونچائین مین اونھین منع کرونگا اور اقرار
کرونگا کہ جو مجھ سے قصور ہوا بے شک مین اس
نیکبخت کے لڑکے کا قاتل ہون مگر مینے توبہ کر لی
ہے - خون بہا ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اسلیے
بغداد سے یہان چلا آیا خدا نے تو گناہ معاف
کر دیا یہہ معاملہ ہے بندون کے حقوق کا - اب
مجھے چھوڑ دو - گردن ماری جائیگی تو بلا سے - مجھے
عاقبت کی فکر ہے وہان کا معاملہ صاف رہے تو بہتر ہے -
مین قتل کا اقرار کرونگا تم مجھکو حاکم کے پاس پکڑ لیجانا
اور اوسوقت تک یہی کہے جانا کہ مین تو خون کے عوض
خون لونگی جب تک تمام شہر کے نرم دل بے وقوف
امیر خون بہا کی دس گنی رقم دینے پر آمادہ نہون - تم
خود ہی ہوشیار رہنا تہائی بولی بڑھنے کے بعد خون بہا
قبول کر لینا اور دولت سمیٹ کے چلتا دھندا کرنا -
مین بھی موقع پا کے یہان سے چل کھڑا ہونگا "

شوہر کی مطیع بی بی نے یہی کیا - عین جمعہ کی نماز کے
وقت جبکہ تمام شہر کی آبادی مسجد مین اُمنڈ آئی
تھی مکار ولی کی داڑھی اِی رسّی مین ڈول کی طرح
لٹک کے جھولا جھولنے اور چلّانے لگی " او غارتی
موے جنتی خوب تو لوگون کو دھوکا دینے پکا نمازی
دیندار مادر زاد ولی بن کے مسجد مین بیٹھا ہے -
ہتھیارے تجھے وہان قربان کروان جہان میرے
لڑکے کی دائی نے ہاتھ دھوئے تھے - او خونی تو نے
کیسی اوس غریب معصوم کی جان لی - رو تو جا تجھے
سولی پر نہ چڑھوایا تو کچھ کام نہ کیا "

نمازیون نے جو یہہ غوغا سُنا تو کوئی بکا تان کے
دوڑا کسی نے چادر پکڑ کے کھینچی - کسی نے داڑھی
کے سوا رسے حنائی اونگلیون کی لال مچھلیان
چھوڑائین - کوئی بولا " ارے کیا کرتی ہے یہہ
شخص قطب ہے - ابدال مین سے ہے اوتاد مین سے
ہے عالم ہے زاہد ہے پرہیزگار ہے متقی ہے - اری ہٹ
نہین تو جھونٹے پکڑ کے توم ڈالونگا "

میان صاحب نے جلدی سے نماز ختم کی اور لوگون
سے آنکھون مین آنسو بھر کے کہنے لگے " یارو ٹھہرو
ٹھہرو - یہہ عورت سچی ہے " لوگ ٹھہر گئے اور سال
بھر کے بعد اونھین معلوم ہوا کہ حضرت کے مُنہ مین
زبان بھی ہے آج پہلی مرتبہ اونھون نے حضرت کی
آواز سُنی تھی وہ ٹھہر گئے حضرت نے فرمایا کہ بھائیو -
غصہ بُری بلا ہے اس ضعیفہ کے لڑکے سے اور مجھسے
ایک معاملہ مین تکرار ہوی اور وہ میرے گناہگار
ہاتھون سے شہید ہوگیا جسکا مجھے آجتک قلق ہے -
بھائیو اس گناہ عظیم کا اثر میرے دل پر اتنا ہوا کہ
مینے کھانا پینا چھوڑ دیا اور خدا کی درگاہ مین اس غرض
سے سر جھکایا کہ وہ کریم و غفور ہے گناہ عفو کر دے -
اب وقت آگیا ہے کہ مین اپنے گناہ کا خمیازہ دُنیا ہی
مین بھگت لون " یہہ فرما کر جناب عابد صاحب نے
آنسوی ڈھیکلی سے داڑھی کا نیستان سینچا اور
داڑھین مار مار کے رونا شروع کر دیا - اس غضب
کی روانی تھی کہ جاڑون مین حمام کی بہتی ہوی مُہری
کو شرماتی تھی -

الغرض روپیہ اشرفی کپڑا لتا زیور اناج گھوڑے
اونٹ کی خیرات جمع ہونے لگی بناوٹی زاہد صاحب
نے حاکم کے سامنے بھی گناہ کا اقرار کیا - بی بی صاحبہ
نے خوب پاؤن پھیلائے خوب مچلین جان لینے پر
تُلی بیٹھی تھین شہر بھر نے جب منت خوشامد کی
اور لاکھون روپیہ کا مال پیش کیا - حاکم نے بھی
دباؤ ڈالا تو جان چھوڑی - مال سمیٹا گھوڑے
جوڑے کے کوڑے سکیے - سارے شہر کو احسانمند بنا کے

اطلاع نامہ

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول کچہری مقام لکھیم پور
مقدمہ متفرقات نمبر ۱۱ سری ۱۹۲۷ء درخواست دیوالیہ -
دربارہ قرار دئے جانے دیوالیہ مسمیان لالہ بھگوانداس لالہ بیکو لال
لالہ ماتا دین - لالہ موہن لال - ومسماۃ ملّو سائلان قرضداران

اطلاعنامہ
بنام جملہ مہاجنان

جو کہ بمقدمہ بالا مسمیان لالہ بھگوانداس - لالہ بیکو لال -
لالہ ماتا دین - لالہ موہن لال -
ومسماۃ ملّو دیوالیہ بتاریخ ۴ نومبر ۱۹۲۷ء قرار دئے جاچکے
ہین لہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۱ دسمبر ۱۹۲۷ء
حاضر عدالت ہذا ہوکر ثبوت قرضہ ثابت کرو یا جو کچھ عذر ہو
پیش کرو - درخواست بریت قرضہ اندر دوسال پیش ہو -

المرقوم ۶ - نومبر ۱۹۲۷ء

دستخط حاکم
بخط انگریزی

مہر عدالت

"اُجورۂ جان نثاری و خدمت جنگ"

جان بُل "لو - کمبخت بے صبرو - لو - یہہ شوربا - ہمارے گورنے ہاتھون کا تیار کیا ہوا"

اہل ہند "واہ ری فیاضی - نسوت نیلا پتلا شوربا - اوسمین بھی کھیتان اور وہ بھی کچھ بھر بھر اوسمین بھی بوٹی کا نام نہین - یہان تو تنے تمھارے نام پر ہڈیان توڑوائین

بوٹیان نوچوائین سے ہوگئے لنگڑے چاہ مین تیری کچھ نہ ٹھہرے نگاہ مین تیری

خاوند سے جس مقام پر جانے کا مشورہ ہو چکا تھا وہان کی راہ پکڑی۔ عابد صاحب بھی چند روز مسجد مین رہے پھر یکایک الوپ ہو گئے۔ حمص کے لوگون کا آجتک اونکے صاحب کمال ہونے پر ایمان ہے۔ مگر بغداد والے اس چلتے ہوے فقرے پر آجتک قہقہے لگاتے ہین۔ کسی بغدادی کے سامنے حمص کا آدمی آتا ہے تو وہ ضرور مسکراتا ہے۔

لاٹ صاحب! انگلستان بغداد ہو یا نہو مگر ہندوستان ابھی تک حمص ہے۔ یہان کی خلقت بھولی اور اعتقاد کی کمزور ہے۔ اس بات کو تمھاری قوم بھر مجھسے زیادہ جانتی ہے لیکن اصلاحات کی دوسری قسط کی تحقیقات کرنے والا کمیشن میری دانست مین بغدادی مصنوعی پیر کی طرح اپنے فن کا استاد نہین ہے۔ اول تو جبہ عمامہ سے آراستہ نہین دوسرے نمازی نہین تیسرے کھاتا پیتا ناچتا گاتا ہے۔ چوتھے اس نے سال بھر پیشتر ہی سے ہاڑ مچانا شروع کر دیا۔ دو چار مہینے بھی چپ شاہ کا بالکانہ بنا۔ جو لوگون کا اعتقاد بڑھتا۔ پانچوین اسکے قیام کا انتظام مسجد یا مندر مین نہین کیا گیا چھٹے کمیشن کی بندش کچھ ڈھیلی ہے۔ اور یہہ نہین معلوم کہ آیا جس طرح بغدادی مصنوعی ولی اللہ کی بی بی کھیر دکی لائی تھی یہہ لوگ بھی اوسی طرح داڑھی مین جھبو جھولنے کا سلیقہ رکھتے ہین یا نہین۔ ان کے ساتھ کوری اینٹین اور لیپی کا سامان ہے یا نہین۔ کیا معنی کہ سرجان سائمن کا نام یہان کے حمصی آدمیون نے کبھی سنا نہین ان کی جگہ کوئی مشہور آدمی ہوتا تو اچھا تھا۔ یہہ بات کہ اونھون نے ولائتی مزدورون کی ہڑتال مین چونا ملا کے مزدورون کی چندیا کے بال گرا دیئے اونھین ولی اللہ ثابت نہین کرتی بہت سے بہت یہہ کہ لوگ اونھین نورسے کا قائم مقام سمجھ کے اپنی چندیا بچانے کی فکر مین مبتلا ہو جائینگے۔ سی آر اٹیلی صاحب بڑے سوشلسٹ اور مزدورون کے پشتیبان سہی مگر اون کے ساتھ ایک بات ایسی لگی ہوئی ہے کہ اوس سے لوگ بھڑک جائینگے یعنے انھون نے عراق عرب کی لڑائی مین (جو کہ ایشیا کا ایک حصہ اور ہندوستان کے مسلمانون کا مقدس مقام ہے) خوب نام پیدا کیا۔

لارڈ برنہم ایک انگریزی اخبار کے مالک ہین۔ اخباری کاغذ پھر وہ بھی انگریزی۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیم۔ ڈیلی ٹیلیگراف کوئی ایسا پرچہ نہین جس نے ہندوستان کی طرفداری مین کوئی شہرت حاصل کی ہو۔

ایڈورڈ کیڈاگن صاحب نے لڑائی کے زمانہ مین مصر اور فلسطین اور درۂ دانیال کی مہم سنبھالی۔ اس سے کوئی سمجھیگا تو یہی کہ حضرت کو ملک گیری یا پرایا مال اپنا کر لینے مین اچھا سلیقہ ہوگا۔

مسٹر لین فاکس ایک ایسے ملک کے مشہور مخالف ہین جسنے اپنی گردن انگریزی پھندے سے چھوڑانا چاہی اور آجتک اسی کوشش مین مصروف ہے۔ یعنی آئرلینڈ۔

جب وہ گورے چمڑے کو بھی غلامی کی زنجیر مین بندھا رکھنا پسند کرتے ہین تو بھلا کالے چمڑے والون کو اونسے کیا امید ہو گی!۔

اسٹیفن والش صاحب انگلستان کے مزدورون مین نامور سہی مگر ہندوستانیون کے نزدیک اجنبی ہین۔ انھون نے ہندوستانیون کے واسطے کبھی کوئی کام کیا ہوتا تو شاید ان پر نگاہ پڑتی۔ لارڈ اسٹریتھ کونا۔ یونینسٹ ہون مگر ہین تو ترچھے خیال کے آدمی۔ غرض انمین سے کوئی "ولی اللہ" بننے کی صلاحیت نہین رکھتا۔ حمص مین ایسا کمیشن کوئی کام نہین کرسکتا۔ (باقی پھر)

راقمہ:۔ منطق آرا بیگم۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"ریاست کا ہاتھی"

حضرت اسے بھانڈون کا ہاتھی نہ سمجھیے جسکے گلے مین ڈھول باندھ کے مانگ کھانے کے لیے اونھون نے چھوڑ دیا تھا۔ جب اوسنے کھیتون مین خرطوم جنبانی شروع کی تو فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوی۔ معلوم ہوا کہ ہاتھی بھانڈون کا ہے۔ بھانڈ در دولت پر طلب ہوے خود بادشاہ سلامت نے گھر کا کہ یہہ کیا حرکت ہے کمبختون تم غریبون کے کھیت اُجاڑے دیتے ہو۔ بھانڈون نے عرض کی۔ "خداوند نعمت یہہ حضور ہی کی عنایت ہے۔ کہا تا دھن حضور نے انعام مین دیا یہان خود سادھو بچیان فاقون مرتی ہین اس پہاڑ کا غار کہان سے بھرین۔ غلامون کا پیشہ ہے مانگ کھانے کا۔ یہہ بھی مانگ کھائیگا"

اسے کسی ہندوستانی ریاست کا ہاتھی بھی نہ سمجھیے جو ریاستون کی غریب رعایا کی گاڑھی کمائی چٹ کر جاتا ہے۔ پھر نہ کام نہ کاج۔ بڑی بڑائی یہہ کہ کبھی جلوس مین کان جھلاتا سونڈ ہلاتا آگے آگے ہو لیا۔ یا مہمان صاحب بہادر دن کی سواری دہی شکار و تفریح کے مصرف مین آیا۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ یہہ ہمارے سردار دیوان سنگھ مفتون مالک جریدۂ ہفتہ وار "ریاست" کے ٹائٹل کا ہاتھی ہے سردار صاحب "ریاست" کی صورت و معنوی خوبیان ہر سال

بڑھاتے جاتے ہین اب کے اونھون نے شل ولائتی پرچون کے رنگین ٹائٹل نیوا کے شایع کیا ہے صورت نیل گے وجوہ انتخاب و اختیار ہمین معلوم نہین۔ قیاسا کہہ سکتے ہین کہ بڑے قد کا جانور ہے شغول صحیح امیرون رئیسون کو پسند ہے اسلیے دولت کی علامت ہے۔ کھاتا خوب ہے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "ریاست" بھی برخور ہے۔ تھان پر جھوما کرتا ہے لہذا ممکن ہے کہ مفتون صاحب کی مستانہ روش کی نقل ہو۔ بلند بالا کوہ پیکر ہے اسے سربلندی کا شگون سمجھیے سست رفتاری کے اعتبار سے جلد بازون کو پسند نہین تو کسے پروا ہے دیر آید درست آید۔ بہرحال "ریاست" کو فیل نشینی مبارک ہو دیکھیے مہاراجہ پٹیالا اب بھی اس لمبی ناک والے کو پسند کرتے ہین یا نہین؟

سیاست زیر سیاست

اب تو کچہ کچہ ہمین بھی لاہوری حکّام کی دانشمندی مین شبہ ہونے لگا ہے کیا معنی کہ مالک "سیاست" سید حبیب شاہ صاحب اور مدیر "سیاست" سید عنایت شاہ قانونی شکنجے مین پھانس لیے گئے۔

اس سے قبل ڈیرہ درجن مقدمے اون کی جان پر نازل تھے ہی اس نئے شگوفہ نے کنین مین املوا بھی ملا دیا۔ "سیاست" مین بارہا اوس دشمنی کا اعلان کیا گیا ہے جو بعض مقامی حکّام کو بحسب خیال سید حبیب صاحب "سیاست" کے طرز عمل سے ہے۔ دعوے کے صدق و کذب پر کوئی بیرونی شخص حکم نہین لگا سکتا۔ خدا جانے کہ مقامی حکّام سید صاحب سے جلتے ہین یا سید صاحب اونسے خار کھاتے ہین۔

بقول سیاست بعض حکّام کے رویّہ سے متعلق کونسل مین سوال ہونے والا ہے۔ سوال اگر پیش ہوا اور حکومت کی طرف سے کوئی معقول صحیح جواب بھی دیا گیا تو اسوقت شاید متخاصمین (بعض حکام اور سیاست) کے جھوٹ سچ پر تکتے گھر لگائے جا سکین۔ سر دست تو ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ حد درد سے تجاوز دانشمندی نہین ہے۔

سید صاحب کو جیل خانے جانے کی عادت حکومت نے ڈالی اب جہان ڈر وہان میر اگھر۔ ہتکڑیون کی جھنکار سے اب وہ نہین سہمتے۔ اگر یہہ صحیح ہو کہ بعض حکام اخبار نویسون کو صندم ضد ایر آمادہ کر رہے ہین تو حکومت وقت مناسب انتظام فرمائے۔

حکایت خلیفہ مامون رشید سے ایک شخص نے عامل شام کی شکایت کی۔

خلیفہ "تم اوسے نہین جانتے وہ بہت عاقل عادل شخص ہے۔ مینے خوب سمجھ کے اوسے حاکم مقرر کیا ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ وہ ایک نعمت خدا ہے!"

فریادی "خداوند نعمت اگر وہ نعمت خدا ہے تو خدا کے لیے اس نعمت سے دوسرے ملکون کی رعایا کو محروم نہ رکھیے۔ ایسا نہو کہ پیش خدا حضور کو اس کوتاہی کا جواب دینا پڑے اس نعمت سے چند سال ہم غریبون نے فائدہ اوٹھایا اب دوسرون کا حق ہے ہم تنہا حقدار نہین ہین"

ہم دینگے ہم دینگے

خدا بخشے بوا نصیبن کو جب بچے کو بہلانے بیٹھتی تھین تو اوسکا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ مین لیکے دوسرے ہاتھ سے بچے کی چھنگلیا پکڑتین اور کہتی تھین "یہہ کہتی ہے میرا بیاہ کر دو" پھر دوسری انگلی کا قول بیان کرتی تھین "کہان سے کرون" اوسکے بعد بیچ کی اونگلی پکڑ کے فرماتین "یہہ کہتی ہے قرض لو" اسی طرح کلمہ کی اونگلی جواب دیتی "کون دیگا" اور میان ٹھینگے یا انگوٹھے صاحب اوچھل کود کے اقرار کرتے۔ "ہم دینگے ہم دینگے"

ناخواندہ مہمان کمیشن کے متعلق ویجوڈ صاحب نے ارل ونٹرٹن سے پوچھا اور بقول بوا نصیبن کے تکھار تکھار کے پوچھا کہ "اس کمیشن یا ساتا روہن کے چرندم خورندم اللّون تلّون کا خرچ کس کی جیب سے ادا ہوگا" ارل صاحب پہلے تو بات کو مُنہ کے کلّہ مین چبا کے نگل گئے آخر جب جرح بڑھی تو کہنے لگے "معاملہ زیر غور ہے"

ہم اپنی جگہ پہلے ہی سے سمجھے ہوئے ہین کہ عنقریب برکن ہیڈ صاحب یا ونٹرٹن صاحب ہندوستان کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ کے فرمائینگے:۔

"یہہ کہتی ہے امان امان میرا بیاہ کر دو۔ یہہ کہتی ہے کہان سے کرون۔ یہہ کہتی ہے جہان سے نبے۔ یہہ کہتی ہے ہندوستان مونڈی کاٹے سے لو"

پھر ہندوستانی خزانے کے ٹھینگے کو زبردستی اوٹھا بیٹھی کروا کے اقرار تحریری سنوائینگے۔ "ہم دینگے ہم دینگے"

مگر عادت ہے پھیر کی بات کہنے کی۔ ایکا ایکی کسطرح کہہ دین۔

مس میو نہین حکومت ہند

یہہ آج معلوم ہوا کہ ہندوستان کے بارے مین اگر کوئی کسی قسم کا علم حاصل کرنا چاہے تو حکومت ہند اوسے سرکاری "معلومات" بہم پہونچاتی ہے۔ لارڈ ونٹرٹن صاحب نے ایک سوال کے جواب مین فرمایا کہ حکومت ہند نے دختر امریکہ کو بس اتنی سی مدد دی ہے کہ ہندوستان کے متعلق سرکاری معلومات بہم پہونچا دین۔ بس ذرا سی بات کا بتنگڑ بن گیا۔ اور یہی مستور ہے "یعنی دختر امریکہ (مس میو) کو صرف مدر انڈیا کا حق تالیف حاصل ہے جس پر حکومت ہند کبھی دعوے نہ کریگی...

جلد دوازدہم
غذائے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا انکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہی سے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سرگلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی فی جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچون مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے منشیٔ مطالب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ماںخیر شما السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جز اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

پریم پیالے

(از جناب اکبر خانصاحب اختر- کلانوری)

* ایک مہربان شاعر نے اپنی نظم بغرض اشاعت روانہ فرمائی ہے نظم نہیں مجنس بھیری سا ہے مان کچی باپ عربی- آجکل شاعری کے کھیت مین ایسی ہی بھیریان کلون کرتی پھرتی ہین- بناوٹی مستی کی ترنگ مین خود ساختہ مودوبلیط کی گت پر چھومنا ہمارے پرانے دوست ڈاکٹر اقبال صاحب نے لوگون کو سکھایا۔ مجنس مصنف نظم کے مہجد صاحب خلق خاص صلاح الحومنشۃ کو صہبائے الفت فرض کرنے اور دنیا کو عام دعوت دیتے ہین سے

ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا مین

حالانکہ دونون مین دونون کے خاک اُڑتی ہے- نہ ساز درست ہے نہ کیف صحیح انگریزی اور ہندی مین "لام" اور "رے" باوجود حرف صحیح ہونے کے دوسرے صحیح حرف کے ساتھ کسی حرکت یا حرف علت کی مدد کے بغیر مل جاتے ہین۔ مثلاً پریت اور پریم وغیرہ انہین "پ" اور "ر" کے درمیان کوئی حرکت نہین تسلیم کی گئی۔ اس نظم کا وزن یونہی لولا لنگڑا تھا "پریم" کی رے نے تھوڑی سی کسر دی اور زیادہ کر دی کیونکہ اردو مین یا تو پریم اور پریت کی جگہ پیم اور پیت کہینگے رے حذف ہو جائیگی یا "پ" کو زیر دینگے اور پریت کہینگے- بہرحال "مجیب" اور "اجنبی" پر توجہ کی عادت عموماً دنیا کو ہوتی ہے اسلیے ہمنے بھی یہہ نظم شایع کر دی کوئی صاحب یہہ نہ سمجھین کہ ہم اُردو کی اس غیر طبعی روش پر صاد کرتے ہین یا اس روش کی تقلید ہونی چاہیے یہہ بربادی کے لچھن ہین۔

غالبًا جناب مصنف "اودھ پنچ" کے حال سے واقف نہین ہین لہٰذا چوٹیلے تحسینی جملون اور شکر آمیز تمہیدی فقرون کے ساتھ وہ ہمرون کی طرح اونکے لطائف افکار کی آؤ بھگت "از غیب نمی آید" اللہ ری "پریم" ہائے "آگ" ہے جو کہین "اگن" ہے کہین "اگنی" ہے- اگر نظم کی روانی مین رکاوٹ تسلسل مین جھول آنے لگتا تو آزادی تصرف سے ہرن جاتی "اگنا- اگیتا- اگنتی- اگنتا- اگونی- اگنو" بہ شہ جو مزاج مین آتا کہہ جاتے کوئی ٹوکنے والا نہ تھا جس طرح کہ مدہ تصرف آوازسے نظم کا وزن پورا کر لیا گیا ہے- مثلاً

"او سپنے مین آنے والے"

اسے یون پڑھیے او

او سپنے سپ مین آنے والے

یا اس طرح پڑھیے-

او سپنے مین آنے والے

یا اس طرح-

او سپنے مین آ آنے والے

آخر حضرت نے ایک "پی" کی جگہ "پی پی" کی تکرار بخیال وزن ہی تو کی ہے زیادہ مناسب تھا اگر ترجیع کا مصرع "آپی پی پی پی پی پی پا" یا "پی پی پی پی پی پی پا" ہوتا تب بھی کچھ مضائقہ نہ تھا۔ "پنچ"

او ہجر مین تڑپانے والے   او من کو ترسانے والے
او دل مین بس جانے والے   او سپنے مین آنے والے

آ پریم پیالے پی پی لین

او روپ دھنی او من موہن   او منوہر ہرنے والے من
آ تجھ پر وار دون تن من دھن   آ ہو جائین اک جان دو تن

آ پریم پیالے پی پی لین

آ دنیا اور بسا لین ہم   دنیا سے الگ ہو جائین ہم
آ پریم سے نیسہ لگائین ہم   آ پریم کی جوت جگائین ہم

آ پریم پیالے پی پی لین

اس منڈل کو تیاگین یکسر   اور چل کے بسائین پریم نگر
لے پریم نگر کی دیکھ ڈگر   وہ سامنے ہے من کا مندر

آ پریم پیالے پی پی لین

العشق کا ہر دم سمرن ہو   بس اس مالا کا جاپن ہو
ہم ہون اور پریم کا دامن ہو   اور پریم ہی پریم سے کارن ہو

آ پریم پیالے پی پی لین

اک پریم کی بہتی گنگا ہو   ننھی سی پریم کی کٹیا ہو
کاندھے پر پریم کا دھاگا ہو   ماتھے پر پریم کا ٹیکا ہو

آ پریم پیالے پی پی لین

آ پریم مین رنگ لین ہم دامن   اور پریم بھبوت لگائین تن
ہو پریم کی دھونی پیر آسن   اور پریم کی ہم سلگائین اگن

آ پریم پیالے پی پی لین

آ عشق کے میخانے مین چلین   مئے عشق کے خم کے خم پی لین
سدھ بدھ نہ رہے یون مست پھرین   پھر سارے گیان کے بھید کھلین

آ پریم پیالے پی پی لین

آ ہجر مین یون تڑپا نہ کہین   صدمے یہ جدائی کے نہ سہین
فرقت کی اگنی مین نہ جلین   نالے نہ کرین آہین نہ بھرین

آ پریم پیالے پی پی لین

آ پیتم من سے من بھر لین — آ سو نیون سے دامن بھر لین
آ پریت کی باتین کر کر لین — آ پریم کے ساغر بھر بھر لین
آ پریم پیالے پی پی لین

اک جان اک تن ہو جائین آ — مل جائین جیسے دو دریا
مٹ جائے تو مین کا جھگڑا — مین تو ہو لون تو مین ہو جا
آ پریم پیالے پی پی لین

اصغر ہین اُن کے بھاگ بڑے — وہ پریتم پیارا جن سے ملے
جو پریم کی راہ مین خاک ہوے — وہ جی کے مرے وہ جی کے جیے
آ پریم پیالے پی پی لین

"بھر جا کہ شتر می برد"

اک نہ اک عارضہ رہا عارض
درد سر کم ہوا بخار آیا

حضرت پنچ۔ ڈاکٹر لوئی کوہنی ایک تجربہ کار ڈاکٹر ہین انکا نظریہ کہتا ہے کہ درد سر بخار ہے۔ اور بخار و درد سر تمام بیماریان ایک ہی نسل سے ہین۔ کل عارضے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ مہاتما گاندھی ملکی بیماریون کا ایک ہی علاج تجویز فرماتے ہین بھوک ہے تو چرخا کاتو۔ بدعنیا تو چرخا کاتو بچنا ہے ہو تو چرخا کاتو۔ بچہ ڈرستاتے تو چرخا کاتو مرتے ہو تو چرخا کاتو۔ گھوڑا شریر ہو تو چرخا کاتو۔ لوئی کوہنی صاحب جسمانی بیماریون کو ایک ہی لکڑی ہانکتے ہین۔ پھوڑا ہو تو نہاؤ۔ پڑوس مین کوئی کھانستا ہو اور نیند نہ آئے تو نہاؤ۔ بی بی کاٹ کھائے تو نہاؤ۔ لڑکا کنکوا زیادہ اُڑائے تو نہاؤ۔

پس تعجب کیا ہے اگر ہمارے شیعہ کالج کی تمام کمزوریون کا ایک ہی مداوا ہو۔ یعنے جس طرح ملکی آفتون کا علاج چرخے مین اور جسمانی اسقام کا ازالہ غسل یا بھیتی مین مضمر ہے اوسی طرح شیعہ کالج کی برائت شتری خصوصیات سے وابستہ ہین۔ اب تک شیعہ کالج صاحب کیا کرتے رہے بہ مخابرت ہمعصر "سرفراز" "د محاورۂ "پنچ" ملاحظہ فرمائیے۔

غمزہ "یعنے گردن دُم کی طرف لیجا کے ذُدّ ناچنے اور پشتو کی تال مین لمبی لمبی ٹانگین اٹھا کر خاص گرگوے کی رقص نما حرکت سے صرف ملاؤن کو محظوظ فرمایا۔ پھر تماشائے غمزہ بھی چشم بد دور ادنھین ملاؤن کی نگاہ تک محدود رہا جو اس انداز خاص کی قدر جانتے تھے۔

الشکا شر لی التباعر یعنے مینگنی بازی مین دالان جیتنے کی کوشش چار مینگنیان دُنیا کے چارون گوشون پر پھیلائین اور دعوے کر دیا دیکھو انبار لگا دئیے ہین سے

لگا دیے ہین زمانے مین مینگنی کے ڈھیر
دکھا دو ڈھیر یہہ فضلے کے نکتہ چینون کو

خارکشی برائے نہادن محمل و درستی منزل۔ سر جھکا ہوتا تو زمین سو جھاتی دیتی۔ وہان تو گردن کاکش مریخ کی نہرین زحل کے مُہار نما حلقے دکھا رہا تھا آجتک انتظار ہے کہ کوئی بالائی دقیقی گرہ مل جائے تو مطلب کی بات ہاتھ آئے۔ برسون وائرلیس ٹیلیگرافی کے ذریعے سے پیام سلام رہا "دیکھون بھئی تمھاری فضا رمین نکیل ٹوٹون کے واسطے بھی جگہ ہے؟ بڑھائین گردن۔ لیکائین تھوتھن؟ کوئی خطبہ وقف بھی ہے یا" ڈیل ڈول گنبد آواز درکش" مگر جواب یہی ملا کہ بس وہین رہیے۔ یہان انگریزی عملداری نہین۔ یہان خطاب بھی نہین بٹتے۔ یہان کوئی میر علی ضامن صاحب بھی نہین۔ یہان کوئی ایسا فدائی بھی نہین جو اپنے گھر کی بدنامی پسند کرے اور جمع قلت کے (زرائد بریک) مساوی افراد کی اتفاقی ملاقات کو "مہتم بالشان جلسۂ اُمنائے کالج" کا لقب عنایت فرمائے۔ مروتی اعتماد کے رزولیوشن پاس کرے "یہ مین اور میرا اپنا سب ہی لوگ رونا"

اردو پولیٹیکل کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ
دارو ے تلخ ست دفع مرض

جب یہہ تمام خصائص شتری بفضل خدا اس کالج مین موجود ہین اور لازمۂ ذات بھی ہین تو یہہ خبر کچھ زیادہ قابل اطمینان معلوم نہین ہوتی کہ عنقریب ہمارے شہر کے مشہور و معروف رئیس راجہ صاحب سلیم پور اسکی انصرامی نکیل تھامنے والے ہین بایں معنی کہ شتر بے مہار گستہ نکیل مضبوط ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا شتر سواری کی تھوڑی سی مہارت کافی ہوتی۔ خصائص شتری کا انفکاک ذات کالج سے محال ہے۔ نکیل ہونے کا نقصان یہہ ہوگا کہ سوار صاحب سواری کے تابع فرمان ہو جائینگے۔

"کیون خداوند کدھر کا قصد ہے؟"
"جدھر اونٹ لے جائے"

کام درست جب ہوگا جب نکیل پر قابو ہو۔ یا شتری لوازم باقی نہ رہین اور کالج کی باگ انسانی ہاتھ فرمائے ہیولی کے کانشلو نیم کی پتیان کا زہون کی اونٹ چڑھکے بونٹ نہین ٹک سکتا

نوٹ [illegible] صاحب [illegible] دریافت کے قابل ہیں

(۱) کیا زحل اور مریخ والے زمین والون وسانپ [illegible] آدمیون کے حال سے بالکل بے خبر ہین جو [illegible] نے زیادہ تفصیلی جواب نہ دیا یعنی یہ کہ

یہان محض کسی کام مین "آنریری جنرل یا آنریری جوائنٹ سکریٹری" کی دُم بڑھاتے اور ایک اچھے خاصے چلتے پھرتے جانگلے جو بچال خوشحال کام کو خالی خولی دُم بڑھ جانے کی لالچ مین "تباہ کر دینے والے نہین رہتے۔

یہان پنچ مقدمہ بازی اور "بچے مین پاؤن فرمین نام" کی سعی کرنے والے موجود نہین ہین۔

یہان فتح علی خان بھی نہین ہین نثار علیخان بھی نہین ہین۔

تحسین کی مسجد یہان نہین۔ وقف یہان وارب یہان نہین ممتاز العلما جناب سید محمد تقی مرحوم کا امام باڑا یہان نہین تال کٹورہ کی کربلا نہین حضرت عباس کی درگاہ نہین تبلیت کا قانون یہان نہین جرول کا علاقہ یہان نہین جسٹس مولوی کرامت حسین مرحوم سے معاملت یہان نہین ہوسکتی علی حیدر آل یہان نہین بستے

(۲) کیا زحل اور مریخ کے باشندے بھی مولوی بازی کی بلا مین مبتلا ہین اور وہان بھی مولویون کے شرعی اور مصلحتی اختیارات اتنے ہی وسیع ہین جتنے کہ روئے زمین پر؟

(۳) وہان عملداری کس کی ہے؟

اگر کرۂ مریخ اور کرۂ زحل بھی آفات ارضی مین مبتلا ہے تو واللہ اس کالج کو وہین پہونچنا چاہیے۔ خاکی نژاد بنی آدم مریخ کو خونریزی کا رب النوع اور زحل یعنے سنیچر کو بانی نحوست کہتے ہین۔ ایسی حالت مین ہم تو اپنے عزیز راجہ سلیم پور کو اونٹ پر سوار ہوکے وہان نہ جانے دینگے۔ دوسرون کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔

خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے "منیجر"

نظام گزٹ

حیدرآباد دکن سے ایک ہفتہ وار پرچہ صاحب نے باسم گرامی "نظام گزٹ" بروز فرمایا ہے۔ اسکے سرے پر حضرت نظام دکن کی نعتیہ غزل ہے اور غزل کے بعد شبیہ مبارک ہے۔

پرچے کی ابتدا خدا کے نام سے نہین بلکہ ایک مہمل شعر سے ہوی ہے جسکے معنے مدیر صاحب ہی سمجھ سکتے ہین سے

سعی پیہم ہے ترازوے کم وکیف حیات
تیری میزان ہے شمار سحر وشام ابھی

ان بے ربط الفاظ کی نثر بنا کے دیکھیے۔ فرماتے ہین زندگی کی مقدار اور کیفیت کی ترازو "مسلسل کوشش" ہے۔ تیری ترازو ابھی صبح اور شام کا شمار ہے۔

شاعر صاحب بیچارے شاید اتنا بھی نہین جانتے کہ عدد یعنے شمار سحر وشام کے بعد آلۂ وزن (میزان) کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر "میزان" حسابی اصطلاح ہے تو وہ "ترازو" کے مقابل نہین۔ پہلی ترازو کے (سعی پیہم) کے دو پلڑے ہین۔ کم حیات (حیوۃ) اور کیف حیوۃ یہ "کم" عرض قابل انقسام لذاتہٖ ہے "کیف" کا مقتضے قسمت نہین دونو پلڑے بے جوڑ ہین۔ علی ہذا القیاس دوسری ترازو کا پہلا پلڑا "کم" ہے جو ترتیب مین "سحر" کے مقابل ہے اور دوسرا "کیف" ہے جو مقابل "شام" ہے۔ یہ دونو کم متصل غیر قار سے علاقہ رکھتے ہین۔

اگر معانی الفاظ ہی سے پیدا ہوتے ہین تو ان اصطلاحون سے کوئی مطلب پیدا کرکے دکھائیے۔ فلسفیانہ اصطلاحات کو بے محل استعمال کرنے والا فلسفی نہین ہوسکتا۔ لوگ اپنے دل مین اس شعر کے یہ معنی سمجھے ہونگے کہ اگر "کم وکیف حیوۃ" سے لطف اوٹھانا چاہتے ہو تو سعی کرو صبح شام کی گنتی گننے سے کچھ نہوگا۔ لیکن اصطلاحات کے استعمال بے جا بلکہ خواہ مخواہ کی ٹھونس ٹھانس اور ڈنڈی ترازو بے اٹکل شاعر کے ہاتھ مین ہوتے ہے

مطلب خبط ہوگیا اور الفاظ نے معانی کی طرف سے پیٹھ موڑلی۔ بہر حال یہم اللہ ہی غلط ہے۔

یہ پہلا نمبر ہے مدیر صاحب کو انتخاب مضامین اور عنوان کی درستی مین زیادہ سلیقہ صرف کرنے کی ضرورت تھی۔

باقی مضامین رسمی ہین۔ امید ہے کہ حسن صورت کیطرح آئندہ نمبرون کے مضامین حسن معنی اور فوائد کے لحاظ سے اچھے ہونگے اعلیٰ تعلیم پائے ہوے کارپردازون سے ترقی کی امید ہے۔

سالانہ قیمت ۶ ہے چار مینار حیدرآباد دکن ملنے کا پتا ہے۔

الانصار "دیوبند"

آجکل "تبلیغ" اور "شدھی" کے علاوہ کوئی دلچسپ شغل باقی نہین چنانچہ یہ پرچہ بھی مسلمانون کے مخصوص مصالح کا حامل ہے۔ صورت بھی اچھی ہے۔ فضلائے دیوبند کے جوار سے نکلا ہے۔ تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ ہفتہ وار شایع ہوگا۔ رفیق دلاوری صاحب اسکے اڈیٹر ہین۔

زلزلہ "دہلی"

روزانہ ۱۸-۲۲ کے ایک پورے تختہ پر شایع ہوتا ہے ہند دکن کا مقابلہ اسکی بنیادی انیٹ ہے۔ جا اور بھی ہے مدافع بھی۔ اتنا مقبول ہے کہ دو پیسے آ ایتکا

مگر دہلی کے شوقین جب پرچہ بازار مین کم رہ جاتا ہے تو چار پیسے نہین چار آنے دے کے مول لیتے ہین ایک ہی رہ جاتا ہے تو حریف خرید از فرط شوق سے آپس مین لڑنے لگتے ہین یا ہی مروت متزلزل ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب پی ایچ ڈی اسکے ایڈیٹر ہین کٹرہ قطب الدین دہلی مقام اشاعت ہے۔

راقم:- خاکسار ادبار الجرائد

منطق آرا بیگم بنام ویسرائے

(نمبر ۳)

لاٹ صاحب!

ولایتی کمیشن کی سائمن رپورٹ مین جیسا کہ مین اپنے دوسرے خط مین لکھ چکی ہون سب کے سب حکومت کے طرفدار ہین - اور کھلے کھلے طرفدار ہین۔ کمیشن کے واسطے اقبال الدولہ مرحوم کی طرح حکومت ہند نے کوئی معصومی و الاجوگا لیون کی سپر بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تجویز نہین کیا ار کنے یا انگلستانی پارلیمنٹ نے کوئی ایسا ممبر بھی نہین بنایا جو بغدادی جوان کی طرح جمعی خیال ہندوستانیون کا دل موہ لے - ان تمام باتون پر طرہ یہ ہوا کہ شاہی کمیشن کے متعلق نواب کن ہیڈ کا رزولیوشن (جنھین یہان کے دل لگی باز نواب تقدر بیچ کہتے ہین حالانکہ یہ خود ہی بدنصیب ہین) پاس ہو گیا کسی نے چون نہین کی۔ انگلستان کے مزدورون کی ادپری کوشش بھی رائیگان ہوی۔ اب فکر کے قابل یہ بات ہے کہ یہ بن بلائے مہمان جب زبردستی نازل ہو جاینگے اور انکی بات کوئی نہ پوچھیگا تو انکی کارروائی اور انکی رپورٹ کس طرح بھاری بھرکم وزنی اجگر بن سکیگی - تمھاری جگہ کوئی عورت ہوتی تو ایسی ایسی فکرین ادسکے بھادین نہ ہوتین - مزا تو جب تھا کہ کھوئی عزت - بگڑی ہوی بات اپنی پہلی شان سے زیادہ سُدھر نکھر بن سنور کے واپس آتی برائی بھلائی سے بڑھ چڑھ وقار حاصل کرتی -

---

خلیفہ ہارون رشید کا زمانہ تھا بغداد کی زینت جوانی پر تھی دور دور سے لوگ بیع بیواز کرنے یہان آتے اور مالا مال ہو کے جاتے - قضائے کار ایک بصرے کا سوداگر بچہ نازون لمتون منتون مرادون کا پالا - ماں کے کلیجے کی ٹھنڈک باپ کی آنکھون کا تارا حسین قبول صورت بھولا بھالا سیاحی کی للک مین لاکھون روپیہ کا مال لے کے بغداد پہونچا - مال تال کاروانسرا مین چھوڑ کے خود اپنے رہنے کے لائق مکان تلاش کرنے نکلا - کئی محلون مین ڈھونڈھنے کے بعد ایک نہایت عمدہ سنگ مرمر کی بارہ دری خالی نظر آئی پھاٹک جوانمرد کی ہمت اور سخی کے دل کی طرح بلند اور وسیع جسکی محرابین دولھن کی پیشانی کو شرماتین جسکے سُنہرے پائے اور سڈول بازو حسینون کی جوشن دار بانہون سے خم ٹھونک کے مقابلہ کرنے کو موجود - دیکھتے ہی محلے والون سے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور کرایہ پر مل سکتا ہے یا نہین - معلوم ہوا کہ گھر مدت سے ویران ہے کوئی اس مین نہین رہتا جو کوئی اس مین رہا کچھ دنون کے بعد مر کے نکلا - اب مکان کا مالک اسے کرایہ پر نہین دیتا - سوداگر بچے نے کہا بھائی دُنیا کا بھی یہی حال ہے آدمی زندہ آتا ہے اور مر کے جاتا ہے - مرنے سے کیا ڈرنا - تم مجھے صاحب خانہ کا نشان بتا دو اب تو مین اسی گھر مین رہونگا - گھر کے مالک نے بہت سمجھایا کہ ضد سے باز آؤ - تم ابھی بچے ہو - اپنی جان جوانی پر ترس کھاؤ اپنے ماں باپ کا خیال کرو زیادہ ہیکڑی نہ جتاؤ اس مکان مین آسیب ہے کئی واردا تین ہو چکی ہین کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو - مگر سوداگر بچہ برابر اصرار کرتا رہا آخر اوسنے کنجی مکان کی حوالے کی اور محلے والون کے دستخط سے دستاویز لکھوالی کہ اگر کل کچھ نوع دگر ہو تو بندہ بری الذمہ ہے - سوداگر بچے نے دستخط کر دیے کنجی جیب مین رکھی - کاروان سرا سے مال اسباب نوکرون چاکرون کو لے کے اسی گھر مین اوٹھ آیا - مکان سچ مچ جنت کا ٹکڑا تھا دو مہینے تک فرغت اور عیش کے ساتھ بسر ہوی کوئی حادثہ رونما نہ ہوا اتفاقاً ایک دن سوداگر بچہ شام کو چبوترے پر کرسی بچھائے ہوا کا کھا رہا تھا دیکھتا کیا ہے کہ ایک ناتوان بڑی بی پاس ہو کے گزرین - اللہ رے بڑھاپے تیرے ہاتھ مین ہزار دانہ کا تسبیح تھا کہ شیطان کی ساتگہ کا تارا - مُنہ پر مقنع تھا کہ دُنیا بھر کے گناہون کی فرد - قد بالکل دُوتا مُٹھی مین جریب گویا عمرانی کا قاف - ہر قدم پر اللہ اکبر کا نعرہ - ہر سانس مین "یا ہو" کا ورد - بڑی بی نے جریب کے سہارے چبوترے کے پاس ٹھہر کے دم لیا پہلے تو بغور سوداگر بچہ کی صورت دیکھی پھر بڑھ کے بلائین لین دُعائین دین پیشانی چومی اور صورت کی تعریفین کرنے لگین:-

"اے تم جیو - آئی جوانی کا شکر دیکھو - مین قربان اوس بھاگوان پر جسنے ایسا چاند جنا - سبحان اللہ چاند مین میل ہے تجھ مین میل نہین - کیون میان صاحبزادے تم اس گھر مین کب سے رہتے ہو؟"

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے

سالانہ جلاس ۱۹۲۶ء مقام مدراس کیواسطے رزلیوشن

آیندہ سالانہ اجلاس کانفرنس مین (جو ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۳۰ - دسمبر ۱۹۲۶ء کو بمقام مدراس منعقد ہوگا) اگر کوئی صاحب مسلمانون کی اور بالخصوص مدراس کے مسلمانون کی تعلیم کے متعلق کوئی تجویز پیش کرنا چاہین تو وہ اوسکو ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء تک آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمت مین بمقام علی گڈھ بھیجدین اور اوسکی نقل آنریری سکریٹری استقبالیہ کمیٹی کو بھی روانہ فرمادین۔

کانفرنس کے عام اجلاس کے علاوہ اوسکے شعبجات کے بھی اجلاس ہونگے مثلاً شعبہ تعلیم نسوان کا اجلاس زیر صدارت امین الملک سر مرزا حسین صاحب اور شعبہ اصلاح تمدن کا اجلاس زیر صدارت آنریبل مسٹر جسٹس ڈاکٹر شاہ سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد اور شعبہ ترقی اردو کا اجلاس زیر صدارت مولانا سید سلیمان ندوی ہونا قرار پایا ہے - ان شعبجات کے اجلاسون مین بھی اگر کوئی صاحب کوئی رزلیوشن پیش کرنا چاہین تو اوسکو بھی ۱۵ دسمبر آیندہ تک آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمت مین بمقام علیگڈھ بھیجدیا جائے اور اوسکی نقل آنریری سکریٹری استقبالیہ کمیٹی مدراس کو روانہ کر دیجائے۔

عبد الحمید حسن آنریری سکریٹری استقبالیہ کمیٹی
نمبر ۳ و اینا را سٹریٹ مدراس

لارڈ اسٹرتھکونا
پردۂ استبداد
بائیکاٹ
کیشن کا ڈولا
"مہرالاؤ میری پالکی مین کہ بڑے بیٹے جاؤن"
"ٹھُمر ڈولی۔ ٹھمر ٹھمر ڈولی۔ ہو......"

سوداگر بچہ نے خیال کیا کہ شاید بوڑھیا کچھ طالب ہے ایک اشرفی جیب سے نکال کے بڑی بی کے ہاتھ دھری اور جواب دیا "امی جان مین یہان دو مہینے سے مقیم ہون" بڑی بی حیران ہو کے بولین "شاید تمنے اس گھر کے بالاخانے کی سیر نہین کی جو یون امی جی سے ہشاش بشاش بیٹھے ہو۔ دیکھو میان میری نصیحت گرہ مین باندھ لو۔ خبردار کبھی کوٹھے پہ نہ جانا۔ اور اگر کوٹھے پر جانا بھی تو برج پر نہ چڑھنا۔ برج پر چڑھو بھی تو پچھم کی طرف جو جوہری محلہ ہے ادھر نہ دیکھنا۔ اچھا خدا حافظ اب مین جاتی ہون نماز کا وقت قریب ہے"

قاعدہ ہے کہ جس بات کی مناہی کرو انسان دبا کے وہی کرتا ہے۔ سوداگر بچے کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ برج پہ چڑھنے کو اسنے کیون روکا۔ وہان کیا اسرار ہے۔ آخر تاب نہ رہی اور سیدھا کوٹھے پر چلا گیا۔ کوٹھا خوب ہوادار تھا دور تک شہر کے مکان وہان سے نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر تک ٹہلتا رہا پھر جی نے نہانا خدا کا نام لے کے برج کے زینے پر قدم رکھا۔ سیڑھیان طے کین برج پر پہونچ کے چارون طرف دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے ایک چھوٹی سی حویلی پر نظر پڑی حویلی چھت پردے فرش فروش شیشہ آلات سے آراستہ تھی اور نسین ایک عورت نہایت قبول صورت مسند تکیہ لگائے بڑے ٹھسّے کے ساتھ بیٹھی تھی۔ سوداگر بچہ صورت دیکھتے ہی ہزار جان عاشق ہو گیا بیچارہ بہت دیر تک کھڑا ہوا آنکھین سینکتا رہا جب تاریکی ہو گئی مجبور کوٹھے سے نیچے آیا۔ بستر پر گر کے ہائے وائے کرنے لگا۔ اب سمجھ مین آیا کہ مکان مین آسیب واسیب کچھ نہین معلوم ہوتا ہے کہ دو چار کرایہ دار عشق مین مبتلا ہو کے مر گئے بس مکان منحوس مشہور ہو گیا۔ خدا اس لگاتہ ڈائن کو غارت کرے جسنے بیٹھے بٹھائے جان کو روگ لگایا خیر شب گئی دن گزرا قریب شام بڑی بی کے انتظار مین پھر سر راہ کرسی بچھائی۔ بوڑھیا مردار اوسی سج دھج سے پھر نمودار ہوئی۔ سوداگر بچے کی صورت دیکھ کے ہنسی اور کہنے لگی "میان تمنے آخر میری بات نہ مانی" سوداگر بچہ جلا ہوا بیٹھا تھا بپھر گیا۔ خنجر ہاتھ مین لے کے بڑی بی کی طرف جھپٹا اور کہا "چڑیل تونے خواہ مخواہ دل مین آگ لگائی اب خیریت اسی مین ہے کہ اس نازنین سے ملاقات کا بندوبست کر نہین تو اپنی جان اور تیری جان ایک کر دونگا" بڑی بی نے مارے ڈر کے پاجامہ بگاڑ دیا۔ وعدہ کیا قسمین کھائین تسلی دی کہ گھبراؤ نہین۔ روپیہ دنیا کا مشکل کشا ہے۔ کچھ خرچ کرو تو کام بنے۔ سوداگر بچے نے پچاس اشرفیان بڑی بی کے حوالے کین اور کام سدھر جانے پر انعام اکرام کی امید دلائی اس مردار کٹنی نے کہا کہ یہان سے تھوڑی دور جوہری بازار ہے بازار مین فلان مقام پر ایک جوہری کی دکان ہے یہ پشمینہ اور جواہر کی تجارت کرتا ہے تم ہزار اشرفیان لے کے اوسکے پاس جاؤ اور ایک نہایت عمدہ دوشالا مول لے کے میرے پاس آؤ۔ یہ شخص شاہی جوہری اور بہت عزت دار آدمی ہے۔ خلیفہ اسے بہت مانتا ہے۔ تم بہت انکسار کے ساتھ اس سے ملنا۔

سوداگر بچے کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ فوراً اشرفیان لے کے جوہری کی دکان پہ گیا سیکڑون دوشالے دیکھنے کے بعد ایک دوشالہ پانسو اشرفیان دے کے مول لیا۔ بڑی بی گھر پر موجود تھین انھون نے دوشالہ ہاتھ سے لیا انگیٹھی منگوائی سہاگی (بخور عود عنبر) کی دھونی دی اور ایک چنگاری جان بوجھ کے دوشالے کے کونے پر رکھ دی داغ پڑ گیا پھر اوسے بغل مین دبا کے چل کھڑی ہوئین اور کہتے گئین اب مین پرسون آؤنگی تم پریشان نہ ہونا۔ یہ کہہ کے تسبیح کھٹ کھٹاتی سیدھی جوہری کے مکان پر پہونچین "اللہ ہو" کا نعرہ لگایا۔ چپکے سے ڈیوڑھی مین قدم رکھا۔ ڈرتے ڈرتے صحن مین آئین لونڈی سے کہا "اے بی اللہ کرے تم دودھون نہاؤ پوتون پھلو۔ میری نماز کا وقت جاتا ہے۔ ایک تھوڑا سا پانی وضو کے واسطے دیدو اور کوئی پاک جگہ بتا دو کہ مین گنہگار بندی اپنے خدا کی عبادت کرون اسکا ثواب اوس جہان مین ملیگا" آواز بیگم صاحب نے سنی ایک ضعیف رسیدہ (شیطان کی نانی) کو تسبیح ہاتھ مین لیے دیکھا اور کہا آؤ بڑی بی بی اطمینان سے نماز پڑھ لو۔ بڑی بی کٹنی وضو کر کے فرش پر کھڑی ہوئین ایک ہی رکعت پڑھی تھی کہ نماز توڑ ڈالی بیگم نے پوچھا خیر تو ہے؟ کہنے لگین بیٹی مجھے اس فرش پر نجاست کا شک ہوتا ہے۔ خدا تمھین آباد رکھے الٰہی خاوند تمھارا تلوا دیکھ کے کسی کا منھ نہ دیکھے۔ مجھے کوئی پاک جگہ بتا دو اس فرش پر لونڈیان باندیان آتی جاتی ہین جہان تم آرام کرتی ہو مجھے اجازت دو کہ وہین نماز پڑھ لون۔ بیگم نے اپنے شوہر کی خوابگاہ کی طرف اشارہ کیا۔ بڑی بی نے دیکھا کہ عمدہ قالین بچھا ہوا ہے۔ پلنگڑی کنارے آراستہ ہے بغل سے دوشالہ نکال کے پلنگ کے نیچے رکھ دیا۔ جھوٹ موٹ کی دو چار ٹکرین لگا کے برقع

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۴۵ سنہ ۱۹۲۷ء۔

عدالت منصفی غربی ضلع الہ آباد۔

محمد رضا عرف ڈو عمر ۲۰ سال ولد پچداتو قوم شیخ ساکن اٹالہ شہر الہ آباد [illegible]

بنام

ا۔ شیخ عبدالرزاق ماسٹر عمر ۵۰ سال ولد دین محمد ساکن اٹالہ الہ آباد حال مقیم عیش باغ آر جرا پنیڈ کو لکھنؤ۔

۲۔ شیخ ہدایت اللہ عمر ۵۰ سال ولد حافظ خیراتی ساکن اٹالہ شہر الہ آباد مقیم تیج باغ دوکان عبدالحکیم عبدالصمد کانپور۔ . . . . . مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت دخل کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ تیرھوین ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء بوقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات کا جواب دیسکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور تمکو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہو گا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۸ ماہ نومبر ۱۹۲۷ء جاری کیا گیا۔

سنبھالا اور دعائین دیتی ہوی یہہ جل وہ جل۔

اب سنیئے کہ تھوڑی رات گئے جوہری صاحب شاہی دربار سے واپس آئے۔ کھانا کھایا۔ مسند پر بیٹھے نگاہ دوشالے پر جا پڑی کلیجا دھک سے ہو گیا اولٹ پلٹ کے دیکھا تو وہی چیز تھی جسے آج اونھون نے سوداگر بچے کے ہاتھ بیچا تھا۔ دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یہہ مال مخصوص میری دکان کے سوا اور کہین موجود نہین یہان کیونکر آیا کہین بیگم صاحب نے حرمت کو داغ تو نہین لگایا یہہ تو اوسکے آشنا صاحب نے جو نہایت حسین طرحدار ہین تحفہ مین دوشالا دیا ہے۔ پھر بیگم سے دوشالے کے بارے مین سوال کیا۔ بیگم نے کانون پر ہاتھ رکھے کہ خدا جانتا ہے مینے یہہ چیز بجز اسوقت کے اور کبھی نہین دیکھی مگر یہہ تسلیم کے قابل عذر نہ تھا۔ مسلمانون مین دستور ہے کہ بغیر چار آنکھون دیکھی گواہیون کے اس قسم کی تہمت کسی پر نہین رکھ سکتے۔ غیرت بار بار غصہ دلاتی تھی کہ گردن جدا کر دو۔ ایسی حالت مین جوہری نے بیگم سے بات ٹال کے کہا کہ تمھاری مان کی ابتر لگی ہوی ہے تم فوراً وہان جاؤ مرتے دم مان کو صورت دکھا دو۔ بیگم گھبرا کے میکے سوار ہو گئین جوہری صاحب نے ساتھ ہی تمام ضرورت کی چیزین اور پوشاک کی گٹھریان بھی بیگم کے گھر بھیجدین اور لونڈی کی زبانی پیام دیا کہ تھوڑے دنون میکے مین رہو مجھے ایک ضروری کام ہے۔ فراغت کے بعد بلوا لونگا بیگم میکے آئین تو مان کو صحیح سالم پایا حیران ہوئین کہ یہہ کیا آفت آئی میرا کیا قصور ہے۔ اس بہانے کا سبب کیا ہے مگر بات سمجھ مین نہ آئی۔ مان نے دلاسا دیا کہ غصہ اوتر جانے دو پھر میل کروا دیا جائیگا۔

ادھر بڑی بی سگن کرتی رہین ایک دن ٹال گئین دوسرے دن بیگم کے میکے پہونچین۔ بیگم کی مان سے پرانی جان پہچان تھی۔ آنے کے ساتھ ہی "آؤ بہن" کہہ کے ملین۔ وضو کیا اور گھنٹون نماز پڑھتی رہین۔ جوہری کی ساس نے کہا "بہن یہ ہماری بھانجی ہے آج سات برس کے بعد میکے آئی ہے۔ مگر اسکا میان بلا وجہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ تم نیک بی بی ہو دعا کرو کہ خدا اسکا گھر پھیرے۔" بڑی بی نے دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے اور ناراضی کا سبب پوچھا۔ یہان کسی کو کچھ معلوم ہو تو بتائے۔ دوشالے کا پھیر جوہری کی بی بی کے سمجھ مین نہ آیا۔ بڑی بی اتنی مفلس تھین کہ انکی ستر جوڑ بستر پیوند والی چادر پر گمان دوشالہ اوڑھنے یا دوشالے کی مالک ہونے کا نہ ہو سکتا تھا بات گئی گزری ہوی۔ بڑی بی نے سوداگر بچے کے گھر کا راستہ لیا اوسے تسلی دی کہ ایک انھوارے صبر کرو۔ دیر آید درست آید۔ اور اپنی منہ بولی بہن کے یہان آنے جانے مین زیادتی کر دی۔ دن بھر مین چار پھیرے کرتین اور ہر بہانہ کسی پیر کی خاک کسی عرس کا تبرک کوئی تعویذ کوئی گنڈا لیجاتین کہ جاتین گھنٹون لڑکی کی مصیبت پر روتین راتون کو قرآن پڑھ پڑھ کے پھونکتین نفل پڑھتین۔ دو چار روز مین اپنی محبت کا نقش اپنی مان بہن پر جما دیا۔ ایک روز آئین اور ہاتھ جوڑ کے لڑکی کی مان سے کہنے لگین "مین اوس بندی کی ایک ہی لڑکی ہے مین آج اوسکے فرض سے ادا ہوتی ہون۔ تم سے تو کہہ نہین سکتی کہ گھر بار چھوڑ کے شادی مین شریک ہو۔ البتہ صاحبزادی اگر رات بھر کیلیے میرے جھونپڑے مین تشریف لے چلین تو اسکا اجر خدا دیگا غریب گھیارا نڈ بیوہ بے وارث ہون کوئی مہمان گھر مین نہین ہے صاحبزادی کا جی بہل جائیگا اور اوس بندی پر احسان بھی ہوگا۔" جوہری کی ساس نے پہلے تو عذر کیا پھر سوچی کہ لڑکی کی خاوند کے غم مین گھلی جاتی ہے اچھا تو ہے غم غلط ہو جائیگا۔ اور بڑی لے سے انکار کے بعد اجازت دی اور تاکید کی کہ خبردار صبح کو یہین پہونچا جانا خدانخواستہ اوسکے خاوند کو خبر ہو گئی تو وہ اور بھی بگڑ جائیگا۔ لڑکی نے بناؤ سنگار کیا اور بڑی بی کے ساتھ چلی یہان اس مردار کٹنی کی ہدایت کے بموجب سوداگر بچہ پہلے ہی دروازے پر ٹکٹکی لگائے بیٹھا تھا جیسے ہی دونون پہونچ کے آئین اوسنے استقبال کیا۔ بیگم صاحب جھجکین اوسنے قدمون پر سر رکھا جوانی کا عالم۔ انوکھا حسن خالی مکان۔ رات کا سناٹا آخر جھجک دور ہوی۔ حجاب کافور ہوا۔ موسکاے پانی کا انجرہ دماغ پر چڑھا۔ بڑی بی تو صبح آنیکا وعدہ کر کے راہی ہوین یہان عاشق معشوق گل کھلے اب جو بڑھیا صبح کو آئی اور اوسنے چلنے کا تقاضا کیا تو صاحبزادی کو جل گئین فراق ناگوار ہوا۔ عاشق نے بھی سر کی قسم دی کہ تین دن تک جانے نہ دونگا۔ چوتھے دن تمھین اختیار ہے۔ ایک پچاسا اس کٹنی کو اور دیا گیا۔ بہت خوش و خرم ہنستی کلکاریان کرتی منہ کی ٹوٹی ٹھلیہ کھوے ہوے منہ بولی بہن کے پاس آئین اور یہ مژدہ سنایا کہ صاحبزادی بہت گھر مین آرام سے ہین جی لگ گیا ہے ہمجنسون اور ہم جولیون کا ساتھ ہے اسلیے روک لیا ہے۔ اب کل آئینگی۔ جوہری کی ساس اس دس روز تو چپ ہو رہی تھی گئی دن بہت بگڑی۔ برا بھلا کہا اور بہت [illegible] آؤ واہ وہ پرلے نگر کی ہے خداوند حسن لے تو اوس شخص کا سر و قد [illegible] کٹنی کپتی جھکتی گئی اور سوداگر بچے سے کہا کہو میان ابھی جی سیر ہوا یا نہین مطلب نکل چکا تھا بڑھیا نے لڑکی کا ہاتھ تھاما اور گھر پہونچا دیا پھر نیل مچانے لگی کہ ہائے بہن تمنے مجھے بے اعتبار کیا اپنے گناہ گالیان دین۔ صاحبزادی اماں جان پر جھنجلائین کہ ایسی نیک پاک خدا رسیدہ کو تمنے برا بھلا کہا معافی مانگو۔ توبہ کرو۔ ارے ایسی ہی عورتون کے دم قدم سے دنیا قائم ہے۔ اماں جان پشیمان ہوئین۔ بڑھیا نے سوداگر بچے سے کہا کہ اب اس کمبخت کا گھر پھر آباد کر دینا چاہیے دیکھو تم جوہری کی دکان پر جا کے بیٹھو مین جب اودھر سے نکلون تو تم مجھے مغلظات گالیان دینے لگنا اور کہنا لا حرامزادی میرا دوشالا۔ مینے تجھے رفو کروانے کے لیے دیا تھا تو لیکے بیٹھ رہی اوسوقت سے صورت نہین دکھائی۔ ایک دو ہلکی چپت بھی لگا دینا مگر ذرا ہلکی بچا کے ہائے مین بڑی ناتوان آدمی ہون۔" سوداگر بچے نے یہی کیا۔ جوہری کی دکان پر بھیڑ لگ گئی ہر ایک شخص سوداگر بچے کو نام رکھتا تھا کہ ایک غریب نابدزادہ بڑھیا کے ساتھ سخت کلامی کرتا ہے۔ آخر جوہری نے بڑھیا سے روداد پوچھی۔ کٹنی ٹسوے بہا کے بولی "ارے میان ان سوداگر صاحب کی ایک لونڈی ہے وہ دوشالے کو دھونی دے رہی تھی اتفاق سے ایک پتنگا اڑا۔ دوشالہ پر ننھا سا داغ پڑ گیا۔ سوداگر صاحب نے کہا آج ہی مینے پانسو اشرفیان خرچ کرکے مول لیا۔ اور آج ہی یہہ جل گیا۔ لو بڑی بی اس مین رفو کروا دو۔ مین نگوڑماری شامت زدہ رفو کروانے کے واسطے دوشالا لیے جاتی تھی راستہ مین فلان مقام پر فلان گھر مین نماز پڑھنے لگی۔ چپنا خراب ہے دوشالا پلنگ کے نیچے بھول کے چلی آئی۔ دوبارہ گئی تو وہان قفل لگا ہوا تھا۔ ہائے مین تو کہین کی نہ رہی" جوہری نے تمام قصہ سنا جی مین کھسیانا ہوا کہ خواہ مخواہ ایک عصمت دار پر بدگمانی کی اور اوسے ناحق صدمہ پہونچایا۔ اوسنے جھٹ سے دوشالا نکال کے سوداگر کے سامنے رکھا۔ سوداگر نے اپنا مال پہچانا۔ داغ نے رفو کی درخواست کے ساتھ ہی حرمت کے داغ کی صفائی پیش کی۔ خریدار نے مال پایا۔ جوہری نے اوسی وقت بی بی سے ملاپ کیا۔ کھوئی ہوی عزت اپنی پہلی شان سے زیادہ نکھر کے واپس آئی۔ داستان کشیدگی سن کٹنی کے ہتکنڈے کتاب کھولنی چاہیے خود رائی کا واقع جسنے [illegible] برائی مطلب ہاتھ پر چاند تکلی [illegible] سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

راقمہ [illegible] آرا بیگم

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگا دی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ اُنکو گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک ... ہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

... پتہ ... معہ محصول ہے

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیئے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تحانے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۶

مضامین غمر

(۳۱ دسمبر ۱۹۲۷ء)

فلاسفر بنام حکومت صوبہ

محترمۂ اہل ملک، مخدومۂ اہل غرض!!

اگر دم نکلنے کے بعد شربت انار اور بیوہ ہو جانے کے بعد سہاگ پڑا بیچنا دانائی ہے تو اسمین شک نہین کہ اردو ہندی اخباری کاغذون کے نام اس مضمون کا شقہ بھیجکے آپ اپنے فرض منصبی سے عین وقت پر ادا ہوئین۔

"ہندو اور مسلمان اخباروں کی تحریرین روز بروز دلی عناد کی آگ بھڑکا رہی ہین حالانکہ محبان قوم کا عینی مقصد اصلاح ذات البین ہونا چاہیے —
سخت افسوس ہے کہ کئی اڈیٹر اسی حماقت مین مبتلا ہین۔ حکومت اپنے فرض سے واقف ہے۔ وہ اخباری کاغذون کی آزادی مین ہاتھ نہین ڈالنا چاہتی اوسکا یہ منشا ہے کہ عام دلچسپی کے مسائل ان کاغذون مین ہون مگر جو کچھ ہو اوسے قانون کی حد مین رہنا چاہیے۔ قانون اس قسم کی آتش افروزی کے خلاف ہے۔ باہمی منافرت یا کسی خاص جماعت کی اہانت از روے قانون ممنوع ہے۔ دیکھو بھلے آدمی کو ایک بات بھلے گھوڑے کو ایک چابک بہت ہے۔ اب سے آئے گھر سے آئے جو لوگ اس سودے مین مبتلا ہین اپنی روش بدل دین تو اچھا ہے۔ ہان کہین ایسا نہو کہ حکومت کو کنے لینے پڑین۔"

جسوقت ہمارے دفتر مین یہ شقہ پہونچا ہم سچ مچ شادی بعد مرگ ہو گئے (شادی مرگ نہین شادی مرگ خوش نصیبون کو ہوتی ہے) وہ اصل نسل کا بے نکاح ہے جو آپ سے کہے کہ صاحب آپ اپنے فرض سے بھی آگاہ تھین آپ کے پاس قانون بھی بنا بنایا دھرا استنار رکھا تھا۔ آپ کو قانون کے انفاذ پر دسترس بھی تھا۔ قلم اور کاغذ کی کمی نہ تھی پھر جو آپ اتنے دنون ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہین اور جب ناؤ ڈوبنے لگی تو لگین ہاتھ پاؤن ہلانے یہ بات عقل سے دور ہے۔ جو لوگ ہوشیار ہوتے ہین وہ موقع کے منتظر رہتے ہین بغض و عداوت کے چولھے مین جب پہلی چنگاری مطلب پرستون نے ڈالی مذہبی کتابون کا گو ور بسمیٹ کے جھونکا تقریرون کی پھونک اور قلم کے دھینے سے کام لیا اوسوقت ٹوکنے کا موقع نہ تھا کیون! ہمین کیا معلوم؟

رموز مملکت خویش خسروان دانند

بہتون کی عادت ہوتی ہے کہ آخر ہی مین بولتے ہین۔ چنانچہ ایک مشہور حکایت گو انصیبن نجہانی بچون کے سامنے بیان کیا کرتی تھین۔ ایک تھے میان کنجوس دھیلے کی آٹھ دمڑیان اور پیسے کے آٹھ دھیلے بھنایا کرتے تھے۔ بی بی کا جی گلگلے کھانے کو چاہتا تھا بیچاری ڈر کے مارے کہہ نہ سکتی تھین کسی دن میان کو ذری خوش دیکھا تو کہنے لگین "اے جی سنتے ہو اللہ کسی دن گلگلے پکاؤ"۔ سنتے ہی میان بھنائے مگر آدمی تھے صاحب فکر اوٹھے ایک ہاتھ مین چادر اوٹھایا۔ دوسرے ہاتھ مین تیل کی کلھیا لی اور بازار کی طرف چل کھڑے ہوے۔ دکان پر کھڑے ہوے فرمائش کی "لالہ لالا شکر کی بانگی"۔ اوسنے چٹکی بھر شکر پڑیا مین باندھ دی۔ سو دکانون سے سو چٹکیان مل گئین۔ بعد ازان دکان سے دو پیسے کا تیل لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تیل واپس کیا "لالا تیل چراہند ہے اپنا پھیر لو"۔ اوسنے تیل اونڈیل لیا ہر مرتبہ اونڈیلنے مین ماشہ دو ماشہ تیل کلھیا مین رہ جاتا تھا اوسے علحدہ جمع کر لیا رفتہ رفتہ ایک کلھیا بھر گئی۔ پھر آٹے کی باری آئی روپیہ کا آٹا لیا اور پھیر دیا چادر مین جو لگا رہا وہ انکے باپ کا تھا۔ نہایت فخر اور غرور کے ساتھ بھرے بھرے گھر پلٹے۔ بی بی سے فرمایا "لے نیکبخت پکا گلگلے اب نہ کہنا کہ میان نکھٹو ملا۔ مگر چٹورے پن کی عادت بری ہوتی ہے۔ ایسی فرمائشون مین گھر بگڑ جاتا ہے"۔ بی بی نے کڑھائی چڑھائی آٹا پھینٹا کچھ بڑے بڑے کچھ ننھے ننھے سے گلگلے تلے سینی مین رکھ کے میان کے سامنے لائین۔ ترسی بلکی تھین بڑے بڑے اپنے لیے رکھے چھوٹے چھوٹے میان کے آگے دھرے۔ اینٹھنے لگی تب میان نے کہا بڑے مین کھاؤن گا۔ بی بی نے کہا غیرت نہین آتی خود ہی لاسنے ہو اور خود ہی پیٹ مین بھر لیتے ہو۔ آخر لائے تھے اپنے لیے کہ میرے لیے۔ بات بڑھ گئی۔ بی بی ہوشیار تھین لڑتی جاتی تھین اور منہ مین گلگلا رکھتی جاتی تھین۔ یہان افسوس تھا کہ ہائے اتنا مال کیونکر پیٹ مین رکھون لذت صرف تالو تک ہے تالو کے نیچے نیم اور شہد دونون یکسان ہین یہ ٹھیک ہے کہ پاس سے کوڑی صرف نہین ہوی مگر آخر مال ہے ضائع کیون ہو۔ ہائے پیٹ مین جاکے نہ پھیکا رہیگا نہ میٹھا مہترانی آئیگی اوٹھا لیجائیگی۔ ارے اسے کم از کم ایک ہفتہ گھر مین رہنا چاہیے ہوسکے تو ایک ہفتہ لڑائی مین ٹال دو۔ کہنے لگے اے بی تم ہو گئی ہو چٹوری مین تمھین گلگلے نہ کھانے دونگا۔ ایسی ہی رال ٹپکی پڑتی ہے تو چھوٹے گلگلے دو ایک منہ مین رکھ لو بڑے میرا حصہ ہین اون مین ہاتھ نہ لگانا۔ مار پیٹ ہوی۔ گل غپاڑا ہوی۔ محلے والے دوڑے دن گزرا رات ختم ہوی آخر ہفتہ بھر یون ہی تیر ہو گیا۔ بی بی لڑائی مین جو خون خشک ہو جاتا تھا اوسکی تلافی پڑی آٹھ بجائے گلگلے کے نقل سے کر لیتی تھین میان بے خبر فاقہ پر فاقہ کرتے رہے اور لڑتے رہے۔ طاقت طاق ہوی غش آیا غش مین بھی یہی خیال تھا کہ خدا کرے ایک ہفتہ اور کٹ جائے اور یہ مال پیٹ مین جاکے غلیظ نبنے۔ بی بی سمجھین کہ بیچارہ ٹانگوڑا روز فاقے دیتا تھا آج ہی تو میرے چنگل مین پھنسا ہے تو سہی جو تگنی کا ناچ نہ نچا دون۔ اچھا تو ہے یہ موا زندہ درگور ہو۔ لگین بین کر کے رونے۔ "اے میان ارے کیسی منحوس گھڑی تھی جب تمنے گلگلے پکوائے تھے۔ ہائے کھانا نصیب نہوے۔ مین کیا کرونگی گلگلے جب تمھاری ننھی سی جان نہ رہی" محلے والے سمجھے کہ فتنہ سویا اور اب تا دستہ نہ جائیگا۔ کافور آیا کفن منگوایا پانی بھروایا۔ بی بی نے جیب کے منہ کان کے پاس لیجا کے کہا "اب بھی خیریت ہے مان لو بڑے بڑے مین کھاؤن چھوٹے چھوٹے تم کھاؤ"۔ ضعف کے مارے آواز تو نکلتی نہ تھی میان نے گردن ہلا دی "اون ہون"۔ بی بی پھر بین کرنے لگین:۔

اے میرے سخی میان تمنے مفت جان گنوائی۔ ایسے روٹھے کہ پھر نہ بولے۔ اب یہ ساری دولت جو تمنے رتی رتی جوڑ کے

بلکہ اس کام کی"

اتنے مین غسل شروع ہوگیا بی بی نے لوگون کی منت کی کہ ذرا کی ذرا ہٹ جاؤ۔ جی بھر کے آخری دیدار کر لون۔ لوگ ہٹے۔ بی بی نے یہی سلسلہ پھر چھیڑا "بڑے میرے چھوٹے تمھارے۔ دیکھو اب بھی خیریت ہے" وہان سے پھر "اون ہون" جواب ملا۔ ایک بڑا سا گلگلا اونھون نے حلق کے نیچے اوتارا اور وہان سے کھسکین۔ انکی زیادہ خوری نے رہی سہی جان مضمحل کر دی۔ اسے پیچھے غسل اور کفن سے فرصت ہوگئی۔ یہ بیلہ بڑے کے نام پڑ "اون ہون" کا تار اوسوقت تک نہ ٹوٹا جب قبر کے پٹیے بچھ نہ گئے مٹی ڈالی جارہی تھی کہ گور کی تنگی اور گرمی سے دم گھٹا عہد بے سنی تو جا کفن پھاڑ کے بولے "جلدی مٹی ہٹاؤ۔ بی بی بڑے بڑے بھی تو ہی کھا اور چھوٹے چھوٹے بھی تیرے۔ مین باز آیا"

صد عجیب و غریب تھی اگر رمز شناس بی بی جیتے جاگتے میان کو مٹی دینے آئی نہ ہوتی تو زندہ درگور ہونے مین کیا کسر رہ گئی تھی؟

میان بخیل کی اور آپ کی مصلحت شناسی مین کیا کلام ہوسکتا ہے بخیل صاحب بھی مناسب خیال فرماتے تھے کہ محنت سے کمائے ہوئے گلگلے کچھ دنون تو گھر مین رہین آپ اسی مین بہتری سمجھین کہ ناتجربہ کار۔ خودغرض ہوا کے رُخ پر چلنے والے بھڑبھونجون کے شاگرد رشید اخبار نویسون کا بازار خوب گرم ہوئے تو پھر تنبیہ و تہدید کی ٹھہراؤ۔ آنکھین دکھاؤ۔ فرؔاؤ سنہ ۱۹۲۲ء سے اسوقت تک مولانا اودھ پنچ مدظلہ اس برساتی صنف اخبار نویسی کے خراب نتائج برابر ظاہر فرماتے رہے بے شبہ اگر آپ کا دل اوسوقت پسیجتا تو سنہ ۲۹ کی قسط اصلاحات یون بھاری بھرکم ہوجاتی کہ ہندو اور مسلمان کی جنگ کا بنا بنایا سمجھا سمجھایا بہانہ ہاتھ نہ آتا۔ اب انگلی ڈھیل نے خاطر خواہ جھول پیدا کردیا ہے۔ البتہ ایک عذر سُن لیجیے آپنے تنہا "ورنیکلر پریس" سے خطاب کرنے مین کچا پن کھایا ہے اس قسم کے عتاب نامے یا عنایت نامے کے مستحق واعظین شیرین بیان مبلغین چرب زبان بھی ہین اور شاید آئی ڈی ٹی لیڈر صاحب اور دیگر انگریزی جرائد بھی ہون۔ بالفعل نہ سہی بالقوۃ سہی نفرت اور عداوت پیدا کرنے کے واسطے کوئی زبان مخصوص نہیں ہے۔ ورنیکلر پرچے اتنی اشاعت رکھتے ہین نہ اتنا اثر کہ انکی بات مقبول عام ہو۔ ہزار ڈیڑھ ہزار کی اشاعت بھی کوئی مال ہے۔ انگریزی تعلیم نے مادری زبان سے آپ کے طفیل مین گھن لگا دی ہے اکثر ہندوستانی مشاہیر کے بس مین نہین کہ ان باپ کا نام بدل کے مسٹر پوڑم او مسٹر لوڑم رکھ لین۔ پوشاک انگریزی طرز معاشرت انگریزی خیالات انگریزی۔ چال ڈھال انگریزی۔ کمال تک بدواسی کی فکر مین مبتلا ہین وہ ورنیکلر کا غذ اخبار سے پاخانہ بھی پاک نہین کرتے کہ مبادا دلیسی کا لک رنگ لائے۔ آجکل مذہبی خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بھی دیسی زبانین نہین مین۔ بلکہ سچ پوچھیے تو مذہب بھی دیسی نہین رہا کیا معنی کہ ولایت کی طرح یہان بھی مذہب پولیٹکل نام و نمود کا آلہ ہے مثلاً تعداد بڑھا کے دکھانا رشتے گز ھنا کوئی علاقہ نہ تھا نہ ہوگا مگر زبردستی کسی فرقہ یا گروہ کو اپنی برادری مین لکھوا دینا۔ وہ اپنے پولیٹکل خیالات پہلے انگریزی پرچون مین شایع کرلیتے ہین تو اونکا پس خوردہ بیچارے دیسی اخبار نویسون کو ملتا ہے۔

پس ہمارے نزدیک چشم نمائی کے سزاوار بھی بیچارہ مین یہ ہم۔ موسیٰ کی امت مین سے بعض انحاس نیست ہے عادی تھے خدا کی طرف سے حکم دیا گیا کہ توبہ کرو۔ موسیٰ نے اونکے نام دریافت کیے تو جواب ملا کہ جس بات کو ہم ناپسند کرتے ہین اوسکا ارتکاب خود نہین کرتے سب سے کہو کہ سب توبہ کرین بے گناہون کے ساتھ گناہگار بھی بخش دیے جائینگے۔ آپ کے لیے بھی یہ اخلاقی نکتہ قابل [illegible] تھا وہ گناہگار نہین ہین تو نہ سہی اگر توبہ مین ہمارے ساتھ شامل کرلیے جاتے تو کچھ بُرائی نہ تھی۔

بعض اخبار نویسون کو بجائے خود یہ شکایت ہے کہ ہم تو ہمیشہ ہندو مسلمانون کے اتحاد و اتفاق مین سعی کرتے رہے دونون کو سرزنش کی دونون کو فہمائش کی جنبہ داری اور بیجا حمایت سے پرہیز کرتے رہے کبھی حکومت یعنی آپ نے بھولون بھی نہ بھونکی تعریف یا اعتراف خدمت کے طور پر کوئی کلمۂ خیر زبان سے نہ نکالا حالانکہ مدت بعنوان "خیرات" قانونی نہر اشاعت کی دکانیان آپ وصول کرلیتی ہین لیکن باہمی نفرت پیدا کرنے والون کو آنکھین دکھانے کے وقت ہم بھی آپ کو یاد آگئے وہی پروانہ آپ نے جھٹ سے ہمین بھی بھیجدیا جسکے اصلی مخاطب وہ ہین۔ یہہ تو ایک قسم کی "سزائین بے گناہین" ہے۔ کچھ دینا دلانا تو خیر والسلام جو حقانی یا اعتراف خدمات بھی آپ کرتین تو ہم ترجا تے اور آپکی اس تحریر کے مشار الیہ بھی شاید ہماری سی روش اختیار کرلیتے۔ از روے عمل لوگون کو معلوم ہوگیا ہے کہ ترقی کا راز دو جملون مین پوشیدہ ہے:-

(۱) اپنی قوم کو لڑواؤ۔

(۲) حکومت کو بُرا بھلا کہو۔

جو لوگ ان دو باتون پر عمل کرتے ہین اونکا پیٹ بھی بھرتا ہے اور جلدی نامور بھی ہوجاتے ہین۔ اور جو احتیاط کرتے ہین اون سے نہ خر خوش ہے نہ خداوند "آپ کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ ہے یکسان لہذا جزا کا وجود آپکے یہان ندارد ہے۔ نری سزا ہی سزا آپکو یاد ہے۔

جسوقت صوبہ مین باہمی ناچاقی رنجش اوسوقت آپ کے اتنا ہے ہے برساتی ککر متے کی طرح ہر گھر میں پیدا ہوئے سیہا دکھائی دیتی تھی اور آپ کے پسندیدہ ڈگمگین ہارتے پھرتے تھے نہ ہم نے قومی جلد بازون کے مقابلہ مین پالا جیت لیا۔ اگر ہماری یاد صحیح ہے تو آپ نے بھی ان کی تحسین مین لمبے چوڑے قصیدے پڑھے تھے اور ان کے رستمانہ کارنامون کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ اس وقت کیون یہہ امن سبھائین ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہین کیا انکی ضرورت باقی نہین رہی یا یہہ کام ان کی مداخلت کے قابل نہین؟-

مفسد اخبار نویسون کو آنکھین دکھانے سے تو یہی بہتر ہے کہ ان مفت خور ملکی سبھاؤن اور سمن کی بھیک پر چلنے والے اخبارون سے اتفاق و اتحاد مسلم و ہندو کا سا مقدس کام لیا جائے تاکہ مفسدہ پردازون کو ہر وقت انکی فتنہ پردازی کا مُنہ توڑ جواب ملتا رہے اور دشمنون کو یہہ کہنے کا موقع بھی نہ ملے کہ "بڑے بڑے مین کھاؤن چھوٹے چھوٹے تو کھا" کی حجت کا موم "لحد خودغرضی" کی گرمی سے پگھل گیا۔ اصل یہہ ہے کہ ان بڑے اور چھوٹے گلگلون کی

ساخت میں سرکاری جیب سے کچھ خرچ نہیں ہوا تھا بقول بوالفضیہن کے بعتیرے میرے صدقے ہین اوس شخص کی جورو بیٹے سے "پڑا تا دستور ہے۔ آپ ارادہ فرمائیں تو پھر باگلی کے بہانے سے شکر کے تودے نہیں پہاڑ ہو تیل کے تالاب نہیں دریا پیدا کر سکتی ہین۔ جو مقاتر اخبار اتحاد بین الاقوام کے حامی ہین اور آپ کی مخالفت کبھی بدنیتی و بدنیت کی راہ سے نہیں کرتے اونھین دیکھیے چھوٹے چھوٹے اور اپنی بھائیون کو کھلائیے بڑے بڑے توابھی ٹوٹی جوڑ جائے۔ (بشرطیکہ امن و اتفاق اقوام دل سے منظور ہو) ورنہ اس چشم نمائی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ دو چار اہل قلم (خواہ در حقیقت ہون یا نہون) جیل کی ہوا کھائینگے اور انکے حمایتی ہائے مچائینگے کہ ہائے ہائے اب تو اعلان ۱۸۵۸ء کی خلاف ورزی دھڑلے سے ہورہی ہے۔ صراحتہ مذہب مین مداخلت کیجاتی ہے۔ تبلیغ اور شدھی کی تجارت ان کی زبان مین ہان ملائیگی پر امن قانون شکنی کی تجویزین پاس ہونگی۔ انجناب کے خیرخواہانہ شورہ کا یہ مطلب نہین ہے کہ آپ مفسدون کے آنکھین ضرور دکھائیے ضرور دکھائیے۔ آپ دیر گیری نہ کرتین ہتے ہی پر ٹوکتین تو اور بھی اچھا تھا بات بڑھنے ہی نہ پاتی لیکن کیا خوب کہا ہے امیر مینائی مرحوم نے ؎

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب

وہ الگ باندھکے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

راقم:- پالیٹشین فلاسفر

"سیر گل"

"۱۶ مختصر افسانون کا مجموعہ - مسلم یونیورسٹی پریس کا چھپا ہوا چھوٹی تقطیع کاغذ سفید - حجم ۱۰۵ صفحہ"

ان سولہ افسانون مین سے آٹھ مترجم ہین - آٹھ مصنفہ یعنے افسانہ نگار صاحب مؤلف بھی ہین مصنف بھی۔ گھوڑا کسکا ہے؟ جسکے ہم نوکر ہین - تم کس کے نوکر ہو؟ جسکا گھوڑا ہے۔ بات معقول ہے۔ حجت حکایت۔ شک شبہ کا کیا ذکر۔ استغفر اللہ! افسانے کے ساتھ پورے دو درجن صفحون کا ایک مقدمہ بھی ہے۔ مقدمون کے مارے جان عذاب مین ہے۔ خواب مین بھی ملزم منصف گواہ جرح صفائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

اب کتاب مین بھی مقدمہ سے سابقہ پڑا صاحب مقدمہ ہین "ایم اے" بندہ "ایم اے" کے معنی سے واقف نہین۔ یہان تو صرف "گوٹوبل" تک انگریزی پڑھی ہے آپ ہی بتائیے اگر کوئی بیڈول پوچھ بیٹھا کہ ایم اے کے معنی بتاؤ تو کہیے کس سے پوچھو نگا۔ ناصاحب میری توبہ۔ مین باز آیا ارے ہان ایک دفعہ یہی مصیبت پڑ چکی ہے۔ ایک دوست نے دامن کھینچ کر بس آگے نہ بڑھنا۔ ارے بھئی۔ آخر خطا تصور۔ وجہ۔ سبب؟ جواب ملا کچھ نہین۔ تمھین کھڑے کھڑے "ہاف مورننگ اور فل مورننگ" کے معنی بتانے ہونگے۔ لاحول بتنگ آمد و سخت آمد۔ خیر بھئی سنو مورننگ کے معنی ماتم کرنا۔ رنج۔ رونا پیٹنا۔ لہذا جب فل مورننگ کا حکم ملے تو دونون آنکھون سے آنسو بہاؤ۔ اور ہاف مورننگ کا اذن پاؤ تو ایک ہی آنکھ سے آنسو ٹپکاؤ۔

اس موقع پر بات بن گئی ممکن ہے کہ "ایم اے" کے معنی کوئی پوچھے تو بندہ سٹ پٹا جائے۔ اور اوسی طرح کی جھینپ ہو جیسی ایک بنگالی بابو کو ہوئی تھی۔ بابو صاحب کو اتفاق سے گوری پلٹن کی وردی کا ٹھیکا مل گیا تھا۔ ایک پلٹن کا نام تھا "مڈل سکس رجمنٹ" تار آیا مڈل سکس کے واسطے دو ہزار وردیان بھیجدو۔ تار دیکھتے ہی بابو ہوگیا خفقانی کیا معنی کہ "مڈل" کے معنی ہین درمیانی اور "سکس" کے معنی "جنس" کے بھی ہین۔ جنسین دو ہین ذکور و اناث بابو صاحب چکرائے کہ مذکر و مونث کے بیچون بیچ مین درمیانی جنس کون سی پیدا ہوگئی۔ تفصیل نہ دریافت کرتے تو فرمائش کی تعمیل و تکمیل کیونکر ہوتی۔ جواب دیا "مرد و عورت کی جنس معلوم ہے مگر درمیانی جنس نہیں جانتا۔ جلدی بولو"

سولہ عنوان سولہ سنگار ہین اور ہر سنگار ایک دوست آشنا کے پیارے نام ہے۔ مثلاً "شرائل جگر مراد آبادی" کے نام اور "درد افروش کی بیوی" ایک محترم خاتون کے نام معنون ہے۔ کتاب تو کچھ یونہی سی ہے مگر تحفے بہت باندھے ہین۔ مولف صاحب فرماتے ہین کہ آدھے مضامین اوریجنل ہین اور آدھے من باب ترجمہ۔ گویا "سوڈا واٹر" کی دو پڑیان ہین۔

نقل ہے کہ ایک خانہ بدوش تاجر صاحب اپنے رخت ادبار سمیت نقیر کے یہان نازل ہوگئے۔ نہ جان نہ پہچان مگر "خانۂ انوری کجا باشد" آتے ہی دروازے پر سر راہ بیٹھ کے چادر بچھا دی۔ خلقت بھیڑیا دھسان تو ہوتی ہی ہے۔ ایک کو دیکھ دوسرا اور دوسرے کو دیکھ تیسرا کھڑا ہوگیا۔ دکان لگ گئی۔ تاجر صاحب نے کہنا شروع کیا "صاحبو مینے سوڈا واٹر (دوا) ایجاد کیا ہے ایک مین ہے سوڈا ایک مین ہے واٹر۔ دونون کو ملا دو کھٹ سے پک کے سوڈا واٹر تیار ہو جائے۔ سوڈا واٹر کی پڑیان جیب مین رکھ لو۔ پس کتاب کی بھی دو پڑیان سمجھیے آدھی تصنیف کا سوڈا ہے آدھی مین ترجمہ کا واٹر۔

مقدمہ نگار صاحب کتاب کے ادبی نقائص کا دفع دخل یون کرتے ہین کہ کہین کہین ترجمہ غیر مانوس طرز مین کیا گیا ہے یہ نقص چندان قابل اعتنا نہین اسوجہ سے کہ خیالات غیر مانوس ہین اجنبیون کی وضع قطع خواہ مخواہ غیر مانوس ہوگی۔

مگر ہم جو غور سے دیکھتے ہین تو اکثر مقامات پر جناب مترجم ہی اپنی زبان اور دوسری زبان دونون سے اجنبی معلوم ہوتے ہین۔ اور ہمین بے اختیار "مڈل سکس" کا قصہ یاد دلا دیتے ہین۔

یہ صحیح ہے کہ اجنبی خیالات اور اجنبی محاورات کا ترجمہ دشوار ہے لیکن لفظ بہ لفظ ترجمہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خصوصاً جبکہ مطلب اون خیالات اور محاورات کا ادا نہو سکتا ہو۔ بایں معنی کہ ایک زبان سے دوسری زبان مین کسی مطلب کے ادا کرنے کی غرض اصلی تو یہی ہے کہ اجنبیت دفع ہو۔ یہ نہین ہے کہ اجنبیت بجائے خود باقی رہے اور اوسکے ساتھ ہی اون خیالات سے وحشت بھی پیدا ہو جائے۔ اہل نظر کی گرفت سے بچنے کا یہ بہانہ اچھا ہے۔ اے جان اللہ کیا کہنا۔ اگر یہ عذر صحیح ہے تو پھر "نقل قول" کی جگہ بے معنی اور متشابہ آواز کے الفاظ وہی فائدہ دینگے جو اصل الفاظ کی غایت ہے۔

ایک ہندی شکسپیر صاحب نے حبشیون کی زبان سے ملتے جلتے لفظ گانے مین نظم فرمائے ہین "بو ...

"گدرائے ہوئے امرود۔ تاریکی۔ چمگادروں کی یورش"

"ہشش۔ ہشش۔ ہشش۔ بائی کٹ۔ کٹ۔ کٹ"

"بکنے دو۔ ہمیں اُدھر دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے آؤ بھیتا لٹک رہیں"

اوسنے "ارے - ارے - اچھا اسکے بعد عاشق کا ارادہ آئندہ بھانپنے کے لیے "اسکے بعد" کا سوال کیا" یہان کیفیت کوشش "بھی کچھ فضول سی معلوم ہوتی ہے۔

بھلا انصاف تو کیجیے یہ کمبخت "موپاسان" آدمی ہے یا ہوتق - گورستان کو میدان عشق بازی بنانا اور یون جھٹ پٹ خلاملا ہو جانا اگرچہ یورپ خصوصاً پیرس مین بعید نہین مگر مترجم صاحب نے خدا جانے کیون یہ قصہ دہلی کی جانب منسوب فرمایا ابھی اتنی اعلے تہذیب دہلی غریب کو کہان نصیب ہے دہلی کے سر اس قسم کے واقعات منڈھ دینا تو معنوی خیالی اجنبیت لو انتل دو انگل بڑھا دینا ہے

کیا اجنبیت مین اضافہ کرنا بھی مترجم کا فرض ہے کیا افسانہ نگاری اسی کا نام ہے - کیا بلند پایہ ادیبی اہل قلم ایسے ہی قابل ہوتے ہین - کیا دہلی کی طرز معاشرت کا یہی خاکہ ہے - یہان کی بیگمین گورستان مین فاتحہ پڑھنے جاتی ہین اور عاشق پیدا کر لیتی ہین - ہوٹلون مین کھانا کھاتی ہین - گھنٹی بجا کر خادمہ کو بلاتی ہین - ماتمی اور نیم ماتمی پوشاک پہنتی ہین - دھڑلے سے منہ چوسوانا شروع کر دیتی ہین" دیکھا نہ بھالا صدقہ گئی خالہ" پھر اوسکے بعد؟ - دو گلاس پورٹ کے نذر عاشق کرتی ہین -

اعتراضات بہت ہین اور فرصت کم مختصر یہ کہ کتاب بے محل - کتاب کی قیمت" جونی بھی کیے مجھے گھی سے کھاؤ" ڈیڑھ روپیہ مقرر ہے - افسوس ہے کہ ہم مولف صاحب کا دل نہین بڑھا سکتے - مروت اور جھوٹی تعریف ہمین آتی نہین - امید ہے کہ جناب مولف مصنف مترجم برا نہ مانینگے - معاملہ ہے اردو کی بہبود کا ورنہ کاہے کو قلم گھستے فقط

راقم :- ابوالبیڈول مولانا کاواک

فریب نگاہ یا کرشمۂ واہمہ

حضرت پنچ!

دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کے پیتا ہے سانپ کا ڈسا رسی سے ڈرتا ہے - ریگستان پر موج مارتے ہوئے دریا کا دھوکا ہوتا ہے - ترتیب خاص مستطیل نقطون کو مربع مدور کو بیضوی مساوی کو چھوٹا بڑا دکھاتی ہے -

خدا کسی کو سہما ہوا دل نہ دے اسکے جیتون ناشدنی لیت شدنی کا جلوہ نظر آجاتا ہے خدا تخیل کی باگ ڈور تھامے رہے ... قدم بڑھا یا درحد وہم مین جود نے جھگڑا دکھایا - ایک افیمی صاحب نے سڑک کو سانپ سمجھ کے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا دوسرے افیمی صاحب کی پگڑی گر پڑی اپنے سر کے دھوکے اپنے ساتھی کی پگڑی پر پگڑی باندھنے لگے - ساتھی نے کہا "ارے یہ تو میرا سر ہے" اس انکشاف ہی سے یہ سوال پیدا ہوا تو پھر میرا سر کیا ہوا؟ بتاؤ"

سر علی خدا اگھوراہٹ کا بھلا کرے سنتے ہین کہ ایک ناہنجار ہمارے پرانے دوست لالہ لاجپت راے صاحب کی کوٹھی مین گھس آیا خدا جانے بحالت خواب یا بہنگام بیداری - عالم واقعہ مین یا عالم واقعیت مین - مگر گھس آیا اور از بسکہ آجکل ہندوؤن نے ... اور مسلمانون نے مسلمانون کو ستانا چھوڑ دیا ہے گمان سب ہے کہ شخص داخل بشر ورمختون ہوگا بھیس بدلے ہوے تھا - ظاہر کیا کہ بندہ پونا کا برہمن ہے دھوتی کی بندش مین اناڑی پن تھا ریش اسلام کی چغلی کھاتی تھی لہذا جرح ہونے لگی :-

"تم برہمن ہو تو داڑھی کہان سے لائے پونے مین داڑھی نہین ہوتی"

"صاحب مسافر ہون - نائی نہین ملا"

"تو پگڑی اوتار کے چندیا دکھاؤ - اے تمھارے تو چٹیا بھی نہین ہے"

اعتراض معقول تھا حضرت لگے بغلین جھانکنے - بغلین نہ جھانکتے تو کرتے کیا سامنے رکھا تھا "پستول" شیر اور پھر مسلح ساری جرأت تحبس ہوگئی لالہ صاحب نے نوکر کو حکم دیا کہ دے اسکی گردن مین ہاتھ - اب جو وہ

اوٹھا تو اوسکی دھوتی مین لالہ صاحب کو میرا لنظر آگیا - قارورے مین بھالے نظر آتے ہین تو دھوتی مین خنجر کیون نہ دکھائی دے - پہلے تو لالہ صاحب نے اوسے پکڑ کے تھانے پر بھیجنے کا ارادہ کیا پھر کچھ رحم آگیا - اور فرمانے لگے "اب جاؤ"

اس واقعہ کا اگلا حصہ تو خیر مگر آخر حصہ ضرور وہم و تصور کا مرہون گزار ہے - کیا معنی کہ دھوتی کھول کر دیکھنے کے واسطے وضع نہین ہوتی وہ عیب پوش ضرور ہے مگر ناسمجھین سے علی ھذا القیاس چوٹی نہ ہونا اور داڑھی ہونا بھی غیر مسلم ہونے کی قوی سلامت نہین - گرفتار کرانے بغیر گھر سے نکال دینے کے معنی ظرفا یہی سمجھتے ہین کہ دھوتی کی چھپائی ہوی شے نے داڑھی اور چوٹی کا پیدا کیا ہوا یقین شبہہ سے بدل دیا اتنے مین آنکھ کھل گئی خیر انشاء اللہ شر لاعدا اسا -

مسلم و غیر مسلم کی صحیح علامت کا پتہ لگ جاتا تو کیا تعجب کہ اس نوبی کے ساتھ ہی مزعوم سازش کی پگڑی بھی مل جاتی - ایسی برد ہاتھ لگی اور بغیر گرفتار کیے چھوڑ دی یا دوسرے لیڈرون کے حق مین کانٹے بونے - کیے اگر سازشی انجمن کے اور ناہنجار ممبر نے کسی ایسے لیڈر پر چوٹ کی جس کے سامنے پستول نہوا تو گناہ کس کی گردن پر ہوگا -

نکوئی با بدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجاے نیک مردان

اور ہان خوب یاد آیا پستول کے نیچے دھوتی کی مخفی شے

(جسے چھرے سے آپ تعبیر کرتے ہین) کیون لالہ صاحب نے کھلوا نہ لی؟ آخر اس مین شرم کی کون سی بات تھی اور حضرت خود چھیتے تھے تو پولیس ننگا جھوری (تلاشی) لینے مین کبھی جھیتی نہین بیسیون کو روز ننگا کرتی ہے۔

مشہور آدمیون نے ہندو مسلمانون مین تیغ چلانے اور اخبارون مین گلکچھپ ہونے کے لیے اچھے اچھے عنوان اختیار کیے ہین۔ کچھ دنون اُدھر مالوی صاحب نے ایک اشتعلہ چھوڑا تھا تو لالہ صاحب کیون برابر کی جوڑ نہ بھڑکاتے۔

راقم:۔ شوق شہادت

معذرتون کا قبلہ گاہ

آفت کبھی شاید اکیلی آتی ہو۔ اکثر تو یہی دیکھا ہے کہ یا تو برساتی تتلی گھوڑیون کی طرح ایک پر ایک سوار آتی ہے۔ یا پھر دیک کے گچھے اور چیونٹیون کے چھتے کی طرح دس بیس آفتین ایک ساتھ ہی ٹپک پڑتی ہین چنانچہ ہفتہ سے اودھ پنچ دو دو تین روز کی تاخیر سے شایع ہوتا رہا۔ اسکے وجوہ بہت ہین۔

(۱) اڈیٹر کا گھر بیماری نے دیکھ لیا ہے وہ ایک آدمی کی جان لینے پر آمادہ ہے رشوت بھی قبول نہین کرتی قلمی جان مفقود اور اڈیٹر تنہا۔ دن چھوٹا سا آچھین آچھین مین کٹ جاتا ہے رات نذر بیمارداری ہے۔ مضامین جو آتے بھی ہین تو اکثر خوگیر کی بھرتی۔

(۲) مصور صاحب آشوب چشم مین مبتلا کاتب صاحب کی صاحبزادی بیمار۔

بہت کوشش کی مگر وقت کا جبر کسر نہو سکا۔ اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو نمبر ایک ساتھ نکال دیے جائین بشرطیکہ مصور صاحب کی آنکھین رنگ لائین۔ اور جانون کی خیر رہے۔ حرج ہرج لوازم کائنات مین سے ہے۔ اجسام محل حوادث ہین مگر تقاضا کرنے والے کب مانتے ہین لہذا التماس ہے کہ ایک ہفتہ کی مہلت دیجیے آئندہ کے دو نمبر یکجا شایع ہونگے۔ آخر سال مین جو ایک ہفتہ کی مہلت ہم کو مل جاتی تھی افسوس ہے کہ اس سے ہاتھ دھونے کا ارادہ کر لیا ہے فقط

قلم کی بیگار

کہنے کو جسکا جی چاہے کہے کہ ہم رحم دل ہین ہم ہی خواہ خلق ہین ہمارے پیٹ مین مزدورون کی ماتا گھس گئی ہے۔ کوئی مرتا ہے تو ہمارا جی چاہتا ہے ہم مر جائین کوئی محتاج ہوتا ہے تو ہم بھیک مانگنے لگتے ہین۔ مگر چونکہ یہہ سب کہنے کی باتین ہین انگلستان مین جو مزدور ازم پھیلا ہوا ہے یہہ جب حکومت کو گالیان دینے پر آمادہ ہوتا ہے تو نہ ہندوستان کے حق مین حکومت کے "ظلم" گنوانے لگتا ہے یہان کے احمق سمجھتے ہین کہ گورے مزدور ہمارے حمایتی ہین۔ حالانکہ صرف الزام دینا اونکا مقصود ہے۔ نہ ہندوستانیون کی حمایت بارہا انھین بھلا سٹرون مین بے وقوف ہندوستانی منہ کی کھا چکے ہین۔ دیکھیے میان ریمزے میکڈانلڈ نے آخر چونا لگا دیا نہ۔

سنتے ہین کہ پنڈت تروکرم کرشن صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی مین صرف پانچ آنے صرف کیے۔ کنیا دان (جہیز یا دختری خیرات) بھی نہین دیا۔ ہان سادگی تو صرف کی۔ اگر پانچ آنے بھی نہ خرچ کرتے تو اور بھی اچھا تھا لیکن کیا اونھون نے میراث مین بھی لڑکون کے مقابلے مین لڑکی کا حصہ تسلیم کر لیا ہے؟ اگر نہین تو یہہ بہت برا ہوا۔ کیا معنی کہ بیچاری کو نہ باپ کی زندگی مین کچھ ملا نہ آئندہ کچھ ملیگا ؎

وہ بھی بھولا مہربان جو کچھ کہ ہمکو یاد تھا

ایک صاحب لکھتے ہین کہ شام لال کپور اڈیٹر گورو گھنٹال کو بھی وہی سزا دی گئی جو سید لال شاہ مدیر زمیندار کو عنایت ہوئی تھی۔ واد رسے انصاف۔ مگر ہم سے پوچھیے تو ہینہ انتشا مندی نہین۔ کیا معنی کہ انھین سے ایک کو تھوڑی اور ایک کو بہت سزا ملتی تو ہندو اور مسلمان اخبار نویسون کے نیا شگوفہ ہاتھ آتا۔ اسی برکت مرتے کہ آخر اس ترجیح بلا مرجح کے معنی ہی کیا ہین۔ یہہ زمانہ ہے رشک و حسد کا۔ یہان دو نواب زادے حقیقی بھائی ہین دونون مین اَن بَن ہے۔ خاندانی قبرستان مین دونون کا حصہ مساوی ہے؟ اتفاق سے ایک بھائی کے

یہان حضرت عیسیٰ ناواز مین ملک الموت کی مہربانی کسیقدر مبالغہ کے ساتھ نازل ہوئی یہانتک تو پلیچ چوتھائین گھر سے نکل کے قبرستان پر قابض ہو گئین اور اس طرح قبرستان کا زیادہ حصہ ان بھائی کے تصرف مین آیا۔ دوسرے بھائی صاحب بہت جھلائے کہنے لگے۔ واللہ کیا کہیے۔ بھائی صاحب تمام قبرستان پر عمل دخل کیے لیتے ہین ہم سے یہہ بھی نہ ہو سکا۔

کچہری ہو ہم تو یہی کہینگے کہ سیجیب مالک "سیاست لاہور" بہین ایک بڑے جگر آدمی۔ اون کی روش سے کسی کو خلاف ہو تو ہو مگر دُھن کے پکے ہین اور اپنی مشن کے پورا کرنے مین جھجکتے سہمتے نہین حیف ہے اگر مسلمان عموماً اور پنجابی مسلمان خصوصاً اونکے تخت جگر "سیاست" کی مالی مدد نہ کرین۔

یادگار عہد نمرود۔ نمرود کا کی مدت ہوئی چل بسا۔ مگر اپنی خدائی کی یادگار (ایک تہخانہ) عراق مین چھوڑ گیا ہے اسی تہخانے مین وہ اُلٹا لٹکتا اور توبہ کرتا تھا اور یہی تہخانہ اوس مچھر کا زچہ خانہ ہے جسنے اوسکے دماغ مین بسیرا لیا۔ تہخانہ اب نمائش عام کے واسطے کھول دیا گیا ہے عراق کے مسافر اکثر اس مچھرستان مین گئے اور ایک ایک پچہ کا مچھر دیکھ کے بھاگ آئے مگر ابھی تمام یورپ کے منکر اس مچھر کی جانستانی کے معترف تھے شاید اسی میان نے اسی وجہ سے ایک مچھر غریب لارڈ کینون پر مسلط کر دیا جسکے زہریلے نیش نے لارڈ صاحب کو عدم کی راہ دکھائی۔ لارڈ صاحب یلز کے قومی عجائب خانے کے صدر بھی تھے۔ موت بھی عجیب طرز کی ہونی چاہیے تھی۔

مسٹر بلڈ بی اے۔ آدمی تو بی اے اور تلے بی" ہوتے ہی تھے خون بھی بی اے ہو گیا۔ کہتے ہین کہ جرمنی میں ایک صاحب نے اپنی بیبی کی زندہ شامت اعمال کو اپنی طرف منسوب کرنے سے انکار کر دیا بچے اور بچے کی مان اور منکر الولد باپ کا خون جانچا گیا تو بی بی صاحبہ اور والدکے اسی بچی کا خون نکلا "اے" اور صاحبزادے کا خون ٹھیک "بی بی اے" ہو گیا۔ بی بی تاجدرنہ میاں مین تھانہ بی مین امداد بی صاحب زنا کی حالت مین دھری گئین۔ اور کسی کو یہہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ بی مین اے کہان ہے اور اے مین بی کہان۔ یا اسکے بعد بی تو ہو تا ہے آمین قصور کیا۔ قال العظیم کی آزمائش خود کافی نہین تمام "ابجد" کا امتحان کیجیے۔ یہہ بالکل غلط ہے کہ بچہ خود کسی حرف کا مالک نہین بلکہ ماں نفس عمل سے نتیجہ کا مماثل اب دام ہونا ضروری نہین ہے حضرت کہین طاق عدد جفت مین ضرب کھاکے طاق رہتا ہے؟

اردو کو زندہ کرنے والے
نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ
غذاے روحانی
معارف النغمات
یعنی
وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی
ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا دیئے
یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے
اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے
حصۂ دوم مین مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنا یا ہے
یعنی
تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔
استاد محمد علی خان
میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو
کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم
یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے
اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
سیاحت ظریف
یعنی
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
شرائط ایجنسی
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ حوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور و ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور ریکتا دیکھا نہ پیچ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا نا داری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تقاضے پر نیاز مند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۷

مضامین غیر

(بابت ۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء)

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی

یہ شعر تو شاعر نے کسی اولو العزم بے وقوف پر چوٹ کرنے کی غرض سے کہا ہوگا۔ ایک نجومی پر بھی اسی طرح شاعر چوٹ کر چکا ہے جسکے بچون کی والدہ حُسن کی خیرات مفت تقسیم کیا کرتی تھین ؎

تو بر اوج سما چہ دانی چیست
چون نہ دانی کہ در سرائے تو کیست

مگر حقیقت دونون شعرون کا محل استعمال شاید ہی کبھی اس سے زیادہ موزون و مناسب اور کبھی نکلا ہوگا۔ کیا معنی کہ یورپین فاتح دُنیا بھر کی تہذیب کے ٹھیکے دار مفتوح ممالک کے سرہنگ اوستاد بنے پھرتے ہین۔ برائے بردے آزاد کرنے کے بہانے سے بیسیون ملک غلامی کی زنجیرون مین جکڑ دیے اون غریبون کی پُرانی صنعت و حرفت برباد کی اونکی رہی سہی گرمی پڑی بھولی بسری آزادی کے خزانے پر سانپ بن کے بیٹھے اور یون کار زمین " سازی کا کارخانہ کھول کے فراغت حاصل فرمائی۔ لی یون کو آزاد کیا یا وہ خود آزاد ہو گئین۔ اب بجز آسمان پر تھگلی لگانے کے اور کونسا دھندا رہ گیا ہے لہذا ہوائی جہاز کے ذریعے سے وہ کرنا چاہتے ہین جو آج تک شاید کسی نے نہ کیا ہو۔ بابل والے عظیم منارہ یا آسمانی کونچا بنا کے فلک پیمائی پر مستعد ہوے مگر ؎

دل کی دل ہی مین رہی بات نہونے پائی
حیف ہے تم سے ملاقات نہونے پائی

البتہ شاباش ہے حال کے اہل یورپ کی ہمتون کو انکے چیبے بابل والون سے بہت بڑھے ہوے ہین کبھی قطب شمالی پر خیالی گھونسلا بناتے ہین کبھی قطب جنوبی پر انڈے بچے دینے کی فکر فرماتے ہین۔ یہ تو معلوم نہین کہ قطبین کو جنبش دے سکے یا نہین۔ لیکن اسمین کوئی کلام نہین کہ پیر فلک کی داڑھی مین لوکا لگانے کا سامان بائین فرعونیت ضرور مہیا کر لیا۔

اب یہہ ارادہ کرتے ہین کہ ہماری زمین کے گرداگرد کرۂ ہوا ملا گردان ہے۔ آخر اسکا اور چھور کہین نہ کہین ضرور ہوگا۔ دیکھین اسکے بعد ہے کیا؟ گو لڑکے پھنگے بھی ایک کرہ کے جوف مین رہتے ہین اونھین یہہ ہوس کبھی نہوئی۔ حالانکہ پر پرواز موجود ہین۔ نہ اونھون نے نمرود کی طرح عقابون کے تخت کسواکے آسمانی خدا پر تیر اندازی کی ٹھانی حالانکہ ستر استی میل تک گولا پھینکنے والی توپین بنا چکے ہین۔

ایک فرشتے نے کہا تھا ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

انکی ہمت کے پردہان تک پہونچنے کا دعوے کرتے ہین جہان جاتے فرشتون کے پر جلتے ہین ہوائی جہاز کی بال کشائی نے ۱۹۱۰ء مین ۳۵۴۴۲ فیٹ کی بلندی پر ایک جرمنی کو پہونچایا۔ جرمنی عقاب کی دیکھا دیکھی ایک امریکن لفٹننٹ نے ۴۰۰۰۰ فیٹ کی اونچائی پر دم لیکے نیچا دکھایا۔ ماموں سام کے حقیقی بھانجے میان جان بل ہین انھون نے ۴۴۲۴۰ فیٹ تک آسمان دیکھ کے ماموں اور اونکے بھانجے جرمنی کو نیچا دکھا دیا۔

خیال ہے کہ چند ہزار فٹ کی بلندی تک پہونچنے کے ہوا کی رقت جسم خاکی نژاد کے غلط پر غالب آجاتی ہے زندگی محال نظر آتی ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے سانس ہوا ہو جاتی ہے۔ سر چنبر گردن پر گردون دوار بن جاتا ہے اسلیے آکسیجن کے پیپے ساتھ ہین رہا صاحب بہادر کوا ٹھ میل کی جو ہی پر ہوا کی رقیق تھی جو کہین آکسیجن کا پیپا بادخیزی کی بدولت شق ہو جاتا تو ہوش کے ساتھ روح بھی قفس جسم سے اُڑ بھاگتی اور فرشتون کی صحبت مین یہہ پرندے دہم پر نرے دراصل جا ملتے شیخ صاحب کے بارے مین شاعر کہتا ہے ؎

گو شیخ مین ظاہر ہین صفات ملکوتی
حضرت کا فرشتون سے ابھی پر نہین ملتا

مگر یہان محض ایک آکسیجن کا پیپا چھٹنے پر ملکوتی اوصاف حاصل ہو جاتے ہین۔ جل جلالہ۔ بجزان اوصاف کے ابھی تک اتنے اونچے ہونے کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا کیا دکھا؟ ہوا کی رقت اور اپنی بے بسی! کیا سنا فرشتون کی تسبیح۔ نہین جناب اس سے زیادہ عجیب چیز! ایشیائی کوّے ۲۷ میل کی بلندی پر قائون قائون کر رہے تھا۔ یعنی ان سفید بے دُم عقل مندپرندون سے ایشیائی کوا بازی لے گیا۔ اب تو کلاہ گوشۂ فخر اہل ایشیا آسمان سے ٹکرایا! کیا مُنہ لے کے کوئی مونچھون پر تاؤ دیتا ہے۔ ابھی تک آدمی تو آدمی ایشیائی کوّون کی برابری نہ ہو سکی۔ ان کوّون کو دیکھیے نہ آکسیجن کا پیپا ساتھ رکھتے ہین نہ ربر کے کنٹوپ سے چہرے کے منفذ بند کرتے ہین نہ آدمی سے گاؤ تکیہ بنتے ہین۔ تیس ہزار فیٹ تک ہوا ساکن رہتی ہے کوّے خان کو اسکی بھی پروا نہین۔ اسکے بعد آندھی کبھی کبھی چلتی ہے میان زاغ فلک داغ وہان بھی مگن۔ اللہ رے تری رسائی۔ عشاق سے التماس ہے کہ اب دُعا اور نالے کو نارسا نہ باندھین کوّے کے گلے مین لٹکائین اور اڑادین ۲۵ ہزار فیٹ تک کرۂ زمہریر ہے وہان پہونچ کے دعا سنگین ہو جائیگی اور نالہ یخ بستہ آگے گرمی ہے وہ پھر انھین اپنی صورت پر بحال کر دیگی اس طرح چالیس میل تک دُعا و نالہ پہونچا دینے کا ہم وعدہ کرتے ہین۔ پھر اسکے اوپر اگرچہ علم ہیسٹری رہ گیا ہے مگر سمجھنے اور قیاسی گدے لگانے کا خبط بفضل خدا باقی ہے۔ دیدہ خواہد شد۔ بقول حضرت مرزا ؎

فرشتو جب کسی سے ہو تو تیغ سعی بے حاصل
مرے اعمال مین لکھ دو یہ منت یا کیان کیون آئے

راقم۔ عیوضے تیتر

جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہوتی ہے وہ تجدید خریداری کی درخواست بہت جلد روانہ فرمائین۔ " منیجر "

بعد اداے آداب کے التماس یہہ ہے کہ ہمارے آ با و اجداد نے امانتی سودی پوٹ بھی خرید کیے اور سرکار کمپنی بہادر کو نقد روپیہ براے وثیقہ دائمی بھی دیا۔ اب سنتے ہین کہ یہہ وثیقہ پنشن ہو جائیگا حضور مالک ہین مختار ہین مگر انصاف یہہ چاہتا ہے کہ وثیقہ ہمارا وثیقہ ہی رہے۔ الٰہی آفتاب دولت تابان درخشان باد۔

مکرر یہہ کہ وثیقہ پنشن نہو۔

(۸) "اُن کے شاعرانہ خیال نیچرل ہوتے ہین"

خیال واحد ہے جمع نہین فصحا اس مقام پر "خیالات" کہتے۔ یہہ کوئی محل عظمت و تعظیم بھی نہین کہ اہل زبان صاحب واحد کو نواب صاحب بہادر بنادین۔ رہا "نیچرل" تو وہ "سوشل" کا بھائی ہے "سگ زرد برادر شغال" ظن غالب ہے کہ حضرت اہل زبان کی لغتِ حافظہ مین "نیچرل" کا بدل بھی محفوظ نہ تھا۔ وسعت علم اسی کا نام ہے۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت انگریزی پر اوسی طرح حاوی ہین جس طرح طب اور اُردو پر۔

(۹) "کاش اس مین وہ اس درجہ "تقشف" نہ فرماتے۔"

ہان صاحب حکیم ہونے کے بعد بھلا کوئی شخص خشکی اور کھرّے پن کی جگہ تقشف نہ کہے تو ٹاٹ سے اوٹھا نہ دیا جائے؟

مگر یہہ محل طبی اصطلاح صرف کرنے کا نہین ہے لغت دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہوتی تو آپ ہرگز اس مقام پر تقشف صرف نہ کرتے۔ متقشف گھنونے کو کہتے ہین۔ آپکا مضمون طب سے تعلق نہین رکھتا لہذا کوئی باخبر شخص اس فقرے مین تقشف سے خشونت مراد نہ لیگا۔ اور ہماری طرح کے جاہل نہ "کھرا پن" مراد لین گے نہ "اکھڑ پن"۔ وہ بیچارے خیال کرینگے کہ اہل زبان صاحب کے حلق مین بلغم اٹکا تھا پہلے کھنکھارتے "تقش" پھر تھوکنے کی باری آئی تو فرمایا "شف" (تف)۔

(۱۰) "فطرتی جذبات اور حسیات"

واللہ بڑا احسان ہوگا اگر "جذبات" کے لغوی اور اصطلاحی معنی آپ بیان فرمائینگے۔ مگر لغت اور کسی علمی درسی عربی کتاب کی سند بھی ساتھ ہی ارشاد ہو۔ آپ تو حکیم بھی ہین اور اہل زبان بھی "فطرتی" کی جگہ "فطری" فرماتے تو ہم جہلا احسانمند ہوتے کیا معنی کہ ہماری اصطلاح مین "فطرتی" کے معنی کچھ اچھے نہین ہین۔

(۱۱) "موجودہ زبان باہر والون کے لیے کوئی سند نہین"

سچ ہے بغیر "کوئی" کی دُم کے فصاحت تاکمیل رہتی۔ اچھا کیا آپ نے۔ بے دُم کی فصاحت کس کام کی۔

(۱۲) "اقبال کی اُردو دانی مین بہت لوگونکو کلام ہے"

"بہتون کو" بہت سے لوگون کو۔ یا اکثر اہل زبان کو تو ہم بھی بولتے ہین۔ اور اس کوردہ (لکھنؤ) مین ہر شخص یہی کہتا ہے۔ ہان اہل زبان کی بات جدا گانہ ہے۔

(۱۳) "زمانہ نے تاریخ کا ورق پلٹا"

جناب حکیم اہل زبان صاحب! آپ تو ہین اہل زبان بھلا آپ سے کوئی زبان پڑا سکتا ہے! مگر ہم کج مج زبان دیہاتی پلٹنے اور اُلٹنے مین ایک باریک فرق محسوس کرتے ہین یعنے جب کسی جملہ مین فاعل ظاہر ہو تو وہان "اُلٹنا" کہتے ہین۔ اور اگر فاعل ظاہر نہ ہو تو پلٹنا۔ لہذا ہمارے نزدیک مذکورہ بالا جملہ مین "پلٹا" کی جگہ "اُلٹا" ہونا چاہیے۔ اگلے پچھلے شعرا کے افادات اُلٹ پلٹ کے دیکھیے۔ شاید ہمارا قیاس صحیح ہو۔

(۱۴) "ہر جگہ کی زبان سند نہین گنی جاتی"

اُفوہ مدت کے بعد معلوم ہوا کہ "سند" بھی "گنی" ہے جسکی "لوگارثم" اہل زبان صاحب کے پاس موجود ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب مُنہ مین گھنگھنیان بھرکے بیٹھ رہے کہ "ایک چپ ہزار بلا مین ٹالتی ہے" ورنہ اہل زبان محقق حکیم سے ضرور کہتے کہ حضرت پہلے اپنی زبان کی موچ تو کسی کونگر (کمانگر) سے نکلوا لیجیے پھر مجھ غریب پنجابی پر آڑے آئیے گا۔ چند صفحے کی عبارت مین سرکار اہل زبان کی زبان سیکڑون جگہ ٹھوکر کھاکے پھسلی ہے۔ ایسی غلطیان تو اس خاکسار پنجابی نے بھی نہین کین۔ خداوند یون کہیے "ہر جگہ کی زبان مستند نہین۔ ہر جگہ کی زبان قابل استناد نہین۔ ہر جگہ کی زبان سند نہین۔ ہر جگہ کی زبان سند نہین مانی جاتی" سند ہے نمازی کا ٹکا یا نبض کے نقرات و قرعات نہین ہین اسے گنتی سے کیا علاقہ؟

(۱۵) "اور غالب مرحوم کی اتباع کرتے"

معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب مذکر سے ڈرتے ہین چنانچہ قبل ازین "کمال" کو لہنگا پہرا پہناکے حضرت نے "زباندانی" کے قریب بٹھا دیا تھا۔ اب "اتباع" کے کان ناک چھدوا دیے۔ "اتباع" متابعت اور پیروی کا مرادف ہے شاید اسی دھوکے مین حضور جھنس گئے اور مونث حقیقی کے علامات نکاح کے نیچے آگئے۔ کیا ہوا اہل زبان اور پھر حکیم یقیناً مذکر کو مونث اور مونث کو مذکر بنا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ تانیث مین تو طلا اور کھل اُبار کی ضرورت بھی نہین ہوتی۔

(۱۶) "یہان کے عوام کی زبان نہ پہلے سند رکھتی تھی نہ اب سند ہو سکتی ہے"

یک نہ شد دو شد۔ "رکھتی" بھی "گنی جاتی" سے کم نہین۔ اے حضرت اہل زبان کی دور بلا جو جی چاہے کہین کوئی نہین پکڑ سکتا "سند" ہر دیگی چمچہ ہے ایک فعل کی ہنڈیا مین آپ چلا سکتے ہین مثلاً زبان نہ پہلے سند کھاتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند گھومتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند سونگھتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند موتتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند تھوکتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند کھانستی تھی۔ زبان نہ پہلے سند بھاگتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند لٹکاتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند چاٹتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند ناچتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند پھڑکاتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند مٹکاتی تھی۔ زبان نہ پہلے سند پھیلاتی تھی۔ نہ اب سند ہو سکتی ہے (الی غیر النہایتہ)۔

(۱۷) "عشق و معشوقی"

یہان عاشقی اور معشوقی کا جوڑا اہل زبان صاحب کو ناگوار ہوا۔ عشق اور معشوقی کا جوڑا لگا دیا۔ بچون کا ناؤ اہل نخاس خود ہی دیکھ لینگے۔ یہہ مجمول بر حکمت است۔

(۱۸) "بروئے آب نیل یا "روئے آب نیل پر"

خاصیت ہمانہ بود بوم شوم را

ریمزے میکڈانلڈ (دیوانہ) ارے رے رے رے رے رے رے رے۔ مرے۔ مرے رے رے رے

ہندوستان (پری) "بات تمھاری دم میں نہ تھا" بہت اڑتے پھرتے تھے۔ اب ایک ہی بازو ہے۔ برٹش اسپائرکی ہوا خواہی کرنا یک بازو نہ ساتھ اعتبار ہو

ہونا چاہیے"

ایک کاتب صاحب قرآن مین شیطان فرعون سامری اور دوسرے کافرون کا نام دیکھ کے بہت بگڑے آئین ایسی مقدس کتاب اور ایسے ناپاک نام؟ آخر اونھون نے اصلاح دی۔ ان برے نامون کی جگہ اپنے والد اور صاحب فرمائش کے والد کا نام نامی لکھ دیا۔ ایسے بندے بھی خدا نے پیدا کیے ہین۔

ڈاکٹر پر اعتراض ہے کہ اونھون نے "روٹھا آپ نیل" کیون تحریر کیا۔ ہمین معلوم نہین کہ معترض صاحب فارسی کے اہل زبان بھی ہین یا نہین۔ فارس کے باشندے جو اہل زبان نہین ہین مثلاً ناصر الدین شاہ قاجار مرحوم اس "ہے" کو ضروری نہین خیال کرتے ہین۔ "قسم پاریس" "از انجا آمدم خانہ"

(۱۹) "بلکہ شعرا کا حال دکھا نا تھا کہ انکو اپنی عیب زبان دانی" کا پتہ لگے"

واقعی زباندانی ہے تو عیب۔ اسمین شک نہین بظاہر اہل زبان صاحب کی مراد "عیوب زبان" سے تھی جسے "دانی" کے ساتھ مدغم فرما دیا۔ خدا رکھے اس "دانی" کو ایسے بلیغ مجتہدات اس مین سے خارج ہوے ہین کہ سبحان اللہ۔

(۲۰) "اگر ہم ان کی شاعری کے ساتھ "چشم پوشی کرینگے"

"سے" کے عوض "کے ساتھ" کسقدر فصیح ہے۔ اور "دو گے" کی تعریف ہو نہین سکتی ہیگی۔ یہ اہل زبان کا اجتہاد ہیگا۔ کسی کو مجال دم زدن نہین ہیگی۔

(آئندہ بھی کچھ لکھنا مقصود ہیگا)

راقم: خادم الحکما حکیم خواجہ بطلیموس یونانی۔

الایمان

ڈیڑھ سو صفحہ کی خوبصورت واضح قلم سے چھپی ہوی کتاب محمد مقتدی خانصاحب شروانی کی مرتب کی ہوی مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ سے شایع ہوی ہے اس کتاب مین عقائد ضروریہ اہل اسلام کی تفصیل ہے۔ عام مسلمان بچون کے واسطے یقیناً مفید ہے۔ جو لوگ اپنے بچون کو عقائد اسلام سے باخبر رکھنا ضروری خیال کرتے ہین اونھین فوراً منگا نی چاہیے۔ کتاب اتنی مقبول ہوی کہ دوبارہ چھاپی گئی۔ بارہ آنہ قیمت مقرر ہے۔

مطلع الانوار

مولوی مقتدی خان صاحب شروانی ایک خادم علم بزرگ ہین ۱۹۱۶ء سے آپکی نگرانی مین امیر خسرو مشہور شاعر کے افادات شایع ہو رہے ہین۔ امیر خسرو اپنے وقت کے سعدی تھے۔ فارسی زبان کے ساتھ ہی انھین برج بھاکھا پر بھی کامل عبور تھا۔ انھون نے ایک طرف ہندوستانی موسیقی مین عجمی موسیقی کے گرون کا (مثلاً حجاز۔ نقش۔ قول گل۔ شہانا۔ حسینی۔ زیلف۔) اضافہ کیا دوسری طرف ایرانی شاعری مین ہندوستانی اور ہندی شاعری مین ایرانی نازک خیالیان بڑھائین۔ ایسا جامع کمالات بجز خسرو کے اور کوئی نظر نہین آتا جو ایرانی و ہندی علوم و فنون پر یکسان قادر ہو۔

مثنوی مطلع الانوار مین اخلاق و تصوف کے نکات باندازِ لطیف و ظریف حل کیے گئے ہین۔ مضامین کے بارے مین کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے وسعت اور گنجایش ہوتی تو اپنی ترکیب سے چند مضامین ہم بھی نقل کرتے۔

بہرحال ان جواہر کا عرض بازار ہونا ایک نعمت ہے۔ چھپائی اور کتابت قابل تحسین ہے کاغذ بھی خوب ہے ۲۴۰ صفحہ کا حجم ہے۔ والی دکن کے نام سے معنون ہے جو لوگ اہل کمال کے آثار سے مستفید ہونا پسند کرتے ہین اونھین "مسلم یونیورسٹی پریس علیگڑھ شعبہ اشاعت کلیات خسرو" سے درخواست کرنی چاہیے۔ سنا ہے کہ حضرت خسرو کے دیگر افادات بھی مثلاً شیرین خسرو۔ لیلی مجنون۔ آئینہ سکندری۔ ہشت بہشت۔ قران السعدین۔ جواہر خسروی۔ اسی اہتمام خاص سے طبع ہوے ہین مگر ہماری نظر سے نہین گزرے۔

جمال ہم نشین

خاتون اکرم صاحبہ ایک تعلیم یافتہ خاتون تھین اونھین اردو مین مضمون لکھنے کا شوق تھا۔ بیچاری نوجوانی ہی مین دنیا سے روپوش ہوئین۔ علامہ راشد الخیری صاحب نے ان مضامین کا مجموعہ بہت اہتمام سے عمدہ چکنے کاغذ پر چھپوا کے شایع کیا ہے۔ اور خود ہی دیباچہ بھی تحریر فرمایا ہے علامہ راشد الخیری صاحب مضامین کی توصیف و تحسین کے بعد فرماتے ہین:۔

"تعجب ہوتا ہے کہ جانہار کی نظر انتخاب نے جو موضوع بھی پسند کیے وہ حسب حال اجل۔ عالم نزع۔ عبرت گاہ دنیا۔ نیرنگی زمانہ"

مگر تعجب کا محل نہین۔ روح نے پہلے ہی سے روانگی کا ارادہ کر لیا تھا اوسے عالم بالا ہی کی سوجھتی تھی۔

مجموعہ کی ۱۲ قیمت ہے۔ جناب علامہ کی عمر نسوانی اخلاق کی اصلاح مین صرف ہوی ہے کسی دوسرے کی رائے سے بہرحال اونکی رائے مرجح ہے وہ ان مضامین پر صاد فرماتے ہین۔ لہذا "دفتر عصمت دہلی" سے آنکھ بند کر کے بغیر اندیشہ پس و پیش منگا لیجیے۔

برقی انگوٹھی

یہ انگوٹھی نہ کسی سنیاسی کی بنائی ہوی ہے نہ بنارس کی بنی ہوئی نہ متھرا کی بنائی ہوئی۔ بلکہ خاص کلکتہ کی بنی ہوئی ہے۔ جسکو ایک ڈاکٹر نے بجلی کے طاقت سے تیار کیا ہے۔ یہ انگوٹھی بحکم خدا ایسی پر تاثیر ہے کہ انسان کی کل بیماریون کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ انگوٹھی خونی و بادی بواسیر کو اور جریان کو جڑ سے دور کر دیتی ہے۔ اختلاج قلب یا دھڑکن وغیرہ کے مریض کے گلے مین ڈوری مین باندھکر دل کے اوپر لٹکانے سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ تندرست آدمی ہمیشہ اپنے ہاتھ کی انگلی مین پہنے رہے تو تمام وبائی مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ بچہ کے گلے مین ڈالنے سے بحکم رب العالمین بچہ ہر بلا و آفات اور نظر بد سے محفوظ رہتا ہے یہ عجیب و غریب انگوٹھی منگا کر خود بھی فائدہ اٹھائیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی منگانے کی ترغیب دیجیے۔ قیمت ۳ عدد معہ محصولڈاک ایک روپیہ آٹھ آنے (۱۸) چھ عدد معہ محصولڈاک (۳) بارہ عدد معہ محصولڈاک پانچ روپیہ (۵)۔

(۱) انگوٹھی کے خریدار کو ایک انگوٹھی زیادہ دیجائیگی یعنی ۱۲ کے بجائے ۱۳ دیجائیگی۔

حافظ بخش الٰہی سوداگر دواخانہ لوہا بازار نمبر ۱۰ چوک کلکتہ

صادق جنتری ۱۹۲۵ء

اس جنتری مین جدول شہور انگریزی و عربی و آسمی و فصلی و بکرمی و مضامین طبی و فہرست ایام تعطیل و احکام نجوم و تفصیل ایام سعد و نحس و جدول طلوع و غروب و اختیارات غرضکہ تمام ضروری باتین جمع کر دی ہین صادق پریس رکاب گنج لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔ سال آنے دیجیے انشاء اللہ ہر ایک ن قابل نظر و تبصرہ ہوگا۔ ابھی سے کوئی کیا لکھے۔ سستی ہے ایک آنہ دے کے سال بھر تک کام لیجیے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آخر اس چھیڑ سے کیا فائدہ اٹھاتو کچھ
اور ضد بڑھتی ہے ناصح تر سمجھانے سے

ایک قاضی نے آلات کشید شراب گھر سے برآمد ہونے پر صاحب خانہ کو سزا دی تماشائیون مین ایک اہل دل بھی تھے اونھون نے اپنا جبہ خرقہ اوتار احتیاط سے کیا اُور سنبھال۔ جلاد حیرت سے مُنہ دیکھنے لگا قاضی صاحب نے پوچھا کیا ہے؟ مرد خدا نے جواب دیا ہے کیا کچھ نہین شراب سازی کے آلات تلاشی مین نکلے تو سنزا ہی کی حد جاری ہوئی۔ بندے کے پاس آلات زناکاری موجود ہین۔ حضور کا انصاف کسی نہ کسی وقت محض آلات کے وجود پر خاکسار کو بھی پکڑیگا تو سنئے کیا خود ہی سزا قبول کر لون۔ حضور کو زحمت نہ دون یہ طرز انصاف کا منطقی ستم تھا مگر بھوپال کی تشریع ریاست غالبا منطق مین انھین قاضی صاحب کی روحانی کفش بردار ہے۔

ریاست نے پہلے دینی پاس و لحاظ کے زور سے شراب کی بکری روک دی مگر آمدنی مین خسارہ ہوا تو باین عُذر کہ ممانعت سے لوگون کی ضد بڑھ گئی۔ چورا چھپا کے شراب تیار کرتے اور پیتے ہین قانون ممانعت بیفائدہ ہے پھر حکم دے دیا۔ گویا ایک گناہ کیا تھا جس سے توبہ کی ہے۔ استغفر اللہ، اگر کوئی اہل دل وہان ہے تو ضرور وہ تمام ممنوع باتون کے علانیہ جاری کرنے کی درخواست کریگا۔

(۱) چوری جُرمی باعث ہے قانون اسکے خلاف جاری ہو چکا مگر لوگ نہین مانتے۔ پردہ شب مین بغیر اطلاع دیے سیند لگاتے ہین۔ لہذا قانون سے کیا فائدہ؟ ہان یار و کر و چوری ڈاکہ ڈالو۔ چوتھائی مال ریاست کو دو۔ باقی تمھارے باپ کا مال ہے۔

(۲) چھنالا (زنا) ہزار تدبیرون سے روکنے پر بند نہ ہوا۔ وہ قانون ہی کیا جسکی پابندی نہ ہو سکے۔

(۳) جھوٹی گواہی دینے پر سزائین بھی دین اور مولون سے بھی نصیحت کروائی مگر ہیچ نہ شد۔

علی ہذا القیاس جملہ ممنوعات جنکا ارتکاب شرعا اور قانونا ممنوع اور قابل سزا ہے ہمیشہ سرزد ہوتے اور ممانعت کے باوجود ہوتے رہے۔ انھون سب جاری کر دیجیے۔

من چاہے مُنڈیا ہلائے۔ اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اسی کا نام ہے ٹیکس کی چاٹ اور آمدنی کی طمع تھی تو کیون خواہ مخواہ اعلان کرکے اہل عقل و دیندارون سے تعریفین کروائین؟

مشکل ہے ضبط گریۂ بے اختیار کا
کب تک نگاہ ہیائی دریا کرے کوئی

ہان صاحب مشکل ہے اور بہت مشکل ہے بیمار پھوڑا آہستہ سے اُنگلی پھیرتے ہی رسنے لگتا ہے۔ دل بھرا ہو تو ادنیٰ سی استمالت آنکھون سے گنگا جمنا بہا دیتی ہے۔ مگر گریۂ بے سبب پر ہر صاحب عقل متعجب ہوتا ہے چنانچہ جب ہمنے سُنا کہ شہریار افغانستان کیخدمت مین ایک مسلمان زردوز کے پیش کرنے کے وقت حاجی شوکت علی صاحب جھکو ہچکو رونے لگے تو علت گریہ کی تلاش مین ہمین ناکامی ہوئی۔

آخر کیون روئے؟۔ زردوزی کا کام اچھا نہ تھا! مزار کش (ار علامت افلاس ہے؟ (ارتھا یا کوئی مرثیہ؟ کبھی اور بھی یون آنسو اُمڈے تھے؟ شہریار افغانستان کے سامنے رونا مستحب تھا؟

اخباری کاغذون مین چھپا ہے کہ حاجی صاحب نے گریہ آمیز آواز مین فرمایا:-

"ما مسلمانان ہند غریب (مفلس) ہستیم۔ بجز دعا سے برتر ما ہیچ وسیلہ نداریم"

غربت یعنے بے وطنی قہری و جبری نہین ہے۔ اسکے علاوہ حدیث مین ہے مسعود الاسلام غریبا اس پر رونا کیسا؟۔ رہا افلاس تو وہ کل افراد پر طاری نہین اور ہم کبھی باور نہ کرینگے کہ حاجی صاحب اپنے افلاس پر ایک بادشاہ کے سامنے رو دیے۔ لاحول ولا قوۃ سپاہی آدمی کہین افلاس پر روتا ہے۔ شہریار افغانستان کیطرف بھی یہہ گمان نہین گذرا اور نہ وہ "لا تقنطوا" کی برکت پر نازان تھا اور مُنہ چومنے کے عوض پہاڑ نہ تو اب خرچ سفر یورپ کا چالیسوان حصہ ضرور دے نکلتے۔

الغرض جب تک بڑے حاجی صاحبان گریہ اسے سیال کی گرہ کشائی خود زبان مبارک سے نہ فرمائین یہہ معمہ غیر محلول رہیگا۔

ہم سچ کہتے ہین کہ رونا دھونا بالکل خودداری کے خلاف ہے اور حاجی صاحب کی پیشانی مقدس یا محراب جبین ان بوسہ ہائے عقیدت سے سابق کی بہ نسبت اب زیادہ متبرک نہین ہوئی ہے

تا کے کنی بہ گریہ طلب آرزوئے دل
اے دیدہ پیش خلق مریز آبروئے دل

یہہ ناغہ شدہ نمبر ہین ان نمبرون پر جو تاریخ درج ہے وہ تاریخ اشاعت نہین بلکہ تاریخ سلسلہ ہے۔ "مینیجر"

التماس

ناظرین اودھ پنچ کی خدمت مین التماس ہے کہ جواہر جنتری ۱۹۲۵ء نہایت آب و تاب سے چھپکر تیار ہو گئی ہے مضامین نظم و نثر نہایت اعلیٰ درجے کے لکھے گئے ہین۔ کاغذ اور طباعت بھی بہترین ہے عام قیمت فی جلد ۸ لیکن خریداران اودھ پنچ کو صرف دو آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر روانہ کی جاویگی۔

حوالہ کے ساتھ پتہ صاف لکھیے۔

حکیم سید نجیب نواب بیت الشفا۔ گیا (صوبہ بہار)

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ رسالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھہ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا تاداری یا یتیمی کا واسطہ لانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

پنجوقتہ رکوع و سجود پر اہل تہذیب ہنسیں گے۔ مشا ٔلوؔ
لندن ایک سیلا گیلا ٹھنڈا مقام ہے وضو اور نماز
کے جھنجھٹ میں پھنسنے کی اجازت وہاں کا مکھیہ گرانی
صحت بھی نہیں دیتا اور کوٹ پتلون کی شکنجہ نما
ساخت بھی کمر کیڑ تی ہے لہذا یہ بھی مشا ٔلوؔ۔

لیکن ہماری دانست میں مسلمانوں کو اس مشا ٔلوؔ سے
بحث کرنے کا محل نہیں انھیں "آمنوا" کے بعد "عملو الصلحت"
کی کھلی ہوئی قید خود بخود نظر آجائے گی۔ ورنہ ایرانی آغا
کی طرح قلم یا ب غلہ می خورند میگو بند حال روٹی ..... را
قائدہ می کنند میگو بند لنگوٹی" رہیں گے اور مغرور
رہیں گے۔ کتاب الاذکیا میں ایک اسلامی حاکم کا
حال مذکور ہے کہ اس سے اور ایک نصرانی سے یارانہ
تھا۔ پینگ بڑھے ہوئے تھے۔ حاکم صاحب نے صاحب
ایک دن کہا کہ یار تم مسلمان ہو جاؤ۔

نصرانی: "اجی کبھی۔ رہنے بھی دو بھائی۔ حضرت
شراب نہ چھوٹے گی"

حاکم: "بس اتنی سی بات کے لیے تم اسلام سے
انکار کرتے ہو۔ اجی اسلام چند عقائد کا نام ہے
تم انھیں دل سے قبول کر لو اور مزے سے شرابیں
لنڈھاؤ"

بات آسان تھی صاحب بہادر مسلمان ہو گئے
کچھ دنوں کے بعد حاکم صاحب نے آنکھیں دکھائیں۔

حاکم: "کیوں جی تم شراب نہیں چھوڑتے۔ لانا تو درہ"

نصرانی: "دیکھیے جناب میرے آپ کے پہلے ہی طے
ہو چکا تھا۔ زیادہ پریشان کیجیے گا تو بندہ اسلام کو
بھی تین سلام کرے گا"

حاکم: "ہاں مرتد ہونے کا ارادہ ہے تو لاؤ تلوار"

نصرانی: "ہائے غضب میں جان ہے۔ شراب نہ چھوڑو تو
درہ پڑ سکتا ہے۔ اسلام سے منہ موڑو تو شمشیر کا کوندا
لپکتا ہے"

یہاں یقین ہے کہ سیڈے صاحب حج کرنے کے بعد
اپنی پہلی رائے سے اب تک عدول کر چکے ہونگے۔ قاضی
موجود نہیں۔ تازیانہ و شمشیر کا وقت ختم ہو چکا۔ اجرائے
حدود کی دھمکی تو بیکار ہے۔ لیکن دماغ معنی آفرین
موجود ہے اگر کچھ نہیں تو یہ کیا کم ہے کہ گورے چہرے والے

روحانیت میں کالے ایشیائیوں کی شاگردی کا اقرار کرتے
ہیں۔ اسلامی مردم شماری کا حلقہ وسیع ہوتا ہے۔
بہرحال لارڈ صاحب کی خدمت میں خیر مقدم کا
مشا ٔلوؔ حاضر ہے۔ گر قبول افتد زہے مشا ٔلو۔ تم مشا ٔلو۔
شہ کی یہ آخری ہچکی تبلیغ کانفرنس کے واسطے
بہت مبارک ہوئی۔ خدا کرے عام اسلام اور قادیانی
مشن لاٹ صاحب کے بارے میں متفق رہے۔ والسلام

نیاز مند ــــــــــ

سیاحِ جہانِ اسلام صاف گو فلاسفر

فرنچ۔ جناب فلاسفر صاحب! غریب لارڈ ہیڈلے پر
آپ فضول طعن کرتے ہیں۔ پنجوقتہ نماز اور پھر جاڑوں
میں اچھے اچھے مسلمانوں کے ننیتھر ڈگا دیتی ہے۔
اصمعی سے ایک حکایت منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں
کہ میں سفر میں تھا۔ سردی زوروں پر تھی ایک بڑے
میاں الاؤ لگائے آگ سے تاپ رہے تھے پھٹی چھڑا
ہوا حضرت کے دوش مبارک پر پڑی ہوئی تھی۔ اور
گنگنا رہے تھے ؎

اذا اللّٰہ اعطانی قمیصا وجبۃ	اصلی لہ حتی اوسد فی القبر
وان لم یکن الا عباۃ تمزقت	فانی بہ دالماء یارب من صبر
اتحسب بی ان اصلی عاریا	وتکسوغیری کسوۃ البرد والحق
فواللّٰہ لا صلیت للّٰہ معنیا	ولا اختہا الا اخیرۃ للعلم والنفس
ولا الظہر الا یوم شمس دفیۃ	وان غیمت فالویل للظہر والعصر

اللہ میاں نے اگر مجھے ایک جبہ اور ایک عمدہ قمیص عنایت
کر دی تو میں اُنکی نماز میں اسوقت تک پڑھتا رہوں گا
جب تک گوشۂ قبر میں جگہ لوں۔
اور اگر انھوں نے اس پھٹی چری عبا پر مجھے ٹالا تو اسے
اللہ بندہ اس جاڑے پالے ٹھر اور برف کا مقابلہ نہیں
کر سکتا۔
کیوں خدا تو سمجھتا ہے کہ میں ننگا دھڑنگا ہونے کی حالت
میں تیری نماز ادا کرتا رہوں گا اور اغیار جاڑے گرمی
کی پوشاک ڈاٹے اینٹھتے پھرینگے۔
تیری ہی ذات کی قسم اسطرح تو میں نہ مغرب کی نماز پڑھونگا
نہ عشا کی نہ صبح کی۔
نہ ظہر کی مگر جبکہ آفتاب خوب جلال پر ہوا اور دھوپ کا لاڈلا
لحاف ٹھٹھرے سردیائے ہوئے جسموں پر پڑا ہوا۔ لیکن

اگر بدلیاں گھر آئیں تو ظہر اور عصر کی نماز کا بھی خدا حافظ

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کملی بڑے میاں کو اوڑھا دی
اور پوچھا کہ اب تو نماز پڑھنے میں کوئی عذر باقی نہیں ہے
بڑے میاں خوش ہوئے اور فرمانے لگے خدا کی قسم اب
ضرور پڑھوں گا۔ یہ کہا اور جھٹ سے تیمم کیا میں نے
اعتراض کیا کہ پانی موجود ہے خاک پانی کیوں کرتے
ہو۔ فرمایا میں تم سے زیادہ فقہ جانتا ہوں۔ اسکے بعد
حضرت بیٹھے بیٹھے قبلہ کی طرف پھر گئے۔ میں نے ٹوکا
تو کہنے لگے معذور ہوں اپنے خدا سے عذر کر لوں تم کام
کون ہو۔ پھر انھوں نے نیت باندھ کے اللہ اکبر
تکبیر کہی اور سورہ پڑھنے کے عوض یوں شاعری کرنے لگے ؎

الیک اعتذاری فی صلوتی قاعدا	علی غیر طہر موجہا نحو قبلتی
فمالی ببرد الماء یارب طاقۃ	ورجلی لا تقوی علی حمل رکبتی
ولکننی احصی قولی قاعدا	واقضیکہا یارب فی وقت طاقتی
فان انا لم افعل فانت محکم	بصفعات راسی بعد نتف السبلتی

بیٹھے بیٹھے نماز پڑھانے کا عذر چکے پاک بھی نہیں ہوں تیری
جناب میں کرتا ہوں۔ ہائے ہائے اس ٹھنڈے پانی کی ایذا

(نمبر قابل فروخت)

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

بحکم خان بہادر جناب نواب سید محمد سلطان صاحب آنریری منصف
نمبر مقدمہ ۱۱۴ سنہ ۱۹۲۰
بعدالت آنریری منصفی پرگنہ شمس آباد پچھیم ضلع فرخ آباد
بہاری لال ولد جواہر قوم کوری ساکن موضع کستری پرگنہ شمس آباد پچھیم مدعی

بنام

بنواری لال ولد ... قوم اہیر ساکن موضع ... پرگنہ شمس آباد
پچھیم حال موجود موضع مسمریا علاقہ منصفی بلگرام ضلع ہردوئی خود
روداد کھاجمت ... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... کے دائر کی ہے
لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء وقت ۱۰ بجے
دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف
کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکتا ہو یا جس کے ساتھ کوئی اور
شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے
کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال
قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہ
کی شہادت پر نیز تمام دستاویزات جن پر تم کو بحث ... ہو
استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو۔ تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر
بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بہ غیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۸ ماہ دسمبر
سنہ ۱۹۲۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

ارون :- این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را"

انڈیا:- جی ہاں۔ غلاف میں رہینگے۔ دُم جوڑ کے انڈے دینگے۔ تتلی بن کے اُڑ جائینگے شہتوت کی ٹہنی حاضر ہے"

دیکھیے۔
"انہ صاحب تپیلے جب وہ آنکھیں پاس"

قرآن سے دل لگی

بحوالہ سیاست ناشرم لاہور مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۶ء معلوم ہوا کہ ۲۹ دسمبر کو لاہور مین مسلم لیگ کا ایک جلسہ ہوا۔ جلسے کے اغراض کچھ ہونگے۔ اُن سے ہمین واسطہ نہین ہمارے مطلب کی تو ایک ہی بات ہوئی۔ چودھری افضل حق اور سر محمد اقبال کی چشمک مین قرآنی دل لگی کا سلسلہ چھڑ گیا۔ یعنی سر محمد اقبال نے ۱۹۱۶ء کے لکھنؤ کے معاہدہ کا ترانہ چھیڑا۔ شاعرانہ موشگافی کے کرتب اور ایہام مالایلزم کی صنعت کے کھیل کھائے دکھائے ترانہ کا ٹیپ کا مصرعہ یہ پڑھا ؎

شاعری جزویست از پیغمبری

چودھری صاحب علم پیغمبری مین خدانخواستہ اقبال صاحب سے پیچھے نہین ہین اُنھون نے فرمایا "قرآن شاعرون کی نسبت کیا کہتا ہے؟" سر اقبال نے جواب دیا کہ چودھری صاحب نے ساری آیت نہین پڑھی۔ حضرت علیؓ اور دیگر رہنمایان اسلام شاعر تھے۔ اس نادان کو اسکی کیا خبر چودھری نے دعویٰ کیا کہ مین نے آیت پڑھی ہے۔ اسپر کوئی اور بول اُٹھا کہ "جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے" اس مصرعے سے کیا مطلب ہے۔

بحث تھی مزے کی مگر صدر صاحب غالباً خوش مذاق نہ تھے اُنھون نے تقریر ملتوی کر دی۔ ورنہ شاعری کے متعلق چند قرآنی نکات اور بھی عوام کو معلوم ہو جاتے۔ سر اقبال سے یہ سوال ہوتا کہ ۱۹۱۶ء کے معاہدے مین شاعری جو پیغمبری کا ایک جزو ہے کس طرح داخل ہو گئی چودھری صاحب سے دریافت کیا جاتا کہ قرآن نے کن شاعرون کی مذمت کی ہے۔ وہان تو وہی شعرا مراد لیے گئے ہین جنکا قول مطابق فعل نہین ہوتا جو پیمبر کو شاعر مجنون کہتے تھے جنھون نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم قرآن کا جواب دے سکتے ہین اور پھر جواب نہ لکھ سکے مثلاً عبداللہ ابن الزبعری۔ ابوسفیان۔ ابو عزہ۔ شعر کی جتنی تحسین صاحب شرع نے کی ہے اُتنی خود شاعرون نے نہین کی وہ تو کہتا ہے "ان من الشعر لحکمۃ" ہے۔ اُس نے حسان بن ثابتؓ سے قصیدہ سُنا۔ شعرا کو انعام بھی دیے۔ عرب ہی کی تخصیص نہین حبشی قصیدے بھی سُنے انکے چچا ابوطالب شاعر تھے جن کا ایک شعر بہت مشہور ہے ؎

الم تعلموا انا وجدنا محمدا
رسولا کموسیٰ خط فی اول الکتب

(جو بشارت حضرت مسیحؑ توراۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے) بلال حبشی نے صورت دیکھتے ہی شعر پڑھا ؎

اره تولا کنکر ا
کراکوری منسل ہرا

اس شعر کا ترجمہ بھی کسی شاعر نے کیا ہے ؎

اذا المکارم فی آفاقنا ذکرت
فانما بک فینا یضرب المثل

یعنی جب مکارم اخلاق کا ذکر ہمارے یہاں کیا جاتا ہے تو آپ کی ذات ضرب المثل کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

بحالت عدم وقوف چودھری صاحب کو دل لگی دل لگی مین قرآن کی آیت پیش کرنے سے پہلے آیت کی شان نزول معلوم کر لینی تھی۔ زیادہ مناسب تو یہ تھا کہ چودھری صاحب سر اقبال کے شاعر ہونے ہی سے انکار کر دیتے اس لیے کہ ۱۹۱۶ء کے معاہدے پر خواہ مخواہ کی نکتہ چینی کسی اچھے شاعر کا کام نہین ہے۔ کیا کہین دونو غلطی پر ہین ڈگری کسے دین؟۔

عذر و شکر

(منجانب خاکسار اڈیٹر)

عذر۔ دو پرچے آخر ناغہ ہو گئے۔ لاکھ حضرت ملک الموت سے التجا کی کہ حضرت لطف و کرم فرمائیے مگر اُنھون نے ایک نہ سُنی۔ سُنتے ہین کہ دوسرون کے بارے مین سفارش مقبول ہوتی ہے۔ اس کا تجربہ بھی ہو گیا۔ ادھر سے اصرار اُدھر سے انکار۔ فرشتون سے کس کا بس چلا ہے وہی جیتے۔ ۱۹ دسمبر کو اپنا گھر اپنی نگاہون مین اجنبی ہو گیا۔ اگر دوست سون نہ کھینچ لیتے تو ہم اس حالت مین بھی پرچہ نکال لیتے۔ اول تو لکھنے والے عنقا اور ہین بھی تو انھین اسی محل پر کوتاہ قلمی کا معرکہ سر کرنا تھا۔ خانہ ویرانی کے بعد معلوم ہوا کہ نظر جیب پر چھ دہ نکالے چو پہلا دل اللہ ہو ؎

نکلے نیر رنگ ہو ا
نے غسیم وزد نے غم کا

خلقی شوخ طبعی مرتے دم تک ساتھ دیگی۔ جو کچھ گزری اپنے ہی نفس پر۔ حقوق عباد و فرائض عیال داری مذہباً کے خار راہ نہ سمجھیں گے۔

اس نمبر پر تاریخ ۲۸ دسمبر کی ہے مگر یہ اس سال کا آخری نمبر ارادہ ہے کہ کبھی کبھی حجم بڑھا کے شدہ کے گھاٹے کا بھاؤ بنائین دیکھیے جو نہو جائے مشکل یہ ہے کہ بندہ گھر مین بھی تنہا ہے اور دفتر مین بھی۔

شکر۔ (۱) اُن احباب کا جنھون نے تعزیت کے خطوط لکھے۔ صبر کی ہدایت کی۔ شریک غم ہوئے۔

(۲) اُن جرائد کا جنھون نے کلمات خیر و تسکین کے ساتھ ہی خریداران اودھ پنچ کو پانچ یا تین یا دو روپیہ کی عظیم الشان رقم کے متعلق اطمینان دلا دیا کہ ماری گئی نہین نہین گئی اودھ پنچ پھر نکلے گا تعطیل قہری و اختیاری نہین ہے۔

(۳) اُن خریدارون کا جنھون نے تقاضا نہین کیا۔

(۴) اُن بعض مضطرب حضرات کا جنھون نے عجیب و غریب تحریرون سے ہمارا غم غلط کیا :۔

"حضرت معلوم ہوا کہ آپ بھی پورے ٹھگ ہین۔ سچ ہے یہ ساری نصیحت دوسرون ہی کے واسطے ہے آدمی جانین بسے سونا جانین کسے فوراً بقیہ دام پھیر دیجیے غضب ہے مہینہ بھر مین ایک پرچہ بھیجا۔ آپ کے دینے کا ثواب تو ہے نہین۔ اس سے کسی محتاج کو نہ دین جو عاقبت مین کام آئے۔"

سال جدید کے پرچہ مین

ایک نہایت عمدہ نظم بطور ضمیمہ لکھنؤ کی کنکوے بازی پر شایع ہو گی۔ یہ شغل نہایت لعون ہے بڈھے بڈھے چالیس چالیس برس کے زیرے اللہ رکھے دن دن بھر کنکوے کے کرتب دکھاتے رہتے ہین۔ وہ ٹھکیون کے ساتھ داڑھیان اُچھلتی ہین کہ جھلجھل کیا اُچھلے گی۔

سال نو کا نمبر بھی تیار ہے۔ فقط۔ منیجر۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوائے معتبر بیجھک

اکسیر ماہی سقنقور ابست
قسمت پین دیوان معنویست

اعضائے رئیسہ کو طاقت پہونچانے مین ادویہ کی شاہد ہے مگر یہ طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول ہے کہ شعر مین نظم کیا گیا ہے اگر ماہی سقنقور کے بعد دنیا مین کوئی دوا ہے تو یہی ممسک ہے مغلظ ہے سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے

قیمت فی بکس ۱۲ خوراک (ـــه)

ماء اللحم عنبری و آتشہ خاص الخاص

یہ ماء اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے یہ وہ نسخہ ہے جسکی بابت ہندوستان مین شہرت ہے چاہے راجگان و مہاراجگان کے لیے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع پہونچے نہایت قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک عنبر وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ اور چہرہ کا رنگ سرخ و سفید کرنے والا۔ کمزوری کو دور کرنے والا بواسیر مین مفید۔ گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (ـــه)
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیمانہ مفت

طلائے مسیحی

اعصاب کی تقویت مین بے نظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگون نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگین خراب ہو گئی ہون ان کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ مین اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسون کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتون مین تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عـه)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے جسکا مثل و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے مین بے نظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی مین ہیجان پیدا کرتی ہے۔ جریان و حرارت و رقت و خیزابی کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسون اور ناامیدون کی امید کو بر لاتی ہے بڈھون کو لطف شباب ہے اور انکی طاقت مین تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑون نامراد اور بدھون کے مایوس العلاج اس سے صحت یاب ہو چکے ہین۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک مین بھی خاصی افزونی ہو۔

قیمت فی بکس ۲۰ خوراک مع محصولڈاک پانچ روپیہ (ـــه)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے — منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ — فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب سید منظر علی صاحب رضوی، ایڈیٹر اخبار البشیر تحریر فرماتے ہین کہ آج نیصد کی آنکھین اس عینک کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہین ہے جاننے سے شکر ہے کہ حکیم سید نتھے نواب صاحب نے کحل الجواہر تیار فرما کر عینک سے بے نیاز کر دینے کی سعی فرمائی ہے ہم مریضان چشم کو مشورہ دیتے ہین کہ اس اکسیر سے فائدہ اٹھائین ہمنے خود تجربہ کیا ہے کہ اس سرمہ کی صرف دو سلائیون مین قدرت بینائی کی جو طاقت ہے وہ بہت سے کحل مین نہین اس کحل الجواہر کے متعلق ہماری ضمانت ہے کہ بیحد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی عـه سلائی مفت
تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف

المشتہر
حکیم سید نتھے نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — سنگرہنی، کھانسی، ہیضہ، درد پیٹ، درد دانت، دست، انتطلاعات اور جلاب کے امراض کیلیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی مین چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہین۔ قیمت ۸ مر مین سب جگہ بکتا ہے۔

دورگج کیسری — یعنی دادکو بلا جلن کے جڑ سے کھونیوالی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا — بچونکی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور بھر تیلا بنانیوالی میٹھی دوا قیمت ۱۲ مر فہرست علیحدہ گی۔

اپنے شہر کے دوا فروشون سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ
ہمارے یہان کے سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس نخاس لکھنؤ

سچا ہمدم و دلی دوست

جبکہ آپکی طبیعت ناساز ہو بدہضمی قبضیت جریان احتلام اور خون کی خرابی وغیرہ سے زندگی بیزار ہو گئی ہو دل کمزور ہو گیا ہو ایسی حالت مین سچے ہمدم کا کام آتنک نگرہ گولیان ہی دینگی دل کو مضبوط بنا کر دلی دوست ہونیکا ثبوت دینگی ایکدفعہ ضرور تجربہ کرین

قیمت فی ڈبیہ عـه ۵ ڈبیان چار روپیہ (للعـه)

وید شاستری جامنگر کاٹھیاوار
ایجنٹ اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

لطف حیوۃ

مجربات عالیجناب حکیم آغا شکوہ صاحب مرحوم طبیب شاہی لکھنؤ اور بہترین نسخہ ہے یہ گولیان ہین جو حکیم صاحب موصوف نے خاص حضور جلالتشاہ بہادر مرحوم شاہ اودھ کیلیے بڑی جانفشانی سے تیار کرنے تھے مقوی و پائیدار دو نون خاصیتین ایک ہی گولی مین ہین مریض کو غنیمت جانئے نمونہ منگا کر آزمائش کیجیے اگر آپکا ثابت ہو تو مزید فرمائش ورنہ درگذر کرتا ہشتہ بایدو ساختہ پر عمل کیجیے۔ قیمت فی نسخہ ۲۰ گولی مع محصولڈاک ریشم۔ بنوٹ جن حضرات کو قوت مردمی کا کامل و بے نظیر علاج کرانا ہو وہ بھی بتہ ذیل سے خط و کتابت کرین۔ پتہ

سید قاسم حسین رضوی دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ